زبور کی تفسیر

تمہید

بہت برسوں سے یہ ضرورت محسوس ہو رہی تھی کہ زبور کی عمدہ تفسیر سلیس عبارت میں اُردو خوانوں کے لئے لکھی جائے۔ اگرچہ اُردو میں تفسیروں کی بہت کمی ہے لیکن خاص کر زبور کی تفسیر کا مطالبہ اکثر اصحاب نے کیا اور اس اُمید میں رہے کہ کوئی عالم مسیحی اُردو میں زبور کی ایسی تفسیر تیار کرے جو اپنے روحانی مسیحی تجربے سے اس کی تشریح کرسکے۔ لیکن جب مایوسی کی زیادہ برداشت نہ ہوسکی تو یہ ارادہ کیا کہ کیوں ایک عام قابلیت کا شخص جس کو علم و فضل کا غرہ نہ ہو اس کام کو ہاتھ لگائے اور اپنے اس کارِ خیر سے دیگر علمائے مسیحی کو اپنے ایسے کام کے ذریعہ ایک زیادہ بہتر و عالمانہ رنگ میں رنگی ہوئی تفسیر لکھنے کی تحریک دے۔ اس لئے اس ناچیز نے دعا کی کہ خدا ایسے کارِ خیر کے شروع کرنے کی توفیق بخشے چنانچہ دریائے غیرت جوش میں آیا اور یہ ولولہ دل میں گدگدایا کہ یہ کام ضرور شروع کیا جائے۔

بائبل شریف کی کتابوں میں سے زبور کی کتاب کئی امور کے لحاظ سے بڑی اہمیت رکھتی ہے۔ پادری شہباز صاحب مرحوم نے زبور کی کتاب کو پنجابی میں منظوم کر کے پنجاب کی کلیسیا پر جو احسان کیا اس کے بیان کا قلم گویا نہیں۔ دیہاتی مسیحیوں میں وہ ایسی ہر دلعزیز ثابت ہوئی جس کا کچھ حد و حساب ہی نہیں فی الحقیقت یہ کتاب بائبل کی دوسری کتابوں سے کئی باتوں میں متفرق ہے۔ کہتے ہیں کہ بائبل کی دیگر کتابوں میں جتنے نفیس و مفید مضامین مندرج ہیں وہ سب مختصراً زبور کی کتاب میں قلمبند ہیں اور نظم میں ہونے کی وجہ سے زیادہ موثر ثابت ہوتے ہیں۔ خدا نے جو سلوک اپنی امت سے کئے ان کا خلاصہ یہاں درج ہے۔ خدا کے مقدس لوگوں کے دھیان گیان اور

پاک افعال واعمال کی اس میں تعریف پائی جاتی ہے۔ آسمانی رازوں کا یہ عالمگیر اعلان ہے اور جن لوگوں کے دلوں میں ایسی روح تاثیر کرتی رہتی ہے وہ اس کتاب کے مزامیر پر خاص دھیان لگاتے ہیں اور ایسے غور و فکر کرنے سے ان میں ایسا الٰہی مزاج پیدا ہوجاتا ہے جس سے وہ روحانی کمال حاصل کرنے کے قابل ہوجاتے ہیں۔

الغرض وہ کونسا مضمون ہے جس کو انسان جاننا چاہتا ہو اور وہ اس عجیب کتاب میں نہ ملے ۔ مبتدیوں کے لئے وہ ایک آسان قابل فہم دیباچہ ہے۔ دلیرانہ عالی حوصلگی اعلیٰ عدل والانصاف سنجیدہ اعتدال و میانہ روی۔ صحیح حکمت۔ بے ریا توبہ۔ اتھک صبر اسرار الٰہی مسیح کے دکھ۔ غضب الٰہی کے ڈراوے فضل الٰہی کی تسلیاں قدرت الٰہی کے کام اور آئندہ جہان کی خوشیاں سب اس کتاب میں مذکور ہیں۔ اگر کسی شخص کے دل میں غم یا بیماری ہو یا زخم کاری ہو تو اس کے مودی خانے میں اس کا علاج و مرہم ہر وقت دستیاب ہوسکتا ہے۔ الغرض یہی وہ کتاب ہے جس کو قدیم بزرگ حفظ کیا کرتے تھے یہی وہ کتاب ہے جو ہر بیداری کا پیش خیمہ رہی ہے۔ اس لئے یہ کتاب خاص غور و مطالعہ کی مستحق ہے۔

پہلا باب

دیباچہ

زبور کی کتاب نظم میں لکھی گئی۔ یہ نظم اس قسم کی ہے جو باجے پر گائی اور بجائی جاتی تھی جس میں دل کے گہرے جذبات کا اظہار ہوتا تھا جیسے واسوخت۔ ریختہ وغزل وغیرہ میں ہوتا ہے اور اس قسم کی نظم زمانہ قدیم سے مروج ہے اور عبرانی نظم عموماً اسی قسم کی ہے۔ قدیم اسرائیل میں شاہنامہ یا ناٹک کی طرز کی نظم کا رواج نہ تھا۔ چونکہ عہد عتیق بنی اسرائیل کی دینی تاریخ ہے۔ اسی طرح زبور کی کتاب دینی نظم کی کتاب ہے۔ اس میں ایسی نظموں کا ایک مجموعہ پایا جاتا ہے۔ عہد عتیق کی باقی کتابوں میں خدا انسان سے متکلم ہے لیکن زبور کی کتاب میں انسان خدا سے متکلم ہے اور اپنے دلی خیالات وجذبات کو خدا کے سامنے ظاہر کرتا ہے۔ زبور کی کتاب میں یہ دکھلایا گیا کہ اخلاقی شرع انسانی رفتار وگفتار کی رہنما ہے۔ اس لئے عبادت کی ریت و رسوم کو اس نے خیر مقدم کہا اور ہیکل میں خدا کے حضور میں حاضر ہونے پر خوشی کا اظہار کیا۔

تاریخ دنیا میں خدا کے احسانات اور انسان کی ناشکر گزاریوں سے سبق سکھلایا گیا۔ زمانہ ماضی کی یاد زمانہ حال کے لئے ایک عبرت و آگاہی ہے۔ اور مصیبت و آزمائش کے وقت ایمان کا سہارا اور تسلی کا باعث ہے۔

مزامیر کا گہرا تعلق نبوت سے ہے گانے بجانے میں دینی جوش وجذبہ کا اظہار نبوت کرنا کہلاتا ہے۔ (۱۔سموئیل ۱۰: ۱۰ او ۱۹: ۲۰ و ۱۔ تواریخ ۲۵: ۱ سے ۳) اور حضرت داؤد کے خاص مغنی ومطرب ہیمان۔ آصف اور یدوتون غیب بین کہلاتے ہیں (۱۔ تواریخ ۲۵: ۵ و ۲۔ تواریخ ۲۹: ۳۰ و ۳۵: ۱۵)

بعض مزامیر میں اسرائیل کی حکمت یا دینی فلسفہ کا بیان ہے۔ امثال کی کتاب میں جو علمی پندو نصائح ہیں اور ایوب و واعظ کی کتاب میں جن مسائل پر بحث ہوئی ہے ان کا اظہار بھی زبور کی کتاب میں پایا جاتا ہے۔ اس لئے اس کتاب کو تاریخی سلسلہ کے ساتھ پڑھنا بہت مفید ثابت ہوگا کہ اس مزمور کے اصلی معنی کیا تھے اور تاریخ میں اس مزمور کی کونسی مناسب جگہ تھی۔

دُوسرا باب

یہودی کلیسیا پرانے عہدنامے کو تین حصوں میں تقسیم کرتی ہے یعنی توریت، انبیا اور نوشتے۔ زبور کی کتاب اس تیسرے حصے میں داخل ہے۔ اُردو میں عہد عتیق کی کتابوں کی جو ترتیب پائی جاتی ہے وہ انگریزی بائبل سے لی گئی ہے اور انگریزی بائبل نے وہ ترتیب ستروں کے ترجمے سے لی۔ یہ ترجمہ یونانی زبان میں ہے اور اس یونانی ترجمہ کی ترتیب بہت کچھ لاطینی ترجمہ پر مبنی ہے۔ البتہ اس یونانی ترجمہ میں ایوب کی کتاب زبور کی کتاب سے پہلے نہیں رکھی گئی بلکہ اس کے بعد عبرانی بائبل میں ان کتابوں کی ترتیب موجودہ ترتیب سے مختلف ہے۔ یہ موجودہ ترتیب ولگیٹ یعنی بائبل کے لاطینی ترجمے سے سولھویں صدی میں لی گئی۔

زبور کی کتاب عبرانی لفظ مزمور تھا جس کا ترجمہ یونانی لفظ (ψαλμος) سے کیا گیا۔ اور وہ لفظ انگریزی زبان میں Psalms بن گیا اور اس کا پہلا حرف اب انگریزی میں پڑھا نہیں جاتا۔ لفظ مزمور کے معنی عبرانی میں غزل کے ہیں جو موسیقی کے ساتھ گائی جائے۔

اس لئے ساری کتاب کا نام مزامیر یا زبور ہوگیا (مقابلہ کرو لوقا ۲۴: ۴۴)۔

بعدازاں اس کا نام زبور کی کتاب (لوقا ۲۰: ۴۲) یا محض سالٹر (Psalter) ہوگیا۔

عبرانی بائبل میں ان مزامیر کے مجموعہ کا نام حمدوں کی کتاب یا حمدوں آیا ہے۔ زبور ۱۴۵ کا نام ہی ہے حمد۔ ان مزامیر کے مجموعہ کا نام حمدوں کی کتاب غالباً اس لئے ہوگیا کہ دوسری ہیکل کے وقت یہ گیت کی کتاب کے طور پر استعمال ہوتی تھی۔

حضرت داؤد کے مزامیر کے مجموعہ کا نام دعائیں تھا (زبور ۷۲: ۲۰) صرف پانچ مزامیر ۱۷ و ۸۶ و ۹۰ و ۱۰۲ و ۱۴۲ کا نام اب بھی ہے۔ دعا سے مراد یہ ہے کہ دل خدا کی طرف اٹھایا جائے۔ اسی معنی کے مطابق حنا کی شکرگذاری اور حبقوق کا

قصیدہ کبھی دعا کہلاتے ہیں (۱۔سموئیل ۲: ۱ + حبقوق ۳: ۱)

مزامیر کا شمار۔مسوریٹک نسخہ اور سترون کے ترجمہ میں کل شمار ۱۵۰ ہے۔ سترون کے ترجمہ میں ایک اور مزمور بھی ہے جو ۱۵۱ مزمور ہے۔ لیکن وہ اس مجموعہ سے باہر سمجھا جاتا ہے۔ لیکن بعض نسخوں میں دو مزامیر کبھی ملا دئے گئے اور کبھی ایک مزمور کے دو حصے کر دئے گئے اس لئے یہ شمار کبھی ۱۴۹ بتایا گیا اور کبھی ۱۴۷ مثلاً کبھی پہلا اور دوسرا مزمور ملا دئے گئے۔ نواں و دسواں مزمور اور ۱۱۴ و ۱۱۵ مزامیر ملا دئے گئے۔

یہ امر بھی یاد رکھنے کے قابل ہے کہ جہاں کسی مزمور کا عنوان ایک دو لفظوں سے زیادہ تھا اس کو کبھی آیت میں شمار کر لیا گیا ہے (مثلاً زبور ۵۱ میں)

زبور کی کتاب کی تقسیم۔قدیم زمانوں سے یہ کتاب توریت کی پانچ کتابوں کی طرح پانچ حصوں میں تقسیم کی گئی اور وہ تقسیم حسب ذیل ہے:۔

پہلی کتاب ۱ سے ۴۱ مزمور تک۔
دوسری کتاب ۴۲ سے ۷۲ مزمور تک۔
تیسری کتاب ۷۳ سے ۸۹ مزمور تک۔
چوتھی کتاب ۹۰ سے ۱۰۶ مزمور تک۔
پانچویں کتاب ۱۰۷ سے ۱۵۰ مزمور تک۔

انگریزی نئے ترجمہ میں یہ تقسیم قائم رکھی گئی۔

اس تقسیم کی وجہ یہ نظر آتی ہے کہ پہلی چار کتابوں میں سے ہر ایک کے آخر میں کلمہ تمجید پایا جاتا ہے۔ (زبور ۴۱: ۱۳ و ۷۲: ۱۸ و ۱۹ و ۸۹: ۵۲ و ۱۰۶: ۴۸) اور وہ کلمہ غالباً کتاب کا جز نہیں بلکہ محض اس حصے کے خاتمہ کا نشان ہے ۱۵۰ مزمور کے آخر میں کوئی خاص کلمہ تمجید نہیں کیونکہ وہ سارا مزمور ہی تمجیدی ہے:

یہودی روایت سے بھی اس پانچ گنا تقسیم کی تائید کی ہے۔ چنانچہ مدراش کی کتاب میں زبور ۱: ۱ کا ذکر کرتے وقت یہ لکھا ہے کہ جیسے حضرت موسیٰ نے بنی اسرائیل کو شریعت کی پانچ کتابیں دیں ویسے حضرت داؤد نے ان کو پانچ کتابیں دیں۔

ایک اور مصنف ہیپولیٹس نامی یہ لکھتا ہے "وہ یاد سے چوک نہ جائے کہ عبرانی لوگ زبور کو پانچ کتابوں میں تقسیم کرتے تھے تاکہ وہ ایک طرح سے دوسری توریت سمجھی جائے۔"

تیسرا باب

مزامیر کے عنوان و نام والقاب

زبور کی پہلی تین کتابوں میں اور چوتھی و پانچویں کتابوں کے بعض مزامیر کے شروع میں اُن کے عنوان درج ہیں جن سے (۱) یا تو اس مزمور کی کیفیت ظاہر ہوتی ہے یا (۲) راگ اور باجے کے متعلق یا (۳) عبادت میں اس کے استعمال کی نسبت یا (۴) مصنف کے بارہ میں یا جس مجموعے میں سے وہ لیئے گئے یا (۵) جس تاریخی موقعہ پر وہ لکھے گئے یا جس کی تشریح اُن میں پائی جاتی ہے۔

کبھی تو یہ نام والقاب الگ الگ مذکور ہیں اور کبھی اُن میں سے بعض اکٹھے مندرج ہیں۔ بعض نام والقاب تو ایسے ہیں کہ ان کے ٹھیک معنی ہم کو معلوم نہیں ہوتے اور صرف اٹکل سے کام لیا گیا ہے بعض نام صرف ایک ہی دفعہ مستعمل ہوئے ہیں۔ ایسوں کا ذکر ان مزامیر کی تشریح کے وقت کیا جائیگا۔

(۱) جن ناموں سے مزمور کی کیفیت ظاہر ہوتی ہے:۔

(الف) مزمور یہ خاص اصطلاح ہے جو زبور ۵۷ کے عنوان میں آئی ہے اس سے پہلے یا پیچھے مصنف کا نام خاص کر داؤد کا نام مذکور ہوا ہے۔ جس فعل سے یہ لفظ مزمور نکلا ہے وہ اس کتاب میں اکثر آتا ہے۔ مثلاً زبور ۷: ۱۷ و ۴۷: ۶ و ۷ و ۹۴: ۳) لیکن بائبل کی دوسری کتابوں میں بہت کم مذکور ہے سوائے قاضی ۵: ۳ و ۲۔ سموئیل ۲۲: ۵۰ و ۱۔ تواریخ ۱۶: ۹ و یسعیاہ ۱۲: ۵) اس لفظ کے معنی ہیں باجے کے ساتھ گانا۔

(ب) غزل یا شعر۔ یہ گیت کے لئے عام لفظ ہے۔ زبور کے عنوانوں میں ۳۰ دفعہ یہ مذکور ہے اس کے ماقبل یا مابعد لفظ مزمور آتا ہے (۴۸: ۷ و ۴۳: ۳ و ۳۷: ۳ و ۴)

س کا اطلاق نہ صرف دینی گیتوں پر ہوا ہے بلکہ غیر دینی گیتوں پر بھی۔ (پیدایش ۳۱: ۲۷ و قاضی ۵: ۱۲ و ۱۔ سلاطین ۴: ۳۲ و یسعیاہ ۳۰: ۲۹ و نحمیاہ ۱۲: ۲۷ و ۳۶ و ۴۶)

(ج) مشکیل۔ یہ نام زبور ۳۲ و ۴۲ و ۴۴ و ۴۵ و ۵۲ و ۵۳ و ۵۴ و ۵۵ و ۷۴ و ۷۸ و ۸۸ و ۸۹ و ۱۴۲ یعنی ۱۳ مزامیر کے شروع میں آتا ہے جن میں سے ۱۱ مزامیر دوسری اور تیسری کتابوں میں پائے جاتے ہیں۔ اس لفظ کے معنی ٹھیک معلوم نہیں بعضوں کا خیال ہے کہ یہ نام مواعظانہ مزامیر کا ہے لیکن جن مزامیر کے شروع میں یہ نام آیا ہے ان میں صرف دو ہی (۳۲ و ۷۸) مواعظانہ مزمور ہیں۔

ایک جرمنی عالم ڈیلیچ نامی نے یہ سمجھا کہ اس سے مراد ہے دھیان یا مراقبہ ایک دوسرے عالم کا قیاس یہ ہے کہ اس سے مراد ہنرمندی ہے۔ چنانچہ زبور ۴۷: ۷ میں یہ لفظ آیا ہے "سوچ سمجھ کے اس کے گیت گاؤ"

(د) مکتام۔ یہ لقب چھ مزامیر کے عنوان میں آیا ہے جس سے پہلے یا پیچھے یہ لفظ آتا ہے "داؤد کے" (دیکھو زبور ۱۶ و ۵۶ سے ۶۰ تک)

لفظ مشکیل کی طرح یہ بھی غالباً موسیقی اصطلاح تھی جس کے معنی ٹھیک طور سے ہم کو معلوم نہیں۔ بعضوں نے یہ قیاس کیا کہ اس کے معنی کتبہ یا تحریر کے ہیں۔ بعضوں نے اسے حضرت داؤد کا ایک لقب سمجھا اور یہ معنی بتلائے فروتن خلوص قلب۔ بے عیب۔ بعضوں نے اس کے معنی "سنہری زبور" بتائے کیونکہ اس میں نفیس خیالات اور سنہری اقوال پائے جاتے ہیں۔ بعضوں نے اس کے معنی ناشائع شدہ نظم بتائے اور بعضوں نے کہا کہ اس سے پوشیدہ یا سربستہ زبور مراد ہے۔

شجیون یا شگیوں۔ یہ ساتویں مزمور کا لقب ہے اور حبقوق کی دعا پر بھی یہ نام آیا ہے۔ جس ماخذ سے یہ لفظ نکلا ہے اس کے معنی آوارہ یا پریشان ہونے کے ہیں اور یہ غالباً نظم کی ایک خاص قسم تھی جس میں عالم وجد کے خیالات کا اظہار تھا۔

دعا۔ یہ نام پانچ مزامیر کے شروع میں آتا ہے (زبور ۱۷ و ۸۶ و ۹۰ و ۱۰۲ و ۱۴۲ مقابلہ کرو مزمور ۷۲: ۲۰ و ۱۔ سموئیل ۲: ۱ و حبقوق ۳: ۱)

حمد یا ثنا۔ یہ لقب صرف ایک مزمور یعنی ۱۴۵ کے شروع میں آیا ہے۔

(۲) ایسے نام جن کا تعلق موسیقی سے ہے مثلاً
سردار مغنی کے لئے یہ نام ۵۵ مزامیر پر آیا ہے۔ ان میں سے دو مزامیر گمنام ہیں
یعنی کسی کا نام ان پر نہیں دیا گیا (یعنی ۶۶ و ۶۷ مزامیر) اور باقیوں پر عموماً حضرت
داؤد کا نام آیا ہے۔ ان میں سے ۵۳ مزامیر تو پہلی تین کتابوں میں پائے جاتے ہیں اور
تین مزامیر پانچویں کتاب میں پائے جاتے ہیں اور حبقوق کی دعا کے خاتمہ پر بھی یہ الفاظ
آئے ہیں (حبقوق ۳: ۱۹)

سِلاہ۔ اگرچہ یہ لفظ عنوانوں میں نہیں آتا پھر بھی یہ بعض مزامیر میں آیا ہے۔
اور یہ بھی ایک اصطلاح ہے جو ۳۹ مزامیر میں مستعمل ہے اور تین دفعہ حبقوق کے تیسرے
باب میں۔ ان مقامات کے سوا اور کہیں یہ لفظ استعمال نہیں ہوا۔ ۱۶ مزامیر میں تو یہ لفظ
صرف ایک ایک دفعہ استعمال ہوا۔ ایک مزمور میں ۴ دفعہ۔ ان مزامیر میں سے ۹ تو پہلی
کتاب میں آتے ہیں ۱۷ دوسری کتاب میں ۱۱ تیسری کتاب میں۔ چوتھی کتاب میں کوئی
نہیں اور ۲ صرف پانچویں کتاب میں۔ یہ بھی قابل لحاظ ہے کہ ان دو گمنام (۶۶ و ۶۷)
مزامیر کے سوا باقی سب پر یا تو حضرت داؤد کا نام ہے یا لیوی مغنیوں کا۔ مثلاً
قورح کے بیٹوں۔ یعنی آصف وہیمان اور ایتان کا۔ اور یہ سارے مزامیر موسیقی کے
ساتھ گائے جاتے تھے۔ ان میں سے اکثروں (یعنی ۳۹ میں سے ۲۸ مقابلہ کرو
حبقوق ۳: ۱۹ کے شروع میں یہ الفاظ آتے ہیں "سردار مغنی کے لئے" اور بعض
اوقات ان الفاظ کے ساتھ بلبت اور راگ کا نام بھی آتا ہے (۴ و ۹ و ۳۹ و ۴۶ و ۵۴ و
۵۵ و ۵۷ و ۵۹ و ۶۰ و ۶۱ و ۶۲ و ۶۶ و ۶۷ و ۷۵ و ۷۶ و ۷۷ و ۸۱ و ۸۴ و ۸۸ و
حبقوق ۳: ۱۹) باقی گیارہ میں سے آٹھ مزمور کہلاتے ہیں۔ دو مشکیل اور ایک سجیون
اس مذکورہ بالا بیان سے ظاہر ہے کہ قدیم زمانہ میں یہ ایک اصطلاح تھی
جس کا تعلق باجے کے بجنے سے تھا۔ پھر بھی اس کے ٹھیک معنی معلوم نہیں ہو
سکے۔ البتہ یہودی احادیث میں دو معنی بتائے گئے ہیں (ا) بلند آواز سے بجانا
جسے انگریزی میں (Forte) کہتے ہیں یا جب گانا موقوف ہو جائے تو باجا بجتا
رہے۔ (ب) قدیم یہودی روایات میں اس لفظ کے معنی ہیں "ہمیشہ تک" آج کل اس
لفظ کے جو معنی کئے جاتے ہیں وہ یہ ہیں کہ یہ لفظ جس مادہ سے نکلا ہے اُس کے معنی

ہیں "ہمیشہ تک"۔ اس معنی کی تائید میں یہ کہا جاتا ہے کہ زبور ۹: ۱۶ میں یہ لفظ سلاہ ہگایون
کے ساتھ آیا ہے اور ہگایون ایسے گانے کے لئے مستعمل ہے جس کے ساتھ موسیقی کے
ساز استعمال ہوتے ہیں (زبور ۹۲: ۳) جہاں جہاں یہ لفظ سیلاہ آیا ہے اُن کا مقابلہ کرنے
سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ یا تو کسی بند کے بعد آتا ہے یا کسی تازہ یا نئے خیال کے
شروع کرنے سے پہلے (زبور ۳: ۲ و ۴ و ۸ و ۴: ۲ و ۴: ۱۰ و ۴۴: ۸ و ۴۶: ۳ و ۷ و
۱۱ و ۶۶: ۴ و ۷ و ۱۵) یا کسی خاص فریاد و التجا سے پہلے جہاں باجا بجتا رہتا ہے (زبور
۷: ۵ و ۵۰: ۶ و ۲۰: ۴ و ۵۵: ۷ و ۸۱: ۳ و ۷ و ۸۲: ۸) پھر بھی بعض مقامات ایسے ہیں
جن پر مذکورہ بالا معنی عائد نہیں ہو سکتے۔

دو اصطلاحیں موسیقی کے سازوں کی طرف اشارہ کرتی ہیں مثلاً :-
"نگینوت پر" جس کا ترجمہ یہ کیا گیا ہے "تاردار باجے"۔ یہ لفظ زبور کی کتاب میں
۶ دفعہ آیا ہے۔ حبقوق ۳: ۱۹ میں یہ جملہ مستعمل ہوا "میرے تاردار باجوں پر"
زبور ۶۱ میں بھی ذرا لفظی فرق کے ساتھ یہی جملہ آتا ہے۔ جس ماخذ سے
یہ لفظ نکلا ہے اس کے معنی ہی ہیں تاردار باجے کا بجانا۔ (۱۔ سموئیل ۱۶: ۱۶ سے
۱۸ و ۲۳) یہ معنی تاردار باجے کے انہی لقبوں سے مخصوص ہیں۔ دوسرے مقامات میں
اس سے گیت یا غزل مراد ہے (ایوب ۳۰: ۹ و زبور ۷۷: ۶ و یسعیاہ ۳۸: ۲۰)
نحیلوتھ پر۔ یا نحیلوتھ کے ساتھ یہ ایسے ساز ہیں جو ہوا بھر کے بجائے جاتے
ہیں۔ یہ اصطلاح صرف زبور ۵ میں آئی ہے۔ یہ بانسری کی قسم کا باجا تھا۔ مذہبی موسیقی
میں اس کے استعمال کا ذکر یسعیاہ ۳۰: ۲۹ و ۱۔ سموئیل ۱۰: ۵ و ۱۔ سلاطین ۱: ۴۰ میں
آیا ہے۔

علاموتھ پر۔ یہ اصطلاح زبور ۴۶ کے عنوان میں آئی ہے۔ اس لفظ کے معنی
ہیں "کنواریوں کے طریقے پر" یا "کنواریوں کی آواز کے لئے"
شمینیت پر۔ یعنی آٹھواں۔ مقابلہ کرو ۱۔ تواریخ ۱۵: ۱۹ سے ۲۱ تک۔ ہیمان
آصف اور ایتان اس کام کے لئے مقرر تھے کہ وہ پیتل کی جھانجوں کو زور سے بجائیں
آٹھ دیگر لیوی علاموتھ کو بجانے کے لئے مقرر تھے اور چھ لیویوں کا یہ کام تھا
کہ بربط کے ساتھ شمینیت کو بجائیں۔

گِتّیت پر۔ یہ جملہ زبور ۸، ۸۱ و ۸۴ مزامیر کے عنوان میں آیا ہے۔ یہ لفظ گِت یہ رجت سے نکلا ہے اس لئے اس سے (۱) یا تو گِت یا جت کا باجا مراد ہے۔ اور تارگم میں یہاں یہ لکھا ہے۔ "وہ بربط جسے داؤد جات سے لایا تھا" یا (۲) گِتی راگ (۲ سموئیل ۱۵: ۱۸)

یدوتون۔ زبور ۶۲ و ۷۷۔ اس سے یا تو یہ مراد ہوگی کہ یدوتون نے یہ زبور لکھا۔ یا اُس کے اختراع کردہ راگ پر یہ گایا جاتا تھا۔

بعض دیگر نام بھی آئے ہیں جن کے معنی معلوم نہیں مثلاً:۔

زبور ۹ - موتھ لابن۔

زبور ۲۲ - ایالیت ہش شاہر۔ صبح کی پچھاڑی۔

زبور ۴۵ و ۶۹ - شوشانیم بمعنی نرگس۔

زبور ۶۰ - شوشانیم ادتوت۔ سوسن۔ ایک شہادت۔

زبور ۵۶ - یونت ایلم رخوقیم۔ ان کی خاموش فاختہ جو دور ہیں۔

زبور ۵۷ - اَل تشحیتھ بمعنی ہلاک نہ کرو۔ زبور ۵۷ و ۵۸ و ۵۹ و ۷۵ میں بھی یہی نام آیا ہے۔

زبور ۵۳ میں محالات اور زبور ۸۸ میں محالات لیعنوتھ آیا ہے۔ ان کے معنی معلوم نہیں۔

(۳) بعض ایسے نام ہیں جن سے ظاہر ہوتا ہے کہ عبادت کے وقت ان کا کیا استعمال ہوتا تھا دوسری ہیکل کے ایام میں ہفتے کے ہر دن کے لئے خاص خاص مزمور مقرر تھے جو صبح کی قربانی کے وقت گائے جاتے تھے۔ (مقابلہ کرو یشوع بن سیراخ کی کتاب ۵۰: ۱۴)

زبور ۹۲ کے عنوان میں یہ الفاظ آتے ہیں "سبت کے لئے زبور" عبرانی بائبل میں اسی مقام پر روزانہ عبادت کے مزامیر کی طرف اشارہ ہے۔ لیکن ستروں کے ترجمے میں مزمور ۲۴ ہفتے کے پہلے دن کے لئے مقرر ہے۔ زبور ۴۸ دوسرے دن کے لئے۔ زبور ۹۴ چوتھے دن کے لئے اور زبور ۹۳ چھٹے دن کے لئے۔ "جب زمین اپنے باشندوں سے بھر گئی" لاطینی ترجمے

میں زبور ۸۱ پانچویں دن کے لئے مقرر ہے۔ یہود کی کتاب مشنا میں بھی یہی ترتیب دی گئی اور زبور ۸۲ تیسرے دن کے لئے مقرر ہے۔

زبور ۳۸ و ۷۰ یادگاری کے لئے ہیں جس سے غالباً یہ مراد ہے کہ وہ خوشبو جلاتے وقت گائے جاتے تھے۔ اور زبور ۱۰۰ شکرانہ ادا کرنے کے وقت (دیکھو ۵۶: ۱۲)

زبور ۳۰ کے عنوان میں ہے "گھر کی تخصیص کے وقت" جو عید تجدید یا تخصیص کے وقت گایا جاتا تھا۔

زبور ۶۰ کے عنوان میں ہے "تعلیم کے لئے" استثنا ۳۱: ۱۹ اور ۲ سموئیل ۱: ۱۸ سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ حفظ کیا کرتے تھے اور عیدوں کے موقعوں پر گایا کرتے تھے۔

معالات کے مزامیر (یا اوپر چڑھنے کے مزمور) یہ نام ۱۵ مزامیر پر آتا ہے۔ (۱۲۰ مزمور سے ۱۳۴ تک) غالباً یہ الگ مجموعہ تھا اس لفظ کے کئی ایک معنی بتائے گئے ہیں۔ مثلاً (۱) کہ عورتوں کے صحن سے لے کر مردوں کے صحن تک ۱۵ سیڑھیاں تھیں ان پر چڑھتے وقت یہ ۱۵ مزمور گائے جاتے تھے اس لئے ان کا یہ نام پڑ گیا۔

(۲) ان میں خیالات کی ترقی پائی جاتی ہے ایک آیت سے دوسری آیت کچھ الفاظ لے کر اس کو دہراتی ہے دیکھو مزمور ۱۲۱۔

(۳) "اوپر چڑھنا" خاص محاورہ ہے بابل سے واپس آنے کے لئے (عزرا ۷: ۹) اس سے بعضوں نے یہ نتیجہ نکالا کہ جلاوطنوں نے اپنے ملک کی طرف واپس آتے وقت یہ مزامیر گائے تھے۔ لیکن ان میں سے بعض مزامیر اس رائے کی تائید نہیں کرتے۔

(۴) اوپر چڑھنا۔ بڑی عیدوں کی تقریب پر یروشلم کے حج کرنے کے لئے خاص اصطلاح تھی (۱ سموئیل ۱: ۳ و زبور ۱۲۲: ۴) اسی لئے ایسے مزامیر کا نام جو ایسے موقعوں پر گائے جاتے تھے یہی ہو گیا۔ (یسعیاہ ۳۰: ۲۹ و زبور ۴۲: ۴ سے پتہ لگتا ہے کہ وہ گیت گاتے ہوئے جایا کرتے تھے۔

ایسے عنوان جن کا تعلق تصنیف سے ہے۔

(۱) زبور ۹۰ موسیٰ سے منسوب ہے۔

(۲) ۷۳ مزامیر داؤد سے۔ یعنی جتنے پہلی کتاب میں ہیں سوائے پہلے اور دوسرے مزامیر کے۔ اور دسواں زبور ۹ زبور کا حصہ ہے اور سوائے ۳۳ زبور کے جو مابعد ایزاد کیا گیا۔ دوسری کتاب میں ۱۸ مزامیر (۵۱ سے ۶۵ و ۶۸ سے ۷۰) تیسری کتاب میں ۸۶ مزمور۔ چوتھی کتاب میں ۱۰۱ و ۱۰۳ مزامیر۔ پانچویں کتاب میں ۱۵ مزامیر۔ (۱۰۸ سے ۱۱۰ اور ۱۲۲ و ۱۲۴ و ۱۳۱ و ۱۳۳ و ۱۳۸ سے ۱۴۵)

(۳) دو مزامیر پر سلیمان کا نام آیا ہے۔ (۷۲ و ۱۲۷)

(۴) ۱۲ مزامیر (۵۰ و ۷۳ سے ۸۳) پر آصف کا نام ہے جو حضرت داؤد کے بڑے گویّوں میں سے تھا۔ (۱۔ تواریخ ۶: ۳۹ و ۱۵: ۱۷ و ۱۶: ۵ وغیرہ و ۲۔ تواریخ ۵: ۱۲)

(۵) مفصلہ ذیل مزامیر قورح کے بیٹوں سے منسوب ہیں:۔ (۱۰ یا ۱۱ و ۴۲ و ۴۳ و ۴۴ سے ۴۹ و ۸۴ و ۸۵ و ۸۷ و ۸۸)

(۶) ۸۸ مزمور کے عنوان میں ہیمان ازراخی کا نام آیا ہے اور زبور ۸۹ کے عنوان میں ایتان ازراخی کا۔ مقابلہ کرو (۱۔ سلاطین ۴: ۳۱)

ایسے عنوان جن میں مزمور کے موقعے کی طرف اشارہ ہے

یہ ۱۳ مزامیر ہیں اور یہ سب کے سب داؤد کے مزامیر ہیں۔ زبور ۷ و ۵۹ و ۵۶ و ۳۴ و ۵۲ و ۵۷ و ۱۴۲ و ۵۴ میں اس زمانہ کی طرف اشارہ ہے جب حضرت داؤد کو ساؤل بادشاہ ستا رہا تھا۔ زبور ۱۸ ۔ میں اس زمانہ کی طرف جب اس کی سلطنت عین عروج کو پہنچ گئی۔ زبور ۶۰ میں ارامی آمونی جنگ کی طرف۔ زبور ۵۱ میں اس کی افتادگی کی طرف۔ زبور ۳ و ۶۳ میں حضرت داؤد کے ابی سلوم کے آگے بھاگنے کی طرف اشارہ ہے۔

ان سرناموں کی وقعت

کہاں تک یہ سرنامے قابل اعتبار ہیں۔ کیا یہ مابعد ایزاد کئے جانے کے باعث ناقابل اعتبار ہیں؟

(۱) جن سرناموں میں موسیقی کے سازوں کا ذکر ہے وہ دوسری ہیکل کے وقت مروج تھے اور جلاوطنی کے بعد کسی مؤلف نے وہ ایزاد کئے۔ جن لوگوں کی یہ رائے ہے اس کو ہم کلیتہً تو پرمان نہیں سکتے کیونکہ تاریخی شہادت اس رائے کی تائید نہیں

کرتی اگرچہ ایسی رائے چند مزامیر کے بارے میں شاید درست ہو۔ اس کے متعلق ۲۔ تواریخ اور حبقوق ۳: ۱۹ سے کچھ پتہ لگ سکتا ہے۔ البتہ ستروں کے ترجمے کے وقت یہ عنوان کتاب میں مندرج تھے۔ لیکن انہوں نے ان ناموں کا مطلب نہ سمجھا۔

زبور کی کتاب کی تصنیف اور موقعے کے بارے میں۔

بعض لوگوں کا خیال ہے کہ جن عنوانوں میں کسی زبور کے مصنف یا موقع تصنیف کا ذکر ہے۔ وہ بالکل غیر معتبر ہے اور وہ یہ وجوہات پیش کرتے ہیں:۔

(۱) پرانے نسخوں اور ترجموں میں یہ عنوان و نام مختلف بیان ہوئے ہیں جس سے پتہ لگتا ہے کہ وہ عنوان و نام اس مزمور کا اصلی حصّہ نہ تھے۔

(۲) چونکہ یہ مزامیر صرف حضرات موسیٰ۔ داؤد۔ سلیمان اور حضرت داؤد کے گویوں سے منسوب کئے گئے اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ کوشش ہوئی کہ یہ مزامیر مشہور لوگوں سے منسوب کئے جائیں۔

(۳) یہ عجیب بات ہے کہ کوئی مزمور کسی دوسرے نبی سے منسوب نہیں حالانکہ یرمیاہ جیسے نبی کی تصنیفات سے بعض مزامیر بہت متشابہ ہیں۔

(۴) جتنے تاریخی موقعے دئے گئے ہیں وہ سب سموئیل کی کتابوں سے ہیں اور اکثر نامناسب ہیں۔

(۵) اکثر یہ دیکھا گیا ہے کہ عنوان میں جو مضمون تھا وہ اس مزمور میں پایا نہیں جاتا۔

مثلاً بعض مزامیر کے عنوانوں میں جو داؤد سے منسوب ہیں ایسی حالتوں اور موقعوں کا ذکر ہے جن میں وہ کبھی داخل نہیں ہوا۔ بعض مزامیر میں یروشلم کی بربادی کا ذکر ہے (۶۹ و ۱۰۳)

بعض مزامیر مثلاً ۱۳۹ کا مضمون بہت مابعد زمانہ کا ہے۔ بعض مزامیر مثلاً ۸۶ محض دیگر مزامیر سے تالیف کئے گئے۔

لیکن دیگر علماء ان کو اعتبار کی نگاہ سے دیکھتے ہیں اور اپنی رائے کی تائید میں ذیل کی وجوہات پیش کرتے ہیں:۔

(۱) اگرچہ بعض نسخے اور ترجمے ان عنوانوں کی تائید نہ کریں پھر بھی ہم ان کو بیشت

مجموعی رد نہیں کر سکتے کیونکہ کبھی کبھی یہ دریافت ہؤا کہ متن میں کچھ تبدیلی ہوگئی۔

(۲) اسی قسم کے عنوان دیگر نظموں کے ساتھ بھی پائے جاتے ہیں مثلاً خروج ۱۵ و ۱-سموئیل ۲:۱ و ۲-سموئیل ۱:۱۷ و ۱۸ و ۲۲:۱ و ۲۳:۱ و یسعیاہ ۳۸: ۹ و حبقوق ۳:۱)

ان کتابوں کے مؤلفوں نے غالباً یہ سرنامے لکھے اور وہ اس امر پر شاہد ہیں کہ نظموں کو عنوان دینے کا دستور بہت قدیم تھا۔

(۳) مابعد کتابوں میں (یعنی چوتھی اور پانچویں کتابوں میں) ایسے عنوان بہت کم پائے جاتے ہیں جس سے ظاہر ہے کہ مؤلفوں نے محض اپنی مرضی سے یہ عنوان نہیں ڈالے بلکہ کسی قدیم سند کی بنیاد پر۔

(۴) بعض مزامیر کے عنوان مثلاً ۶۰ و ۷ مزامیر کے موجودہ تاریخی کتابوں سے نہیں لئے گئے بلکہ دیگر کتابوں سے۔

الغرض نہ تو ہم ان عنوانوں کی صحت پر بہت زور دیں اور نہ ان کو کلیۃً طور پر رد کریں۔ ان عنوانوں سے البتہ یہ پتہ تو لگتا ہے کہ وہ مزامیر یا مزمور کس چشمے سے لیا گیا۔ اگرچہ اس سے یہ پتہ نہ لگے کہ اس کا مصنف کون تھا۔ مثلاً جو مزامیر قرح کے بیٹوں سے منسوب ہیں وہ اس امر پر دلالت نہیں کرتے کہ ان سبھوں نے اس مزمور کو بنایا تھا بلکہ یہ ظاہر کرتے ہیں کہ مزامیر کا جو مجموعہ قرح کے بیٹوں نے تیار کیا یہ مزمور اس مجموعے میں سے تھے۔ مثلاً ایک مزمور کا یہ عنوان ہے "داؤد کا ایک مزمور" اس سے ظاہر ہے کہ داؤد کے مزامیر کا جو مجموعہ تھا یہ مزمور وہاں سے لیا گیا۔ اس مجموعے کا نام یہ تھا "داؤد کی دعاؤں کی کتاب" ایسے مجموعے میں سارے مزامیر تو داؤد کے نہ تھے لیکن اکثر تھے جن کی وجہ سے یہ نام پڑ گیا۔

دوسرے مصنفوں کے بعض مزامیر بھی اس مجموعے میں شامل کر لئے گئے۔ اور پھر زبور کی ساری کتاب داؤد سے منسوب ہوئی اگرچہ اس میں بہتوں کے مزمور پائے جاتے ہیں۔

دوسری کتاب کے مولف نے بھی داؤد کے مزامیر کسی پہلے مجموعے سے لئے۔ خاص کر کسی تاریخی کتاب سے جہاں تاریخی موقع کے ساتھ وہ مزمور بھی درج ہوگا۔ چنانچہ پہلی تاریخوں میں بھی ایسے مزامیر داخل تھے۔ مثلاً (قاضی ۵ +

۱-سموئیل ۲ + ۲ سموئیل ۲۲)

اسی طرح چوتھی اور پانچویں کتابوں کے مصنفوں نے بھی کسی دیگر مجموعے سے داؤد کے مزامیر چنے۔

چوتھا باب

مزامیر کی تصنیف و زمانہ

مذکورہ بالا بیان سے ظاہر ہوگیا کہ مزامیر کے مصنفوں کے بارے میں ہم پختہ طور سے نہیں بتا سکتے اگر یہ اُن کے عنوان نہ قابل اعتبار ہوں تو پھر بیرونی شہادت جاتی رہی۔ اندرونی شہادت خواہ مزامیر کے مضمون یا طرزِ بیان کے بارہ میں ہو معتبر رہنما نہیں۔ کیونکہ علما نے اپنی اپنی دریافت کے مطابق ایک مزمور کو داؤد کی تصنیف بتایا اور دوسروں نے انہی دلایل کے زور پر اسے مکابیوں کے زمانے کی تصنیف بتایا۔ متقدمین تو زبور کی ساری کتاب کو حضرت داؤد کی تصنیف کہا کرتے تھے لیکن زمانہ حال کے علما اس کتاب کے بہت تھوڑے مزامیر کو داؤد کی تصنیف مانتے ہیں۔

اس میں تو کچھ شک نہیں کہ حضرت داؤد نامی شاعر اور موسیقی میں ماہر تھے ۱-سموئیل ۱۶: ۱۷و۱۸؛ ۱۰: ۵و ۲-سموئیل ۱: ۱۷ اور ۳: ۳۳ و ۶: ۵ و ۱۵ و ۲۲: ۱و ۲۳: ۱ سے ظاہر ہے کہ انہوں نے دینی عبادت کے لئے دینی موسیقی کو ترقی دی۔ مابعد زمانے کے مورخوں نے حضرت داؤد کو مقدس کی عبادت کا بانی قرار دیا۔ (۲-تواریخ ۲۹: ۳۰) اور جو پیشوایانِ قوم بابل کی اسیری سے واپس آئے انہوں نے یہ یقین کیا کہ وہ حضرت داؤد کے مقرر کردہ طریقوں کو بحال کر رہے تھے (عزراہ ۳: ۱۰و ۱۲: ۲۴ و ۳۶ و ۴۶)

علاوہ ازیں سموئیل کی کتاب میں مزمور ۱۸ مندرج ہے اور وہ داؤد کی نظم کا عمدہ نمونہ ہے جس سے ان کی مہارت ان کی ذہانت اور شاعری کا ثبوت ملتا ہے اور اس سے ثابت ہوتا ہے کہ وہ مزامیر کے بانی تھے۔

اگر یہ مان لیا جائے کہ زبور ۱۸ حضرت داؤد کی تصنیف ہے تو یہ نتائج نکلتے ہیں کہ ان کی عبودیت کیسی مخلصانہ اور توکل علی اللہ کیسا پختہ اور شکرگذاری کی خوشی کیسی اعلیٰ اور امید کیسی زبردست تھی۔ اور یہ بھی ظاہر ہوتا ہے کہ ان کی طبع کیسی موزون و مخترع تھی جہاں سے یہ نادر خیال و مضمون نکلے۔ اور کوئی نہیں کہ سکتا کہ یہ مزمور ہی اُس کی واحد تصنیف ہوگا کیونکہ جس نے یہ مزمور بنایا وہ ایسے دیگر مزمور بھی تیار کرنے کے قابل ہوگا۔

مخفی نہ رہے کہ حضرت داؤد کے زمانہ سے پیشتر فن شاعری اور موسیقی کافی ترقی کر چکا تھا جیسا کہ خروج ۱۵ اور قاضیوں ۵ باب سے ظاہر ہے۔ لیکن حضرت داؤد کے وقت سے دینی شاعری کا ایک نیا زمانہ شروع ہؤا۔ حضرت سموئیل کی شاگردی کا فخر ان کو حاصل تھا اور نبیوں کے سکول میں وہ تعلیم و تربیت پا چکے تھے۔ وہاں ان کی شاعرانہ قابلیت کو اعلیٰ ترقی حاصل ہوئی اور انقلابات زمانہ کا گہرا تجربہ ہؤا۔ چونکہ خدا نے اُن کو اس کام کے لئے چنا تھا کہ وہ موعود سلطنت کے بانی ہوں اس لئے دیگر امتحانات اور آزمایشوں کا بھی انہیں سامنا کرنا پڑا۔ جب وہ عروج کی سمت الراس تک پہنچے تو غرور اور خود توکلی کے باعث گر گئے اور خدا کی طرف سے تنبیہ پانے کے بعد ان کو اپنی خطا کی شدت محسوس ہوئی۔ الغرض ان کے مزامیر کو چار چاند لگا دئے چنانچہ اس نے اپنے آخری کلام میں یہ فرمایا "خداوند کی روح مجھ میں بولی اور اُس کا سخن میری زبان پر تھا" (۲-سموئیل ۲۳: ۲)

یہوسفط اور حزقیاہ بادشاہوں کے ایام میں بھی دینی نظم اور مزامیر کو ترقی ہوئی۔ ان بادشاہوں کے ایام میں قوم یہود کو بڑی مخلصی اور رہائی حاصل ہوئی اس لئے اُس خوشی و شکرگذاری کو اُنہوں نے نظم میں ظاہر کیا (۲-تواریخ ۲۰ + ۲-سلاطین ۱۸)۔ یہوسفط بادشاہ نے اپنی رعیت کی دینی تعلیم میں بڑی کوشش کی (۲-تواریخ ۱۷: ۷ وغیرہ) اور حزقیاہ کی زیر نگرانی امثال کا ایک مجموعہ تیار ہؤا (امثال ۲۵: ۱)

بعض مزامیر یروشلم کی بربادی کے بعد یا جلاوطنی کے شروع زمانے میں تیار ہوئے جن کو شاید یرمیاہ نے تیار کیا۔ جب اہل یہود جلاوطنی سے واپس آئے تو حمد کے گیت پھر تیار ہوئے اور بربط جو جلاوطنی کے وقت بید کے درختوں میں لٹکا دئے گئے

تھے پھر اپنی سُریلی آواز سے دلوں کو خوش کرنے لگے۔

شاید بعض مزمور مکابیوں کے زمانے میں تیار کئے گئے ہوں جب ہیرقانوس (۱۲۵ سے ۱۰۷ قبل از مسیح) یا اسکندر جانیوس (۱۰۵ سے ۹۷ قبل از مسیح) کے زمانہ میں جب یہودیوں کو پھر کچھ غلبہ حاصل ہوا جو مزامیر مکابیوں کے زمانے سے منسوب ہیں وہ یہ ہیں :- ۴۴ و ۴۷ و ۷۹ و ۶۰ و ۸۰ و ۸۳ اور چند دیگر مزمور۔ ان میں بعض امور ایسے مذکور ہیں جن کو ہم مکابیوں کے زمانے کے سوا کسی دوسرے زمانے سے منسوب نہیں کر سکتے۔ مثلاً زبور ۴۴ میں قوم کے دکھ اٹھانے کا ذکر ہے اگر وہ خدا سے وفادار رہے۔ زبور ۷۴ میں عبادتخانوں کی بربادی اور ہیکل کے ناپاک کرنے اور نبوت کے موقوف ہونے کا ذکر ہے اور زبور ۷۹ : ۲ و ۳ کا حوالہ ۱-مکابی ۷: ۱۶ و ۱۷ میں ملتا ہے جہاں بیان ہے کہ السی مس (Alcimus) نے سرداری کہانت کو غصب کر کے اسی [illegible] کو قتل کیا جس سے گمان گذرتا ہے کہ یہ مزمور اسی موقع پر تیار ہوا۔

پانچواں باب

مسیح کے بارے میں امید

زبور کی کتاب کا غور سے مطالعہ کرنے پر یہ امر بخوبی واضح ہو جاتا ہے کہ اس کتاب نے اس امید کو کیسے تازہ اور زندہ رکھا۔ بعض مزامیر میں تو مسیح بطور ابن خدا بادشاہ اور کاہن کے پیش کیا گیا۔ بعض مزامیر نے دکھ اٹھانے والے مخلصی دہندہ کے لئے راہ تیار کی۔ بعض مزامیر کی تکمیل کامل ابن آدم میں ہوتی ہے اور بعض مزامیر میں یہ پیشینگوئی ہے کہ یاہوواہ خود عدالت اور مخلصی کے لئے آنے والا ہے۔ ان سارے خیالات نے بحیثیت مجموعی مسیح کے لئے رستہ تیار کر دیا۔ مخفی نہ رہے کہ یہ تیاری خاموشانہ نادانستہ طور پر ہوتی رہی۔ جب تک مسیح خود مبعوث نہ ہوئے اس تیاری کو لوگوں نے محسوس نہ کیا۔ اُس کے آنے پر خدا کا حقیقی مقصد منکشف ہوا۔

(۱) مسیح بادشاہ کا ذکر زبور ۲+۱۸+ ۲۰ + ۲۱ + ۴۵ + ۶۱ + ۷۲ + ۸۹ + ۱۱۰+ ۱۳۲ میں ہوا۔

اسرائیل کی سلطنت خدا کے مقصد کا اظہار تھی کہ خدا ایک عالمگیر سلطنت دنیا میں قائم کرنا چاہتا ہے اور اس مقصد کے سرانجام دینے کے وسائل کو بھی ظاہر کیا۔ امت اسرائیل یاہوواہ کا بیٹا یا اس کا پہلوٹھا تھی۔ خروج ۴: ۲۲ و ۲۳ + استثنا ۳۲: ۶ + ہوسیع ۱۱: ۱) اور اس کا خادم یا بندہ (یسعیاہ ۴۱: ۸) اور داؤد کے خاندان کا یہ بادشاہ قوم کے نمائندہ کی حیثیت سے یاہوواہ کا بیٹا اور اس کا پہلوٹھا (۲-سموئیل ۷: ۱۴ + زبور ۲: ۷ + زبور ۸۹: ۲۶ و ۲۷) اور اس کا خادم تھا (۲-سموئیل ۷: ۵) وہ مطلق العنان خود سر بادشاہ نہ تھا بلکہ "یاہوواہ کا ممسوح" جو اسرائیل کا بادشاہ تھا جس کو خدا نے اپنا نائب اور قائم مقام مقرر کیا (زبور ۲: ۶) وہ خداوند کی

سلطنت کے تخت پر بیٹھ کر اسرائیل پر حکومت کریگا (۱- تواریخ ۲۸: ۵) بلکہ خداوند کے تخت پر بیٹھ کر (۱- تواریخ ۲۹: ۲۳) ناتن نے داؤد کو یہی پیغام دیا۔ (۲- سموئیل ۷ باب)

یہ اس ابدی عہد کا اعلان تھا جو خدا نے داؤد کے گھرانے کے ساتھ باندھا تھا (۲- سموئیل ۲۳: ۵)

مختلف مزامیر میں اس تصور کے مختلف پہلو پیش کئے گئے مثلاً:-

زبور ۲ میں خاص خیال یہ ہے کہ یہ ممسوح بادشاہ خدا کا بیٹا ہے۔

زبور ۱۸ میں یہ تصور ہے کہ یاہوواہ فتح بخشنے والا ہے جس نے اسے قوموں کا سردار بنایا تاکہ اُن کے درمیان یاہوواہ کے جلال کو مشتہر کرے۔ (آیات ۴۳ و ۴۹)

زبور ۲۰: ۶ میں یاہوواہ کا رشتہ اس ممسوح بادشاہ سے بتایا گیا۔

زبور ۲۱ میں فتح کے لئے شکر گذاری ہے اور یہ درجہ اسی رشتہ کے باعث اس کو عطا ہوا۔ یہی خیال زبور ۶۱: ۶ میں پایا جاتا ہے۔

زبور ۴۵ سلیمان یا کسی دیگر بادشاہ کی شادی کا قصیدہ ہے جو داؤد کی نسل میں سے تھا۔ اس میں اس کے عہد کی عظمت کا بیان ہے (۲- سموئیل ۲۳: ۳ وغیرہ) اور ابدی بادشاہت کے وعدہ کی تکمیل کی درخواست ہے۔

زبور ۷۲ میں سلیمان یا داؤد کی نسل کے کسی دوسرے بادشاہ کے لئے سفارش ہے۔

زبور ۸۹ میں وہ وعدہ دُہرایا گیا جو خدا نے داؤد سے کیا تھا۔

زبور ۱۱۰ میں داؤد کو بادشاہ۔ کاہن اور فاتح ظاہر کیا ہے جسے خدا نے اپنے دائیں ہاتھ سرفراز کیا۔ اگرچہ وہ لیوی کے خاندان سے نہ تھا تو بھی اسے کہانت کا رتبہ عطا کیا۔

زبور ۱۳۲ میں غالباً جب سلطنت کا خاتمہ ہو گیا اور داؤد کی نسل کا نمایندہ محض ایک حاکم رہ گیا جسے ایک اجنبی بادشاہ نے مقرر کیا لیکن قدیم وعدہ کو پھر یاد دلایا۔

(ب) دُکھ اٹھانے والا مسیح۔ (دیکھو زبور ۲۲ و ۶۹ + ۱۰۹ + ۳۵ + ۴۱ + ۵۵)

لوگوں کے دلوں کو نہ صرف ایک فتحیاب بادشاہ کے لئے تیار کرنا تھا بلکہ ایک دُکھ اُٹھانے والے نجات دہندہ کے لئے بھی یسعیاہ نبی کی پیشین گوئی جو اس کے

۵۲ و ۵۳ بابوں میں پائی جاتی ہے اس کی گونج ان مزامیر میں ملتی ہے جو دُکھ سہنے (Passion Psalms) کے مزامیر کہلاتے ہیں۔ لیکن یہودی کلیسیا نے ان مزامیر کو مسیح سے منسوب نہیں کیا جیسا کہ شاہی مزامیر کو منسوب کیا۔ یہ صداقت خود خداوند مسیح نے آ کر ظاہر کی کہ خدا کی اُمت کے تجربے اس میں تکمیل پاتے ہیں۔

زبور ۲۲ اس امر میں لاثانی ہے۔ اس میں مزمور نویس کے دُکھوں کا بیان ہے۔ وہ خوشی سے مستقبل پر نظر ڈالتا ہے جب خدا کی سلطنت کی توسیع ہوگی۔ اس میں مسیح کے دُکھوں اور مابعد جلیل القدر ثمرہ کی صورت نظر آتی ہے۔ ہمارے خداوند نے صلیب پر اس مزمور کے پہلے الفاظ کو استعمال کیا اور غالباً یہ سارا مزمور پڑھا۔ اپنی زندگی کے آخری ہفتہ میں اُس کے شاگرد اور وہ خود مزامیر گاتے رہے اور آخری دم تک اس مزمور کے الفاظ اس کی زبان مبارک پر تھے۔ گویا خداوند نے مُہر ثبت کر دی کہ اس میں اس مزمور نے تکمیل پائی۔

۶۹- زبور میں ایسے شخص کے دُکھوں کا ذکر ہے جس نے خدا کی خاطر دُکھ اُٹھائے (آیت ۷ وغیرہ) اسے خدا کے گھر کی غیرت نے کھا لیا اور بلاوجہ دشمنوں نے اس سے عداوت کی۔ (مقابلہ کرو زبور ۳۵: ۱۹ + ۱۰۹: ۳) اس نے خدا کے ساتھ وفادار رہنے کے باعث دُکھ اٹھایا۔ اس طرح سے وہ گویا مسیح کا ایک نشان تھا۔ لوگوں نے اس پر ٹھٹھا کیا۔ (آیات ۱۲ و ۲۰) اس سے بدسلوکی کی (آیات ۲۱ و ۲۶) یہ ساری باتیں مسیح پر وارد ہوئیں۔ اس کے ستانے والوں پر لعنت پڑی (آیت ۲۵۔ مقابلہ ۱۰۹: ۸) اس جیسے نمک حرام غدار کو سزا ملی (اعمال ۱: ۲۰) اور اس کے دشمنوں پر عذاب نازل ہوا۔ (آیات ۲۲ سے ۲۴) یہ ساری باتیں ان یہودیوں پر نازل ہوئیں جنہوں نے مسیح کو رد کیا تھا (رومی ۱۱: ۹ و ۱۰)

زبور ۴۱: ۹۔ اس بے ایمان بے وفا دوست کی مکاری اس جھوٹے شاگرد کی مکاری کے مشابہ تھی۔ (مقابلہ کریں زبور ۵۵: ۱۲ سے)۔

۳- ابن آدم۔ (زبور ۸ و ۱۵ و ۲۴) جن مزامیر میں انسان کے حقیقی مستقبل کا نقشہ کھینچا گیا۔ خدا کے ساتھ کامل شراکت رکھنے اور کامل فرمانبرداری کا تصور اس کی طرف اشارہ کرتے ہیں جس نے انسان کے نمایندہ کی حیثیت سے فتح حاصل

کی جہاں انسان نے شکست کھائی تھی۔

زبور ۸ میں آدم کے گرنے اور اُس کے مہلک نتائج سے قطع نظر کر کے انسان کی ذات اُس کے درجہ اور اس کے مستقبل کو بتایا جو خدا کے ارادہ میں تھا۔ یہ نصب العین مسیح کی کامل انسانیت ہی میں تکمیل حاصل کرتا ہے اور یہ ایک طرح کا بیعانہ ہے کہ خدا کا جو ارادہ کل نوع انسان کے لئے تھا وہ پورا ہوگا۔ (عبرانی ۲: ۶ وغیرہ)

زبور ۱۶ میں یہ ذکر ہے کہ خدا کے ساتھ شراکت رکھنے کی دھن میں ایمان اور امید موت کے ڈر پر غالب آتے ہیں۔ حالانکہ مزمور نویس لقمہ اجل ہوا لیکن اس کی نظر مستقبل کی طرف تھی اور اس کی تکمیل پہلے پہل مسیح کی قیامت میں ہوئی (اعمال ۲: ۲۵ و ۱۳: ۳۵)

زبور ۴۰ میں مزمور نویس اپنی خوشی کا ثبوت اس میں دیتا ہے کہ فرمانبرداری کی قربانی چڑھائے لیکن اس کی فرماں برداری ناقص تھی اور پوری تکمیل مسیح کی کامل فرماں برداری میں ہوئی۔ (عبرانی ۱۰: ۵)

مسیح کامل استاد نے پرانے عہد کی تعلیم کے طریقوں کو لے کر پورا کیا (زبور ۷۸: ۱)

۴۔ خدا کی آمد۔ مزامیر کے ایک سلسلہ میں اس امر کا ذکر ہے کہ یاہواہ خود آرہا ہے تاکہ عدالت کرے اور مخلصی دے۔ مثلاً ۱۸: ۷ وغیرہ۔ ۵۰۔ ۶۸۔ ۹۶ سے ۹۸ تک۔ ان میں یاہواہ کے دن کا نبیانہ تصور پایا جاتا ہے جس کا ذکر ملاکی ۳: ۱ وغیرہ میں ملتا ہے۔ ان میں مسیح کے تجسم کی پیشین گوئی تو نہیں لیکن انہوں نے آدمی کے دل میں خدا کی اس آمد کے لئے تیاری کی جو تجسم میں پوری ہوئی۔ ایسے جملے آتے ہیں جو پرانے عہدنامہ میں یاہواہ سے علاقہ رکھتے تھے لیکن نئے عہدنامے میں وہ مسیح سے منسوب ہیں۔ زبور ۶۸: ۱۸ کی عبارت جہاں لکھا ہے کہ یاہواہ دنیا کو مغلوب کرنے کے بعد اپنے تخت پر جا بیٹھا۔ وہ مسیح کے آسمان پر صعود کر جانے سے منسوب کی گئی (افسیوں ۴: ۸)

زبور ۱۰۲: ۲۵ و ۲۶ کے الفاظ جن میں مخلوق اشیا کے تغیر و تبدل کا مقابلہ خالق کے غیر متبدل ہونے سے کیا گیا جس میں جلاوطنوں نے یاہواہ سے درخواست کی کہ وہ ان کے لئے مداخلت کرے وہ بیٹے پر عاید کئے گئے جس کے وسیلے سے کہ عالم

بنے تھے (عبرانی ۱: ۱۰)

۵۔ اقوام۔ مسیح کے بارے میں جو امید تھی اس میں یہ خیال بھی داخل ہے کہ یاہواہ اور اسرائیل سے قوموں کا تعلق کیا ہے۔

ایک طرف تو یہ اقوام یاہواہ کی امت کی سخت دشمن نظر آتی ہیں اور باہمی سازش کر کے اُسے ہلاک کرنا چاہتی ہیں (زبور ۲ و ۸۳) لیکن اگر وہ اپنے اس ناپاک ارادے سے باز نہ آئینگی تو ہلاک ہونگی۔ (زبور ۲: ۹ و ۹: ۱۷ و ۲۳: ۱۰ و ۴۶: ۶ و ۵۹: ۵ وغیرہ)

لیکن اس خیال کے ساتھ ہی ایک اور پُر امید خیال بھی برابر پیش نظر رکھا گیا۔ نہ صرف اسرائیل بلکہ باقی قومیں بھی یاہواہ سے علاقہ رکھتی ہیں۔ وہی ان کی خبرگیری کرتا ہے اور آخرکار وہ سب اس کی تعظیم کرینگی اور اس مقصد کے پورا کرنے کے لئے اور عالمگیر الٰہی سلطنت قائم کرنے کے لئے اسرائیل ایک وسیلہ ہوگا۔

(ا) زمین اور اس کے سارے باشندے یاہواہ کی مخلوق ہیں اور وہ ان کا خالق ہے (۲۴: ۱ و ۸: ۱) ان پر وہ نگاہ رکھتا ہے (۶۶: ۷) وہ اُس کے مقاصد کو پورا کرتی ہیں (۳۳: ۱۴) وہ ان کو تعلیم و تربیت دیتا ہے (۹۴: ۱۰) اور وہ اس قابل ہیں کہ اخلاقی تعلیم حاصل کریں (۴۹: ۱)

خدا اعلیٰ و عالمگیر بادشاہ اور منصف ہے (۲۲: ۲۸ و ۴۶: ۱۰ و ۴۷: ۲ و ۸ و ۹۶ و ۹۹ و ۹۶: ۱۳ و ۹۸: ۹ و ۹۹: ۲ و ۱۱۳: ۴) قوموں کو برابر یہ ہدایت کی جاتی ہے کہ وہ اس کی تعظیم کریں (۲: ۸) اس کا خوف مانیں (۳۳: ۸) اس کی حمد کریں۔ (۶۶: ۱ و ۱۱۷: ۱ و ۱۴۵: ۲۱) اور اس کی ہیکل میں اس کی عبادت کریں (۹۶: ۷ و ۱۰۰: ۱ و ۲)

(ب) وقت آئیگا جب ساری قومیں اسے اپنا بادشاہ تسلیم کرینگی (۲۲: ۲۷ و ۶۶: ۴ و ۶۸: ۲۹ و ۸۶: ۹ و ۱۰۲: ۲۲) زمین کے بادشاہ اپنے سلطان کی اطاعت کریں (۱۰۲: ۱۵ و ۱۳۸: ۴) جو دعاؤں کا سننے والا ہے اس کے پاس سارا بشر آئیگا (۶۵: ۲) دنیا کے کناروں تک سب اس پر بھروسہ رکھینگے۔ (۶۵: ۵) اور آخری زبور میں یہ نظارہ پیش کیا گیا کہ ہر ایک ذی جان اس کی تعریف کے گیت گائیگا (۱۵۰: ۶)

(ج) خدا کی سلطنت کی عالمگیر توسیع میں اسرائیل ایک وسیلہ ہوگا۔ اس سلطنت کے ابتدائی ایام میں تو یہ معلوم ہوتا تھا کہ اسرائیل کی قسمت میں یہ بدا تھا کہ وہ

قوموں کو مطیع بنا کر ان کو یہوواہ کی سلطنت میں شامل کرے (زبور ۲ و ۱۸: ۴۳ و ۴۷)، لیکن جلد یہ معلوم ہو گیا کہ ساری قومیں اسرائیل کے ساتھ متحد ہو جائینگی (۴۷: ۹) زبور ۸۵ میں ایسی صلح و اتحاد کی امید پائی جاتی ہے۔ زبور ۷۲ میں یہ خیال پیش کیا گیا کہ بنی اسرائیل اپنی اخلاقی فوقیت سے اُن کو فتح کریگا۔ (آیت ۸)۔

چھٹا باب

زبور کی کتاب کی تعلیم

یہاں مفصل بیان کی گنجایش نہیں البتہ چند امور اس تعلیم کے متعلق یہاں درج کئے جاتے ہیں:-

(اول) **مزامیر کا تعلق عبادت کی رسوم سے ہے**۔ ان مزامیر میں اسرائیل کے دین کے باطنی اور روحانی پہلو کو منکشف کیا گیا مثلاً اعتماد۔ امید اور محبت کے احساس جن کا کمال زبور ۲۳ و ۴۲ و ۴۳ و ۸۴ میں نظر آتا ہے۔ یہ ایک طرح کی دعائیں ہیں جن میں ان روحوں نے خدا کے سامنے گناہوں کا اقرار کیا۔ التجا۔ سفارش۔ دھیان شکرگذاری اور تعریف خدا کے آگے کی پبلک عبادت میں بھی اور خانگی عبادت میں بھی۔ یہ اس امر کا کامل ثبوت ہے کہ اسرائیل کا مذہب محض ظاہری ریت رسوم ہی نہ تھا۔

بار بار ہیکل کا ذکر ان مزامیر میں پایا جاتا ہے جو عبادت کی مرکزی جگہ تھی، خاص کر جہاں وہ اپنی قدرت۔ جلال اور نیکی منکشف کرتا ہے اور اپنی پروردگاری کے طریقوں کی تشریح کرتا ہے (زبور ۲۴: ۲ و ۴۸: ۹ و ۶۵: ۴ و ۶۸: ۲۹ و ۷۳: ۱۷ و ۹۶: ۶)

کاہنی لباس کی شان کا ذکر بھی آتا ہے (زبور ۲۹: ۲ و ۹۶: ۹ و ۱۱۰: ۳)

صیون کے حج کی عیدوں میں خوشی منائی گئی (۴۲ و ۴۸ و ۵۵: ۱۴)

دوسری ہیکل کے وقت زبور کی کتاب گیتوں کی کتاب تھی اس لئے اس کا نام "حمدوں کی کتاب" پڑ گیا۔ حاجیوں کے گروہوں کے گیت (۴۲: ۴ یسعیاہ ۳۰: ۲۹) ہیکل کی طرف جلوس جاتے ہوئے نظر آتے ہیں (۶۸: ۲۴ و ۲۵) اس کی

بارگاہوں میں تعریف کے نعرے سنائی دیتے ہیں (۹۵: ۱ و ۱۰۰: ۱ و ۴)
قربانی کا یہ ذکر ہے کہ وہ خدا اور اس کی امت کے مابین عہد کے طور پر ہے (۵۰: ۵ بمقابلہ خروج ۲۴: ۵) اور خدا کی قربت حاصل کرنے کے لئے یہ عام وسیلہ تھا (۲۰: ۳ و ۵۰: ۸ و ۶۶: ۱۳ و ۱۵ و ۹۶: ۸) عبادت اور شکرگزاری کا یہ طبعی اظہار تھا (۴: ۵ و ۱۵: ۱۹ و ۶: ۵ و ۱۰۷: ۲۲ و ۱۱۸: ۲۷) خاص گزشتوں کے ساتھ اس کا تعلق تھا (۵۶: ۱۲ و ۶۶: ۱۳) جن کا بار بار ذکر آتا ہے (۲۲: ۲۵ و ۶۱: ۵ و ۶۵: ۱ و ۷۶: ۱۱ و ۱۱۶: ۱۴ و ۱۸) شرعی پاکیزگی کی رسوم کا یہ ذکر ہے کہ وہ اس باطنی پاکیزگی کا نشان تھیں جو خود خدا ہی کر سکتا ہے۔ (۵۱: ۷)

لیکن قربانی چڑھانے والے کی نیت کے بغیر یہ قربانیاں نکمی تھیں۔ خدا قربانی نہیں بلکہ فرمانبرداری طلب کرتا ہے (۴۰: ۶) وہ شکرگزاری کے بدلے نہیں چاہتا بلکہ شکرگزار دل (۵۰: ۱۴ و ۲۳ و بمقابلہ ۶۹: ۳۰ و ۳۱ کے) قربانی نہیں بلکہ شکستہ و خستہ دل روحانی کی شرط ہے (۵۱: ۱۶) خستہ دل اور دعا حقیقی قربانیاں ہیں (۵۱: ۱۷ و ۱۴۱: ۲) اور جن اخلاقی شرائط پر قربانی مقبول ہو سکتی ہے اور انسان خدا کی قربت حاصل کر سکتا ہے ان کا بار بار ذکر آیا ہے (۴: ۵ و ۱۵: ۱ و ۲۴: ۳ و ۲۶: ۶ و ۶۶: ۱۸)

خدا ہی بدی سے انسان کو پاک و صاف کر سکتا ہے (۶۵: ۳ و ۷۸: ۳۸ و ۷۹: ۹ و ۸۵: ۲)

(دوم) ہر مزمور نویس کی ذاتی راستبازی۔ زبور کی کتاب کا مطالعہ کرنے والوں میں سے بعضوں نے اکثر یہ اعتراض کیا کہ ہر مزمور نویس اپنی راستبازی اور معصومی کا بار بار دعویٰ کرتا ہے جیسے فریسی کیا کرتے تھے (لوقا ۱۸: ۹) چنانچہ وہ یہ فریاد کرتا ہے کہ اس کی راستبازی اور صداقت کے مطابق اس کا انصاف کیا جائے (۷: ۸ و بمقابلہ ۲۶: ۱ کے) اور اپنے دشمنوں سے مخلصی پانے کو اپنی راستبازی اور معصومیت کا اجر سمجھتا ہے (۱۸: ۲۰) اور اپنی دعا کے جواب کو اپنی خلوص قلبی اور معصومیت سے منسوب کرتا (۱۷: ۱) اور یہ تقاضا کرتا ہے کہ خدا صرف اس کی تفتیش کر سکتا ہے۔ (۲۶: ۲)

لیکن مخفی نہ رہے کہ ایسے تذکرات اکثر ان الزاموں سے بریت کے اظہار ہیں جو اس کے دشمنوں نے اس پر لگائے تھے (۷: ۳) اور باقیوں میں صرف یہ بیان ہے کہ اس کی نیت صاف اور اس کا دل خدا پر مائل تھا (۱۷: ۱) اس لئے فریسیوں کے فخریہ بیانات کے ساتھ ان کو تشبیہ نہیں دے سکتے۔ بلکہ پولس کی طرح اس نے اپنی نیک نیتی ظاہر کی (اعمال ۲۰: ۲۶ و ۲۳: ۱) وہ بچوں جیسے سادہ ایمان کے اعتبار کا اظہار ہیں۔

ان دنوں میں یہ سمجھا جاتا تھا کہ گناہ اور اس کی سزا کے درمیان ایک مناسبت ہوتی ہے اور جہاں غیر معمولی عذاب کسی کو ملا وہاں عموماً یہ نتیجہ نکالا گیا کہ وہ کسی غیر معمولی خطا کا بدلہ تھا۔ چنانچہ اس خیال سے قومی معصومیت (۴۴: ۱۷) اور شخصی معصومیت (۵۹: ۳) پر روشنی پڑتی ہے۔

ایسے بیانات عموماً پرانے عہدنامے میں ملتے ہیں نئے عہدنامے میں نہیں ملتے وہ ابدی صداقت کا جزوی اظہار (متی ۱۶: ۲۷) اور اپنے زمانے کے حسب حال ہیں۔ نئے عہدنامے نے گناہ کی حقیقت کا ایک نیا مکاشفہ عطا کیا اور انسانی ذات کا زیادہ مکمل علم بخشا۔ اس کی یہ تعلیم ہے کہ آدمی اپنی خوبی و نیکی کا دعویٰ نہیں کر سکتا (لوقا ۱۷: ۱۰) لیکن زبور ۱۳۹: ۲۳ و ۲۴ کی عبارت فریسیت نہیں کہلا سکتی۔

اس معصومیت کے اظہار کے ساتھ ساتھ شخصی گنہگاری کا پورا پورا اقرار پایا جاتا ہے (۵۱: ۵ و ۶۹: ۵) انسان خدا کے سامنے اپنے تئیں راستباز نہیں ٹھہرا سکتا (۱۳۰: ۳ و ۱۴۳: ۲) وہ معافی۔ پاکیزگی اور از سر نو زندگی حاصل کرنے کی ضرورت محسوس کرتا اور گناہ سے محفوظ رہنے کے لئے خدا پر بھروسہ رکھتا ہے (۱۹: ۱۲) کہ خدا اور انسان کے درمیان گناہ ایک دیوار حائل کر دیتا ہے (۶۶: ۱۸ و ۵۹: ۱۶) وہ اپنا سارا آسرا بھروسہ خدا پر رکھتا ہے اور اس کی رحمت پر اس کا تکیہ ہے (۲۵: ۴ و ۳۴: ۷ و ۲۵)

(سوم) جو لعنت کے مزامیر کہلاتے ہیں وہ بعضوں کے نزدیک ایک اخلاقی مشکل پیش کرتے ہیں۔ بعض ایسے مزامیر ہیں جن میں اعلیٰ روحانی غور و خوض کے ساتھ دشمنوں

سے انتقام لینے اور ان کی بربادی پر خوشی منانے کا ذکر آجاتا ہے۔ ان کو دیکھ کر یہ خیال گذرتا ہے کہ ایسے خیالات کو ہم کیسے الٰہی مکاشفہ مان سکتے ہیں؟ یعنی جنہوں نے ایسے جملے لکھے کیا ان کو روح القدس کا الہام حاصل تھا؟

شریعتِ موسوی میں انتقام لینا جائز تھا اور یہ مزامیر شریعت کے زمانہ سے علاقہ رکھتے ہیں نہ انجیل کے زمانہ سے۔ ایسے مزامیر میں ایلیاہ کی روح پائی جاتی ہے نہ مسیح کی۔ وہ اس زمانہ کے لحاظ سے جائز درست ہیں کیونکہ وہاں یہ تعلیم تھی کہ اپنے پڑوسی کو پیار کر اور اپنے دشمنوں سے عداوت (متی ۵: ۴۳)

ہمارے خداوند نے یہ ظاہر کیا کہ عہدِ عتیق گو عہدِ جدید کے خلاف نہ تھا لیکن اس سے ادنیٰ تھا۔ مسیح نے اس عہد کی تکمیل کی اور اس کو زیادہ عمیق اور وسیع بنایا (متی ۵: ۴۳ و ۱۹: ۸ ولوقا ۹: ۵۵)

یہاں یہ بھی یاد رکھنے کے قابل ہے کہ ایسے جملے شخصی انتقام یا محض انتقام کی آرزو کا نتیجہ نہیں بلکہ خدا کے لئے غیرت رکھنے کا نتیجہ تھے اور ان میں یہ آرزو ہے کہ یہ انتقام خدا کے ہاتھ میں چھوڑا جائے۔ انتقام الٰہی انتظام کا ایک جزو ہے (مزمور ۵۸: ۱۱ و ۴۰: ۱۵)

انتقام لینا اس زمانہ کی حالت کے مطابق تھا چنانچہ نابال نے جب داؤد کی ہتک کی تو داؤد فوراً انتقام لینے پر آمادہ ہو گیا لیکن آخرکار یہ اعلیٰ خیال غالب آیا کہ انتقام خدا کے ہاتھ میں چھوڑ دیا جائے (۱-سموئیل ۲۵: ۳۱ و ۳۹)

یہ بھی واضح رہے کہ خدا کی سلطنت کے یہ دو پہلو ہیں وہ سزا کے ذریعہ بھی آتی ہے اور فضل کے ذریعہ بھی۔ نہ صرف عدالت کا یہ تقاضا ہے بلکہ محبت کا بھی کہ نیکوں اور بدوں کے درمیان آخرکار امتیاز ہو جائے۔ جو لوگ اس سلطنت کے قوانین کو ماننا نہیں چاہتے وہ اس میں سے جلاوطن کئے جائیں (متی ۱۳: ۴۹ و ۵۰ و ۱۶: ۲۷ ویوحنا ۵: ۲۹)

انجیل نے تو عالمگیر محبت کا اعلان کیا اور حکم دیا کہ خدا کی سلطنت کے قائم کرنے کے لئے لگاتار دعا مانگتے رہیں تاکہ گنہگار توبہ اور اصلاح کر کے اس میں داخل ہوں اور نتیجہ خدا کی آیندہ عدالت کے سپرد کریں لیکن شریعت نے اپنے قانونِ انتقام اور موجودہ زندگی کو ہی نظر رکھتے ہوئے یہ تعلیم دی کہ شریروں کی ہلاکت کے ذریعہ خدا کی سلطنت کے قیام کیلئے دعا کریں۔

مطالعہ جاری ہے۔

14-5-90

زبور کی پہلی کتاب

زبور ۱ سے ۴۱ تک

اس حصہ کے مزامیر غالباً سب سے پہلے ہیں اور وہ عموماً حضرت داؤد کی تصنیف تسلیم کئے گئے۔ اس حصہ کے مزامیر میں دو خواص پائے جاتے ہیں۔ (۱) ان مزامیر میں خدا کا نام برابر یا ہواہ آیا ہے اور الوہیم نام بہت کم مستعمل ہوا۔ چنانچہ یاہواہ کا نام ۲۷۲ دفعہ آتا ہے اور الوہیم نام صرف ۱۵ دفعہ جیسے توریت کے مختلف حصوں کا امتیاز خدا کے ناموں کے استعمال کے ذریعہ معلوم ہو سکتا ہے اسی طرح زبور کی کتابوں کا امتیاز بھی ہو سکتا ہے توریت کے جن حصوں میں یاہواہ نام آتا ہے وہ یاہوی (Jehovistic) کہلاتے ہیں جن میں الوہیم آتا ہے وہ الوہیمی (Elohistic) اور جن میں یاہواہ الوہیم اکٹھا نام آتا ہے وہ یاہوی الوہیمی حصے کہلاتے ہیں وغیرہ۔ جب یہ مزامیر ایک جلد میں جمع ہوئے تو پہلے دو مزامیر بطور دیباچہ کے رکھے گئے اس لئے ان کے شروع میں نہ کوئی عنوان آیا ہے نہ کسی مصنف کا نام۔ اس کتاب کے بعض مزامیر کے شروع میں بعض تاریخی حوالے پائے جاتے ہیں جن کے ذریعہ ان کا تعلق حضرت داؤد کی زندگی کے کسی خاص واقعہ سے پیدا ہوتا ہے۔

ان مزامیر کے مضامین طرح طرح کے ہیں بعض مزامیر کے ایک حصہ میں تو اکثر خوشی پائی جاتی ہے اور دوسرے حصے میں غم والم اور سخت مایوسی و ناامیدی۔ بعض مزامیر میں کوئی نہ کوئی خاص خیال ملتا ہے اور اس خاص خیال کے لحاظ سے ہم ان کو یوں تقسیم کر سکتے ہیں۔

(ا) راستباز و شریر کا مقابلہ مثلاً ۱ و ۵ و ۱۰ و ۳۷ ہیں۔

(ب) مصیبت کے وقت راستباز کی فریاد ۳ و ۴ و ۶ و ۷ و ۱۲ و ۱۳ و ۲۲ و ۳۱ و ۳۸ و ۳۹ و ۴۰)

(ج) فطرت میں خدا کا جلال ۸ و ۱۹ و ۹۰
(د) شریعت (۱و ۱۹)
(ہ) بادشاہ ۲ و ۱۸ و ۲۰ و ۲۱
(و) آئندہ حیات (۱۶)

علاوہ ازیں قربانی کا ذکر زبور ۲۷ میں - ہیکل کی عبادت کا ذکر زبور ۴۲ میں اور مسیحی امید کا زبور ۲ و ۲۰ و ۲۸ و ۴۰ میں ہیں -

مفصلہ ذیل مزامیر کا حوالہ نئے عہد نامہ میں آیا ہے - ۲ و ۴ و ۵ و ۸ و ۱۰ و ۱۴ و ۱۶ و ۱۸ و ۲۲ و ۲۴ و ۳۲ و ۳۴ و ۴۰ و ۴۱ ۔

پہلا زبور (۱) مبارک ہے وہ آدمی جو شریروں کی صلاح پر نہیں چلتا اور خطا کاروں کی راہ میں کھڑا نہیں ہوتا اور ٹھٹھے بازوں کی مجلس میں نہیں بیٹھتا۔ (۲) بلکہ خداوند کی شریعت میں اُس کی خوشنودی ہے اور اُسی کی شریعت پر دن رات اُس کا دھیان رہتا ہے - (۳) وہ اُس درخت کی مانند ہوگا جو پانی کی ندیوں کے پاس لگایا گیا ہے - جو اپنے وقت پر پھلتا ہے اور جس کا پتا بھی نہیں مرجھاتا - سو جو کچھ وہ کرے بارور ہوگا - (۴) شریر ایسے نہیں بلکہ وہ بھوسے کی مانند ہیں جسے ہوا اُڑا لے جاتی ہے - (۵) اس لئے شریر عدالت میں قائم نہ رہیں گے نہ خطا کار صادقوں کی جماعت میں - (۶) کیونکہ خداوند صادقوں کی راہ جانتا ہے لیکن شریروں کی راہ نابود ہو جائیگی -

یہ مزمور زبور کی کتاب کا مناسب دیباچہ ہے - بعض عبرانی نسخوں میں یہ بطور دیباچہ کے مندرج ہے اور بعض نسخوں میں دوسرے مزمور سے ملحق ہے اس کا نہ کوئی عنوان ہے نہ مزامیر جس سے یہ پتا چلتا ہے کہ حضرت داؤد کے مزامیر (۳ سے ۴۱) میں شامل نہ تھا - اس مزمور کا مضمون یہ ہے کہ راستباز شخص جو خدا کی شریعت کا مطالعہ کرتا ہے وہ مبارک ہے لیکن شریر آدمی کا انجام خراب ہے - اس کے دو حصے ہیں - اول سے ۳ آیت تک اور دوسرا ۴ سے ۶ آیت تک - پہلے حصے میں راستباز کی سیرت اور انجام کا ذکر ہے اور دوسرے حصہ میں شریر کی سیرت اور انجام کا -

۱ - "مبارک" پرانے عہد نامہ کی یہ پہلی مبارکبادی ہے -

"چلنا - کھڑا ہونا - بیٹھنا -

"صلاح" راہ اور مجلس بہتری و ترقی کی طرف اشارہ کرتے ہیں اسی طرح ان الفاظ میں "شریر - خطا کار - ٹھٹھے باز" بد سے بدتر حالت کی طرف -

"شریر" پرانے عہد نامے میں بے دینوں کے لئے عام لفظ ہے - جس عبرانی لفظ (راشاع) کا یہ ترجمہ ہے اس کے اصلی معنی بے چین یا بے آرام کے ہیں (ایوب ۳ : ۱۷ + یسعیاہ ۵۷ : ۲۰ و ۲۱) گناہ نے داخل ہو کر انسان کے اطمینان و سکون میں خلل ڈال دیا جس کی وجہ سے اس کا رشتہ خدا اور انسان اور اپنے نفس سے بگڑ گیا -

"خطا کار" جو نشانہ خطا کرتے یا راہ راست سے بھٹک جاتے ہیں - اس سے ایسے لوگ مراد ہیں جو گناہ کرنے کے عادی ہو گئے ہیں (امثال ۱ : ۱۰)

"ٹھٹھے باز" جو دینی باتوں اور نیک امور کا ٹھٹھا اڑاتے ہیں یہ لفظ خاص کر امثال کی کتاب

ہیں بہت مستعمل ہوا ہے۔ یہ رندوں کا ایک خاص گروہ تھا۔ یہ مغرور لوگ اپنے آپ کو کامل سمجھتے ہیں ایسے لوگوں کو سدھارنا ناممکن ہے کیونکہ وہ سرزنش و تنبیہ کو بُرا سمجھتے ہیں اور تعلیم پانا نہیں چاہتے۔(۱۳: ۱ + ۱۵: ۱۲) اگر وہ حکمت کی تلاش بھی کریں تو اُسے پا سکتے نہیں۔(۱۴: ۶) ان سے بحث کرنا بے سود ہے (۹: ۷ و ۸) سب لوگ ان سے متنفر ہیں (۲۴: ۹) اور امن و صلح کے لئے ایسے لوگوں کو سوسائٹی سے خارج کر دینا چاہئے (۲۲: ۱۰) خدا کی طرف سے ان پر عذاب نازل ہوگا اور ان کا انجام سادہ دلوں کے لئے باعثِ عبرت ہوگا۔(۳: ۳۴ + ۱۹: ۲۵ - ۲۹ + ۲۱: ۱۱)

اس آیت کے ان جملوں میں بدی کی طرف ترقی کرنے کا اشارہ ہے (۱) شریروں کے اصول کو اپنا دستور العمل ٹھہرانا۔(۲) بدنام مجرموں کی تقلید میں ضد کرنا۔(۳) جان بوجھ کر ایسے لوگوں کی صحبت اختیار کرنا جو کھلم کھلا مذہب پر تمسخر کرتے ہیں۔ مقابلہ کرو میکاہ ۶: ۱۶ + یرمیاہ ۷: ۲۴ + ایوب ۱۰: ۳ + ۲۱: ۱۶ + ۳: ۲۱ + ۲۲: ۱۸ - اس کی مثال کے لئے دیکھو ۲۔ تواریخ ۲۲: ۳ سے ۵۔

۲- راستباز کی زندگی کا دستور العمل خداوند کی شریعت ہے (استثنا ۶: ۶ سے ۹) شریعت کا مقصد یہ تھا کہ انسان کو خوشحالی حاصل ہو (استثنا ۳۲: ۲۹)

شریعت "عبرانی توراہ۔ اس کے معنی یہ ہیں (۱) تعلیم خواہ انسانی ہو یا الٰہی (امثال ۱: ۸) (۲) حکم یا قانون (۳) احکام کا مجموعہ خاص کر موسوی شریعت کے قوانین کا۔ یعنی توریت کی کتاب۔ لیکن یہاں اس لفظ کو اس تنگ معنی میں نہ لیں بلکہ خدا کا مکاشفہ مراد لیں جو مقدس نوشتوں خاص کر توریت میں مندرج ہے جیسے یسعیاہ کی کتاب میں خدا کا کلام کہا (یسعیاہ ۱: ۱۰ + ۲: ۳)

"دھیان" مزمور نویس خود تدا پر دھیان کیا کرتا تھا۔(۶۳: ۶) اور اُس کی صنعتوں اور تواریخ پر ۱۔ ۷: ۱۲ + ۱۴۳: ۵)

۳- متواتر شریعت الٰہی کے مطالعے کے ذریعہ راستباز فیضیاب ہوگا۔

"اس درخت کی مانند" جسے پانی بکثرت ملتا رہتا ہے جس کے بغیر وہ پژمردہ ہو کر سوکھ جاتا ہے اسی طرح خدا کے مکاشفہ کے ذریعہ خدا کے ساتھ متواتر رفاقت رکھنے کے ذریعہ وہ سینچا جاتا ہے۔ غالباً یہ کھجور کی قسم کا درخت ہوگا۔ جنوبی ہند میں تاریل

کے درخت کا یہی حال دیکھو جہاں ان درختوں کے لئے پانی بکثرت حاصل ہے۔ یہ درخت ہر مہینے پھل دیتا ہے جس میں گلاس بھر کے قریب شیریں و صاف پانی نکلتا ہے۔ جس کے تیل کی مالش سے تپ دق کا علاج کیا جاتا ہے۔ جس کی شاخیں مشعل کا کام دیتی ہیں۔ جس کے پتوں سے نفیس چٹائیاں بنتی اور جس کے چھلکے ایندھن کا کام دیتے ہیں۔ الغرض اس کا کوئی حصہ رائگاں نہیں جاتا۔ غالباً یہاں اسی قسم کے درخت سے راستباز کو تشبیہ دی گئی۔ مقابلہ کرو یرمیاہ ۱۷: ۷ و ۸ – وہاں شریر کو بھی ایک درخت سے تشبیہ دی گئی ہے (۱۷: ۵ و ۶ اور حزقی ایل ۴۷: ۱۲)

۴ سے ۶ شریر کی سیرت اور انجام۔

۴- پختہ جڑ، سرسبز پھلدار درخت کے مقابلہ میں بھوسے سے شریر کو تشبیہ دی گئی جو خرواروں بیلوں کے پاؤں تلے روندا جاتا ہے۔ وہ بذات خود بیکار ہوتا ہے اور ہوا کے جھونکے سے اُڑ جاتا ہے۔ یہ تشبیہ پرانے عہدنامے میں بہت عام ہے جس سے شریروں کی ناگہاں ہلاکت کو ظاہر کیا جاتا ہے (زبور ۳۵: ۵ + ایوب ۲۱: ۱۸ + یسعیاہ ۲۹: ۵ + ہوسیع ۱۳: ۳)

"عدالت" یہاں خدا کی طرف سے سزا ملنے یا آخری عدالت کی طرف اشارہ ہے۔ صادقوں کی جماعت یعنی اسرائیل کی جماعت جو یہوواہ کی جماعت ہے (۱۱۱: ۱)

۶- اس زبور کی تعلیم خدا کی پروردگاری پر مبنی ہے۔ خداوند راستبازوں کی راہ جانتا ہے یا اُسے پسند کرتا ہے کیونکہ وہ زندگی کی راہ ہے (۱۶: ۱۱ + امثال ۱۲: ۲۸) اور سلامتی کی راہ ہے (یسعیاہ ۵۹: ۸) وہ ابدی راہ ہے (۱۳۹: ۲۴) اسی طرح خدا شریروں کی راہ کو بھی جانتا ہے جو ہلاکت کو لے جاتی ہے۔ یہ موت کی راہ ہے (امثال ۱۴: ۱۲)

دوسرا زبور

اس مزمور میں جس موقع کا بیان ہے وہ یہ ہے کہ ایک اسرائیلی بادشاہ حال ہی میں تخت نشین ہوا تھا اور مقدس تیل سے اس کا مسح ہوا تاکہ بطور خدا کے نائب کے اس کی اُمت

پر حکومت کرے۔ اس وقت کئی ماتحت قوموں نے سازش کی کہ اس کا جُوا اپنی گردن سے اتار پھینکیں۔ وقت نازک تھا لیکن وہ خدا کا نائب تھا اس لئے یہ مخالفت خدا کے خلاف تھی۔ اور خدا کے خلاف مخالفت کبھی کامیاب نہیں ہو سکتی اس لئے اس نے ان قوموں کو نصیحت کی کہ خوشی سے اس کی اطاعت کریں ورنہ جو بربادی سرکشوں کو نصیب ہوتی ہے وہ اُن کو نصیب ہوگی۔

اب یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ یہ بادشاہ کون ہوگا اور ان کی سلطنت کے کس موقع کا یہاں بیان ہے۔ عموماً یہ خیال کیا جاتا ہے کہ یا تو داؤد بادشاہ کا ذکر ہے یا سلیمان بادشاہ کا (۱) محض اعمال ۴: ۲۵ سے فیصلہ نہیں ہو سکتا کیونکہ یہ نام مزمور نویس کا مترادف ہو گیا (عبرانیوں ۴: ۷) خواہ وہ کوئی مزمور نویس ہو۔ البتہ متقدمین مفسر اسے داؤد سے منسوب کرتے اور کہتے تھے کہ جب وہ کل اسرائیل کا بادشاہ مقرر ہوا تو تھوڑی دیر بعد فلسطیوں نے اس پر حملہ کیا اور عمونیوں اور ارامیوں نے اس کے خلاف بندش کی (۲۔ سموئیل ۵: ۱۷ + ۲۔ سموئیل ۱۰باب) لیکن اس تفسیر پر یہ اعتراض وارد ہوتا ہے کہ اس مزمور میں ماتحت قوموں کی بغاوت کا ذکر ہے حالانکہ فلسطی، عمونی اور ارامی اس وقت ماتحت قومیں نہ تھیں۔

(۲) یہاں سلیمان بادشاہ کا ذکر ہے۔ جیحون پر اس کا مسح ہوا۔ جیحون میں تخت نشینی کی رسم ادا ہوئی (۱۔ سلاطین ۱: ۳۵) چونکہ عہد کا صندوق صیحون میں تھا اس لئے وہ یہوواہ کا پہاڑ کہلاتا تھا اس لئے لکھا ہے کہ سلیمان یہوواہ کے تخت پر بیٹھا" (۱۔ تواریخ ۲۹: ۲۳ بمقابلہ ۲۸: ۵) یہ زبور اس وعدہ پر مبنی ہے جو ۲۔ سموئیل ۷: ۱۲ میں پایا جاتا ہے جب سلیمان اس بڑی سلطنت کا مالک ہوا اس وقت وہ نوجوان تھا اور تخت نشینی کے لئے بھی جھگڑا ہو رہا تھا۔ اس موقعہ پر بعض ماتحت قوموں کا سر اُٹھانا ایک امر طبعی تھا۔ مدد کی درخواست ۔ ۱۔ سلاطین ۱۱: ۲۱ سے ظاہر ہے کہ اس کے دشمنوں نے سمجھا کہ اب ان کو موقعہ ہے۔ اگرچہ سلیمان کے عہد سلطنت میں عموماً امن وامان رہا تو بھی چند لڑائیوں کی طرف اشارہ ہے۔ سلیمان کو بڑی جنگی تیاری کرنی پڑی (۱۔ سلاطین ۴: ۲۶ + ۹: ۱۵ + ۱۱: ۲۷ + ۲۔ تواریخ ۸: ۵) چند لڑائیوں میں مصروف ہوا (۲۔ تواریخ ۸: ۳) بدد اور ضمین نے اُس کو نقصان پہنچایا (۱۔ سلاطین ۱۱: ۲۱۔ ۲۵)

یہ مزمور مسیحی مزمور کہلاتا ہے کیونکہ اس کی تکمیل مسیح بادشاہ اور مسیح کی سلطنت

میں ہوتی ہے۔ اس امر کو سمجھنے کے لئے مندرجہ ذیل امور پر غور کرنا مناسب ہے۔ اسرائیل یہوواہ کا بیٹا بلکہ اس کا پہلوٹھا بیٹا تھا (خروج ۴: ۲۲ + استثنا ۳۲: ۶) اس لئے اسرائیل کا بادشاہ بھی ان کا نمائندہ ہونے کی حیثیت سے یہوواہ کا بیٹا اور اس کا پہلوٹھا بیٹا کہلایا (۲۔ سموئیل ۷: ۱۳ + زبور ۸۹: ۲۶ و ۲۷) یہ نسلی یا جسمانی رشتہ نہ تھا بلکہ اخلاقی وروحانی۔

اسرائیلی بادشاہ مطلق العنان بادشاہ نہ تھا۔ وہ یہوواہ کا ممسوح اور اس کا نائب تھا اس لئے اُس کے خلاف بغاوت خدا کے خلاف بغاوت تھی۔

یہوواہ کا بیٹا اور ممسوح بادشاہ ہونے کے لحاظ سے وہ ابدی ابن خدا کا نمونہ ٹھہرا۔ چونکہ داؤد کی نسل کے بادشاہ اپنے منصبی فرائض میں کامیاب نہ ہوئے اس لئے ان کو یہ تعلیم ملی کہ وہ ایک آنیوالے بادشاہ کے منتظر رہیں جس میں خدا کے وعدے پورے ہونگے۔

اس مزمور کے ساتھ ۲ سموئیل ۷ باب زبور ۸۹ و ۷۲ و ۴۵ و ۲ سے ۱۱۰ کو پڑھیں جتنے صحائف میں جو اس مزمور کے حوالے آئے ہیں وہ بھی توجہ کے لائق ہیں۔

(۱) اعمال ۴: ۲۵ سے ۲۸ یہودیوں اور غیر قوموں نے مسیح کے خلاف بندش باندھی۔

(۲) اس مزمور کی ۷ آیت کا حوالہ پولس رسول نے انطاکیہ میں دیا (اعمال ۱۳: ۳۳) اور بتایا کہ وہ مسیح کی قیامت میں پورا ہوا (مقابلہ کرو رومیوں ۱: ۴ سے) اور عبرانیوں کے خط میں اس مزمور کا حوالہ دیکر مسیح کی فوقیت فرشتوں پر ثابت کی گئی (۱: ۵) اور مسیح سردار کاہن کے عہدہ کے منجانب اللہ ہونے کا ثبوت دیا (عبرانی ۵: ۵)

(۳) اس میں یہ دو لقب آئے ہیں "میرا بیٹا" (متی ۳: ۱۷) اور "خداوند کا مسیح" (لوقا ۲: ۲۶) جن سے مسیح کی ذات اور عہدے کی حقیقت ظاہر ہوتی ہے مقابلہ کرو متی ۱۶: ۱۶ اور یوحنا ۲۰: ۳۱ سے۔

(۴) اس کی عبارت مکاشفہ کی کتاب میں بار بار دہرائی گئی (مکاشفہ ۱۲: ۵ و ۱۹: ۱۵ و ۲: ۲۶ و ۲۷ و ۴: ۲ و ۱۱: ۱۵ وغیرہ) اسی وجہ سے یہ مزمور ایسٹر کی عید کے لئے موزون قرار دیا گیا۔ بعض نسخوں میں یہ مزمور پہلا گنا گیا اور پہلے مزمور کو کل کتاب زبور کا دیباچہ سمجھا۔ بعض نسخوں میں یہ پہلے مزمور کے ساتھ ملا دیا گیا۔ ایک یہودی مقولہ ہے کہ "پہلا مزمور برکت سے شروع ہوتا ہے (۱: ۱) اور برکت پر ختم ہوتا ہے" (۲: ۱۲) لیکن سترون اور دیگر یونانی ترجموں میں پہلا اور دوسرا الگ ہیں۔

۱۰- دنیا کے سارے حاکموں کو نصیحت ہے نہ صرف باغیوں کو۔

۱۱- عبادت کرو۔ اطاعت کرو زیادہ موزوں ہوگا۔

۱۲- "بیٹے کو چومو" ستّروں کے یونانی ترجمہ کے مطابق یہ ترجمہ ہوگا "اس تعلیم کو گرفت کر لو" تارگم میں بھی یہی ترجمہ ہے۔

"چومو" کا ترجمہ بعضوں نے یہ کیا ہے "خالص دل سے عبادت کرو"۔

آخری جملہ اس مزمور کے آخر میں گایا جاتا تھا جب یہ مزمور عبادت کے وقت گاتے تھے گویا یہ اس کا اصلی حصہ نہ ہو۔

زبور ۳- داؤد کا مزمور جب وہ اپنے بیٹے ابی سلوم کے سامنے سے بھاگا۔

(۱) اے خداوند میرے ستانے والے کتنے بڑھ گئے! وہ جو میرے خلاف اُٹھتے ہیں بہت ہیں (۲) بہت سے میری جان کے بارے میں کہتے ہیں کہ خدا کی طرف سے اُس کی کمک نہ ہوگی۔ (سلاہ) (۳) لیکن تُو اے خداوند! ہر طرف میری سپر ہے۔ میرا فخر اور سرفراز کرنے والا۔ (۴) میں بلند آواز سے خداوند کے حضور فریاد کرتا ہوں اور وہ اپنے کوہِ مقدس پر سے مجھے جواب دیتا ہے۔ (سلاہ) (۵) میں لیٹ کر سوگیا۔ میں جاگ اُٹھا کیونکہ خداوند مجھے سنبھالتا ہے (۶) میں ان دس ہزار آدمیوں سے نہیں ڈرنے کا جو گردا گرد میرے خلاف صف بستہ ہیں۔ (۷) اُٹھ اے خداوند! اے میرے خدا مجھے بچالے کیونکہ تُو نے میرے سب دشمنوں کو جبڑے پر مارا ہے۔ تُو نے شریروں کے دانت توڑ ڈالے ہیں (۸) نجات خداوند کی طرف سے ہے۔ تیرے لوگوں پر تیری برکت ہو (سلاہ)

تیسرا اور چوتھا مزمور آپس میں گہرا تعلق رکھتے ہیں اس لئے ان دونوں کا مطالعہ اکٹھا کرنا مناسب ہوگا۔ تیسرا مزمور صبح کا گیت ہے جب خطروں کے باوجود رات سلامتی سے گذری (۳: ۵) چوتھا مزمور شام کا گیت ہے۔ خطرہ اب تک جاتا تو نہیں رہا لیکن ایسا اٹل بھی نہیں (۴: ۸)

سرنامہ میں مصنف اور موقع کا جو ذکر ہے اس کے لئے دیکھو ۲- سموئیل ۱۵ سے ۱۸ باب تک یہ قیاس کیا جاتا ہے کہ جب حضرت داؤد یروشلم سے بھاگ نکلے تو رات انہوں نے یردن کے گھاٹ پر گذاری کیونکہ حوسی نے تاکیدی پیغام بھیجا تھا (۲- سموئیل ۱۷: ۱۵-۲۲)

یہ داؤد کا پہلا زبور ہے۔ اس کو چار حصوں میں تقسیم کر سکتے ہیں:- اول تو موجودہ مصیبت آیات ۱ و ۲- دوم۔ خدا مدد و حفاظت کا چشمہ ہے آیات ۳ و ۴۔ سوم خطرہ کے باوجود بھروسہ

۵ و ۶۔ چہارم رہائی کے لئے دعا اور اُمت پر برکت۔ آیات ۷ و ۸۔

اس مزمور سے حضرت داؤد کی چند خوبیاں ظاہر ہوتی ہیں مثلاً خدا کے ساتھ شراکت کا احساس اور اس کی حفاظت پر تکیہ (۳ سے ۶ آیات) اس کی پدرانہ محبت جس کی وجہ سے اس نے ابی سلوم کا نام تک اس مزمور میں درج نہیں کیا۔ شاہانہ فیاضی کہ خانہ جنگی سے لوگوں کو بچانے کی خاطر اس نے اپنی ذات کی پرواہ نہ کی۔ (آیت ۸)

۱ و ۲- حضرت داؤد نے اپنی ضرورت کو یاہواہ کے سامنے پیش کیا۔ بغاوت بڑھتی جا رہی تھی اور لوگ بغاوت میں شریک ہوتے جاتے تھے اور حضرت داؤد کو یہ پیغام ملا کہ لوگوں کے دل ابی سلوم کے ساتھ ہیں (۲- سموئیل ۱۵: ۱۲ و ۱۳ و مقابلہ کرو ۱۶: ۱۵ سے)

۲- "میری جان" جان کے لئے وہی لفظ ہے جس کا ترجمہ کبھی (Soul) روح کیا جاتا ہے۔ اس سے مراد ہے میں خود۔

"خدا" یہاں عام نام خدا کا ہے لیکن جہاں داؤد اپنے بھروسہ کا ذکر کرتا ہے وہاں وہ لفظ یاہواہ استعمال کرتا ہے۔

سوم- گو انسان یہ سمجھتے تھے کہ خدا نے اسے ترک کر دیا ہے لیکن وہ خود ایسا نہیں سمجھتا۔

"میری سپر" جنگی شاعر کا جنگی محاورہ۔ مقابلہ کرو خدا نے جو وعدہ ابرہام سے کیا تھا۔ (پیدائش ۱۵: ۱ و استثنا ۳۳: ۲۹ و زبور ۱۸: ۲)

"میرا فخر" وہ خدا کا نمائندہ تھا اس لئے اس کی عزت بھی خدا کی طرف سے تھی۔

"کوہِ مقدس" مقابلہ کرو ۲: ۶ سے۔ صیحون جو عہد کے صندوق کا مسکن تھا وہ خدا کی حضوری کا نشان اور ضامن تھا۔ وہ گویا خدا کا دارالسلطنت تھا جہاں سے وہ زمین پر حکومت کرتا تھا۔ شاید یہ اشارہ ہے اس واقعہ کی طرف جب اس نے عہد کے صندوق کو واپس بھیج دیا جس سے اس کے لشکر کا حوصلہ پست ہوگیا (۲- سموئیل ۱۵: ۲۵) حضرت داؤد نے کہا کہ عہد کے صندوق کی غیر حاضری سے مدد کرنے میں یاہواہ کی طاقت گھٹ نہیں جاتی۔

۵ و ۶۔ نہ صرف ماضی بلکہ موجودہ تجربہ بھی توکل کی تائید کرتا ہے۔

ابی سلوم کے ہمراہی بیشمار تھے اگر وہ اچھی توکل کی صلاح مان لیتا تو داؤد اور اس کے مٹھی بھر ہمراہی اسیر ہو گئے ہوتے (۲- سموئیل ۱۷: ۱)

۷ و ۸ - مزمور کے آخر میں رہائی کے لئے دعا ہے۔

۷ - "اُٹھ" اسرائیل کے لشکر کے کوچ کے وقت یہی لفظ استعمال ہوتا تھا (گنتی ۱۰: ۳۵ بمقابلہ زبور ۶۸: ۱)

۸ - "نجات" قید و مصیبت سے رہائی - آزادی - مزمور نویس کی یہ لگاتار دعا تھی "رہائی دے" یا "نجات دے" - رہائی یا نجات ہمیشہ اس کی آرزو تھی۔

اس دعا سے اس بادشاہ کے دل کی حالت ظاہر ہوتی ہے۔

زبور ۴ - میر مغنی کے لئے تاردار سازوں کے ساتھ داؤد کا مزمور۔

(۱) جب میں پکاروں تو مجھے جواب دے۔ اے میری صداقت کے خدا تنگی میں تو نے مجھے کشادگی بخشی۔ مجھ پر رحم کر اور میری دعا سُن لے۔ (۲) اے بنی آدم کب تک میری عزت کے بدلے رسوائی ہوگی؟ تم کب تک بطالت سے محبت رکھو گے اور جھوٹ کے درپے رہو گے؟ (سلاہ) (۳) جان رکھو کہ خداوند نے دیندار کو اپنے لئے الگ کر رکھا ہے۔ جب میں خداوند کو پکاروں گا تو وہ سُن لیگا۔ (۴) تھرتھراؤ اور گناہ نہ کرو اپنے بستر پر دل میں سوچو اور خاموش رہو (سلاہ) (۵) صداقت کی قربانیاں گذرانو اور خداوند پر توکل کرو۔ (۶) بہت ... کون ہم کو کچھ بھلائی دکھائیگا؟ اے خداوند تو اپنے چہرے کا نور ہم پر جلوہ گر فرما۔ (۷) تو نے میرے دل کو اس سے زیادہ خوشی بخشی ہے جو اُن کو غلہ اور مے کی فراوانی سے ہوتی تھی۔ (۸) میں سلامتی سے لیٹ جاؤنگا اور سو رہونگا کیونکہ اے خداوند! فقط تو ہی مجھے مطمئن رکھتا ہے۔

یہ مزمور تیسرے مزمور کے کچھ عرصہ بعد لکھا گیا جس وقت حضرت داؤد کو اس بغاوت کی حالت پر غور کرنے کا موقع ملا تھا ابی سلوم جوان دنوں اس کا صدر مقام بن گیا۔

دوسرے مزمور میں یہ بیان تھا کہ خدا کے ممسوح کی سلطنت کو بیرونی دشمنوں سے خطرہ درپیش تھا اور تیسرے اور چوتھے مزامیر میں خانگی دشمنوں سے خطرہ کا ذکر ہے ان تینوں مزامیر میں مزمور نویس کے دل میں یہ یقین ہوگیا کہ انسانی تجاویز الٰہی مقصد کو شکست نہیں دے سکتیں۔ اس مزمور میں راستبازانہ یا جائز غصہ کا اظہار ہے۔ ۲ و ۴ آیت کے آخر میں سیلاہ کے آنے سے معلوم ہوسکتا ہے کہ اس کی ترکیب ۳ مزمور کی طرح ہے۔ اس کو ہم یوں تقسیم کر سکتے ہیں:-

(ا) خدا سے فریاد اور سرکشوں سے تعارض - ۱ و ۲ آیات -

(ب) بغاوت کی حقیقت کو ظاہر کیا گیا - ۳ و ۴ آیات

(ج) بہتر طریقے کی ہدایت - ۵ و ۶ آیات

(د) کامل توکل کی اعلیٰ خوشی - ۷ و ۸ آیات

بعض مفسروں نے اس کی تقسیم یوں کی ہے - (ا) خدا سے فریاد (۱ آیت) - (ب) دشمنوں سے تعارض (۲-۵) (ج) خداداد خوشی سب سے اعلیٰ ہے (۶-۸) البتہ اس تقسیم نے لفظ سیلاہ کو نظر انداز کر دیا۔

عنوان کے لئے دیکھو دیباچہ۔

۱ - سترون میں اس آیت کا ترجمہ یہ ہے "جب میں نے اپنی راست بازی کے خدا کو پکارا تو اُس نے جواب دیا"

"اے میری صداقت کے خدا" داؤد کو اپنے دل کی نیک نیتی اور اپنے معاملہ کی راستی کا یقین تھا۔ وہ صرف خدا ہی سے مدد کی توقع رکھتا ہے "تنگی میں تو نے مجھے کشادگی بخشی" - ابی سلوم کی فوجوں نے تو تقریباً اُسے گھیر ہی لیا تھا لیکن خدا نے اس کو مخلصی دی۔

۲ - "اے بنی آدم" - انسان کے بچو بمقابلہ خدا کے - یہ سرکش و باغی لوگ تھے جن سے وہ مخاطب ہوتا ہے خاص کر بغاوت کے سرغنہ لوگوں سے - عبرانی لفظ "بنی ایش" ہے جس کا ترجمہ ۴۹: ۲ میں "اعلیٰ" اور ۶۲: ۹ میں "اعلیٰ" بمقابلہ بنی آدم کے جس کا ترجمہ "ادنیٰ" اور "بے قدر لوگ" کیا گیا۔

"میری عزت" یہواہ کے نمایندہ ہونے کی حیثیت سے بادشاہ کی خاص عزت تھی جس کو باغیوں نے ناچیز جانا۔

"بطالت" بغاوت یہاں بطالت کہلاتی ہے کیونکہ اس کا انجام ناکامی تھا - یہ بغاوت دروغ تھی کیونکہ اس کی بنا غلط اصول پر تھی یعنی الٰہی سے منجانب اللہ مقرر شدہ بادشاہ کی مخالفت (یسعیاہ ۲۸: ۱۵ و ۱۷) یا غلط اور جھوٹے الزام اور وہ پوشیدہ سازشیں جن کے ذریعہ ابی سلوم نے داؤد کو بدنام کرنا چاہا۔ مقابلہ کرو ۲ سموئیل ۱۵: ۲ سے۔

۳- دیندار- یہ عبرانی لفظ (Chased) کا ترجمہ ہے جس کے معنی رحم اور مہربانی ہے جو خدا کو اور انسان کو پیار کرنا اپنا فرض سمجھتا ہے یا ایسا شخص جسے یہوواہ پیار کرتا ہے۔

۴- "سوچو" ستروں کے ترجمہ میں ہے "خفا ہو" یعنی اگر تم خفا ہونا چاہتے ہو اور میری حکومت سے خوش نہیں تو جوش میں آکر بغاوت پر آمادہ نہ ہو۔ انگریزی نئے ترجمہ کے حاشیہ میں یہ ترجمہ دکھایا گیا ہے۔

"دل میں" یعنی اپنی تمیز سے مشورت لو اور اپنے ضمیر کی آواز کو سنو۔

"خاموش رہو" یعنی بغاوت کی دیوانگی کو چھوڑ دو۔

۵- "صداقت کی قربانیاں" یعنی ایسی قربانیاں جو راست بازی کی روح و نیت سے گذاری جاتی ہیں (استثنا ۳۳: ۱۹ و زبور ۵۱: ۱۹) ایسی قربانیاں جن کے ذریعہ وہ اپنے مقدمہ کو پاک ٹھہرانا چاہتے ہیں۔ (۲- سموئیل ۱۵: ۱۲) لیکن یہ قربانیاں تو ریاکاری کی قربانیاں تھیں کیونکہ وہ خدا کی مرضی کی مخالفت کر رہے تھے۔ پس نیک نیتی سے خدا کے پاس جاؤ اور خدا سے ہدایت طلب کرو۔

۶- اگرچہ داؤد کو معلوم تھا کہ اس کی رعیت کے لوگوں میں سے بہت باغیانہ خیال رکھتے ہیں تو بھی وہ اپنے اور اپنی امت کے لئے برکت کی دعا کرتا ہے اور ہارون کی دعا سے مشابہ ہے (گنتی ۶: ۲۴- ۲۶۔ مقابلہ کرو زبور ۳۱: ۱۶ و ۸۰: ۳ و ۷ و ۱۹ سے۔)

۷- دِرو اور تاکستان کی فصل کے وقت بڑی خوشی منائی جاتی تھی (یسعیاہ ۹: ۳ و یرمیاہ ۴۸: ۳۳) یہ ان کے نزدیک اعلیٰ درجہ کی خوشی تھی۔ لیکن باطنی خوشی اس سے کہیں بڑھ کر تھی کیونکہ ایسی خوشی خدا سے انعام اور روح کا پھل ہے (گلتیوں ۵: ۲۲ و رومیوں ۱۴: ۱۷)

ان الفاظ کی قدر اس خیال سے اور بھی بڑھ جاتی ہے کیونکہ اس وقت داؤد ضروریات زندگی کے لئے سخت محتاج تھا جب تک کہ متاہیم میں جا کر لوگوں نے اس کی مدد نہ کی۔ (۲- سموئیل ۱۷: ۲۷- ۲۹)

۸- کامل بھروسے کا اظہار ہے۔

زبور ۵- بیرغتی کے لئے بانسلیوں کے ساتھ داؤد کا مزمور۔

(۱) اے خداوند میری باتوں پر کان لگا۔ میری آہوں پر توجہ کر۔ (۲) اے میرے بادشاہ! اے میرے خدا! میری فریاد کی آواز کی طرف متوجہ ہو کیونکہ میں تجھ ہی سے دعا کرتا ہوں۔ (۳) اے خداوند تو صبح کو میری آواز سنیگا۔ میں سویرے ہی تجھ سے دعا کر کے انتظار کرونگا (۴) کیونکہ تو ایسا خدا نہیں جو شرارت سے خوش ہو۔ بدی تیرے ساتھ نہیں رہ سکتی۔ (۵) گھمنڈی تیرے حضور کھڑے نہ ہونگے۔ تجھے سب بدکرداروں سے نفرت ہے۔ (۶) تو اُن کو جو جھوٹ بولتے ہیں ہلاک کریگا۔ خداوند کو خونخوار اور دغاباز آدمی سے کراہیت ہے۔ (۷) لیکن میں تیری شفقت کی کثرت سے تیرے گھر میں آؤنگا۔ میں تیرا رعب مان کر تیری مقدس ہیکل کی طرف رخ کر کے سجدہ کرونگا (۸) اے خداوند! میرے دشمنوں کے سبب سے مجھے اپنی صداقت میں چلا۔ میرے آگے اپنی راہ کو صاف کر دے۔ (۹) کیونکہ اُن کے منہ میں ذرا سچائی نہیں۔ اُن کا باطن محض شرارت ہے۔ اُنکا گلا کھلی قبر ہے۔ وہ اپنی زبان سے خوشامد کرتے ہیں۔ (۱۰) اے خدا! تو اُن کو مجرم ٹھہرا۔ وہ اپنے ہی مشوروں سے تباہ ہوں۔ اُن کو اُن کے گناہوں کی کثرت کے سبب سے خارج کر دے کیونکہ انہوں نے تجھ سے سرکشی کی ہے۔ (۱۱) لیکن وہ سب جو تجھ پر بھروسہ رکھتے ہیں شادماں ہوں۔ وہ سدا خوشی سے للکاریں۔ کیونکہ تو اُن کی حمایت کرتا ہے اور جو تیرے نام سے محبت رکھتے ہیں تجھ میں شاد رہیں۔ (۱۲) کیونکہ تو صادق کو برکت بخشیگا۔ اے خداوند! تو اسے کرم سے سپر کی طرح ڈھانک لیگا۔

یہ بھی صبح کی دعا ہے جو ایسے شخص کے دل سے نکلی جو ریاکار دشمنوں سے خطروں میں گھرا تھا۔ عنوان میں یہ مزمور حضرت داؤد سے منسوب ہے۔ اگر یہ درست ہو تو حضرت داؤد نے یہ اس وقت بنایا جب وہ ساؤل کے دربار میں تھا یا ابی سلوم کی بغاوت کے پھوٹنے سے پہلے۔ بعضوں نے خیال کیا چونکہ آیت ۷ میں "تیرے گھر" اور "تیری ہیکل" کا ذکر ہے اس لئے یہ داؤد کی تصنیف نہ ہوگا۔ یہ اعتراض درست نہیں کیونکہ یہ جملہ "تیرا گھر یا تیری ہیکل" خیمہ کے واسطے بھی مستعمل ہُوا (خروج ۲۳: ۱۹ و ۳۴: ۲۶ + استثنا ۲۳: ۱۸ + یشوع ۶: ۲۴ و ۱- سموئیل ۱: ۹ و ۳: ۱۵) اور اس خیمہ کے لئے بھی مستعمل ہے جو حضرت

داؤدؔ نے کوہ صیحون پر عہد کے صندوق کے لئے بنایا تھا (۲-سموئیل ۱۲: ۲۰) شیلوہ میں جو مقدس تھا اس کے لئے بھی یہی لفظ آیا ہے (۱-سموئیل ۱: ۹ و ۳: ۳) غالباً یہاں اور زبور ۱۱: ۴ و ۱۸: ۶ و ۲۹: ۹ وغیرہ میں اس لفظ سے آسمان مراد ہے جو خدا کا مسکن ہے۔ اور زمینی مُقدس اس کے نشان کے طور پر ہیں۔

تقسیم - (ا) پُرجوش فریاد (۱-۳) (ب) با ہوا خشرہیوں کی برداشت نہ کریگا (۴-۶) (ج) دعا کہ با ہوا اسے دشمنوں سے پناہ دے (۷-۹) (د) ایسے دشمنوں کی سزا خدا کی راست حکومت کا اظہار ہوگا (۱۰-۱۲)

۱- "آہوں" جس لفظ کا یہ ترجمہ ہے وہ پھر صرف ۳۹: ۳ میں آیا ہے اس کے دو معنی ہو سکتے ہیں ایک تو دل کے اندر ہی اندر دعا یا آہستہ آہستہ دبی زبان سے دلی غم کا اظہار۔

۲- "فریاد" مدد کے لئے دعا (۲۲: ۲۴ و ۲۸: ۲)

"اَے میرے بادشاہ" حضرت داؤدؔ تو اپنے تئیں اس کا خلیفہ یا نائب سمجھتا ہے حقیقی بادشاہ خدا ہے۔

۳- "صبح سویرے" پہلا کام جو صبح کا ہے وہ دعا ہے (۹۲: ۲ و ۵۷: ۸)

۴- "خدا" خدا کے لئے یہاں لفظ ایل آیا ہے نہ الوہیم اس کے خاص معنی طاقت اور زور کے ہیں۔ طاقت بغیر نیکی کے شیطانی طاقت ہے۔ (۵۰: ۲۱)

"بدی تیرے ساتھ نہیں رہ سکتی" یا بدآدمی تیرے ساتھ نہیں رہ سکتا (زبور ۱۵: ۱ و ۶: ۴)

۵ و ۶ - بدکاروں کی کئی قسمیں ہیں۔ (۱) گھمنڈی۔ مغرور (۷۵: ۴) (۲) "بدکردار" جن کا پیشہ بدکاری ہے۔ (یوحنا ۳: ۲۰ و ۵: ۲۹) (۳) جھوٹ بولنے والے (۴: ۲) (۴) خونخوار اور دغاباز۔

داؤدؔ کے زمانہ میں سمعی۔ یوآب اور اخی توفل ایسے ہی تھے۔

"کھڑے نہ ہونگے" یعنی خدا کو وہ دھوکا نہیں دے سکتے۔ وہ مصاحبوں کے طور پر خدا کے دربار میں کھڑے نہیں ہو سکتے۔ آسمانی دربار کے لئے دیکھو ایوب ۱: ۶ و ۲: ۱)

"کراہیت" نفرت کرنا۔ وہ ایسے خلافِ فطرت اور نفرت انگیز ہیں۔

۷-۹ - شریر تو خدا کے دربار میں نہیں ٹھہر سکتے لیکن مزمور نویس کو وہاں آنے جانے کی آزادی حاصل ہے۔

۷- "تیرا رعب" یعنی خدا کی ہیبت جن پر چھائی ہو۔ یہ خوف خدا کی عظمت کے باعث ہے۔ خدا کے پاس جانے کے لئے ایسا خوف درکار ہے (عبرانی ۱۲: ۲۸ و ۲۹)

"سجدہ کرونگا" مشرق میں عبادت کے وقت سجدہ کرنا عام دستور ہے بلکہ اپنے سے اعلیٰ سے درخواست اور التجا کرتے وقت بھی سجدہ کیا جاتا ہے (پیدایش ۱۸: ۲)

۸ - ہدایت کے لئے دعا۔

"اپنی راستبازی کے طفیل" - خدا کی راست بازی کی ایک صفت یہ ہے کہ جو وعدے خدا نے کئے ہیں وہ اپنے مقدسوں کے لئے پورا کرتا ہے۔

"میرے دشمنوں کے سبب" یہاں دشمن کے لئے جو لفظ ہے اس کے معنی ہیں "گھات میں بیٹھنے والا" جیسے شکاری شکار کی گھات میں بیٹھتے ہیں (زبور ۵۶: ۷) اس لئے دعا یہ ہے کہ ایسی گھات میں پڑنے سے مجھے بچا۔

"میرے آگے آگے اپنی راہ کو صاف کر دے" دیندار آدمی کی زندگی وہ راہ ہے جو خدا نے اس کے لئے تیار کی ہے (۱۷: ۵ و ۲۳: ۳ و ۸۶: ۱۱) خداوند کی دعا میں جو یہ جملہ ہے "ہمیں آزمایش میں نہ لا" اس کے یہی معنی ہیں۔

۹ - مزمور نویس کو ہدایت کی ضرورت اس لئے بھی ہے کہ یہ دشمن بڑے حیلہ باز اور مکار تھے

(۱۰-۱۲) مزمور نویس کی یہ دعا ہے کہ خدا ان دشمنوں پر یہ فتویٰ صادر کرے کہ انہوں نے خدا کے خلاف بغاوت کی ہے تاکہ دیندار خدا کی اس مہربانی اور حفاظت کے باعث خوشی منائے۔

۱۰- "مجرم ٹھہرا" تاکہ ان کو سزا ملے۔

"اپنے ہی مشوروں سے تباہ ہوں" مقابلہ کرو ۲-سموئیل ۱۵: ۳۱ - یعنی ان کی مشورتیں ناکام ہوں۔

۱۱- شریروں کو سزا ملنے سے دینداروں کو عام خوشی ہوتی ہے۔

"نامِ خدا" کا نام خدا کی سیرت کا اظہار ہے۔

۱۲۔ "تسپر" بڑی ڈھال جس سے سارا بدن ڈھنپ جائے۔

زبور ۶۔ میر مغنی کے لئے تاردار سازوں کے ساتھ شمینیت کے سُر پر داؤد کا مزمور

(۱) اے خداوند تو مجھے اپنے قہر میں نہ جھڑک اور اپنے غیظ و غضب میں مجھے تنبیہ نہ دے۔ (۲) اے خداوند! مجھ پر رحم کر کیونکہ میں پژمردہ ہو گیا ہوں۔ اے خداوند مجھے شفا دے کیونکہ میری ہڈیوں میں بے قراری ہے۔ (۳) میری جان بھی نہایت بے قرار ہے اور تو اے خداوند! کب تک؟ (۴) لوٹ اے خداوند میری جان کو چھڑا۔ اپنی شفقت کی خاطر مجھے بچالے۔ (۵) کیونکہ موت کے بعد تیری یاد نہیں ہوتی قبر میں کون تیری شکرگذاری کریگا؟ (۶) میں کراہتے کراہتے تھک گیا میں اپنا پلنگ آنسوؤں سے بھگوتا ہوں۔ ہر رات میرا بستر تیرتا ہے۔ (۷) میری آنکھ غم کے مارے بیٹھی جاتی ہے اور میرے سب مخالفوں کے سبب سے دھندلانے لگی۔ (۸) اے سب بدکردارو میرے پاس سے دور ہو کیونکہ خداوند نے میرے رونے کی آواز سن لی ہے (۹) خداوند نے میری منت سن لی۔ خداوند میری دعا قبول کریگا۔ (۱۰) میرے سب دشمن شرمندہ اور نہایت بے قرار ہونگے۔ وہ لوٹ جائینگے۔ وہ دفعتہً شرمندہ ہونگے۔

مزمور نویس مدت تک بیماری میں مبتلا رہا یہاں تک کہ گور کے کنارے جا پہنچا۔ اور اسے خاص رنج اس امر کا ہے کہ وہ اسے خدا کی ناراضگی کا نشان سمجھتا ہے اور اس کے دشمن اس کو طعنہ دیتے ہیں کہ خدا نے اس کو ترک کر دیا۔

البتہ بعضوں کا یہ قیاس ہے کہ دشمنوں نے اس پر حملے کئے اور ان سے اس کو ایسا رنج ہوا کہ وہ بیمار پڑ گیا۔ ایوب کی کتاب سے معلوم ہوتا ہے کہ ان دنوں میں یہ عام خیال تھا کہ دکھ، مصیبت و بیماری کا آنا خدا کی ناراضگی کا نتیجہ ہے۔ کسی پوشیدہ گناہ کے باعث خدا ناراض تھا اور اس نے یہ مصیبت بھیجی۔ اس لئے جب دینداروں کو مصیبت آئی تو مخالفوں نے بھی طعنے دئے (دیکھو زبور ۴۱)

جن لوگوں کی یہ رائے ہے کہ دشمنوں کے حملے کے وقت حضرت داؤد نے یہ فریاد کی وہ سمجھتے ہیں کہ جب ساؤل نے داؤد کا متواتر تعاقب کیا اس وقت داؤد ایسی تکلیف میں تھا۔

جن لوگوں کی یہ رائے ہے کہ سخت بیماری کے وقت حضرت داؤد نے یہ دعا کی ان کا خیال ہے کہ بت سبع کے ساتھ گناہ کے ارتکاب اور ابی سلوم کی بغاوت کے مابین داؤد کو خطرناک بیماری لگ گئی۔ لیکن زبور کو پڑھنے سے نہ تو مصنف کے اور نہ موقع تصنیف کے بارے میں تحقیقی طور سے کچھ معلوم ہو سکتا ہے۔ ہم صرف اتنا جانتے ہیں کہ مزمور نویس اپنے تجربے کا بیان کر رہا ہے۔

قدیم کلیسیا میں سات خاص مزمور توبہ کے مزامیر کہلاتے تھے۔ ان میں سے یہ پہلا مزمور ہے۔ وہ سات مزامیر یہ ہیں ۶۔ ۳۲ و ۳۸ و ۵۱ و ۱۰۲ و ۱۳۰ و ۱۴۳۔ انگریزی کلیسیا میں یہ سب مزامیر ایش ونزڈے (Ash Wednesday) کو صبح کی نماز میں پڑھے جاتے ہیں۔

اس مزمور کے یہ حصے ہو سکتے ہیں:۔

(ا) دکھ کے وقت رہائی کی مناجات (۱۔۳)

(ب) مخلصی کے لئے فریاد (۴۔۷)

(ج) اس یقین کے لئے شکرگذاری کہ خدا نے دعا سنی اور اپنی مہربانی سے اسے بحال کیا (۸۔۱۰)

شمینیت۔ آٹھ تار والا باجا (دیکھو دیباچہ)

۱۔ "اپنے قہر میں" یہاں زور ان الفاظ پر ہے۔ مزمور نویس کی شکایت یہ ہے کہ اس کی مصیبت محبت بھری اصلاح کے اندازہ سے تجاوز کر گئی (ایوب ۵: ۱۷ و امثال ۳: ۱۱ و ۱۲ و یرمیاہ ۱۰: ۲۴ و مکاشفہ ۳: ۱۹) وہ سمجھتا ہے کہ خدا کا غضب اس پر نازل ہوا ہے۔ ایوب کی طرح اس نے بھی یہ خیال کیا کہ مجھ میں ایسا کوئی گناہ نہیں جس کے لئے یہ سزا واجب ہو۔ جھڑک اور تنبیہ میں یہ فرق ہے کہ جھڑکی سزا کے طور پر ہے اور تنبیہ تربیت کیلئے ضرور ہے۔ جھڑکی ناراضگی کا نتیجہ ہے اور تنبیہ محبت کا۔

"پژمردہ"۔ یا سوکھتا جاتا ہوں۔

"شفا دے"۔ یرمیاہ نے اسی طرح دعا کی (۱۷: ۱۴)

"ہڈیوں" سے عبرانی محاورہ کے مطابق سارا جسمانی ڈھانچہ مراد ہے۔ اس لئے کہ وہ گویا صحت کا مسکن ہیں۔ (امثال ۱۲: ۴) یا درد کا مسکن۔

۳- "میری جان بیقرار ہے"۔ مقابلہ کرو یوحنا ۱۲: ۲۷ سے جہاں خداوند مسیح نے اپنی نسبت یہ جملہ استعمال کیا۔

۴- "اپنی شفقت" چونکہ خدا کی یہ صفت ہے اس لئے مزمور نویس اس کی اس صفت کی دہائی دیتا ہے (خروج ۳۴: ۷ و ۸)

۵- یہاں مزمور نویس کی یہ فریاد ہے کہ موت میں وہ تعریف و شکر گذاری نہیں کر سکتا۔ اس لئے اس کی موت سے گویا یہوواہ کو خسارہ ہوگا۔ عہد عتیق کے زمانہ میں موت کے بعد کا خیال یہ تھا کہ وہ خواب کی سی حالت میں اتر جاتے ہیں ایسی ہستی میں جسے زندگی نہیں کہ سکتے وہاں نہ حس و حرکت ہے نہ خدا کی پہچان اور علم اور زندگی کی جو حقیقت ہے یعنی خدا کی رفاقت وموت کی حالت میں حاصل نہیں (مزمور ۵:۳۰) انجیل نے حیات بعد از ممات پر روشنی ڈالی (۲ تمتھیس ۱: ۱۰ و عبرانی ۲: ۱۵)

"قبر" عبرانی لفظ "شیول" ہے جو مردگان کا مسکن سمجھا جاتا تھا۔ یونانی میں اس کے لئے لفظ حادیس (Hades) آتا ہے یہ اسفل زمین میں ایک اتھاہ گڑھا سمجھا گیا جسے ہندی میں پاتال کہتے ہیں۔ جہاں سب قسم کے مردگان اکٹھے ہوتے ہیں۔ ان کے نزدیک یہ جگہ تاریکی اور خاموشی کی تھی۔ اگرچہ وہاں کوئی خوشی نہ تھی پھر بھی وہ سکون و آرام کی جگہ تھی۔ وہاں کے باشندے نہ کسی کو ایذا پہنچا سکتے اور نہ کسی کا بھلا کر سکتے ہیں۔ شریر ایذا دینے سے باز رہتے ہیں۔ اور تھکے ماندے آرام کا سانس لیتے ہیں (ایوب ۳: ۱۲-۱۹ و یسعیاہ ۱۴: ۹)

۶- "ہر رات" یعنی متواتر۔ وہ مدت سے اس دکھ میں تھا اور اُسے کوئی افاقہ نہ ہُوا۔

۷- مخالفوں کے لئے جو لفظ آیا ہے اس سے مراد ہے "جو مجھے دُکھ دیتے ہیں"۔

۸-۱۰- اب یہ غم و رنج کے بادل چھٹ گئے اور غم خوشی سے بدل گیا۔ ایمان کی آنکھ سے مزمور نویس نے معلوم کر لیا کہ اس کی دعا مقبول ہوئی اور اب وہ پیشین گوئی کرتا ہے کہ اس کے دشمن جلد پریشان ہو جائیں گے۔

۸- "میرے پاس سے دور ہو"۔ مقابلہ کرو خداوند کے ان الفاظ سے جو متی ۷: ۲۳ میں مندرج ہیں۔

۹- دو دفعہ مزمور نویس نے یہ ظاہر کیا کہ اس کی دعا سنی گئی۔ مقابلہ کرو۔ یوحنا ۵: ۱۴-۱۵۔

۱۰- جو شرم و خجالت اس نے خدا کی ناراضگی کا نتیجہ سمجھی تھی اب وہ اس کے دشمنوں کا حصہ ہوئی۔

زبور ۷ - داؤد کا شگایون جسے اس نے بنیمینی کوش کی باتوں کے سبب سے خداوند کے حضور گایا۔

(۱) اے خداوند میرے خدا! میرا توکل تجھ پر ہے۔ سب پیچھا کرنے والوں سے مجھے بچا اور چھڑا۔ (۲) ایسا نہ ہو کہ وہ شیر ببر کی طرح میری جان کو پھاڑے۔ وہ اُسے ٹکڑے ٹکڑے کر دے اور کوئی چھڑانے والا نہ ہو۔ (۳) اے خداوند میرے خدا اگر میں نے یہ کیا ہو۔ اگر میرے ہاتھوں سے بدی ہوئی ہو۔ (۴) اگر میں نے اپنے میل رکھنے والے سے بھلائی کے بدلے برائی کی ہو بلکہ میں نے تو اسے جو ناحق میرا مخالف تھا بچایا ہے۔ (۵) تو دشمن میری جان کا پیچھا کر کے اُسے آ پکڑے بلکہ وہ میری زندگی کو پامال کر کے مٹی میں اور میری عزت کو خاک میں ملا دے (سلاہ) (۶) اے خداوند۔ اپنے قہر میں اُٹھ۔ میرے مخالفوں کے غضب کے مقابلہ میں تو کھڑا ہو جا اور میرے لئے جاگ۔ تُو نے انصاف کا حکم تو دیدیا ہے۔ (۷) تیرے چوگرد قوموں کا اجتماع ہو اور تُو اُن کے اُوپر عالم بالا کو لوٹ جا۔ (۸) خداوند قوموں کا انصاف کرتا ہے۔ اے خداوند! اُس صداقت و راستی کے مطابق جو مجھ میں ہے میری عدالت کر۔ (۹) کاش کہ شریروں کی بدی کا خاتمہ ہو جائے پر صادق کو تو قیام بخش کیونکہ خدائے صادق دلوں اور گُردوں کو جانچتا ہے۔ (۱۰) میری سپر خدا کے ہاتھ میں ہے جو راست دلوں کو بچاتا ہے۔ (۱۱) خدا صادق منصف ہے۔ بلکہ ایسا خدا جو ہر روز قہر کرتا ہے۔ (۱۲) اگر آدمی باز نہ آئے تو وہ اپنی تلوار تیز کریگا۔ اُس نے اپنی کمان پر چلّا چڑھا کر اُسے تیار کر لیا ہے۔ (۱۳) اس نے اُس کے لئے موت کے ہتھیار بھی تیار کئے ہیں۔ وہ اپنے تیروں کو آتشی بناتا ہے۔ (۱۴) دیکھو اسے بدی کا درد زِہ لگا ہے۔ بلکہ وہ شرارت سے بار ور ہُوا اور اُس سے جھوٹ پیدا ہُوا۔ (۱۵) اُس نے گڑھا کھود کر اُسے گہرا کیا۔ اور اُس کھائی میں جو اُس نے بنائی تھی خود گرا (۱۶) اُس کی شرارت اُلٹی اُسی کے سر پر آئیگی۔ اس کا ظلم اُسی کی کھوپڑی پر نازل ہوگا (۱۷) خداوند کی صداقت کے مطابق میں اس کا شکر کرونگا اور خداوند تعالیٰ کے نام کی

تعریف گاؤنگا۔

مزمور نویس پر بے رحم دشمنوں نے حملہ کیا ہے جو اُس کی جان لینا چاہتے ہیں اور اس پر سخت قسم کے الزام لگاتے ہیں لیکن مزمور نویس ان کو رد کر کے اپنی معصومی ظاہر کرتا اور خدا سے فریاد کرتا ہے کہ وہ خود اس کا انصاف کرے اور اُسے بری ٹھہرائے۔

"شگایون": دیکھو دیباچہ۔

"کوش" کا ذکر کسی دوسری جگہ زبور میں نہیں آیا۔ غالباً یہ ساؤل کے قبیلے کا اور اس کا گہرا دوست تھا جس نے داؤد پر یہ الزام لگایا کہ وہ بادشاہ کو مار ڈالنے کی سازش کر رہا تھا (۱-سموئیل ۲۲: ۸) اس قسم کے دوسرے الزام لگا کر ساؤل کے دل کو اس کی طرف سے کھٹا کر دیا۔ ایسے تہمت لگانے والوں کے خلاف داؤد نے شکایت کی (۱-سموئیل ۲۴: ۹ و ۲۶: ۱۹) کوش کسی خاص شخص کا نام تھا جس کے بارے میں ہمیں اور کچھ معلوم نہیں۔ اس سے کوشی یا حبشی مراد نہیں اور نہ مان سکتے ہیں کہ ہجو کے طور پر یہ نام ساؤل کو دیا گیا جیسے ہم کسی کو کہہ دیتے ہیں کہ وہ سیاہ دل آدمی ہے اور نہ شمعی سے اس کو منسوب کر سکتے ہیں۔ اگرچہ بعضوں نے ایسا قیاس کیا۔

یہ مزمور غالباً داؤد کی زندگی کے اس حصہ سے علاقہ رکھتا ہے جب وہ ساؤل کے آگے بھاگا پھرتا تھا۔ مقابلہ کرو ۱-سموئیل ۱۹ سے ۲۶ باب تک خاص کر ۲۴ و ۲۶ بابوں سے۔

"کوش کی باتوں" مقابلہ کرو ۱-سموئیل ۲۴: ۹ و ۲۶: ۱۹ اس مزمور میں خطو۔ بے انصافی اور خدا کی راست بازی پر ایمان کا اظہار ہوا ہے۔

قدیم زمانہ میں عید پوریم کے وقت یہ زبور گایا جاتا تھا۔ اس مزمور کو دو حصوں میں تقسیم کر سکتے ہیں۔

(ا) داؤد کی دعا کہ خدا اس کی حمایت کے لئے مداخلت کرے (۱-۱۰)

(ب) خدا کا انصاف (۱۱-۱۷)

۱- "میرا توکل"۔ زور اس جملہ پر ہے۔

"پیچھا کرنے والوں"۔ یعنی ساؤل اور اس کے رفیقوں سے (۱-سموئیل ۲۳: ۲۸ و ۲۴: ۱۴ و ۲۵: ۲۹ و ۲۶: ۱۸)

۲- "وہ" اگرچہ بہت دشمن تھے لیکن ان میں سے ایک نمایاں دشمن تھا جس کی بے رحمی اور تند خوئی مشہور تھی۔ یہ کوش ہوگا یا خود ساؤل (۱-سموئیل ۲۰: ۱)

۳- یہاں ان الزاموں کا ذکر ہے جو کوش نے لگائے۔

۶-۸ میں۔ داؤد اپنی راست بازی اور معصومی ظاہر کرتا ہے۔

۶- "اپنے قہر میں"۔ گناہ اور ظلم کے وقت خدا کی پاکیزگی اور عدل کا اظہار اس کے قہر سے ہوتا ہے۔

۷- "عالم بالا کو لوٹ جا"۔ یعنی جب تو عدالت کر چکے۔ اس آیت کا ترجمہ ذرا مشکل ہے۔ اس جملہ کا ترجمہ بعضوں نے یوں کیا۔ "بلندی پر تو اُس پر بیٹھ"۔ البتہ معنی یہی ہیں کہ تو تخت عدالت پر بیٹھ کر سارے لوگوں کے سامنے میرا انصاف کر۔

۸- خداوند تخت عدالت پر بیٹھ گیا ہے اور مزمور نویس کا مقدمہ پیش ہے (مقابلہ کرو ۹: ۷ و ۸ و یسعیاہ ۳: ۱۳ و ۱۴)

۹- "شریروں کی بدی کا خاتمہ ہو"۔ دوسرا ترجمہ یہ ہے "بدی شریروں کو مٹا دے"۔ یہ بالکل سچ ہے کہ بدی ہی بدکاروں کو ہلاک کرتی ہے۔

"دلوں اور گردوں کا"۔ یہ خاص محاورہ یرمیاہ نبی کا ہے (دیکھو یرمیاہ ۱۱: ۲۰ و ۱۷: ۱۰ و ۲۰: ۱۲ و مکاشفہ ۲: ۲۳) پرانے عہدنامہ میں "دل" تو خیال اور ارادہ کا اوزار ہے جس سے آدمی کی اخلاقی اور دینی سیرت پیدا ہوتی ہے اور "گردے" جذبات کا مسکن ہیں۔

۱۲- مقابلہ کرو استثنا ۳۲: ۴۱ و ۴۲۔

۱۳- یہ حاکم عادل جنگی منصف ہے۔ خدا کے تیر اس کی بجلیاں ہیں (۱۸: ۱۴ و زکریاہ ۹: ۱۴) جن کو وہ نا تائب گنہگاروں پر پھینکتا ہے۔ قدیم جنگوں میں آتشی تیروں کا ذکر آتا ہے۔ شاید ان کی طرف اشارہ ہو۔

۱۴- ۱۶ آیات تک شریروں کی سزا ان کی بدی کا نتیجہ ہے۔

۱۵- شریروں کی ہلاکت کی ایک دوسری تصویر یہاں پیش کی گئی ہے "وہ اپنے ہی ہاتھ کے کاموں میں پھنس گیا ہے" (۹: ۱۶)۔ یہ استعارہ صیادوں سے لیا گیا جو شکار پکڑنے کی غرض سے گڑھے کھودا کرتے تھے (حزقی ایل ۱۹: ۴ و زبور ۵۷: ۶ و واعظ ۱۰: ۸)

۱۶- بدکار کی بدی اُلٹ کر اس کے سر پر پڑتی ہے (۱-سموئیل ۲۵: ۳۹ و امثال ۲۶: ۲۷ - یشوع بن سیراخ کی کتاب ۲۷: ۲۵)

۱۷۔ "خداوند تعالیٰ کے نام"۔ جس نے اپنی یہ سیرت منکشف کی کہ وہ دُنیا کا اعلیٰ حاکم ہے۔

زبور ۸ ۔ میر مغنی کے لئے گتیت کے سُر پر داؤد کا مزمور۔

(۱) اے خداوند ہمارے رب! تیرا نام تمام زمین پر کیسا بزرگ ہے تُو نے اپنا جلال آسمان پر قائم کیا ہے۔ (۲) تُو نے اپنے مخالفوں کے سبب سے بچوں اور شیر خواروں کے منہ سے قدرت کو قائم کیا تاکہ تُو دشمن اور انتقام لینے والے کو خاموش کر دے۔ (۳) جب میں تیرے آسمان پر جو تیری دستکاری ہے اور چاند اور ستاروں پر جن کو تُو نے مقرر کیا غور کرتا ہوں (۴) تو پھر انسان کیا ہے کہ تُو اُسے یاد رکھے اور آدم زاد کیا ہے کہ تو اُس کی خبر لے؟ (۵) کیونکہ تُو نے اُسے خدا سے کچھ ہی کمتر بنایا ہے اور جلال اور شوکت سے اُسے تاجدار کرتا ہے۔ (۶) تُو نے اُسے اپنی دستکاری پر تسلط بخشا ہے۔ تُو نے سب کچھ اُس کے قدموں کے نیچے کر دیا ہے۔ (۷) سب بھیڑ بکریاں گائے بیل بلکہ سب جنگلی جانور۔ (۸) ہوا کے پرندے اور سمندر کی مچھلیاں اور جو کچھ سمندر کے راستوں میں چلتا پھرتا ہے۔ (۹) اے خداوند ہمارے رب! تیرا نام تمام زمین پر کیسا بزرگ ہے۔

اس زبور کا مضمون یہ ہے کہ خدا نے انسان کو اپنا خاص مکاشفہ اور زمین پر اپنا نمائندہ ہونے کے لئے چُنا اگرچہ آسمان خدا کے جلال کو ظاہر کر رہے ہیں پھر بھی اُس نے شیر خواروں کو اپنا حامی بنا لیا (آیات ۱ و ۲)

ان وسیع غیر محدود آسمانوں کے مقابلہ میں انسان کیسا حقیر نظر آتا ہے کہ اس پر نگاہ کرنا خدا کی شان کے شایاں معلوم نہیں ہوتا (۳ و ۴) لیکن یہ بات نہیں کیونکہ خدا نے اس کو اپنی صورت پر بنایا اور خلقت پر اسے اپنا خلیفہ مقرر کیا (آیات ۵ و ۶)

مزمور نویس کے دل میں جو خاص خیال ہے وہ فطرت نہیں بلکہ خود انسان ہے۔ بیشک فطرت میں عجیب طرح سے خدا کا جلال منکشف ہوتا ہے لیکن انسان اور بھی عجیب ہے اگرچہ ستاروں بھرے آسمانوں کے مقابلہ میں اس کی حیثیت ایک ذرہ کے بھی برابر نہیں لیکن وہ ان سے بھی زیادہ عجیب و غریب ہے کیونکہ اپنی ذات فطرت کے لحاظ سے وہ خدا سے کچھ ہی کم ہے۔

مزمور نویس انسان کی موجودہ حالت گناہ اور اس کے نتائج۔ انسان کی بغاوت اور ناکامی سے نظر ہٹا کر اس آغاز کی طرف نگاہ ڈالتا ہے جب خدا نے اُسے پیدا کیا اور جس مقصد کے

لئے ...ت پیدا کیا تھا۔ گو خدا کی وہ صورت انسان میں بگڑ گئی لیکن وہ نیست نہیں ہوئی (... کرنتھیوں ۱۱: ۷ و یعقوب ۳: ۹) جو حکومت کا حق اُسے عطا ہوا تھا وہ منسوخ نہیں ہوا (پیدائش ۹: ۲) اگرچہ اب اس کی شرائط بدل گئی ہیں۔ انبیا اور رسول انسان کی بحالی کے منتظر تھے (یسعیاہ ۱۱: ۱-۹ و رومیوں ۸: ۱۸-۲۲) انسان کے گناہ سے خدا کے ارادے باطل نہیں ہو گئے۔ اس معنی میں یہ زبور ایک طرح کی پیشین گوئی ہے جس کی تکمیل مسیح میں ہوئی۔

عبرانیوں کے خط کے مصنف نے (۲: ۶ وغیرہ) اس مزمور کی ۴ سے ۶ آیات کا حوالہ دیا ہے اور یہ ثابت کیا ہے کہ اس کی تکمیل مسیح میں ہوتی ہے۔ مسیح کی آخری فتح کے متعلق پولس رسول نے ۱ کرنتھیوں ۱۵: ۲۷ و افسیوں ۱: ۲۲ میں اس زبور کی ۶ آیت کا استعمال کیا ہے۔

ایوب کی کتاب کا مصنف غالباً سلیمان کے زمانے میں گذرا (ایوب ۷: ۱۷ بمقابلہ زبور ۸: ۴) وہ اس زبور سے واقف تھا۔ عام رائے یہ ہے کہ جن طفولیت کے ایام میں داؤد اپنے باپ کی بھیڑ بکریاں چرایا کرتا تھا ان زمانے میں اس نے یہ زبور تصنیف کیا۔ بعض کلیسیاؤں میں صعود کے دن کے لئے یہ مزمور مقرر ہے۔

۱۔ "خداوند" جس لفظ کا یہ ترجمہ ہے وہ ادونائی ہے۔ مزمور نویس گویا خدا کی امت کے ساتھ مل کر گا رہا ہے۔

۲۔ ... خدا نے انسان کو اپنی صورت پر بنایا اس راز سے افضل ہے جو آسمانوں کی خلقت میں پایا جاتا ہے۔ انسان کا بچہ بچہ خدا کی ہستی اور سیرت کا شاہد ہے۔ مقابلہ کرو متی ۲۱: ۱۵ وغیرہ سے۔

۳۔ یہاں رات کے وقت کا نظارہ ہے کیونکہ سورج کا ذکر نہیں۔ ستاروں بھرے آسمان کا نظارہ حیرت افزا ہے۔

۴۔ انسان کے لئے جو اصلی لفظ یہاں ہے وہ انوش ہے جس سے اس کی کمزوری۔ ناطاقتی اور فنا کا اظہار ہوتا ہے (۱۰۳: ۱۵) اسی معنی میں یہ لفظ اکثر ایوب کی کتاب میں استعمال ہوا ہے۔ (ایوب ۴: ۱۷ وغیرہ)

"آدم زاد" یہ انسانی خاکی سرشت کی طرف اشارہ کرتا ہے۔ (ایوب ۱۴: ۱)

۵۔ "خدا سے" (الوہیم) اگرچہ بعضوں نے فرشتہ ترجمہ کیا۔ لیکن فرشتے عموماً بنی اللہ کہلاتے ہیں اللہ یا الوہیم نہیں کہلاتے۔

"جلال و شوکت" یعنی شاہی صفات۔ یہ الفاظ خدا کے لئے بھی آتے ہیں (۱۰۴: ۱ و ۱۴۵: ۵) اور بادشاہوں کے لئے بھی جو خدا کے نمایندے ہیں (۲۱: ۵ و ۴۵: ۳)

۶۔ پیدایش ۱: ۲۶ و ۲۸ کی طرف اشارہ ہے۔ (دیکھو ۱۔ کرنتھی ۱۵: ۲۷)

۷و۸۔ انسان کی رعایا کا ذکر ہے (پیدایش ۱: ۲۱ و ۹: ۲)

۹۔ خوشی و تعریف کے نعرے پر زبور ختم ہوتا ہے۔ کیسا شاندار خاتمہ ہے۔

زبور ۹ ۔ میر مغنی کے لئے موت لبین کے سُر پر داؤد کا مزمور۔

(۱) میں اپنے پورے دل سے خداوند کی شکر گزاری کرونگا۔ میں تیرے سب عجیب کاموں کا بیان کرونگا۔ (۲) میں تجھ میں خوشی مناؤنگا اور مسرور ہونگا اے حق تعالیٰ میں تیری ستایش کرونگا۔ (۳) جب میرے دشمن پیچھے ہٹتے ہیں تو تیری حضوری کے سبب سے لغزش کھاتے اور ہلاک ہو جاتے ہیں۔ (۴) کیونکہ تُو نے میرے حق کی اور میرے معاملہ کی تائید کی ہے تو نے تخت پر بیٹھ کر صداقت سے انصاف کیا۔ (۵) تو نے قوموں کو جھڑکا۔ تُو نے شریروں کو ہلاک کیا ہے۔ تُو نے اُن کا نام ابدالآباد کیلئے مٹا ڈالا ہے۔ دشمن تمام ہوگئے۔ وہ ہمیشہ کے لئے برباد ہو گئے اور جن شہروں کو تو نے ڈھا دیا اُن کی یادگار تک مٹ گئی۔ (۷) لیکن خداوند ابد تک تخت نشین ہے۔ اس نے انصاف کے لئے اپنا تخت تیار کیا ہے۔ (۸) اور وہی صداقت سے جہان کی عدالت کریگا۔ وہ راستی سے قوموں کا انصاف کریگا۔ (۹) خداوند مظلوموں کے لئے اونچا برج ہوگا۔ مصیبت کے ایام میں اونچا برج۔ (۱۰) اور وہ جو تیرا نام جانتے ہیں تجھ پر توکل کرینگے کیونکہ اے خداوند تو نے اپنے طالبوں کو ترک نہیں کیا ہے۔ (۱۱) خداوند کی ستایش کرو جو صیون میں رہتا ہے۔ لوگوں کے درمیان اُس کے کاموں کو بیان کرو۔ (۱۲) کیونکہ خون کی پرسش کرنے والا ان کو یاد رکھتا ہے۔ وہ غریبوں کی فریاد کو نہیں بھولتا۔ (۱۳) اے خداوند مجھ پر رحم کر! تو جو موت کے پھاٹکوں سے مجھے اُٹھاتا

ہے میرے اُس دُکھ کو دیکھ جو میرے نفرت کرنے والوں کی طرف سے ہے۔ (۱۴) تاکہ میں تیری کامل ستایش کا اظہار کروں۔ صیون کی بیٹی کے پھاٹکوں پر میں تیری نجات سے شادماں ہونگا۔ (۱۵) قومیں خود اُس گڑھے میں گری ہیں جسے انہوں نے کھودا تھا۔ جو جال انہوں نے لگایا تھا اس میں ان ہی کا پاؤں پھنسا۔ (۱۶) خداوند کی شہرت پھیل گئی۔ اُس نے انصاف کیا ہے۔ شریر اپنے ہی ہاتھوں کے کاموں میں پھنس گیا ہے۔ (ہگایون۔ سلاہ) (۱۷) شریر قبر میں جائینگے یعنی وہ سب قومیں جو خدا کو بھول جاتی ہیں۔ (۱۸) کیونکہ مسکین سدا بھولے بسرے نہ رہینگے نہ غریبوں کی اُمید ہمیشہ کے لئے ٹوٹیگی۔ (۱۹) اُٹھ اے خداوند۔ انسان غالب نہ ہونے پائے۔ قوموں کی عدالت تیرے حضور ہو۔ (۲۰) اے خداوند! ان کو خوف دلا۔ قومیں اپنے آپ کو بشر ہی جانیں۔

نویں اور دسویں مزمور میں گہرا تعلق ہے۔ سپٹواجنٹ کے اور بعض دیگر ترجموں میں یہ دونو ایک ہی مزمور سمجھے جاتے ہیں اور دسویں مزمور کا عنوان بھی کوئی نہیں اس کی بھی شاید یہی وجہ ہوگی ورنہ پہلی کتاب میں عموماً عنوان آتے ہیں۔ یہ دونو مزمور حروف تہجی سے شروع ہوتے ہیں چنانچہ ۹ مزمور کی دو دو آیات کے شروع میں ا۔ ب۔ ج سلسلہ وار آتے ہیں۔ چوتھی آیت پر دال کا حرف ہونا چاہئے تھا وہ نہیں پھر ساتویں آیت پر ج پایا جائے گا۔ اور ۹ آیت پر کاف اور دسواں مزمور حرف ل سے شروع ہوتا ہے۔ بعد ازاں یہ ترتیب قائم نہیں رہی اور چھ حروف چھوڑ دئے گئے اور ۱۲ ویں آیت سے پھر باقی چار حروف سلسلہ وار آتے ہیں۔

ان دونو مزموروں میں یہ مشکل مسئلہ پیش کیا گیا کہ شریر کیوں اس دنیا میں کامیاب نظر آتے ہیں۔ غالباً یہ ماننے میں تامل نہیں کہ ان دونو کا مصنف داؤد تھا۔ ۹ مزمور کا مصنف قوم کا نمایندہ نظر آتا ہے۔ قوم کے دشمن اس کے دشمن ہیں اور قوم کا مقدمہ اس کا اپنا مقدمہ ہے۔ (آیات ۳ و ۴) حضرت داؤد کی فتوحات کی اس میں یادگار ہے (۲۔ سموئیل ۸ باب)۔ ۱۰: ۱۶ میں ان فلسطیوں کے نکالے جانے کی طرف اشارہ ہے جو جلبوعہ کی شکست کے بعد شمالی فلسطین پر قابض تھے۔ (۱۔ سموئیل ۳۱: ۷) اور یبوسیوں کے مطیع ہونے کی طرف۔ ساؤل کی زندگی کے آخری حصہ میں بدانتظامی پیدا ہوگئی اور اشبوست اور داؤد کے مابین جنگ جاری رہی۔ داؤد اپنے زبردست امراء کو قابو میں نہ رکھ سکتا تھا اور نہ پورے طور سے انصاف کر سکتا تھا (۱۔ سموئیل ۲۲: ۱ و ۲ و

۲۔سموئیل ۳:۱ور۲۲و۴: ۲و۲۔سموئیل ۲: ۹ ۳ و ۱۵: ۲)

بعض مصنفوں نے یہ سمجھا کہ ۹ و ۱۰ اور ۲۷ مزمور ہیکل میں گائے جانے کے لئے بنائے گئے اور جن دشمنوں کا ذکر ہے وہ اسوری جنہ آور ہیں جو نینوہ کی بربادی میں ۶۰۶ ق م برباد ہوئے۔

تقسیم مضامین:۔ (ا) یاہواہ کی تعریف جس کی مدد سے مزمور نویس نے فتح حاصل کی (۱-۴) (ب) شریروں کی شرارت عارضی ہے لیکن یاہواہ کی راستباز حکومت ابدی ہے۔ (۵-۸) (ج) خدا ہمیشہ دبندوں کی مدد کرتا ہے (۹ و ۱۰) (د) قوموں کی شکست میں یاہواہ کی راستبازی منکشف ہوتی ہے (۱۱ و ۱۲) (ﮦ) مدد کے لئے دعا (۱۳ و ۱۴) (و) قوموں کی شکست میں یاہواہ کی راستبازی کا اظہار (۱۵ و ۱۶) (ز) خدا ضرور مخلصی دیگا۔ (۱۷ و ۱۸) یہ دعا کہ قومیں اپنی کمزوری کو محسوس کرلیں (۱۹ و ۲۰)

سرنامہ میں جو نام "موت لبین" آیا ہے اس کے معنی ہیں "بیٹے کی موت"۔ کوئی مشہور غزل ہوگی جس کے راگ پر گائے جانے کی ہدایت ہے۔

۱۔ پہلی دو آیات الف سے شروع ہوتی ہیں۔

"عجیب کاموں"۔ فطرت میں جو نظر آتے ہیں اور خدا کے اس سلوک میں جو وہ اپنی امت سے کرتا ہے۔ (خروج ۳: ۲۰ + ایوب ۵: ۹) خاص کر جو اسرائیل کی تواریخ میں ظاہر ہوئے (زبور ۷۸: ۴ و ۱۱ و ۳۲) معجزے بھی اس لفظ میں شامل ہیں۔

۳۔ بیت سے شروع ہوتی ہے۔

"تیری حضوری سے"۔ خدا کے دشمنوں کے لئے خدا کا چہرہ غضب کا نشان ہے (۲۱: ۹ و ۳۴: ۱۶)

۵ و ۶۔ حرف گیمل یان سے شروع۔ قومیں اپنی شرارت کے باعث بالکل فنا ہونگی۔

۷۔ ۱۰ جس میں چار آیات ہیں اور ہر ایک آیت حرف واؤ سے شروع ہوتی ہے۔

۸۔ "جہان" جس لفظ کا ترجمہ ہے اس کے معنی ہیں زمین کا پھل دار و قابل رہائش حصہ

۹ و ۱۰۔ "برج" حضرت داؤد کو تجربہ ہوچکا تھا کہ ایسے برجوں میں اس کو بارہا پناہ ملی اس لئے وہ خدا کو برج سے تشبیہ دیتا ہے۔

۱۰۔ "ترک نہیں کیا" مقابلہ کرو واعظ ۲: ۱۰۔

۱۱ و ۱۲ زے سے شروع ہوتے ہیں۔ یہ حمد کیلئے دعوت ہے۔

۱۱۔ "صیہون میں رہتا ہے" جب عہد کا صندوق جو خدا کی حضوری کا خاص نشان تھا صیہون میں رکھا گیا اس وقت سے صیہون یاہواہ کا خاص مسکن ہوگیا (۲ سموئیل ۶: ۱۲ و ۲) چونکہ کروبیم اس صندوق پر سایہ افگن تھے وہ اس کے جلال کا تخت بن گئے (۸۰: ۱ و ۹۹: ۱) یہ مسکن آسمانی مسکن کی گویا نقل تھا (۲: ۴) وہاں سے وہ اپنی امت کی مدد کے ظاہر ہوا کرتا تھا (۳: ۴ و ۲۰)

"لوگوں کے درمیان" یعنی ان قوموں کے جو اردگرد رہتی تھیں نہ کہ اسرائیل۔ "کاموں کا" (۷۷: ۱۲ و ۷۸: ۱۱ و ۱۰۳: ۷) یعنی جو کام اس نے اپنی امت کی مدد کے لئے کئے ان کا بیان دیگر قوموں میں کیا جائیگا کیونکہ خدا کی طرف رجوع لانے کے لئے پہلا قدم یہ تھا کہ وہ اس کی قدرت اور محبت کی شہادتوں کو جان لیں (۱۸: ۴۹ و ۵۷: ۹ و ۹۶: ۳ و یسعیاہ ۱۲: ۴)

۱۲۔ یہ مدد کی دعوت اس خاص تجربہ پر مبنی ہے کہ خدا خون کی پرسش کرنے یا انتقام لینے والا (گوئیل۔ عبرانی) ہے جو انسانی زندگی کے خلاف ان سارے قصوروں کی تفتیش کرتا اور ان کی تلافی یا قصاص طلب کرتا ہے (پیدائش ۹: ۵) ایسے جرم خدا سے انتقام کے لئے فریاد کرتے ہیں۔ (پیدائش ۴: ۱۰) خون بہانے میں وہ جرم بھی شامل ہیں جو ظلم سے مدد قد کھتے ہیں گو ان کا نتیجہ قتل (ایوب ۲۴: ۲) ہو۔

"غریبوں" یعنی عاجزوں اور خاکساروں۔ چونکہ فروتنی کا سبق اکثر مصیبت اور افلاس کے ذریعہ ملتا ہے (مقابلہ کرو متی ۵: ۳ کا لوقا ۶: ۲۰ سے) اس لئے اس کے معنی اکثر حلیم بھی کیا گیا ہے۔ الفاظ از قسم مصیبت زدہ۔ غریب حلیم۔ عاجز کا استعمال زبور اور نبیوں کی کتابوں میں بہت ہوا ہے۔ ایسے لوگوں کی حالت یاہواہ کی حفاظت کا تقاضا کرتی ہے اور راستباز حاکموں سے مدد کی توقع رکھتی ہے کیونکہ حاکم زمین پر خدا کے نمایندہ ہیں (زبور ۷۲: ۲ و ۴ و ۱۲) اور ان کا مقابلہ مغروروں گھمنڈیوں یا ظالموں سے کیا گیا ہے جن کے ظلم کی سزا ملیگی (امثال ۳: ۳۴)

"فریاد" مقابلہ کرو ۳: ۷ و ۹ و ۱ سموئیل ۹: ۱۶ و ایوب ۳۴: ۲۸)

۱۳و۱۴ خ سے شروع ہوتی ہیں۔ چونکہ خطرے موجود ہیں اس لئے فتح کے وقت بھی ایسی دعا مطلوب ہے۔

۱۳- مزمور نویس موت کے دروازہ تک پہنچ گیا تھا جو داخل ہونے کے لئے تو کھلتے ہیں لیکن باہر نکلنے کے لئے نہیں کھلتے۔

۱۴- صیون کی بیٹی "۔ صیون کے باشندے صیون گویا والدہ تھی اور وہاں کے باشندے بحیثیت مجموعی اس کی بیٹی تھی۔ (یسعیاہ ۱: ۸ ونوحہ ۲: ۱۵) یہ محاورہ زبور کی کتاب میں اور کسی جگہ نہیں آیا۔ البتہ "صور کی بیٹی" (۴۵: ۱۲) اور بابل کی بیٹی (۱۳۷: ۸) آیا ہے۔ لیکن "یروشلم کی بیٹی" "میری قوم کی بیٹی" وغیرہ کا محاورہ یسعیاہ۔ یرمیاہ ومیکاہ۔ صفنیاہ۔ زکریاہ اور خاص کر نوحہ کی کتابوں میں اکثر آیا ہے۔

۱۵و۱۶ ط سے شروع ہے اس میں عدالت کا بیان ہے۔ شرارت اپنی سزا آپ پیدا کرتی ہے عدالت میں خدا اپنے تئیں ظاہر کرتا ہے (۴۸: ۳ وخروج ۷: ۵، ۱۴: ۴و۱۸ وحزقی ایل ۳۸: ۲۳)

"ہگایون" موسیقی کی ایک اصطلاح (۹۲: ۳) یہاں یہ دوسری اصطلاح سیلاہ کے ساتھ مستعمل ہے جو الٰہی راستبازی کی فتح کیلئے خوشی کا اظہار ہے۔

۱۷و۱۸ ی سے شروع مستقبل کا یقین اور بھروسہ۔

۱۷- "قبر" یہ دوزخ یا عذاب کی جگہ نہیں اس کا مطلب یہ ہے کہ خدا اس دنیا میں شریروں کی زندگی کا جلد خاتمہ کردیگا (۵۵: ۱۵و۶۳: ۹)

"جائینگے" یا "پھر جائینگے"۔ یعنی وہ خاک تھے خاک میں ملینگے (پیدائش ۳: ۱۹ وزبور ۱۰۴: ۲۹و۹۰: ۳ وایوب ۳۰: ۲۳) عالم ارواح میں موہوم سی زندگی جو موت کے بعد حاصل ہوگی وہ اسی ہستی کی مانند ہے جہاں سے پہلے خلق ہوئی تھی۔ وہاں نہ خوشی ہوگی اور نہ شریروں کو شرارت کرنے کی طاقت ہوگی۔

"جو خدا کو بھول جاتی ہیں"۔ یہاں یا مواد نہیں کیونکہ قوموں کو اس کا علم نہیں ہاں فطرت کے کاموں سے خدا کی قدرت کا اظہار ہوتا ہے۔ (اعمال ۱۴: ۱۷ اور رومیوں ۱: ۱۸-۲۳)

۱۹و۲۰ - یہ آیات ک ف سے شروع ہونی چاہئیں لیکن کسی وجہ سے یہ ق ت سے

شروع ہوتی ہیں۔

۱۹- انسان (انوش) کمزور انسان (۲- تواریخ ۱۴: ۱۱ وایوب ۴: ۱۷ ویسعیاہ ۵۱: ۷ و۱۲) قوت خدا کا خاصہ وحق ہے (۶۲: ۱۱) اگرچہ قومیں اور افراد یہ سمجھتے ہیں کہ قوت ان کی قوت ہی ہے (۵۲: ۷) اس لئے زبور نویس کی یہ دعا ہے کہ خدا قوموں کو ان کے گھمنڈ کی سزا دے۔ وہ خدا کی حضوری میں بلائی جاتی ہیں تاکہ ان کی عدالت ہو۔

زبور ۱۰

(۱) اے خداوند! تو کیوں دور کھڑا رہتا ہے؟ مصیبت کے وقت تو کیوں چھپ جاتا ہے؟ (۲) شریر کے غرور کے سبب سے غریب کا تندی سے پیچھا کیا جاتا ہے۔ جو منصوبے انہوں نے باندھے ہیں وہ ان ہی میں گرفتار ہو جائیں۔ (۳) کیونکہ شریر اپنی نفسانی خواہش پر فخر کرتا ہے اور لالچی خداوند کو ترک کرتا بلکہ اس کی اہانت کرتا ہے۔ (۴) شریر اپنے تکبر میں کہتا ہے کہ وہ باز پرس نہیں کریگا۔ اس کا خیال سراسر یہی ہے کہ کوئی خدا نہیں۔ (۵) اس کی راہیں ہمیشہ استوار ہیں۔ تیرے احکام اس کی نظر سے بعید و بلند ہیں۔ وہ اپنے سب مخالفوں پر پھنکارتا ہے۔ (۶) وہ اپنے دل میں کہتا ہے میں جنبش نہیں کھانے کا۔ پشت در پشت مجھ پر کبھی مصیبت نہ آئیگی۔ (۷) اس کا منہ لعنت ودغا اور ظلم سے پُر ہے۔ شرارت اور بدی اس کی زبان پر ہیں۔ (۸) وہ دیہات کی کمینگاہوں میں بیٹھتا ہے۔ وہ پوشیدہ مقاموں میں بیگناہ کو قتل کرتا ہے۔ اس کی آنکھیں بیکس کی گھات میں لگی رہتی ہیں۔ (۹) وہ پوشیدہ مقام میں شیر ببر کی طرح دبک کر بیٹھتا ہے۔ وہ غریب کے پکڑنے کو گھات لگائے رہتا ہے۔ وہ غریب کو اپنے جال میں پھنسا کر پکڑ لیتا ہے۔ (۱۰) وہ دبکتا ہے۔ وہ جھک جاتا ہے اور بیکس اس کے پہلوانوں کے ہاتھ سے مارے جاتے ہیں۔ (۱۱) وہ اپنے دل میں کہتا ہے خدا بھول گیا ہے وہ اپنا منہ چھپاتا ہے۔ وہ ہرگز نہیں دیکھیگا۔ (۱۲) اٹھ اے خداوند! اے خدا اپنا ہاتھ بلند کر! غریبوں کو نہ بھول۔ (۱۳) شریر کس لئے خدا کی اہانت کرتا ہے۔ اور اپنے دل میں کہتا ہے کہ تو باز پرس نہ کریگا؟ (۱۴) تو نے دیکھ لیا ہے کیونکہ تو شرارت اور بغض دیکھتا ہے تاکہ اپنے ہاتھ سے بدلہ دے۔ بیکس اپنے آپ کو تیرے سپرد کرتا ہے۔

تو ہی یتیم کا مددگار رہا ہے۔ (۱۵) شریر کا بازو توڑ دے اور بدکار کی شرارت کو جب تک نابود نہ ہو ڈھونڈ ڈھونڈ کر نکال۔ (۱۶) خداوند ابدالآباد بادشاہ ہے۔ قومیں اُس کے ملک میں سے نابود ہو گئیں۔ (۱۷) اے خداوند! تو نے حلیموں کا مدعا سُن لیا ہے۔ تو ان کے دل کو تیار کریگا۔ تو کان لگا کر سنیگا۔ (۱۸) کہ یتیم اور مظلوم کا انصاف کرے کہ انسان جو خاک سے ہے پھر نہ ڈرائے۔

اس زبور پر سرنامہ نہ ہونے کی وجہ بیان ہو چکی یہ نویں مزمور کا حصہ ہے اس لئے اس کا آغاز اس عبرانی حرف سے ہوا جو کاف کے بعد آتا ہے یعنی لامد۔ اس کے دو حصے ہیں ۱-۱۱ تک میں ان مظالم کا ذکر ہے اور ۱۲ سے ۱۸ تک خدا سے فریاد۔

اور ۲ آیات کے شروع میں حرف لامد یا لام ہے۔

۱- "کیوں دور کھڑا رہتا ہے؟" بے پروا یا مست تماشائی کے طور پر (زبور ۳۸: ۱۱) موسمی دوستوں کی طرح مقابلہ کرو زبور ۲۲: ۱- ویسعیاہ ۵۹: ۴و ۱۰ اور اس کے مطابق دعا زبور ۲۲: ۱۱ و ۱۹ و ۳۵: ۲۲- لیکن برعکس اس کے جب خدا کی قوت و قدرت ظاہر ہوتی ہے تو وہ نزدیک مانا جاتا ہے (زبور ۷۵: ۱ و ۴۳: ۸) "چھپ جاتا ہے" گویا تو دیکھتا نہیں (یسعیاہ ۱: ۱۵) گویا تو سنتا نہیں (نوحہ ۳: ۵۶)

۲- ۱۱- مزمور نویس نے شریر کا حلیہ بیان کیا (۳-۶) کہ وہ کیسا بے پروا اور کیسا بے رحم ہے (۷-۱۱)

۳- "اپنی نفسانی خواہش"۔ اس کے دو معنی ہو سکتے ہیں ایک تو یہ کہ جو چاہتا ہے اس کو مل جاتا ہے۔ دوم اپنی خود غرضی پر بجائے شرم کھانے کے فخر کرتا ہے۔ شریر کا غریب کو ظلم سے لوٹنا ہی یا ہواہ کی اہانت کرنا ہے۔ اس کے علاوہ ایسے لوگ بذات خود یا ہواہ کو حقیر جانتے ہیں (زکریاہ ۱۱: ۵)

۴- "شریر اپنے تکبر میں"۔ یہ الفاظ اس کے منصوبوں اور سیرت کو ظاہر کرتے ہیں (زبور ۱۰: ۱۱ و ۶ و ۵) شریر نہ خدا سے ڈرتا ہے نہ انسان سے۔

۵- اس کی زندگی میں تغیر واقع نہیں ہوئے اور نہ تبدیلی زمانہ کی تکلیف نصیب ہوئی (یرمیاہ ۱۲: ۱ و ۲)

"تیری راہیں"۔ چونکہ وہ سمجھتا ہے کہ خدا دُور آسمانوں میں ہے۔ (زبور ۱۸: ۲۲ سے مقابلہ کرو)

"پُھنکارتا"۔ جس عبرانی لفظ کا یہ ترجمہ کیا گیا اُس کا یہ مطلب ہے کہ وہ ان کو حقیر جانتا ہے

۶- سچ ہے کہ غرور عقل کا گلا گھونٹ دیتا ہے مغرور ہمیشہ تک زندہ رہنے کی توقع رکھتا ہے۔

۷- یہاں اس کی زبان کے گناہوں کا ذکر ہے مثلاً لعنت۔ حاسدانہ بددعا (ایوب ۳۱: ۳۰) اور جھوٹی قسم (زبور ۵۹: ۱۲ و ہوسیع ۴: ۲) دغا۔ یہ لفظ یہاں جمع کے صیغہ میں آیا ہے جس سے طرح طرح کے دغا کی طرف اشارہ ہے۔ ظلم جھوٹی گواہیوں وغیرہ کے ذریعہ سے وہ ظلم کی اعانت کرتا ہے۔

اس کا منہ: یعنی ہر وقت اُس کی زبان بدی و شرارت کے لئے تیار رہتی ہے۔

(۷: ۱۴) رومیوں ۳: ۱۴ سے مقابلہ کرو۔

۸-۱۱- شریر آدمی کے جرائم۔ چور۔ گھات میں بیٹھنے والا۔ شکار کے لئے شیر کی طرح تاک لگا کر بیٹھنے والا۔ صیاد کی طرح جال بچھانے والا۔ معصوم اور بیکس غریب اس کا شکار بنتے ہیں۔ لٹیروں کے گروہوں کی طرف اشارہ ہے جو عموماً مشرقی ممالک میں عام تھے (قضاۃ ۱۱: ۳ و ۱-سموئیل ۲۲: ۲ + ۲-سموئیل ۴: ۲ و ہوسیع ۷: ۹ و لوقا ۱۰: ۳۰)

علاوہ ازیں ان اُمرا کی طرف بھی اشارہ ہے جو غریب ہمسائیوں کو لوٹ لیتے ہیں۔

۱۲-۱۸- پُرزور التماس کہ خدا اپنی سیرت کو فوراً ظاہر کرے۔ یہاں پھر حروف تہجی کا سلسلہ شروع ہو جاتا ہے۔

۱۲ و ۱۳ قاف۔

۱۴- ریش۔

۱۷ و ۱۸- ت سے شروع۔

زبور ۱۱- میر مغنی کے لئے داؤد کا مزمور۔

(۱) میرا توکل خداوند پر ہے۔ تم کیونکر میری جان سے کہتے ہو کہ چڑیا کی طرح اپنے پہاڑ پر اُڑ جا؟ (۲) کیونکہ دیکھو! شریر کمان کھینچتے ہیں۔ وہ تیر کو چلے پر رکھتے ہیں تاکہ اندھیرے میں راست دلوں پر چلائیں۔ (۳) اگر بنیاد ہی اکھاڑ دی

جائے تو صادق کیا کر سکتا ہے؟ (۴) خداوند اپنی مقدس ہیکل میں ہے خداوند کا تخت آسمان پر ہے۔ اُس کی آنکھیں بنی آدم کو دیکھتی اور اُس کی پلکیں اُن کو جانچتی ہیں۔ (۵) خداوند صادق کو پرکھتا ہے پر شریر اور ظلم دوست سے اُس کی روح کو نفرت ہے۔ (۶) وہ شریروں پر پھندے برسائیگا! آگ اور گندھک اور لُو اُن کے پیالے کا حصّہ ہوگا۔ (۷) کیونکہ خداوند صادق ہے۔ وہ صداقت کو پسند کرتا ہے۔ راستباز اُس کا دیدار حاصل کرینگے۔

موقعہ۔ مزمور نویس کی جان خطرہ میں ہے۔ بُزدل دوست صلاح دیتے ہیں کہ بھاگ جا۔ شرارت ترقی پر ہے جسے روک نہیں سکتے۔ اس نے دوستوں کی صلاح کو غصہ کے ساتھ رد کر دیا۔ اس زبور کا تعلق ۵ و ۷ و ۱۰ و ۱۷ سے ہے۔ اگر وہ داؤد کے مزامیر ہوں تو یہ بھی داؤد کا ہے۔ ساؤل کے دربار میں داؤد کی یہی حالت تھی وہ ایک سرکاری عہدہ پر سرفراز تھا۔ (۱۔ سموئیل ۱۸: ۱۳ و ۱۶ و ۳۰) جسے وہ ترک نہ کر سکتا تھا۔ اس دیوانہ بادشاہ کا حسد روز افزوں ترقی کر رہا تھا۔ اور آخرکار اس نے صاف کہ دیا کہ وہ اُس کی جان لیگا۔ (۱۔ سموئیل ۱۹: ۱)

تقسیم:۔ (۱) بزدل خوف زدہ دوستوں کی صلاح (۱۔۳) (۲) بھروسہ کی حقیقی بنیاد (۴۔۶) (۳) ایمان کی نظر (۷ آیت)

۱۔ میں نے تو خدا میں پناہ لی ہے اور اس کو چھوڑ کر کسی پہاڑی جگہ میں پناہ ڈھونڈنا بے ایمانی میں داخل ہوگا۔

"میری جان سے" یعنی مجھ سے۔

"چڑیا کی طرح" نئے ترجمہ کے حاشیہ میں یہ ترجمہ بھی آیا ہے "اے چڑیو اڑ جاؤ" داؤد اور اس کے رفیقوں کو صلاح دی جاتی ہے کہ کسی پہاڑ میں جا کر پناہ لیں۔

۲۔ بُزدل اور ڈرپوک دوستوں کی صلاح۔

۳۔ یہاں درباری یا مجلسی جماعت کا مقابلہ عمارت سے کیا گیا ہے۔ جن ستونوں پر یہ عمارت قایم ہے وہ قانون۔ ترتیب اور انصاف کے اصول ہیں۔ بعضوں نے اس سے اُمرا و وزرا مراد لئے ہیں (یسعیاہ ۱۹: ۱۰)

۴۔۶۔ داؤد کا جواب ہے کہ میں کیوں ایسی صلاح کو رد کرتا ہوں: "ایسے صلاح کار

صرف زمین پر نظر ڈالتے ہیں مگر میں آسمان کی طرف دیکھتا ہوں وہ ظاہر کے مطابق فیصلہ کرتے ہیں لیکن میرا ایمان راستباز حاکم خدا پر ہے۔

۴۔ "ہیکل" سے یہاں آسمان مراد ہے (۱۸: ۶ و ۲۹: ۹ و میکاہ ۱: ۲ و حبقوق ۲: ۲۰) یہوواہ بحیثیت بادشاہ اور منصف وہاں تخت نشین ہے (۹: ۴ و ۷) وہ انسانوں کے کاروبار کو دیکھتا رہتا ہے۔

۵۔ "پلکیں جانچتی ہیں" کسی چیز کو جب امتحان کرنا پڑتا ہے تو پلکیں سکڑ جاتی ہیں۔ "جانچتی ہیں" جیسے آگ میں کسی شے کو ڈال کر کھرے کھوٹے کا امتحان کرتے ہیں۔

۵۔ "اس کی روح" یعنی حقیقی ذاتِ الٰہی جو بدی سے نفرت کئے بغیر نہیں رہ سکتی۔

۶۔ یہ ایک طرح کی بددعا ہے کہ خدا ایسا کرے اور پھر یہ فرض کر لیا گیا کہ خدا ضرور ایسا کریگا۔ مقابلہ کرو پیدائش ۱۹: ۲۴ و استثنا ۲۹: ۲۳ و حزقی ایل ۳۸: ۲۲۔

۷۔ خدا کی سیرت کا ذکر ہے اس سیرت کے مطابق وہ عدالت کرتا ہے۔

زبور ۱۲

میر مغنّی کے لئے شمینیت کے سُر پر داؤد کا مزمور۔

(۱) اے خداوند! بچا لے کیونکہ کوئی دیندار نہیں رہا اور امانت دار لوگ بنی آدم میں سے مٹ گئے۔ (۲) وہ اپنے اپنے ہمسایہ سے جھوٹ بولتے ہیں وہ خوشامدی لبوں سے دو رنگی باتیں کرتے ہیں۔ (۳) خداوند سب خوشامدی لبوں کو اور بڑے بول بولنے والی زبان کو کاٹ ڈالیگا (۴) وہ کہتے ہیں ہم اپنی زبان سے جیتینگے۔ ہمارے ہونٹ ہمارے ہی ہیں۔ ہمارا مالک کون ہے؟ (۵) غریبوں کی تباہی اور مسکینوں کی آہ کے سبب سے خداوند فرماتا ہے کہ اب میں اُٹھونگا اور جس پر وہ پھنکارتے ہیں اُسے امن و امان میں رکھونگا (۶) خداوند کا کلام پاک ہے۔ اُس چاندی کی مانند جو بھٹی میں مٹی پر تائی گئی اور سات بار صاف کی گئی ہو۔ (۷) تُو ہی اے خداوند! اُن کی حفاظت کریگا۔ تُو ہی اُن کو اس پشت سے ہمیشہ تک بچائے رکھیگا۔ (۸) جب بنی آدم میں پاجی پن کی قدر ہوتی ہے تو شریر ہر طرف چلتے پھرتے ہیں۔

عالمگیر ریاکاری کے زمانہ میں مدد کے لئے دعا۔ غالباً جب حضرت داؤد ساؤل

کے دربار میں ملازم تھے تب انہوں نے یہ زبور قلمبند کیا یا جس زمانہ میں وہ ساؤل کے ڈر سے بھاگتے پھرتے اور جلا وطنی کی زندگی بسر کر رہے تھے۔ دوایک جیسے اشخاص صاحب اختیار تھے۔ دشمن ساؤل کے دل میں داؤد کی طرف سے عناد کے بیج بو رہے تھے۔ (۱ سموئیل ۲۶: ۱۹) کیلاہ شہر کے احسان فراموش باشندے مکاری سے اس کو پکڑوا دینا چاہتے تھے (۱ سموئیل ۲۳: ۱ و ۱۹ وغیرہ) اہلیان زفت اس کے ساتھ مکر کھیلنا چاہتے تھے۔ حالت قریباً ویسی ہی تھی جیسی کہ زبور ۵ میں بیان ہوئی۔ اُس کے ساتھ اس کا مقابلہ کریں۔

الغرض ہر زمانے میں ایسے لوگ ہوتے رہے ہیں۔ اسی قسم کی شکایات ہوسیع۔ یسعیاہ۔ میکاہ اور یرمیاہ کی کتابوں میں بھی پائی جاتی ہیں کلیسیائی تاریخ کے ہر زمانے میں ایسے دینداروں کا ذکر ملتا ہے جن کو دوستوں نے ترک کر دیا۔ جن کو دشمنوں نے ستایا اور وہ ایلیاہ نبی کی طرح یہ فریاد کرنے پر مجبور ہوئے "میں اکیلا میں ہی بچا ہوں اور وہ میری جان لینے کے پیچھے پڑے ہیں"

اس زبور میں مزمور نویس خدا سے متکلم ہے اور خدا مزمور نویس کے وسیلے جواب دیتا ہے اس زبور کو دو حصّوں میں تقسیم کر سکتے ہیں۔ ۱۔ (ل) ۱-۴ تبلے ایمانی کے دور میں مدد کے لئے دعا کہ شیخی باز لوگ ہلاک ہوں (ب) ۵-۸- یا ہواہ نے مدد کا وعدہ کیا۔ بے لگام شرارت کے زمانہ میں خدا کی حمایت پر بھروسہ۔

۱۔ "دیندار" بنی آدم سے دینداری جاتی رہی ایسی شکایات کے لئے مقابلہ کرو ہوسیع ۴: ۱ و میکاہ ۷: ۲ و یسعیاہ ۵۷: ۱ و ۵۹: ۴ اور یرمیاہ ۵: ۱ و ۷: ۲۸ و ۹: ۲-دیندار سے یہاں ایسا شخص مراد ہے جو اپنے ہمجنسوں سے محبت رکھنے کو اپنا دینی فرض سمجھتا ہو۔

۲۔ "خوشامدی"۔ چاپلوسی دو دلی سے نکلتی ہے یعنی کہنا کچھ اور کرنا کچھ۔

۳۔ "بڑا بول بولنے والی"۔ اس کی تشریح ۴ آیت نے کر دی ہے۔

۴۔ یہ دشمنی۔ چاپلوسی ہجو۔ جھوٹی گواہی وغیرہ کے ذریعہ اپنا مطلب نکالتے ہیں۔

۵۔ مقابلہ کرو خروج ۲: ۲۴ سے۔

"اٹھونگا" مقابلہ کرو یسعیاہ ۳۳: ۱۰۔ کام کا وقت آخر کار آ پہنچا۔

۶۔ خدا کے الفاظ میں چاپلوسی یا جھوٹ وغیرہ کا کھوٹ پایا نہیں جاتا اس لئے وہ سراسر بھروسہ کے قابل ہیں۔

"چاندی" پاکیزگی اور قیمتی ہونے کا نشان (۱۸: ۳۰ و ۱۱۹: ۱۴۰ و امثال ۳۰: ۵) "سات بار" بار بار تانے سے ذرا بھی میل اور کھوٹ باقی نہیں رہا۔ عدد سات کمالیت کا عدد ہے (امثال ۶: ۳۱ و یسعیاہ ۳۰: ۲۶)

۷۔ "اُن کی" یعنی غریب و محتاج کی۔

"اِس پشت سے" (۴: ۵ و امثال ۳۰: ۱۱-۱۴ و متی ۱۷: ۱۷)

۸۔ مزمور نویس نے جس عالمگیر خراب حالت سے شروع کیا تھا۔ اسی کا وہ پھر آخر میں اعادہ کرتا ہے۔

زبور ۱۳۔ میر مغنی کے لئے داؤد کا مزمور

(۱) اے خداوند کب تک؟ کیا تو ہمیشہ مجھے بھولا رہیگا؟ تو کب تک اپنا چہرہ مجھ سے چھپائے رکھیگا؟ (۲) کب تک میں جی ہی جی میں منصوبہ باندھتا رہوں اور سارے دن اپنے دل میں غم کیا کروں؟ کب تک میرا دشمن مجھ پر سربلند رہیگا؟ (۳) اے خداوند میرے خدا! میری طرف توجہ کر اور مجھے جواب دے۔ میری آنکھیں روشن کر ایسا نہ ہو کہ مجھے موت کی نیند آ جائے۔ (۴) ایسا نہ ہو کہ میرا دشمن کہے کہ میں اس پر غالب آ گیا۔ نہ ہو کہ جب میں جنبش کھاؤں تو میرے مخالف خوش ہوں (۵) لیکن میں نے تو تیری رحمت پر توکل کیا ہے میرا دل تیری نجات سے خوش ہوگا۔ (۶) میں خداوند کا گیت گاؤنگا کیونکہ اس نے مجھ پر احسان کیا ہے۔

مزمور نویس مایوسی کی حالت میں تھا لیکن بذریعہ دعا اسے خوشی اور امید حاصل ہوئی کہ وہ آخر کار خلاصی حاصل کریگا۔ اس کی قوت برداشت قریباً زایل ہو چکی تھی اور جو وسائل اسے حاصل تھے وہ خرچ ہو چکے تھے۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ یا ہواہ نے اسے فراموش یا ترک کر دیا۔ اگر یا ہواہ جلد مدد کو نہ پہنچا تو وہ مر جائیگا اور اس کے دشمن شادیانے بجائینگے۔ حضرت داؤد کی ایسی حالت اُس وقت تھی جب وہ بھاگتا پھرتا تھا (۱ سموئیل ۲۷: ۱) ایک دشمن نمایاں نظر آتا ہے (۱ سموئیل ۱۸: ۲۹ و ۲۴: ۲۴ و ۲۶: ۸)

۱و۲- مایوسی کی حالت کا ذکر۔

۱- اُسے یہ خطرہ ہے کہ ایمان کے اقرار کا انکار کر دے اور بیدینوں کے طعنوں کو قبول کرلے (۱۰:۱۱) لوتھر کے قول کے مطابق "امید مایوس ہوتی ہے لیکن مایوسی امید رکھتی ہے" (مقابلہ کرو زبور ۷۷: ۹ و ۸۹: ۴۶)

"چہرہ مجھ سے"..... ناراضگی یا بےپروائی سے۔

۲- دل میں طرح طرح کے منصوبے پیدا ہوتے ہیں۔

سارا دن بمقابلہ رات بھر کے (۲:۲۲) غالباً پہلے جملہ میں "رات بھر" کا لفظ ہوگا۔ چنانچہ سترؔوں کے ترجمے میں یہ لفظ آتا ہے "رات بھر دل میں صلاحیں کرتا رہتا ہے۔ دن کے وقت غم آدباتا ہے"۔

"سربلند رہیگا" یعنی بااختیار اور غالب ہوگا۔

۳و۴- زیادہ امن کے وقت کی دعا۔

۳- "توجہ کر" یعنی منہ چھپانے کی بجائے مجھے جواب دے (۴:۳)

"میری آنکھیں روشن کر" مجھے پھر چلا اور زندہ کر۔ آنکھوں سے زندگی کی طاقت کا اظہار ہوتا ہے۔ چنانچہ (۶:۷ و ۳۸: ۱۰ و نوحہ ۵: ۱۷) بیماری اور غم کی حالت میں آنکھوں میں تاریکی آجاتی ہے لیکن جب طاقت اور خوشی آتی ہے تو آنکھوں میں روشنی آجاتی ہے۔ (۱ سموئیل ۱۴: ۲۷ و ۲۹ و عزرا ۹: ۸)

خدا کے چہرہ کی روشنی۔ اس کی محبت اور مہربانی کی روشنی زندگی کا چشمہ ہے (۴: ۶ و ۳۱: ۱۶ و ۳۶: ۹)

۵و۶- رہائی کی خوشی۔

زبور ۱۴- میر مغنی کے لئے داؤد کا مزمور۔

(۱) احمق نے اپنے دل میں کہا ہے کہ کوئی خدا نہیں۔ وہ بگڑ گئے۔ انہوں نے نفرت انگیز کام کئے ہیں۔ کوئی نیکوکار نہیں۔ (۲) خداوند نے آسمان پر سے بنی آدم پر نگاہ کی تاکہ دیکھے کہ کوئی دانشمند۔ کوئی خدا کا طالب ہے یا نہیں۔ (۳) وہ سب کے سب گمراہ ہوئے۔ وہ باہم نجس ہو گئے۔ کوئی نیکوکار نہیں۔ ایک بھی نہیں۔ (۴) کیا اُن سب بدکرداروں کو کچھ علم نہیں جو میرے

لوگوں کو ایسے کھا جاتے ہیں جیسے روٹی اور خداوند کا نام نہیں لیتے؟ (۵) وہاں ان پر بڑا خوف چھا گیا کیونکہ خدا صادق پُشت کے ساتھ ہے۔ (۶) تم غریب کی مشورت کی ہنسی اُڑاتے ہو۔ اس لئے کہ خداوند اُس کی پناہ ہے۔ (۷) کاش کہ اسرائیل کی نجات صیون میں سے ہوتی۔ جب خداوند اپنے لوگوں کو اسیری سے لوٹا لائیگا۔ تو یعقوب خوش اور اسرائیل شادمان ہوگا۔

انسان کی عالمگیر خرابی کی وجہ یہ ہے کہ وہ خدا کی تلاش نہیں کرتے (۱-۳) اس خرابی کی ایک مثال یہ ہے کہ یاہواہ کے لوگوں پر ستم و ظلم روا رکھا جاتا ہے (۴ آیت) لیکن خدا اپنے تئیں ان کا حامی و مددگار ظاہر کرتا ہے (۵ و ۶ آیات) اور آخر میں یہ دعا ہے کہ خدا اپنی اُمت کو پوری مخلصی کی خوشی عطا کریگا (۷ آیت)

مزمور نویس اپنے زمانے کی خرابی کا بیان کرتا ہے لیکن پہلی تین آیات میں نوع انسان کی خرابی و بدکاری کا ذکر ہے جس سے طوفان سے پہلے کی حالت۔ بابل و سدوم کی حالت یاد آتی ہے۔ آیت ۴ میں میری اُمت کا ذکر ہے جس سے یا تو وہ چند ایماندار اسرائیلی مراد ہیں جو غریب تھے اور جن کو ظالموں نے بہت ستایا تھا۔ یا اس سے قوم اسرائیل مراد ہے خاص کر جب وہ مصر میں تھے۔

یہ زبور دوسری کتاب زبور میں کچھ تبدیلی کے ساتھ زبور ۵۳ ہے۔ ۱۴ زبور میں جہاں خدا کا نام یاہواہ آتا ہے وہاں ۵۳ زبور میں الوہیم (خدا) آتا ہے۔ البتہ ۵۳: ۵ بہت متفرق ہے ۱۴: ۵ و ۶ سے۔ ۵۳ زبور کے عنوان میں یہ الفاظ آتے ہیں "میر مغنی کے لئے محالات پر داؤد کا مشکیل"۔ محلات کے معنی (زبور ۸۸) بیماری کے ہیں۔ و شاید کسی گیت کے شروع کا لفظ تھا جس کے وزن پر یہ زبور بنایا گیا۔

۱- احمق کسی خاص شخص کا ذکر نہیں بلکہ ایک خاص قسم کے لوگ۔ جس عبرانی لفظ نابال کا ترجمہ احمق کیا گیا ہے اس سے محض بےوقوف شخص مراد نہیں بلکہ اخلاقی طور پر بگڑا ہوا ہر ایک شخص۔ یہ حکمت کی ضد ہے۔ خدا کو فراموش کرنا یا خدا کی مرضی کی مخالفت کرنا۔

احمق پن (استثنا ۳۲: ۶ و ۲۱ و ایوب ۲: ۱۰ و ۴۲: ۸ و زبور ۷۴: ۱۸ و ۲۲) بداخلاقی (۲ سموئیل ۱۳: ۱۲ و ۱۳) خدا کے گھر کی چوری اور ناپاکی (یشوع ۷: ۱۵) بےمروتی (۱ سموئیل ۲۵: ۲۵) احمق کے حلیہ کے لئے دیکھو یسعیاہ ۳۲: ۵ و ۶۔

"اپنے دل میں"۔ یعنی سوچ سمجھ کر اس نے یہ فیصلہ کیا۔
"کوئی خدا نہیں"۔ یہ محض خیالی طور پر خدا کی ہستی کا انکار نہیں بلکہ اس کی اخلاقی حکومت کے خلاف عملی بے ایمانی ہے۔ (یرمیاہ ۵: ۱۲ و رومیوں ۱: ۲۸)
"وہ بگڑ گئے"۔ جب ان کا ایمان خدا پر نہ رہا تو ان کی ذات میں فساد پیدا ہو گیا اور ایسے کام کرنے لگے جن سے خدا کو نفرت تھی۔

۲- کچھ دیر تک تو ایسا معلوم ہوتا تھا کہ خدا نے ان کی طرف سے حرج دی لیکن آخرکار اس نے زمین پر نگاہ ڈالی (۳۳: ۱۳ و ۱۴) نیز مقابلہ کرو بابل اور سدوم کی حالت سے (پیدائش ۱۱: ۵ و ۱۸: ۲۱)

۳- اس تفتیش کا نتیجہ یہ نکلا کہ وہ سب گمراہ ہوئے جس لفظ کا ترجمہ نجس کیا گیا ہے اس کے اصلی معنی ہیں تلخ یا کھٹا ہونا۔
کلیسیائے انگلستان کی کتاب نماز میں اس کے بعد تین دیگر آیات بھی پائی جاتی ہیں جو عبرانی بائبل میں نہیں ملتیں۔ اس زبور کی پہلی تین آیات کا اقتباس پولس رسول نے کیا (رومیوں ۳: ۱۰-۱۲)
علاوہ ازیں اس نے زبور ۵: ۹ و ۱۴۰: ۳ و ۱۰: ۷ و یسعیاہ ۵۹: ۷ و ۸ و زبور ۳۶: ۱ کا بھی حوالہ دیا اور یہ عبارت کسی کاتب نے سترجمہ کے ترجمہ میں بڑھا دی اور وہاں سے نماز کی کتاب میں آ گئی یہ فالتو آیات ویٹیکن اور سینا کے نسخوں اور دیگر نسخوں میں پائی جاتی ہیں۔ لیکن اوریجن نے یہ غلطی ظاہر کی اس لئے دوسرے نسخوں میں یہ پائی نہیں جاتیں۔

۴- "خداوند" خود متکلم ہے اور کہتا ہے کہ کیا وہ ایسے جاہل ہیں کہ حق و ناحق میں تمیز نہیں کر سکتے؟

۵- کہتے ہیں کہ یہ آیت مستقبل کا ذکر کرتی ہے۔ مزمور نویس کو یقین آ گیا کہ ان شریروں کو سزا ملیگی۔ شاید اس سزا کی طرف اشارہ ہو جو مصریوں کو دریائے قلزم میں ملی۔
صادق پشت "یہ میری امت" کا مترادف ہے۔

۶- مقابلہ کرو زبور ۵۳: ۵ و ۶ سے۔

۷- "صیون" خدا کا مسکن۔

"لوگوں کو اسیری سے لوٹا لائیگا"۔ اس سے بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ زبور جلاوطنی کے زمانہ میں لکھا گیا (۱۲۶: ۱) یہ جلاوطن اپنے ملک کو واپس آئے جب کہ وہ برباد پڑا تھا۔ (دانیال ۶: ۱۰ + ۱-سلاطین ۸: ۴۴) لیکن شاید اس جملے سے مراد ہو دولت و فارغ البالی کی بحالی۔ یہ جملہ جلاوطنی سے پہلے عاموس نے استعمال کیا (۹: ۱۴ و ہوسیع ۶: ۱۱) اس لئے ضرور نہیں کہ یہ جلاوطنی ہی کے وقت لکھا گیا ہو۔
آخری آیت غالباً پیچھے ڈالی گئی کیونکہ باقی مزمور سے یہ بہت موافقت نہیں رکھتی۔
"یعقوب خوش . . . . ." یہ آرزو یا دعا ہے۔

زبور ۱۵- داؤد کا مزمور۔

(۱) اے خداوند تیرے خیمہ میں کون رہیگا؟ تیرے کوہِ مقدس پر کون سکونت کریگا؟ (۲) وہ جو راستی سے چلتا اور صداقت کا کام کرتا اور دل سے سچ بولتا ہے۔ (۳) وہ جو اپنی زبان سے بہتان نہیں باندھتا اور اپنے دوست سے بدی نہیں کرتا اور اپنے ہمسایہ کی بدنامی نہیں سنتا۔
(۴) وہ جس کی نظر میں رذیل آدمی حقیر ہے پر جو قسم کھا کر بدلتا نہیں خواہ نقصان ہی اٹھائے۔ (۵) وہ جو اپنا روپیہ سود پر نہیں دیتا اور بے گناہ کے خلاف رشوت نہیں لیتا ایسے کام کرنے والا کبھی جنبش نہ کھائیگا۔

صیون کا باشندہ ہونے کے قابل کون شخص ہے تاکہ یاہواہ کی عین حضوری اور قربت میں رہ سکے (آیت ۱) تاکہ اس کی حفاظت اور برکت کا حظ اٹھائے۔ پہلے تو عام طور پر اس کا جواب دیا گیا (آیت ۲) کہ وہ جو سچائی۔ عدل اور دیانتداری کی زندگی بسر کرتا ہے۔ پھر ۳-۵ آیات تک خاص مثالیں دی گئیں اور وہ طریقہ بتایا گیا جس میں آدمی کا چلن ان اصولوں کے زیر اثر رہتا ہے پھر زبور کے آخر میں برکت کا وعدہ ہے۔
آدمی پر جو ہمسایہ کا حق ہے اس کا پورا کرنا خدا کے ساتھ شراکت رکھنے کی مقدم شرط ہے۔ اسی کے ذریعہ اس کی صداقت پرکھی جاتی ہے۔ مقابلہ کرو متی ۱۹: ۱۶- رومیوں ۱۳: ۸-۱۰- ۱-یوحنا ۴: ۲۰ و ۲۱ اور یعقوب کا خط عموماً۔
اس زبور کا گہرا تعلق ۲۴ زبور سے ہے جو اس وقت لکھا گیا جب عہد کے صندوق کو اس خیمہ میں لے گئے جسے حضرت داؤد نے صیون میں اس کے لئے تیار کیا تھا (۲ سموئیل

۶: ۱۷) اس لئے یہ زبور بھی اسی تقریب کے لئے بنایا گیا۔ الفاظ "کوہِ مقدس" اس رائے کے خلاف نہیں۔ اس سے یہ ضروری نتیجہ نہیں نکلتا کہ یہ خیمہ وہاں پہلے ہی دیر تک رہ چکا تھا یا یہوواہ کی حضوری سے صیون کی تقدیس فوراً عمل میں آئیگی۔ ایسے موقع پر یہ سوال فوراً پیدا ہوتا ہے کہ ایسے لوگوں کا چلن کیسا ہونا چاہیئے جن کے درمیان مقدس خدا اُن کر سکونت کریگا (احبار ۱۱: ۴۴ و ۴۵) عام طور پر مقابلہ کرو زبور ۲۴: ۳-۵ و ۵: ۴-۷ و یسعیاہ ۳۳: ۱۳-۱۶)

صعود کے دن یہ زبور بعض کلیسیاؤں میں پڑھا جاتا ہے اور اس دن کے لئے یہ موزون بھی ہے۔

۱- کون شخص خدا کا مہمان بننے کے قابل ہے کہ اس کی حفاظت اور معافی کا حظ اٹھائے اور اس جگہ رہے جس کی تقدیس اس کی حضوری کے ذریعہ ہوئی؟ یہ سوال خدا سے پوچھا جاتا ہے اور اس کی حضوری میں جواب دیا جاتا ہے۔

"تیرے خیمے" تبدیلی طور پر اس کے مسکن کے لئے۔

"رہیگا" بطور مسافر یا مہمان کے عارضی طور رہنے کیلئے یہ محاورہ آتا ہے لیکن یہ ضروری نہیں (۶۱: ۴) خاص امر یہ ہے کہ مشرقی ممالک میں مہمانداری کا فرض یہ بھی ہے کہ مہمان کی حفاظت بھی کی جائے۔ عرب لوگ اس شخص کو جار اللہ یا خدا کا مہمان کہتے ہیں جو مکہ میں کعبہ کے قرب و جوار میں رہتا ہے یہاں نہ صرف خادمانِ دین یا عابدین مراد ہیں بلکہ یروشلم کے سب باشندے اور جن کا یہ خیال تھا کہ ان کے درمیان خدا کی سکونت حفظ امن کی ذمہ وار تھی۔ روحانی طور پر ہر ایک شخص کو جو خدا کے نزدیک آنا چاہتا ہو یہ سوال پوچھنا چاہیئے

۲- شرائط یہ ہیں۔ (۱) جو سیدھی چال چلتا یا کامل طور سے چلتا ہو بے داغ ہو کیونکہ قربانی کی ایک شرط یہ تھی کہ جانور بے داغ اور بے نقص ہو (پیدائش ۱۷: ۱ و استثنا ۱۸: ۱۳ و زبور ۱۸: ۲۳ و ۱۰۱: ۲ و ۶ و ۱۱۹: ۱ و ۷: ۲۶-۸ و ۱۰۱ و متی ۵: ۴۸)

"صداقت کا کام کرتا" (اعمال ۱۰: ۳۵ و ۱ یوحنا ۳: ۷)

"دل سے" یعنی اس کے خیالات سچے ہیں۔ یا اس کا کلام اور اس دونو یکساں ہیں۔

"ہمسایہ" سے ایسا شخص مراد ہے جو آشنا ہو یا جس سے روزمرہ زندگی میں واسطہ پڑتا ہو۔ لیکن نئے عہدنامہ میں ہر ایسا شخص ہمارا ہمسایہ یا پڑوسی ہے جو ہماری

مدد کا محتاج ہے۔

۴- دُنیا کے لوگ مختلف معیاروں سے آدمی کی حقیقی قدر و قیمت کا اندازہ لگاتے ہیں (یسعیاہ ۳۲: ۵) "نکمے آدمی کو پیتل سے تشبیہ دی گئی ہے جو کسی دھات کو آگ میں ڈالنے سے نکلتی ہے (یرمیاہ ۶: ۳۰) اس لئے وہ ایسی پیتل یا کھوٹ کی قدر نہیں کرتا بلکہ اُن کی قدر کرتا ہے جو یہوواہ سے ڈرتے ہیں۔

اس آیت کا ترجمہ یہ بھی کیا جاتا ہے "جو اپنے آپ کو نکما سمجھتا ہے بلکہ اپنی نظروں میں اپنے آپ کو حقیر جانتا ہے" (۲ سموئیل ۶: ۲۲)

"قسم کھا کر بدلتا نہیں" یعنی خواہ اس کا کتنا ہی نقصان ہو وہ اپنی قسم کو پورا کرتا ہے مقابلہ کرو احبار ۵: ۴ سے جہاں جلد بازی سے قسم کھانے کی سزا کا ذکر ہے۔ منت کے ذریعہ مخصوص شدہ جانور کا بدلنا (احبار ۲۷: ۱۰)

۵- سود اور رشوت کے ذریعہ انصاف کا خون ہوتا ہے (یسعیاہ ۳۳: ۱۵ و حزقی ایل ۲۲: ۱۲) یہودیوں کو اپنے ہم وطنوں یا اپنے ہم قوموں سے سود لینا منع تھا (احبار ۲۵: ۳۶ و ۳۷ سے مقابلہ کرو خروج ۲۲: ۲۵ و حزقی ایل ۱۸: ۱۷ سے) لیکن غیر ملکیوں یا پردیسیوں سے سود لینے کی اجازت تھی (استثنا ۲۳: ۱۹ و ۲۰) عہد عتیق کے اس قانون کو موجودہ سوسائٹی کی حالت نے بالکل منسوخ کر دیا ہے۔ رشوت مشرقی ممالک میں خاص کر ایک سخت مرض ہے اس کے خلاف قوانین استثنا ۲۷: ۲۵ اور خروج ۲۳: ۷ و ۸ و استثنا ۱۶: ۱۹ میں پائے جاتے ہیں۔

"کبھی جنبش نہ کھائیگا" ایسا آدمی نہ صرف خدا کے ساتھ شراکت حاصل کریگا بلکہ خدا کی حفاظت کی وجہ سے ہمیشہ امن و امان میں رہیگا۔

یہ زبور بھی صعود کے موقع پر پڑھا جاتا ہے۔

زبور ۱۶ - داؤد کا مکتام

(۱) اے خدا! میری حفاظت کر کیونکہ میں تجھ ہی میں پناہ لیتا ہوں (۲) میں نے خداوند سے کہا ہے تو ہی رب ہے۔ تیرے سوا میری بھلائی نہیں (۳) زمین کے مقدس لوگ وہ برگزیدہ ہیں جن میں میری پوری خوشنودی ہے۔ (۴) غیر معبودوں کے پیچھے دوڑنے والوں کا غم بڑھ جائیگا۔ میں اُن کے سے

خون والے تپاون نہیں تپاؤنگا۔ اور اپنے ہونٹوں سے اُن کے نام نہیں لونگا (۵) خداوند ہی میری میراث اور میرے پیالے کا حصّہ ہے۔ تو میرے بخرے کا محافظ ہے۔ (۶) جریب میرے لئے دلپسند جگہوں میں پڑی بلکہ میری میراث خوب ہے (۷) میں خداوند کی حمد کرونگا جس نے مجھے نصیحت دی ہے بلکہ میرا دل رات کو میری تربیت کرتا ہے۔ (۸) میں نے خداوند کو ہمیشہ اپنے سامنے رکھا ہے چونکہ وہ میرے دہنے ہاتھ ہے اس لئے مجھے جنبش نہ ہوگی۔ (۹) اسی سبب سے میرا دل خوش اور میری رُوح شادمان ہے میرا جسم بھی امن وامان میں رہیگا (۱۰) کیونکہ تو نہ میری جان کو پاتال میں رہنے دیگا نہ اپنے مقدس کو سڑنے دیگا (۱۱) تو مجھے زندگی کی راہ دکھائیگا۔ تیرے حضور میں کامل شادمانی ہے تیرے دہنے ہاتھ میں دائمی خوشی ہے۔

اس زبور میں ایمان اور امید کا راحت افزا اظہار ہے کیونکہ مزمور نویس کو یاہواہ کے ساتھ زندہ شراکت حاصل ہے۔ مزمور نویس کا سارا خیال یہ ہے کہ یاہواہ اس کے لئے سب سے اعلیٰ نعمت ہے۔

کہتے ہیں کہ جن دنوں حضرت داؤد جلاوطنی کی زندگی بسر کر رہے تھے ان ایام میں انہوں نے یہ زبور تصنیف کیا۔ یاہواہ نے جو میراث عطا کی تھی اس سے داؤد خارج تھا اور ارتداد کا خطرہ تھا (۱۔ سموئیل ۲۶: ۱۹) اس امتحان کی حالت میں اُس کو اس خیال سے خوشی حاصل ہوئی کہ یاہواہ اس کا حصہ و بخرہ ہے اس لئے وہ اس خیال کو رد کرتا ہے کہ وہ دوسرے معبود کی پرستش و خدمت کرے۔ اس مزمور اور ۱۷ مزمور میں گہرا تعلق ہے۔ ان دونو کا مصنف حضرت داؤد ہی ہے بعض نے مزامیر ۱۶، ۱۷ و ۴۹ کو بابل کی اسیری کے زمانہ سے منسوب کیا، کیونکہ جن مضامین کا ذکر ہے وہ ان کے خیال میں بابل کی اسیری سے خاص مناسبت رکھتے ہیں۔

اس زبور کے یہ تین حصے ہیں:۔

(ا) یاہواہ سے جو اس کا رشتہ تھا اس کی بنا پر دعا کی گئی (۱-۴)

(ب) کہ یاہواہ اعلیٰ نعمت اور اس کی بہبودی کا چشمہ تھا (۵-۸)

(ج) اس کا ایمان ہے کہ اُسے حقیقی خوشی کی زندگی یاہواہ کی رفاقت میں حاصل ہوگی

(۹-۱۱)

۱۔ "حفاظت کر" بدن اور روح خدا کی نگرانی میں محفوظ ہیں۔

خدا۔ عبرانی۔ ایل۔

"تجھ ہی میں پناہ لیتا ہوں" اس لئے کہ خدا اس کی حفاظت کا ذمہ وار ہے۔

۲۔ "خداوند" یا آقا۔ یہ یاہواہ کے خادم کا اقرار ہے۔

"تیرے سوا" جو کچھ نعمت و خوبی ہے وہ سب خداوند میں پائی جاتی ہے۔

۳۔ یہ مشکل آیت ہے۔ جن کی صحبت سے وہ خوش ہے وہ دولتمند اور صاحب اقتدار لوگ نہیں بلکہ پاک اور مقدس لوگ ہیں۔

۴۔ "خون والے تپاون"۔ انسانی قربانیوں کی طرف اشارہ جو بُت پرست ایسی قربانیاں چڑھاتے وہ ان کے خون کو تیل یا مے کی جگہ آگ میں جلاتے تھے (یسعیاہ ۱: ۱۵ و ۵۹: ۳) بعضوں نے اس سے یہ مراد لی کہ ایسے تپاون خدا کی نظر میں ویسے ہی مکروہ تھے جیسے ان میں خون ملا ہُوا ہو۔

"ان کے نام" یعنی ان معبودوں کے نام۔ قدیم زمانوں میں کسی دیوتا کا نام لینا اس کی قدرت و عظمت کو تسلیم کرنا تھا جیسے بعل (خداوند) اور مولک (بادشاہ) کا نام لینا ان کی تعظیم کا نشان تھا۔

۵۔ "حصہ و بخرہ" یعنی مقرر حصہ و بخرہ۔ جن یہودیوں کو کنعان میں میراث نہ ملی ان کی نسبت یہی لکھا ہے کہ یاہواہ ان کا حصہ اور بخرہ تھا (گنتی ۱۸: ۲۰ و استثنا ۱۰: ۹ و ۱۸: ۱) اسرائیل کا ہنی قوم تھی (خروج ۱۹: ۶) اور روحانی طور پہ یاہواہ اسرائیل کا حصہ و بخرہ تھا (یرمیاہ ۱۰: ۱۶) اور ہر اسرائیلی کا حصہ و بخرہ بھی یاہواہ تھا (۷۳: ۲۶ و ۱۱۹: ۵۷ و نوحہ ۳: ۲۴)

۶۔ "جریب پڑی" یعنی ناپ کر حصہ دیا گیا مقدس زمین میں سب سے عمدہ جید حصہ اس کے لئے یاہواہ تھا۔

۷۔ رات کے وقت میرے دل (گردوں) نے یا میرے باطن نے مجھے یہ تعلیم دی کہ جذبات و احساس کے اعضا ہیں اور دل اور گردوں سے کل اندرونی انسان یا باطن مراد ہے۔

٨- خدا کی حضوری کا یہ عمل ہے کہ اسے ہر وقت اپنے پاس محسوس کیا جائے۔
"دہنے ہاتھ" جیسے وکیل یا پہلوان مدد کے لئے کھڑا ہو۔

٩- "دل" مراد ہے نفس سے۔
"امن وامان میں رہیگا" خدا کے ساتھ رفاقت رکھنے سے نہ صرف اندرونی خوشی حاصل ہوتی ہے بلکہ بیرونی حفاظت بھی ملتی ہے۔ موعودہ زمین با امن ومحفوظ زندگی کیلئے بطور محاورہ آیا ہے (استثنا ٣٣: ١٢ و ٢٨ و امثال ١: ٣٣ و یرمیاہ ٢٣: ٦ و ٣٣: ١٦)

"جسم" سے مردہ لاش مراد نہیں بلکہ زندہ جسم جس کے ذریعہ نفس یا روح کام کرتی ہے۔ جسم - دل اور نفس مل کر انسان بنتا ہے (٦٣: ١ و ٨٤: ٢ و ١ تھسلنیکیوں ٥: ٢٣)

١٠- "نہ تو میری جان کو پاتال میں" جو مجھے نگلنے کے لئے اپنا منہ پسارے ہوئے ہے۔
"سڑنے" جس لفظ کا یہ ترجمہ کیا گیا اس کا ترجمہ سترؔوں وغیرہ مترجموں نے سڑاہٹ کیا ہے جس سے گڑھا مراد ہے یعنی قبر۔

١١- نہ صرف موت سے بچائیگا بلکہ اپنی رفاقت کی طرف میری رہنمائی کریگا کیونکہ حقیقی زندگی خدا کی رفاقت میں ہے (امثال ١٠: ١٧ و ١٥: ٢٤ و متی ٧: ١٤ و یوحنا ١٧: ٣)
"زندگی کی راہ" نہ صرف وہ راہ جو زندگی کی طرف لے جاتی ہے بلکہ جس میں زندگی پائی جاتی ہے۔ یہ راستبازی کی راہ ہے (امثال ١٢: ٢٨) زندگی کی راہ کا اکثر ذکر عالم ارواح اور موت کے بالمقابل آیا ہے۔
یہ راہ خدا کی حضوری کی روشنی میں پہنچاتی ہے اور اس کی حضوری میں عشرتوں کی سیری ہے (١٧: ١٥ + ٢١: ٦ و ٧ + امثال ١٩: ٢٣)
"تیرے دہنے ہاتھ" جس کے ذریعہ وہ اپنی نعمتیں تقسیم کرتا ہے۔ دُنیا کی خوشیاں جاتی رہتی ہیں لیکن خدا کی خوشیاں دائمی ہیں۔
٨ - ١١ تک کا حوالہ پطرس رسول نے پنتکوست کے روز دیا (اعمال ٢: ٢٥ - ٢٨) اور ١٠ آیت کا حوالہ پولس رسول نے انطاکیہ میں دیا (اعمال ١٣: ٣٥) اور مسیح کے جی اُٹھنے

کی پیشین گوئی کے طور پر اسے استعمال کیا اور وہ اقتباس سترؔوں کے ترجمہ کے مطابق ہے۔ پطرس رسول نے یہ ظاہر کیا کہ داؤد کے یہ امید بھرے الفاظ حضرت داؤد کی زندگی میں پورے نہ ہوئے کیونکہ وہ آخر کار موت سے نہ بچے۔ لیکن روح القدس کی ہدایت سے انہوں نے مستقبل یعنی مسیح کی طرف نظر ڈالی جس کی خدا کے ساتھ رفاقت میں گناہ خلل انداز نہ ہُوا اور نہ موت اس پر حکومت کر سکی (اعمال ٢: ٢٤) اُس کے جی اُٹھنے میں پہلے پہل یہ الفاظ پورے ہوئے۔

یہاں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ مزمور نویس نے ان الفاظ سے کیا مراد لی۔ کیا اسی زندگی میں اس نے خدا کی رفاقت کا خیال کیا یا اس نے پردہ کو پھاڑ کر موت کے بعد خدا کے ساتھ باہوش وحواس رفاقت اور بدنی قیامت کا خیال بھی کیا؟ اسی قسم کی عبارت اس موت سے بچنے کیلئے بھی مستعمل ہوئی ہے اور اسی زندگی میں خدا کی رفاقت کا حظ ظاہر کرتی ہے۔ بعض مزامیر میں موت کے بعد کی حالت تاریک اور خوفناک دکھائی گئی ہے۔ یاد رہے کہ یہاں مقابلہ اس زندگی اور مابعد زندگی کے درمیان نہیں بلکہ خدا کے ساتھ رفاقت یا بے رفاقتی کی زندگی کے درمیان ہے۔ البتہ مستقبل کی زندگی کی تعلیم کا مسئلہ مزمور نویس کے ایمان میں داخل ہے۔ وہ مخلصی کی امید کا حصر یہوواہ کے ساتھ رشتہ پر رکھتا ہے اور اس رشتہ میں موت خلل نہیں ڈال سکتی (متی ٢٢: ٣٢) لیکن انجیل نے اس پر زیادہ روشنی ڈالی (٢-تمتھیس ١: ١٠)

زبور ١٧ - داؤد کی دعا۔

(١) اے خداوند! حق کو سُن۔ میری فریاد پر توجہ کر۔ میری دعا پر جو بے ریا لبوں سے نکلتی ہے کان لگا۔ (٢) میرا فیصلہ تیرے حضور سے صادر ہو۔ تیری آنکھیں راستی کو دیکھیں۔ (٣) تو نے میرے دل کو آزما لیا ہے۔ تو نے رات کو میری نگرانی کی۔ تو نے مجھے پرکھا اور کچھ کھوٹ نہ پایا۔ مَیں نے ٹھان لیا ہے کہ میرا مُنہ خطا نہ کرے۔ (٤) انسانی کاموں میں تیرے لبوں کے کلام کی مدد سے میں ظالموں کی راہوں سے باز رہا ہوں۔ (٥) میرے قدم تیرے راستوں پر قائم رہے ہیں۔ میرے پاؤں پھسلے نہیں۔ (٦) اے خدا! میں نے تجھ سے دعا کی ہے کیونکہ تُو مجھے جواب دیگا۔ میری طرف کان جھکا اور میری عرض

سُن لے۔ (۷) تُو جو اپنے دہنے ہاتھ سے اپنے توکل کرنے والوں کو اُن کے مخالفوں سے بچاتا ہے۔ اپنی عجیب شفقت دکھا! (۸) مجھے آنکھ کی پتلی کی طرح محفوظ رکھ! مجھے اپنے پروں کے سایہ میں چھپا لے۔ (۹) ان شریروں سے جو مجھ پر ظلم کرتے ہیں میرے جانی دشمنوں سے جو مجھے گھیرے ہوئے ہیں۔ (۱۰) انہوں نے اپنے دلوں کو سخت کیا ہے۔ وہ اپنے منہ سے بڑا بول بولتے ہیں۔ (۱۱) انہوں نے قدم قدم پر ہم کو گھیرا ہے۔ وہ تاک لگائے ہیں کہ ہم کو زمین پر پٹک دیں۔ (۱۲) وہ اس ببر کی مانند ہے جو پھاڑنے پر حریص ہو۔ وہ گویا جوان ببر ہے جو پوشیدہ جگہوں میں دبکا ہوا ہے۔ (۱۳) اُٹھ اے خداوند! اُس کا سامنا کر۔ اُسے پٹک دے۔ اپنی تلوار سے میری جان کو شریر سے بچا لے۔ (۱۴) اپنے ہاتھ سے اے خداوند مجھے لوگوں سے بچا۔ یعنی دُنیا کے لوگوں سے جن کا بخرہ اسی زندگی میں ہے اور جن کا پیٹ تُو اپنے ذخیرہ سے بھرتا ہے۔ اُن کی اولاد بھی حسب مراد ہے۔ وہ اپنا باقی مال اپنے بچوں کے لئے چھوڑ جاتے ہیں۔ (۱۵) پر میں تو صداقت میں تیرا دیدار حاصل کروں گا۔ میں جب جاگوں گا تو تیری شباہت سے سیر ہوں گا۔

مزمور نویس اور اس کے رفیقوں کو مغرور اور بے رحم دشمنوں نے گھیر لیا اور وہ ان کو برباد کرنے پر تُلے ہوئے ہیں۔ ان میں ایک شخص اس بدخواہی کے لئے نمایاں ہے۔ حضرت داؤد کی زندگی میں ایسا موقعہ وہ تھا جس کا ذکر ۱۔سموئیل ۲۳: ۲۵ وغیرہ میں مذکور ہے۔

۷ و ۱۱ مزامیر میں بھی اسی قسم کی حالت کا اظہار ہوا۔ ۱۶ و ۱۷ مزامیر میں ایک خاص رشتہ ہے جو مقابلہ کرنے سے ظاہر ہوتا ہے مثلاً ۱۶: ۷ کا مقابلہ ۱۷: ۳ سے و ۱۶: ۱۱ و ۸ کا مقابلہ ۱۷: ۵ سے۔ ۱۶: ۱ کا مقابلہ ۱۷: ۶ سے۔ و ۱۶: ۱ و ۱۰ کا مقابلہ ۱۷: ۷ سے۔

اس مزمور کو ان حصوں میں تقسیم کر سکتے ہیں:۔

(ا) ۱-۵ یہوواہ سے انصاف کے لئے دعا مزمور نویس کی دیانت کی بنا پر۔

(ب) ۶-۱۲ دشمنوں کے ظلم کے باعث حفاظت کے لئے دعا۔

(ج) ۱۳-۱۵ یہوواہ کی مدد کے لئے دُعا دہرائی گئی۔

یہ عنوان "داؤد کی دعا" موزون عنوان ہے۔

۱- "حق" مزمور نویس کا ضمیر صاف ہے اور اپنی دیانت کا اُسے یقین ہے اس لئے وہ خدا سے انصاف کا مطالبہ کرتا ہے۔

"میری فریاد" چلانا خواہ خوشی سے ہو خواہ درد سے۔ دلی جوش کا اظہار ہے۔

"بے ریا لبوں سے" میری دعا ریاکاری کی دعا نہیں۔

۲- "تیری آنکھیں" خدا کی سیرت کی بنا پر فریاد کی گئی۔

۳- خیال قول اور فعل میں اُسے کچھ ڈر نہیں کیونکہ وہ راستی پر مبنی ہیں۔

۴- "ظالموں کی راہ" "زندگی کی راہ" کی ضد ہے (۱۶: ۱۱ و امثال ۱: ۱۹ و ۲: ۱۱-۱۹)

۵- "راستوں" یعنی جو بار بار چلنے سے راہ پڑ جاتے ہیں۔

۶- پورے بھروسے وہ پکارتا ہے اور جانتا ہے کہ خدا ضرور جواب دیگا۔

۸- "چھپا لے" جیسے پرندے اپنے بچوں کو اپنے پروں تلے چھپا لیتے ہیں (متی ۲۳: ۳۷ و استثنا ۳۲: ۱۰)

۹- "ظلم کرتے ہیں" یا لوٹتے ہیں۔

۱۰ مال و دولت کے حاصل ہونے پر آدمی میں غرور آ جاتا ہے سو یہ لوگ مغرور ہیں۔

۱۳ و ۱۴- خدا آدمیوں کو بلکہ شریروں کو بھی اپنے کام کے لئے استعمال کرتا ہے۔ (یسعیاہ ۱۰: ۵)

۱۴- "دُنیا کے لوگوں" سے یعنی جن کی ساری خوشی اور امید اسی دُنیا سے ہے (یوحنا ۱۵: ۱۹)

"اس دُنیا کے فرزند" (لوقا ۱۶: ۸ و ۲۰: ۳۴ و ۳۵) جو دُنیا کی چیزوں کی پرواہ کرتے ہیں (فلپیوں ۳: ۱۹) جن کا حصہ اسی دُنیا میں ہے حالانکہ دینداروں کا حصہ خود خداوند ہے۔ (۱۶: ۵)

وہ اولاد اور بیٹوں پر پھولے ہوئے ہیں۔ مشرقی ممالک میں یہ اعلیٰ درجہ کی خوشی سمجھی جاتی ہے (ایوب ۲۱: ۸ تا ۱۱)

۱۵- ان کی بختاوری کی اس کو شکایت نہیں کیونکہ خدا کا دیدار اور اس کی رفاقت اس کے

نزدیک اعلیٰ برکت ہے۔

مزامیر ۳۷ و ۷۳ میں ایک معمّہ ہے جسے وہ حل نہیں کرسکتا۔

لیکن یہاں اس کی دعا یہ ہے کہ جو برکت موسیٰ کو ملی تھی اسے بھی ملے (گنتی ۱۲:۶-۸)

دُنیا کے لوگ اپنی اولاد میں اپنی شکل کو دیکھ کر خوش ہوتے ہیں لیکن مزمور نویس کو خدا کی صورت کے سوا کسی دوسری شے سے خوشی حاصل نہیں۔

"جاگونگا" (۱) مصیبت کے ختم ہونے پر (۲) ہر روز خدا کے ساتھ رفاقت کا تجربہ (۱۳۹:۱۸ و امثال ۶:۲۲) (۳) نہ خواب میں نہ رویت میں بلکہ روبرو (۴) موت کی نیند سے جاگنا (یسعیاہ ۲۶:۱۹ و دانی ایل ۱۲:۲)

زبور ۱۸ | میر مغنی کے لئے خداوند کے بندے داؤد کا مزمور اس گیت کے الفاظ اُس نے خداوند سے اس روز کہے جب خداوند نے اُسے اُس کے سب دشمنوں اور ساؤل کے ہاتھ سے بچایا۔ چنانچہ اُس نے کہا

(۱) اے خداوند! اے میری قوت! میں تجھ سے محبت رکھتا ہوں۔ (۲) خداوند میری چٹان اور میرا قلعہ اور میرا چھڑانے والا ہے۔ میرا خدا۔ میری چٹان جس پر میں بھروسا رکھونگا۔ میری سپر اور میری نجات کا سینگ۔ میرا اونچا بُرج۔ (۳) میں خداوند کو جو ستایش کے لائق ہے پکارونگا۔ یوں میں اپنے دشمنوں سے بچایا جاؤنگا۔ (۴) موت کی رسیوں نے مجھے گھیر لیا۔ اور بے دینی کے سیلابوں نے مجھے ڈرایا۔ (۵) پاتال کی رسیاں میرے چوگرد تھیں۔ موت کے پھندے مجھ پر آپڑے تھے۔ (۶) اپنی مصیبت میں میں نے خداوند کو پکارا اور اپنے خدا سے فریاد کی۔ اُس نے اپنی ہیکل میں سے میری آواز سنی اور میری فریاد جو اُس کے حضور تھی اُس کے کان میں پہنچی (۷) تب زمین ہل گئی اور کانپ اٹھی۔ پہاڑوں کی بنیادوں نے جنبش کھائی اور ہل گئیں اس لئے کہ وہ غضبناک ہُوا۔ (۸) اُس کے نتھنوں سے دھواں اٹھا اور اُس کے منہ سے آگ نکل کر بھسم کرنے لگی۔ کوئلے اُس سے دہک اُٹھے (۹) اُس نے آسمانوں کو بھی جھکا دیا اور نیچے اُتر آیا اور اُس کے پاؤں تلے گہری تاریکی تھی۔ (۱۰) وہ کروبی پر سوار ہوکر اُڑا۔ بلکہ وہ تیزی سے ہوا کے بازوؤں پر اُڑا۔ (۱۱) اُس نے ظلمت یعنی ابر کی تاریکی اور آسمان کے دَلدار بادلوں کو اپنے چوگرد اپنے چھپنے کی جگہ

اور اپنا شامیانہ بنایا (۱۲) اس کی حضوری کی جھلک سے اُس کے دَلدار بادل پھٹ گئے۔ اولے اور انگارے۔ (۱۳) اور خداوند آسمان میں گرجا۔ حق تعالےٰ نے اپنی آواز سنائی۔ اولے اور انگارے۔ (۱۴) اُس نے اپنے تیر چلا کر اُن کو پراگندہ کیا۔ بلکہ تابڑ توڑ بجلی سے اُن کو شکست دی۔ (۱۵) تب تیری ڈانٹ سے اے خداوند! تیرے نتھنوں کے دم کے جھونکے سے پانی کی تھاہ دکھائی دینے لگی اور جہان کی بنیادیں نمودار ہوئیں۔ (۱۶) اُس نے اُوپر سے ہاتھ بڑھا کر مجھے تھام لیا اور مجھے بہت پانی میں سے کھینچ کر باہر نکالا۔ (۱۷) اُس نے میرے زور آور دشمن اور میرے عداوت رکھنے والوں سے مجھے چھڑا لیا کیونکہ وہ میرے لئے نہایت زبردست تھے۔ (۱۸) وہ میری مصیبت کے دن مجھ پر آپڑے پر خداوند میرا سہارا تھا۔ (۱۹) وہ مجھے کشادہ جگہ میں نکال بھی لایا۔ اُس نے مجھے چھڑایا۔ اس لئے کہ وہ مجھ سے خوش تھا۔ (۲۰) خداوند نے میری راستی کے موافق مجھے جزا دی اور میرے ہاتھوں کی پاکیزگی کے مطابق مجھے بدلہ دیا۔ (۲۱) کیونکہ میں خداوند کی راہوں پر چلتا رہا اور شرارت سے اپنے خدا سے الگ نہ ہُوا۔ (۲۲) کیونکہ اس کے سب فیصلے میرے سامنے رہے اور میں اُس کے آئین سے برگشتہ نہ ہُوا۔ (۲۳) میں اس کے حضور کامل بھی رہا اور اپنے کو اپنی بدکاری سے باز رکھا۔ (۲۴) خداوند نے مجھے میری راستی کے موافق اور میرے ہاتھوں کی پاکیزگی کے مطابق جو اُس کے سامنے تھی بدلہ دیا (۲۵) رحم دل کے ساتھ تو رحیم ہوگا۔ اور کامل آدمی کے ساتھ کامل۔ (۲۶) نیکوکار کے ساتھ نیک ہوگا اور کجرو کے ساتھ ٹیڑھا۔ (۲۷) کیونکہ تو مصیبت زدہ لوگوں کو بچائیگا لیکن مغروروں کی آنکھوں کو نیچا کریگا۔ (۲۸) اس لئے کہ تو میرے چراغ کو روشن کریگا۔ خداوند میرا خدا میرے اندھیرے کو اُجالا کر دیگا (۲۹) کیونکہ تیری بدولت میں فوج پر دھاوا کرتا ہوں اور اپنے خدا کی بدولت دیوار پھاند جاتا ہوں۔ (۳۰) لیکن خدا کی راہ کامل ہے۔ خداوند کا کلام تایا ہُوا ہے وہ اُن سب کی سپر ہے جو اُس پر بھروسا رکھتے ہیں۔ (۳۱) کیونکہ خداوند کے سوا اور کون خدا ہے اور ہمارے خدا کو چھوڑ کر اور کون چٹان ہے؟ (۳۲) خدا ہی

مجھے قوت سے کمربستہ کرتا ہے اور میری راہ کو کامل کرتا ہے۔ (۳۳) وہی میرے پاؤں ہرنیوں کے سے بنا دیتا ہے اور مجھے میری اونچی جگہوں میں قائم کرتا ہے۔ (۳۴) وہ میرے ہاتھوں کو جنگ کرنا سکھاتا ہے۔ یہاں تک کہ میرے بازو پیتل کی کمان کو جھکا دیتے ہیں۔ (۳۵) تو نے مجھ کو اپنی نجات کی سپر بخشی اور تیرے دہنے ہاتھ نے مجھے سنبھالا اور تیری نرمی نے مجھے بزرگ بنایا ہے۔ (۳۶) تو نے میرے نیچے میرے قدم کشادہ کر دئے۔ اور میرے پاؤں نہیں پھسلے۔ (۳۷) میں اپنے دشمنوں کا پیچھا کرکے ان کو جالونگا اور جب تک وہ فنا نہ ہو جائیں واپس نہیں آؤنگا۔ (۳۸) میں ان کو ایسا چھیدونگا کہ وہ اٹھ نہ سکینگے۔ وہ میرے پاؤں کے نیچے گر پڑینگے۔ (۳۹) کیونکہ تو نے لڑائی کے لئے مجھے قوت سے کمربستہ کیا اور میرے مخالفوں کو میرے سامنے زیر کیا۔ (۴۰) تو نے میرے دشمنوں کی پشت میری طرف پھیر دی تاکہ میں اپنے عداوت رکھنے والوں کو کاٹ ڈالوں۔ (۴۱) انہوں نے دہائی دی پر کوئی نہ تھا جو بچائے۔ خداوند کو بھی پکارا پر اس نے ان کو جواب نہ دیا (۴۲) تب میں نے ان کو کوٹ کوٹ کر ہوا میں اڑتی ہوئی گرد کی مانند کر دیا۔ میں نے ان کو گلی کوچوں کی کیچڑ کی طرح نکال پھینکا۔ (۴۳) تو نے مجھے قوم کے جھگڑوں سے بھی چھڑایا۔ تو نے مجھے قوموں کا سردار بنایا ہے۔ جس قوم سے میں واقف بھی نہیں وہ میری مطیع ہوگی۔ (۴۴) میرا نام سنتے ہی وہ میری فرمانبرداری کرینگے۔ پردیسی میرے تابع ہو جائینگے۔ (۴۵) پردیسی مرجھا جائینگے اور اپنے قلعوں سے تھرتھراتے ہوئے نکلینگے (۴۶) خداوند زندہ ہے۔ میری چٹان مبارک ہو! اور میرا نجات دینے والا خدا ممتاز ہو! (۴۷) وہی خدا جو میرا انتقام لیتا ہے اور امتوں کو میرے سامنے زیر کرتا ہے (۴۸) وہ مجھے میرے دشمنوں سے چھڑاتا ہے بلکہ تو مجھے میرے مخالفوں پر سرفراز کرتا ہے تو مجھے تندخو آدمی سے رہائی دیتا ہے۔ (۴۹) اس لئے اے خداوند! میں قوموں کے درمیان تیری شکرگزاری اور تیرے نام کی مدح سرائی کرونگا۔ (۵۰) وہ اپنے بادشاہ کو بڑی نجات عنایت کرتا ہے اور اپنے ممسوح داؤد اور اس کی نسل پر ہمیشہ شفقت کرتا ہے۔

آخرکار اس جنگی بادشاہ کو امن نصیب ہوا۔ جب ساؤل اس کے تعاقب میں تھا تو بعض اوقات بال بال بچ گیا۔ جان معرض خطر سے نکل آئی جب کہ وہ حیران تھا کہ کدھر رخ کرے۔ ہر خطرے سے اس کی جان بچ گئی اور اس کو آخرکار فتح حاصل ہوئی۔ سب لوگوں نے متفق ہوکر اسے بادشاہ تسلیم کر لیا اور ارد گرد کی قوموں نے اس کا سکہ مان لیا۔ اس فارغ البالی اور امن کی حالت میں اس نے یہ مزمور بنایا اور اپنی گزشتہ زندگی پر نظر ڈالی اور ہر قدم پر اس نے خدا کے ہاتھ کا سراغ لگایا۔ خاص استعاروں و تشبیہوں سے اس نے ظاہر کیا کہ خدا اس کے لئے کیا کچھ ثابت ہوا۔ (۱-۳) اور بتایا کہ کیسی خطرناک حالتوں میں سے اسے گذرنا پڑا (۴-۶) اور کیسے یاہوواہ نے اس کی دعا کے جواب میں اپنی قوت و قدرت کو ظاہر کیا (۷-۱۵) اور زبردست دشمنوں سے اسے بچایا (۱۶-۱۹) اپنی راستی کو اس نے ظاہر کیا (۲۰-۲۳) اور اس میں اس نے یاہوواہ کی وفاداری کا ثبوت دیکھا (۲۴-۲۷) اور وہ ان ساری باتوں میں اس کا ممنون احسان ہے (۲۸ سے ۳۰) اس بے نظیر و لاثانی خدا نے اسے فن جنگ سکھایا (۳۱-۳۴) اسی نے اس کے دشمنوں پر فتح عطا کی (۳۵-۴۲) اسی نے اس کو قوم اسرائیل کا بادشاہ بنایا۔ (۴۳-۴۵) یاہوواہ ہی اکیلا خدا ہے اسی کی حمد سارا جہان کرے (۴۶-۵۰)۔

۲ سموئیل میں یہ مزمور داؤد کی زندگی و سیرت کے اظہار کے لئے درج ہے جس سے ظاہر ہے کہ یہ حضرت داؤد کی تصنیف ہے۔ اندرونی شہادت بھی اس بیرونی شہادت کی مؤید ہے۔

مزمور نویس مشہور جنگی مرد جرنیل اور بادشاہ ہے جسے خاندانی اور بیرونی دشمنوں سے جنگ کرنی پڑی اور گرد و نواح کی قوموں نے جس کی عظمت کو مان لیا وغیرہ۔

عنوان میں موقع تصنیف کا پتا دیا گیا ہے۔ غالباً یہ اس کی زندگی کے وسط میں ہوگا جب اس کی شان و شوکت سمت الراس کو پہنچ گئی لیکن ابھی ارتکاب گناہ اور غم کا تجربہ نہیں ہوا جو اس کی زندگی کے آخر سے علاقہ رکھتا ہے۔ (۲ سموئیل ۷: ۱ سے مقابلہ کرو)

عنوان کئی جملوں سے مرکب ہے (۱) میر مغنی کے لئے (۲) یاہوواہ کے بندے

داؤد کا مزمور (۳) جب یاہواہ نے اُسے سب دُشمنوں ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ (۲-سموئیل ۲۲: ۱)
اس قسم کے عنوانوں کے لئے مقابلہ کرو (خروج ۱۵: ۱ و استثنا ۳۱: ۳۰)
زبور ۳۶ کی طرح یہاں بھی حضرت داؤد یاہواہ کا بندہ کہلاتا ہے مقابلہ کرو ۲-سموئیل ۷: ۵ و ۸ و ۱-سلاطین ۸: ۲۴ و زبور ۷۸: ۷۰ و ۸۹: ۳ و ۲۰ و ۱۳۲: ۱۰)
ہر اسرائیلی کا یہ حق ہے کہ وہ یاہواہ کا بندہ کہلائے۔ لیکن خاص خاص لوگوں سے یہ لقب منسوب ہے۔
مثلاً حضرات ابراہیم۔ موسیٰ۔ یشوع۔ داؤد و ایوب۔
ساؤل کا نام خاص کر مذکور ہے کہ وہ داؤد کا سخت دشمن تھا۔
یہ مزمور دو صورتوں میں پایا جاتا ہے۔ ایک صورت تو یہی ہے جو ۱۸ مزمور میں ہے۔ دوسری صورت ۲-سموئیل میں مندرج ہے۔ یہاں طبعاً یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ ان دونوں صورتوں میں اختلافات کی کیا وجہ ہوگی اور ان میں سے کونسی صورت اصلی ہوگی۔ عبرانی مسوراتک نسخے کے حامی یہ کہتے ہیں کہ داؤد زبور کی ان دونوں صورتوں کا مصنف تھا اور دونو صورتیں صحیح ہیں۔ شاید پہلے اس صورت میں یہ زبور لکھا گیا جو سموئیل کی کتاب میں پائی جاتی ہے۔ پھر اپنی زندگی کے آخری حصے میں عبادتی استعمال کے لئے اس نے خود اس مزمور میں کچھ تبدیلی کی بعض اختلافات کی وجہ تو سہو کاتب ہوگی (مثلاً ۴ و ۱۰ و ۴۱ و ۴۲ و ۵۰ آیات میں) بعض تبدیلیاں مؤلف نے کی ہونگی (مثلاً ۱۱ و ۳۲ و ۵۴)

۱- "محبت رکھتا ہوں" بڑے شوق سے محبت رکھتا ہوں۔ یہ آیت ۲-سموئیل میں پائی نہیں جاتی۔

۲- جس منظر کا یہاں ذکر ہے اس کا مشاہدہ حضرت داؤد نے اس وقت کیا جب ساؤل اس کا تعاقب کر رہا تھا۔ کہیں پہاڑیاں تھیں۔ کہیں چٹان۔ کہیں غاریں اور قدرتی قلعے۔
"چٹان" ساؤل سے ان چٹانوں کے ذریعہ رہائی ملی۔ (۱-سموئیل ۲۳: ۲۵-۲۸)
"میرا قلعہ" یہوداہ کے بیابان میں یا عین جدی کے قلعے (۱-سموئیل ۲۲: ۴ و ۲۳: ۱۴ و ۱۹ و ۲۹ و ۲۴: ۲۲) کو ہی بکریوں کی چٹان وغیرہ اس کے

نشان تھے جو ہمیشہ حقیقی پناہ گاہ اور مخلصی دہندہ ثابت ہوا۔
"میرا خدا" ایل۔ دیکھو ۳۰ و ۳۲ و ۴۷۔
"نجات کا سینگ" یا میری چٹان جس میں میں نے پناہ لی زبور کی کتاب میں یہاں پہلی دفعہ یہ لقب چٹان خدا کے لئے آیا ہے جس سے اس کا زور وفاداری اور اٹل ہونا مراد ہے۔
"میری سپر" میری سپر کی طرح وہ میری حفاظت کرتا ہے۔ میرے نجات کی سینگ کی طرح وہ میرے دشمنوں کو میرے آگے دھکیل دیتا ہے۔ سینگ قوت کا عام نشان ہے (استثنا ۳۳: ۱۷)
"میرا اونچا برج" ۲-سموئیل میں یہاں لفظ چھپنے کی جگہ آیا ہے "میرے چھپنے کی جگہ۔ میرا نجات دہندہ جو مجھے ظلم سے بچاتا ہے"

۳- اُس کا یقین ہے کہ جب وہ پکارتا ہے تو یاہواہ اُس کی فریاد سُن لیتا ہے۔
"ستائش کے لائق" یاہواہ کی ستائش [illegible] کی زندگی کا مقصد ہے (استثنا ۱۰: ۲۱) اسرائیل کی حمدوں پر وہ تخت نشین ہے (زبور ۲۲: ۳) عبادت کی کلید ہیلیلویاہ ہے جس کے معنی ہیں یاہ کی حمد کرو۔ اور زبور کی کتاب کا عبرانی نام ہتیہم یعنی حمدیں ہے۔

۴- ۲-سموئیل میں "موت کی رسیوں" کی جگہ موت کی لہریں آیا ہے اور یہ درست معلوم ہوتا ہے کیونکہ اگلے حصے میں سیلابوں کا ذکر ہے۔
"بیدینی کے سیلابوں" ایسے سیلاب جو تا گہانی طوفان کے ذریعہ اُمڈ آتے ہیں (یہوداہ ۳۱ آیت)

۵- "پاتال کی رسیاں" موت، اور پاتال (شیول) نادیدہ جہان (۶: ۵ کی شرح دیکھو)
صیاد کی تشبیہ جو شکار کے لئے پھندے اور جال چھپا کے لگاتے ہیں۔

۶- "پکارا" یعنی بار بار دعا کی۔
"اپنی ہیکل میں سے" یعنی آسمانی ہیکل میں سے (۱۱: ۴ کی شرح دیکھو)

۷-۱۵- یاہواہ کی آمد سے دشمنوں کو شکست ہوئی یہ داؤد کی دعا کا جواب تھا یہ

خوفناک نظارہ خدا کی حضوری کا اظہار تھا۔ فطرت کے خوفناک نظارے خدا کے غضب کا اظہار ہیں۔ ۲۹ زبور کے ساتھ مقابلہ کرو جہاں فطری نظارہ کی شان کا بیان ہے بھونچال (آیت ۱۱) بجلیاں (آیت ۸) گھنے بادل اور طوفان (۹-۱۱) طوفان پھوٹ پڑتا (۱۲-۱۵)

۷- یسعیاہ ۲۴:۱۸ و حبقوق ۳:۶ + ۲-سموئیل میں "آسمانوں کی بنیادیں" آیا ہے پہاڑ گویا آسمان کی بنیادیں ہیں جن پہ آسمان کا گنبد بنا ہے (ایوب ۲۶:۱۱)
"غضبناک ہوا" یا ہواہ کی یہ آمد دشمنوں کے لئے غضبناک تھی۔

۸- "دھواں" غضب کے اظہار کا نشان۔ یہ تشبیہ غضب ناک جوش میں آئے ہوئے حیوان کی ہے۔ (ایوب ۴۱:۱۹-۲۱ سے مقابلہ کرو)

۹- جب خدا دنیا میں اپنا زور دکھاتا ہے تو گویا وہ زمین پر اترتا ہے (پیدائش ۱۱:۷ و ۱۸:۲۱ و یسعیاہ ۶۴:۱)

"گہری تاریکی" جس میں وہ اپنے تئیں انسان کی نظر سے چھپاتا ہے۔ یہ اس کی آمد کے راز اور ہیبت کا نشان ہے۔ (خروج ۱۹:۱۶ و ۲۰:۲۱ و ۱-سلاطین ۸:۱۲ و زبور ۹۷:۲)

۱۰- جیسے شکینہ یا یا ہواہ کی حضوری کا تشبیہی نشان: جلال کے بادل میں ان کروبیم پر آکر ٹھہرا کرتا تھا جو کفارہ گاہ پہ سایہ افگن تھے (۲-سموئیل ۶:۲ و زبور ۸۰:۱ و عبرانیوں ۹:۵) ویسے یہاں یا ہواہ کا ذکر ہے کہ وہ کروبیم پر سوار ہے۔ یہ وہ زندہ تخت ہے جس پر سوار ہو کر وہ فضا میں سے گزرتا ہے۔

"کروبی" کتاب مقدس میں:-

(ا) فردوس کے محافظ یا موکل ہیں۔ (پیدائش ۳:۲۴)

(ب) خیمہ اور ہیکل میں وہ کندہ یا تراشی ہوئی شکلیں (خروج ۲۵:۱۷-۲۲ و ۲۶:۱ و ۱-سلاطین ۶:۲۳ و ۷:۲۹ و ۳۶)

(ج) نبیانہ رویتوں میں خدا کے خادم (حزقی ایل ۱۰:۱ و حزقی ایل ۱ باب۔ یسعیاہ ۶ باب و مکاشفہ ۴ باب)

خیمہ اور ہیکل میں جو کروبیم کی شکلیں تھیں وہ پردار انسان کی شکلیں تھیں۔

اور ان فرشتہ خادموں کی نمائندہ تھیں جو خدا کی حضوری میں خدمت بجا لاتے ہیں۔ حزقی ایل کی رویت میں یہ شکلیں مختلف شکلوں سے مرکب تھیں (حزقی ایل ۱۰:۱ و ۲۰ و ۲۱) غالباً یہ شکلیں قویٰ فطرت کے نشان تھے جو خدا کے حضور اس کی مرضی کو بجا لاتی ہیں۔

"اڑا" یا تیزی سے اڑا۔ یہ شکاری پرندوں کے جھپٹ مار کر اڑ جانے کے لئے استعمال ہوتا ہے (استثنا ۲۸:۴۹ و یرمیاہ ۴۸:۴۰ و ۴۹:۲۲) ۲-سموئیل میں قرأت کچھ مختلف ہے۔

۱۱- طوفان کے بارش بھرے بادلوں کی گھٹا ایک طرح کا خیمہ ہے جس میں یا ہواہ اپنی عظمت کو چھپا لیتا ہے۔

۱۲- یہ آیت مشکل ہے۔ اس سے یہ مراد ہے کہ بجلی کی چمک دمک معدا ولوں کے ایسے نور کی شعاعیں ہیں جو ہماری رسائی سے پرے ہے۔ اس میں وہ سکونت کرتا ہے اور گہرے بادلوں میں سے جو اسے چھپائے ہوئے تھے باہر نکل آتا ہے۔ ۲-سموئیل میں اس کی جگہ یہ الفاظ آتے ہیں "اس چمک سے جو اس کے آگے آگ جھوتی تھی کوئلے سلگے"

۱۳- "حق تعالیٰ" خدا کا لقب ہے۔ رعد اس کی آواز ہے (ایوب ۳۷:۲-۵)

۱۴- "بجلی" بجلیاں یا ہواہ کے تیر ہیں (حبقوق ۳:۱۱)
"پراگندہ کیا" یعنی دشمنوں کو جن کی بربادی کے لئے خدا نے مداخلت کی تھی۔

۱۵- مقابلہ کرو خروج ۱۵:۸ و زبور ۱۰۶:۹ سے۔ جب لال سمندر کا پانی ہٹ گیا اور بنی اسرائیل سلامتی سے عبور کر گئے اور مصری ہلاک ہوئے۔

۱۶- میں گویا ڈوب رہا تھا خدا نے ہاتھ بڑھا کر مجھے بچا لیا۔

۱۷- اب تشبیہات کو چھوڑ کر داؤد صاف طور سے بتاتا ہے کہ خدا نے میرے جانی دشمن ساؤل سے مجھے نجات بخشی۔

۱۸- "میرا سہارا" یا میرا عصا (۲۳:۴)

۱۹- خدا نے اس لئے داؤد کو مخلصی دی کہ "وہ اس سے راضی تھا"

۲۰-۲۸- بچہ کی طرح سادہ ایمان کا ذکر ہے داؤد اپنے تئیں بیگناہ نہیں ٹھہراتا بلکہ خدا کی وفاداری کا ذکر کرتا ہے جس نے اپنے وفادار خادم کی مدد کی داؤد

کی اپنی شہادت (۱-سموئیل ۲۶: ۲۳) خدا نے یہ شہادت دی (۱-سموئیل ۱۶: ۸) اور تاریخ کی شہادت (۱-سلاطین ۱۱: ۴ و ۱۵: ۵)

۲۰- "میرے ہاتھوں کی پاکیزگی" یعنی میرے چال چلن کی صفائی۔

۲۱ "شرارت سے" کیونکہ گناہ آدمی کو خدا سے جدا کر دیتا ہے۔ (عبرانی ۳: ۱۲)

۲۲ - خدا کے احکام پر وہ چلتا رہا ہے (استثنا ۶: ۶-۹ و زبور ۱۱۹: ۳۰ و ۱۰۲)

۲۳- سچے دل سے اس کی خدمت کرتا رہا۔

۲۴-۲۷- جس قانون کے مطابق خدا انسان سے سلوک کرتا ہے۔

۲۵ - متی ۵: ۷ و ۶: ۱۲ و ۱۴ و ۱۵ - عربی ضرب المثل ہے - النّاس یقیسُ علٰی نفسہٖ یعنی آدمی جیسا خود ہوتا ہے ویسا ہی دوسرے کو سمجھتا ہے۔

۲۸ - ۳۰ - جن عام اصولوں کے مطابق خدا انسان سے سلوک کرتا ہے ان کو داؤد نے اپنے تجربے سے صحیح پایا۔

۲۸- "میرے چراغ کو روشن کریگا" جلتا چراغ زندگی اور بختاوری کے قیام کا نشان ہے۔

۲۹- "فوج" داؤد کے تجربے میں دو دفعہ یہ واقع ہوا جب عمالیقیوں کی فوج نے صقلاج کو لوٹا - (۱-سموئیل ۳۰: ۸ و ۱۵ و ۲۳) ایک اس وقت جب صیحون کے قلعہ کو فتح کیا (۲-سموئیل ۵: ۶-۸)

۳۱-۳۴- داؤد کو جو زور و قوت حاصل ہوا وہ خدا کی طرف سے انعام تھا۔

۳۱- "خداوند کے سوا" کوئی دوسرا خدا نہیں جس سے ہم خوف رکھیں اور جس کی تعظیم کریں۔

۳۲- "میری راہ کو کامل کرتا ہے" ساری رکاوٹوں کو دور کر کے - خدا کے کمال اور اس کے بندوں کے کمال کا مقابلہ کرو (متی ۵: ۴۸)

۳۳- "ہرنیوں کے سے" بلحاظ تیز رفتاری کے۔
"اونچی جگہوں" یعنی پہاڑی قلعے۔

۳۴ "آیت کے پہلے حصہ کا مقابلہ کرو زبور ۱۴۴: ۱ سے۔
"پیتل کی کمان" - ایسی کمان کو کھینچنا اعلیٰ درجہ کی طاقت کا نشان تھا ایوب

۲۰: ۲۴)

۳۵ - ۳۸ - یہ اس کی اپنی طاقت نہ تھی جس نے اس کو ایسی فتوحات عطا کیں۔

۳۵ - یاہوواہ کی نجات بخش مدد نے اس کی حمایت کی (افسیوں ۶: ۱۷) خدا کے دہنے ہاتھ نے اس کے پاؤں کو پھسلنے سے بچایا۔

۳۶- "میرے قدم" یعنی ہر طرح کی رکاوٹوں کو میری راہ سے دور کر دیا۔

۳۹ - ۴۲ - خدا نے اس کے سارے دشمنوں پر اس کو فتح بخشی۔

۴۰ - عام دشمنوں کو (خروج ۱۵: ۷ و استثنا ۳۳: ۱۱)

۴۰ - یعنی میرے دشمن میرے سامنے سے بھاگ گئے (خروج ۲۳: ۲۷)

۴۱ - ان دشمنوں نے اپنے دیوتاؤں سے دعائیں مانگیں۔ آخرکار مجبور ہو کر یاہوواہ کی دہائی دی (۱-سموئیل ۵: ۱۲ و یوناہ ۳: ۷)

۴۲ - داؤد کے دشمنوں کی تباہی کے لئے دو تشبیہیں استعمال کی گئی ہیں - کچل کر خاک کر دیئے گئے (۲-سلاطین ۱۳: ۷)
پھر گرد کی طرح ہوا میں اڑا دیئے گئے (یسعیاہ ۱۹: ۵ و ۴۱: ۲)

۴۳ - ۴۵ - داؤد کی سلطنت اپنے وطن اور بیرونجات میں قائم ہو گئی۔

۴۳ - غالباً یہاں خانہ جنگی کی طرف اشارہ ہے جو داؤد کی سلطنت کے اوائل میں برپا ہوئے جب کہ ساؤل کا خاندان اپنی سلطنت قائم کرنے کی کوشش کر رہا تھا (۲-سموئیل ۳: ۱) ان جھگڑوں سے اسے خلاصی حاصل ہوئی اور وہ قوموں کا سردار بن گیا۔
"جس قوم سے میں واقف بھی نہیں" غالباً ارامیوں کے مطیع ہونے کی طرف اشارہ ہے (۲-سموئیل ۸: ۶ و ۱۰: ۱۹)

۴۴ - جیسے حامات کے بادشاہ نے (۲-سموئیل ۸: ۹)

۴۵ - اجنبیوں کی طاقت اور ہمت مرجھائے ہوئے پتے یا پھول کی طرح گھٹ گئی (یسعیاہ ۲۸: ۱ و ۴) اور انہوں نے اطاعت قبول کر لی۔

۴۶ - ۵۰ - آخر میں شکرگذاری اور تمجید۔

۴۶ "خدا زندہ ہے" حیات یاہوواہ کی عینی صفت ہے - وہ زندہ خدا ہے

بمقابلہ مُردہ معبودوں کے۔ داؤد کے تجربوں نے اُسے یہ سبق سکھایا کہ یاہواہ زندہ خدا ہے (یشوع ۳: ۱۰)

۴۷۔ "انتقام" لینا خدا کا کام ہے (۹۴: ۱) یہ اُس کے خادموں کی راستبازی اور صداقت کا اظہار ہے۔ خدا نے ساؤل سے انتقام لیا (۱-سموئیل ۲۴: ۱۲) نابال نے جو داؤد کی ہتک عزت کی تھی اُس کا انتقام خدا نے لیا (۱-سموئیل ۲۵: ۳۹) جو لوگ اس کو بادشاہ تسلیم کرنے کے خلاف تھے اُن سے انتقام لیا (۲-سموئیل ۴: ۸)

۴۸۔ "تند خو" غالباً ساؤل کی طرف اشارہ ہے۔ (۱۴۰: ۱ اور ۴ و ۱۱)

۴۹۔ خدا نے اپنے خادم سے جو وفاداری ظاہر کی اس کی تعریف بنی اسرائیل تک ہی محدود نہ رہے بلکہ دوسری قوموں میں بھی اُس کا چرچا کیا جائے جو اس سلطنت کی رعیت بن گئے تاکہ اُن کو بھی یاہواہ کی پہچان حاصل ہو۔ اس آیت کا حوالہ پولس رسول نے رومیوں ۱۵: ۹ میں دیا ہے۔ نیز استثنا ۳۲: ۴۳ و زبور ۱۱۷: ۱ اور یسعیاہ ۱۱: ۱۰۔ ان حوالوں سے ظاہر ہے کہ پرانے عہد نامہ میں بھی غیر قوموں کے نجات کی برکتوں میں شریک ہونے کی خبر تھی۔

۵۰۔ خدا نے جو وعدہ داؤد سے (۲-سموئیل ۷: ۱۲-۱۶) کیا تھا اُس کی روشنی میں وہ اپنی زندگی پر نظر ڈالتا ہے۔ جس کو یاہواہ نے بادشاہ ہونے کے لئے چُنا تھا اس کو اس نے یہ مخلصیاں عطا کی تھیں۔ یاہواہ کی مہربانی کا یہ ثبوت تھیں۔ اس میں مسیح ابن داؤد کی طرف بھی اشارہ ہے۔
"بڑی نجات" داؤد ان کے لئے شکر گزار ہے اور ان کو بڑی فتح کہتا ہے۔

زبور ۱۹ - میر منشی کے لئے داؤد کا مزمور۔

(۱) آسمان خدا کا جلال ظاہر کرتا ہے اور فضا اُس کی دستکاری دکھاتی ہے۔ (۲) دن سے دن بات کرتا ہے اور رات کو رات حکمت سکھاتی ہے۔ (۳) نہ بولنا ہے نہ کلام۔ نہ اُن کی آواز سنائی دیتی ہے۔ (۴) ان کا سُر ساری زمین پر اور اُن کا کلام دُنیا کی انتہا تک پہنچا ہے۔ اُس نے آفتاب کے لئے اُن میں خیمہ لگایا ہے۔ (۵) جو دُلہے کی مانند اپنے

خلوت خانے سے نکلتا ہے اور پہلوان کی طرح اپنی دوڑ میں دوڑنے کو خوش ہے۔ (۶) وہ آسمان کی انتہا سے نکلتا ہے۔ اور اس کی گشت اس کے کناروں تک ہوتی ہے۔ اور اس کی حرارت سے کوئی چیز بے بہرہ نہیں۔ (۷) خداوند کی شریعت کامل ہے۔ وہ جان کو بحال کرتی ہے۔ خداوند کی شہادت برحق ہے۔ نادان کو دانش بخشتی ہے۔ (۸) خداوند کے قوانین راست ہیں۔ وہ دل کو فرحت پہنچاتے ہیں۔ خداوند کا حکم بے عیب ہے۔ وہ آنکھوں کو روشن کرتا ہے۔ (۹) خداوند کا خوف پاک ہے وہ ابد تک قائم رہتا ہے۔ خداوند کے احکام برحق اور بالکل راست ہیں۔ (۱۰) وہ سونے سے بلکہ بہت کندن سے زیادہ پسندیدہ ہیں۔ وہ شہد سے بلکہ چھتے کے ٹپکوں سے بھی شیریں ہیں (۱۱) نیز اُن سے تیرے بندے کو آگاہی ملتی ہے۔ ان کو ماننے کا اجر بڑا ہے۔ (۱۲) کون اپنی بھول چوک کو جان سکتا ہے؟ تو مجھے پوشیدہ عیبوں سے پاک کر۔ (۱۳) تو اپنے بندے کو بے باکی کے گناہوں سے بھی باز رکھ وہ مجھ پر غالب نہ آئیں تو میں کامل ہونگا۔ اور بڑے گناہ سے بچا رہونگا (۱۴) میرے منہ کا کلام اور میرے دل کا خیال تیرے حضور مقبول ٹھہرے اے خداوند! اے میری چٹان اور میرے فدیہ دینے والے!

یہ مزمور دو الگ الگ حصوں پر مشتمل ہے۔ پہلے حصے میں فطرت میں خدا کی قوت اور عظمت کا مکاشفہ ہے۔ آسمانوں کی عالمگیر اور متواتر شہادت اپنے خالق کے لئے (۱-۶) دوسرے حصے میں یاہواہ کی شریعت کی اخلاقی خوبصورتی کا بیان طرح طرح سے کیا گیا ہے (۷-۱۱) اور آخر میں مزمور نویس کی دعا کی معافی، حفاظت اور مقبولیت کے لئے ہے (۱۲-۱۴)

عہد عتیق کے مذہب کا یہ بنیادی اصول تھا کہ اسرائیل کا شارع کل دُنیا کا خالق تھا (عاموس ۴: ۱۳ و ۵: ۸) اس مزمور میں ان دو طرح کے مکاشفات کا مقابلہ کیا گیا ہے ایک تو خلقت میں خدا کی عظمت کا عالمگیر مکاشفہ جو کل بنی آدم پر آشکارا ہے۔ (رومیوں ۱: ۱۹ و ۲۰) اور خدا کی اخلاقی سیرت اور اس کی شریعت میں انسان کے فرض کا جو صرف اسرائیل کو عطا ہوا خدا کے ناموں کا استعمال بھی قابل غور ہے۔ پہلے

حصے میں خدا ایل کہلاتا ہے یعنی قوت کا خدا اور خالق۔ دوسرے حصے میں وہ یہواہ کے نام سے موسوم ہے (سات دفعہ یہ نام آیا ہے) جس نام سے اس نے اپنے تئیں اسرائیل پر عہد کا اور فضل و مخلصی کا خدا ظاہر کیا۔ بعضوں نے یہ بحث بھی کی ہے کہ آیا یہ دونو حصے ایک ہی شخص کی طبع زاد ہیں یا نہیں۔ عبرانی نظم میں ایسے دو خیال پہلو بہ پہلو ظاہر کئے جاتے ہیں اور یہ بھی سچ ہے کہ بعض اوقات دو مختلف نظموں کو کسی نے ایک جگہ جمع کر دیا اور کسی نے کچھ اعتراض نہ کیا۔

یہواہ کی شریعت کے یہ مختلف نام آئے ہیں مثلاً شہادت، فرائض، احکام، خوف، فیصلے۔ پس یہواہ کی شریعت سے کیا مراد ہوگی؟ اس سے وہ اخلاقی شریعت مراد ہے جو توریت میں مندرج ہے۔ بلکہ کل کا نبی اور نبیانہ کلام جس کے ذریعہ خدا کی مرضی انسان پر ظاہر کی گئی۔ مزمور نویس کی نگاہ میں یہ شریعت آزادی کو محدود نہیں کرتی۔ بلکہ خدا کی قدوسیت کا پُر فضل اظہار ہے جس کے ذریعہ انسان کی ہدایت زندگی اور سلامتی کی راہ کی طرف ہوتی ہے اور اس کا یہ کام بھی ہے کہ انسان اپنی گنہگاری سے واقف ہو جائے (رومیوں ۳: ۲۰) اور کفارہ کی ضرورت کو محسوس کرے (رومیوں ۸: ۳)

۱۹ واں مزمور کرسمس ڈے یعنی بڑے دن کے خاص مزامیر سے ایک ہے۔ فطرت میں خدا کے مکاشفے اور اس کے کلام میں خدا کے مکاشفے نے مجسم میں خدا کے مکاشفہ کے لئے راہ تیار کر دی (۱-۶) فطرت میں خداوند کا عالمگیر مکاشفہ۔

۱- "خدا کا جلال" اس سے (۱) اس کی حضوری کا وہ ظاہری ظہور مراد ہے جس کے ذریعہ وہ اپنے تئیں اسرائیل پر ظاہر کیا کرتا تھا۔ مابعد زمانوں میں یہ شکینہ کہلایا (خروج ۱۶: ۷ و ۱۰ و ۲۴: ۲۲ و رومیوں ۹: ۴ اور (۲) وسیع معنوں میں اس کی ہستی کی لاثانی عظمت مراد ہے جیسی کہ انسان پر منکشف ہوئی۔ کل خلقت ایک طرح سے خدا کا مکاشفہ ہے لیکن افلاک اپنی وسعت، شوکت، ترتیب اور راز کے لحاظ سے خدا کی بزرگی اور عظمت کا موثر عکس تھے۔ سرسری نگاہ سے بھی آدمی یہ سبق سیکھ سکتا ہے۔

"فضا" یعنی زمین و آسمان کے درمیان کا خلا۔ آسمان کا گنبد جو زمین کے اوپر پھیلا ہوا ہے (پیدائش ۱: ۶ و ایوب ۳۷: ۱۸) یہ فضا اس امر کا اعلان

کر رہی ہے کہ خدا نے کیا کچھ کیا اور کیا کچھ کر سکتا ہے۔

۲- یہ اعلان متواتر اور لگاتار جاری ہے ہر ایک دن اور ہر ایک رات یہ پیغام اپنے جانشین تک پہنچاتے رہتے ہیں۔ دن اور رات کا الگ الگ ذکر اس لئے ہے کہ ہر ایک کا ایک خاص پیغام ہے۔ دن تو اس کی شوکت، طاقت اور مہربانی کا مظہر ہے اور رات اس کی وسعت، ترتیب، عمق، حسن اور آرام کا اعلان کرتی ہے۔

"حکمت"۔ خدا کی نسبت جو کچھ معلوم ہو سکتا ہے اسے حکمت کہتے ہیں۔ (رومیوں ۱: ۱۹)

۳- افلاک کا یہ پیغام ساری قوموں کو ملتا ہے اور وہ اسے سمجھتی ہیں۔ اُن کا پیغام حقیقی ہے گو کوئی بولی استعمال نہیں ہوتی۔

اُن کی آواز" (مقابلہ کرو یسعیاہ ۶: ۹۹ و زکریاہ ۱۰: ۱۶)

۴- "آفتاب" ان سب میں سے اس نے آفتاب کو چنا جو خدا کے جلال کا خاص بڑا شاہد ہے۔

۵- وہاں سے وہ ہر صبح کو دلہا کی طرح آراستہ ہو کر نکلتا ہے (یسعیاہ ۶۱: ۱۰ اور ۶۲: ۵ سے مقابلہ کرو) جیسے پہلوان اپنے زور پر اکڑتا اور اس کو آزمانا چاہتا ہے۔

۶- روشنی اور گرمی کے فوائد کو سب مانتے ہیں۔

۷-۱۱- لیکن سورج کی روشنی اور گرمی کے ذریعہ جو خدا کے جلال کا اعلان ہوتا ہے اس سے زیادہ مفید یہواہ کی مرضی کا مکاشفہ ہے جس کے ذریعہ انسان کی اخلاقی فطرت کو زندگی اور تربیت حاصل ہوتی ہے۔ اس کے اصلی خواص اور فائدہ بخش اثرات کی تعریف کی گئی ہے۔

۷-۹ آیات کی ساخت بجائے خود بھی قابل لحاظ ہے جہاں ہر ایک مصرع کے خاص حصے کئے گئے ہیں۔

۷- "خداوند کی شریعت" شریعت یا توریت میں تعلیم، تلقین و عقیدہ کے تصورات داخل ہیں۔ (۱: ۲ کی شرح دیکھو) یا یہواہ کے کام (استثناء ۳۲: ۴) اس کی راہ (زبور ۱۸: ۳۰) اس کی یہ راہ کامل ہے۔ یعنی اس میں کوئی نقص و عیب نہیں۔ یہ ایسا ہادی ہے جو کبھی گمراہ نہیں کرتا۔ یہ بھی قابل لحاظ ہے کہ خدا کی جگہ اب

یا ہوواہ استعمال ہوا کیونکہ اب اُس خاص مکاشفہ کا ذکر ہے جو اسرائیل کو ملا۔
"جان کو بحال۔۔۔": یا باطنی انسانیت کو تازہ کرنے اور زور بخشنے والی (۲۳: ۳) جیسے بھوکے کو خوراک (۱: ۱۱ و ۱۹) جیسے غمگین و مصیبت زدہ کے لئے تسلی (نوحہ ۱: ۶ اور روت ۴: ۱۵)

"خدا کی شہادت": شریعت اس لئے شہادت کہلاتی ہے کہ یا ہوواہ کی مرضی اور انسان کے فرض پر شاہد ہے (خروج ۲۵: ۱۶ و ۲۱)

"برحق" ہے کیونکہ بدلتی نہیں۔

"نادان": امثال کی کتاب (۱: ۴ وغیرہ) میں اس کا اکثر ذکر ہے اور ایسے لوگ مراد ہیں جن کا دل نیکی یا بدی کے لئے ہر وقت کشادہ ہے جس نے تعلیم کی طرف سے اپنا دل بند نہیں کیا۔ لیکن بدی کے رد کرنے کے لئے اس کے پاس کوئی خاص اصول بھی نہیں۔ اس کو دانا بنانے کی ضرورت ہے (۱۱۹: ۱۰ و ۲-تھمیس ۳: ۱۵)

۸- "قوانین": جن میں انسان کے فرائض مندرج ہیں۔ اخلاقی اطمینان کی خوشی کے باعث یہ دل کو زیادہ خوشی بخشتے ہیں۔

"بے عیب": صفت سورج سے منسوب ہے (غزل الغزلات ۶: ۱۰) شریعت نور ہے (امثال ۶: ۲۳) اور روشنی بخشنے والی۔

۹- "خداوند کا خوف": یہ بھی شریعت کا نام ہے (استثنا ۴: ۱۰) بت پرستیوں کی ناپاکیوں کے بالمقابل یہ پاک و صاف ہے (۱۲: ۶) یہ خود یا ہوواہ کی مانند ہے۔ (حبقوق ۱: ۱۲) اور اس کی مانند ہمیشہ تک قائم ہے (۱۰۲: ۲۶) کیونکہ راستبازی غیر فانی ہے۔ (حکمت کی کتاب ۱: ۱۵)

"احکام": سچے ہیں (یوحنا ۱۷: ۱۷) وہ عین عدل کے مطابق ہیں (استثنا ۴: ۸)

۱۰- یہ خزانے کی طرح ہے جس کو حاصل کرنا چاہئے۔
"شہد": جو چھتے سے ٹپکتا ہے وہ پاک و شیریں ہوتا ہے۔

۱۱- مزمور نویس یا ہوواہ کے بندہ ہونے کی حیثیت سے اس کے وسیلے تربیت چاہتا ہے۔

۱۲-۱۴- اس پاک شریعت پر غور کرنے کے وسیلے مزمور نویس حفاظت و ہدایت

کی ضرورت محسوس کرتا ہے۔

۱۳- جو خطائیں بھول چوک سے اور پوشیدگی میں ہوئیں ان کے کفارہ کے لئے انتظام تھا۔ (احبار ۴: ۱ و ۱۳ و ۵: ۲ و گنتی ۱۵: ۲۲) لیکن جو گناہ مغرورانہ طبیعت سے عمداً سرزد ہوتے ان کے لئے کوئی کفارہ نہ تھا (گنتی ۱۵: ۳۰ و ۳۱) ایسے گناہوں سے وہ روکا جانا چاہتا ہے جیسے وہ پہلے روکا گیا تھا (۱-سموئیل ۲۵: ۳۹) ایسے گناہ بہت جلد مرتکب کے آقا بن جاتے ہیں۔ (یوحنا ۸: ۳۴ و پیدائش ۴: ۷)

"تو میں کامل ہونگا" اور یا ہوواہ سے برگشتہ ہونے سے بچ جاؤنگا۔
"بے باکی کے گناہوں سے" یعنی بغاوت کے مہلک گناہ سے (یسعیاہ ۱: ۲) اور برگشتگی سے جس لفظ کا ترجمہ عمدی یعنی دانستہ گناہ کیا گیا ہے دوسرے مقامات میں اس کا ترجمہ "مغرور آدمی" کیا گیا ہے۔ شاید یہی معنی یہاں ہونگے۔ مزمور نویس دعا کرتا ہے کہ وہ ان مغرور اور بے دین لوگوں سے محفوظ رہے مبادا وہ آزمائش میں پھنس کر خدا کا انکار کر بیٹھے۔ زبور ۱۱۹: ۱۲۱ و ۱۲۲ اور دیگر مقامات میں مغرور لوگوں کا بار بار ذکر آیا ہے۔

۱۴- "مقبول ٹھہرے": انگریزی نماز کی کتاب میں جو مزامیر ہیں ان میں یہ جملہ ہے "ہمیشہ پسند آئیں"۔ روزانہ قربانی کی طرف اشارہ ہے۔ (خروج ۲۹: ۳۸)
"میری چٹان اور میرے فدیہ دینے والے": میرے دشمنوں کے ظلم سے اور گناہ کی غلامی سے چھڑانے والے جیسے بنی اسرائیل کو مصر کی غلامی سے رہائی دی تھی۔

زبور ۲۰- میر مغنی کے لئے داؤد کا مزمور

(۱) مصیبت کے دن خداوند تیری سُنے۔ یعقوب کے خدا کا نام تجھے بلندی پر قائم کرے! (۲) وہ مقدس سے تیرے لئے کمک بھیجے اور صیون سے تجھے تقویت بخشے! (۳) وہ تیرے سب ہدیوں کو یاد رکھے۔ اور تیری سوختنی قربانی کو قبول کرے! (سلاہ) (۴) وہ تیرے دل کی آرزو برلائے اور تیری سب مشورت پوری کرے! (۵) ہم تیری نجات پر شادیانہ بجائینگے اور اپنے خدا کے نام پر جھنڈے کھڑے کرینگے۔ خداوند تیری تمام درخواستیں پوری کرے

(۶) اب میں جان گیا کہ خداوند اپنے ممسوح کو بچا لیتا ہے۔ وہ اپنے دہنے ہاتھ کی نجات بخش قوت سے اپنے مقدس آسمان پر سے اسے جواب دیگا۔ (۷) کسی کو رتھوں کا اور کسی کو گھوڑوں کا بھروسا ہے پر ہم تو خداوند اپنے خدا ہی کا نام لینگے۔ (۸) وہ تو جھکے اور گر پڑے پر ہم اٹھے اور سیدھے کھڑے ہیں۔ (۹) اے خداوند بچا لے۔ جس دن ہم پکاریں تو بادشاہ ہمیں جواب دے۔

مزمور ۲۰ و ۲۱ مزامیر کی ترکیب اور مضامین متشابہ ہیں۔ دونو عبادت کے وقت گائے جاتے تھے۔ ۲۰ مزمور ایک سفارشی دعا اور ۲۱ مزمور شکرانہ ہے۔ دونو میں بادشاہ یاہواہ اور امت کا نمائندہ ہے اور خاص مضمون یہ ہے کہ یاہواہ نے فتح بخشی۔

۲۰ مزمور میں بادشاہ دشمن کے خلاف جنگ کے لئے جا رہا ہے۔ روانگی سے پیشتر اس نے قربانیاں چڑھائیں اور اپنا مقدمہ یاہواہ کے سپرد کیا جو فتح کا واحد بخشنے والا ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ جب قربانی جلائی جاتی تھی اس وقت یہ مزمور گایا جاتا تھا۔ مزمور نویس کا ایمان یاہواہ پر ہے۔ اسرائیل کے دشمن اپنی فوجوں پر بھروسہ رکھتے ہیں مگر اسرائیل صرف خدا پر بھروسا رکھتا ہے۔

۲۱ مزمور میں جنگ ختم ہو چکی ہے اور فتح مل گئی ہے امت کے لوگ اپنے بادشاہ کے ہمراہ اس نجات کے لئے خدا کا شکر ادا کرنے کو جمع ہیں اور وہ امید کرتے ہیں کہ مستقبل میں بھی ان کو ایسی ہی فتوحات حاصل ہونگی۔

ان مزامیر کی تصنیف کا خاص موقع دریافت کرنا مشکل ہے۔ سریانی ترجمہ میں ۲۰ مزمور کے عنوان میں یہ لکھا ہے کہ جب داؤد عمونیوں کے ساتھ جنگ کو گیا تب یہ زبور لکھا۔ اس لئے بعض مفسروں نے ۲۰: ۷ میں ان کی رتھوں اور گھوڑوں کی طرف اشارہ سمجھا (۲-سموئیل ۱۰: ۶ و ۱۸: ۸) اور مزمور ۲۱: ۳ و ۹ میں ربّاہ کی تسخیر کی طرف اشارہ سمجھا (۲-سموئیل ۱۲: ۳۰ و ۳۱) بعض مفسروں کا خیال ہے کہ یہ بادشاہ آسا تھا (۲-تواریخ ۱۴: ۹) یا عزیاہ (۲-تواریخ ۲۶)

۲۰ مزمور کے دو حصے ہیں اور آخری دعا۔

پہلا حصہ ۱-۵ تک۔ امت کی سفارش بادشاہ کے لئے جس کو جماعت نے

بلاویوں کا یا جب کہ قربانی چڑھائی گئی۔

دوسرا حصہ ۶-۸۔ کاہن یا نبی نے یا شاید خود بادشاہ نے قربانی کے قبول ہونے اور فتح پانے کی خوشخبری سنائی۔

آخری دعا (۹ آیت) ساری جماعت کی طرف سے۔

۱-۵۔ امت کی دعا بادشاہ کی کامیابی کے لئے۔

۱- "مصیبت کے دن" یعنی جنگ کے وقت جو چھڑنے والی تھی۔

"خدا کا نام" (دیکھو ۵: ۱۱ کی شرح) خدا اپنے نام کے مطابق مدد کرے۔ جو پناہ کا برج ہے۔ (۹: ۹ و ۱۸: ۲) وہ تیرے دشمنوں سے سلامتی سے بلند جگہ پہنچا دے۔ (امثال ۱۸: ۱۰ سے مقابلہ کرو)

"یعقوب کا خدا" اسرائیل کے خدا کا مترادف ہے (۴۶: ۷ و ۱۱) اس میں اشارہ ہے اس وقت کی طرف جب قوم کے اس جد امجد کی نگرانی یاہواہ نے کی (پیدائش ۳۵: ۳ و ہوسیع ۱۲: ۴ و ۵)

۲- "مقدس" سے وہ زمینی مسکن مراد ہے جو صیون میں تھا۔

۳- بادشاہ جو قربانیاں پہلے گذران چکا ہے اور جو قربانیاں وہ اب چڑھا رہا ہے ان کو یاد کرے۔ جنگ سے پیشتر قربانی چڑھانے کے دستور کے لئے دیکھو ۱-سموئیل ۷: ۹ و ۱۰ و ۱۳: ۹-۱۲۔ اس سے مراد ہے جنگ کی تقدیس (یرمیاہ ۶: ۴) اس سے میدہ کی وہ قربانی مراد ہے جو سوختنی قربانی کے ساتھ چڑھائی جاتی تھی۔

"یاد رکھے" غالباً اشارہ ہے اس یادگاری کی طرف جب اس میدہ کی قربانی کو کاہن مذبح پر چڑھاتا تھا تاکہ چڑھانے والے کو خدا یاد کرے (احبار ۲: ۲ و ۹ و ۱۶ و اعمال ۱۰: ۴)

"قبول کرے" یا چربی کی طرح سمجھے۔ چربی سب سے عمدہ حصہ تھا اور وہ خدا کے لئے مخصوص تھا اور ہمیشہ جلا دیا جاتا تھا (احبار ۳: ۳ و ۱۶)

۴- "سب مشورت" جو جنگ میں تھی (۲-سموئیل ۱۶: ۲۰ و ۲-سلاطین ۱۸: ۲۰)

۵- یاہواہ خود اسرائیل کا نجات دہندہ تھا (۲۱: ۱ و ۱-سموئیل ۱۰: ۱۹) اور بادشاہ وہ واسطہ تھا جس کے وسیلے خدا امت کو بچاتا ہے (۲-سموئیل ۳: ۱۸)

"جھنڈے کھڑے" یعنی فتح کے نشان کے طور پر ہلائینگے۔

۶-۸ تک۔ قربانی چڑھائی گئی۔ ایمان سے مان لیا کہ یہ قبول ہوگئی اور اس کی مقبولیت فتح کی ضمانت ہے۔ کاہن یا نبی یا شاید خود بادشاہ کی آواز سنائی دیتی اور اس کے بھروسے کو ظاہر کرتی ہے۔ ایمان کے نزدیک یہ فتح حاصل ہوگئی۔
"اپنے ممسوح" چونکہ بادشاہ مسح کے وسیلے یاہواہ کے لئے مخصوص ہو چکا ہے اسلئے وہ یاہواہ سے مدد کی توقع رکھنے کا مستحق تھا۔

۷۔ "کسی کو۔۔۔۔ کسی کو" بت پرست دشمن۔ فرعون کی طرح (خروج ۱۴) اور سنحریب (۲-سلاطین ۱۹: ۲۳)
"خداوند اپنے خدا" کا نام۔ یہ گویا ان کا ورد وظیفہ تھا (قاضی ۷: ۱۸ اور ۱-سموئیل ۱۷: ۴۵ و ۲-تواریخ ۱۶: ۸ و ۹)

۸۔ "وہ تو جھکے" یعنی دشمن۔

۹۔ "آخری دعا" زمینی بادشاہ کی دعا آسمانی بادشاہ کے آگے پیش کی جاتی ہے۔

زبور ۲۱ - میر مغنی کے لئے داؤد کا مزمور۔

(۱) اے خداوند! تیری قوت سے بادشاہ خوش ہوگا اور تیری نجات سے اُسے نہایت شادمانی ہوگی۔ (۲) تو نے اس کے دل کی آرزو پوری کی ہے اور اس کے منہ کی درخواست کو نامنظور نہیں کیا۔ (سلاہ) (۳) کیونکہ تُو اسے عمدہ برکتیں بخشنے میں پیش قدمی کرتا اور خالص سونے کا تاج اُس کے سر پر رکھتا ہے۔ (۴) اُس نے تجھ سے زندگی چاہی اور تو نے بخشی۔ بلکہ عمر کی درازی ہمیشہ کے لئے۔ (۵) تیری نجات کے سبب سے اُس کی شوکت عظیم ہے۔ تو اسے حشمت و جلال سے آراستہ کرتا ہے۔ (۶) کیونکہ تو ہمیشہ کے لئے اُسے برکتوں سے مالا مال کرتا ہے اور اپنے حضور اُسے خوش و خرم رکھتا ہے۔ (۷) کیونکہ بادشاہ کا توکل خداوند پر ہے اور حق تعالیٰ کی شفقت کی بدولت اُسے ہرگز جنبش نہ ہوگی۔ (۸) تیرا ہاتھ تیرے سب دشمنوں کو ڈھونڈ نکالیگا۔ تیرا دہنا ہاتھ تجھ سے کینہ رکھنے والوں کا پتہ لگا لیگا۔ (۹) تو اپنے قہر کے وقت اُن کو جلتے تنور کی مانند کر دیگا۔ خداوند

اپنے غضب میں اُن کو نگل جائیگا اور آگ اُن کو کھا جائیگی۔ (۱۰) تو ان کے پھل کو زمین پر سے نابود کر دیگا اور ان کی نسل کو بنی آدم میں سے۔ (۱۱) کیونکہ انہوں نے تجھ سے بدی کرنی چاہی۔ انہوں نے ایسا منصوبہ باندھا جسے وہ پورا نہیں کر سکتے۔ (۱۲) کیونکہ تو اُن کا منہ پھیر دیگا۔ تو اُن کے مقابلہ میں اپنے چلّے چڑھائیگا۔ (۱۳) اے خداوند! تو اپنی ہی قوت میں سربلند ہو۔ اور ہم گا کر تیری قدرت کی ستایش کرینگے۔

اس مزمور کا خاص خیال فتح کے لئے شکرگزاری ہے۔ اس کا موقع بادشاہ کی تاج پوشی کی عید نہیں (آیت ۳) نہ شاہی مولود کا جلسہ ہے (آیت ۴) بلکہ فتح کی شکرگزاری (۸-۱۲)

بعضوں نے سمجھا کہ یہ مسیح بادشاہ کی پیشین گوئی ہے۔ اس لئے یہ مسعود کے مزامیر میں داخل ہے۔ اس کے مفصلہ ذیل حصے ہو سکتے ہیں:-

ا۔ جو فتح بادشاہ کو ملی تھی اس کے لئے شکرگزاری جسے جماعت یا لیویوں نے گایا (۱-۷)

ب۔ مستقبل فتوحات کی امید۔ یہ بادشاہ سے خطاب ہے اور غالباً کسی کاہن نے اسے گایا۔ (۸-۱۲)

ج۔ جماعت کی طرف سے آخری دعا۔ (۱۳ آیت)

۱-۷۔ یاہواہ نے بادشاہ پر جو مہربانی کی اس کے لئے جماعت خدا کی شکرگزاری کرتی ہے۔

۱۔ ۲۰ مزمور کی دعائیں مقبول ہوئیں۔ فتح حاصل ہوئی اور بادشاہ خوشی کرتا ہے۔

۲۔ اس آیت کا اشارہ ان دعاؤں کی طرف ہے جو اس مہم کی کامیابی کے لئے مانگی گئیں (۲۰: ۵)

۳۔ خداوند گویا استقبال کے لئے آتا ہے اور کامیابی کی برکت بخشتا ہے۔ اور سونے سے گویا اس کو تاج بخشتا ہے اور شاید عمونی بادشاہ کے تاج کی طرف اشارہ ہے۔ (۲-سموئیل ۱۲: ۳۰)

۴۔ "تجھ سے زندگی۔۔۔" عہد عتیق کے دنوں میں عمر کی درازی یاہواہ کی طرف سے ایک

خاص برکت سمجھی جاتی تھی۔ چونکہ ان دنوں میں حیات آئندہ کا بہت دھندلا سا خیال تھا اس لئے اس کی خواہش بہت کی جاتی تھی (خروج ۲۳: ۲۶ و ۱۔سلاطین ۳: ۱۱ و امثال ۳: ۲)۔

لیکن ابد تک عمر کی درازی کیسے کسی فانی بادشاہ کو مل سکتی تھی؟ غالباً جیسے عموماً بیان کیا جاتا ہے۔

"بادشاہ سلامت ہو" (۱۔سلاطین ۱: ۳۱ و نحمیاہ ۲: ۳) یا اس لئے کہ وہ اپنی اولاد میں ہمیشہ زندہ رہتا تھا۔ (۲۔سموئیل ۷: ۲۹)

۵۔ حشمت و جلال۔ وغیرہ الٰہی صفات ہیں (۸: ۱ و ۹۶: ۶ و ۱۰۴: ۱) اور فتحیاب بادشاہ ان صفات کے ساتھ درخشاں تھا۔

۶۔ فتح الٰہی مہربانی اور شراکت کا ثبوت تھا اور اس امر پر شاہد تھا کہ بادشاہ خداوند کے چہرے کی روشنی میں چلتا ہے۔

۷۔ اس برکت کی بنیاد بادشاہ کی طرف سے توکل تھا۔ اور خدا کی طرف سے مہربانی (۱۸: ۵۰)

۸۔ ۱۲۔ اب بادشاہ سے خطاب ہے۔ یہ فتح مابعد فتوحات کا گویا پیمانہ تھا۔

۹۔ تو انہیں ایسا جلا دیگا جیسے ایندھن کو تنور میں جلاتے ہیں۔

اپنے قہر کے وقت شاید اپنے چہرے یا حضوری کے وقت جب تو خود ظاہر ہوگا یا اپنا کا چہرہ غضب و رحمت کے وقت اُس کی حضوری کا اظہار ہے (۳۴: ۱۶) اور بادشاہ اس کا نمایندہ ہے۔

۱۰۔ پھل یعنی اولاد پیٹ کا پھل (ہوسیع ۹: ۱۶)

۱۱ و ۱۲۔ آیات میں مستقبل کی جگہ ماضی کا صیغہ ترجمہ کیا گیا۔ انہوں نے تجھ سے بدی کرنی چاہی۔۔۔۔ منصوبہ باندھا۔

۱۳۔ جماعت کی دعا آخر میں۔

زبور ۲۲ - میر مغنی کے لئے ایلیت ہشحر کے سُر پر داؤد کا مزمور

(۱) اے میرے خدا! اے میرے خدا! تو نے مجھے کیوں چھوڑ دیا؟ تو میری مدد اور میرے نالہ و فریاد سے کیوں دور رہتا ہے؟ (۲) اے میرے خدا!

مَیں دن کو پکارتا ہوں پر تو جواب نہیں دیتا اور رات کو بھی اور خاموش نہیں ہوتا۔ (۳) لیکن تو قدوس ہے۔ تو جو اسرائیل کی حمد و ثنا پر تخت نشین ہے۔ (۴) ہمارے باپ دادا نے تجھ پر توکل کیا۔ انہوں نے توکل کیا اور تو نے ان کو چھڑایا۔ (۵) انہوں نے تجھ سے فریاد کی اور رہائی پائی۔ انہوں نے تجھ پر توکل کیا اور شرمندہ نہ ہوئے۔ (۶) پر میں تو کیڑا ہوں۔ انسان نہیں۔ آدمیوں میں انگشت نما ہوں اور لوگوں میں حقیر (۷) وہ سب جو مجھے دیکھتے ہیں میرا مضحکہ اڑاتے ہیں۔ وہ منہ چڑاتے وہ سر ہلا ہلا کر کہتے ہیں۔ (۸) اپنے کو خداوند کے سپرد کر دے۔ وہی اسے چھڑائے۔ جب کہ وہ اس سے خوش ہے تو وہی اسے چھڑائے (۹) پر تو ہی مجھے پیٹ سے باہر لایا۔ جب میں شیرخوار ہی تھا تو نے مجھے توکل کرنا سکھایا۔ (۱۰) میں پیدائش ہی سے تجھ پر چھوڑا گیا۔ میری ماں کے پیٹ ہی سے تو میرا خدا ہے۔ (۱۱) مجھ سے دور نہ رہ کیونکہ مصیبت قریب ہے۔ اس لئے کہ کوئی مددگار نہیں۔ (۱۲) بہت سے سانڈوں نے مجھے گھیر لیا ہے۔ بسن کے زور آور سانڈ مجھے گھیرے ہوئے ہیں۔ (۱۳) وہ پھاڑنے اور گرجنے والے ببر کی طرح مجھ پر اپنا منہ پسارے ہوئے ہیں۔ (۱۴) میں پانی کی طرح بہ گیا۔ میری سب ہڈیاں اکھڑ گئیں۔ میرا دل موم کی مانند ہو گیا۔ وہ میرے سینہ میں پگھل گیا۔ (۱۵) میری قوت ٹھیکرے کی مانند خشک ہو گئی اور میری زبان میرے تالو سے چپک گئی اور تو نے مجھے موت کی خاک میں ملا دیا۔ (۱۶) کیونکہ کتوں نے مجھے گھیر لیا ہے۔ بدکاروں کا گروہ مجھے گھیرے ہوئے ہے۔ وہ میرے ہاتھ اور میرے پاؤں چھیدتے ہیں۔ (۱۷) میں اپنی سب ہڈیاں گن سکتا ہوں وہ مجھے تاکتے اور گھورتے ہیں (۱۸) وہ میرے کپڑے آپس میں بانٹتے ہیں اور میری پوشاک پر قرعہ ڈالتے ہیں۔ (۱۹) لیکن تو اے خداوند! دور نہ رہ۔ اے میرے چارہ ساز! میری مدد کے لئے جلدی کر۔ (۲۰) میری جان کو تلوار سے بچا۔ میری جان کو کتے کے قابو سے۔ (۲۱) مجھے ببر کے منہ سے بچا۔ بلکہ تو نے سانڈوں کے سینگوں میں سے مجھے چھڑایا ہے (۲۲) میں اپنے بھائیوں سے تیرے نام کا اظہار کرونگا۔ جماعت میں تیری ستایش کرونگا۔ (۲۳)

(۲۳) اے خداوند سے ڈرنے والو! اس کی ستائش کرو۔ اے یعقوب کی اولاد، سب اس کی تمجید کرو۔ اور اے اسرائیل کی نسل! سب اس کا ڈر مانو۔ (۲۴) کیونکہ اس نے نہ تو مصیبت زدہ کی مصیبت کو حقیر جانا نہ اس سے نفرت کی۔ نہ اس سے اپنا منہ چھپایا بلکہ جب اس نے خدا سے فریاد کی تو اس نے سن لی۔ (۲۵) بڑے مجمع میں میری ثناخوانی کا باعث تو ہی ہے۔ میں اس سے ڈرنے والوں کے روبرو اپنی منتیں ادا کرونگا۔ (۲۶) حلیم کھائینگے اور سیر ہونگے۔ خداوند کے طالب اس کی ستائش کرینگے۔ تمہارا دل ابد تک زندہ رہے! (۲۷) ساری دنیا خداوند کو یاد کریگی اور اس کی طرف رجوع لائیگی اور قوموں کے سب گھرانے تیرے حضور سجدہ کرینگے (۲۸) کیونکہ سلطنت خداوند کی ہے۔ وہی قوموں پر حاکم ہے۔ (۲۹) دنیا کے سب آسودہ حال لوگ کھائینگے اور سجدہ کرینگے۔ وہ سب جو خاک میں مل جاتے ہیں اس کے حضور جھکینگے بلکہ وہ بھی جو اپنی جان کو جیتا نہیں رکھ سکتا۔ (۳۰) ایک نسل اس کی بندگی کریگی۔ دوسری پشت کو خداوند کی خبر دی جائیگی۔ (۳۱) وہ آئینگے اور اس کی صداقت کو ایک قوم پر جو پیدا ہوگی یہ کہہ کر ظاہر کرینگے کہ اس نے یہ کام کیا ہے۔

دکھوں کے مزامیر میں سے پہلا اور بڑا زبور جس کی تصدیق ہمارے خداوند نے اس طرح کر دی کہ اس کو اس نے اپنے اوپر عاید کیا۔ چونکہ ہمارے خداوند نے صلیب پر اس کی پہلی آیت پڑھی اس سے پتہ لگتا ہے کہ اس سارے مزمور پر ان دکھوں کی گھڑیوں میں خداوند دھیان جمائے تھا۔ مگر جو یہ سچ ہے پھر بھی اس کا یہ مطلب نہیں کہ مزمور کی تصنیف کے وقت کوئی دیگر تاریخی منظر زیر نظر نہ تھا۔

(ا۔ ۱) زبور کے شروع میں کسی ایذا اٹھانے والے مقدس کی فریاد ہے جس نے یہ محسوس کیا کہ خدا نے اسے ترک کر دیا ہے (آیات ۱ و ۲) اس نے خدا کی سیرت کا واسطہ دیا۔ (آیت ۳) اور رحمت کے اس تجربہ کا جو اس نے گذرے زمانے میں کیا تھا۔ (۴ و ۵ آیت) دشمن اس پر حملہ کر رہے ہیں (۶-۸) اگرچہ ماں کے شکم سے نکلتے ہی اس کا بھروسہ خدا پر رہا (۹ و ۱۰)

(۲) مدد کے لئے درخواست (۱۱ آیت) دشمنوں کے ظلم کا ذکر (۱۲ و ۱۳ و ۱۶ و ۱۸)

بے لاچاری کا ذکر (۱۴ و ۱۵ و ۱۷)۔ دوبارہ دعا (۱۹-۲۱) پر مخلصی کا یقین ہو جاتا ہے۔ (۲۱ آیت)

ب۔ (۱) مایوسی کی تاریکی گذر گئی۔ اب امید کے ساتھ مستقبل پر نظر ڈال سکتا ہے اور (۲) یاہواہ کی حکومت کو ایک دن ساری دنیا مانیگی۔ (۲۷-۲۹) اور سب اس ضیافت کی برکت میں شریک ہونگے۔ (۳۰ و ۳۱)

اس زبور کو دو حصوں میں تقسیم کر سکتے ہیں:۔

ا۔ موجودہ ضرورت (۱) دکھ کی شکایت (۱-۱۰) (۲) مخلصی کیلئے دعا (۱۱-۲۱)

ب۔ آئندہ امیدیں (۱) دعا کی مقبولیت کے لئے شکرگذاری (۲۲-۲۶) (ب) یاہواہ کی سلطنت کی توسیع (۲۷-۳۱)

مفسروں کی مختلف آرا۔

(۱) اس میں شخصی تجربہ کا ذکر ہے۔ عنوان میں یہ داؤد سے منسوب ہے ساؤل کی ایذا رسانی یا ابی سلوم کی بغاوت کے وقت جو تکلیف داؤد نے اٹھائی (۱ سموئیل ۲۳: ۲۵ وغیرہ)

(۲) حزقیاہ کا تجربہ جس کی مخلصی اور بحالی سے غیر یہودی قوموں پر گہرا اثر پڑا (۲۔ تواریخ ۳۲: ۲۳)

(۳) چونکہ اس زبور کا بیان شخصی تجربے سے کچھ اعلیٰ ہے اس لئے بعضوں نے یہ سمجھا کہ ایک کامل راستباز دکھ اٹھانے والے کا اس میں ذکر ہے اور یہ بیان ہے کہ دنیا میں راستباز کو دکھ اٹھانا پڑتا ہے اور آخرکار یاہواہ اسے مخلصی دیتا ہے۔

(۴) یہ دکھ اٹھانے والا قوم اسرائیل کا نشان ہے جب قوم اسرائیل بابل کو اسیر ہو کر چلی گئی۔

(۵) چونکہ اس زبور کے بیان مسیح کی زندگی کے واقعات سے بہت مشابہت رکھتے ہیں اس لئے بعضوں نے یہ سمجھا کہ یہ ایک پیشین گوئی ہے۔

اس زبور کے سن تصنیف اور مصنف کے بارے میں رائے قائم کرنا مشکل ہے۔

اس زبور کی پہلی آیت کے الفاظ خداوند مسیح کی زبان سے نکلے (متی ۲۷: ۴۶ و مرقس ۱۵: ۳۴)

مسیح کے کپڑوں کی تقسیم کا ذکر یوحنا ۱۹: ۲۴ میں ہوا جو زبور ۲۲: ۱۸ کی تکمیل

ہے۔ آیات ۱۸ وغیرہ میں صلیب کے دُکھوں کا ذکر ہے۔ تاش جنوں کا ٹھٹھا کرنا اور عیت کا معاملہ کرو متی ۲۷: ۲۹۔ ۴۴ و مرقس ۱۵: ۲۹ وغیرہ اور لوقا ۲۳: ۳۵ وغیرہ سے۔
۲۲ آیت کا شکریہ عبرانیوں کے خط کے مصنف نے مسیح سے منسوب کیا۔ عبرانی ۲: ۱۲)

یہ بھی قابل غور ہے کہ اس مزمور میں گناہ کا کوئی اقرار نہیں اور نہ کسی پر لعنت ہے (مقابلہ کرو زبور ۶۹ و ۱۰۹ سے)

یہ مزمور مبارک جمعہ کے لئے خاص مزمور ہے۔

"ایلت۔ مشحر" ایسا کوئی گیت ہوگا جس کی طرز پر یہ بنایا گیا یا اس غزل کے پہلے الفاظ یہ ہونگے۔ غزل سے بعضوں نے ہرنی مراد لی جو معصومیت کا نشان ہے جس کو ایذا دی گئی ہو۔ صبح تخلصی کا نشان ہے لیکن ہمارے خیال میں ایسی تفسیریں محض خیالی ہیں۔

ستر ول کے ترجمہ میں اس عنوان کا یہ ترجمہ کیا گیا ہے "اس مدد کے بارے میں جو صبح کو ملتی ہے"۔ تارگم نے اس عنوان کو صبح کی قربانی سے منسوب کیا۔

۱-۱۰۔ خدا کے بندے کی فریاد جو اپنے تئیں متروک اور مبتلائے ایذا سمجھتا ہے۔

۱- حیرانی و پریشانی کا اظہار مزمور نویس کے دل میں ایمان اور مایوسی کے مابین جنگ ہو رہی ہے۔ ایمان اب تک خدا کو اپنا خدا کہتا ہے اور دعا مانگنے سے باز نہیں آتا۔ اسی طرح مسیحیوں نے جلاوطنی میں فریاد کی "اے خداوند تو نے مجھے کیوں چھوڑ دیا" "تو مجھے جواب نہیں دیتا" (یسعیاہ ۴۹: ۱۴)۔ خداوند مسیح نے یہ آیت ارامی ترجمہ کے مطابق استعمال کی کیونکہ اس کی مادری زبان آرامی ہی تھی۔ ایلی عبرانی لفظ ہے (متی ۲۷: ۴۶) لیکن ایلوئی ارامی (مرقس ۱۵: ۳۴) متی کی انجیل میں بھی اصل میں یہ ارامی لفظ تھا۔

"نالہ و فریاد" جس لفظ کا یہ ترجمہ ہے اس کا لفظی ترجمہ دھاڑنا ہے۔ جیسے شیر دھاڑتا ہے ویسے یہ راستباز زور سے نالہ کرتا ہے۔

۲- اگرچہ تو جواب نہیں دیتا تو بھی میں فریاد کئے جاتا ہوں۔

۳- خدا کی اخلاقی سیرت سے فریاد ہے "تو قدوس ہے" جس عبرانی ماخذ سے

لفظ قدوس نکلا ہے اس کے معنی ہیں جدا کرنا چونکہ وہ قدوس ہے اس لئے اپنے عہد سے بے وفا نہیں ہوتا۔ مقابلہ کرو حبقوق ۱: ۱۲ اور یسعیاہ ۵: ۱۶ سے۔

"حمد و ثنا پر تخت نشین" جو کروبیم پر تخت نشین ہے (۲۔ سموئیل ۶: ۲ و ۲ سلاطین ۱۹: ۱۵ اور زبور ۸۰: ۱ و ۹۹: ۱) اسرائیل کی حمدیں بخور کے دھوئیں کے بادلوں کی طرح ہو کر خداوند کا تخت بن جاتی ہیں۔ گذشتہ ایام میں اس کی قدرت کے کاموں کی وہ یادگار تھیں (خروج ۱۵: ۱۱ اور زبور ۷۸: ۴ و یسعیاہ ۶۳: ۷)

۴ و ۵- "تو نے ان کو چھڑایا" تو پھر مجھے کیوں مخلصی نہیں دیتا؟

۶ و ۷- اپنی حالت کا مقابلہ کرتا ہے۔

۶- "کیڑا" جو پاؤں میں کچلا جاتا ہے جو اپنا بچاؤ نہیں کر سکتا۔ یسعیاہ کی کتاب کے دوسرے حصے میں اس آیت کا ہر لفظ آتا ہے۔ وہاں یہواہ کا بندہ اسرائیل کیڑا کہلاتا ہے (۴۱: ۱۴) اور اسرائیل کے نمائندہ کو لوگ حقیر جانتے ہیں (۴۹: ۷ و ۵۳: ۳) جس سے وہ ہیبت کھاتے ہیں گویا کہ وہ انسان ہی نہیں (۵۲: ۱۴ و ۵۳: ۲)

۷- "میرا مضحکہ اڑاتے ہیں"۔ (لوقا ۲۳: ۳۵) حاکم مسیح پر ہنستے تھے۔
"منہ چڑاتے" (ایوب ۱۶: ۱۰)
"سر ہلا ہلا کر"۔ (۱۰۹: ۲۵ و نوحہ ۲: ۱۵ و ایوب ۱۶: ۴)

۸- "چھوڑ دے" لفظی طور پر "لڑھکا دے"۔ وہ طعنہ سے یہ کہتے ہیں کہ یہواہ پر اپنے تئیں لڑھکا دے یعنی اپنا معاملہ اس کے سپرد کر (متی ۲۷: ۴۳) حکمت ۲: ۱۶ میں بھی یہ لفظ آئے ہیں۔ بے دین لوگ راستباز آدمی کی نسبت کہتے ہیں "وہ یہ گھمنڈ کرتا تھا کہ خدا میرا باپ ہے۔ ہم دیکھیں کہ اس کے یہ الفاظ سچ ہیں۔۔۔۔"

۹- وہ مانتا ہے کہ دشمن کا طعنہ درست ہے اور انہی کے الفاظ کو وہ عذر کے طور پر پیش کرتا ہے۔

۱۰- میں اپنی پیدائش سے تیرے سپرد کیا گیا۔

۱۱-۲۱- بڑے جوش سے مزمور نویس مدد کے لئے فریاد کرتا ہے۔ دشمنوں کی طرف سے سختی زیادہ ہوتی جاتی ہے اور اس کی طاقت و صبر زائل ہو چکے ہیں۔

۱۱- جب تیرے سوا اور کوئی مددگار نہیں پھر تو کیوں دور کھڑا رہتا ہے؟

۲۵- جن کے ساتھ مزمور نویس عبادت کرتا تھا ان کی طرف سے اب وہ اپنی نگاہ یاہواہ کی طرف پھیرتا ہے جو اس کی حمد کا چشمہ ہے۔

"منتیں ادا کروں گا" یعنی شکر گزاری کی جو منتیں مصیبت کے وقت اس نے مانی تھیں۔

۲۶- "حلیم کھائیں گے" منت میں جو قربانی گزرانی جاتی تھی اس کا گوشت اسی دن یا دوسرے دن کھا لیا جاتا تھا۔ (احبار ۷: ۱۶ و گنتی ۱۵: ۳) مزمور نویس حلیموں کو دعوت دیتا ہے کہ اس ضیافت میں اس کے ساتھ شریک ہوں۔ توریت میں ایسی دعوت کی کوئی ہدایت نہیں۔ البتہ یہ حکم ہے کہ وہ ملکیوں میں غریب اور محتاج حصہ لیں (استثنا ۱۴: ۲۹ و ۲۶: ۱۲) اور فصلی ضیافتوں میں بھی (استثنا ۱۶: ۱۱ و ۱۴) شکر گزاری کی قربانی کے کھانے میں عبادت کرنے والے شریک ہوتے تھے (۲۲: ۵)

"تمہارا دل ۔ ۔ ۔ ۔" میزبان اپنے مہمانوں کو برکت دیتا ہے (زبور ۶۹: ۳۲)

۲۷-۳۱- مزمور نویس کی امید میں کل بنی نوع انسان اور مستقبل زمانوں کو بھی شامل کر لیتی ہیں۔

۲۷- "یاد کریں گی" خدا کا وہ علم جو خدا کی خارجی صنعتوں اور باطنی ضمیر پر غور کرنے سے قوموں کو حاصل ہو سکتا تھا لیکن اسے وہ بھول گئیں (۹: ۱۷) اور بتوں کی طرف پھر گئیں (رومیوں ۱: ۲۱ و ۲۸) لیکن ایک دن آتا ہے جب وہ پھر یاہواہ کی طرف متوجہ ہونگی۔ (یرمیاہ ۱۶: ۱۹)

۲۸- یاہواہ کی تعظیم کی وجہ کہ اس کی سلطنت عالمگیر ہے۔

۲۹- یہ آیت ذرا مشکل ہے۔ معنی بہت صاف نہیں۔ مزمور نویس ایمان کی آنکھ سے دیکھ رہا ہے کہ دنیا کے مغرور لوگ بھی خدا کی تعظیم کر رہے ہیں۔

جو لوگ غم و مصیبت سے مرنے پر تھے وہ بھی اس دعوت میں شریک ہو کر تر و تازہ ہو جاتے ہیں۔

۳۰- آیت کے معنی کچھ مشتبہ ہیں۔

۳۱- تعریف کے جس گیت کو مزمور نویس نے ۲۲ آیت میں شروع کیا تھا اب قوم اسرائیل کے گا رہی ہے۔

زبور ۲۳- داؤد کا مزمور۔

(۱) خداوند میرا چوپان ہے مجھے کمی نہ ہوگی۔ (۲) وہ مجھے ہری ہری چراگاہوں میں بٹھاتا ہے۔ وہ مجھے راحت کے چشموں کے پاس لے جاتا ہے۔ (۳) وہ میری جان کو بحال کرتا ہے۔ وہ مجھے اپنے نام کی خاطر صداقت کی راہوں پر لے چلتا ہے۔ (۴) بلکہ خواہ موت کے سایہ کی وادی میں سے میرا گذر ہو میں کسی بلا سے نہیں ڈرونگا کیونکہ تو میرے ساتھ ہے تیرے عصا اور تیری لاٹھی سے مجھے تسلی ہے۔ (۵) تو میرے دشمنوں کے روبرو میرے آگے دسترخوان بچھاتا ہے۔ تو نے میرے سر پر تیل ملا ہے۔ میرا پیالہ لبریز ہوتا ہے۔ (۶) یقیناً بھلائی اور رحمت عمر بھر میرے ساتھ ساتھ رہینگی۔ اور میں ہمیشہ خداوند کے گھر میں سکونت کرونگا۔

یاہواہ کی تعریف شکر گذاری کے ساتھ۔

(۱) وہ اچھا گڈریا ہے جو خبر گیری (۱ و ۲ آیات) اور رہنمائی (۳ و ۴) کرتا ہے۔

(۲) وہ فیاض میزبان ہے (۵ و ۶) جو مزمور نویس کی مہمانی کرتا ہے۔

دلی تسکین اور کامل ایمان کے لحاظ سے یہ لاثانی مزمور ہے۔ یاہواہ کی پر محبت نگرانی میں مزمور نویس کو نہ کچھ کمی محسوس ہوتی ہے اور نہ خوف۔

تارگم میں اس کا نام ہے "قوم اسرائیل کے لئے یاہواہ کی نگرانی کا مزمور" کیا داؤد نے یہ مزمور بنایا؟ بعضوں کی یہ رائے ہے کہ پہلی چار آیات میں اس کی اوائل چوپانی زندگی کا ذکر ہے اور ۵ آیت میں بن زلی کی ضیافت کا (۲- سموئیل ۱۷: ۲۷-۲۹) ۶ آیت میں "یاہواہ کے گھر" کا جو ذکر ہے اس سے لازمی طور پر ہیکل مراد نہیں (خروج ۲۳: ۱۹ اور قاضی ۱۸: ۳۱ و ۱- سموئیل ۱: ۷)

اس مزمور کا مقابلہ زبور ۸۰ سے کرو۔

۱- "چوپان" چوپانی ملک اور چوپان بادشاہ کے لئے یہ تشبیہ بہت موزوں تھی۔ اکثر ذکر آتا ہے کہ یاہواہ اسرائیل کا چوپان ہے اور اسرائیل اس کا گلہ ہے خاص کر آصف کے مزامیر میں (زبور ۷۴: ۱ و ۷۷: ۲۰ و ۷۸: ۵۲ و ۷۰ وغیرہ و میکاہ ۷: ۱۴)

یعقوب نے یہ کہا تھا کہ خدا نے میری چوپانی کی (پیدائش ۴۸: ۱۵ + ۴۹: ۲۴) یہ

لقب چوپان حاکموں کے لئے بھی آتا ہے اور خاص کر داؤد کے لئے آیا ہے۔ (۲-سموئیل ۵: ۲ و ۷: ۷) اور آئندہ بادشاہ کے لئے جس کا نمونہ داؤد تھا (میکاہ ۵: ۴ و حزقی ایل ۳۴: ۲۳) اور خداوند مسیح نے اپنے لئے اسے استعمال کیا۔ (یوحنا ۱۰: ۱۱ و مقابلہ کرو عبرانی ۱۳: ۲۰ و ۱-پطرس ۲: ۲۵)

"کمی نہ ہوگی" یہ گذشتہ کا تجربہ اور آئندہ کے لئے یقین تھا۔ اسرائیل کی نسبت یہی کہا گیا جب وہ بیابان میں چالیس سال پھر چکے اور آئندہ کنعان میں بھی ان کو کچھ کمی نہ ہوگی (استثنا ۸: ۹)

۲- چوپان کی تشبیہ کی توسیع کی گئی (غزل الغزلات ۱: ۷ و یسعیاہ ۴۳: ۲)

"لے جاتا ہے" نرمی سے ہدایت کرتا ہے (یسعیاہ ۴۰: ۱۱) ان کی ضرورت کو رفع کرتا ہے۔ (پیدائش ۴۷: ۱۷)

"راحت کے چشموں" نہ صرف یہ کہ وہ آہستگی سے چلتے ہیں بلکہ وہاں جاتے ہیں جہاں آرام اور تازگی حاصل ہو۔ موعودہ زمین اسرائیل کے آرام کی جگہ تھی (استثنا ۱۲: ۹ و زبور ۹۵: ۱۱)

یہ قابل لحاظ ہے کہ مشرقی ممالک میں گڈریا آگے آگے چلتا ہے پیچھے سے ہانکتا نہیں۔ اگرچہ ہندوستان میں اس کے خلاف نظر آتا ہے۔

سوم- چوپان ہادی بھی ہے اور محافظ بھی۔

۳- "لے چلتا ہے" اکثر خدا کے لئے یہ لفظ آتا ہے۔ مجموعی طور پر بھی (خروج ۱۵: ۱۳ و استثنا ۳۲: ۱۲) اور انفرادی طور پر بھی (زبور ۵: ۸ و ۲۷: ۱۱)

"اپنے نام کی خاطر" تاکہ یہ ثابت کرے کہ جیسا اس نے دعویٰ کیا تھا وہ ویسا ہی ہے (خروج ۳۴: ۵)

۴- وہی تشبیہ جاری ہے۔ فلسطین کے علاقوں میں اکثر نشیب و فراز گھاٹیاں جنگل اور ندی نالے پائے جاتے تھے۔

"موت کے سایہ" گہری تاریک جگہیں۔

"تو میرے ساتھ ہے" خدا کی حضوری خدا کے بندوں کے لئے زور اور تسلی کا باعث ہے (پیدائش ۲۸: ۱۵ و یشوع ۱: ۵ وغیرہ)

"عصا اور لاٹھی" چوپانی عصا کے دو نام۔ عصا بھیڑوں کی حفاظت کے لئے اور لاٹھی اپنے سہارے کے لئے۔ (میکاہ ۷: ۱۴ و ۲-سموئیل ۲۳: ۲۱ و زبور ۲: ۹)

۵ و ۶- وہ تشبیہ بدل دی گئی۔ اب خداوند میزبان ہے جو زمرہ مصیبت کو اپنے دسترخوان پر مدعو کرتا ہے۔

"تیل ملا ہے" جس میں سب طرح کی خوشبوئیں اور عطریات شامل تھے (عاموس ۶: ۶ و زبور ۴۵: ۷ و ۹۲: ۱۰) شاہی مسح کے لئے دوسرا لفظ آتا ہے۔

"میرا پیالہ" اس دعوت میں کنجوس کو دخل نہیں چھینتے و بچتی کرتے تھے (لوقا ۷: ۴۶) وہاں نہ صرف کھانے پینے کے لوازم ہی تھے بلکہ عیش و عشرت کے بھی (یوحنا ۲: ۱-۱۱)

۶- "خداوند کے گھر میں" یعنی واپس جاکر یاہواہ کے گھر میں رہوں گا۔

"ہمیشہ" لفظی طور پر بہت دنوں تک۔ عمر کی درازی کی برکت (۲۱: ۴) اور خدا کی قربت حاصل ہوگی۔

زبور ۲۴- داؤد کا مزمور

(۱) زمین اور اس کی معموری خداوند ہی کی ہے۔ جہان اور اس کے باشندے بھی۔ (۲) کیونکہ اس نے سمندروں پر اس کی بنیاد رکھی اور سیلابوں پر اسے قائم کیا۔ (۳) خداوند کے پہاڑ پر کون چڑھیگا اور اس کے مقدس مقام پر کون کھڑا ہوگا؟ (۴) وہی جس کے ہاتھ صاف ہیں اور جس کا دل پاک ہے۔ جس نے بطالت پر دل نہیں لگایا اور مکر سے قسم نہیں کھائی۔ (۵) وہ خداوند کی طرف سے برکت پائیگا۔ ہاں اپنے نجات دینے والے خدا کی طرف سے صداقت۔ (۶) یہی اس کے طالبوں کی پشت ہے۔ یہی تیرے دیدار کے خواہاں ہیں یعنی یعقوب (سلاہ) (۷) اے پھاٹکو! اپنے سر بلند کرو۔ اے ابدی دروازو! اونچے ہو جاؤ اور جلال کا بادشاہ داخل ہوگا۔ (۸) یہ جلال کا بادشاہ کون ہے؟ خداوند جو قوی اور قادر ہے۔ خداوند جو جنگ میں زور آور ہے (۹) اے پھاٹکو! اپنے سر بلند کرو۔ اے ابدی دروازو! ان کو بلند کرو اور جلال کا بادشاہ داخل ہوگا۔ (۱۰) یہ جلال کا بادشاہ کون ہے؟ لشکروں

کا خداوند - وہی جلال کا بادشاہ ہے - (سلاہ)

صیحون کا ناقابلِ تسخیر قلعہ فتح ہو چکا تھا - داؤد اس شہر کا مالک تھا جسے اُس نے آخر کار اپنا دارالخلافہ بنالیا لیکن یہ فتح اس کو اپنی قوت سے حاصل نہ ہوئی اور نہ اس کی شان و شوکت کے لئے - داؤد کے اس شہر کو لشکروں کے خداوند کا شہر بننا تھا - اس شہر کا حقیقی بادشاہ اب اس میں داخل ہو کر اس کا قبضہ لیگا - عہد کا صندوق اس بادشاہ کا نشان تھا اب دھوم دھام کے ساتھ اس صندوق کو اس جگہ لے جا کر اس خیمہ میں رکھینگے جسے داؤد نے تیار کیا تھا - اس لاثانی دن کے لئے جو داؤد کی زندگی میں سب سے بڑا دن تھا غالباً یہ مزمور بنایا گیا - یا ہواہ فتحیاب جنگی بادشاہ کی طرح آتا ہے -

یہ نہ سمجھیں کہ چونکہ اس نے ایک شہر کو اپنا مسکن بنالیا اس لئے اس کی حضوری اور اس کی حرکات و سکنات محدود ہو گئے (۱و۲ آیات) اس کے عابدوں کی سیرت کیا ہونی چاہئے (۳-۶) قدیم پھاٹک اس بزرگ قلعہ کے دروازے ہیں -

اس کی تصنیف کا موزون و مناسب موقعہ یا تو کسی فتح کے بعد عہد کے صندوق کا واپس آنا ہے یا ہیکل کی تقدیس کی تقریب -

تقسیم - اس مزمور کو تین حصوں میں تقسیم کر سکتے ہیں :-

ا - شروع کی آیات میں اس کی عظمت کا بیان ہے جو اس پر قبضہ کرنے آتا ہے (۱و۲ آیات)

ب - اس کے مقدس میں جانے کی شرایط (۳-۶)

ج - اس قدیم قلعہ کو حکم ملتا ہے کہ اپنے حقیقی بادشاہ کو اندر آنے دے (۷-۱۰)

سبتوں کے ترجمہ کے عنوان میں یہ بھی لکھا ہے کہ ہفتے کے پہلے دن یہ گایا جاتا تھا - صعود کے دن کے لئے بھی یہ موزون ہے -

اس کا مقابلہ کرو زبور ۱۵ و ۶۸ سے -

۱ - وہ ایک قوم یا ایک ملک ہی کا بادشاہ نہیں -

عبرانی میں "خداوند ہی کی ہے زمین" تاکہ پہلی نظر خداوند پر پڑے -

"جہان" یعنی زمین کا آباد شدہ حصہ -

۲ - "اس نے" یعنی وہی قادر ہے - یہ خالق کی قدرت کا اظہار ہے -

۳ - "کون چڑھیگا؟" مقدس میں جو عبادت کے لئے جاتے تھے انسان کے لئے یہ محاورہ

ہے (۱-سموئیل ۱: ۳ و ۲۲ + یسعیاہ ۲: ۳)

"مقدس مقام" یعنی مقدس پہاڑ -

۴ - جس نے ظلم سے آپ کو بُرا کہا (۱۸: ۲۰-۲۴ و ۲۴)

"بطالت پر" جو یا ہواہ سے وفادار رہے -

"دل نہیں لگایا" (استثنا ۲۴: ۱۵) یا جا بنا (حوسیع ۴: ۸) بطالت سے مراد ہے - ایسی شے جو عارضی ہو (ایوب ۱۵: ۳۱) جو جھوٹی اور غیر حقیقی ہو (زبور ۱۲: ۲) جو گناہ آلودہ ہو (یسعیاہ ۵: ۱۸) یا جھوٹے معبود (زبور ۳۱: ۶) نیز سب کچھ جو خدا کی ذات کے خلاف ہو -

"مکر سے قسم نہیں کھائی" جس نے اپنے پڑوسی کو دھوکا نہیں دیا -

۵ - "صداقت" - دینداروں پر خداوند "نجات دینے والے خداوند" کی حیثیت سے ظاہر ہوتا ہے -

۶ - "اس کے طالبوں" طالب اور خواہاں قریباً ہم معنی ہیں البتہ بعضوں نے یہ امتیاز کیا ہے کہ طالب سے ایسا شخص مراد ہے جو بڑا شوق رکھتا اور تحقیقات اور التجا کرتا ہے -

"یعقوب" حقیقی اسرائیلی -

۷ - "اپنے سر بلند کرو" کیونکہ وہ گویا چھوٹے اور پست تھے اور ایسے بڑے بادشاہ کے داخل ہونے کے لئے کافی نہ تھے - یہ اس بات کا نشان تھا کہ ساری مخالفت ختم ہو چکی تھی - "جلال کا بادشاہ" - یعنی عہد کا صندوق لشکروں کے خداوند کا نمائندہ تھا - (۱-سموئیل ۴: ۴)

"ابدی" یعنی قدیم دروازے جن کی قدامت کا حال نا معلوم تھا -

"یہ جلال کا بادشاہ کون ہے؟" یہ گیت گانے والی جماعت کی طرف سے ہے - یہ الفاظ موسیٰ کے گیت میں بھی آتے ہیں (خروج ۱۵: ۲ و ۳ و ۱۸)

۱۰ - "لشکروں کا خداوند" یہ بادشاہ نہ صرف فتحیاب کے طور پر بلکہ جہان کے بادشاہ کی حیثیت سے بنی اسرائیل کی فوجوں کا خدا ہے (۱-سموئیل ۱۷: ۴۵) جو ان فوجوں کو ساتھ لے کر جنگ کو جاتا تھا (۴۴: ۹ و ۶۰: ۱۰) جس کی حضوری فتح کا چشمہ تھی (۴۶: ۷ و ۱۱) یا آسمانی لشکروں کا خداوند (پیدائش ۲: ۱) آسمانی ہستیاں (۱-سلاطین ۲۲: ۱۹)

زبور ۲۵ — داؤد کا مزمور

(۱) اے خداوند! میں اپنی جان تیری طرف اٹھاتا ہوں۔ (۲) اے میرے خدا! میں نے تجھ پر توکل کیا ہے۔ مجھے شرمندہ نہ ہونے دے۔ میرے دشمن مجھ پر شادیانہ نہ بجائیں۔ (۳) بلکہ جو تیرے منتظر ہیں اُن میں سے کوئی شرمندہ نہ ہوگا۔ پر جو ناحق بے وفائی کرتے ہیں وہی شرمندہ ہوں گے۔ (۴) اے خداوند! اپنی راہیں مجھے دکھا۔ اپنے راستے مجھے بتا دے۔ (۵) مجھے اپنی سچائی پر چلا اور تعلیم دے کیونکہ تو میرا نجات دینے والا خدا ہے۔ میں دن بھر تیرا ہی منتظر رہتا ہوں۔ (۶) اے خداوند! اپنی رحمتوں اور شفقتوں کو یاد فرما کیونکہ وہ ازل سے ہیں۔ (۷) میری جوانی کی خطاؤں اور میرے گناہوں کو یاد نہ کر۔ اے خداوند! اپنی نیکی کی خاطر اپنی شفقت کے مطابق مجھے یاد فرما! (۸) خداوند نیک اور راست ہے۔ اس لئے وہ گنہگاروں کو راہِ حق کی تعلیم دیگا۔ (۹) وہ حلیموں کو انصاف کی ہدایت کریگا ہاں وہ حلیموں کو اپنی راہ بتائیگا۔ (۱۰) جو خداوند کے عہد اور اُس کی شہادتوں کو مانتے ہیں ان کے لئے اس کی سب راہیں شفقت اور سچائی ہیں (۱۱) اے خداوند! اپنے نام کی خاطر میری بدکاری معاف کر دے کیونکہ وہ بڑی ہے (۱۲) وہ کون ہے جو خداوند سے ڈرتا ہے؟ خداوند اُس کو اُسی راہ کی تعلیم دیگا جو اُسے پسند ہے۔ (۱۳) اُس کی جان راحت میں رہیگی اور اُس کی نسل زمین کی وارث ہوگی۔ (۱۴) خداوند کے راز کو وہی جانتے ہیں جو اُس سے ڈرتے ہیں اور وہ اپنا عہد اُن کو بتائیگا۔ (۱۵) میری آنکھیں ہمیشہ خداوند کی طرف لگی رہتی ہیں کیونکہ وہی میرے پاؤں دام سے چھڑائیگا۔ (۱۶) میری طرف متوجہ ہو اور مجھ پر رحم کر کیونکہ میں بیکس اور مصیبت زدہ ہوں۔ (۱۷) میرے دل کے دکھ بڑھ گئے۔ تو مجھے کلفتوں سے رہائی دے۔ (۱۸) تو میری مصیبت اور جانفشانی کو دیکھ اور میرے سب گناہ معاف فرما۔ (۱۹) میرے دشمنوں کو دیکھ کیونکہ وہ بہت ہیں اور اُن کو مجھ سے سخت عداوت ہے۔ (۲۰) میری جان کی حفاظت کر اور مجھے

چھڑا۔ مجھے شرمندہ نہ ہونے دے کیونکہ میرا توکل تجھ ہی پر ہے۔ (۲۱) دیانت داری اور راستبازی مجھے سلامت رکھیں کیونکہ مجھے تیری ہی آس ہے۔ (۲۲) اے خدا اسرائیل کو اُس کے سب دکھوں سے چھڑا لے۔

یہ دعا اور دھیان کی گویا حروف تہجی ہے۔ فروتنی لیکن باایمان دل کا اظہار ہے۔ اس کے تین برابر برابر حصے ہیں۔

ا۔ حفاظت، ہدایت اور معافی کے لئے دعا (۱-۷ تک)

ب۔ خدا کی سیرت پر غور (۸-۱۰) انسان کے ساتھ اس کے سلوک پر غور جو خدا سے ڈرتے ہیں (۱۲-۱۴)۔ ۱۰ آیت میں معافی کے لئے دعا ہے۔

ج۔ مصیبت سے رہائی کے لئے دوبارہ دعا۔ ۲۲ آیت میں قوم کے لئے دعا ہے۔ الغرض اس مزمور کے شروع میں بھی دعا ہے اور آخر میں بھی۔

متکلم قوم اسرائیل نہیں بلکہ کوئی خاص شخص ہے۔ وہ افراد کے لئے فریاد کرتا ہے یہ بھی درست ہو سکتا ہے کہ وہ قوم کے گناہوں اور دکھوں کو محسوس کرتا ہے گویا کہ وہ اس کے اپنے گناہ اور دکھ ہیں (۱۱ و ۱۹ آیات)

حکمت کی کتاب میں ایسا خیال پایا جاتا ہے اور امثال کی کتاب میں بار بار یہ ذکر آیا ہے۔

یہ عام مزمور ہے جو ہر زمانہ کے لئے موزوں ہے۔ حروف تہجی کے نو مزامیر ہیں جن میں سے ایک یہ ہے۔ ہر آیت میں دو مصرعے ہیں اور کسی حرف تہجی سے شروع ہوتی ہے۔ حرف ب کے شروع میں یہ جملہ البتہ آیا ہے "اے میرے خدا" واؤ کی کمی ہے۔ قاف بھی نہیں ہے۔ ۱۸ و ۱۹ آیات ریش (ر) سے شروع ہوتی ہیں اور آخری آیت حرف پی (پ) سے شروع ہوتی ہے۔

۱۔ (الف) وہی شخص خداوند کے مقدس میں جا سکتا ہے جس نے بطلان کی طرف اپنا دل نہیں اٹھایا (۲۴:۴) اس کے دھیان، دعا اور آرزو کا مدعا اور مقصد یہوواہ ہی ہے۔

۲۔ "اے میرے خدا" شاید پہلی سطر کے دوسرے مصرعے کے آخر میں ہوگا۔

۳۔ یہ دعائیہ جملہ نہیں بلکہ یقین ہے (دیکھو ۲ آیت + رومیوں ۵:۳-۵)

"ناحق ....." یعنی مکاری اور دغا کرتے ہیں۔ بے ایمانوں کے لئے یہ جملہ آتا ہے جو انسان سے دغا کرتے ہیں (قضاۃ ۹:۲۳) یا خدا سے دغا کرتے ہیں (یرمیاہ ۳:۲۰) یا جو بے ایمانی سے خدا کو چھوڑ دیتے ہیں۔

۴۔ "اپنی راہیں" ...... موسیٰ نے اسی طرح دعا کی تھی (خروج ۳۳: ۱۳) خدا کی راہیں اس کی پروردگاری کے مقاصد اور طریقے ہیں یا زندگی کی روش جو خدا آدمیوں کے لئے ہدایت کرتا ہے۔

۵۔ "اپنی سچائی" یا اپنی سچائی میں۔ خدا کی سچائی اس کی وفاداری ہے۔ (۳: ۲۶)

۶۔ خدا کی بے تبدیلی سے فریاد (ملاکی ۳: ۶) قدیم ایام کی محبت زائل نہیں ہو سکتی۔ (یرمیاہ ۲: ۲ و ۳۱: ۳)

۷۔ "خطاؤں" نشانہ غلط کرنا یا چوکنا۔
"گناہوں" کے واسطے جو لفظ ہے اس کے لفظی معنی بغاوت کے ہیں۔
"نیکی کی خاطر" جب موسیٰ نے خدا کے جلال کو دیکھنے کی آرزو ظاہر کی تو اسے اس کی نیکی یعنی مہربانی کا مکاشفہ دیا گیا۔ (خروج ۳۳: ۱۹ و زبور ۲۷: ۱۳ و رومیوں ۲: ۴ و ۱۱: ۲۲)

۸۔ جو کامل محبت کرنے والا اور راست ہے وہ گمراہوں کی ہدایت کریگا یا اس کو کرنی چاہئے۔
"راہِ حق کی تعلیم دیگا" راہِ حق کے لئے یہاں وہی لفظ ہے جس سے توراہ یا توریت نکلا ہے۔

۹۔ "حلیموں کو" ۹: ۱۲ کی شرح دیکھو۔ خدا کے طالبوں کے لئے فروتنی لازمی ہے (۱۔ پطرس ۵: ۵)

۱۰۔ "خداوند" اپنے سارے معاملات میں اپنے پُرمحبت مقصد اور اپنی وفاداری کو ثابت کرتا ہے۔ پیدائش ۱۷: ۱۲ میں ختنہ کے وقت جو عہد کیا گیا تھا۔ کوہِ سینا پر جو عہد باندھا تھا (خروج ۱۹: ۵ و ۲۴: ۷ و ۸) جس کا ظاہری نشان عہد کا صندوق تھا (گنتی ۱۰: ۳۳) اور جس کے اندر دس احکام تھے (استثنا ۹: ۹) یا یہوواہ کی شہادتیں اس کے احکام ہیں۔
"شفقت اور سچائی" موسیٰ پر اس نے یہی ظاہر کیا (خروج ۳۴: ۶)

۱۱۔ خدا کے تقاضاؤں کے خیال نے اس پر اس کی تقصیریں ظاہر کردیں اور وہ معافی

کے لئے دعا کرتا ہے۔ اس نے خدا کی قربت کا مکاشفہ دیکھا تھا۔ اسی کی وہ فریاد کرتا ہے۔

۱۲۔ یعنی جو کوئی خداوند کا خوف رکھتا ہے اس کی وہ ہدایت کریگا۔

۱۳۔ دنیاوی نعمتیں اُن کے لئے خزانے میں جمع ہیں۔ وہ بھی اقبال مند ہوگا اور اس کی اولاد بھی جیسا کہ ابراہیم سے وعدہ کیا گیا تھا (پیدائش ۱۵: ۷ و ۸) اور اسرائیل سے (خروج ۲۰: ۱۲ و احبار ۲۶: ۳ و استثنا ۴: ۱ و ۴۰)

۱۴۔ خداوند کی پوشیدہ روحانی نعمتیں ان کے لئے موجود ہیں۔ جو یہوواہ سے ڈرتے ہیں ان پر وہ اپنا راز افشا کرتا ہے۔

۱۵۔ "میری آنکھیں" یعنی دعا کے جواب کے انتظار میں ہیں

۱۶۔ "متوجہ ہو" یعنی چہرہ چھپانے کی بجائے میری طرف پھیر (۲۲: ۴س)

۱۸۔ "گناہ" ایک بوجھ ہے اس کے اتارنے کے لئے یہ دعا ہے۔

۲۱۔ میں دل کو یک طرفہ کرکے خدا کو پیار کرتا رہا۔ اور آدمیوں سے بھی شریفانہ سلوک کیا اس لئے موکل فرشتوں کی طرح وہ میری حفاظت کریں۔ (۶۱: ۷) اس دعا کا حصر اپنی راستبازی پر نہیں بلکہ خدا پر ہے۔

۲۲۔ قوم کے لئے دعا آخر میں۔ حرف ف تو آیت ۱۶ میں آچکا تھا یہ گویا ضمیمہ یا تتمہ کے طور پر بڑھائی گئی۔ لفظ الوہیم (خدا) اس پہلی کتاب کے دستور کے خلاف ہے۔ زبور ۳۴ میں بھی یہی خصوصیت ہے۔

زبور ۲۶۔ داؤد کا مزمور۔

(۱) اے خداوند میرا انصاف کر کیونکہ میں راستی سے چلتا رہا ہوں اور میں نے خداوند پر بے لغزش توکل کیا ہے۔ (۲) اے خداوند مجھے جانچ اور آزما۔ میرے دل و دماغ کو پرکھ۔ (۳) کیونکہ تیری شفقت میری آنکھوں کے سامنے ہے اور میں تیری سچائی کی راہ پر چلتا رہا ہوں۔ (۴) میں بیہودہ لوگوں کے ساتھ نہیں بیٹھا۔ میں ریاکاروں کے ساتھ کہیں نہیں جاؤنگا۔ (۵) بدکرداروں کی جماعت سے مجھے نفرت ہے۔ میں شریروں کے ساتھ نہیں بیٹھونگا۔ (۶) میں بے گناہی میں اپنے ہاتھ دھوؤنگا اور

اے خداوند! میں تیرے مذبح کا طواف کرونگا۔(۷) تاکہ شکرگذاری کی آواز بلند کروں اور تیرے سب عجیب کاموں کو بیان کروں (۸) اے خداوند! میں تیری سکونت گاہ اور تیرے جلال کے خیمہ کو عزیز رکھتا ہوں (۹) میری جان کو گنہگاروں کے ساتھ اور میری زندگی کو خونی آدمیوں کے ساتھ نہ ملا۔(۱۰) جن کے ہاتھوں میں شرارت ہے اور جن کا دہنا ہاتھ رشوتوں سے بھرا ہے۔(۱۱) پر میں تو راستی سے چلتا رہونگا مجھے چھڑا لے اور مجھ پر رحم کر۔(۱۲) میرا پاؤں ہموار جگہ پر قائم ہے۔ میں جماعتوں میں خداوند کو مبارک کہونگا۔

یہ مزمور اس امر کی درخواست ہے کہ خدا اخلاص اور نیک نیتی کا لحاظ کرے اور اس کو ظاہر کرے۔ مزمور نویس نے یہ فریاد کی کہ میرا انصاف کر کیونکہ میری زندگی راستی سے گذری اور اس لئے اُس نے کہا کہ تو جو ہمہ دان خدا ہے اس امر کی تفتیش کر سکتا ہے تو جانتا ہے کہ میرا بھروسہ تجھ پر ہے (۱-۳)۔ میں نے بے دینوں کی صحبت ترک کر دی ہے یا ترک کر دونگا۔ اور میں تیرے مقدس میں جو میری خوشی کا باعث ہے عبادت کرنے کو تیار ہوں (۴-۷) اس لئے وہ دعا کرتا ہے کہ اُس کا انجام شریروں کا سا نہ ہو (۸-۱۲)

اس زبور کے خیالات اور بعض جملے زبور ۲۵ کے مشابہ ہیں مثلاً ۱ و ۱۱ کا مقابلہ ۲۵: ۲۱ سے کرو جہاں اخلاص کا اظہار ہے اور آیت ۱ کا ۲۵: ۲ سے جہاں توکل کا ذکر ہے۔ آیت ۱۱ کا ۲۵: ۱۶ و ۲۰ و ۲۲ سے جہاں مخلصی اور فضل کے لئے دعا ہے آیت ۳ کا ۲۵: ۵ و ۶ و ۷ و ۱۰ سے جہاں خدا کی مہربانی اور وفاداری کا ذکر ہے وغیرہ۔ مزمور نویس نے اپنی خلوص قلبی اور توکل کا مقابلہ بے دینوں کی ریاکاری اور ظلم سے کیا نہ کہ خدا کی قدسیت سے۔

داؤد کی زندگی کے کسی خاص حصے سے اس کی تصنیف کے زمانہ کو مخصوص کرنے کے لئے ہمارے پاس کافی وجوہات نہیں کہ آیا ساؤل کے ذریعہ ایذا رسانی کے وقت یا ابی سلوم کی بغاوت کے وقت یہ لکھا گیا۔ بعضوں کا خیال ہے کہ یہ مزمور اور ۲۸ مزمور کسی قومی آفت یا وبا کے وقت لکھے گئے (۲۸: ۱) ایسی آفت اور وبا کے وقت دیندار اور بے دین دونو لقمہ اجل ہوتے ہیں۔ مزمور نویس کی یہ دعا ہے کہ خدا راستبازوں اور

ناراستوں میں امتیاز کرے۔

۱۔ "میرا انصاف کر" یعنی یہ ظاہر کر کہ میں راستی پر ہوں۔ مجھ میں اور شریروں میں امتیاز کر (۷: ۸ و ۳۵: ۲۴ و ۴۳: ۱)

"راستی سے چلتا رہا" یعنی نیک نیتی اور نیک ارادہ سے زندگی گذاری۔

۲۔ خدا مجھے جانتا ہے (۱۷: ۳) اور اس لئے دلیرانہ درخواست کرتا ہے کہ اس کو آزمائے۔ اس دعا سے ظاہر ہے کہ ضمیر صاف ہے اور اس کی یہ آرزو ہے کہ اگر کچھ غلاظت باقی ہو تو دور کر دی جائے۔

اس تفتیش کے لئے تین الفاظ استعمال ہوئے۔

"جانچ" جیسے سونے چاندی کو آگ میں ڈال کر صاف کرتے ہیں۔

"آزما" یعنی ایسی حالتوں سے جن کے ذریعہ میرا ایمان ظاہر ہو۔

"پرکھ" جیسے سنار سونے کو دیکھتا ہے کہ اس میں اب میل تو نہیں رہی۔ اسی طرح خدا نے ابرہام کو آزمایا (پیدائش ۲۲: ۱) اور اسرائیل کو (استثنا ۸: ۲ و ۱۶) ایسے امتحان کا مقصد یہ ہے کہ ہر انسان کو اُس کی راہوں کے مطابق بدلہ ملے۔

"دل" "گردے"۔ یہ جذبات کا مقام ہے۔

"دماغ" یہ خیال اور ارادے کا مقام ہے۔

۳۔ کیونکہ وہ خدا کی مہربانی اور وفاداری کا تجربہ رکھتا تھا۔

۴۔ "نہیں بیٹھا" یعنی جان بوجھ کر اور دیر تک ان کے ساتھ نہیں رہا (۱: ۱ و یرمیاہ ۱۵: ۱۷) "بیہودہ آدمیوں" "جھوٹے"۔ غیر حقیقی۔ کھوکھلے لوگ جو صداقت اور راستبازی کی ضد ہے۔

"ریاکاروں" یعنی جو اپنے تئیں چھپاتے ہیں۔ جو ایک طرح کے بہروپیے ہیں جو اپنے اصلی خیال اور ارادہ کو چھپاتے ہیں (۲۶: ۳)

۵۔ "بدکرداروں" یہ بدکردار برے ارادہ سے جمع ہوتے ہیں بمقابلہ ان لوگوں کے جو یہوواہ کی عبادت کے لئے جمع ہوتے ہیں (آیت ۱۲)

۶۔ "بےگناہی میں ......" جیسے کاہن مذبح کی خدمت سے پیشتر کرتے ہیں (خروج ۳۰: ۱۷-۲۱ نیز دیکھو استثنا ۲۱: ۶ و متی ۲۷: ۲۴)

"طواف کرونگا" عابدوں کی صف میں شامل ہونگا۔

۸۔ سویم آیات کے خیال کو پیش کیا ہے کہ وہ کیوں شریروں کے انجام میں شریک کیا جائے۔

"تیرے جلال کے خیمے کو" یعنی جہاں تیرا جلال سکونت کرتا ہے۔ یا لفظی طور پر تیرے جلال کے خیمے کا مقام (خروج ۲۵: ۸ و ۹) یاہوواہ کا جلال اس کی منکشف حضوری ہے جس کا ظاہر نشان عہد کا صندوق تھا۔

۹۔ "نہ ملا" یعنی میرا انجام ایسے لوگوں کے انجام کی طرح نہ ہو جن کی صحبت سے میں الگ رہا۔ ایسے موقعہ کے لئے کیسی موزوں دعا ہے جب وبا کے وقت راستباز اور ناراست دونو مبتلائے وبا ہوں۔ شریر ایسے لوگ ہیں جو ظلم اور قتل سے باز نہیں آتے۔ وہ خونی لوگ ہیں (۵: ۶) جن کے داہنے ہاتھ رشوت سے پُر ہیں (۱۵: ۵)

۱۱۔ مقابلہ کرو ۲۵: ۲۱ و ۲۶: ۱۔

۱۲۔ یہ ایمان کہ دعا مقبول ہوئی۔ اب وہ ہموار جگہ پر ہے جہاں ٹھوکر کھانے کا ڈر نہیں اور نہ ناگہاں حملہ کا۔ چونکہ اب عمر کی درازی حاصل ہوئی اس لئے بڑا شکرگذاری کا موقعہ ہے۔ ۲۲: ۲۵ سے مقابلہ کرو۔

زبور ۲۷ - داؤد کا مزمور

(۱) خداوند میری روشنی اور میری نجات ہے۔ مجھے کس کی دہشت؟ خداوند میری زندگی کا پشتہ ہے۔ مجھے کس کی ہیبت؟ (۲) جب شریر یعنی میرے مخالف اور میرے دشمن میرا گوشت کھانے کو مجھ پر چڑھ آئے تو وہ ٹھوکر کھا کر گر پڑے۔ (۳) خواہ میرے خلاف لشکر خیمہ زن ہو میرا دل نہیں ڈریگا۔ خواہ میرے مقابلہ میں جنگ برپا ہو تو بھی میں خاطر جمع رہونگا۔ (۴) میں نے خداوند سے ایک درخواست کی ہے۔ میں اسی کا طالب رہونگا کہ میں عمر بھر خدا کے گھر میں رہوں تاکہ خداوند کے جمال کو دیکھوں اور اس کی ہیکل میں استفسار کیا کروں۔ (۵) کیونکہ مصیبت کے دن وہ مجھے اپنے شامیانہ میں پوشیدہ رکھیگا۔ وہ مجھے اپنے خیمہ کے پردہ میں چھپا لیگا۔ وہ مجھے چٹان پر چڑھا دیگا۔ (۶) اب میں اپنے چاروں طرف کے دشمنوں پر سرفراز کیا

جاؤنگا۔ میں اس کے خیمہ میں خوشی کی قربانیاں گذرانونگا۔ میں گاؤنگا۔ میں خداوند کی مدح سرائی کرونگا۔ (۷) اے خداوند! میری آواز سن۔ میں پکارتا ہوں۔ مجھ پر رحم کر اور مجھے جواب دے۔ (۸) جب تو نے فرمایا کہ میرے دیدار کے طالب ہو تو میرے دل نے تجھ سے کہا اے خداوند میں تیرے دیدار کا طالب رہونگا۔ (۹) مجھ سے روپوش نہ ہو۔ اپنے بندے کو قہر سے نہ نکال۔ تو میرا مددگار رہا ہے۔ نہ مجھے ترک کر نہ مجھے چھوڑ اے میرے نجات دینے والے خدا! (۱۰) جب میرا باپ اور میری ماں مجھے چھوڑ دیں تو خداوند مجھے سنبھال لیگا۔ (۱۱) اے خداوند! مجھے اپنی راہ بتا اور میرے دشمنوں کے سبب سے مجھے ہموار راستہ پر چلا۔ (۱۲) مجھے میرے مخالفوں کی مرضی پر نہ چھوڑ کیونکہ جھوٹے گواہ اور بے رحمی سے پھنکارنے والے میرے خلاف اُٹھے ہیں۔ (۱۳) اگر مجھے یقین نہ ہوتا کہ زندوں کی زمین میں خداوند کے احسان کو دیکھونگا تو مجھے غش آجاتا۔ (۱۴) خداوند کی آس رکھ۔ مضبوط ہو اور تیرا دل قوی ہو۔ ہاں خداوند ہی کی آس رکھ۔

یاہوواہ کی زیرِ حفاظت خطروں کے بیچ بھی بے خوف رہتا ہے (۱-۳) اس کی اعلیٰ آرزو یہ ہے کہ یاہوواہ کی شراکت اور حفاظت کا حظ اٹھائے جیسا مہمان میزبان کی شراکت اور حفاظت کا حظ اٹھاتا ہے۔ اس کو امید ہے کہ جلد اس کے دشمنوں پر اس کو فتح حاصل ہوگی (۴-۶)

اب یک لخت لب و لہجہ بدل گیا۔ شادیانہ کا راگ جاتا رہا اور ایمان کی خوشی کی جگہ فکر و اندیشہ بھری مناجات نے لے لی۔ مزمور نویس منت کرتا ہے کہ خدا اپنے بندے کو ترک نہ کرے اور اس کے لئے وہ خدا کی گزشتہ رحمتوں اور نا تبدیل وعدوں کا واسطہ دیتا ہے (۷-۱۲) اس ساری نازک حالت میں یاہوواہ ہی اس کی پشت و پناہ تھا (۱۳ و ۱۴) اس زبور کے دو برابر حصے ہیں اور آخر میں تتمہ ہے۔ اگر یہ دو حصے ایک ہی شخص کی ایجاد طبع ہوں تو وہ دو مختلف موقعوں پر بنائے گئے ہونگے۔ جب اس نے دوسرا حصہ (۷-۱۴) تک ایزاد کیا تو اس نے پہلے ایمان کی تصدیق کی جب خوشی و خرمی سے

وقت گنده تھا اگرچہ اب اس کی یہ حالت نہ رہی تھی۔

دوسری رائے یہ ہے کہ یہ الگ الگ دو مزمور تھے جو اکٹھے کر دیئے گئے۔ پھر بھی کم از کم پہلا حصہ تو داؤد کی تصنیف معلوم ہوتا ہے جو غالباً ابی سلوم کی بغاوت کے وقت بنایا گیا۔ عبرانی کے ترجمہ میں عنوان میں یہی درج ہے۔ اس کے مسرور ہونے سے پیشتر اس لحاظ سے وہ ساؤل کے زمانہ میں تیار ہوا جب وہ داؤد کا تعاقب کر رہا تھا یا اس زمانے سے اس کو منسوب کر سکتے ہیں جب اس کی سلطنت کے پہلے سات سالوں میں جنگ ہوتا رہا۔

۱۔ "میری روشنی" جو تکلیف اندیشہ اور خطرہ کی تاریکی کو روشن کر دیتی ہے (یسعیاہ ۱۰:۱۷ و میکاہ ۷:۸ و یوحنا ۱:۴ و ۹ و ۸:۱۲ و ۱۔یوحنا ۱:۵)

"میری نجات" مقابلہ کرو۔ آیت ۹ اور خروج ۱۵:۲ سے۔

"پشتہ" جو سارے حملوں سے بچائے۔

۲۔ جو اس پر حملہ کرتے ہیں ان کو اس نے درندہ جانوروں سے تشبیہ دی جو اس کو نگل جانا چاہتے تھے۔

۴-۶۔ مزمور نویس کی خاص آرزو یہ ہے کہ وہ یہوواہ کا مہمان ہو اور اس کی حفاظت میں رہے۔

۴۔ "خداوند کا جمال" نہ صرف ظاہری خوبصورتی بلکہ یہوواہ کی مہربانی جو وہ اپنے مہمانوں سے روا رکھتا ہے (۹۰:۱۶، ۱۷ و امثال ۳:۱۷)

"اُس کی ہیکل میں" تاکہ خدا کی سیرت اور آدمیوں کے ساتھ اس کے سلوک کو دریافت کرے۔

۵۔ خدا کے زیر سایہ وہ محفوظ تھا جیسے کسی چٹان میں جہاں کسی دوسرے کی رسائی نہ ہو آدمی محفوظ ہو جاتا ہے۔

۶۔ اس کو امید ہے کہ نہ صرف وہ جلد محفوظ ہو جائیگا بلکہ فتحمند ہوگا۔

"اُس کے خیمے" جو خیمہ داؤد نے عہد کے صندوق کے لئے کوہ صیون کے اوپر نصب کیا تھا (۲۔سموئیل ۶:۱۷)

"خوشی کی قربانیاں" شکرگذاری کی قربانیاں۔ جب دینی ضیافتوں کے وقت لوگ خوشی کے نعرے مارتے تھے۔ (۲۔سموئیل ۶:۱۵ و زبور ۳۳:۳ و ۴۷:۵) یا ترنگے

بجاتے تھے (گنتی ۱۰:۱۰)

۷-۱۴۔ کا لہجہ متفرق ہے۔ یہاں زاری اور مناجات ہے گویا خدا اپنا منہ چھپانے لگا ہے۔

۸۔ مقابلہ کرو ایوب ۴۲:۳-۵ جہاں ایوب نے ۳۸ و ۴۰ آیات میں خدا کے الفاظ کا اقتباس دیا اور ۴ و ۵ آیات میں ان کا جواب ہے۔ شاید استثنا ۴:۲۹ کی طرف اشارہ ہے لیکن یہ دعوت سارے ارکان شریعت کا لب لباب ہے۔ مقابلہ کرو متی ۷:۷ سے

۹۔ "مجھ سے روپوش نہ ہو" اس دعا کا حصر خدا کے وعدہ پر ہے جس کو اس نے تسلیم کیا۔ (۲۲:۲۴)

"دُکھ کی" جیسے بے انصاف قاضی کسی محتاج کا حق نہیں دلوانا (ایوب ۲۴:۴ و یسعیاہ ۱۰:۲ و لوقا ۱۸:۱)

"مددگار رہا ہے" گذشتہ تجربہ کی بنیاد پر فریاد ہے کیونکہ خدا بدلتا نہیں۔

۱۰۔ یہ ضرب المثل کے طور پر ہے۔ خدا کی محبت انسانی رشتوں کی محبت سے بڑھ کر ہے (یسعیاہ ۴۹:۱۵ اور زبور ۱۰۳:۱۳)

۱۱۔ یہ ایسی راہ ہے جس میں گڑھے نہیں جہاں دشمن گھات میں نہیں بیٹھے۔

"میرے دشمن" یعنی گھات میں بیٹھنے والے۔

۱۲۔ "جھوٹے گواہ" تہمت لگانے والے۔

"بے رحمی سے پھنکارنے والے" جو اپنی زبان سے مجھے نقصان پہنچانے پر تلے ہوئے ہیں (اعمال ۹:۱)

۱۳۔ "اگر" کا لفظ عبرانی میں مشکوک ہے اور سترہ کے ترجمہ میں اس کا ترجمہ نہیں کیا گیا۔ اگر یہ لفظ نظر انداز کیا جائے تو جملہ کا مطلب یہ ہوگا "میں اعتقاد رکھتا ہوں کہ میں ... دیکھوں گا" اور اگر یہ لفظ تسلیم کر لیا جائے تو مطلب یہ ہوگا "کاش کہ میں نے یہ اعتقاد نہ کیا ہوتا ......"

"زندوں کی زمین" زمین پر جو ہماری زندگی ہے بمقابلہ اس حالت کے جو عالم ارواح میں ہوگی جو مُردوں کی زمین کہلاتی ہے۔

۱۴۔ مزمور نویس اپنے سے مخاطب ہوتا اور اپنے دل کو صبر کے لئے ڈھارس دیتا ہے۔

"مضبوط ہو"۔ مقابلہ کرو زبور ۳۱: ۲۴ و استثنا ۳۱: ۷ و یشوع ۱: ۶ و ۷ و ۹ و ۱۸ سے۔

زبور ۲۸ - داؤد کا مزمور

(۱) اے خداوند! میں تجھ ہی کو پکارونگا۔ اے میری چٹان! تو میری طرف سے کان بند نہ کر۔ ایسا نہ ہو کہ اگر تو میری طرف سے خاموش رہے تو میں اُن کی مانند بن جاؤں جو پاتال میں جاتے ہیں۔ (۲) جب میں تجھ سے فریاد کروں اور اپنے ہاتھ تیری مقدس ہیکل کی طرف اٹھاؤں تو میری منت کی آواز کو سن لے۔ (۳) مجھے ان شریروں اور بدکرداروں کے ساتھ گھسیٹ نہ لے جا جو اپنے ہمسایوں سے صلح کی باتیں کرتے ہیں مگر اُن کے دلوں میں بدی ہے۔ (۴) ان کے افعال و اعمال کی برائی کے موافق ان کو بدلہ دے۔ ان کے ہاتھوں کے کاموں کے مطابق ان سے سلوک کر۔ ان کے کئے کا عوض ان کو دے۔ (۵) وہ خداوند کے کاموں اور اُس کی دستکاری پر دھیان نہیں کرتے۔ اس لئے وہ اُن کو گرا دیگا اور پھر نہیں اٹھائیگا۔ (۶) خداوند مبارک ہو۔ اس لئے کہ اُس نے میری منت کی آواز سن لی۔ (۷) خداوند میری قوت اور میری سپر ہے۔ میرے دل نے اُس پر توکل کیا ہے اور مجھے مدد ملی ہے۔ اسی لئے میرا دل نہایت شادمان ہے اور میں گیت گا کر اُس کی ستائش کرونگا۔ (۸) خداوند اُن کی قوت ہے۔ وہ اپنے ممسوح کے لئے نجات کا قلعہ ہے۔ (۹) اپنی امت کو بچا اور اپنی میراث کو برکت دے۔ اُن کی پاسبانی کر اور ان کو ہمیشہ تک سنبھالے رہ۔

مزمور نویس کی فریاد کہ بدکاروں کے انجام سے مجھے بچا۔ ان کو سزا دے۔ لیکن مجھے رہائی عطا کر (۱ سے ۴) پھر یک لخت وہ خوشی کے مارے شکر گزاری کرتا ہے (۶ و ۷) اور آخری آیات میں اُمت کے لئے سفارش ہے (۸ و ۹)

یہ زبور ۲۶ زبور کا رفیق ہے۔ واقعات ویسے ہی ہیں لیکن یہاں خطرہ زیادہ قریب ہے۔ مزمور نویس کی جان معرضِ خطر میں ہے۔ اسے یہ خطرہ ہے کہ اس کا انجام ویسا ہی نہ ہو جو بے دینوں کا ہوتا ہے۔ وبا کے وقت نیک و بد دونوں اس کا شکار ہو جاتے ہیں۔ یہاں

شریروں کی بدی اور بے دینی کا اُس نے ذکر کیا اور اپنی راستی کا۔ یا بجواہ اپنا عدل اس طرح سے ظاہر کرے کہ راستباز بچ جائیں اور شریروں کو سزا ملے۔

عام رائے یہ ہے کہ یہ مزمور داؤد کی تصنیف ہے۔ شاید اس وقت لکھا گیا جب وہ ابی سلوم کے آگے سے بھاگ گیا۔

۱۔ خدا کو چٹان کہا۔ وہ اس کے بھروسے کی بنیاد ہے دیکھو ۱۸: ۲ و ۳۱ کی شرح۔ "پاتال میں جانے والے" یعنی مرنے والے یا مُردے۔

۲۔ یہ سارا جملہ ۳۱: ۲۲ میں آیا ہے۔

"اپنے ہاتھ ... " دعا مانگنے کا طریقہ (۶۳: ۴ و ۱-تمتھیس ۲: ۸) یہ دل کے خدا کی طرف لگنے کا نشان ہے۔ (۲۵: ۱)

"مقدس ہیکل" یعنی قدس الاقداس کی طرف جہاں عہد کا صندوق جو خدا کی حضوری کا نشان تھا رکھا رہتا تھا۔ (۱-سلاطین ۶ - ۸ باب + ۲-تواریخ ۳ تا ۵ باب) خدا کا مسکن آسمان ہے اس لئے اس کی طرف ہاتھ اٹھائے جاتے ہیں۔ یا ہیکل کے پاس کے نشان کی طرف (۱-سلاطین ۸: ۲۲ و ۳۰)

۳۔ "گھسیٹ نہ لے جا" جیسے خونیوں اور مجرموں کو پھانسی دینے کیلئے لے جاتے ہیں۔ "صلح کی باتیں" یعنی ریاکار مکار لوگوں کی چالیں۔

۴۔ خداوند برملا ان شریروں کو مجرم ٹھہرا کر سزا دے تاکہ اس کی راست بازی ظاہر ہو۔

۵۔ عملی دہریہ اس امر کا انکار کرتے ہیں کہ یہوواہ دنیا میں حکومت کرتا ہے اسلئے گناہ کی بڑے بیباکی سے

۶ و ۷۔ دعا کے بعد شکر گزاری۔ ایمان یہ تسلیم کرتا ہے کہ ایسا ہی ہوگا بلکہ ہو گیا۔

۸ و ۹۔ اُمت کے لئے سفارش۔

زبور ۲۹

دیندار بنی اسرائیل نے فطرت کا جو نظارہ بیان کیا وہ بالکل مذہبی لباس میں کیا۔ اس نے فطرت کے عجائبات کی خوبصورتی اور بوقلمونی کو محض ان کی خاطر بیان نہیں کیا بلکہ اس کے نزدیک ان سے خدا کی قدرت، جلال و احسان کا نظارہ نظر آتا تھا۔ مثلاً رعد ان کے نزدیک خدا کی آواز تھی۔ اور آندھی اور طوفان دُنیا

کے ازلی و ابدی سلطان کو منکشف کرتے تھے (خروج ۹: ۲۶ و ۳۰: ۱۸ و زبور ۸: ۱ وغیرہ مقابلہ کرو زبور ۸ و ۱۹ و ۱۰۴ سے ۔

فلسطین میں آندھی کے طوفان مغربی ممالک کی نسبت زیادہ ہولناک اور تند ہوتے ہیں اس زبور کے تین حصے ہیں ۔ ۱ و ۲ آیات بطور دیباچہ کے ہیں ۔ ۳ سے ۹ تک اس کا خاص متن ہے ۔ ۱۰ و ۱۱ آیات تتمہ کے طور پر ہیں ۔

اوّل ۔ فرشتوں کو حکم ہے کہ یاہوواہ کی تعریف کریں ۔ (۱ و ۲ آیات)

دوم ۔ اس حکم کا خاص موقعہ وہ نعا جب خدا کی عظمت کا مکاشفہ اس زمین پر ہوا (۳ - ۹)

سوم ۔ اگرچہ یہ نظارہ ہولناک ہے لیکن اس کے لوگ خوف زدہ نہ ہوں کیونکہ ان کو ضرور برکت ملیگی (۱۰ و ۱۱ آیات)

سترجم کے ترجمہ میں جو عنوان اس زبور کا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ دوسری ہیکل کے ایام میں خیموں کی عید کے آخری یعنی آٹھویں دن یہ مزمور گایا جاتا تھا (احبار ۲۳: ۳۶) تالمود کے بیان کے مطابق یہ مزمور پنتی کوست کی عید کے وقت گایا جاتا تھا چنانچہ عبادت خانوں میں آج تک یہ مزمور اس عید کے پہلے دن گایا جاتا ہے ۔

زبور ۲۹ ۔ داؤد کا مزمور ۔

(۱) اے فرشتگان خداوند کی خداوند ہی کی تمجید و تعظیم کرو ۔ (۲) خداوند کی ایسی تمجید کرو جو اس کے نام کے شایان ہے ۔ پاک آرائش کے ساتھ خداوند کو سجدہ کرو ۔ (۳) خداوند کی آواز بادلوں پر ہے ۔ خدائے ذوالجلال گرجتا ہے ۔ خداوند دلدار بادلوں پر ہے ۔ (۴) خداوند کی آواز میں قدرت ہے ۔ خداوند کی آواز میں جلال ہے ۔ (۵) خداوند کی آواز دیوداروں کو توڑ ڈالتی ہے ۔ بلکہ خداوند لبنان کے دیوداروں کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیتا ہے ۔ (۶) وہ ان کو بچھڑے کی مانند لبنان اور سریون کو جنگلی بچھڑے کی مانند کداتا ہے ۔ (۷) خداوند کی آواز آگ کے شعلوں کو چیرتی ہے ۔ (۸) خداوند کی آواز بیابان کو ہلا دیتی ہے ۔ خداوند قادس کے بیابان کو ہلا ڈالتا ہے ۔ (۹) خداوند کی آواز سے ہرنیوں کے حمل گر جاتے ہیں ۔ اور وہ جنگلوں کو بے برگ کر دیتی

ہے ۔ اس کی ہیکل میں ہر ایک جلال ہی جلال پکارتا ہے (۱۰) خداوند طوفان کے وقت تخت نشین تھا ۔ بلکہ خداوند ہمیشہ تک تخت نشین ہے (۱۱) خداوند اپنی امت کو زور بخشیگا ۔ خداوند اپنی امت کو سلامتی کی برکت دیگا ۔

۱ ۔ "فرشتگان" : (عبرانی ۔ بنی ایلیم) اس جملے کی تین تشریحیں ہو سکتی ہیں ۔

(ا) قادر کے فرزند ۔ یعنی طاقتور شرفا کے فرزند یا آسمانی باشندوں کے فرزند ۔

(ب) الٰہوں کے فرزند ۔ آسمانی طاقتوں کے فرزند یا دیوتاؤں کے فرزند یا وہ قومیں جو اپنے حسب و نسب کو بھول گئیں اور اپنے تئیں دیوتاؤں کی نسل کہنے لگیں ۔ جیسے سورج بنسی ۔ چندر بنسی وغیرہ ۔

(ج) فرشتے (ایوب ۱: ۶ و ۲: ۱ و ۳۸: ۷ و زبور ۸۹: ۶)

۲ ۔ اس کے نام کا جلال یا عظمت وہ ہے جو وہ دنیا میں ظاہر کرتا ہے ۔

"پاک آرائش" : جیسے دنیوی ہیکل میں کاہن مقدس لباس میں حاضر ہوتے تھے (خروج ۲۸: ۲) ویسے آسمانی ہیکل میں خادم ملبوس ہونگے ۔

۳ ۔ "خداوند کی آواز" : رعد یا گرج (خروج ۹: ۲۳ و زبور ۱۸: ۱۳ و مکاشفہ ۱۰: ۳)

۴ "بادلوں پر" : یعنی جن میں پانی بھرا ہے ان پر خدا سوار ہے ۔ (۱۸: ۹ و ۱۰۴: ۳ و یرمیاہ ۱۰: ۱۳)

۵ ۔ "دیودار" : جنگل کے درختوں میں سے سب سے مضبوط اور شاندار درخت (یسعیاہ ۲: ۱۳)

۶ ۔ "ان کو" : یعنی ان پہاڑوں کو ۔

"سریون" : حرمون کا صیدانی نام (استثنا ۳: ۹) اس کی چوٹیوں پر جو سفید برف تھی اس سے یہ نام لیا گیا جیسے ہمالیہ کا نام ۔ لبنان اور سریون فلسطین کے شاندار پہاڑ تھے ۔

۷ ۔ "آگ کے شعلوں" : بجلی دو زبانوں یا قینچی کی طرح گرتی ہے اس سے یہ تشبیہ لی گئی ہے ۔

۸ ۔ "قادس کے بیابان" : قادس اسرائیل کی چہل سالہ آوارگی میں ان کا صدر مقام

رہا۔ ادوم کی سرحد کی طرف دشت کے مشرقی حصہ میں (گنتی ۳۰: ۱۶)

۹۔ **تھرتھراتیں گے** ۔ ۔ ۔ ۔ یعنی خوف کے مارے۔

اُس کی ہیکل میں ۔ ۔ ۔ ۔ غالباً آسمانی ہیکل یا آسمان۔ وہاں فرشتے خدا کا جلال بیان کرتے رہتے ہیں۔

۱۰ و ۱۱۔ تند طوفان تو گذر جاتا ہے لیکن جس کا وہ جلال بیان کرتا ہے وہ ابدی بادشاہ اور دُنیا کا حاکم و عادل اور اپنی اُمّت کا محافظ ہے۔

طوفان ۔ طوفانِ نوح کے وقت خدا گویا پانی کے سیلابوں میں تنہا اور اس نے بدکاروں کو ہلاک کیا۔ (زبور ۹: ۷)

۱۱۔ مقابلہ کرو ۲۸: ۸ و ۹ و ۴۶ و ۴۷: ۱ - ۳ اور گنتی ۶: ۲۴ - ۲۶ سے۔ اپنی اُمّت کے لئے وہ امن و اطمینان کا خدا ہے۔

مزمور کے شروع میں تو ہم یہ دیکھتے ہیں کہ آسمان کھلا ہے اور خدا تخت نشین ہے اور فرشتے اس کے ارد گرد مدح سرائی کر رہے ہیں لیکن مزمور کے آخر میں اس کی اُمّت کا نظارہ ہے جب وہ دُنیا پر فتحمند ہوئی اور اس کو اطمینان کی برکت ملی۔

۳۰ زبور

داؤد کا مزمور مکان کی تقدیس کے وقت کا گیت

ایک مہلک بیماری سے شفا پا کر اور ان سبقوں کو یاد کر کے جو اس بیماری نے سکھائے تھے شکرگذاری کا اظہار کیا گیا۔ زبور نویس نے اپنی دعا کے جواب میں اپنی زندگی کے محفوظ رہنے کے لئے یاہوواہ کی تعریف کی (۱ - ۳) اور دینداروں کو دعوت دی کہ اس کے ساتھ شکرگذاری میں شریک ہوں (۴ و ۵) بعد ازاں اس نے خدا کی رحمتوں کے بارے میں اپنے تجربات کا بیان کیا۔ فارغ البالی کے وقت وہ کچھ گستاخ سا ہو گیا تھا لیکن جب خدا نے اپنے دستِ شفقت کو اُس پر سے ہٹا لیا اور وہ مصیبت میں مبتلا ہُوا (۶ و ۷ آیات) تب اس نے فریاد کی کہ خدا اس کی جان بچا لے (۸ - ۱۰) اور خدا نے اس کی یہ دعا قبول فرمائی۔ اس کو عمر درازی نصیب ہوئی تاکہ وہ خدا کی مدح سرائی کرے اور باقی عمر شکرگذاری میں گذارے (۱۱ و ۱۲)

عنوان ۔ نئے ترجمہ کے مطابق "داؤد کا مزمور" اور اس سے اس موقعہ کی طرف اشارہ ہے جس کے لئے یہ مزمور لکھا گیا تھا۔ البتہ مفسرین کا اس امر پر اتفاق نہیں کہ "**مکان**" سے کونسا مکان مراد ہے۔ ہیکل یا داؤد کا محل۔ "**تقدیس**" کا لفظ گھر یا شہر کی دیواروں کے لئے مستعمل ہُوا ہے (استثنا ۲۰: ۵ و نحمیاہ ۱۲: ۲۷) اور مقدس اشیا اور مکانوں کے لئے بھی (گنتی ۷: ۱۰ و ۱ سلاطین ۸: ۶۳ و عزرا ۶: ۱۶ و ۱۷) بعضوں نے داؤد کے محل کی تقدیس کے موقع سے اسے منسوب کیا (۲ سموئیل ۵: ۱۱) اور انہوں نے یہ سمجھا کہ اس نے مرضِ شدید سے ابھی شفا حاصل کی تھی۔ بعضوں کی یہ رائے ہے کہ جو جگہ ہیکل کے لئے چُنی گئی اس کی تقدیس کے موقع کی طرف اشارہ ہے (۱ - تواریخ ۲۱: ۲۶ و ۲۲: ۱) جب وبا موقوف ہو گئی۔ بعضوں کا قیاس یہ ہے کہ عنوان میں جس موقع کا ذکر ہے اس کے لئے یہ زبور تصنیف نہ ہُوا تھا بلکہ دوسری ہیکل کی تقدیس کے موقع کے لئے (عزرا ۶: ۱۶) یا بعد زمانہ میں عید تجدید کی تقریب منانے کے لئے چنانچہ یہودی طالمود میں یہ اسی موقعہ سے منسوب ہے۔ یہ عنوان مرکب ہے۔ یہ الفاظ "**مکان کی تقدیس کے وقت کا گیت**" ان لفظوں کے مابین ڈالے گئے ہیں "**ایک زبور اور داؤد کا**"۔ عیدِ تجدید کا ذکر یوحنا ۱۰: ۲۲ میں آیا ہے۔ یہ عید یہوداہ مکابی نے ۱۶۵ ق م میں مقرر کی۔ جب انطیوخس ایپی فینیس نے ہیکل کو ناپاک کیا تھا تو یہوداہ نے ہیکل کو صاف کیا۔ سوختنی قربانی کا نیا مذبح بنایا اور اس کی یادگار میں یہ عید مقرر ہوئی (۱ - مکابی ۴: ۵۲ و ۲ مکابی ۱۰: ۱)

لیکن اس سے یہ نتیجہ نہیں نکلتا کہ یہ مزمور ان موقعوں میں سے کسی کے لئے تصنیف ہُوا بلکہ یہ پہلے سے موجود اور مشہور تھا اور ایسی تقریبوں کے لئے یہ چُنا گیا۔ قوم کی ہستی معرضِ خطر میں تھی اور خدا نے عجیب طرح سے اسے بچا لیا اور اس کی شکرگذاری کا اظہار اس مزمور کے ذریعہ کیا گیا۔

یہ شکرگذاری زبور ۶ کی دعا کے مطابق ہے۔ حزقیاہ کی دعا میں (یسعیاہ ۳۸: ۱۰ - ۲۰) ایسے خیالات کا اظہار ہے۔

زبور ۳۰ ۔ داؤد کا مزمور۔ ہیکل کی تقدیس کے وقت کا گیت۔

(۱) اے خداوند! میں تیری تمجید کرونگا کیونکہ تُو نے مجھے سرفراز کیا ہے اور میرے دشمنوں کو مجھ پر خوش ہونے نہ دیا۔ (۲) اے خداوند! میرے

خدا! میں نے تجھ سے فریاد کی اور تُو نے مجھے شفا بخشی۔ (۳) اے خداوند! تُو میری جان کو پاتال سے نکال لایا ہے۔ تُو نے مجھے زندہ رکھا ہے کہ گور میں نہ جاؤں۔ (۴) خداوند کی ستایش کرو اے اُس کے مقدسو! اور اُس کے قدس کو یاد کر کے شکرگزاری کرو۔ (۵) کیونکہ اُس کا قہر دم بھر کا ہے۔

اُس کا کرم عمر بھر کا۔ رات کو شاید رونا پڑے پر صبح کو خوشی کی نوبت آتی ہے۔ (۶) میں نے اپنی اقبال مندی کے وقت یہ کہا تھا کہ مجھے کبھی جنبش نہ ہوگی۔ (۷) اے خداوند! تُو نے اپنے کرم سے میرے پہاڑ کو قائم رکھا تھا۔ جب تُو نے اپنا چہرہ چھپایا تو میں گھبرا اُٹھا۔ (۸) اے خداوند میں نے تجھ سے فریاد کی۔ میں نے خداوند سے مِنّت کی۔ (۹) جب میں گور میں جاؤں تو میری موت سے کیا فائدہ؟ کیا خاک تیری ستایش کرے گی؟ کیا وہ تیری سچائی کو بیان کرے گی؟ (۱۰) سن لے اے خداوند! اور مجھ پر رحم کر۔ اے خداوند! تُو میرا مددگار ہو۔ (۱۱) تُو نے میرے ماتم کو ناچ سے بدل دیا۔ تُو نے میرا ٹاٹ اُتار ڈالا اور مجھے خوشی سے کمربستہ کیا۔ (۱۲) تاکہ میری روح تیری مدح سرائی کرے اور چپ نہ رہے۔ اے خداوند میرے خدا! میں ہمیشہ تیرا شکر کرتا رہوں گا۔

۱-۳۔ دعا کے جواب میں موت سے مخلصی کے لئے شکرگزاری۔

"تمجید کروں گا": یا بلند کروں گا۔ یہی لفظ اس وقت آتا ہے جب خدا کسی کو بلند و سرفراز کرتا ہے۔ (۱-سموئیل ۲:۷) یا جب خطرہ میں سے نکال کر سلامتی کی جگہ میں رکھتا ہے (۹:۱۳ و ۲۷:۵) ایسی حالت میں ایسے شخص کا یہ فرض ہے کہ وہ خدا کی تعظیم کرے اور اسکی عظمت کا اظہار کرے۔

"سرفراز کیا": لفظی طور پر "کھینچ کر اوپر لے آیا"۔ خطرہ یا قبر کے گڑھے سے۔

"میرے دشمنوں کو": اگر یہ مرجاتا تو اس کے دشمن خوشی مناتے۔

۲۔ "شفا بخشی": یا بحال کیا۔

۳۔ اس کی بیماری ایسی خطرناک تھی کہ اس سے شفا پانا موت سے زندگی میں آنا تھا۔

۴ و ۵۔ دیندارول کو دعوت دی کہ وہ اس کے ساتھ مل کر خدا کی شکرگزاری کریں۔

۴۔ "قدس": یہ یاد دلاتا ہے کہ خدا کیا کچھ ہے (خروج ۳:۱۵) یہ اس کی قدسیت کی

یادگاری ہے کیونکہ خدا کی جس رحمت و وفاداری کا ذکر مزمور نویس نے کیا وہ اس کی قدسیت کے نور کی شعاعیں تھیں۔

۵۔ "عمر بھر کا": میں نور خوشی اور بختاوری کے تصورات داخل ہیں۔ مصیبت کو رات کی تاریکی سے تشبیہ دی گئی ہے اور صبح خوشی کا نشان (۴۹:۱۴، ۹۰:۱۴ وغیرہ)

۶ و ۷۔ مزمور نویس نے ماقبل آیت کی صداقت کو اپنے تجربہ سے واضح کیا۔

۶۔ "اقبال مندی کے وقت": اس میں بے پروائی کا خیال داخل ہے (امثال ۱:۳۲ و استثنا ۸:۱۰، ۳۲:۱۵ اور دانی ایل ۴:۲۷)

"جنبش نہ ہوگی": یہاں وہ بھول گیا کہ خدا پر توکل درکار ہے اور بیماریوں کی طرح غرور کے کنارے تک پہنچ گیا تھا۔

۷۔ "میرے پہاڑ کو": صیحون قدرتی طور پر بھی مضبوط تھا اور داؤد کی سلطنت کا نشان تھا۔ وہاں کے قلعہ اور سلطنت دونوں کو یا ہواہ کے ذریعہ قوت و طاقت حاصل تھی۔ البتہ تارگم میں یہ ترجمہ آیا ہے "تُو نے مجھے مضبوط پہاڑ پر قائم کیا" یہ محفوظ حالت کا نشان تھا۔

"اپنا چہرہ چھپایا": یعنی خدا کی مہربانی کو ہٹانا۔

۸-۱۰۔ مصیبت کے ذریعہ اس نے سیکھا کہ اس کو طاقت کہاں سے ملی اور دعا مانگنے لگا۔

۹۔ میرے قتل سے تجھے کیا حاصل ہوگا بلکہ تیرا ایک مداح کم ہو جائیگا۔ حزقیاہ کی دعا میں بھی یہی دلیل دی گئی (یسعیاہ ۳۸:۱۸ و ۱۹)

"خاک": سے مٹی مراد نہیں بلکہ قبر (۲۲:۱۵ و ۲۹)

"سچائی": خدا کی وفاداری (۲۵:۵)

۱۰۔ "سن لے": یعنی بار بار دعا مانگنے پر نظر کر۔

۱۱-۱۲۔ دعا کا جواب مل گیا۔ عمر کی درازی حاصل ہوگئی۔

۱۱۔ اس وقت پر نظر ڈالی جب اس کی دعا قبول ہوئی۔ غم اور خوشی کے نشانوں کا مقابلہ کیا گیا ہے۔ ٹاٹ ماتمی لباس تھا۔ اب خوشی کے ذریعہ انہوں نے عید کا لباس پہن لیا۔ (یسعیاہ ۶۱:۳)

۱۲۔ "میری روح": یا میری جان۔ دیکھو ۷:۵ کی شرح۔

"ہمیشہ" یعنی زندگی کے سارے ایام میں (۱-سموئیل ۱: ۲۲ و مکاشفہ ۲۲: ۳)

۳۱ زبور

اس مزمور میں مزمور نویس کی حالت یہ بیان ہوئی ہے کہ اس کا دل بھی اور بدن بھی ماندہ ہو گیا ہے۔ اگرچہ حقارت۔ بدنامی اور ایذارسانی اُس کے بخرہ میں آئی پھر بھی اس کا توکل خدا پر قائم رہا۔ خدا کی گذشتہ رحمتوں کی یاد سے اس کے ایمان نے اس کو تقویت دی جب وہ اپنی موجودہ حالت پر غور کرتا تو مایوسی آگھیرتی تھی کہ مایوسی کے بادل اُڑ جاتے اور خدا کی مہربانی و احسان کی شعاعیں اس کے دل کو منور کر دیتی ہیں۔

اس زبور کے تین حصے ہیں:-

اوّل۔ توکل کا اظہار اور مخلصی کے لئے دعائیں جن کا حصر گذشتہ رحمتوں پر ہے (۱-۸)

دوم۔ اس کی احتیاج کی شدت کی بنا پر التجا کہ جلد مدد پہنچے (۹-۱۸)

سوم۔ خدا کے احسان کی شکرگذاری اور سارے دینداروں سے درخواست کہ حوصلہ کریں (۱۹-۲۴)

اکثر قدیم مفسروں کا یہ گمان تھا کہ داؤد نے یہ مزمور اس وقت بنایا جب وہ معون کے بیابان میں تھا اور آیت ۲۲ کے ان الفاظ کا "میں نے گھبرا کر کہا" ۱-سموئیل ۲۳: ۲۶ سے مقابلہ کرو جہاں لکھا ہے کہ "داؤد نے ساؤل کے خوف سے جلدی کی" ۲۲ آیت میں "گھبرا کر" کا دوسرا ترجمہ یہ ہے "میں نے جلدی میں کہا" ستّروں کے ترجمہ کرنے والوں نے اس ۲۲ آیت میں اس زبور کے لکھے جانے کے موقع کی طرف اشارہ سمجھا (میں نے اپنی مایوسی میں کہا) ستّروں کا ترجمہ) لیکن آج کل کے مفسروں کا گمان ہے کہ یرمیاہ یا کوئی دوسرا نبی جو اس مصیبت میں تھا اس زبور کا مصنف ہوگا۔ مقابلہ کرو آیت ۱۰ کا یرمیاہ ۲۰: ۸ سے آیت ۱۲ کا یرمیاہ ۲۲: ۲۸ و ۴۸: ۳۸ سے آیت ۱۳ کا یرمیاہ ۲۰: ۱۰ سے۔ آیت ۱۷ کا یرمیاہ ۱۷: ۱۸ سے اور آیت ۲۲ کا نوحہ ۳: ۵۴ سے۔

یہ بھی ممکن ہے کہ یرمیاہ نے اس مزمور کے الفاظ کو استعمال کیا۔

بعضوں نے یہ بھی خیال پیش کیا ہے کہ چونکہ ۹-۱۸ کا لب و لہجہ ۱-۸ اور ۱۹-۲۴ تک سے کچھ متفرق ہے اس لئے شاید یہ آیات مابعد زمانہ میں ایزاد کی گئیں۔

لیکن اس قیاس پر بہت زور نہیں ڈال سکتے کیونکہ ایسا فرق غالباً موقعہ کی تبدیلی کی وجہ سے ہو۔

زبور ۳۱- میر مغنی کے لئے داؤد کا مزمور۔

(۱) اے خداوند! میرا توکل تجھ پر ہے۔ مجھے کبھی شرمندہ نہ ہونے دے۔ اپنی صداقت کی خاطر مجھے رہائی دے۔ (۲) اپنا کان میری طرف جھکا۔ جلد مجھے چھڑا۔ تو میرے لئے مضبوط چٹان میرے بچنے کو پناہ گاہ ہو۔ (۳) کیونکہ تو ہی میری چٹان اور میرا قلعہ ہے۔ اس لئے اپنے نام کی خاطر میری رہبری اور رہنمائی کر۔ (۴) مجھے اس جال سے نکال لے جو انہوں نے چھپ کر میرے لئے بچھایا ہے۔ کیونکہ تو ہی میرا محکم قلعہ ہے۔ (۵) میں اپنی روح تیرے ہاتھ میں سونپتا ہوں۔ اے خداوند! سچائی کے خدا! تو نے میرا فدیہ دیا ہے۔ (۶) مجھے ان سے نفرت ہے جو جھوٹے معبودوں کو مانتے ہیں میرا توکل تو خداوند ہی پر ہے۔ (۷) میں تیری رحمت سے خوش و خرم رہونگا کیونکہ تو نے میرا دکھ دیکھ لیا ہے۔ تو میری جان کی مصیبتوں سے واقف ہے۔ (۸) تو نے مجھے دشمن کے ہاتھ میں اسیر نہیں چھوڑا۔ تو نے میرے پاؤں کشادہ جگہ میں رکھے ہیں۔ (۹) اے خداوند! مجھ پر رحم کر کیونکہ میں مصیبت میں ہوں۔ میری آنکھ بلکہ میری جان اور میرا جسم سب رنج کے مارے گھلے جاتے ہیں۔ (۱۰) کیونکہ میری جان غم میں اور میری عمر کراہنے میں فنا ہوئی۔ میرا زور میری بدکاری کے باعث سے جاتا رہا اور میری ہڈیاں گھل گئیں۔ (۱۱) میں اپنے سب مخالفوں کے سبب سے اپنے ہمسایوں کے لئے از بس انگشت نما اور اپنے جان پہچانوں کے لئے خوف کا باعث ہوں۔ جنہوں نے مجھ کو باہر دیکھا مجھ سے دور بھاگے۔ (۱۲) میں مُردے کی مانند دل سے بھلا دیا گیا ہوں۔ میں ٹوٹے برتن کی مانند ہوں۔ (۱۳) کیونکہ میں نے بہتوں سے اپنی بدنامی سُنی ہے۔ ہر طرف خوف ہی خوف ہے جب انہوں نے مل کر میرے خلاف مشورہ کیا تو میری جان لینے کا منصوبہ باندھا۔ (۱۴) لیکن اے خداوند میرا توکل تجھ پر ہے۔ میں نے کہا تو میرا خدا ہے۔ (۱۵) میرے ایام تیرے ہاتھ میں ہیں۔ مجھے میرے دشمنوں اور ستانے والوں کے ہاتھ سے چھڑا۔ (۱۶) اپنے چہرے کو اپنے

بندے پر جلوہ گر فرما۔ اپنی شفقت سے مجھے بچالے۔(۱۷) اے خداوند! مجھے شرمندہ نہ ہونے دے کیونکہ میں نے تجھ سے دعا کی ہے۔ شریر شرمندہ ہوجائیں اور پاتال میں خاموش ہوں۔(۱۸) جھوٹے ہونٹ بند ہوجائیں جو صادقوں کے خلاف غرور اور حقارت سے تکبر کی باتیں بولتے ہیں۔(۱۹) آہ تو نے اپنے ڈرنے والوں کے لئے کیسی بڑی نعمت رکھ چھوڑی ہے جسے تو نے بنی آدم کے سامنے اپنے توکل کرنے والوں کے لئے تیار کیا۔(۲۰) تو ان کو انسان کی بندشوں سے اپنی حضوری کے پردہ میں چھپائیگا۔ تو ان کو زبان کے جھگڑوں سے شامیانہ میں پوشیدہ رکھیگا۔(۲۱) خداوند مبارک ہو! کیونکہ اُس نے مجھ کو محکم شہر میں اپنی عجیب شفقت دکھائی۔(۲۲) میں نے تو جلدبازی سے کہا تھا کہ میں تیرے سامنے سے کاٹ ڈالا گیا۔ تو بھی جب میں نے تجھ سے فریاد کی تو تُو نے میری منت کی آواز سن لی(۲۳) خداوند سے محبت رکھو اے اُس کے سب مقدسو! خداوند ایمانداروں کو سلامت رکھتا ہے اور مغروروں کو خوب ہی بدلہ دیتا ہے(۲۴) اے خداوند پر آس رکھنے والو! سب مضبوط ہو اور تمہارا دل قوی رہے۔

۱-۸- ایمان کی دعا۔

۱- "شرمندہ ہونے نہ دے" یعنی ایسا نہ ہو کہ میرا توکل باطل ثابت ہو۔
"اپنی صداقت کی خاطر" یعنی اپنے بندہ کو ترک کرنا یہوواہ کی صداقت کے خلاف ہوگا۔

۲و۳- میں تو تجھے اپنا مضبوط قلعہ سمجھتا ہوں تُو اُس کو ثابت کرکے دکھادے۔
"اپنے نام کی خاطر" یعنی جیسا تو نے اپنے تئیں ظاہر کیا تھا اور جیسا میں نے تجھ کو سمجھا تھا ویسا ہی تو اپنے تئیں اب ثابت کر (زبور ۲۳: ۲و۳)

۴- دشمنوں کو صیاد سے تشبیہ دی (۹: ۱۵و۲۵: ۱۵)

۵- مزمور نویس کی جان گویا ایک قیمتی شے ہے جسے وہ امانتاً خدا کے سپرد کرتا ہے (ایوب ۱۰: ۱۲و۱۷) ہمارے خداوند نے بھی یہی الفاظ صلیب پر استعمال کئے (لوقا ۲۳: ۴۶) حکمت کی کتاب کے ۳: ۱ میں یہ الفاظ آتے ہیں "راستبازوں کی روحیں خدا کے ہاتھ میں ہیں" مقابلہ کرو یوحنا ۱۰: ۲۸ و ۲۔تمتھیس ۱: ۱۲

و ۱-پطرس ۴: ۱۹)

۶- جھوٹے معبودوں کے ماننے والوں سے مجھے کچھ ہمدردی نہیں۔
جھوٹے معبود ہیچ اور لغو ہیں۔ ان کی کوئی حقیقی ہستی نہیں کیونکہ حقیقی خدا "جو ہے" کی ضد ہیں۔ (استثنا ۳۲: ۴ و ۲۱ و یرمیاہ ۸: ۱۹)

۷- گذشتہ زمانہ کے تجربہ کی بنا پر درخواست۔

۸- "تو نے مجھے ایسی جگہ کھڑا کیا جہاں میں آزادی سے چل پھر سکتا ہوں۔"

۹-۱۸- اس زبور کے بیچ میں تبدیلی ظاہر ہوتی ہے۔

۱۲- جیسے مُردگان فراموش ہوجاتے ہیں ویسا میں فراموش ہوگیا۔ میں ٹوٹے برتن کی طرح ہوں جس کو لوگ باہر پھینک دیتے اور بھول جاتے ہیں (یرمیاہ ۲۲: ۲۸)

۱۳- یرمیاہ نے اپنی مصیبت کو انہی الفاظ میں بیان کیا (یرمیاہ ۲۰: ۱۰)
"ہر طرف خوف" یہ اس کا خاص محاورہ ہے (۶: ۲۵ و ۲۰: ۳ و ۴ و ۴۶: ۵ و ۴۹: ۲۹ و نوحہ ۲: ۲۲)

۱۴- لوگ تو اس کی طرف سے منہ پھیرتے ہیں لیکن وہ خدا کی طرف پھرتا ہے۔

۱۵- "میرے ایام" میرے اوقات۔ یعنی میری زندگی کے انقلابات تیرے ہاتھ میں ہیں۔

۱۷- پہلی آیت کی دعا کا تکرار ہے۔ مقابلہ کرو ۲۵: ۲ و ۳ و یرمیاہ ۱۷: ۱۸ سے۔

۱۸- مقابلہ کرو ۱۲: ۳ و ۹۴: ۴ سے۔

۱۹-۲۴- خوشی کی شکرگذاری۔ پہلی حالت اور اس حالت میں کچھ وقفہ ہوگا۔ دعا سنی گئی اور خطرہ جاتا رہا۔

۱۹و۲۰- جو خدا سے ڈرتے ہیں ان کیلئے خدا کی مہربانی بے قیاس خزانے کی مانند ہے (مقابلہ کرو ۲۷: ۵ سے)

۲۰- "حضوری کے پردہ میں" خیمہ میں جو چھپنے کی جگہ تھی وہ اب اس کی حضوری کا پردہ ہے۔ بدی کی کوئی تاریکی خدا کے چہرہ کی روشنی میں پہنچ نہیں سکتی۔

۲۱و۲۲- شکرگذاری۔
"محکم شہر میں" جہاں دشمن نہ جاسکے۔ بعض مفسروں نے یہاں یہ سمجھا کہ جب داؤد قعیلہ سے بچ نکلا تھا اس وقت کی طرف یہاں اشارہ ہے۔

۲۳و۲۴- آخر میں ایمانداروں کو نصیحتیں۔

شریروں کو سزا دینا مقدسوں کی فتح کا گویا تکملہ ہے۔

۲۴- "بھروسہ رکھنے والے" یا انتظار کرنے والے۔

۳۲ زبور

زبور نویس نے اپنے تجربہ کی بنا پر معافی کی مبارک حالت کا ذکر کیا ہے اور یہ تعلیم دی ہے کہ معافی حاصل کرنے کی لازمی شرط گناہ کے لئے پشیمانی اور توبہ ہے (۱ و ۲ آیات) وہ خود سخت گناہ کا مرتکب ہوُا اور جب تک وہ اپنے گناہ کو تسلیم کرنے سے انکار کرتا رہا اس کو باطنی عذاب سے مخلصی حاصل نہ ہوئی۔ (۳ و ۴) لیکن گناہوں کا اقرار کرتے ہی اسے معافی مل گئی (آیت ۵) اور اپنے تجربے کو پیش کرکے اس نے دینداروں کو یہ نصیحت کی کہ جب تک وقت ہے وہ دعا مانگیں (۶ آیت) جب اس نے یا ہواہ پر اپنے توکل کا اقرار کیا تو خدا نے بہت مہربانی سے اس کی ہدایت کا وعدہ کیا (۷ و ۸ آیات)۔ پھر عوام الناس سے مخاطب ہو کر یہ نصیحت کی کہ خدا کی مرضی کی مخالفت کرنا احمق پن ہے (۹ آیت) اور دینداروں اور شریروں کے انجام کا مقابلہ کیا (۱۰ آیت) اور پھر راستبازوں کو نصیحت دی کہ وہ خوشی منائیں (۱۱ آیت)

عام رائے یہ ہے کہ بنت سبع کے ساتھ گناہ اور اوریاہ کے قتل کے ارتکاب کے بعد داؤد نے یہ زبور تیار کیا قریباً سال بھر اس نے اپنے گناہ کو تسلیم نہ کیا اگرچہ اس کا ضمیر برابر چٹکیاں لیتا رہا اور شاید بیماری میں بھی مبتلا ہوُا (۳ و ۴ آیات) لیکن ناتن نبی کے آنے پر وہ اپنے گناہ کا قائل ہوُا اور زار و زار رو کر توبہ کی۔ غالباً اس کی توبہ کا پہلا اظہار زبور ۵۱ میں ہوُا اور ۳۲ زبور اس سے کچھ دیر بعد لکھا گیا جب کہ اس کو کافی موقعہ ملا کہ اپنے ماضی پر سنجیدگی سے غور کرے اس لئے اس نے دوسروں کی نصیحت کے لئے اپنے تجربہ کو قلمبند کیا۔

اس زبور کے سبقوں کا خلاصہ امثال ۲۸: ۱۳ یا ۱- یوحنا ۱: ۸ و ۹ میں پایا جاتا ہے توبہ کے سات مزامیر میں سے یہ دوسرا مزمور ہے (۶ زبور کی شرح دیکھو) اور روزوں کے پہلے دن یعنی ایش ونزڈے (توبہ کے بدھ) کے لئے مقرر ہے۔ بزرگ اگستین کو اس مزمور سے بہت لگاؤ ہوُا کرتا تھا وہ رو رو کے اس کو پڑھتا تھا اور اس کی وفات

سے پیشتر اس کی بیماری کے کمرہ کی دیوار پر یہ لکھا گیا تاکہ بیماری میں اس کو پڑھ کر اسے تسلی ملتی رہے۔

زبور ۳۲- داؤد کا مزمور مشکیل۔

(۱) مبارک ہے وہ جس کی خطا بخشی گئی اور جس کا گناہ ڈھانکا گیا۔ (۲) مبارک ہے وہ آدمی جس کی بدکاری کو خداوند حساب میں نہیں لاتا اور جس کے دل میں مکر نہیں۔ (۳) جب میں خاموش رہا تو دن بھر کے کراہنے سے میری ہڈیاں گھل گئیں۔ (۴) کیونکہ تیرا ہاتھ رات دن مجھ پر بھاری تھا میری تراوٹ گرمیوں کی خشکی سے بدل گئی۔ (سلاہ) (۵) میں نے تیرے حضور اپنے گناہ کو مان لیا اور اپنی بدکاری کو نہ چھپایا۔ میں نے کہا میں خداوند کے حضور اپنی خطاؤں کا اقرار کروں گا اور تو نے میرے گناہ کی بدی کو معاف کیا۔ (سلاہ) (۶) اسی لئے ہر دیندار تجھ سے ایسے وقت میں دعا کرے جب تو مل سکتا ہے۔ یقیناً جب سیلاب آئے تو اُس تک نہیں پہنچیگا۔ (۷) تو میرے چھپنے کی جگہ ہے۔ تو مجھے دکھ سے بچائے رکھیگا۔ تو مجھے رہائی کے نغموں سے گھیر لیگا (سلاہ) (۸) میں تجھے تعلیم دونگا اور جس راہ پر تجھے چلنا ہو گا تجھے بتاؤنگا۔ میں تجھے صلاح دونگا۔ میری نظر تجھ پر ہوگی۔ (۹) تم گھوڑے یا خچر کی مانند نہ بنو جن میں سمجھ نہیں۔ جن کو قابو میں رکھنے کا ساز دہانہ اور لگام ہے ورنہ وہ تیرے پاس آنے کے بھی نہیں۔ (۱۰) شریر پر بہت سی مصیبتیں آئینگی پر جس کا توکل خداوند پر ہے رحمت اسے گھیرے رہیگی (۱۱) اے صادقو! خداوند میں خوش و خرم رہو۔ اور اے راست دلو! سب خوشی سے للکارو۔

۱ و ۲ معافی کی مبارک حالت۔ پولس نے اس آیت کو استعمال کیا (رومیوں ۴: ۶ وغیرہ)

۱- "مبارک" زبور ۱: ۱ سے مقابلہ کرو۔ زبور کی کتاب کی پہلی مبارک بادی راستباز زندگی کے لئے لیکن چونکہ "ایسا کوئی نہیں جس نے گناہ نہ کیا ہو" (۱- سلاطین ۸: ۴۶) اس لئے دوسری مبارکبادی سچے تائب شخص کے لئے ہے۔

گناہ کے لئے یہ تین الفاظ آئے ہیں۔ گناہ۔ خطا۔ بدکاری جس سے گناہ کے تین پہلو ظاہر کئے گئے (۱) گناہ کے لئے جو لفظ ہے اس کے معنی بغاوت یا خدا سے ترکِ تعلق

کرتا ہے۔(۲) دوسرا لفظ خطا ہے جس کے معنی گمراہ ہونا یا نشانہ خطا کرنا ہے۔(۳) تیسرے لفظ سے مراد آدمی کی اخلاقی گراوٹ ہے۔ مقابلہ کرو ۳۲:۵ و ۱:۵۱-۳ و خروج ۳۴:۷)

اسی طرح معافی کا بھی تین طرح سے ذکر ہوا (۱) بوجھ کا اتارنا (یوحنا ۱:۲۹)(۲) ڈھانکنا۔ پردہ ڈالنا تاکہ حاکم کی نظر سے گناہ کی خرابی چھپ جائے اور سزا نہ ملے۔ (۳) قرض کا اُتارنا، ورثا ناجواب مقروض کے حساب میں شمار نہیں کیا جاتا (۲ سموئیل ۱۹:۹)

۲- "دل میں مکر نہیں"۔ انسان کی طرف سے معافی کی شرط صدق دلی ہے۔ اپنے نفس اور خدا کو دھوکا دینے کی حرکت نہ ہو (۱-یوحنا ۱:۸)

۳ و ۴- اگرچہ زبور نویس نے دیر تک اپنے گناہ کو تسلیم نہ کیا لیکن خدا نے اس کو ترک نہ کیا (ایوب ۳۳:۱۶)

"سلاہ" مزمور نویس کے دلی غم کا اظہار بذریعہ باجا۔

۵- بحالی کا طریقہ۔ جب تک انسان اپنے گناہ کو چھپانے کی کوشش ترک نہ کرے اس کا گناہ خدا سے چھپ نہیں سکتا۔

"تو نے" لفظ تو پر زور ہے۔ اس آیت کے آخر میں سلاہ اس امر کا نشان ہے کہ معافی کی خوشی باجے کے ذریعہ ظاہر ہو۔

۶- تجربہ کی بنا پر نصیحت۔

"ایسے وقت میں جب تو مل سکتا ہے" عبرانی کا لفظی ترجمہ "پائے جانے کے وقت" (۱۳:۶۵)۔ ایک ایسا وقت بھی ہے جب وہ مل نہیں سکتا (امثال ۱:۱۸)

۷- "تو میرے چھپنے کی جگہ" (۲۷:۵ و ۳۱:۲۰ و ۹۱:۱)

۸- یہاں کون متکلم ہے؟ مزمور نویس یا خدا؟ غالباً خدا متکلم ہے۔

۹ و ۱۰- عوام کو نصیحت۔ جو خدا کی تعلیم کو نہیں سنتا وہ حیوان کی مانند ہے (یسعیاہ ۱:۲ و ۱۴)

۱۱- مقابلہ کرو: ۱۱۸ و ۳۳:۱ و نحمیاہ ۸:۱۰ و فلپیوں ۳:۱ و ۴:۴ و ۱-تھسلنیکیوں ۵:۱۶

۳۳ زبور

پچھلے مزمور میں خدا کی حمد کی جو دعوت تھی وہ اس مزمور کے شروع میں دُہرائی گئی ہے اور جن وجوہ کی بنا پر خدا کی حمد کی جاتی ہے ان کا ذکر ہے۔ ۳۲:۱۱ میں جو دعوت تھی اس کا یہ جواب ہے اور رہائی کے گیتوں کی مثال ہے جس کا ذکر ۳۲:۷ میں ہوا تھا۔ پھر بھی ۳۲ زبور سے یہ متفرق ہے۔ ۳۲ زبور کا حصر خاص شخصی تجربے پر ہے لیکن ۳۳ زبور تعریف کا جماعتی گیت ہے۔ شاید کسی قومی مخلصی کے موقعہ پر بنایا گیا۔

پہلی کتاب کے عام قانون کے خلاف اس مزمور کا عبرانی میں کوئی عنوان نہیں۔ اگرچہ سترجمہ کے ترجمہ میں یہ داؤد سے منسوب کیا گیا۔

یہ غیر قوموں سے کسی مخلصی پانے کی یادگار ہے (۱۰ و ۱۱ و ۱۶ آیات) پھر بھی ہم اس مزمور کی تاریخ اور موقع ٹھیک طور سے بتا نہیں سکتے۔ اگرچہ زبور ۱۴۷ سے یہ کچھ مشابہ ہے لیکن بحالی کے زمانے کی طرف کوئی اشارہ اس میں پایا نہیں جاتا۔

اس کے مضامین کو ہم یوں تقسیم کر سکتے ہیں:- ۱-۳ حمد کے لئے دعوت۔ وہ ان آخری (۲۰-۲۲) آیات کے مطابق ہے جہاں یہوواہ پر توکل رکھنے کا اظہار ہے۔ ان دونوں کے درمیان مزمور کا خاص حصہ ہے اور ان وجوہ کا بیان ہے جن کے باعث یہوواہ کی حمد و تعریف کرنی چاہئے۔ اس کے یہ حصے ہیں۔ اوّل۔ عام طور پر یہوواہ کی اخلاقی صفات کے باعث اس کی تعریف واجب ہے (۴ و ۵)۔ پھر اس کی قدرت کاملہ کے باعث (۶-۹) اس کی حکومت کاملہ کے باعث (۱۰ و ۱۱) دوم۔ خاص طور پر اس لئے اُس کی تعریف کریں کہ اس نے قوموں میں سے بنی اسرائیل کو اپنی خاص اُمت ہونے کے لئے چن لیا (۱۲-۱۵) مادی طاقت دھوکا ہے (۱۶ و ۱۷) لیکن یہوواہ اپنی اُمت کا معتبر محافظ ہے (۱۸ و ۱۹) ۴ سے ۹ تک کی آیات میں دو دو یا چار چار مصرعے ہیں۔

زبور ۳۳- (۱) اے صادقو! خداوند میں شادمان رہو۔ حمد کرنا راستبازوں کو زیبا ہے۔ (۲) ستار کے ساتھ خداوند کا شکر کرو۔ دس تار کی بربط کے ساتھ اُس کی ستایش کرو۔ (۳) اس کے لئے نیا گیت گاؤ۔ بلند آواز کے ساتھ اچھی طرح بجاؤ کیونکہ خداوند کا کلام راست ہے اور اس کے سب کام باوفا ہیں۔

(۵) وہ صداقت اور انصاف کو پسند کرتا ہے۔ زمین خداوند کی شفقت سے معمور ہے۔ (۶) آسمان خداوند کے کلام سے اور اُس کا سارا لشکر اُس کے منہ کے دم سے بنا۔ (۷) وہ سمندر کا پانی تودے کی مانند جمع کرتا ہے وہ گہرے سمندروں کو مخزنوں میں رکھتا ہے۔ (۸) ساری زمین خداوند سے ڈرے۔ جہان کے سب باشندے اُس کا خوف رکھیں۔ (۹) کیونکہ اُس نے فرمایا اور ہو گیا۔ اُس نے حکم دیا اور وقوع ہوا۔ (۱۰) خداوند قوموں کی مشورت کو باطل کر دیتا ہے۔ وہ اُمتوں کے منصوبوں کو ناچیز بنا دیتا ہے۔ (۱۱) خداوند کی مصلحت ابد تک قائم رہیگی اور اس کے دل کے خیال نسل در نسل۔ (۱۲) مبارک ہے وہ قوم جس کا خدا خداوند ہے اور وہ اُمت جس کو اُس نے اپنی ہی میراث کے لئے برگزیدہ کیا۔ (۱۳) خداوند آسمان پر سے دیکھتا ہے۔ سب بنی آدم پر اُس کی نگاہ ہے۔ (۱۴) اپنی سکونت گاہ سے وہ زمین کے سب باشندوں کو دیکھتا ہے۔ (۱۵) وہی ہے جو اُن سب کے دلوں کو بناتا اور اُن کے سب کاموں کا خیال رکھتا ہے۔ (۱۶) کسی بادشاہ کو فوج کی کثرت نہ بچائیگی۔ اور کسی زبردست آدمی کو اُس کی بڑی طاقت رہائی نہ دیگی۔ (۱۷) بچ نکلنے کے لئے گھوڑا بیکار ہے۔ وہ اپنی شہزوری سے کسی کو نہ بچائیگا۔ (۱۸) دیکھو! خداوند کی نگاہ اُن پر ہے جو اس سے ڈرتے ہیں۔ جو اس کی شفقت کے اُمیدوار ہیں۔ (۱۹) تاکہ اُن کی جان موت سے بچائے اور قحط میں اُن کو جیتا رکھے۔ (۲۰) ہماری جان کو خداوند کی آس ہے۔ وہی ہماری کمک اور ہماری سپر ہے۔ (۲۱) ہمارا دل اُس میں شادمان رہیگا کیونکہ ہم نے اُس کے پاک نام پر توکل کیا ہے۔ (۲۲) اے خداوند! جیسی تجھ پر ہماری آس ہے ویسی ہی تیری رحمت ہم پر ہو!

۱۔ "شادمان رہو"۔ خوشی کا نعرہ مارو۔ یہاں راستبازوں اور صادقوں سے حقیقی اسرائیلی مراد ہیں۔ تعریف کرنا ان کا فرض اور ان کی عزت ہے۔ ان کو منہ کو تعریف زیب دیتی ہے۔

۲۔ "ستار اور بربط" دونوں تاردار باجے تھے اگرچہ شکل میں متفرق تھے۔

۳۔ "نیا گیت" نئی رحمتوں کی وجہ سے (۴۰: ۳ و ۹۶: ۱ و ۹۸: ۱ و یسعیاہ ۴۲: ۱۰ و مکاشفہ ۵: ۹)

۴ و ۵۔ یہواہ کی اخلاقی صفات مثلاً یہواہ کا کلام راست ہے۔ سارے کام وفا کے۔ یہاں کلام اور کام محدود نہیں۔ جو کچھ اس کی مرضی کا اظہار ہے وہ سب ان دو الفاظ میں شامل ہے (یعقوب ۱: ۱۷)

۵۔ "صداقت"۔ عدل کا اصول ہے۔ عدالت اس اصول کی عملی صورت ہے۔

۶۔ ۹ خیال کا اظہار ہے۔ اس کی مرضی کا حکم ہے۔ جونہی اس نے خیال کیا اور چاہا وہیں جہان بن گیا۔

۶۔ "خداوند کا کلام" اور اس کے منہ کا دم مترادف ہیں۔ یوحنا ۱: ۳ میں جو کلام کی تعلیم ہے اس کا اشارہ یہاں پایا جاتا ہے۔

"اُس کا سارا لشکر" (پیدائش ۲: ۱) سورج۔ چاند۔ ستارے (یسعیاہ ۴۰: ۲۶)

۷۔ خشکی اور تری کی جدائی (پیدائش ۱: ۹ و ۱۰)

تودے کی مانند۔ ساحل سے سمندر کا پانی تودے کی شکل میں دکھائی دیتا ہے۔ (خروج ۱۵: ۸) بعض قدیم ترجموں میں تودہ یا مشک ترجمہ کیا گیا۔ خالق کی غیر محدود طاقت کے آگے سطح سمندر اس پانی کی مشک کی طرح ہے جو مسافر سفر میں ساتھ لے جاتے ہیں۔ یسعیاہ ۴۰: ۱۲ و ۱۵۔ مقابلہ کرو ایوب ۳۸: ۳۷

"گہرے سمندروں" (پیدائش ۷: ۱۱ و زبور ۷۸: ۱۵) اسی طرح ہوا کے مخزنوں کا ذکر ہے۔ (۱۳۵: ۷ و یرمیاہ ۱۰: ۱۳)۔ ایسا ہی برف اور اولوں کے مخزنوں کا مذکور ہے (ایوب ۳۸: ۲۲)

۸ و ۹۔ قادر مطلق خالق کی تعظیم سب پر واجب ہے (عاموس ۴: ۱۳ و ۵: ۸ و ۹: ۶)

۹۔ "اُس نے" اس پر زور ہے (پیدائش ۱: ۳ و ۷)

۱۰۔ عام صداقت کا اظہار ہے۔

۱۱۔ خداوند کے ارادہ اور خیالوں کا مقام۔ مقابلہ انسان کے ارادہ اور خیال سے کیا گیا۔ خدا کا ارادہ اس کے کاموں کی طرح قائم رہتا ہے۔ لیکن انسان کا ارادہ قائم نہیں رہتا۔ چنانچہ سبعین کے ترجمہ میں یہ جملہ پایا جاتا ہے اور انگریزی نماز کی کتاب میں

بھی اس زبور میں یہ جملہ آتا ہے۔ البتہ اُردو ترجمہ کی کتاب میں نہیں۔

۱۲-۱۹- اب مزمور نویس برگزیدہ اُمّت کی طرف متوجہ ہوتا ہے۔

۱۲- "مبارک ہے" اس مبارکبادی کا حصہ استثنا ۳۳: ۲۹ اور استثنا ۴: ۶-۸ پر ہے۔ اس آیت کا پہلا حصہ قدرے تبدیلی کے ساتھ زبور ۱۴۴: ۱۵ میں ہے اور دوسرا حصہ زبور ۲۸: ۹ میں۔

۱۳ و ۱۴ میں مزمور نویس نے خدا کی ہمہ دانی کا ذکر کیا تاکہ اس کی اُمّت کے خاص حصوں پر زور دے۔ چونکہ خدا آسمان میں تخت نشین ہے (۱-سلاطین ۸: ۳۹) اس لئے وہ کل نوع انسان کو دیکھتا ہے۔

۱۵- جس نے انسان کو بنایا وہ اس کے دل کے حال سے بھی واقف ہے (۹۴: ۹) جیسے خدا نے شروع میں انسان کو بنایا تھا اسی طرح وہ انواع و افراد کے دلوں کو بناتا رہتا ہے (زکریاہ ۱۲: ۱)

ایک معنی میں ہر شے خدا کی تجویز اور ارادہ کے زیر اثر ہے۔

۱۶- جنگ میں لشکر کے زور پر نہیں بلکہ آسمانی مدد کے ذریعہ فتح نصیب ہوتی ہے۔ فرعون اس کا لشکر اور گاڑی گھوڑے غرق ہو گئے (خروج ۱۴: ۱۷ و ۱۵: ۴) لیکن بنی اسرائیل صحیح و سلامت رہے۔

۱۷- "گھوڑا" بنی اسرائیل گھوڑوں کے رسالوں سے نہایت خوف زدہ ہوتے تھے۔ لیکن یہ محض دھوکا تھا۔ نہ سلامتی ان سے ملتی ہے اور نہ فتح اور رہائی حاصل ہوتی ہے (امثال ۲۱: ۳۱)

۱۸- "خداوند کی نگاہ" (۲۲: ۸ و ۳۴: ۱۵ و عزریاہ ۵: ۵ و ایوب ۳۶: ۷ و ۱-پطرس ۳: ۱۲)

۱۹- "موت سے" یعنی جنگ یا وبا کے ذریعہ موت کیونکہ کال تو فلسطین میں ایک عام واقعہ تھا (۳۷: ۱۹)

۲۰- "آس" ۱۰۶: ۱۳ و یسعیاہ ۸: ۱۷ و ۳۰: ۱۸ وغیرہ۔ "کمک اور سپر" استثنا ۳۳: ۲۹ و زبور ۳: ۳)

۲۱- "پاک نام" شرح کے لئے دیکھو ۳۰: ۴ کی شرح۔

۳۴ زبور

یہ بھی تعریف کا گیت ہے (اس کی پہلی آیت کا مقابلہ ۳۳: ۱ سے کرو) مزمور نویس دوسروں کو دعوت دیتا ہے کہ اس کے ساتھ مل کر شکر گزاری کریں کہ یہواہ ان کی نگرانی اور خبر گیری کرتا ہے جو اس کا خوف رکھتے ہیں چنانچہ اس کا اس نے خود تجربہ کیا اور دیگر مقدسوں نے بھی کیا تھا جب وہ مصیبتوں سے گھر گئے تھے (۱-۱۰) پھر ایک معلم کی حیثیت سے اس نے خوف الٰہی کے فوائد بیان کئے اور خدا کا خوف رکھنے والوں کو جو برکتیں ملتی ہیں ان کی بنا پر وہ اسے دوسروں کے سامنے پیش کرتا ہے (۱۱-۲۲)

اس مزمور کا گہرا تعلق ۲۵ زبور سے ہے۔ یہ دونو حروف تہجی کے مزامیر ہیں۔ صرف یہ کمی ہے کہ جو آیت واو سے شروع ہو وہ پائی نہیں جاتی۔ بعضوں نے اس کمی کی یہ تشریح کی ہے کہ جو آیت ہ سے شروع ہوتی ہے اس کو دو حصوں میں تقسیم کر کے ہ اور واو کر دیا ہے۔ بعضوں نے اس کمی کو اس طرح پورا کیا کہ آخر میں جو آیت ف سے شروع ہوتی ہے اس پر ایک آیت بڑھا کر ۲۲ تعداد حروف تہجی کو پورا کیا۔ علاوہ ازیں یہ دونو مزامیر امثال کی کتاب کے مضمون سے بہت مشابہت رکھتے ہیں۔

عنوان میں یہ داؤد سے منسوب ہے اور یہ لکھا ہے "جس وقت اس نے ابی ملک کے سامنے اپنی وضع بدلی اور وہاں سے خارج ہونے پر چلا گیا۔" اس واقعہ کا ذکر ۱-سموئیل ۲۱: ۱۱ وغیرہ میں آیا ہے البتہ وہاں اس فلسطی بادشاہ کا نام اکیش آیا ہے۔ جب ساؤل نے نوب کے کاہنوں کو قتل کرایا تو داؤد جات کو بھاگ گیا۔ یہ ایک حیلہ تھا جو فاش ہو گیا اور اس دیوانگی کے بہانے اس کی جان بچ گئی۔ زبور ۵۶ کا عنوان بھی اسی موقع کے ساتھ تعلق رکھتا ہے۔

زمانہ حال کے مفسرین اس عنوان کو کچھ وقعت نہیں دیتے۔ ان کے خیال میں یہ زبور اس موقع کے لئے موزوں نہیں۔ غالباً یہ زبور مابعد زمانہ کا ہے۔ غالباً محرر یا کاتب نے اسموئیل سے یہ عنوان لیا اور غلطی سے اکیش کی جگہ ابی ملک رکھ دیا۔ نام کے اختلاف کی تشریح یوں بھی کی جاتی ہے کہ "ابی ملک" شخصی نام نہ تھا بلکہ وہاں کے بادشاہ کا خطاب تھا جیسے مصر میں فرعون اور عمالیقیوں میں اجاج بادشاہوں کا خطاب تھا۔

یہ بھی تسلیم کرنا پڑتا ہے کہ اس مزمور کا لب و لہجہ اور طرز عبارت امثال کی کتاب سے

مشابہ ہے اور مابعد زمانہ کا معلوم ہوتا ہے۔

قدیم کلیسیا میں یہ مزمور یوخرستک مزامیر میں شامل تھا۔ غالباً آیت ۸ کے باعث یہ ان مزامیر میں شمار ہوا۔

اد ۱۵ آیات کے ذریعہ اس کا تعلق ۲۲:۱ و ۱۸ سے اور آیت ۷ کے ذریعہ اس کا تعلق ۳۵:۵ و ۶ سے قائم ہوتا ہے۔

زبور ۳۴ - داؤد کا مزمور۔ اُس وقت کا جب اُس نے ابی ملک کے سامنے اپنی وضع بدلی جس نے اُسے نکال دیا اور وہ چلا گیا۔

(۱) میں ہر وقت خداوند کو مبارک کہونگا۔ اُس کی ستائش ہمیشہ میری زبان پر رہیگی۔ (۲) میری روح خداوند پر فخر کریگی۔ حلیم یہ سنکر خوش ہونگے۔ (۳) میرے ساتھ خداوند کی بڑائی کرو۔ ہم مل کر اُس کے نام کی تمجید کریں۔ (۴) میں خداوند کا طالب ہوا۔ اس نے مجھے جواب دیا اور میری ساری دہشت سے مجھے رہائی بخشی۔ (۵) انہوں نے اس کی طرف نظر کی اور منوّر ہو گئے اور ان کے مُنہ پر کبھی شرمندگی نہ آئیگی۔ (۶) اس غریب نے دہائی دی۔ خداوند نے اس کی سنی اور اسے اس کے سب دُکھوں سے بچا لیا۔ (۷) خداوند سے ڈرنے والوں کی چاروں طرف اُس کا فرشتہ خیمہ زن ہوتا ہے اور ان کو بچاتا ہے۔ (۸) آزما کر دیکھو کہ خداوند کیسا مہربان ہے۔ مبارک ہے وہ آدمی جو اُس پر توکل کرتا ہے۔ (۹) خداوند سے ڈرو اُس کے مقدسو! کیونکہ جو اُس سے ڈرتے ہیں ان کو کچھ کمی نہیں۔ (۱۰) ببر کے بچے تو حاجتمند اور بھوکے ہوتے ہیں پر خداوند کے طالب کسی نعمت کے محتاج نہ ہونگے۔ (۱۱) اے بچو! آؤ میری سنو۔ میں تم کو خدا ترسی سکھاؤنگا (۱۲) وہ کون آدمی ہے جو زندگی کا مشتاق ہے اور بڑی عمر چاہتا ہے تاکہ بھلائی دیکھے؟ (۱۳) اپنی زبان کو بدی سے باز رکھ اور اپنے ہونٹوں کو دغا کی بات سے (۱۴) بدی کو چھوڑ اور نیکی کر۔ صلح کا طالب ہو اور اسی کی پیروی کر۔ (۱۵) خداوند کی نگاہ صادقوں پر ہے اور اس کے کان اُن کی فریاد پر لگے رہتے ہیں۔ (۱۶) خداوند کا چہرہ بدکاروں کے خلاف ہے تاکہ ان کی یاد زمین پر سے مٹا دے۔ (۱۷) صادق چلّائے اور خداوند نے

سنا اور اُن کو اُن کے سب دُکھوں سے چھڑایا۔ (۱۸) خداوند شکستہ دلوں کے نزدیک ہے اور خستہ جانوں کو بچاتا ہے۔ (۱۹) صادق کی مصیبتیں بہت ہیں لیکن خداوند اُس کو ان سب سے رہائی بخشتا ہے۔ (۲۰) وہ اُس کی سب ہڈیوں کو محفوظ رکھتا ہے۔ اُن میں سے ایک بھی توڑی نہیں جاتی۔ (۲۱) بدی شریر کو ہلاک کردیگی اور صادق سے عداوت رکھنے والے مجرم ٹھہرینگے۔ (۲۲) خداوند اپنے بندوں کی جان کا فدیہ دیتا ہے اور جو اُس پر توکل کرتے ہیں ان میں سے کوئی مجرم نہ ٹھہریگا۔

---

۱ و ۲ - تعریف کا عزم۔

۲ - "خداوند کو" یہ الفاظ اصل میں شروع میں ہیں اور ان پر زور ہے۔ وہ اُن کی ہمدردی طلب کرتا ہے جنہوں نے دُکھوں کے ذریعہ فروتنی سیکھی۔

۳ و ۴ - فروتنوں سے مخاطب ہے کہ وہ اس کی مخلصی کے لئے شکرگذاری میں شریک ہوں۔

۳ - "بڑائی کرو" جب آدمی خدا کی بڑائی تسلیم کرتا اور مناتا ہے تب خدا گویا بڑا ہو جاتا ہے (استثنا ۳۲:۳) اور جب وہ اقرار کرتا ہے کہ خدا سبھوں سے بالا ہے تب اُس کے نام کی بڑائی ہوتی ہے۔

۵ و ۶ - خداوند کی مدد کا یہ تجربہ مزمور نویس پر ہی محدود نہیں۔

۷ - "اس کا فرشتہ" انسان سے خدا اس نمایندہ فرشتے کے ذریعہ کلام کرتا ہے۔ یہ "اس کی حضوری کا فرشتہ" بھی کہلاتا ہے (یسعیاہ ۶۳:۹) خاص کر دیکھو خروج ۲۳:۲۰ وغیرہ۔ زبور کی کتاب میں صرف دو جگہ اس کا ذکر آتا ہے ایک تو اس مزمور میں اور پھر مزمور ۳۵:۵ و ۶ میں۔ یہ خدا ترسوں کی حفاظت اسی طرح کرتا ہے جیسے شہر کے گرد خیمہ زن فوج کرتی ہے (زکریاہ ۹:۸)۔ یا چونکہ وہ خدا کے لشکروں کا سپہ سالار ہے (یشوع ۵:۱۴) وہ اپنے لشکر فرشتگاں کے ذریعہ حفاظت کرتا ہے۔ مثال کے لئے دیکھو (پیدایش ۳۲:۲ و ۲ سلاطین ۶:۱۶)

۸ - "آزما کر" تجربہ کرو۔ ۱ پطرس ۲:۳ میں سترون کے ترجمہ کے مطابق اقتباس ہے اور وہ الفاظ مسیح سے منسوب ہیں۔

۹ و ۱۰ - اس کے مقدسوں کو کسی چیز کی کمی نہیں ۔

۹ - "مقدسو" جن کی سیرت ان کی بلاہٹ کے مطابق ہے کیونکہ وہ مقدس قوم کے اعضا و شریک ہیں ۔ (خروج ۱۹ : ۶ و احبار ۱۱ : ۴۴ و ۴۵)

"کمی نہیں" زبور کی کتاب میں یہ لفظ اسی جگہ آیا ہے لیکن امثال کی کتاب میں آٹھ دفعہ ۔

۱۰ - "ببر کے بچے" یعنی جو اپنی خوراک اپنی طاقت سے حاصل کر سکتے ہیں ان کو کمی ہو تو ہو (ایوب ۴ : ۱۱) لیکن خدا کے لوگوں کو کوئی کمی یا محتاجی نہ ہوگی ۔

۱۱ - اگر خدا سے ڈرنے والوں سے ایسی نعمتوں اور برکتوں کا وعدہ ہے تو یہ دریافت کرنا مناسب ہے کہ خدا کے خوف سے کیا مراد ہے ۔ اس حصے کے ساتھ مقابلہ کرو امثال ۱ - ۸ باب تک ۔

"خدا ترسی" اس میں خدا کی تعظیم اور اس کے مطابق چلن داخل ہے ۔ یہ لفظ امثال کی کتاب میں اتنی دفعہ مستعمل ہوا جتنا کل پرانے عہد نامے میں ۔ خاص کر دیکھو ۹ : ۱۰ و ۱۳ اور مقابلہ کرو یسعیاہ ۱۱ : ۲ و ۳ و ۱ - پطرس ۱ : ۱۷ سے ۔

۱۲ - یہ دعوی اور اس کا جواب ۱۳ و ۱۴ میں ان الفاظ کا مترادف ہے کہ جو کوئی چاہے وہ ایسا کرے ۔

"زندگی" نہ محض ہستی بلکہ ایسی زندگی جو اس نام کی مستحق ہے (۱۲ : ۱۱ و ۳۰ : ۵) یہ لفظ بھی امثال کی کتاب کا خاص لفظ ہے ۔ وہاں بھی وہ خداوند کے خوف سے تعلق رکھتا ہے (۱۴ : ۲۷ و ۱۹ : ۲۳ و ۲۲ : ۴)

۱۴ - پہلا مصرع ۳۴ : ۲۷ میں آتا ہے ۔ ایوب راستباز کی سیرت سے مقابلہ کرو (۱ : ۱ و ۸ و ۲ : ۳ اور ایوب ۲۸ : ۲۸ و امثال ۱۶ : ۱۷)

"پیروی کر" اگرچہ اس کی تحصیل میں دیر تک کوشش کرنی پڑے ۔ مقابلہ کرو راستبازی کا پیچھا کرنا (امثال ۲۱ : ۲۱ و یسعیاہ ۵۱ : ۱ و عبرانی ۱۲ : ۱۴)

۱۵ - خدا ہر وقت ان کی فریاد سننے اور مدد کرنے کو تیار ہے ۔

۱۶ - "خداوند کا چہرہ" اس کی حضوری کا اظہار ہے یا اس کے غضب کا (۹ : ۳) یا برکتوں کا (گنتی ۶ : ۲۵ + خروج ۱۴ : ۲۴)

۱۸ - شکستہ دل و خستہ جان وہ لوگ ہیں جو غم اور مصیبت سے کچلے گئے (۴۷ : ۳ و یسعیاہ ۶۱ : ۱ و یرمیاہ ۲۳ : ۹)

۱۹ - "صادق" لوگوں سے یہ وعدہ تو نہیں کہ ان پر کوئی مصیبت نہ آئیگی لیکن یہ وعدہ ہے کہ وہ ان سے ان کو مخلصی دیگا ۔

۲۰ - ہڈیوں کا ٹوٹنا دکھ کی شدت کا اظہار ہے (۵۱ : ۸ و یسعیاہ ۳۸ : ۱۳) یا سخت ظلم کا نشان (میکاہ ۳ : ۳) اس لئے ان کی نگہبانی ساری ہستی کی حفاظت ہے ۔ یہ مقام اور خروج ۱۲ : ۴۶ کا خیال انجیل نویس کے دل میں ہوگا جس کی تکمیل اس نے مسیح میں دیکھی (یوحنا ۱۹ : ۳۶)

۲۱ - صادق تو مصیبتوں سے رہائی پاتا ہے لیکن شریر ہلاک ہوتا ہے (رومیوں ۶ : ۲۱ و ۲۳)

۲۲ - ایک دوسری آیت حرف ف سے شروع ہوتی ہے ۔

۳۵ زبور

بے رحم دشمن مزمور نویس کی جان لینے کے درپے ہیں ۔ ان کی دشمنی بے وجہ ہے بلکہ وہ ناشکر گزار ہیں اس لئے مزمور نویس خدا سے فریاد کرتا ہے کہ وہ ان سے اسے چھڑائے ۔ جب حضرت داؤد کو ساؤل ایذا دے رہا تھا اس وقت پر یہ ساری باتیں عاید ہوتی ہیں :-

(۱) ساؤل داؤد کی جان کا خواہاں تھا ۔ ۴ و ۷ آیات کا مقابلہ کرو ۱ - سموئیل ۲۰ : ۱ و ۲۲ : ۱۵ و ۲۴ : ۱۱ و ۲۵ : ۲۹ سے ۔

(۲) ساؤل کے درباریوں میں سے جو حضرت داؤد سے حسد رکھتے تھے وہ ساؤل کو داؤد کے خلاف بھڑکاتے رہتے تھے ۔ حالانکہ دربار میں داؤد نے ان سے دوستانہ سلوک کیا تھا ۔ نمک حرامی کا جو الزام اس پر بار بار لگایا گیا اس کے خلاف اس نے بارہا عذر کیا ۔ ۷ و ۱۱ آیات کے ساتھ ۱ - سموئیل ۱۹ : ۵ و ۲۴ : ۹ و ۱۱ و ۲۶ : ۱۸ و ۱۹ کا مقابلہ کرو اور ۲۴ : ۱۷ میں تو ساؤل نے مان لیا کہ وہ ناشکر گزار تھا ۔

(۳) خدا حاکم عادل سے فریاد ۔ ۱ و ۲۳ و ۲۴ آیات کے ساتھ مقابلہ کرو ۱ - سموئیل

۲۴: ۱۲ و ۱۵ کا۔

یہ زبور ان لوگوں کے خلاف ہے جو ساؤل کو بھڑکایا کرتے تھے کیونکہ داؤد کی ایسی جلد ترقی کرنے پر وہ حسد کرتے تھے اور اس کو گرانے کی ہر ممکن کوشش انہوں نے کی۔ بعضوں نے اس مزمور و یرمیاہ کی کتاب میں کئی مطابقتیں معلوم کر کے اسے یرمیاہ سے منسوب کیا۔ مثلاً آیت ۷ کی مشابہت یرمیاہ ۲۳: ۱۲ سے اور آیت ۱۲ کی مشابہت یرمیاہ ۱۸: ۲۰ و ۲۲ سے۔

آیت ۲۱ (دوسرا حصہ) اس کی مشابہت نوحہ ۲: ۱۶ سے وغیرہ۔ اس کا جواب یہ ہو سکتا ہے کہ غالباً یرمیاہ نے اس زبور کی عبارت کو استعمال کیا۔ خاص کر آیات ۱-۳ میں جنگی تشبیہات اس کی ساری کتاب میں پائی نہیں جاتیں۔

اس زبور کے یہ تین حصے ہیں:-

اوّل ۱-۱۰ خدا سے فریاد کہ وہ جنگی مرد کی طرح اس کی حمایت کرے۔ (۱-۳) اُس کے دشمنوں کی شکست کے لئے دعا (۴-۶)۔ ان کی بے وجہ دشمنی ان ہی کے سر پر پڑے (۷و۸) آخر میں شکر کی منّت ادا کرنے کا عہد (۹و۱۰)

دوم ۱۱-۱۸- اس کے دشمنوں کی ناشکرگزاری۔ وہ جھوٹے الزام لگاتے ہیں اور نیکی کا بدلہ بدی دیتے ہیں (۱۱و۱۲) حالانکہ جب وہ مصیبت میں تھے تو زبور نویس نے ان سے ہمدردی کی تھی۔ (۱۳و۱۴) لیکن اس کا بدلہ انہوں نے چغلی اور غیبت سے دیا (۱۵و۱۶) مخلصی کے لئے دعا اور شکرگزاری کی منّت۔ (۱۷و۱۸)

زبور ۳۵۔ داؤد کا مزمور۔

(۱) اے خداوند! جو مجھ سے جھگڑتے ہیں تُو ان سے جھگڑ۔ جو مجھ سے لڑتے ہیں تو ان سے لڑ۔ (۲) ڈھال اور سپر لے کر میری کمک کے لئے کھڑا ہو۔ (۳) بھالا بھی نکال اور میرا پیچھا کرنے والوں کا راستہ بند کر دے۔ میری جان سے کہہ میں تیری نجات ہوں۔ (۴) جو میری جان کے خواہاں ہیں وہ شرمندہ اور رسوا ہوں۔ جو میرے نقصان کا منصوبہ باندھتے ہیں وہ پسپا اور پریشان ہوں۔ (۵) وہ ایسے ہو جائیں جیسے ہوا کے

آگے بھوسا اور خداوند کا فرشتہ اُن کو ہانکتا رہے۔ (۶) ان کی راہ اندھیری اور پھسلنی ہو جائے اور خداوند کا فرشتہ ان کو رگیدتا جائے۔ (۷) کیونکہ انہوں نے بے سبب میرے لئے گڑھے میں جال بچھایا اور ناحق میری جان کے لئے گڑھا کھودا ہے۔ (۸) اس پر ناگہاں تباہی آ پڑے۔ اور جس جال کو اُس نے بچھایا ہے اُس میں آپ ہی پھنسے اور اُسی ہلاکت میں گرفتار ہو۔ (۹) لیکن میری جان خداوند میں خوش رہیگی اور اس کی نجات سے شادمان ہوگی۔ (۱۰) میری ساری ہڈیاں کہینگی اے خداوند! تجھ سا کون ہے جو غریب کو اُس کے ہاتھ سے جو اُس سے زور آور ہے اور مسکین و محتاج کو غارتگر سے چھڑاتا ہے؟ (۱۱) جھوٹے گواہ اٹھتے ہیں اور جو باتیں میں نہیں جانتا وہ مجھ سے پوچھتے ہیں۔ (۱۲) وہ مجھ سے نیکی کے بدلے بدی کرتے ہیں۔ یہاں تک کہ میری جان بیکس ہو جاتی ہے۔ (۱۳) لیکن میں نے تو اُن کی بیماری میں جب وہ بیمار تھے ٹاٹ اوڑھا اور روزے رکھ رکھ کر اپنی جان کو دکھ دیا اور میری دعا میرے ہی سینہ میں واپس آئی۔ (۱۴) میں نے تو ایسا کیا گویا وہ میرا دوست یا میرا بھائی تھا۔ میں نے سر جھکا کر غم کیا جیسے کوئی اپنی ماں کے لئے ماتم کرتا ہو۔ (۱۵) پر جب میں لنگڑانے لگا تو وہ خوش ہو کر اکٹھے ہو گئے۔ کمینے میرے خلاف اکٹھے ہوئے اور مجھے معلوم نہ تھا۔ انہوں نے مجھے پھاڑا اور باز نہ آئے۔ (۱۶) ضیافتوں کے بدتمیز مسخروں کی طرح انہوں نے مجھ پر دانت پیسے۔ (۱۷) اے خداوند! تو کب تک دیکھتا رہیگا؟ میری جان کو ان کی غارتگری سے۔ میری جان کو شیروں سے چھڑا۔ (۱۸) میں بڑے مجمع میں تیری شکرگزاری کرونگا۔ میں بہت سے لوگوں میں تیری ستایش کرونگا۔ (۱۹) جو ناحق میرے دشمن ہیں مجھ پر شادیانہ نہ بجائیں اور جو مجھ سے بے سبب عداوت رکھتے ہیں چشمک زنی نہ کریں۔ (۲۰) کیونکہ وہ سلامتی کی باتیں نہیں کرتے۔ بلکہ ملک کے امن پسند لوگوں کے خلاف مکر کے منصوبے باندھتے ہیں۔ (۲۱) یہاں تک کہ انہوں نے خوب منہ پھاڑا اور کہا آہا! آہا! ہم نے اپنی آنکھ سے دیکھ لیا ہے۔ (۲۲) اے خداوند! تو نے خود یہ دیکھا ہے۔ خاموش نہ رہ۔ اے خداوند مجھ سے دور نہ رہ۔ (۲۳) اُٹھ میرے انصاف کے لئے جاگ اور میرے معاملہ کے لئے اے میرے خدا! اے میرے خداوند! (۲۴) اپنی صداقت کے

مطابق میری عدالت کر اے خداوند میرے خدا اور ان کو مجھ پر شادیانہ بجانے نہ دے (۲۵) وہ اپنے دل میں یہ نہ کہنے پائیں آہا! ہم تو یہی چاہتے تھے۔ وہ نہ کہیں کہ ہم اسے نگل گئے (۲۶) جو میرے نقصان سے خوش ہوتے ہیں وہ باہم شرمندہ اور پریشان ہوں جو میرے مقابلہ میں تکبر کرتے ہیں وہ شرمندگی اور رسوائی سے ملبس ہوں (۲۷) جو میرے سچے معاملہ کی تائید کرتے ہیں وہ خوشی سے للکاریں اور شادماں ہوں۔ وہ سدا یہ کہیں خداوند کی تمجید ہو جس کی خوشنودی اپنے بندہ کی اقبالمندی میں ہے۔ (۲۸) تب میری زبان سے تیری صداقت کا ذکر ہوگا اور دن بھر تیری تعریف ہوگی۔

۱- یہ مقدمہ اس کے اور اس کے دشمنوں کے درمیان ہے جو خدا حاکم عادل کے سامنے پیش ہے اور یہ عدالت گاہ جس میں پیشی ہے وہ رزمگاہ ہے اس لئے کچہری کا استعارہ چھوڑ کر وہ خدا سے درخواست کرتا ہے کہ مسلح ہو کر اس کی مدد کرے۔

۲و۳- خدا کو ایک جنگی مرد کے پیرایہ میں ظاہر کیا (خروج ۱۵: ۳ و استثنا ۳۲: ۴۱)

۴- جو میری جان کے خواہاں ہیں (۱-سموئیل ۲۰: ۱)

۵- ہوا کے آگے بھوسا۔ غالباً فلسطیوں کی کسی شکست کی طرف اشارہ ہے۔

۷- صیاد کے جال اور گڑھوں کے کھودنے سے دشمن کی سازشوں اور حیلوں کی طرف اشارہ ہے۔

۸- اس کے دشمن اس گڑھے میں پڑیں اور اس جال میں پھنسیں جو انہوں نے مزمور نویس کے لئے کھودا اور بچھایا تھا۔

۱۰- "ہڈیاں" جیسے بدن کا ڈھانچہ دکھ کو محسوس کرتا ہے ویسے ہی خوشی کو۔

"تجھ سا" قدرت اور احسان میں کوئی تیرا ثانی نہیں۔

"غریب" مصیبت زدہ۔ محتاج۔

۱۱- "جھوٹے گواہ" خروج ۲۳: ۱ اور استثنا ۱۹: ۱۶)

"جو باتیں میں نہیں جانتا" یعنی ایسے جرموں کا الزام لگاتے ہیں جن کا مجھے علم تک نہیں۔

۱۲- یہ ان کی ناشکر گزاری کا ثبوت ہے چنانچہ ساؤل نے اس کا اقرار کیا تھا۔ (۱-سموئیل ۲۴: ۱۷)

"بیکس ہو جاتی ہے" جیسے بے اولاد والدہ۔

۱۳- مزمور نویس کی ہمدردی زبانی نہ تھی۔

"میرے ہی سینے میں واپس آ گئی" اس جملے کے معنی صاف ظاہر نہیں۔ یہ خیال معلوم ہوتا ہے کہ اگرچہ انہوں نے نیکی کے بدلے بدی کی لیکن اس کی دعا کا جواب ملیگا۔ جیسے بے وجہ لعنت لعنت کرنے والے پر پڑتی ہے اسی طرح دعا مانگنے والے کے لئے وہ برکت لاتی ہے۔

۱۴- "میں نے سر جھکا کر" جیسے ماتم میں سر جھکایا جاتا ہے۔ غم کے مارے سر جھک جاتا ہے۔ ماتمی لباس۔ آنسوؤں سے تر ہوا منہ۔ بکھرے بال اور بکھری داڑھی یہ سب ماتم کا نشان تھے۔ (۲-سموئیل ۱۹: ۲۴)

۱۵- "کمینے" جس لفظ کا یہ ترجمہ کیا گیا ہے وہ مشکوک المعنی ہے۔

"مجھے پھاڑا" یعنی طعنوں اور گالیوں کے ذریعہ زخم لگایا۔

۱۶- "دانت پیسے" غصہ اور غضب کا نشان۔

۱۷- "میری جان کو...." یعنی مجھے بھی بچا لے۔ پرانا ترجمہ تھا "میری وحیدہ کو" یعنی میری واحد عزیز زندگی کو۔

۱۸- مقابلہ کرو زبور ۲۲: ۲۲ و ۲۵ سے۔

۱۹- "چشمک زنی" اس کے مخالفوں کا مزمور نویس کی مصیبت پر حاسدانہ نشان تھا (امثال ۶: ۱۳ و ۱۰: ۱۰)

"بے سبب" ہمارے خداوند نے ظاہر کیا کہ یہ پیشین گوئی اس میں پوری ہوئی۔ (یوحنا ۱۵: ۲۵)

۲۰- ان کا چال چلن خداوند کے خوف کے برعکس تھا (۳۴: ۱۳ و ۱۴)

۲۱- "منہ پھاڑا" نفرت وحقارت کا نشان (یسعیاہ ۵۷: ۴) یا خونریزی کے ارادہ کا نشان (آیت ۲۵)

۲۲- اس طعنے کو اس نے فریاد کے لئے عذر پیش کیا۔

۲۳- میرا انصاف کرنے کے لئے دخل دے اور میری حمایت کر۔

۲۴- (دیکھو ۷: ۸ و ۳۱: ۱)

۲۵- اس کے گرنے پر واہ واہ کے نعرے مارنے ان کی دلی آرزو تھی۔
"نگل گئے" اس کی ہستی کا سب سراغ مٹا دیا۔ (امثال ۱: ۱۲ و نوحہ ۲: ۱۶)
۲۶- آیت ۴ کا تکرار۔
۲۷- مزمور نویس کے خیر خواہ۔
۲۸- "تیری صداقت" یہواہ کی راست بازی اس کے خادم کی مخلصی سے ظاہر ہوتی ہے۔

---

۳۶ زبور

اس زبور میں دو متضاد اصولوں کی تصویر کھینچی گئی۔ ایک تو بے دین کے ایک اصول اور ایسے آدمی کے چلن کی جس نے دیدہ و دانستہ بدی کو چُن لیا۔ دوسری تصویر خدا کی عالمگیر اور لازوال محبت و مہربانی کی۔ چاروں طرف بدی کا غلبہ تھا اور مزمور نویس کو یہ اندیشہ تھا کہ خود اس میں مبتلا نہ ہو جائے۔ اس لئے وہ خدا کے احسان اور خوبیوں پر دھیان جما کر صبر و تسلی حاصل کرنا چاہتا ہے ممکن ہے کہ شریر خدا کی پروردگاری کا انکار اور اس کی عدالتوں کا مقابلہ کرے لیکن ایمان کی آنکھ کے سامنے خدا کا احسان سب سے اعلیٰ ہے اور اس کی راست بازی آخر کار غالب آئیگی۔ خدا کے احسان پر دھیان کرنے سے خدا کو ترک کرنے کی بیوقوفی کے بالمقابل اطمینانِ خاطر حاصل ہوتا اور انسان کو معلوم ہو جاتا ہے کہ خدا سے برگشتگی سخت خسارہ میں ڈالتی ہے۔ ان دو متضاد تصویروں کو دیکھ کر کوئی یہ نتیجہ نہ نکالے کہ یہاں دو مزمور جمع کر دئے گئے ہیں۔ ایسے متضاد خیالوں کا ایک جگہ جمع کیا جانا امثال کی کتاب میں بار بار پایا جاتا ہے (مثلاً امثال ۱۴: ۲۲)

اس مزمور کے تین حصے ہیں:-

اوّل- دینداری کا اصول (۱ و ۲) اور اس کے عملی نتائج (۳ و ۴)
دوم- خدا کی ذوالجلال صفات (۵ و ۶) اور انسان پر اس کی مہربانی (۷-۹)
سوم- برکت کے لئے دعا (۱۰ آیت) حفاظت کے لئے دعا (۱۱) شریر کے زوال کی امید (۱۲)

عنوان میں یہواہ کے بندے کا ذکر ہے۔ اس کے لئے مقابلہ کرو زبور ۱۸ کا عنوان اور زبور ۳۵: ۲۷)

زبور ۳۶ — میر مغنی کے لئے خداوند کے بندہ داؤد کا مزمور

(۱) شریر کی بدی سے میرے دل میں یہ خیال آتا ہے کہ خدا کا خوف اُس کے پیش نظر نہیں۔ (۲) کیونکہ وہ اپنے آپ کو اپنی نظر میں اس خیال سے تسلی دیتا ہے کہ اُس کی بدی نہ تو فاش ہوگی نہ مکروہ سمجھی جائیگی۔ (۳) اس کے منہ میں بدی اور فریب کی باتیں ہیں۔ وہ دانش اور نیکی سے دست بردار ہو گیا ہے۔ (۴) وہ اپنے بستر پر بدی کے منصوبے باندھتا ہے۔ وہ ایسی راہ اختیار کرتا ہے جو اچھی نہیں۔ وہ بدی سے نفرت نہیں کرتا۔ (۵) اے خداوند آسمان میں تیری شفقت ہے۔ تیری وفاداری افلاک تک بلند ہے۔ (۶) تیری صداقت خدا کے پہاڑوں کی مانند ہے۔ تیرے احکام نہایت عمیق ہیں۔ اے خداوند! تُو انسان اور حیوان دونوں کو محفوظ رکھتا ہے۔ (۷) اے خدا! تیری شفقت کیا ہی بیش قیمت ہے۔ بنی آدم تیرے بازوؤں کے سایہ میں پناہ لیتے ہیں۔ (۸) وہ تیرے گھر کی نعمتوں سے خوب آسودہ ہونگے تُو ان کو اپنی خوشنودی کے دریا میں سے پلائیگا۔ (۹) کیونکہ زندگی کا چشمہ تیرے پاس ہے۔ تیرے نور کی بدولت ہم روشنی دیکھینگے۔ (۱۰) تیرے پہچاننے والوں پر تیری شفقت دائمی ہو اور راست دلوں پر تیری صداقت۔ (۱۱) مغرور آدمی مجھ پر لات نہ اٹھانے پائے اور شریر کا ہاتھ مجھے ہانک نہ دے۔ (۱۲) بدکردار وہاں گرے پڑے ہیں۔ وہ گرا دئے گئے ہیں اور پھر اٹھ نہ سکینگے۔

۱- جب مزمور نویس شریر انسان کی روش پر غور کرتا ہے تو اس پر یہ روشن ہو جاتا ہے کہ عملی دہریہ پن اس کی زندگی کا دستور العمل اور اصول ہے۔ اس آیت کی عبارت ذرا مشکل ہے۔ یہ کیونکہ خطا کاری مزمور نویس کے دل میں یہ الہام ڈالتی ہے سپترو ولگاٹ وغیرہ ترجموں میں "میرے دل" کی بجائے "اس کے دل" آیا ہے۔ اس کے مطابق ترجمہ یہ ہوگا "بدی شریر کے دل میں یہ کہتی ہے" یا "بدی شریر کے دل میں یہ الہام ڈالتی ہے" جس لفظ کا ترجمہ "کہتی ہے" یا "الہام ڈالتی

۲:۶۵)

۵- "تیری شفقت" یعنی محبت و مہربانی (۷ و ۱۰) اور اس کی وفاداری کا اندازہ نہیں لگا سکتے مقابلہ کرو ایوب ۱۱: ۸ و ۲۲: ۲ و ۳۵: ۵ و افسیوں ۳: ۱۸-

۶- "تیری صداقت" اس کی وفاداری، اس کی سیرت اور اس کے عہدوں سے خدا ازل کے پہاڑوں کی طرح ہے جو کبھی جنبش نہیں کھاتے وہ پائدار اور مستقل ہیں (۱۱۱: ۳) وہ ابد تک تبدیل نہیں ہوتے اور ہمیشہ نمایاں ہیں۔ خدا کی صنعتوں سے صانع کا اعلان ہوتا اور اس کی صفات ظاہر ہوتی ہیں۔

"خدا کے پہاڑوں" جہان میں جو کچھ اعلیٰ و افضل ہے وہ سب خدا کی عظمت کا نشان ہے اس وجہ سے ایسی چیزوں کی پرستش قوموں نے کی۔ مثلاً گیلاش پربت۔ سفید ہاتھی وغیرہ کی۔

"نہایت عمیق" پُر اسرار۔ انتہاہ۔ لازوال (۲۳: ۷ و پیدایش ۷: ۱۱ و ایوب ۲۸: ۱۴ و ۳۸: ۱۶)

"محفوظ رکھنا" خدا انسان اور حیوان دونوں کی خبر گیری کرتا ہے دیکھو یوناہ ۴: ۱۱ و متی ۶: ۲۶ و ۱۰: ۲۹)

۷- "بیش قیمت" یہ مزمور نویس کا خزانہ ہے۔

"اے خدا" یاہواہ کی جگہ الوہیم کا استعمال ہوا کیونکہ خدا کی محبت قوم اسرائیل سے محدود نہیں بلکہ عالمگیر ہے۔

"بنی آدم" یعنی فانی انسان بمقابلہ خدا کے۔

۸- خدا محض محافظ ہی نہیں بلکہ اس سے کچھ زیادہ ہے۔ وہ فیاض میزبان ہے جو اپنے مہمانوں کے لئے شاہی کھانے مہیا کرتا ہے۔

"تیرے گھر کی نعمتوں سے" یہاں اُمن ضیافت کی طرف اشارہ ہے جب خدا قربانی کے بعد عبادت کرنے والوں کو اپنے دسترخوان پر بلاتا ہے (احبار ۷: ۱۵ و یرمیاہ ۳۱: ۱۴)

"خوشنودی کے دریا میں" خوشنودی کا ماخذ وہی لفظ ہے جس سے لفظ عدن نکلا ہے۔ ۱۶: ۱۱ میں متفرق لفظ مستعمل ہوا ہے۔

ہے "کیا گیا وہ "خدا کے کلام" کے لئے عام لفظ ہے مثلاً "خداوند فرماتا ہے"۔ (پیدایش ۲۲: ۱۶ وغیرہ) انسان کے لئے یہ شاذونادر ہی مستعمل ہوا ہے۔ (گنتی ۲۴: ۳ و ۴۔ سموئیل ۲۳: ۱ و امثال ۳۰: ۱) اس جملہ میں بدی مشخص پیش کی گئی ہے (پیدایش ۴: ۷ و زکریاہ ۵: ۸ و رومیوں ۶: ۱۲ و ۱۳) شریر آدمی بدی کو اپنا خدا بنا لیتا ہے اور یہ بدی اس کے اندر جھوٹ بولنے والی روح بن جاتی ہے (۱۔ سلاطین ۲۲: ۲۱ و ۲۔ تھسلنیکیوں ۲: ۱۱ و ۱۲)

"خدا کا خوف" خدا کی ہیبت اور عظمت اس کے دل میں نہیں (یسعیاہ ۲: ۱۰ و ۱۹ و ۲۱) بدی شریر کو یہ ترغیب دیتی ہے کہ خدا کی عداتوں سے ڈرنے کی کچھ ضرورت نہیں۔ پولس رسول نے رومیوں ۳: ۱۸ میں گرے ہوئے انسان کی حالت کا بیان قریباً انہی الفاظ میں کیا ہے۔

۲- یہ آیت بھی مشکل ہے۔ اس آیت کے پہلے حصہ کے تین ترجمے ہو سکتے ہیں۔

(۱) اگر شریر کو مبتدا ٹھہرایا جائے تو وہ ترجمہ ہوگا جو ہمارا ترجمہ ہے۔

(۲) اگر بدی کو مبتدا ٹھہرایا جائے تو ترجمہ یہ ہوگا "وہ اس کی آنکھوں میں اس کو بھلا دکھاتی ہے"۔ (۳) اور اگر خدا مبتدا ہو تو ترجمہ یہ ہوگا "وہ اس کی آنکھوں میں اس کو بھلا دکھاتا ہے"۔ تیسرے ترجمے کے یہ معنے ہونگے "خدا نرمی سے اس کے ساتھ سلوک کرتا ہے یہ اس کا خیال ہے" یا خدا کی دھمکیاں اس کے نزدیک محض لفظی دھمکیاں ہیں جیسے انسان بچوں کو دھمکیاں دیتے ہیں لیکن ان کو عملی جامہ نہیں پہناتے۔ اس آیت سے ظاہر ہے کہ بدی کس طرح سے تاثیر کرتی جاتی ہے۔ یہ چکنی چپڑی باتیں کرتی اور فریب کی پیشینگوئیاں کرتی ہے۔

"فاش نہ ہوگی" کبھی فاش نہ ہوگی اس لئے اس کو کبھی سزا نہ ملیگی۔

۳- دانش اور نیکی ۔ ۔ ۔ ۔ "نیکی کرنے کے لئے دانائی سیکھنے کو اس نے ترک کر دیا۔ یسعیاہ ۱: ۱۶ و ۱۷ کی نصیحت کو اس نے الٹا دیا۔

۴- "بستر پر" یعنی رات کی خاموشی میں جو وقت توبہ کے لئے موزون ہے (۴: ۴) "ایسی راہ اختیار کرتا ہے" یعنی دیدہ و دانستہ بدی کو چن لیتا ہے۔ ضمیر کند ہو جاتا ہے اور ناحق سے کراہیت پیدا نہیں ہوتی (امثال ۱۶: ۲۹ و یسعیاہ

۹- آیت ۸ میں جس توقع کا ذکر آیا ہے وہ محض خیالی پلاؤ نہیں کیونکہ خدا زندگی اور نور کا چشمہ ہے۔ جو کچھ لفظ زندگی میں شامل ہے وہ سب خدا ہی سے حاصل ہوتا ہے خواہ وہ جسمانی برکت ہو یا روحانی (یرمیاہ ۲: ۱۳ و ۱۷: ۱۳) اور جو کچھ لفظ خوشحالی میں شامل ہے وہ بھی خدا ہی سے حاصل ہوتا ہے۔ مسیح کی روشنی میں ہی ایسے جملوں کے ٹھیک معنی دریافت ہو سکتے ہیں (یوحنا ۱: ۴ و ۹)

۱۰- جن صفات الٰہی کا ذکر آیات ۵ - ۹ میں آیا ہے ان کے مناسب عمل کے لئے دعا ہے۔ خدا کی ساری نعمتیں اس کی محبت و مہربانی سے صادر ہوتی ہیں اور اس کی راستبازی کا تعلق اس کے عہد اور وعدہ کی تکمیل کے ساتھ ہے۔

"تیرے پہچاننے والوں پر" ایسے موثر عرفان کا نتیجہ پر محبت فرماں برداری ہے۔ (۱۰:۹ و ۹۱: ۱۴) اور جن کو یہ عرفان حاصل ہے وہ راست دل کہلاتے ہیں (۳۲: ۱۱ و ۶۴: ۱۰)

۱۱- "مغرور آدمی" مجھے پامال کرنے نہ پائیں یا شریر ظالم میرے گھر سے مجھے خارج نہ کر دیں (آیات ۱۱، ۱۲) مزمور نویس خود ایسے خطرے میں تھا کہ وہ گھر سے خارج کر دیا جائے اور آوارہ پھرے۔ یہ لفظ جلا وطنی کے لئے بھی استعمال ہوا ہے (۲- سلاطین ۲۱: ۸ و یرمیاہ ۴: ۱)

۱۲- ایمان کی آنکھ سے مزمور نویس نے دیکھا کہ بدکاروں کو ایسا نقصان اور خسارہ ہوا جس کی کوئی تلافی نہیں ہو سکتی۔ ایسی سزائیں کامل اور قطعی فتح کا گویا بیعانہ تھیں (رومیوں ۱۶: ۱۷)

۳۷ زبور

ماقبل زبور میں مزمور نویس کو خدا کی محبت و مہربانی پر غور کرنے سے تسلی اور امید حاصل ہوئی۔ اب اس مزمور میں وہ معلّم کی حیثیت میں دیندار کو یہ صلاح دیتا ہے کہ شریروں کی بختاوری کو دیکھ کر وہ نہ کڑھے کیونکہ وہ بہت جلد ہلاک ہو جائینگے اور راستبازوں کو خوشحالی حاصل ہوگی۔ شریروں کی بختاوری اور اقبال مندی دیندار اسرائیلیوں کے سامنے ایک لاینحل معمہ تھا کیونکہ آئندہ سزا و جزا کا مسئلہ اب تک پورے طور سے منکشف نہ ہوا تھا۔ یہ حالت دیکھ کر دیندار خدا کی پروردگاری کے بارہ میں شک میں پڑ جاتا تھا اور

کبھی کڑکڑاہٹ اور حسد کی طرف مائل ہو جاتا۔ ایسی حالت میں جو تسلی اس نے اس مزمور کے ذریعہ پیش کی وہ سادہ اور آسان قسم کی ہے۔ ایوب کے سامنے بھی مسئلہ تھا۔ مزمور نویس نے یہ نصیحت پیش کی "خداوند پر توکل کر" اس کے وقت کا انتظار کر اور آخر کار سب کچھ ٹھیک ہوگا۔ شریر ہلاک ہو جائینگے اور راستبازوں کو اجر ملیگا۔ اس تعلیم میں بھی کچھ سچائی ہے کیونکہ خدا کی عدالت میں راستبازوں اور شریروں کے درمیان ہمیشہ امتیاز کیا جاتا ہے (مرقس ۱۰: ۳۰ و ۱- تمتھیس ۴: ۸) تاریخ اور تجربہ کا یہی فیصلہ ہے کہ آخر کار راستبازی غالب آئیگی پھر بھی یہ تعلیم غیر مکمل ہے اور حضرت ایوب نے ایسا ہی محسوس کیا کیونکہ اس جہان میں شریر کو اکثر سزا نہیں ملتی اور نہ راستباز کو اکثر جزا حاصل ہوتی ہے۔ مخفی نہ رہے کہ عہد عتیق کے زمانہ میں شخصی حیات و ہلاکت کا چنداں خیال نہ تھا بلکہ بقائے نسل ہی حیات کی دلیل تھی۔ اس لئے اگر نسل اور آئندہ پشتوں میں یہ جزا یا سزا مل گئی تو یہ کافی سمجھی گئی اس لئے جو تسلی یہاں پیش کی گئی وہ عوام الناس کے لئے کافی تھی لیکن یہ اس مسئلہ کا جزوی حل تھا۔ ایسی تعلیموں کے ذریعہ خدا ان لوگوں کو آئندہ جزا و سزا کے لئے تیار کر رہا تھا۔ زبور ۷۳ میں اس مسئلہ کے حل کی طرف ایک قدم اور آگے بڑھایا گیا اگرچہ وہ بدکاروں کی ظاہری سزا کا منتظر ہے پھر بھی اس کی خوشحالی کا راز خدا کے ساتھ شراکت تھا۔ ایوب کی کتاب میں ایک قدم اور آگے بڑھایا گیا اور یہ بتایا گیا کہ یہ دنیا اس ناٹک کا صرف ایک حصہ ہے۔

الغرض اس مزمور کو زبور ۷۳ و ۴۹ اور ایوب کی کتاب کے ساتھ مطالعہ کرنا چاہئے اس زبور کا تعلق امثال کی کتاب کے ساتھ ہے۔ مقابلہ کرو امثال ۱۰: ۲۷-۳۲ و ۲۴: ۱۵ وغیرہ سے۔ اور اس مزمور میں جو وعدے ہیں ان کو مسیحی زمانہ کے امن و راستبازی کی امید کے ساتھ مقابلہ کرو۔ یہ مزمور بھی حروف تہجی کے لحاظ سے بنایا گیا۔

تقسیم (۱) کڑکڑاہٹ سے بچو اور یہوواہ پر توکل کرو (۱ - ۱۱) (۲) شریروں کی کامیابی عارضی ہے۔ (۱۲ - ۲۰) (۳) راستبازوں کا اجر یقینی اور دائمی ہے (۲۱ - ۳۱) (۴) جزا اور سزا کا آخری مقابلہ (۳۲ - ۴۰)

زبور ۳۷ - داؤد کا مزمور

(۱) تو بدکرداروں کے سبب سے بیزار نہ ہو اور بدی کرنے والوں پر رشک

نہ کر۔ (۲) کیونکہ وہ گھاس کی طرح جلد کاٹ ڈالے جائینگے اور سبزہ کی طرح مُرجھا جائینگے۔ (۳) خداوند پر توکل کر اور نیکی کر۔ ملک میں آباد رہ اور اس کی وفاداری سے پرورش پا۔ (۴) خداوند میں مسرور رہ اور وہ تیرے دل کی مُرادیں پوری کریگا (۵) اپنی راہ خداوند پر چھوڑ دے اور اُس پر توکل کر۔ وہی سب کچھ کریگا۔ (۶) وہ تیری راستبازی کو نور کی طرح اور تیرے حق کو دوپہر کی طرح روشن کریگا۔ (۷) خداوند میں مطمئن رہ اور صبر سے اُس کی آس رکھ۔ اُس آدمی کے سبب سے جو اپنی راہ میں کامیاب ہوتا اور بُرے منصوبوں کو انجام دیتا ہے بیزار نہ ہو۔ (۸) قہر سے باز آ اور غضب کو چھوڑ دے۔ بیزار نہ ہو۔ اِس سے بُرائی ہی نکلتی ہے۔ (۹) کیونکہ بدکردار کاٹ ڈالے جائینگے لیکن جن کو خداوند کی آس ہے ملک کے وارث ہونگے۔ (۱۰) کیونکہ تھوڑی دیر میں شریر نابود ہو جائیگا۔ تو اُس کی جگہ کو غور سے دیکھیگا پر وہ نہ ہوگا۔ لیکن حلیم ملک کے وارث ہونگے اور سلامتی کی فراوانی سے شادمان رہینگے۔ (۱۲) شریر راستباز کے خلاف بندشیں باندھتا ہے اور اس پر دانت پیستا ہے۔ (۱۳) خداوند اُس پر ہنسیگا کیونکہ وہ دیکھتا ہے کہ اُس کا دن آتا ہے۔ (۱۴) شریروں نے تلوار نکالی اور کمان کھینچی ہے تاکہ غریب اور محتاج کو گرا دیں اور راست رَو کو قتل کریں۔ (۱۵) ان کی تلوار اُن ہی کے دل کو چھیدیگی اور اُن کی کمانیں توڑی جائینگی۔ (۱۶) صادق کا تھوڑا سا مال بہت سے شریروں کی دولت سے بہتر ہے (۱۷) کیونکہ شریروں کے بازو توڑے جائینگے لیکن خداوند صادقوں کو سنبھالتا ہے۔ (۱۸) کامل لوگوں کے ایام کو خداوند جانتا ہے۔ ان کی میراث ہمیشہ کے لئے ہوگی۔ (۱۹) وہ آفت کے وقت شرمندہ نہ ہونگے اور کال کے دنوں میں آسودہ رہینگے۔ (۲۰) لیکن شریر ہلاک ہونگے۔ خداوند کے دشمن چراگاہوں کی سرسبزی کی مانند ہونگے۔ وہ فنا ہو جائینگے۔ وہ دھوئیں کی طرح جاتے رہینگے۔ (۲۱) شریر قرض لیتا ہے اور ادا نہیں کرتا لیکن صادق رحم کرتا ہے اور دیتا ہے (۲۲) کیونکہ جن کو وہ برکت دیتا ہے وہ زمین کے وارث ہونگے اور جن پر وہ لعنت کرتا ہے وہ کاٹ ڈالے جائینگے۔ (۲۳) انسان کی روشیں خداوند کی طرف سے قائم ہیں اور وہ اُس کی راہ سے خوش ہے۔ (۲۴) اگر وہ گر بھی جائے

تو پڑا نہ رہیگا کیونکہ خداوند اُسے اپنے ہاتھ سے سنبھالتا ہے۔ (۲۵) میں جوان تھا اور اب بوڑھا ہوں تو بھی میں نے صادق کو بیکس اور اُس کی اولاد کو ٹکڑے مانگتے نہیں دیکھا۔ (۲۶) وہ دن بھر رحم کرتا ہے اور قرض دیتا ہے اور اس کی اولاد کو برکت ملتی ہے۔ (۲۷) بدی کو چھوڑ دے اور نیکی کر اور ہمیشہ تک آباد رہ۔ (۲۸) کیونکہ خداوند انصاف کو پسند کرتا ہے اور اپنے مقدسوں کو ترک نہیں کرتا۔ وہ ہمیشہ کے لئے محفوظ ہیں۔ پر شریروں کی نسل کاٹ ڈالی جائیگی (۲۹) صادق زمین کے وارث ہونگے اور اس میں ہمیشہ بسے رہینگے۔ (۳۰) صادق کے منہ سے دانائی نکلتی ہے اور اس کی زبان سے انصاف کی باتیں۔ (۳۱) اُسکے خدا کی شریعت اُس کے دل میں ہے۔ وہ اپنی روش میں پھسلیگا نہیں۔ (۳۲) شریر صادق کی تاک میں رہتا ہے اور اُسے قتل کرنا چاہتا ہے۔ (۳۳) خداوند اُسے اُس کے ہاتھ میں نہیں چھوڑیگا اور جب اُس کی عدالت ہو تو اُسے مجرم نہ ٹھہرائیگا۔ (۳۴) خداوند کی آس رکھ اور اُسی کی راہ پر چلتا رہ اور وہ تجھے سرفراز کر کے زمین کا وارث بنائیگا۔ جب شریر کاٹ ڈالے جائینگے تو تُو دیکھیگا۔ (۳۵) میں نے شریر کو بڑے اقتدار میں اور ایسا پھیلتے دیکھا جیسے کوئی ہرا درخت اپنی اصلی زمین میں پھیلتا ہے۔ (۳۶) لیکن جب کوئی اُدھر سے گذرا اور دیکھا تو وہ تھا ہی نہیں بلکہ میں نے اُسے ڈھونڈا پر وہ نہ ملا۔ (۳۷) کامل آدمی پر نگاہ کر اور راستباز کو دیکھ کیونکہ صلح دوست آدمی کے لئے اجر ہے (۳۸) لیکن خطاکار اکٹھے مر مٹینگے۔ شریروں کا انجام ہلاکت ہے۔ (۳۹) لیکن صادقوں کی نجات خداوند کی طرف سے ہے۔ مصیبت کے وقت وہ اُن کا محکم قلعہ ہے۔ (۴۰) اور خداوند اُن کی مدد کرتا اور ان کو بچاتا ہے۔ وہ اُن کو شریروں سے چھڑاتا اور بچا لیتا ہے۔ اس لئے کہ انہوں نے اُس میں پناہ لی ہے۔

۱ و ۲۔ یعنی الف میں اس مزمور کے خاص مضمون کا ذکر ہے۔ بے چینی اور حسد کے خلاف نصیحت ہے جب شریر بختاور نظر آئے کیونکہ یہ بختاوری عارضی ہے۔ ایسی آزمائش کے سخت ہونے کا ثبوت ۷۳: ۳ میں ملتا ہے۔ یہ نصیحت

۷ و ۸ آیات میں پھر دُہرائی گئی اور امثال ۲۴: ۱۹ میں بھی یہی نصیحت ہے۔

۲۔ "گھاس اور سبزہ کی طرح" عارضی اور فانی اشیا کا خاص نشان (یسعیاہ ۴۰: ۶ وغیرہ) "کاٹ ڈالے جائینگے" (ایوب ۱۴: ۲ و ۱۸: ۱۶)

۳ و ۴۔ شعر ب۔ حسد اور غضب کا تریاق خداوند پر صبر سے بھروسہ رکھنا ہے اور فرض کی راہ میں ڈٹے رہنا۔

"ملک میں" یعنی موعودہ زمین میں جہاں خدا نے بسایا وہ یہوواہ کی حضوری کی زمین ہے جس کا ماضی و مستقبل ذوالجلال ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ جن غریب اسرائیلیوں کو ان کے بھائیوں نے ظلم سے (۳۶: ۱۱) اپنے ملک سے نکال دیا وہ غیر ممالک میں تلاشِ معاش میں جانے پر آمادہ اور اپنے قومی اور دینی حقوق کھو دینے کے خطرہ میں تھے۔ (۱۔ سموئیل ۲۶: ۱۹) اس آیت میں اور ۹ و ۱۱ و ۲۲ و ۲۹ و ۳۴ آیتوں میں زمین سے مراد کنعان کی موعودہ زمین ہے۔

۵ و ۶۔ شعر گیمل باتھ۔ ایمان کا اجر۔

۵۔ "توکل کر" بالُڑھکا دے۔ ہر طرح کے فکر زندگی اُس پر ڈال دے (امثال ۱۶: ۳ و ۱۔ پطرس ۵: ۷)

"سب کچھ کریگا" عبرانی میں پُر زور جملہ ہے۔ (زبور ۵۲: ۹ و ۱۱۹: ۲۶ و ۱۔ تھسلنیکیوں ۵: ۲۴)

۶۔ تیرا معاملہ راست تھا لیکن چھپا رہا اب وہ سورج کی طرح تاریکی میں سے طالع ہوگا۔ تیری راستی پر پردہ پڑا رہا لیکن اب وہ دوپہر کی روشنی کی طرح ظاہر ہوگی۔ (ایوب ۱۱: ۱۷ و امثال ۴: ۱۸ و متی ۱۳: ۴۳)

۷۔ دالت کا شروع۔ بے صبری کا علاج۔ ایمان کی خاموشی۔

۸ و ۹۔ شعر ہ۔ جو آگاہی اوپر آیات میں تھی وہ دُہرائی گئی۔

"غضب کو چھوڑ دے" کُڑکُڑاہٹ نہ صرف نادانی اور بے سود ہے بلکہ خطرناک ہے جو کوئی غضب میں مبتلا ہوتا ہے وہ خدا کی پروردگاری کا انکار کرتا اور بدکاروں میں شریک ہوتا ہے۔

۹۔ "ملک" یعنی موعودہ زمین۔ بنی اسرائیل کے کنعان میں جانے سے پیشتر خدا نے کئی

دوسری قوموں کو کاٹ ڈالا (استثنا ۱۲: ۲۹ و ۱۹: ۱ ۔۴) تاکہ اسرائیل اس سرزمین پر قابض ہو۔ اسی طرح خدا شریروں کو برباد کر دیگا تاکہ حقیقی اسرائیل اپنی میراث کا لطف اٹھائے۔

۱۰ و ۱۱۔ شعر واو۔ ماقبل آیت کی توسیع ہے۔

۱۰۔ "اُس کی جگہ" اس کا مسکن۔

۱۱۔ اس وعدہ کی تصدیق ہمارے خداوند نے متی ۵: ۵ میں کی۔

۱۲۔ ۲۰۔ شریروں کا انجام مایوسی اور ہلاکت ہوگا۔

۱۲ و ۱۳۔ شعر زَ۔ شریروں کا غضب ناکارہ ہے۔

۱۲۔ "دانت پیستا ہے" یعنی تُند جنگلی درندہ کی طرح تاکہ اپنے شکار کو پکڑے۔

۱۳۔ شریروں کی سزا پہلے سے معلوم اور مقرر تھی۔

"اُس کا دن" اس کی سزا اور ہلاکت کا مقررہ دن (عبدیاہ ۱: ۱۲ و ۱۔ سموئیل ۲۶: ۱۰ و ایوب ۱۸: ۲۰)

۱۴ و ۱۵۔ ح۔ شریروں کے منصوبے الٹے انہی پر گرینگے۔

۱۴۔ تلوار اور کمان نقصان پہنچانے کے محض اوزار ہی نہیں بلکہ مزبور تو ایسے گروہ کی حالت کا ذکر کرتا ہے جس میں غریب اور بیکس ہمیشہ ظلم کا شکار ہوتے رہتے تھے۔

"غریب اور محتاج" یا مصیبت زدہ اور مسکین۔

"راست رَو" جن کا طریقِ زندگی راست بازی ہے۔

۱۶ و ۱۷۔ ط۔ حقیقی دولت۔

"بہت سے شریروں کی دولت سے" دوسرا ترجمہ ہے "شریروں کی بہت دولت سے" "بہت یا بہتیرے" جس لفظ کا ترجمہ ہے اس کے لفظی معنی شور و غل کے ہیں۔ یہ دونو کے لئے استعمال ہوتا ہے شور و غل کرنے والے شریر یا شور و غل یا ظلم سے حاصل کردہ دولت کے لئے۔

۱۷۔ جس طاقت کا بُرا استعمال شریروں نے کیا وہ ناکارہ ہو جائیگی۔

"سنبھالتا ہے" ہمیشہ۔ اور خاص کر جب شریر اس کو گرانا چاہتا ہے۔

۱۸ اور ۱۹ - ی - یہواہ دینداروں کی نگرانی کرتا ہے -

۱۸ - "ایام" یعنی ان کی زندگی کے ہر جُز کو -

"میراث ہمیشہ کے لئے" یعنی اُس کی اولاد کے ذریعہ وہ ہمیشہ قائم رہیگا لیکن شریروں کی نسل تباہ ہوگی -

۱۹ - "آفت کے وقت" مصیبت کے وقت -

۲۰ - کاف - شریروں کا انجام -

"خداوند کے دشمن" یہواہ کی اُمّت کے دشمن یہواہ کے دشمن ہیں (۹۲: ۹)

"سرسبزی کی مانند" پرانا ترجمہ ہے "برّوں کی چربی کی طرح" جو جلائی جاتی ہے اور دھوئیں کی صورت میں ہوکر غائب جاتی ہے - یہ پرانا ترجمہ ترگم سے لیا گیا - شریروں کے لئے ایسی تشبیہ موزوں معلوم نہیں ہوتی - یہ نیا ترجمہ موزوں ہے اگرچہ شمالی ممالک میں سبزی ہمیشہ رہتی ہے لیکن مشرقی و گرم ممالک میں یہ شان و شوکت اور خوبصورتی زائل ہو جاتی ہے -

"دھوئیں کی طرح" دھواں ایک طبعی تشبیہ ہے جلد اور کُل طور سے غائب ہو جانے والی شے کی - (ہوسیع ۱۳: ۳) غالباً اشارہ ہے اُس گھاس کی طرف جو کل سبز تھی اور آج سوکھ کر تنور میں جلائی گئی (متی ۶: ۳۰)

۲۱ - ۲۲ - خدا راست بازوں کی حفاظت کرتا ہے -

۲۱ و ۲۲ - لام - شریر سوکھ جائیں گے لیکن راست باز سرسبز ہونگے -
دونو کے مستقبل کا مقابلہ ہے شریر مفلس ہو کر قرض لینے پر مجبور ہو جاتا ہے جسے وہ ادا نہیں کر سکتا اور راستباز فارغ البال ہے کہ دینے کے لئے اس کے پاس بچ رہتا ہے اور سخاوت سے کام لیتا ہے قوم اسرائیل سے یہی وعدہ تھا (استثنا ۱۵: ۶ و ۲۸:
۱۲ و ۴۴)

۲۲ - راستباز کی بے برکت اور شریر کی بربادی خدا کی برکت و لعنت کا نتیجہ ہے -

۲۳ و ۲۴ - میم - خدا ہادی و محافظ ہے -

۲۳ - اس آیت کو ۲۴ کے ساتھ ملا کر پڑھیں - یہواہ نیک آدمی کی زندگی سے خوش ہے وہ ایسے شخص کی راہ کو پسند کرتا ہے - یا یہ معنی ہونگے کہ جب نیک آدمی خوشی سے

یہواہ کی ہدایت کو قبول کرتا ہے تو وہ اس کی راہ کو پسند کرتا ہے - مقابلہ کرو امثال ۱: ۲۹ سے -

۲۵ و ۲۶ - نون - ماقبل بند کی تصدیق دراز زندگی کے تجربہ سے - اس نے کبھی نہیں دیکھا کہ راستباز کو خدا نے ہمیشہ کے لئے ترک کر دیا ہو یا اس کی اولاد بھیک مانگنے لگی ہو - البتہ عارضی طور پہ یہ ممکن ہے -

۲۶ - راستباز کے پاس نہ صرف کثرت مال ہے بلکہ وہ اس کو صحیح طور سے استعمال بھی کرتا ہے - (یسعیاہ ۳۲: ۵ - ۸)

۲۷ و ۲۸ - س -

۲۷ - استاد اپنے شاگردوں سے مخاطب ہے - پہلا مصرع ۳۴: ۱۴ کے مطابق ہے دوسرا مصرع وعدہ ہے -

۲۸ - الف - مقدسوں کے لئے دیکھو ۴: ۳ کی شرح -
ب - عین - مصرعوں کی تقسیم درست نہیں - زبور کی ترکیب سے ظاہر ہے کہ ۲۸ آیت کی پہلی دو آیتیں مع ۲۹ آیت کے ایک بند ہوگا جو عین سے شروع ہوتا ہے -
"ستروں کے ترجمہ میں یہ پچھلے دو مصرعے اس طرح سے ہیں "ناراست ہمیشہ کے لئے تباہ ہو گئے اور شریر کی نسل منقطع ہو گئی"

۳۰ و ۳۱ - ف - حفاظت کا راز -

۳۰ - دیکھو امثال ۱۰: ۳۱ و ۳۲

۳۱ - شریعت - ۱۱۹: ۱۱ - خدا کی شریعت جو اس کے دل میں محفوظ ہے وہ اس کی ساری روش کو درست کرتی ہے - وہ بلا چون و چرا راہ راست کی پیروی کرتا ہے -

۳۲ - ۴۰ - آخری مقابلہ -

۳۲ و ۳۳ - ص - حسد کی شکست -

۳۲ - امثال ۱: ۱۱ وغیرہ -

۳۳ - "اس کے ہاتھ" یعنی شریر کے قابو میں - اور عدالت میں اس کو مجرم ٹھہرنے

ہو دیگا۔

۳۴۔ق۔ مزمور نویس اپنے شاگرد سے مخاطب ہے۔ گو وہ تھوڑی دیر کے لئے گر جائے لیکن وہ پھر سرفراز ہوگا۔ لیکن شریر کاٹا جائیگا۔

"دیکھیگا" یعنی اطمینان کے ساتھ۔ اور جان لیگا کہ خدا کی حکومت راستبازی کی حکومت ہے۔

۳۵ و ۳۶۔ر۔ رعب دار۔ یعنی ظلم وستم۔

۳۷ و ۳۸۔ش۔ شین۔ شریر اور راستباز کا مستقبل۔

۳۸۔ بنی اسرائیل بقائے نسل کو مانتے تھے اس لئے بے اولادی کو لعنت سمجھتے تھے۔

۳۹ و ۴۰۔ط۔ خداوند اپنوں سے وفادار ہے۔

۳۸ زبور

مزمور نویس کا دل بھی بیمار ہے اور بدن بھی۔ دوستوں نے اسے چھوڑ دیا۔ دشمن طعنہ زنی کرتے اور ڈراتے ہیں۔ ایسی حالت میں اس نے اپنا معاملہ خدا کے حضور پیش کیا۔ اپنے ان دکھوں میں اس نے تسلیم کیا کہ یہ میرے گناہوں کی سزا ہے اور دشمن کی طعنہ زنی کی صبر کے ساتھ برداشت کی۔ البتہ اس کی یہ شکایت ہے کہ اس کی تکلیف اس کی برداشت سے باہر ہوگئی۔ وہ خدا کے رحم کے لئے فریاد کرتا اور زبور کے شروع اور آخر میں افاقہ کے لئے دعا کرتا ہے (آیات ۱ و ۲۱ و ۲۲) اس نے ہر حصہ کے شروع میں (آیات ۹ و ۱۵) ایمان و امید کے ساتھ خدا سے درخواست کی۔

اس زبور کا گہرا تعلق ۶ و ۳۹ مزامیر سے ہے ڈیلچ صاحب ان مزامیر کو اس ترتیب میں داخل کرتے ہیں۔ ۶ و ۳۸ و ۵۱ و ۳۲۔ ان کا موقع داؤد کی زندگی کا وہ گناہ تھا جو بیت سبع سے علاقہ رکھتا ہے۔ بعضوں کی رائے یہ ہے کہ حضرت یرمیاہ نے یہ مزمور تیار کیا جب اس کو کوڑے پڑے اور فشحور نے اس کو کاٹھ میں ڈالا (یرمیاہ ۲۰ باب)۔ بعضوں نے یہ سمجھا کہ یہ شخصی نہیں بلکہ قومی فریاد ہے مصیبت میں مبتلا قوم اسرائیل اپنے گناہ کا اقرار کر رہی ہے اور یہ تسلیم کرتی ہے کہ وہ اس سزا کی مستحق تھی اور خدا سے رحم کے لئے فریاد کرتی ہے حضرت ایوب کے دکھوں کا بیان اسی قسم کا ہے اگرچہ مزمور نویس کا مزاج اور لہجہ اس سے متفرق ہے

یسعیاہ ۵۰ باب میں جو یہوواہ کے بندے کا بیان ہے اس کے ساتھ مقابلہ کرو۔

توبہ کے مزامیر میں سے یہ تیسرا مزمور ہے اور ایش ونزڈے (روزے کے شروع کے دن) کو یہ بھی استعمال ہوتا ہے۔

اس زبور کے تین حصے ہیں اور خدا کے یہ تین نام باری باری آتے ہیں۔ (۱) یہوواہ (آیت ۱) (۲) ادونائی (آیت ۹) (۳) پھر دونو مرکب صورت میں جن پر "میرا خدا" بڑھا دیا ہے (آیت ۱۵ و ۲۱ و ۲۲) آیات میں یہ تینوں نام مذکور ہیں۔

حصہ اول۔ مزمور نویس کی بدنی اور باطنی تکلیفات (۱-۸)

حصہ دوم۔ دوستوں نے ترک کیا اور دشمنوں نے دھمکیاں دیں۔ (۹-۱۴)

حصہ سوم۔ مخلصی کے لئے فریاد (۱۵-۲۲)

اس زبور کے عنوان میں یہ لفظ آتے ہیں "یادگار کے لئے" یہ الفاظ مزمور ۷۰ کے عنوان میں ہیں۔ اس سے بعضوں نے یہ نتیجہ نکالا کہ ان دو نو مزامیر میں دکھوں کی یادگار ہے جیسے وہ خدا کے حضور یاد دلا کر فریاد کرتا ہے۔ بعضوں کی رائے یہ ہے کہ خوشبو جلاتے وقت یہ مزمور نماز میں استعمال ہوتا تھا اور خوشبو کا جلانا یادگاری کے لئے تھا یا اس قربانی کے چڑھانے کے وقت جو اذکارہ کہلاتی تھی۔ مقابلہ کرو یسعیاہ ۶۶: ۳ و گنتی ۱۶: ۴۶ و لوقا ۱: ۹ و ۱۰۔ لیوی رسوم میں اذکارہ یادگار کے لئے خاص اصطلاح تھی (۱) میدہ کی قربانی کے اس حصہ کے لئے جس کے ساتھ تیل ملایا جاتا اور خوشبو کے ساتھ مذبح پر جلائی جاتی تھی (احبار ۲: ۲) (۲) اس خوشبو کے لئے جو حضوری کی روٹیوں پر رکھی جاتی اور پیچھے جلائی جاتی تھی (احبار ۲۴: ۷) گو شروع میں اس کے معنی خوشبو کی قربانی تھا لیکن بعد میں یادگاری کی قربانی ہوگیا کیونکہ یہ قربانی چڑھانے والے کو خدا کی یاد دلاتی تھی۔ اذکارہ کے ساتھ جن مزامیر کا استعمال ہوتا تھا شاید اس کے ساتھ اس اصطلاح کا تعلق ہو (۱ تواریخ ۱۶: ۴)۔ سترون کے ترجمہ میں یہ عنوان ہے "سبت کے لئے یادگار" قومی مصیبت کے دنوں میں جیسا کہ انٹی اوخس ایپی فینس کے دنوں میں واقع ہوا (۱۔ مکابی) یہ مزمور عبادت میں استعمال ہوتے تھے۔

زبور ۳۸۔ یادگار کے لئے داؤد کا مزمور۔

(۱) اے خداوند! اپنے قہر میں مجھے جھڑک نہ دے اور اپنے غضب میں مجھے تنبیہ نہ کر۔ (۲) کیونکہ تیرے تیر مجھ میں لگے ہیں اور تیرا ہاتھ مجھ پر بھاری ہے

(۳) تیرے قہر کے سبب سے میرے جسم میں صحت نہیں اور میرے گناہ کے باعث میری ہڈیوں کو آرام نہیں۔ (۴) کیونکہ میری بدی میرے سر سے گذر گئی اور وہ بڑے بوجھ کی مانند میرے لئے نہایت بھاری ہے (۵) میری حماقت کے سبب سے میرے زخموں سے بدبو آتی ہے۔ وہ سڑ گئے ہیں۔ (۶) میں پُر درد اور بہت جھکا ہُوا ہوں۔ میں دن بھر ماتم کرتا پھرتا ہوں۔ (۷) کیونکہ میری کمر میں سوزش ہی سوزش ہے اور میرے جسم میں کچھ صحت نہیں (۸) میں نحیف اور نہایت کچلا ہُوا ہوں اور دل کی بے چینی کے سبب سے کراہتا رہا۔ (۹) اے خداوند میری ساری تمنا تیرے سامنے ہے اور میرا کراہنا تجھ سے چھپا نہیں۔ (۱۰) میرا دل دھڑکتا ہے۔ میری طاقت گھٹی جاتی ہے۔ میری آنکھوں کی روشنی بھی مجھ سے جاتی رہی۔ (۱۱) میرے عزیز اور دوست میری بلا میں الگ ہو گئے اور میرے رشتہ دار دور جا کھڑے ہوئے۔ (۱۲) میری جان کے خواہاں میرے لئے جال بچھاتے ہیں اور میرے نقصان کے طالب شرارت کی باتیں بولتے اور دن بھر مکر و فریب کے منصوبے باندھتے ہیں۔ (۱۳) پر میں بہرے کی مانند سنتا ہی نہیں۔ میں گونگے کی مانند منہ نہیں کھولتا۔ (۱۴) بلکہ میں اس آدمی کی مانند ہوں جسے سنائی نہیں دیتا اور جس کے منہ میں ملامت کی باتیں نہیں (۱۵) کیونکہ اے خداوند! مجھے تجھ سے اُمید ہے۔ اے خداوند میرے خدا! تو جواب دیگا۔ (۱۶) کیونکہ میں نے کہا کہ کہیں وہ مجھ پر شادیانہ نہ بجائیں جب میرا پاؤں پھسلتا ہے تو وہ میرے خلاف تکبر کرتے ہیں۔ (۱۷) کیونکہ میں گرنے ہی کو ہوں اور میرا غم برابر میرے سامنے ہے۔ (۱۸) اس لئے کہ میں اپنی بدی کو ظاہر کرونگا اور اپنے گناہ کے باعث غمگین رہونگا۔ (۱۹) لیکن میرے دشمن چُست اور زبردست ہیں۔ اور مجھ سے ناحق عداوت رکھنے والے بہت ہو گئے ہیں (۲۰) جو نیکی کے بدلے بدی کرتے ہیں وہ میرے بھی مخالف ہیں کیونکہ میں نیکی کی پیروی کرتا ہوں (۲۱) اے خداوند! مجھے چھوڑ نہ دے اے میرے خدا! مجھ سے دُور نہ ہو۔ (۲۲) اے خداوند! اے میری نجات میری مدد کے لئے جلدی کر۔

۱-۸۔ گناہ کی سزا۔

۱۔ ۶: ۱ اسے مقابلہ کرو۔ مزمور نویس کو یہ شکایت ہے کہ جو سزا اُسے ملی وہ پُر محبت باپ کی طرف سے نہیں بلکہ غضبناک منصف کی طرف سے ہے زور لفظ قہر اور غضب پر ہے۔

۲۔ "تیر" خدا کے تیر اس کی طرف سے سزائیں ہیں (۷: ۱۲ و استثنا ۳۲: ۲۳) خاص کر درد اور بیماری (ایوب ۶: ۴ و ۱۶: ۱۲ و ۱۳ و نوحہ ۳: ۱۲ و ۱۳) اس کو خدا کی طرف سے صدمے یکے بعد دیگرے ملے۔

۳۔ یہ تکلیف اُس کے گناہ کی سزا تھی۔ باہر سے خدا کی طرف سے حملہ ہوتا ہے اور باطن میں گناہ کا احساس اسے بھسم کر رہا ہے۔ (مقابلہ کرو یسعیاہ ۱: ۵ و ۶ سے)

۴۔ اس کے گناہ سیلاب کی طرح اُسے بہائے جا رہے ہیں (۴۲: ۷ و ۶۹: ۲) یا بھاری بوجھ کی طرح اسے کچل رہے ہیں۔

"حماقت" گناہ فی الحقیقت حماقت ہی ہے۔ یہ لفظ ایک دفعہ پھر زبور ۶۹: ۵ میں آیا ہے۔ امثال کی کتاب میں یہ لفظ بہت عام ہے مثلاً ۵: ۲۳ و ۱۹: ۳۔

۵۔ "میرے زخموں" (یسعیاہ ۱: ۶) گویا خدا نے اُسے کوڑے مارے تھے جس کی وجہ سے بدن میں گھاؤ پڑ گئے۔

۶۔ "جھکا ہُوا" کبڑا ہو گیا درد و غم کے مارے۔

"ماتم کرتا" یہ معمول ہو گیا تھا کہ مجرم عدالت میں ماتمی لباس پہن کر حاضر ہو۔ (زکریاہ ۳: ۱)

۷۔ بخار بھی ہے اور سوزش بھی ہے (ایوب ۳۰: ۲۷ و ۳۰)

۸۔ "نحیف" (۵۱: ۸ و یسعیاہ ۵۳: ۵ و ۱۰)

"کراہتا" درد دل سے بلند آواز سے گویا دھاڑیں مارتا ہے۔

۹-۱۴۔ دوستوں کی غفلت اور دشمنوں کی تحقیر کے باعث یہ دُکھ زیادہ بڑھ گیا۔

۹۔ جس کی اسے حاجت ہے وہ خدا کو معلوم ہے (۱۰: ۱۷ و متی ۶: ۸)

اس کی آنکھیں کمزوری اور رونے کے باعث دُھندلی پڑ گئیں۔

۱۱- "میری بلائیں": یہ لفظ کوڑھ کے مرض سے مخصوص تھا (احبار ۱۳: ۳)۔ اس کے دوست اس سے ویسا ہی سلوک کرتے تھے جیسے کسی کوڑھی سے کرتے تھے وہ اس سے دور کھڑے رہتے۔ مقابلہ کرو ۳۱: ۱۱-۱۳ و ۶۹: ۸ و ایوب ۱۹: ۱۳ و یسعیاہ ۵۳: ۴ سے

۱۲- بے رحم دشمنوں نے اُسے گھیر لیا۔

۱۳ و ۱۴- وہ اپنے گناہ سے واقف ہے اس لئے خاموشی اختیار کر کے اپنے معاملہ کو خدا کے سپرد کرتا ہے۔ گویا وہ دشمنوں کی باتیں سنتا ہی نہیں اور اپنی حمایت کے لئے کوئی عذر پیش نہیں کرتا۔ حالانکہ ایوب عذر پیش کرنا چاہتا تھا۔ (ایوب ۲۳: ۴)

۱۵- خاموشی کی وجہ بتائی گئی۔ صبر و امید لازم و ملزوم ہیں۔

۱۶- یہی عذر اس نے اپنی دعا میں پیش کیا (۲۵: ۲ و ۳۵: ۱۹) دیندار آدمی کے دشمن اُس کی مصیبتوں پر خوشی مناتے ہیں کیونکہ وہ سمجھتے ہیں کہ یہ خدا کی ناراضگی کا ثبوت ہے (۴۱: ۱۱)

۱۷- یہ مزید دلیل ہے کہ خدا اس کی فریاد جلدی سنے۔

"میرا غم" یعنی میری مصیبت۔

۱۸- اس نے مان لیا کہ اس کی مصیبت کا سبب گناہ تھا۔

۱۹- اپنی کمزوری کے مقابلے میں دشمنوں کی ترو تازگی کا بیان کرتا ہے۔

"چست" جس لفظ کا یہ ترجمہ ہے وہ اس لفظ سے مشابہ ہے جس کے معنی ہیں "بلا وجہ" اور شاید یہی لفظ یہاں چاہیئے بمقابلہ "ناحق" کے جو دوسرے مصرعے میں آیا ہے۔

۲۰- اپنے دشمنوں کی ناشکر گزاری کو ظاہر کرتا ہے۔

۲۱ و ۲۲- آخری دعا۔

۲۱- قائن کی توبہ اور داؤد کی توبہ میں فرق۔ حقیقی توبہ میں ایمان داخل ہے۔ مایوسی تو ہے لیکن خدا سے مایوسی نہیں۔

۲۲ "اے میری نجات" ۵۲: ۲ و ۵۱: ۱۴)

۳۹ زبور

موقع وہی ہے جس کا بیان ۳۸ مزمور میں ہوا۔ دیر تک بیماری میں مبتلا رہنے سے وہ قبر کے کنارے جا پہنچا تھا لیکن وہ نازک وقت خیریت سے گذر گیا اور دشمنوں کے طعنے کچھ دیر کے لئے بند ہو گئے۔ اس مزمور کے ۴ بند ہیں اور پہلے تین بندوں میں تین تین اور چوتھے میں چار آیتیں ہیں جو جوڑا جوڑا پائی جاتی ہیں۔

مضامین کی تفصیل:-

(۱) جب مزمور نویس اپنی مصیبت کا مقابلہ شریروں کی بختاوری سے کرتا ہے تو کڑکڑاہٹ کی طرف مائل ہوتا ہے اور خاموشی سے غالب آنا چاہتا ہے لیکن وہ جذبہ دبتا نہیں۔ (۱-۳)

(۲) وہ مجبور ہو کر دعا کے ذریعہ تسلی حاصل کرنا چاہتا ہے تاکہ وہ یہ سیکھ لے کہ انسانی زندگی عارضی ہے اور دنیاوی شان و شوکت بطلان ہے (۴-۶)

(۳) اب وہ یہ محسوس کرنے لگتا ہے کہ اس کی سچی امید یہوواہ سے ہے اور خاموشی سے اسی پر توکل کرتا ہے (۷-۹)

(۴) انسانی زندگی کے عارضی ہونے کی دلیل پر وہ مدد کے لئے خدا سے دعا کرتا ہے۔ (۱۰-۱۳)

اس مزمور اور ۳۸ مزمور کو ٹھیک طور سے سمجھنے کے لئے یہ امور قابل لحاظ ہیں:-

(۱) بیماری عموماً خدا کی ناراضگی کا ثبوت سمجھا جاتا تھا۔

(۲) اور قدیم اسرائیل کا یہ خیال تھا کہ موت کے وقوع میں آنے سے خدا کے ساتھ شراکت منقطع ہو جاتی ہے۔

مزمور ۳۸ و ۴۰ کی طرح بعضوں نے ۳۹ مزمور کو بھی قوم کی آواز و فریاد سمجھا۔ گو قوم بھی کسی وقت ان الفاظ میں اپنے تجربہ کو ظاہر کرے لیکن ابتدا میں یہ شخصی فریاد ہی ہو گی۔

خیال و زبان کے لحاظ سے یہ مزمور ۳۸ مزمور سے بہت مشابہ ہے۔ اور نیز ۶۲ مزمور سے اسے بہت مشابہت ہے۔ دونو مزامیر میں یہ ظاہر کیا گیا کہ اس کی امید خدا پر تھی اور کہ موجودہ زندگی عارضی اور فنا پذیر تھی۔ ایوب کی کتاب کے ساتھ بھی بعض امور میں یہ مشابہ ہے

عنوان یہ ہے "یدوتون میرمغنی کے لئے داؤد کا مزمور" یہ نام یدوتون مزامیر ۶۲ و ۷۷ میں بھی مذکور ہے اور نیز ۱-تواریخ ۱۶: ۴۱ و ۲۵: ۱ و ۲-تواریخ ۵: ۱۲ و ۳۵: ۱۵ میں بھی اس نام کا ذکر ہامان اور آسف کے ساتھ آیا ہے جو ہیکل کے گانے بجانے کے منتظم تھے۔ غالباً یہی نام کچھ بدل کر ایتان ہو گیا (۱-تواریخ ۱۵: ۱۷)

زبور ۳۹ - میرمغنی کے لئے یدوتون کے واسطے داؤد کا مزمور۔

(۱) میں نے کہا میں اپنی راہ کی نگرانی کروں گا تاکہ میری زبان سے خطا نہ ہو۔ جب تک شریر میرے سامنے ہے میں اپنے منہ کو لگام دئے رہوں گا۔ (۲) میں گونگا بن کر خاموش رہا اور نیکی کی طرف سے بھی خاموشی اختیار کی اور میرا غم بڑھ گیا۔ (۳) میرا دل اندر ہی اندر جل رہا تھا۔ سوچتے سوچتے آگ بھڑک اٹھی۔ تب میں اپنی زبان سے کہنے لگا۔ (۴) اے خداوند! ایسا کر کہ میں اپنے انجام سے واقف ہو جاؤں اور اس سے بھی کہ میری عمر کی میعاد کیا ہے۔ میں جان لوں کہ کیسا فانی ہوں۔ (۵) دیکھ تو نے میری عمر بالشت بھر کی رکھی ہے اور میری زندگی تیرے حضور بے حقیقت ہے۔ یقیناً ہر انسان بہترین حالت میں بھی بالکل بے ثبات ہے (سلاہ) (۶) درحقیقت انسان سایہ کی طرح چلتا پھرتا ہے۔ یقیناً وہ فضول گھبراتے ہیں۔ وہ ذخیرہ کرتا ہے اور یہ نہیں جانتا کہ اسے کون لیگا۔ (۷) اے خداوند! اب میں کس بات کے لئے ٹھہرا ہوں؟ میری امید تجھ ہی سے ہے (۸) مجھ کو میری سب خطاؤں سے رہائی دے۔ احمقوں کو مجھ پر انگشت نمائی نہ کرنے دے۔ (۹) میں گونگا بنا۔ میں نے منہ نہ کھولا۔ کیونکہ تو ہی نے یہ کیا ہے۔ (۱۰) مجھ سے اپنی بلا دور کر دے۔ میں تو تیرے ہاتھ کی مار سے فنا ہوا جاتا ہوں۔ (۱۱) جب تو انسان کو بدی پر ملامت کر کے تنبیہ کرتا ہے تو اس کے حسن کو پتنگے کی طرح فنا کر دیتا ہے۔ یقیناً ہر انسان بے ثبات ہے۔ (سلاہ) (۱۲) اے خداوند! میری دعا سن اور میری فریاد پر کان لگا۔ میرے آنسوؤں کو دیکھ کر خاموش نہ رہ کیونکہ میں تیرے حضور پردیسی اور مسافر ہوں جیسے میرے سب باپ دادا تھے۔ (۱۳) آہ! مجھ سے نظر ہٹا لے کہ تازہ دم ہو جاؤں اس سے پہلے کہ رحلت کروں اور نابود ہو جاؤں۔

۱-۳- آزمایش کی موجودگی میں خاموشی کا عہد۔

۱- میں نے کہا یعنی اپنے دل میں خطکے کے۔
"نگرانی کروں گا" امثال ۱۶: ۱۷۔ استثنا کی کتاب میں بار بار یہ ہدایت آئی ہے (۴: ۹ وغیرہ) سے یہ اندیشہ تھا کہ کہیں اس کی زبان سے گناہ نہ ہو جائے (ایوب ۲: ۱۰) اور خدا کے خلاف کڑکڑاہٹ پیدا نہ ہو۔
"شریر میرے سامنے" یعنی ان کی بدمعاشی کا نظارہ دیکھ کر یہ آزمایش اس کے سامنے تھی۔ یہ مطلب نہیں کہ شریروں کی موجودگی میں وہ گلہ کرنے سے ڈرتا تھا تاکہ وہ ہنسی نہ اڑائیں۔

۲- "خاموش" گونگے حیوان کی طرح چپ چاپ۔ طاعت (۲۲۲: ۷ و ۳۷: ۷ و توضیح ۲۶: ۴)
"نیکی کی طرف سے" یعنی اچھا یا برا کچھ نہ بولا۔
"میرا غم بڑھ گیا" یعنی جتنا میں اسے دباتا تھا اتنا ہی وہ زیادہ مشتعل ہوتا تھا۔

۳- "جل رہا تھا" باطن میں جو آگ سلگ رہی تھی اب وہ شعلہ جھبوکا ہو کر بھڑک اٹھی۔

۴-۶- خاموشی نا ممکن ثابت ہوئی اور وہ اپنے جذبات کو ظاہر کئے بغیر نہ رہ سکا اور دعا مانگنے لگا تاکہ خدا اسے سمجھا دے کہ انسان کی زندگی اور اس کے مقاصد کیسے ہیچ اور باطل ہیں تاکہ وہ خود غرضانہ حاسدانہ اور کڑکڑاہٹ کے خیالات سے ہٹ کر خدا کی مرضی کے آگے سر تسلیم خم کر دے۔

۴- اس کی دعا یہ نہیں کہ خدا اس کو یہ بتلائے کہ اس کی زندگی کتنی باقی ہے بلکہ وہ یہ سمجھ جائے کہ زندگی یقیناً ختم ہو جائیگی اور خواہ وہ کتنی ہی دراز ہو پھر بھی وہ قلیل اور عارضی ہی ہے۔

۵- "بالشت بھر" چند بالشت لمبی۔ چار انگلی کے برابر (یرمیاہ ۵۲: ۲۱ و ۱-سلاطین ۷: ۲۶)
"میری زندگی" یہاں وہی لفظ ہے جس کا ترجمہ ۱۷: ۱۴ میں "دنیا" کیا گیا جس سے یہ زوال پذیر بھاگنے والی زندگی مراد ہے۔ ازلی و ابدی خدا کی نگاہ میں انسان کی ہستی ہیچ نظر آتی ہے (یسعیاہ ۴۰: ۱۷)۔

"یقیناً" اس مزمور اور ۶۲ مزمور کا یہ خاص لفظ ہے۔ جملہ مابعد کی تاکید کے لئے یہ لفظ آتا ہے یا کل جملہ کی تصدیق کے لئے۔

۶۔ "سایہ کی طرح" خواب وخیال۔ اس لفظ میں بےچینی وشور وغل کا خیال بھی داخل ہے۔ محض دکھاوا۔ نہ شان وشوکت۔

"ذخیرہ کرتا ہے" ہر طرح کی اشیا جمع کرتا رہتا ہے (ایوب ۲۷: ۱۶) اور نہیں جانتا کہ اس کی موت کے بعد کوئی اور اس ذخیرہ کو سنبھالیگا۔ (لوقا ۱۲: ۲۰)

۷-۹۔ جب انسان کی زندگی ایسی عارضی اور دُنیوی ذخیرے ایسے فریب دہ ہیں تو مزمور نویس خدا کی طرف رجوع کرتا ہے جو زندگی کا واحد پشتہ ہے۔

"کس بات کے لئے ٹھہرا ہوں" اس کے سوا اور کچھ ممکن ہی نہیں۔

۸۔ مزمور نویس نہ صرف موجودہ آفت سے مخلصی کا خواہاں ہے بلکہ ان گناہوں کے تصرف سے رہائی چاہتا ہے جن کی وجہ سے یہ آفت آئی۔ گناہ مجرم کو پکڑ کر سزا دلاتا ہے۔ (ایوب ۸: ۴)

"احمقوں کو" احمق لوگ دینداروں کی مصیبت کو خدا کے قہر کا نشان سمجھتے ہیں اس لئے طعنہ زنی کرتے ہیں۔

۹۔ یہ آیت اس خاموشی کی طرف اشارہ کرتی ہے جو مزمور نویس نے دشمنوں کے طعنوں کی برداشت کرنے میں اختیار کی۔ یہ خدا کی مرضی پر توکل کرنے کا نتیجہ تھا۔ (ایوب ۱: ۲۱)

۱۰-۱۳۔ مدد (۱۰ و ۱۱) اور مہلت (۱۲ و ۱۳) کے لئے دعا۔

۱۰۔ "بلا" یا آفت (۳۸: ۱۱ و ایوب ۹: ۳۴)

"فنا ہو گیا" میں "اور تیرا ہاتھ" بالمقابل ہیں۔ جب قادر مطلق خدا کی طاقت مجھ سے جھگڑتی ہے جو ایسا کمزور اور فانی ہے تو میں تو نیست ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا (ایوب ۱۰: ۲)

۱۱۔ پہلے مصرع کا مقابلہ ۳۸: ۱ اور ۶: ۱ سے کرو۔ جیسے مورچہ اندر ہی اندر قیمتی کپڑے کو کھا جاتا ہے (پیدائش ۲۷: ۱۵) اسی طرح خدا کی تنبیہ انسان کے حسن وخوبصورتی اور صحت وطاقت کو تباہ کر دیتی ہے اور انہی چیزوں سے

زندگی دلکش ٹھہرتی ہے (یسعیاہ ۵۳: ۲) خدا کے غصہ اور فنا کر دینے والے ہاتھ کو کیڑے سے تشبیہ دی ہے (ہوسیع ۵: ۱۲)

۱۲۔ صحت کی بحالی دعا کا جواب ہو۔

ربیوں کا مقولہ ہے "مناجات تین طرح کی ہوتی ہے اور ایک دوسرے سے بڑھ کر ہے۔ دعا، فریاد، آنسو۔ دعا خاموشی سے کی جاتی ہے فریاد بلند آواز سے لیکن آنسو ان دونو پر سبقت لے جاتے ہیں۔ کوئی ایسا دروازہ نہیں جس میں سے آنسو نہ گزر سکتے ہوں۔ آنسوؤں کے آگے پھاٹک کبھی مقفل نہیں رہتے۔"

(عبرانی ۵: ۷)

"پردیسی اور مسافر" اجنبی۔ ایسے لوگوں کے لئے یہ لفظ آتا ہے جو اپنا وطن چھوڑ کر کسی دوسرے ملک میں رہتے ہوں اور جہاں ان کو شہری حقوق حاصل نہ ہوں (پیدائش ۲۳: ۴) عارضی رہائش کے لئے بھی یہ لفظ آتا ہے۔ اسرائیل کو حکم تھا کہ وہ اپنے تئیں ملک کنعان میں بھی "اجنبی اور مسافر" سمجھیں۔ (احبار ۲۵: ۲۳) کل زمین خدا کی ہے اور آدمی صرف یہاں آباد کار کی حیثیت رکھتا ہے (۱۱۹: ۹) اور اس بنا پر کہ وہ اس زمین میں عارضی طور پر آباد ہے خدا سے فریاد کرتا ہے کہ وہ اس کی سماعت کرے (پیدائش ۴۷: ۹) صرف چند روزہ تنہا کا مہمان ہے یعنی اسرائیل کو ہدایت تھی کہ اجنبیوں اور مسافروں کی خاص طور پر خبرگیری کریں (خروج ۲۲: ۲۱) اسی طرح اسے خدایا تو ہماری خبرگیری کر۔ تواریخ کی کتاب میں یہ الفاظ حضرت داؤد کے منہ سے منسوب کئے ہیں (۱-تواریخ ۲۹: ۱۵) اور پطرس رسول نے (۱-پطرس ۲: ۱۱) یہ مسیحی حالت کے لئے استعمال کئے (عبرانیوں ۱۱: ۱۳)

"باپ دادا" ایلیاہ کے الفاظ (۱-سلاطین ۱۹: ۴) اس آیت کے ساتھ مقابلہ کرو۔ ایوب ۷: ۱۹ و ۱۴: ۶ و ۱۰: ۲۰ و ۲۱ و ۷: ۸ کا۔

---

۳۹ زبور

اس مزمور کے دو حصے ہیں جو لب ولہجہ اور کیفیت میں متفرق ہیں۔ پہلے حصے (۱-۱۱) میں خاص خیالات یہ ہیں مخلصی کے لئے شکر گذاری اور خدا کی مرضی کی اطاعت

دوسرے حصے (۱۲-۱۷) میں مزمور نویس مظلوم و معتوب ہے جس حالت سے مخلصی پانے کے لئے دعا کرتا ہے۔ پہلے حصہ میں جوش طبع اور روحانیت کا اظہار ہے اور دوسرا حصہ ایسے جملوں پر مشتمل ہے جو دوسری جگہ بھی پائے جاتے ہیں خصوصاً ۱۳-۱۷ میں جو جملے آئے ہیں ان کا تکرار دوسری کتاب کے ۷۰ مزمور میں پایا جاتا ہے۔

غالباً مولف نے اپنے زمانہ کی حسب ضرورت مختلف مزامیر کے حصوں کو ایک مزمور میں جمع کر دیا۔ یہ رائے بھی ظاہر کی گئی ہے کہ جس شخص نے پہلی گیارہ آیتیں لکھیں اسی نے کسی مابعد موقع پر ۱۲-۱۷ آیات کو بھی ایزاد کیا۔ اگر یہ مان لیا جائے کہ یہ مزمور حضرت داؤد کی تصنیف ہے تو اس کا تعلق اُس کی زندگی کے اس حصے سے ہوگا جب وہ جلا وطنوں کی طرح فلسطینیوں کے درمیان جا کر رہا۔ ابی سلوم کی بغاوت کے زمانہ سے شاید اس کا کچھ تعلق نہیں اگر اس مزمور کی آیات ۶ وغیرہ کو ۱سموئیل ۱۵: ۲۲ سے ملا کر پڑھا جائے تو اس آیت پر مزید روشنی پڑتی ہے۔ جو بادشاہ خدا کے دل کے مطابق تھا اس کی جان نثاری اُس خودرائی کی ضد تھی جس کی وجہ سے ساؤل رد کیا گیا۔

جو لوگ اس مزمور کو یرمیاہ کی تصنیف بتاتے ہیں وہ اس مزمور کی دوسری آیت میں یرمیاہ کی قید کی طرف (یرمیاہ ۳۸: ۶) اشارہ پاتے ہیں۔ لیکن یہ بیان لفظی نہیں بلکہ تشبیہی ہے۔ بعض سمجھتے ہیں کہ یہاں قوم متکلم ہے مگر اس کا اشارہ تک اس مزمور میں نہیں کہ جن دشمنوں کا ذکر ہے وہ غیر یہود تھے۔

پہلے حصے میں چار شعر ہیں۔ تقسیم مضمون حسب ذیل ہے۔

اول۔ (ا)۔ صبر سے انتظار کے بعد عاشقی گئی اور شکر گذاری کا موقع ملا۔ (۱-۳)

(ب) پھر ایک دفعہ یہ ثابت ہوا کہ خدا پر توکل حقیقی خوشحالی کا چشمہ ہے (۴ و ۵)

(ج) اس محبت کا جواب انسان کیا دے؟ نہ مادی قربانیاں بلکہ رضا کارانہ اطاعت (۶-۸)

(د) مزمور نویس برملا اقرار کرتا ہے کہ خدا نے اس کے لئے کیا کچھ کیا اور یقین کرتا ہے کہ اس کی مہربانی برقرار رہیگی (۹-۱۱)

دوم۔ اب یک لخت مضمون بدل جاتا ہے۔ مزمور نویس مصیبتوں میں مبتلا ہے اور جلد مدد کے لئے فریاد کرتا ہے لیکن باوجود مصیبتوں کے اس کو توکل قائم ہے (۱۲-۱۵)

یہ مزمور مبارک جمعہ کے مزامیر میں سے ایک ہے اور اس موقع کے لئے موزوں بھی ہے۔

زبور ۴۰ - میر مغنی کے لئے داؤد کا مزمور۔

(۱) میں نے صبر سے خداوند پر آس رکھی۔ اس نے میری طرف مائل ہو کر میری فریاد سُنی۔ (۲) اس نے مجھے ہولناک گڑھے اور دلدل کی کیچڑ میں سے نکالا اور اُس نے میرے پاؤں چٹان پر رکھے اور میری روش قائم کی (۳) اس نے ہمارے خدا کی ستائش کا نیا گیت میرے منہ میں ڈالا۔ بہتیرے دیکھینگے اور ڈرینگے۔ اور خداوند پر توکل کرینگے۔ (۴) مبارک ہے وہ آدمی جو خداوند پر توکل کرتا ہے اور مغروروں اور دروغ دوستوں کی طرف مائل نہیں ہوتا۔ (۵) اے خداوند میرے خدا۔ جو عجیب کام تو نے کئے اور تیرے خیال جو ہماری طرف ہیں وہ بہت سے ہیں۔ میں ان کو تیرے حضور ترتیب نہیں دے سکتا۔ اگر میں ان کا ذکر اور بیان کرنا چاہوں تو وہ شمار سے باہر ہیں۔ (۶) قربانی اور نذر کو تو پسند نہیں کرتا۔ تو نے میرے کان کھول دئے ہیں۔ سوختنی قربانی اور خطا کی قربانی تو نے طلب نہیں کی (۷) تب میں نے کہا دیکھ! میں آیا ہوں کتاب کے طومار میں میری بابت لکھا ہے۔ (۸) اے میرے خدا! میری خوشی تیری مرضی پوری کرنے میں ہے بلکہ تیری شریعت میرے دل میں ہے۔ (۹) میں نے بڑے مجمع میں صداقت کی بشارت دی ہے۔ دیکھ میں اپنا منہ بند نہیں کرونگا۔ اے خداوند تو جانتا ہے۔ (۱۰) میں نے تیری صداقت اپنے دل میں چھپا نہیں رکھی میں نے تیری وفاداری اور نجات کا اظہار کیا ہے۔ میں نے تیری شفقت اور سچائی بڑے مجمع سے نہیں چھپائی (۱۱) اے خداوند تو مجھ پر رحم کرنے میں دریغ نہ کر تیری شفقت اور سچائی برابر میری حفاظت کریں کیونکہ بیشمار برائیوں نے مجھے گھیر لیا ہے۔ میری بدی نے مجھے آپکڑا ہے۔ ایسا کہ میں آنکھ نہیں اٹھا سکتا۔ وہ میرے سر کے بالوں سے بھی زیادہ ہیں۔ سو میرا جی چھوٹ گیا۔ (۱۳) اے خداوند! مہربانی کر کے مجھے چھڑا۔ اے خداوند! میری مدد کے لئے جلدی کر۔ (۱۴) جو میری جان کو ہلاک کرنے کے درپے ہیں وہ سب شرمندہ اور خجل ہوں۔ جو میرے نقصان سے خوش ہیں وہ پسپا اور رسوا ہوں (۱۵) جو مجھ پر ہاہا کرتے ہیں۔ وہ اپنی رسوائی کے سبب سے تباہ ہو جائیں۔ (۱۶) تیرے سب طالب تجھ میں خوش و خرم ہوں۔ تیری نجات کے عاشق ہمیشہ کہا کریں خداوند کی تمجید ہو

(۱۷) پر میں مسکین اور محتاج ہوں۔ خداوند میری فکر کرتا ہے۔ میرا مددگار اور چھڑانے والا تو ہی ہے۔ اے میرے خدا! دیر نہ کر۔

۱-۳۔ صبر سے خدا کا انتظار کرنے کا اجر۔

"آس رکھی" یا لفظی طور پر "انتظار کرتے ہوئے انتظار کیا۔ مخلصی کے دن کلیسیا کا اقرار یہ ہوگا۔ (یسعیاہ ۲۵: ۹)

"مائل ہو کر" میری طرف کان جھکایا۔

۲۔ مقابلہ کرو یرمیاہ کے تجربہ سے جب وہ قید خانے میں ڈالا گیا۔ نیز دیکھو نوحہ ۳: ۵۳ و ۵۵۔ جیسے مُردہ قبر میں جاتا (۲۸: ۱ و ۸۸: ۴ و ۶) یا جیسے مسافر دلدل میں دھنس جاتا ہے۔

۳۔ یہ مخلصی ایک تازہ تجربہ تھا۔

"ہمارے خدا" دوسرے لوگ بھی مزمور نویس کی حالت میں دلچسپی لے رہے تھے۔

۴ و ۵۔ ایسے توکل کی مبارک حالت۔

۴۔ "وہ آدمی" آدمی کے لئے وہی لفظ آیا ہے جو ۳۴: ۸ میں استعمال ہوا تھا۔ اس کی شرح دیکھو۔

۵۔ "تو نے کئے" ان الفاظ پر زور ہے۔

"عجیب کام" (۹: ۱ کی شرح) اس کے خیالات اور اپنی امت کے لئے اس کی محبت کے مقاصد کا اظہار ہیں۔ ان کا شمار اور ان کی عظمت انسانی قیاس سے بالاتر ہے (یوحنا ۲۱: ۲۵)

۶-۸۔ حقیقی عبادت بھیڑ بکریوں بیلوں کی قربانیوں پر مشتمل نہیں بلکہ خدا کی مرضی کی اطاعت پر۔

۶۔ "قربانی اور نذر" مختلف حیوانوں اور جانوروں کی قربانیاں۔ نذریں مثلاً زمین کے پھلوں کی (احبار ۲: ۱) سوختنی قربانی عابد کو خدا کے لئے مخصوص کرنے کے لئے تھی۔ اور خطا کی قربانی اس امر کو ظاہر کرتی تھی کہ گنہگار کا ملاپ خدا سے ہو گیا اور وہ خدا کی رفاقت میں بحال ہو گیا۔

"پسند نہیں کرتا" یعنی ایسی قربانیوں میں تیری خوشی نہ تھی۔

"کان کھول دئے" یا لفظی طور پر "تو نے میرے کان کھود ڈالے" یا "ان کو چھیدا" خدا نے انسان کو قوتِ سماعت عطا کی ہے اور اس کا مقصد یہ ہے کہ وہ بذریعہ اطاعت اس کے لئے شکرگذاری ظاہر کرے۔ یہاں دل کے کان بھی عبادت میں داخل ہیں۔ لفظ سننے میں اطاعت بھی داخل ہے۔ چنانچہ خدا نے بار بار بنی اسرائیل سے یہ خطاب کیا "سن اے بنی اسرائیل" جس سے مراد ہے کہ سن اور اطاعت کر (استثنا ۴: ۱ و ۶: ۴ وغیرہ) بعضوں نے اس محاورہ کی بنا وہ دستور سمجھا جب غلاموں کے کان چھیدے جاتے تھے (استثنا ۱۵: ۱۷ و خروج ۲۱: ۶) جو اس امر کا نشان تھا کہ وہ ہمیشہ کے لئے غلام ہو گیا۔ لیکن یہاں ایسا اشارہ قرینِ قیاس نہیں۔

۷۔ جب مزمور نویس کو خدا کا حکم معلوم ہو گیا تو اس نے یہ جواب دیا "دیکھ میں آیا ہوں" (گنتی ۲۲: ۳۸ و ۲-سموئیل ۱۹: ۲۰)

"کتاب کے طومار میں" (یرمیاہ ۳۶: ۲ و ۴ و حزقی ایل ۲: ۹)

"طومار" یرمیاہ ۳۶ و حزقی ایل ۳: ۱-۳ و زکریاہ ۵: ۱ و ۲ و عزرا ۶: ۲) قرینہ عبارت سے استثنا کی کتاب کی طرف اشارہ ہے۔

۸۔ "میری خوشی" یعنی جس میں خدا کی خوشی ہے اسی میں اس کی خوشی ہے۔

"تیری مرضی" یعنی تیری خوشنودی جسے تو پسند کرے (امثال ۱۵: ۸ و زبور ۱۹: ۱۴)

"میرے دل میں" جس سے میری ساری ہستی کو زندگی ملتی ہے (۲۲: ۱۴) اسرائیل سے خدا نے یہی طلب کیا (استثنا ۶: ۶) راستبازی کی یہی خوبی ہونی چاہئے (زبور ۳۷: ۳۱ و یسعیاہ ۵۱: ۷) مسیح کے زمانہ میں عام حالت ایسی ہوگی (یرمیاہ ۳۱: ۳۳) شریعت پتھر کی لوحوں پر نہیں (خروج ۳۲: ۱۵) بلکہ دل کی لوحوں پر لکھی جائیگی (امثال ۳: ۳ و ۷: ۳)

آیات ۶-۸ کا اقتباس عبرانی ۱۰: ۵-۷ میں آیا ہے لیکن ستر کے ترجمے کے موافق اس حوالے کے مصنف نے مسیح کی کامل اطاعت کا مقابلہ شریعت

کی قربانیوں کے غیر کافی ہونے کے ساتھ دیا اور یہ الفاظ اس نے گویا مسیح کے منہ سے نکلوائے کیونکہ اس کی زندگی کے مقصد کا یہ مناسب اظہار تھا۔ مزمور نویس کو شروع سے یہ تعلیم ملی تھی کہ خدا اس سے اور سارے اسرائیل سے کامل اطاعت کا مطالبہ کرتا ہے اور وہ مطالبہ مسیح میں پورا ہوا۔

۹-۱۱- اپنی قربانی کے مطابق اس نے تعریف و شکر گذاری کی قربانی چڑھانے میں کوئی قصور نہ کیا۔

۹- "بشارت"۔ خوشخبری یہ تھی کہ وہ اسی سے جہان کی حکومت و عدالت کرتا ہے۔ اس نے بڑی جماعت میں اس کا اظہار کیا۔ اسرائیلی عیدوں کے موقعوں پر اکثر یہ اظہار کرتے تھے۔ (یرمیاہ ۲۶: ۲)

۱۰- خدا کی صفات کو ظاہر کرنے میں نہ سستی نہ ناشکر گذاری اور نہ انسانی خوف سدّراہ ہوئے۔

۱۱- یہ الفاظ دعائیہ نہیں بلکہ خدا پر بھروسہ کا اظہار ہیں (متی ۱۰: ۳۲)

۱۲-۱۷- اب نظارہ بدل گیا۔ آسمان پر بادل چھا گئے۔ خوشی کی شکر گذاری کی بجائے یہ فریاد ہے کہ اے خدا جلد مدد کو پہنچ۔

"برائیوں" مصیبتوں (۴۳: ۱۹)

"آنکھ نہیں اٹھا سکتا" یعنی خوف وحشت کے مارے میری نظر جاتی رہی۔

"سر کے بالوں" (۶۹: ۴)

۱۳-۱۷- آیات کا تکرار زبور ۷۰ میں پایا جاتا ہے ذرا تفاوت کے ساتھ۔

۱۴- یہ آیت زبور ۳۵: ۴ و ۲۶ کا تکرار ہے ذرا فرق کے ساتھ۔

۱۵- "تباہ ہو جائیں" اپنی شرم کی وجہ سے کیونکہ ان کی حاسدانہ تجویزیں ناکام ہیں اس لئے ان کی شرمندگی کا یہ اجر ہے۔

"ہاہا" حاسدانہ خوشی کا اظہار دوسروں کی مصیبت کو دیکھ کر (۳۵: ۲۱ و ۲۵)

۱۶- مقابلہ کرو زبور ۳۵: ۲۷ سے۔ شریروں کی شکست پر راستباز خدا کے لئے خوشی کرتے ہیں نہ اس لئے کہ اب ان کی ایذا ختم ہو گئی بلکہ یہ اس امر کا ثبوت بھی ہے کہ خدا راستی سے عدالت کرتا ہے۔

"تیری نجات کے عاشق" (۲-تھسلنیکیوں ۲: ۸)

۱۷- اب مزمور نویس اپنی حاجت کی طرف متوجہ ہوتا ہے اور یہ یقین ہے کہ وہ فراموش نہیں کیا گیا۔

"دیر نہ کر" - دانی ایل کی دعا (۹: ۱۹) اور دیکھو (یسعیاہ ۴۶: ۱۳)

اکتالیسواں زبور

مزمور نویس کو بیماری سے تکلیف ہے اور خطرہ ہے کہ وہ مہلک ثابت نہ ہو مگر دشمن اور خاص کر ایک شخص جو پہلے دوست تھا وہ اس کی موت کی توقع رکھتے ہیں۔ لیکن مزمور نویس کا توکل مضبوط ہے یہ زبور چار بندوں پر مشتمل ہے جس میں دوسرا اور تیسرا بہت گہرا تعلق رکھتے ہیں:-

اول۔ ۱-۳ پہلا بند اس مبارکبادی کی توسیع ہے "مبارک ہیں رحم دل کیونکہ ان پر رحم ہوگا" مقابلہ کرو ایوب ۳۰: ۲۵ سے۔

دوم و سوم۔ ۴-۹- بحالی کے لئے دعا۔ اس کے دشمنوں کے حسد و ریاکاری کا بیان۔

چہارم۔ ۱۰-۱۳- اپنے دشمنوں کی طرف سے توجہ ہٹا کر وہ پھر خدا کی طرف متوجہ ہوتا اور بحالی کے لئے از سر نو دعا کرتا ہے اور اسے پورا بھروسہ ہے کہ خدا مہربان ہے۔

اگر حضرت داؤد اس مزمور کے بنانے والے تھے تو یہ جھوٹا دوست اخی توفل ہوگا اور یہ مزمور ابی سلوم کی بغاوت پھوٹ نکلنے سے تھوڑا پہلے بنایا گیا ہوگا۔ ابی سلوم نے حوسی کی مشورت کو (۲-سموئیل ۱۶: ۲۷) ٹھٹھے میں اڑایا۔ اس سے ظاہر ہے کہ وہ داؤد کا کیسا خیر خواہ تھا حالانکہ ابی سلوم اور اخی توفل نے بیوفائی کی۔

یہ تو سچ ہے کہ سموئیل کی دوسری کتاب میں حضرت داؤد کی کسی ایسی بیماری کا ذکر پایا نہیں جاتا جس کی طرف اشارہ اس مزمور میں ملتا ہے۔ لیکن واضح رہے کہ ایسی بہت تفصیلیں اس بیان میں ہیں مثلاً بادشاہ بعض فرائض منصبی ادا نہیں کر سکا جس کا ذکر ابی سلوم کی تقریر میں پایا جاتا ہے (۲-سموئیل ۱۵: ۳) یہ شاید اس کی بیماری کی وجہ سے ہوگا اور بغاوت کے پھوٹ نکلتے ہی بادشاہ کا یروشلم سے

بھاگ جانا بدنی کمزوری کے باعث ہو جو بیماری کی وجہ سے پیدا ہوگئی ہوگی۔
بیماری کی وجہ سے ناطاقت ہو کر جس بیماری کو اس نے اپنے گناہوں کی سزا مان لیا
اس نے دیکھا کہ اس کے درباری اور مصاحب روز افزوں اس کو ترک کرتے جاتے ہیں
خاص کر اخی توفل جیسے معتبر دوست۔ تب اُس نے اپنے تئیں جنگ کے ناقابل سمجھا

زبور ۴۱ - سرزمنی کے کے لئے داؤد کا مزمور۔

(۱) مبارک ہے وہ جو غریب کا خیال رکھتا ہے۔ خداوند مصیبت کے دن اُسے چھڑائیگا۔ (۲) خداوند اسے محفوظ اور جیتا رکھیگا اور وہ زمین پر مبارک ہوگا۔ تو اُسے اس کے دشمنوں کی مرضی پر نہ چھوڑ۔ (۳) خداوند اسے بیماری کے بستر پر سنبھالیگا۔ تو اس کی بیماری میں اس کے پورے بستر کو ٹھیک کرتا ہے (۴) میں نے کہا اے خداوند مجھ پر رحم کر۔ میری جان کو شفا دے کیونکہ میں تیرا گنہگار ہوں (۵) میرے دشمن یہ کہکر میری برائی کرتے ہیں کہ وہ کب مریگا اور اس کا نام کب مٹیگا؟ (۶) جب وہ مجھ سے ملنے کو آتا ہے تو جھوٹی باتیں بکتا ہے اُس کا دل اپنے اندر بدی سمیٹتا ہے۔ وہ باہر جا کر اسی کا ذکر کرتا ہے۔ (۷) مجھ سے عداوت رکھنے والے سب مل کر میری غیبت کرتے ہیں وہ میرے خلاف میرے نقصان کے منصوبے باندھتے ہیں۔ (۸) وہ کہتے ہیں اسے تو بُرا روگ لگ گیا ہے اب جو وہ پڑا ہے تو پھر اُٹھنے کا نہیں۔ (۹) بلکہ میرے دلی دوست نے جس پر مجھے بھروسا تھا اور جو میری روٹی کھاتا تھا مجھ پر لات اٹھائی ہے۔ (۱۰) پر تُو اے خداوند مجھ پر رحم کر کے مجھے اُٹھا کھڑا کر تاکہ میں اُن کو بدلہ دوں۔ (۱۱) اس سے میں جان گیا کہ تو مجھ سے خوش ہے کہ میرا دشمن مجھ پر فتح نہیں پاتا۔ (۱۲) مجھے تو تُو ہی میری راستی میں قیام بخشتا ہے اور مجھے ہمیشہ اپنے حضور قائم رکھتا ہے۔ (۱۳) خداوند اسرائیل کا خدا ازل سے ابد تک مبارک ہو! آمین ثم آمین۔

۱-۳ - رحیم شخص کے لئے برکتیں۔

۱- "مبارک" آیت ۱۳ میں بھی انگریزی ترجمہ میں مبارک آیا ہے۔ لیکن اس اردو ترجمہ میں لفظ حمد استعمال ہوا ہے کیونکہ آیت ۱ میں خدا کی طرف سے خوشحالی اور برکت کا خیال ہے لیکن ۱۳ آیت میں الٰہی عظمت کے آگے انسانی تعظیم کا خراج ادا کیا گیا۔ زبور کی پہلی

کتاب کا آخری مزمور پہلے مزمور کی طرح مبارکبادی سے شروع ہوتا ہے۔
"غریب کا خیال رکھتا ہے" یعنی اس پر مہربانی کرتا اور اس سے ہمدردی رکھتا ہے اور سختی سے پیش نہیں آتا مقابلہ کرو یعقوب ۱: ۲۷ سے۔ یہاں غریب کے لئے جو لفظ ہے وہ ۴۰: ۱۷ سے متفرق ہے۔ محتاج سے کمزور شخص مراد ہے اور اس لئے غریب اور بیمار دونوں اس میں داخل ہیں۔
۲ و ۳ - رحم کرنے والے شخص کو یہ برکتیں ملینگی۔
"زمین پر مبارک" بختاور۔ خوشحال اور فارغ البال۔
"پورے بستر کو ٹھیک کرتا ہے" یعنی بیماری کو صحت سے بدل ڈالیگا۔ ہسپتال میں نرسیں بیمار کا سر سنبھال کر بستر کو بدلتی ہیں۔
۴-۶ - اب مزمور نویس اپنے حال کو پیش کرتا ہے۔
۴ - "میں نے کہا" میں نے یہ دعا کی۔
"جان کو شفا دے" جان سے مراد کل انسان ہے یعنی زندہ شخصیت جو روح اور جسم کے اتحاد کا نتیجہ ہے۔
"میں تیرا گنہگار ہوں" اس لئے یہ میرے گناہ کی سزا ہے۔
۵ - دشمنوں کی باتیں ظاہر کرتی ہیں کہ وہ اس کی جلد موت کے انتظار میں تھے (۲-سموئیل ۱۸: ۱۸ اور زبور ۹: ۶)
۶ - بیمار پرسی کے وقت بھی وہ جھوٹ یا مکاری سے گفتگو کرتا ہے (۲-سلاطین ۸: ۲۹)
۷ - گھر کے باہر کا نظارہ پیش کیا۔ باہر ان کے دوست کھڑے خبر سننے کے منتظر ہیں۔ اور آپس میں سرگوشیاں کرتے ہیں تاکہ کوئی دوسرا نہ سنے۔ اس کی بیماری کی وجہ کے متعلق آپس میں گفتگو کرتے ہیں (ایوب ۲۲: ۵)
۸ - "بُرا روگ" "بلیال کی بات" جس کے دو مطلب ہو سکتے ہیں "کوئی شرارت کی بات" یا لاعلاج بیماری۔ وہ سمجھتے ہیں کہ کوئی بداخلاقی اس سے سرزد ہوئی جس کا نتیجہ یہ بیماری ہے۔
"لگ گیا ہے" چمٹ گیا ہے جس سے وہ مخلصی حاصل نہیں کر سکتا۔

۹- "میرے دلی دوست" جس کے ساتھ میری صلح تھی (یرمیاہ ۲۰: ۱۰ و ۳۸: ۲۲ و عبدیاہ ۷)

"جو میری روٹی کھاتا تھا": اگر حضرت داؤد مصنف ہے تو یہ شخص اخی توفل ہوگا (۲ سموئیل ۹: ۱۰ و ۱ سلاطین ۱۸: ۱۹ و ۲ سلاطین ۲۵: ۲۹)

۱۰-۱۲- اپنی حاجت کا بیان کرکے مزمور نویس پھر دعا کرتا ہے۔

۱۰- "بدلہ" اگر مصنف داؤد ہے جسے خدا نے مقرر کیا تو اس کی طبعی دعا ہے کہ وہ ان باغیوں کو سزا دے۔ اگرچہ دوسرے موقعوں پر وہ انتقام خدا کے سپرد کرتا ہے۔

(۱ سموئیل ۲۵: ۳۲ و ۲ سموئیل ۳: ۳۹)

۱۱- "جان گیا" یہ ایمان کا بھروسہ ہے۔

۱۲- "قیام بخشتا ہے" زمانہ ماضی میں سنبھالا۔ دشمنوں کا تو یہ خیال تھا کہ اس کا نام مٹ جائیگا لیکن مزمور نویس کو یقین ہے کہ وہ بادشاہوں کے بادشاہ کے حضور کھڑا ہوگا۔

زبور کی پہلی کتاب امید پر ختم ہوتی ہے۔ یہ امید انجیل کی روشنی سے زیادہ منور ہوگئی۔ (مکاشفہ ۲۲: ۴)

۱۳- یہ تمجید غالباً مزمور کا جزو نہیں بلکہ کتاب کے خاتمہ پر ایزاد کی گئی۔ اس کلمہ تمجید کے ساتھ مقابلہ کرو (۱ سلاطین ۱: ۴۸ و ۱ تواریخ ۲۹: ۱۰ و سلیمان کی ۱ سلاطین ۸: ۱۵ و عزرا ۷: ۲۷ و نحمیاہ ۹: ۵ و لوقا ۱: ۶۸)

"آمین" ایسا ہی ہو۔ یہ جماعت کی طرف سے جواب تھا (۱۰۶: ۴۸)

زبور کی دوسری کتاب

۴۲ سے ۷۲ مزامیر

زبور کی دوسری اور تیسری کتابیں (۴۲-۷۲ مزامیر اور ۷۳-۸۹) اصل میں ایک ہی کتاب کے دو حصے ہیں۔ پہلا بڑا حصہ (زبور ۴۲-۸۳ تک) الوہسٹک زبور کہلاتا ہے کیونکہ اس حصہ میں خدا کا نام الوہیم (اللہ) آیا ہے۔ حالانکہ باقی مزامیر میں خدا کا نام عموماً یاہواہ آتا ہے۔ ان دونوں کتابوں یا حصوں کے مضامین سے یہ صاف واضح ہوتا ہے کہ اس الوہسٹک مؤلف نے تین ماقبل مجموعوں سے یہ مزامیر انتخاب کئے کیونکہ ۴۲-۴۹ تک کے مزامیر قورح کے مزامیر کہلاتے ہیں (۴۳ مزمور ۴۲ کا جزو ہے) اسی طرح ۸۴-۸۹ تک کے مزامیر (سوائے ۸۶ مزمور کے) مزمور ۵۰ اور ۷۳-۸۳ تک کے مزامیر آسف کے مزامیر کہلاتے ہیں اور ۵۱-۷۲ تک اور ۸۶ مزمور داؤد کے مزامیر۔ اصل مجموعہ میں ۷۲ مزمور اس مجموعہ کے آخر میں تھا جو حضرت داؤد سے منسوب تھا۔ اس لئے بعضوں نے یہ قیاس کیا کہ ۴۲-۵۰ تک کے مزامیر ۷۲ مزمور کے بعد آتے ہونگے اور یوں حضرت داؤد کے سب مزامیر اکٹھے ہونگے اور ۷۲: ۲۰ ان کا مناسب خاتمہ ہوگا۔

اگر ہم صرف اس دوسری کتاب پر ہی غور کریں تو پتہ لگیگا کہ مزامیر ۶۶ و ۶۷ کا تعلق اس مجموعہ سے نہ تھا۔ ۷۲ زبور سلیمان کا زبور کہلاتا ہے۔ اس حصے کے اکثر مزامیر کے عنوان میں یہ جملہ آتا ہے "میر مغنی کے لئے" جس سے یہ اشارہ نکلتا ہے کہ وہ مزامیر میر مغنی کے مجموعے ہیں اور الوہسٹک مجموعہ میں داخل کئے گئے۔ ان دونو

مؤلفوں نے ماقبل مجموعوں سے بدلی۔ ۵۳ زبور ۱۴ مزمور کی الوہسٹک صورت ہے۔ اسی طرح ۷۰ مزمور ۴۰: ۱۳۔۱۷ کی اور مزمور ۵۷: ۷۔۱۱ اور ۶۰: ۵۔۱۲ کو جمع کرنے سے مزمور ۱۰۸ بن گیا۔ اس کتاب میں جو مزامیر حضرت داؤد سے منسوب ہیں ان کے عنوان میں حضرت داؤد کی زندگی کے مختلف ماجروں کا ذکر آتا ہے۔ البتہ ان کی صحت امر زیر بحث ہے۔

ان مزامیر کو ان کے مضامین کے مطابق تقسیم کرنا تو مشکل ہے لیکن اندازاً ان کو یوں تقسیم کر سکتے ہیں:-

(ا) زبور ۴۲ و ۴۳ و ۵۱ و ۵۴ و ۵۵ و ۵۷ و ۵۹ و ۶۱ و ۶۴ و ۶۹ و ۷۰ و ۷۱ شخصی مدد اور مخلصی کے لئے دعائیں ہیں۔

(ب) ۴۴ و ۴۶ و ۴۷ و ۴۸ و ۶۲ شکر گذاریاں ہیں جن میں توکل اور فتح کا خیال ہے۔

(ج) زبور ۴۵ شادی کا قصیدہ ہے۔

(د) زبور ۴۹۔ ۵۰ عظانہ ہے جیسے امثال کی کتاب۔

(ہ) زبور ۶۵ فصل کی شکر گذاری ہے۔

ہیکل کی طرف اشارے کہ وہ عبادت کا مرکز تھی ان مزامیر میں آتے ہیں۔ زبور ۴۲ و ۴۳ و ۴۸ و ۵۰ و ۶۵۔

ان میں سے مفصلہ ذیل مزامیر کا اقتباس نئے عہدنامہ میں آیا ہے۔ ۴۴ و ۴۵ و ۴۸ و ۵۰ و ۵۵ و ۶۲ و ۶۷ و ۶۸ و ۶۹۔ ان مزامیر کے مؤلف ظاہر کرتے ہیں کہ خدا پہ ان کا پورا بھروسہ تھا اور ان کا توکل یہ تھا کہ خدا یہ قدرت رکھتا ہے کہ ان کو ان کی مصیبتوں سے چھڑائے جیسا کہ پہلی کتاب میں ہم نے دیکھا۔

۵۱ مزمور کی طرح بعض دیگر مضامین میں بھی شخصی تجربہ و فریاد کا اظہار ہے اور دینی عبادت و رسوم کے روحانی معانی پیش کئے گئے ہیں۔

حقیقی اسرائیل کی آرزو کا مقصد محض ہیکل ہی نہیں (۴۲: ۲) بلکہ خدا زندہ خدا ہے جس کے تصرف میں دنیا و مافیہا ہے اُس کی نظر میں سوختنی قربانیاں بہت وقعت نہیں رکھتیں (زبور ۵۰: ۷۔۱۴) بلکہ خدا کے نزدیک حقیقی قربانی شکستہ دل اور جان ہے۔

(۱۱: ۵۱)

اس کتاب میں مزامیر ۴۵ و ۷۲ مسیحانہ مزامیر سمجھے جاتے ہیں ان دونو میں ایک کامل بادشاہ کا تصور پیش کیا گیا ہے جو راستبازی سے حکومت کرتا۔ غریبوں کا نگران ظالموں کو سزا دینے والا اور ماتحت قوموں پر سمندر سے سمندر تک حکومت کرنے والا ہے اور ساری قومیں اسے مبارک کہتی ہیں کیونکہ اس نے ان سبھوں کو برکت بخشی۔ شاید ان مزامیر میں سے اکثر کسی خاص تقریب پر لکھے گئے چنانچہ ۴۵ مزمور کسی بادشاہ کی شادی کی تقریب کے لئے۔ ایک مزمور کسی بادشاہ کی تخت نشینی کے موقع پر خواہ کسی موقعہ و تقریب کے لئے لکھے گئے ان سب میں وہ مسیحی امید پائی جاتی ہے جو یہودیوں میں پیدا ہو گئی تھی اور جس سے ان کے سارے مذہبی خیالات بھرے پڑے ہیں۔

۴۲ زبور

۴۲ و ۴۳ مزامیر کا آپس میں گہرا تعلق ہے اور بہترین قیاس ہے کہ یہ دونو مزامیر شروع میں ایک ہی مزمور تھے۔ ۴۳ مزمور کا کوئی عنوان بھی علیحدہ نہیں اور جو مصرع اس کے آخر میں آتا ہے وہ ۴۲ مزمور میں دو دفعہ آچکا ہے (زبور ۴۲: ۵ و ۱۱) یہ دونو مزامیر اس زمانہ کے ہیں جب ہیکل اپنی رونق پر تھی۔ مصنف ایک لیوی ہے جو فلسطین کے شمالی حصہ میں بند ہے اور دشمنوں سے گھرا ہے۔ غالباً غیر قوموں نے اسے محصور کر رکھا ہے (آیت ۶ نیز ۴۲: ۹ و ۴۳: ۱ و ۲) یہ دشمن اسے خدا کا طعنہ دیتے ہیں (۴۲: ۳ و ۱۰) اس کی آرزو یہ ہے کہ واپس جا کر ہیکل کی عبادت میں شریک ہو اور اُسے توکل ہے کہ خدا اس کی آرزو پوری کریگا۔ اس مزمور کو یوں تقسیم کر سکتے ہیں:-

(۱) ۱۔۷۔ جلا وطنی میں دشمنوں کے طعنے سن کر ہیکل کی عیدوں کا ذکر کرتا ہے۔

(۲) ۸۔۱۱ پہاڑیوں پہ سے نگاہ ڈالتا اور غمگین ہوتا ہے۔

بنی قورح

مخفی نہ رہے کہ قورح کوہات کا پوتا تھا اور لیوی کا پرپوتا۔ جب موسیٰ کے خلاف بغاوت کر کے قورح برباد ہوا تو اس کے خاندان میں سے بعض لوگ بچ رہے (گنتی ۲۶: ۱۱) اور اس کی اولاد میں سے بعض اچھے عہدوں پر ممتاز تھے۔

لیوی کے خیمہ گاہ کے پہرہ دار بنی قورح تھے اور جس خیمہ کو حضرت داؤد نے کھڑا کیا تھا اس کے محافظ تھے۔ ہیکل کی دربانی بھی انہی کے سپرد تھی اور بابل کی اسیری کے بعد بھی وہ اسی خدمت پر مامور ہوئے (۱-تواریخ ۹: ۱۷ و ۱۹؛ و نحمیاہ ۱۱: ۱۹)۔ ہیکل میں گانے بجانے کے انتظام کے ساتھ بھی ان کا تعلق تھا۔ حضرت داؤد کے زمانہ میں تین مشہور مغنی تھے جن میں سے ایک ہیمان بنی قورح تھا (۱-تواریخ ۶: ۳۱-۳۳) اور ہیکل کی خدمت کے واسطے کاہنوں کی جو چوبیس باریاں مقرر تھیں ان میں سے چودہ باریوں کے پیشوا ہیمان کے بیٹے تھے (۱-تواریخ ۲۵: ۴) یہوسفط کے زمانے میں بھی گانے والوں میں یہ لوگ شامل تھے۔ (۲-تواریخ ۲۰: ۱۹) لیکن جلا وطنی کے بعد ان کا ذکر دربانوں کے طور پر آتا ہے نہ مغنیوں کی حیثیت میں۔

ہیمان کی اولاد میں سے دو شخص یاہوایل اور شمعی کا ذکر ۲-تواریخ ۲۹: ۱۴ میں آیا ہے۔ جنہوں نے حزقیاہ کے دنوں کی اصلاح میں حصہ لیا۔

بنی قورح کے مزامیر میں ہیکل اور اس کی عبادت کی خاص تعریف آتی ہے (۴۲ و ۴۳ و ۸۴) وہ یروشلم کی مدح میں جوش کا اظہار کرتے ہیں کہ وہ "خدا کا شہر" ہے جسے اس نے اپنی سکونت کے لئے چن لیا اور جس میں وہ بادشاہ کی حیثیت میں سلطنت کرتا ہے۔ (زبور ۴۶ و ۴۷ و ۴۸ و ۸۷) لیکن یہ خیالات انہی مزامیر سے محدود نہیں۔

دوسری کتاب

زبور ۴۲۔ سردار مغنی کے لئے بنی قورح کا مشکیل۔

(۱) جیسے ہرنی پانی کے نالوں کو ترستی ہے ویسے ہی اے خدا میری روح تیرے لئے ترستی ہے (۲) میری روح خدا کی۔ زندہ خدا کی پیاسی ہے۔ میں کب جا کر خدا کے حضور حاضر ہونگا؟ (۳) میرے آنسو دن رات میری خوراک ہیں جس حال کہ وہ مجھ سے برابر کہتے ہیں تیرا خدا کہاں ہے؟ (۴) ان باتوں کو یاد کرکے میرا دل بھر آتا ہے کہ میں کس طرح بھیڑ یعنی عید منانے والی جماعت کے ہمراہ خوشی اور حمد کرتا ہوا اُن کو خدا کے گھر میں لے جاتا تھا۔ (۵) اے میری جان! تو کیوں گری جاتی ہے؟ تو اندر ہی اندر کیوں بے چین ہے؟ خدا سے امید رکھ کیونکہ اُس کے نجات بخش دیدار کی خاطر میں پھر اُس کی

ستائش کرونگا۔ (۶) اے میرے خدا۔ میری جان میرے اندر گری جاتی ہے۔ اس لئے میں تجھے یردن کی سرزمین سے اور حرمون اور کوہ مصغار سے یاد کرتا ہوں (۷) تیرے آبشاروں کی آواز سے گہراؤ گہراؤ کو پکارتا ہے۔ تیری سب موجیں اور لہریں مجھ پر سے گذر گئیں۔ (۸) تو بھی دن کو خداوند اپنی شفقت دکھائیگا اور رات کو میں اُس کا گیت گاؤنگا بلکہ اپنی حیات کے خدا سے دعا کرونگا۔ (۹) میں خدا سے جو میری چٹان ہے کہونگا تو مجھے کیوں بھول گیا؟ میں دشمن کے ظلم کے سبب سے کیوں ماتم کرتا پھرتا ہوں؟ (۱۰) میرے مخالفوں کی ملامت گویا میری ہڈیوں میں تلوار ہے کیونکہ وہ مجھ سے برابر کہتے ہیں تیرا خدا کہاں ہے؟ (۱۱) اے میری جان۔ تُو کیوں گری جاتی ہے؟ تو اندر ہی اندر کیوں بے چین ہے؟ خدا سے امید رکھ کیونکہ وہ میرے چہرے کی رونق اور میرا خدا ہے۔ میں پھر ستائش کرونگا۔

"مشکیل"، دیکھو ۳۲ زبور۔

"بنی قورح"۔ یعنی اس مجموعہ میں سے جو لاویوں کی کمیٹی نے تالیف کئے تھے۔

۱ و ۲- مزمور نویس کی خدا کے ساتھ شراکت رکھنے کی تمنا۔ ہرنی روح کی ایک تشبیہ ہے۔ چوپایوں کو جب پانی نہیں ملتا تو وہ اسی حالت میں ہوتے ہیں۔

۲- "خدا کے حضور"۔ یعنی یروشلم میں جو ہیکل تھی اس میں تین خاص عیدوں کے وقت جانا۔ زندہ خدا بمقابلہ مُردہ بتوں کے۔ یہ خدا زندہ پانیوں کا سوتا (یرمیاہ ۲: ۱۳ و ۱۷: ۱۳) اور زندگی کا چشمہ ہے۔

۳ و ۴۔ گذشتہ دنوں کی یاد سے مزمور نویس کا غم بھی تازہ ہوتا ہے لیکن امید بھی پیدا ہوتی ہے۔

۵- ایک ترجمہ یہ ہے "جو میرے چہرے کی صحت اور میرا خدا ہے (آیت ۱۱ و زبور ۴۳: ۵)

۶-۱۱- اپنی طرف سے ہٹ کر خدا کے سامنے اپنا مقدمہ پیش کرتا ہے۔

۶- "یردن کی سرزمین"۔ شاید ترجمہ ہے یردن کی اور حرمون کی پہاڑی جہاں یردن کا چشمہ تھا فلسطین کے شمال مشرق کی طرف تھا۔

حرمون"۔ یہاں جمع کا صیغہ ہے جس سے اُس پہاڑ کی مختلف چوٹیوں کی طرف اشارہ ہے۔

"مصغار" یعنی چھوٹا پہاڑ۔ اسی علاقہ میں کوئی کم بلند پہاڑی۔

۷۔ "تیرے آبشاروں کی آواز سے" یعنی موسم بہار میں برف کے پگھلنے سے جا بجا پانی جھرنا شروع ہو جاتا تھا۔ اُس کی آواز اور شور کا ذکر ہے۔

"تیری سب موجیں اور لہریں" یہ مصیبت کا نشان نہیں۔ غالباً یردن کی طغیانی اور سیلاب سے یہ تشبیہ لی گئی۔

۸۔ "دعا۔ دعا بھی"۔

۹-۱۱۔ خدا کی گذشتہ رحمتوں کو یاد کر کے وہ یہ فریاد کرتا ہے کہ اب تُو نے مجھے کیوں چھوڑ دیا؟

زبور ۴۳ - (۱) اے خدا میرا انصاف کر اور بے دین قوم کے مقابلہ میں میری وکالت کر اور دغا باز اور بے انصاف آدمی سے مجھے چھڑا۔ (۲) کیونکہ تو ہی میری قوت کا خدا ہے۔ تو نے کیوں مجھے ترک کر دیا؟ میں دشمن کے ظلم کے سبب سے کیوں ماتم کرتا پھرتا ہوں؟ (۳) اپنے نور اور اپنی سچائی کو بھیج۔ وہی میری رہبری کریں۔ وہی مجھ کو تیرے کوہ مقدس اور تیرے مسکنوں تک پہنچائیں۔ (۴) تب میں خدا کے مذبح کے پاس جاؤنگا خدا کے حضور جو میری کمال خوشی ہے۔ اے خدا۔ میرے خدا۔ میں ستار بجا کر تیری ستائش کرونگا۔ (۵) اے میری جان۔ تو کیوں گری جاتی ہے؟ تو اندر ہی اندر کیوں بے چین ہے؟ خدا سے امید رکھ کیونکہ وہ میرے چہرے کی رونق اور میرا خدا ہے۔ میں اُس کی ستائش کرونگا۔

۱-۵ تک بہ جوش دعا دشمنوں سے رہائی اور مقدس کے حقوق کی بحالی کے لئے۔

۱۔ بے دین قوم۔ بیرحم۔ غیر قوم۔

۲۔ مقابلہ کرو ۴۲:۹ سے۔

۳ و ۴ بحالی کی دعا۔

۳۔ کوہ مقدس۔ کوہ صیحون پر ہیکل۔

"تیرے مسکنوں تک" یعنی ہیکل جمع تعظیمی۔

۴۔ "اے خدا میرے خدا" بجائے "اے خداوند میرے خدا"

۴۴ زبور

یہ کسی قومی مصیبت سے رہائی کے لئے دعا ہے۔ اور یہ مصیبت قوم کی برگشتگی یا بُت پرستی کے باعث نازل نہ ہوئی تھی۔ قومی وفاداری اور ملک حالی کے بیانات مطابق زمانہ کی حالت کی طرف اشارہ کرتے ہیں۔ لیکن ممکن ہے کہ کسی اَبتر زمانہ میں کہی یہ حالت ہو جیسے حزقیاہ کے دنوں میں شاہ اسور سنحیرب کا حملہ۔ قدیم دنوں میں خدا نے ان کی مدد کی تھی (۱-۳) اور اب بھی ان کا یہی بھروسہ ہے (۴-۸) پھر بھی خدا نے ان کے دشمنوں کے ہاتھوں انہیں پست کیا (۹-۱۶) لیکن وہ اب تک خدا کے وفادار ہیں۔ (۱۷-۲۲) اور دعا کرتے ہیں کہ وہ انہیں یاد کرے اور چھڑائے (۲۳-۲۶)

زبور ۴۴ - میر مغنی کے لئے بنی قورح کا مزمور مشکیل۔

(۱) اے خدا ہم نے اپنے کانوں سے سُنا ہمارے باپ دادا نے ہم سے بیان کیا کہ تو نے اُن کے دنوں میں قدیم زمانہ میں کیا کیا کام کئے۔ (۲) تو نے قوموں کو اپنے ہاتھ سے نکال دیا اور ان کو بسایا۔ تو نے اُمتوں کو تباہ کیا اور ان کو چاروں طرف پھیلایا۔ (۳) چونکہ نہ تو یہ اپنی تلوار سے اس ملک پر قابض ہوئے اور نہ ان کے بازو نے ان کو بچایا بلکہ تیرے دہنے ہاتھ اور تیرے بازو اور تیرے چہرے کے نور نے ان کو فتح بخشی کیونکہ تو ان سے خوشنود تھا۔ (۴) اے خدا۔ تو میرا بادشاہ ہے۔ یعقوب کے حق میں نجات کا حکم صادر فرما۔ (۵) تیری بدولت ہم اپنے مخالفوں کو گرا دینگے۔ تیرے نام سے ہم اپنے خلاف اُٹھنے والوں کو پامال کرینگے (۶) کیونکہ نہ تو میں اپنی کمان پر بھروسہ کرونگا اور نہ میری تلوار مجھے بچائیگی۔ (۷) لیکن تو نے ہم کو ہمارے مخالفوں سے بچایا ہے اور ہم سے عداوت رکھنے والوں کو شرمندہ کیا۔ (۸) ہم دن بھر خدا پر فخر کرتے رہے ہیں اور ہمیشہ ہم تیرے ہی نام کا شکریہ ادا کرتے رہینگے۔ (سلاہ) (۹) لیکن تو نے تو اب ہم کو ترک کر دیا اور ہم کو رسوا کیا۔ اور ہمارے لشکروں کے ساتھ نہیں جاتا۔ (۱۰) تو ہم کو مخالف کے آگے پسپا کرتا ہے اور ہم سے عداوت رکھنے والے لوٹ مار کرتے ہیں۔ (۱۱) تو نے ہم کو ذبح ہونے والی بھیڑوں کی مانند کر دیا اور قوموں کے درمیان ہم

کو پراگندہ کیا (۱۲) تو اپنے لوگوں کو مفت بیچ ڈالتا ہے اور اُن کی قیمت سے تیری دولت نہیں بڑھتی۔ (۱۳) تو ہم کو ہمارے پڑوسیوں کی ملامت کا نشانہ اور ہمارے آس پاس کے لوگوں کے تمسخر اور مذاق کا باعث بناتا ہے۔ (۱۴) تو ہم کو قوموں کے درمیان ضرب المثل اور اُمتوں میں سر ہلانے کا باعث ٹھہراتا ہے (۱۵) میری رُسوائی دن بھر میرے سامنے رہتی ہے اور میرے منہ پر شرمندگی چھا گئی۔ (۱۶) ملامت کرنے والے اور کفر بکنے والے کی باتوں کے سبب سے اور مخالف اور انتقام لینے والے کے باعث۔ (۱۷) یہ سب کچھ ہم پر بیتا تو بھی ہم تجھ کو نہیں بھولے نہ تیرے عہد سے بے وفائی کی (۱۸) نہ ہمارے قدم تیری راہ سے مڑے نہ ہمارے قدم راہ سے مڑے (۱۹) جو تو نے ہم کو گیدڑوں کی جگہ میں خوب کچلا اور موت کے سایہ میں ہم کو چھپایا۔ (۲۰) اگر ہم اپنے خدا کے نام کو بھولے یا ہم نے کسی اجنبی معبود کے آگے اپنے ہاتھ پھیلائے ہوں (۲۱) تو کیا خدا اسے دریافت نہ کریگا؟ کیونکہ وہ دلوں کے بھید جانتا ہے۔ (۲۲) بلکہ ہم تو دن بھر تیری ہی خاطر جان سے مارے جاتے ہیں اور گویا ذبح ہونے والی بھیڑیں سمجھے جاتے ہیں۔ (۲۳) اے خداوند۔ جاگ تو کیوں سوتا ہے؟ اُٹھ ہمیشہ کے لئے ہم کو ترک نہ کر۔ (۲۴) تو اپنا منہ کیوں چھپاتا ہے اور ہماری مصیبت اور مظلومی کو بھولتا ہے؟ (۲۵) کیونکہ ہماری جان خاک میں مل گئی۔ ہمارا جسم مٹی ہو گیا (۲۶) ہماری مدد کے لئے اُٹھ۔ اور اپنی شفقت کی خاطر ہمارا فدیہ دے۔

۱-۳- گذشتہ زمانہ کی طرف نظر۔ سرزمین کنعان ان کو اپنی بہادری سے حاصل نہ ہوا تھا بلکہ خدا کی مدد سے۔

۱- "ہمارے باپ دادا نے" یہودیوں کو یہ حکم تھا (خروج ۱۰: ۲ و ۱۲: ۲۶ و ۱۳: ۸ و ۱۴ و استثنا ۶: ۲۰ و یشوع ۴: ۶ و ۲۱)

۲- "اپنے ہاتھ سے" عبرانی میں یہ الفاظ آیت کے شروع میں ہیں۔
"لگایا" یہ استعارہ اسرائیل کے کنعان میں آباد ہونے کے لئے اکثر آیا ہے (خروج ۱۵: ۱۷ و ۲ سموئیل ۷: ۱۰)

۳- "چہرے کے نور نے" دیکھو گنتی ۶: ۲۴۔ ہارون کی برکت کے الفاظ۔
"تو ان سے خوشنود تھا" اسرائیل کی کسی لیاقت کی وجہ سے نہیں بلکہ خدا نے اپنی مرضی سے اسے چن لیا۔

۴-۸- گذشتہ سلوک سے یہ بھروسہ پیدا ہوتا ہے کہ اب بھی اور آئندہ بھی وہ مدد کریگا۔

۴- "میرا بادشاہ" یعنی میری قوم کا بادشاہ۔
"حکم صادر فرما" بادشاہ کا فرض ہے کہ اپنے لوگوں کی حمایت کرے۔ بادشاہ کا حکم خود مانا جائیگا۔

۵- "گرا دینگے" (استثنا ۳۳: ۱۷) جیسے مویشی سینگوں سے دھکیل کر گرا دیتے ہیں۔

۶- مقابلہ کرو یہوداہ مکابی کی تقریر سے (۱ مکابی ۳: ۱۷)

۹- زبور ۶۰: ۱۰ سے مقابلہ کرو۔ قدیم زمانوں میں عہد کے صندوق کو یا یہوواہ کی حضوری کے نشان کے طور پر میدان جنگ میں لے جاتے تھے۔ (گنتی ۱۰: ۳۵ و یشوع ۶: ۶ و ۱ سموئیل ۴: ۳ وغیرہ)

۱۱- خدا کی اُمت کے بعض لوگ بھیڑوں کی طرح ذبح کر دئے گئے۔ (۲۲ آیت)

۱۲- یعنی دشمنوں کے حوالے کر دیا۔ (استثنا ۳۲: ۳۰ و قاضی ۲: ۱۴ و یسعیاہ ۵۰: ۱)
"مفت" گویا کہ تیری نظر میں ان کی کچھ حقیقت نہ تھی۔

۱۳- ۷۹: ۴ میں یہی لفظ آئے ہیں۔
"پڑوسیوں" یہ پڑوسی قومیں فلسطینی۔ ادومی۔ اموری و موآبی تھیں جو اسرائیل سے ہمیشہ حسد رکھتی تھیں۔

۱۵- "میری رسوائی" شرم کپڑے کی طرح آدمی کو ڈھانپ لیتی ہے (ایوب ۸: ۲۲ و زبور ۳۵: ۲۶ وغیرہ)

۱۶- "ملامت کرنے والے اور کفر بکنے والے" نہ صرف اسرائیلیوں پر طعنہ کرتے تھے بلکہ ان کے خدا پر بھی یہ طعنہ تھا جو نہیں ان کے ہاتھوں سے چھڑا نہ سکتا تھا جیسے شاہ سنحریب نے طعنہ دیا تھا (یسعیاہ ۳۷: ۶ و ۲۳ و ۲ سلاطین ۱۹: ۶ و ۲۲)

۱۷-۲۲- یہ مصیبت بے وجہ ہے۔ ہم نے خدا کے عہد میں بے وفائی نہیں کی بلکہ خدا کی امت خدا کے لئے دکھ اٹھا رہی ہے۔

۱۷- "نہ تیرے عہد سے بیوفائی کی" خدا کا عہد ابراہیم کے ساتھ یہ تھا کہ میں تیرا خدا ہونگا اور تیرے بعد تیری نسل کا (پیدائش ۱۷: ۷) اس عہد کی تصدیق قوم اسرائیل کے ساتھ کوہ سینا پر ہوئی۔ (خروج ۱۹: ۵ و ۲۴: ۷ و ۸) اس عہد کا نشان ختنہ (پیدائش ۱۷: ۱۰) اور عہد کا صندوق (گنتی ۱۰: ۳۳) اور اس کی روح دس احکام تھے جو عہد کی لوحوں پر کندہ تھے۔

۱۹- مزمور نویس کا عذر یہ ہے کہ قوم نے برگشتگی نہیں کی جس کی تو نے یہ سزا دی ہو۔
"گیدڑوں کی جگہ" بیابان اور بربادی کے لئے یہ مثل تھی (یسعیاہ ۱۳: ۲۲ و ۳۴: ۱۳ و یرمیاہ ۹: ۱۱ و ۱۰: ۲۲) جو لوگ اس زبور کو مکابی زمانے سے منسوب کرتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ جب یہودی انتی اوخس کے ظلم سے بیابان کو بھاگ گئے اور وہاں قتل کئے گئے تھے اس کی طرف اشارہ ہے (۱-مکابی ۲: ۲۷-۳۸) لیکن شاید مراد یہ ہے کہ تو نے ہم کو کچل ڈالا اور ہمارے ملک کو ویران کر دیا۔ البتہ یہاں قرات میں بھی کچھ اختلاف ہے چنانچہ سبعین کے ترجمہ میں یہ لکھا ہے "تو نے ہمیں مصیبت کی جگہ میں پست کیا"۔
"موت کا سایہ" موجودہ نسخے میں اس کی صورت مرکب ہے حالانکہ عبرانی میں اسمائے علم کے سوا مرکب اسم نہیں آتے اس لئے یہ لفظ غالباً کسی دوسرے ماخذ سے ہوگا جس کے معنی تھے "گہرا غم"۔

۲۰- "ہاتھ پھیلائے" یہودی نماز اور دعا کے وقت ہاتھ پھیلاتے تھے جیسے آج کل مسلمان کرتے ہیں۔

۲۱- خدا سے ہم اپنی بیوفائی کیسے چھپا سکتے تھے؟ اس کے ساتھ مقابلہ کرو ایوب کے عذرات کا۔ (ایوب ۲۱: ۴ و یرمیاہ ۱۷: ۱۰ وغیرہ)

۲۲- ہم تو شہیدوں کی طرح تیری خاطر دکھ اٹھا رہے ہیں انتی اوخس کی ایذا رسانی کے وقت یہی حال تھا۔ پولس نے رومیوں ۸: ۳۶ میں تو مسیحیوں کے حوصلہ بڑھانے کے لئے اس آیت کو پیش کیا کہ شاید ان کو بھی موت کا سامنا

کرنا پڑے۔

۲۳-۲۶- جلد مدد کے لئے فریاد۔

۲۳- "تو کیوں سوتا ہے؟" ان کا ایمان تھا کہ اسرائیل کا نگہبان نہ اونگھتا ہے نہ سوتا ہے۔ (۱۲۱: ۳ و ۴)
تالمود میں لکھا ہے کہ یوحنا ہرقانیوس سردار کاہن کے ایام میں (قبل از مسیح ۱۳۵-۱۰۷) بعض لیوی "جو جگانے والے" کہلاتے تھے روزانہ ہیکل میں ممبر پر چڑھ کر یہ اذان دیا کرتے تھے "بیدار ہو اے خداوند تو کیوں سوتا ہے" "دیکھو اسرائیل کا نگہبان نہ اونگھتا ہے نہ سوتا ہے"۔

۲۴- "منہ چھپاتا ہے" غصہ سے یا بے پروائی سے۔ بجائے اس کے کہ اپنے چہرے کی روشنی اپنی امت کی مدد کے لئے چمکاتا ہے۔

۲۶- شفقت۔ مقابلہ کرو خروج ۳۴: ۷ و ۸۔ مزمور نویس کی یہ فریاد ہے کہ اپنی اس صفت کے مطابق خدا اس کی مدد کرے۔

۴۵ زبور

یہ شادی کا قصیدہ ہے جو کسی بادشاہ کی شادی کی تقریب پر گایا گیا اور وہ شادی کسی شہزادی کے ساتھ ہوئی تھی۔ مختصر دیباچہ کے بعد وہ بادشاہ سے مخاطب ہو کر اس کی جسمانی خوبصورتی کی تعریف کرتا اور اسے کہتا ہے کہ اپنی اس طاقت کو سچائی اور حق کی خاطر استعمال کر۔ بعد ازاں دلہن سے مخاطب ہو کر اپنی خوشی کو ظاہر کرتا ہے کہ خدا نے اس کو یہ رتبہ عطا کیا اور قوموں نے ہدیئے بھیجے آخر میں دعا ہے کہ خدا اسے اولاد سے مالامال کرے ایسے شاہی جلوس کے ساتھ وہ بادشاہ کے محل میں پہنچائی جاتی ہے۔

اس میں تو کچھ کلام نہیں کہ اس مزمور میں کسی خاص تعریف کی طرف اشارہ ہے۔ البتہ بعض مفسروں نے اس کے تاریخی پہلو سے انکار کیا اور اس کو بالکل تمثیلی یا اعلیٰ تصویری بیان کہا ہے۔ اس لئے کی تائید میں وہ یہ دلیل پیش کرتے ہیں کہ جو الفاظ اور مضمون یہاں مندرج ہیں وہ کسی اچھے سے اچھے زمینی بادشاہ پر بھی صادق نہیں آتے۔ اس لئے یہودی اور مسیحی کلیسیاؤں میں یہ سمجھا جاتا تھا کہ اس میں صرف مسیح کی طرف اشارہ ہے۔

لیکن مزمور کا مطالعہ کرنے سے صاف ظاہر ہو جاتا ہے کہ یہ رائے صحیح نہیں (۱) اس میں اشارہ تک نہیں کہ مزمور نویس کا ارادہ کسی مستقبل شخص کے ذکر کرنے کا تھا۔ (۲) عبارت بھی ایسی ہے جو کوئی شاعر کسی تاریخی بادشاہ کے لئے استعمال کر سکتا ہے کیونکہ ہم کو معلوم ہے کہ داؤد کی نسل سے کیسے وعدے کئے گئے تھے (۳) نیز اس زبور میں جو تفصیلی بیان ہے وہ مشرقی دربار کا نظارہ پیش کرتا ہے۔

چونکہ اس مزمور میں داؤد کے خاندان کے بادشاہ کا ذکر ہے اور ایسا بادشاہ یہوواہ کا خلیفہ یا نمائندہ تھا کیونکہ یہوواہ اسرائیل کا حقیقی بادشاہ تھا اس لئے مزمور نویس ان پیشین گوئیوں کو مدنظر رکھتے ہوئے اس بادشاہ کو خوش آمدید کہتا ہے اور کہتا ہے کہ عدل سے حکومت کرے (یعنی یہواہ) کے مطابق عمل کرے۔

اب یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ یہ بادشاہ کون تھا اور یہ کیسی تقریب تھی؟ اگر صرف بیانہ بیان کا لحاظ رکھیں تو یہ کہنا پڑیگا کہ داؤد کی نسل کا کوئی بادشاہ ہوگا۔ اس لئے شمالی سلطنت کے بادشاہ اخیاب وغیرہ اس سے خارج ہو جاتے ہیں گو اخیاب کا محل ہاتھی دانت سے بنا تھا (۱۔سلاطین ۲۲: ۳۹ سے زبور ۴۵: ۸ کا مقابلہ کرو) اور اس نے صیدا کی شاہزادی سے شادی کی تھی (۱۔سلاطین ۱۶: ۳۱) نہ یربعام دوم ہو سکتا ہے اگرچہ اس کی سلطنت عیش و عشرت اور شان و شوکت کے لحاظ سے بہت مشہور تھی نہ کوئی فارسی بادشاہ یا بطلیمی فلاڈلفس یا سریانی بادشاہ اسکندر (۱۔مکابی ۱۰: ۵۷ و ۵۸) اس زمرہ میں داخل ہو سکتے ہیں پس اگر داؤد کے خاندان ہی پر یہ بیان محدود ہے تو اس میں دو بادشاہوں میں سے کوئی ایک ہوگا یہورام یا سلیمان۔ بعض عالموں نے سمجھا کہ جب یہورام کی شادی عتلیاہ سے ہوئی اس موقع کے لئے یہ مزمور بنایا گیا۔ یہ یہورام دیندار بادشاہ یہوسفط کا بیٹا تھا لیکن جب اس بادشاہ کی شادی ہوئی تو وہ خود بادشاہ نہ تھا۔ بلکہ باپ کے ساتھ حکومت میں شریک تھا (۲۔سلاطین ۸: ۱۶) ان کے خیال میں "اپنے گھر کو بھول جا" یا صور کا ذکر عتلیاہ پر صادق آتا ہے کیونکہ اس کی ماں ایزبل صوری نسل سے تھی۔ لیکن یہ ماننا مشکل ہے کہ اس جیسیم شاعر نے بت پرست خاندان کے ساتھ رشتہ ناطہ کی ایسی تعریف کی ہو۔ دوسری رائے یہ ہے کہ سلیمان کی شادی کی تقریب کا ذکر اس مزمور میں ہے جب اس نے مصر کے بادشاہ کی بیٹی سے شادی کی (۱۔سلاطین ۳: ۱) ایسا رشتہ بڑا اہم تھا۔ سلیمان کا دربار ویسی شان و شوکت کا تھا جس کا ذکر اس مزمور

میں ہے۔ اور فلسطین سے جو وعدے کئے تھے ان کو بھی بہت عرصہ نہ گذرا تھا چونکہ سلیمان کا تعلق حیرام کے ساتھ تھا اس لئے صور کا ذکر موزون ہے۔ ایک تیسری رائے یہ ہے کہ جب یہودی قوم جلاوطنی سے واپس آئی تب سلیمان کے زمانہ کی یاد کو اس مزمور نویس نے تازہ کر دیا۔

الغرض خواہ کوئی بادشاہ ہو اس مزمور کا تعلق مسیحی زمانہ سے ہے اور اس شادی کی تشبیہ سے اس تعلق کو ظاہر کیا جو اس الٰہی بادشاہ اور اس کی کلیسیا کے مابین ہے۔ عبرانیوں کے خط کے مصنف نے اس مزمور کی ۶ و ۷ آیات کا اقتباس کیا (عبرانی ۱: ۸ و ۹) اگر یہ بادشاہ مسیح کا نشان تھا تو یہ دلہن کلیسیا کا نشان ہوگی (افسیوں ۵: ۲۳ و مکاشفہ ۱۹: ۷ و ۲: ۲ و ۲۲: ۱۷)

یہ مزمور عید ولادت مسیح کے خاص مزامیر میں سے ایک ہے۔

زبور ۴۵ میر مغنی کے لئے شوشنیم کے سُر پر بنی قورح کا مزمور مشکیل۔ عروسی سرود۔

(۱) میرے دل میں ایک نفیس مضمون جوش مار رہا ہے۔ میں وہی مضامین سناؤنگا جو میں نے بادشاہ کے حق میں قلمبند کئے ہیں۔ میری زبان ماہر کاتب کا قلم ہے۔ (۲) تو بنی آدم میں سب سے حسین ہے۔ تیرے ہونٹوں میں لطافت بھری ہے۔ اس لئے خدا نے تجھے ہمیشہ کے لئے مبارک کیا۔ (۳) اے زبردست! تو اپنی تلوار کو جو تیری حشمت و شوکت ہے اپنی کمر سے حمائل کر۔ (۴) اور سچائی اور حلم اور صداقت کی خاطر اپنی شان و شوکت میں اقبالمندی سے سوار ہو اور تیرا دہنا ہاتھ تجھے مہیب کام دکھائیگا۔ (۵) تیرے تیر تیز ہیں۔ وہ بادشاہ کے دشمنوں کے دل میں لگے ہیں۔ امتیں تیرے سامنے زیر ہوتی ہیں۔ (۶) اے خدا۔ تیرا تخت ابدالآباد ہے۔ تیری سلطنت کا عصا راستی کا عصا ہے۔ (۷) تو نے صداقت سے محبت رکھی اور بدکاری سے نفرت۔ اسی لئے خدا تیرے خدا نے شادمانی کے تیل سے تجھ کو تیرے ہمسروں سے زیادہ مسح کیا ہے۔ (۸) تیرے لباس سے مُر اور عود اور تج کی خوشبو آتی ہے۔ ہاتھی دانت کے محلوں سے تار دار سازوں نے تجھے خوش کیا ہے۔ (۹) تیری معزز خواتین میں شہزادیاں ہیں۔ ملکہ تیرے دہنے ہاتھ اوفیر کے سونے سے آراستہ کھڑی ہے۔ (۱۰) اے بیٹی سُن۔ غور کر اور کان لگا۔ اپنی قوم اور اپنے باپ کے گھر کو بھول جا۔ اور بادشاہ تیرے

حُسن کا مشتاق ہوگا کیونکہ وہ تیرا خداوند ہے تُو اُسے سجدہ کو (۱۲) اور صور کی بیٹی ہدیہ لے کر حاضر ہوگی۔ قوم کے دولتمند تیری رضا جوئی کرینگے۔ (۱۳) بادشاہ کی بیٹی محل میں سراپا حُسن افروز ہے۔ اُس کا لباس زربفت کا ہے۔ (۱۴) وہ بیل بوٹے دار لباس میں بادشاہ کے حضور پہنچائی جائیگی۔ اُس کی کنواری سہیلیاں جو اُس کے پیچھے پیچھے چلتی ہیں تیرے سامنے حاضر کی جائینگی۔ (۱۵) وہ اُن کو خوشی اور خرمی سے لے آئینگے۔ وہ بادشاہ کے محل میں داخل ہونگی۔ (۱۶) تیرے بیٹے تیرے باپ دادا کے جانشین ہونگے جن کو تُو تمام روئے زمین پر سردار مقرر کریگا۔ (۱۷) میں تیرے نام کی یاد کو نسل در نسل قائم رکھونگا۔ اس لئے اُمتیں ابدالآباد تیری شکرگزاری کرینگی۔

"شوشنیم" سے اشارہ نہ تو دلہن کی خوبصورتی اور عفت کی طرف ہے۔ نہ ایسے ساز کی طرف جس کی شکل سوسن کی سی ہو۔ بلکہ خاص راگ یا سُر جس کے مطابق یہ گایا جائے۔ اس وقت کوئی مشہور راگ ہوگا جس کے شروع میں لفظ سوسن آتا ہوگا۔ جیسے آج کل بھی نئے گیت پرانے مشہور راگوں پر گائے جاتے ہیں۔ "عروسی" کے واسطے جو لفظ عبرانی میں مستعمل ہے وہ سلیمان کے اصلی نام یدیدیاہ (یہواہ کا محبوب) کا جز ہے (۲۔ سموئیل ۱۲: ۲۵) یہ لفظ ہمیشہ پاکیزہ اور شریفانہ محبت کے لئے آیا ہے۔ خاص کر اس محبت کے لئے جو یہواہ کو اپنی اُمت سے ہے (۱۰: ۵ و استثنا ۳۳: ۱۲ و یسعیاہ ۵: ۱)

۱۔ یہ گویا پہلی آیت دیباچہ کے طور پر ہے۔

"جوش مار رہا ہے" اُبل رہا ہے جیسے نبی کے دل میں حمد کے الہام سے جوش پیدا ہو کر کلام الٰہی نکلتا ہے۔

"بادشاہ کے" نہ کسی ادنیٰ درجہ کے شخص کی تعریف میں۔

"ماہر کاتب کا قلم" یعنی دل میں جس جوش سے کلام نکلتا ہے اسی تیزی سے وہ ان خیالات کو ظاہر کر رہا ہے۔ عزرا کے لئے بھی یہی لفظ مستعمل ہوا ہے (عزرا ۷: ۶) لیکن اس زبور میں اس لفظ کے یہ معنی نہیں کہ وہ عالم شرع ہے۔

۲۔ ۹۔ شاہی دولہا کی شخصی خوبصورتی۔ اس کی حکومت کا عدل۔ اس کے اسلحہ کی کامیابی اس کی سلطنت کی شان و شوکت۔ اس کے دربار کا جاہ و جلال جس پر خدا کی برکت ہے۔

"حسین" حاکم میں حسن بھی ایک اعلیٰ صفت مانی گئی۔ ایک تو اس لئے کہ اس میں قدرتی اندرونی

کشش پائی جاتی ہے۔ دوم اس لئے کہ شریف النسل کا یہ ایک نشان ہے۔

"تیرے ہونٹوں میں" اس کے منہ پر جو تبسم تھا وہ اس امر کا اظہار تھا کہ اچھے کلمات اس کے منہ سے نکلینگے مقابلہ کرو واعظ ۱۰: ۱۲ و لوقا ۴: ۲۲ سے۔

"اس لئے" یہ اس امر کا ثبوت ہے کہ خدا نے تجھے برکت دی ہے۔

"ہمیشہ کے لئے" داؤد اور اس کی نسل کے ساتھ خدا کا ابدی عہد تھا (۲۔ سموئیل ۷: ۱۳ و ۱۶ و ۲۵ و ۲۹ و زبور ۱۸: ۵۰)

۳۔ بادشاہ کی ان خوبیوں کی تعریف کرنے کی بجائے وہ یہ کہتا ہے کہ حق اور انصاف کے لئے وہ خوبیاں استعمال کی جائیں۔

"حشمت و شوکت" یہ الٰہی صفات یہواہ کے نمائندہ بادشاہ کی زندگی میں منعکس ہو رہی ہیں۔

۴۔ "سوار ہو" جنگ کے گھوڑے یا رتھ پر سوار ہو کر دشمن کی صف چیر کر نکل جا۔

"حلم اور صداقت کی خاطر" برے اوقات میں ظالم بادشاہوں کے وقت میں یہ صفات پامال ہوتی ہیں (یسعیاہ ۵۹: ۴ و ۱۵) حقیقی بادشاہ کی یہ صفات ہیں یعنی صداقت اور راست بازی سو اور خدا کی اُمت کی صفت ہے حلم۔ اس لئے بادشاہ کا فرض ہے کہ حلیموں سے انصاف برتا جائے (یسعیاہ ۱۱: ۱۔ ۵ و ۱۹: ۱۹ و صفنیاہ ۲: ۳)

"مہیب کام" خدا اپنی اُمت کے لئے مہیب کام کرتا ہے جس سے ان کے دلوں میں اس کا خوف پیدا ہو اور ان کے دشمنوں کو دہشت آئے (استثنا ۱۰: ۲۱ و ۲۔ سموئیل ۷: ۲۳ و یسعیاہ ۶۴: ۳)

"دہنا ہاتھ" اس کی قوت اور شجاعت۔

۵۔ قلم کو حرکت دے کر جنگ کا نقشہ مزمور نویس نے پیش کیا۔ اس کے حملے کے سامنے دشمن گر جاتے ہیں اور وہ سوار ان کی لاشوں کو پامال کرتا ہوا گزر جاتا ہے۔

"تیرا تخت" یہاں ترجمہ میں کچھ مشکلات ہیں۔ اور مختلف قدیم ترجموں سے ٹھیک فیصلہ نہیں ہوتا کہ یہاں مخاطب خدا ہے یا بادشاہ (۱) کیا بادشاہ کو الوہیم۔ اللہ یا خدا کہہ سکتے ہیں؟ جو مفسر اس مزمور کو مسیح سے منسوب کرتے ہیں ان کو تو یہ مشکل پیش نہیں آتی۔ بلکہ اس میں انہوں نے مسیح کی الوہیت کو دیکھا۔ لیکن جو لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ یہاں کسی

خاص بادشاہ کا ذکر ہے ان کو یہ مشکل پیش آتی ہے کہ کیا کسی انسان بادشاہ کو اس طور پر خطاب کر سکتے ہیں؟ وہ یہ دلیل پیش کرتے ہیں کہ قاضی الوہیم کہلائے (خروج ۲۱: ۶ و ۲۲: ۸ و ۹ و ۲۸ و ۱-سموئیل ۲: ۲۵) ان کے نزدیک یہ جو عجوبہ تھا کہ خدا کے نمائندہ بادشاہ کی نسبت یہ کہیں کہ وہ یاہواہ کے تخت پر بیٹھا ہے (۱-تواریخ ۲۸: ۵ و ۲۹: ۲۳) نبی پیشتر سے یہ خبر دے سکتا تھا کہ داؤد کا گھرانا خدا کی مانند ہوگا (زکریاہ ۱۲: ۸)۔ علاوہ ازیں یہ نام الوہیم الٰہی یا فوق العادت اشخاص کے لئے آیا ہے (خروج ۷: ۱ و ۱-سموئیل ۲۸: ۱۳) اور یسعیاہ نے مسیح بادشاہ کو ایل جبار (قادر مطلق) بیان کیا۔ لیکن اگلی آیت میں یہ الفاظ صاف طور پر آئے ہیں "خدا تیرے خدا نے" جس سے ظاہر ہے کہ اس آیت میں بادشاہ سے خطاب کیا گیا۔ تالمود یعنی یہودی ترجموں میں یہ الفاظ یاہواہ سے منسوب ہیں۔ وہاں یہ ذکر ہے "اے یاہواہ تیری عظمت کا تخت ابدالآباد ہے" یا یاہواہ کے تخت سے اس کا آسمانی تخت مراد ہے (۵م ۱: ۲ و نوحہ ۵: ۱۹) یا وہ تخت جو اس نے زمین پر قائم کیا۔ صرف یہ اعتراض یہاں پیدا ہوتا ہے کہ ماقبل اور مابعد آیتوں میں بادشاہ مخاطب ہے پھر اس آیت میں خدا کیسے مخاطب ہوا؟

ان ساری مشکلات کی وجہ سے بعض علماء نے یہ سمجھا کہ یہاں ترجمہ میں کچھ غلطی ہے۔ مثلاً بعضوں نے یہ ترجمہ کیا کہ "خدا تیرا تخت ہے" یعنی تیری سلطنت کی بنیاد خدا ہے (زبور ۹۱: ۲) یا یوں "ابدی خدا تیرا مسکن ہے" (استثنا ۳۳: ۲۷) یا یوں "تیرا تخت خدا ہے" یعنی الٰہی۔ یا "تیرا تخت خدا کا (تخت) ہے"۔

الغرض خواہ کچھ ہی معنی ہوں ان آیتوں میں داؤد کے گھرانے سے ابدالآباد حکومت کا وعدہ ہے جو مسیح میں پورا ہوتا ہے (۲-سموئیل ۷: ۱۳ و ۱۶ و زبور ۸۹)

۶ و ۷- آیات کا اقتباس عبرانیوں ۱: ۸ و ۹ میں ہوا ہے۔

"عصا" حکومت کا نشان اور حقیقی بادشاہ کی حکومت یاہواہ کی حکومت کی مانند ہے جو عدل و راستی سے حکومت کرتا ہے۔

۷- چونکہ بادشاہ خدا کی مرضی کے مطابق عمل کرتا ہے اس لئے خدا اس پر خاص نظر عنایت کرتا ہے۔

"مسح کیا" یہاں اس مسح کی طرف اشارہ نہیں جو بادشاہ مقرر ہونے کے وقت ہوا بلکہ عید کے موقعوں پر جو تیل ملا جاتا تھا (۲۳: ۵ و ۱۰۴: ۱۵)

"تیرے ہمسروں" یعنی دیگر بادشاہوں کی نسبت۔

۸- دُلہا شادی کے لباس میں ہے۔

"مُر" عرب میں پیدا ہوتا ہے۔

"عود" ہندوستان میں ایک درخت ہوتا ہے۔

"تج" دارچینی کی قسم کی چھال یا پتی۔

"ہاتھی دانت" جب دُلہن دُلہا کے گھر میں داخل ہوتی ہے تو باجوں کی آواز سے اس کا استقبال کیا جاتا ہے۔ یہ محل ہاتھی دانت سے سجائے گئے تھے (۱-سلاطین ۲۲: ۳۹ و عاموس ۳: ۱۵)

۹- "شاہزادیاں" مشرق کے بادشاہوں کا فخر تھا کہ ان کے حرم میں کتنی بیگمات ہیں اور یہودی بادشاہ بھی اس سے مستثنیٰ نہ تھے۔ (۱-سلاطین ۱۱: ۳ و غزل الغزلات ۶: ۸) اس میں اُس زمانہ کے رواج کا اظہار ہے یہ کامل اخلاقی حالت کا اظہار نہیں۔ ان بیگمات میں سے ایک کو خاص عزت حاصل ہوتی تھی۔ (۱-سلاطین ۲: ۱۹) اور وہ بادشاہ کے دہنے ہاتھ بیٹھتی۔ اب یہ جگہ اس نئی دُلہن کے لئے محفوظ تھی۔

"اوفیر" کا سونا سب سے عمدہ سونا تھا (۱-سلاطین ۹: ۲۸ و ۱۰: ۱۱ و ایوب ۲۲: ۲۴) لیکن یہ پتہ نہیں کہ اوفیر کونسی جگہ تھا۔ شاید جنوبی عرب یا ہند میں۔

۱۰-۱۲- دُلہن کے جلوس کا بیان اور اس کو نصیحت کہ وہ اپنے پہلے گھر کو بھول جائے۔ اور اپنے خاوند کی جان نثار بن جائے۔ جو عزت و وقار اُس کو حاصل ہوگا اُس کا بیان ہے

۱۰- چونکہ امثال کی کتاب کے پہلے باب، و دیگر مقامات پر یہ ناصح استاد کی حیثیت سے کلام کرتا ہے اس لئے ملکہ کو بیٹی کہتا ہے (امثال ۱: ۸ وغیرہ) غالباً یہ شادی ملکی حکمت عملی کا جزو تھی اور شاید دُلہن نے دُلہا کو دیکھا بھی نہ ہوگا جیسا مشرق میں عموماً دستور رہا ہے۔

"بھول جا" بعضوں کا خیال ہے کہ یہاں مذہب کی طرف بھی اشارہ ہے کہ ملکہ اپنے پرانے مذہب کو بھی بھول جائے۔ روایت ہے کہ فرعون کی بیٹی نے سلیمان کے ساتھ شادی کر کے یہودی مذہب اختیار کر لیا تھا کیونکہ جن دیوتاؤں کے لئے سلیمان نے اونچے مکان بنوائے ان میں مصری دیوتاؤں کا ذکر نہیں (۱-سلاطین ۳: ۱)

"سجدہ کر" ۔ لفظی طور سے سربسجود ہونا (۱-سموئیل ۲۵: ۴۱ و ۱-سلاطین ۱: ۱۶ اور ۲۳) یعنی مناسب تعظیم و اطاعت کرنا۔ عورتوں کی ادنیٰ حالت کی طرف بھی اشارہ ہے جو مشرقی ممالک میں عورتوں کو حاصل تھی لیکن مقابلہ کرو ۱-پطرس ۳: ۵ و ۶ سے۔

"خداوند" یعنی خاوند۔ نہ کہ خدا اگرچہ ہندو عورتیں آج تک شوہر کو اپنا خدا مانتی ہیں۔

۱۲- "صور کی بیٹی" ۔ بعضوں نے اس آیت کا یہ ترجمہ پیش کیا ہے "اے صور کی بیٹی۔ دولتمند چاہیں گے کہ تیری عنایت کے خواہاں ہونگے" ۔ اس لئے ان لوگوں نے سمجھا کہ یہ ملکہ صوری تھی بعضوں نے سمجھا کہ یہاں صور کی جگہ صیحون چاہئے۔ بعضوں کی رائے ہے کہ صور کی بیٹی سے صور کے باشندے مراد ہیں جیسے بابل کی بیٹی یا صیحون کی بیٹی سے وہاں کے باشندے مراد ہیں۔

"قوم کے دولتمند" ۔ صور کے تاجر مشہور دولتمند تھے۔

۱۳-۱۵- دلہن شوہر کے سامنے جانے کے لئے آراستہ ہو رہی ہے۔

۱۳- "محل میں" ۔ کونسا محل؟ یا تو باپ کا محل جہاں وہ شادی کے لئے آراستہ کی گئی یا یروشلیم میں کوئی محل جہاں وہ شہری اندر جہاں سے اُس کو زری لباس پہنا کر بادشاہ کے محل میں لے جاتے ہیں۔ (آیات ۱۴ و ۱۵)

۱۴- "بیل بوٹے دار" ۔ مقابلہ کرو خروج ۲۸: ۳۹ و قاضی ۵: ۳۰ سے۔

۱۵- جلوس کے ساتھ وہ بادشاہ کے محل کی طرف جاتی ہے (اسکابی ۹: ۳۷ وغیرہ)

۱۶ و ۱۷ خاتمہ بد دعا اور بادشاہ سے خطاب۔

۱۶- اگرچہ سلیمان کے دادا پردادا بادشاہ نہ تھے لیکن مشہور و ممتاز خاندان کے لوگ تھے۔

"سردار مقرر کریگا" ۔ جیسے سلیمان نے گورنر مقرر کئے (۱-سلاطین ۴: ۷ وغیرہ) یا شمالی سلطنت میں سردار (۱-سلاطین ۲۰: ۱۴ و ۱۵) رحبعام نے اپنے بیٹوں کو مضبوط شہروں کا حاکم بنایا (۲-تواریخ ۱۱: ۲۳)

"تمام روئے زمین پر" ۔ فلسطین یا کل دنیا۔

۱۷- اس نظم کے ذریعہ بادشاہ کی تعریف نہ صرف اسرائیل میں بلکہ ساری قوموں میں ابد تک ہوتی رہیگی۔

"شکر گذاری" ۔ یہ لفظ عموماً خدا کی تعریف کے لئے آتا ہے (۴۲: ۵ و ۱۱ و ۴۳: ۴ و ۵ وغیرہ) اور آدمیوں کی تعریف کے لئے شاذ و نادر ہی استعمال ہوا ہے۔ (پیدایش ۴۹: ۸ و زبور ۴۹: ۱۸)

اگرچہ دیگر زبردست بادشاہوں کی یاد بھی مٹ گئی سلیمان کا نام آج تک مشہور ہے۔

۴۶ زبور

مزامیر ۴۶ و ۴۷ و ۴۸ کا آپس میں گہرا رشتہ ہے۔ ان میں خدا کی تعریف ہے۔ غالباً یروشلیم کو غیر ملکی دشمنوں سے رہائی ملی جس کے باعث وہ خدا کی تعریف کرتا ہے۔ ۴۶ مزمور میں تو یہ خاص خیال پایا جاتا ہے کہ یہوواہ اپنے شہر میں موجود و حاضر ہے۔ مزمور ۴۷ میں اس امر کا ذکر ہے کہ یہوواہ سارے جہان کا بادشاہ ہے جس کا ایک ثبوت یہ ہے کہ صیحون کے دشمنوں کو شکست ملی۔ زبور ۴۸ میں صیحون کی سلامتی کا خاص خیال ہے کیونکہ خدا کی حضوری وہاں موجود ہے۔

ان مزامیر میں یہوواہ پر محض توکل کا اظہار نہیں کہ وہ صیحون کا نگہبان ہے بلکہ اُن میں خاص کسی تاریخی واقعہ کی طرف اشارہ ہے۔ یہاں ایسے لوگوں کا ذکر ہے جنہوں نے اپنی آنکھوں سے اپنے لوگوں کی حمایت میں خدا کی قدرت کا مشاہدہ کیا تھا۔

بعض مفسر سمجھتے ہیں کہ جب یروشلیم کو اسور کے بادشاہ سنحریب کی فوجوں سے حزقیاہ کے دنوں میں مخلصی حاصل ہوئی تو اس کے لئے یہ تعریف کی گئی (سنہ [illegible] ق م کے قریب)

حزقیاہ نے اپنے تئیں خود مختار اور اسور سے آزاد بادشاہ مشتہر کیا تھا۔ اس کی سزا دینے کے لئے لشکر کشی کی تھی کہتے ہیں کہ جب سنحریب یہوداہ کے ملک کے بڑے حصے کو تاخت و تاراج کر چکا تو اُس نے حزقیاہ کو لکھا کہ وہ اطاعت کرے اور باجگذار بن جائے (۲-سلاطین ۱۸: ۱۳-۱۶) لیکن غالباً شاہ اسور نے پیچھے سوچا کہ ایسے زبردست قلعہ یعنی یروشلیم کو حزقیاہ جیسے مشتبہ باجگذار بادشاہ کے ہاتھ میں چھوڑ جانا حکمت عملی کے خلاف ہوگا۔ اس لئے جب وہ لکیس شہر کا محاصرہ کر رہا تھا تو اس نے ترتان اور ربساریس وغیرہ کے ماتحت ایک فوج یروشلیم کو بھیجی کہ وہ یروشلیم کو ان کے سپرد کر دے۔ حزقیاہ کو فکر دامنگیر ہوئی اُس نے اپنے دل میں کہا کہ اگر میں انکار کرتا ہوں تو شاہ سنحریب مصر کی فتح کے بعد یہاں آن کر یروشلیم کو برباد کر دیگا۔ لیکن اُس نے یہوواہ پر توکل کیا جس نے وعدہ کیا تھا کہ وہ یروشلیم کی حمایت کریگا۔ اس لئے یسعیاہ نبی کی معرفت خدا سے فریاد کی اور سنحریب کے تقاضا کو مسترد کر دیا۔ اسوری افسروں نے جا کر سنحریب کو یہ خبر دی جس وقت کہ وہ لبناہ شہر کا محاصرہ کر رہا تھا۔ اُس وقت سنحریب اور تو کچھ نہ کر سکا لیکن ایک دھمکی آمیز خط اس کو بھیجا اور کہا کہ یہوواہ میں کیا طاقت ہے کہ میرے مقابلہ میں یروشلیم کی حفاظت کر سکے؟ حزقیاہ نے

یہ خطوط کو ہیکل میں یاہواہ کے سامنے پیش کیا۔ اس پر یسعیاہ نبی کی معرفت خدا نے حزقیاہ کو یہ جواب دیا کہ سنحریب کا غرور توڑا جائیگا اور یروشلیم سلامت رہیگا۔ اور یہی وقوع میں آیا۔ سنحریب کی فوج پر ناگہاں کوئی مصیبت نازل ہوئی۔ ترہاقہ کا مقابلہ نہ کر سکا اور واپس چلا گیا اور یوں یروشلیم بچ گیا۔ اس پر حزقیاہ اور اس کے لوگوں نے خدا کا شکر کیا۔ (یسعیاہ ۳۷: ۲۹) ان مزامیر اور یسعیاہ کی پیشین گوئیوں کی عبارت اور مضمون میں عجیب مطابقت پائی جاتی ہے۔ چنانچہ مقابلہ کرو زبور ۴۶: ۷ و ۱۱ کا یسعیاہ ۷: ۱۴ و ۸: ۸ و ۱۰ و میکاہ ۳: ۱۱ سے۔ زبور ۴۷ کا مقابلہ یسعیاہ ۶: ۵ و ۳۷: ۲۲ اور زبور ۴۸ کا یسعیاہ ۴۹: ۳ و ۱۳: ۵ وغیرہ سے۔ اس سے زیادہ ثبوت ہم دے نہیں سکتے۔

زبور ۷۵ و ۷۶ جو آصف کے مزامیر ہیں اسی واقعہ کی طرف اشارہ کرتے ہیں۔

علاوہ ازیں دو دیگر راؤں کا ذکر کرنا بھی مناسب ہوگا۔ مشہور مفسر ڈیلیچ صاحب کی رائے ہے کہ ان مزامیر میں اس موقعہ کا ذکر ہے جب موآبیوں۔ امونیوں اور ادومیوں نے مل کر یہوسفط کے عہد سلطنت میں یہوداہ پر حملہ کیا تھا (۲۔ تواریخ ۲۰) آصف کے خاندان کے ایک لیوی یاحزی ایل نے ان کی شکست کی پیشین گوئی کی۔ بنی قورح کی سرکردگی میں فوج آگے بڑھی۔ مخالف فوجیں آپس میں کٹ مریں اور تقوع کے نزدیک تباہ ہوگئیں۔ اس فتح کی خوشی پہلے تو وادی برکاہ میں منائی گئی اور پھر شکرگذاری کا جلوس ہیکل کو گیا۔ اس فتح کی اطلاع سے اردگرد کی قوموں پر بڑا اثر ہوا۔ اس رائے کو ہم نے اس لئے رد کیا کہ اس وقت یروشلیم خاص خطرے میں نہ تھا اور نہ یسعیاہ کی پیشین گوئی سے اس واقعہ کا کوئی تعلق ہوسکتا ہے۔

دوسری رائے یہ ہے کہ جب شاہان نخع اور رضین نے آخز کے ایام میں یہوداہ پر حملہ کیا چونکہ اس زمانہ کی یسعیاہ کی پیشین گوئیوں سے اس کی کچھ مشابہت ہے اس لئے یہ رائے ظاہر کی گئی۔ لیکن آخز نے تو یاہواہ پر بھروسہ رکھنے سے انکار کر دیا تھا اور اسور سے مدد کی درخواست کی تھی۔ اس لئے حملہ آوروں کا واپس جانا ان مزامیر کی سی شکرگذاری کا مستحق نہیں، کیونکہ ان میں تو یہوداہ کی مخلصی یاہواہ کی عنایت سے منسوب ہے۔

زبور ۴۶ کے تین برابر حصے ہیں اور ہر ایک حصے کے آخر میں لفظ سلاہ آتا ہے دوسرے تیسرے حصہ (۷ و ۱۱) کے آخر میں ایک مصرع آتا ہے جو شاید پہلے حصے کے آخر میں بھی

ہوگا۔

(۱) ۱۔ ۳ خدا اپنی امت کی پناہ گاہ ہے اس لئے نڈر ہو کر اس پر بھروسہ کریں۔

(۲) ۴۔ ۷ صیہون کو جو مخلصی حال ہی میں حاصل ہوئی اس سے یہ ظاہر ہے۔

(۳) ۸۔ ۱۱ خدا کی قدرت کا یہ اظہار اس امر کا پیغام ہے کہ وہ قوموں پر آخر کار غالب آئیگا۔

زبور ۴۶ - میر مغنی کے لئے بنی قورح کا مزمور علاموت کے طرز پر ایک گیت۔

(۱) خدا ہماری پناہ اور قوت ہے مصیبت میں مستعد مددگار (۲) اس لئے ہم کو کچھ خوف نہیں خواہ زمین اُلٹ جائے اور پہاڑ سمندر کی تہ میں ڈال دئے جائیں۔ (۳) خواہ اس کا پانی شور مچائے اور موجزن ہو اور پہاڑ اس کی طغیانی سے ہل جائیں۔ (سلاہ) (۴) ایک ایسا دریا ہے جس کی شاخوں سے خدا کے شہر کو یعنی حق تعالےٰ کے مقدس مسکن کو فرحت ہوتی ہے۔ (۵) خدا اُس میں ہے۔ اُسے کبھی جنبش نہ ہوگی۔ خدا صبح سویرے اُس کی کمک کریگا۔ (۶) قومیں جھنجھلائیں سلطنتوں نے جنبش کھائی وہ بول اُٹھا زمین پگھل گئی۔ (۷) لشکروں کا خداوند ہمارے ساتھ ہے۔ یعقوب کا خدا ہماری پناہ ہے (سلاہ) (۸) آؤ خداوند کے کاموں کو دیکھو کہ اُس نے زمین پر کیا کیا ویرانیاں کی ہیں۔ (۹) وہ زمین کی انتہا تک جنگ موقوف کراتا ہے وہ کمان کو توڑتا اور نیزے کے ٹکڑے کر ڈالتا ہے۔ وہ رتھوں کو آگ سے جلا دیتا ہے۔ (۱۰) خاموش ہو جاؤ اور جان لو کہ میں خدا ہوں۔ میں قوموں کے درمیان سربلند ہونگا۔ میں ساری زمین پر سربلند ہونگا۔ (۱۱) لشکروں کا خداوند ہمارے ساتھ ہے یعقوب کا خدا ہماری پناہ ہے (سلاہ)

"علاموت" کے معنی ہیں نوجوان عورتیں یا لڑکیاں (۶۸: ۲۵) جملہ "علاموت کی راگ پر گایا جائے" کے معنی غالباً یہ ہیں کہ اس مزمور کا راگ عورتوں کی آواز کے لئے بنایا گیا (۶۸: ۱۱ کی شرح)۔ اور ۱۔ تواریخ ۱۵: ۲۰ میں یہ موسیقی کے ایک ساز کے لئے استعمال ہوا ہے۔ البتہ سترون کے ترجمہ میں اس جملے کے یہ معنی کئے گئے "پوشیدہ باتوں کے بارے میں" لاطینی ولگاٹ ترجمہ میں ہے "ابدی باتوں کے بارے میں"

۱۔ مقابلہ کرو یسعیاہ ۳۷: ۲۲ کی دعا سے جو مقبول ہوئی۔ نہایت سختی کے وقت خدا نے یہ ثابت کر دکھایا کہ وہ اپنی امت کی پناہ گاہ تھا اور یسعیاہ کی ان پیشین گوئیوں کی تصدیق

ہوئی جن میں اس نے تاکید کی تھی کہ صرف خدا پر ہی بھروسہ رکھیں اور مصر کے ساتھ اتحاد کو جھوٹی پناہ گاہ قرار دیا تھا (یسعیاہ ۲۸: ۱۵ و ۱۷ و ۳۰: ۲)

۲- یہ الفاظ استعارہ کے طور پر نہیں بلکہ لفظی طور پر درست ہیں (یسعیاہ ۵۴: ۱۰)

۳- یہ آیت دوسری آیت کا حصہ ہے اور جو مصرع ۷ و ۱۱ آیات کے آخر میں ہے وہ یہاں کھو گیا۔ اگر اس کو یہاں ملا کر پڑھیں تو عبارت صاف ہو جاتی ہے۔

۴-۷- خدا کی حضوری اس کی اُمت کی خوشی و سلامتی کا باعث ہے۔

۴- "دریا" خداوند کی حضوری کی مثال ہے جو اپنے شہر کو برکت اور خوشی عطا کرتا ہے فلسطین میں آبپاشی بکثرت درکار ہے۔ مقابلہ کرو یسعیاہ ۳۰: ۲۵ سے شیلوہ کے نالہ سے جس کے پانی آہستہ آہستہ چلتے ہیں۔ نیز دیکھو یسعیاہ ۳۳: ۲۱ جہاں یہوواہ کو ایک بڑے دریا سے تشبیہ دی گئی ہے۔

"خدا کا شہر" (یسعیاہ ۶۰: ۱۴ و عبرانی ۱۲: ۲۲ و مکاشفہ ۳: ۱۲)

۵- چونکہ خدا اس کے وسط میں ہے وہ پہاڑوں سے زیادہ مضبوط اور زمین کی سلطنتوں سے زیادہ محفوظ ہے۔

"صبح سویرے" مصیبت کی رات کے بعد۔ خاص اشارہ ہے اس صبح کی طرف جب انہوں نے اُٹھ کر دیکھا تو سنحریب کا لشکر تباہ پڑا تھا۔ (یسعیاہ ۳۷: ۳۶) خروج کے وقت بھی یہی جملہ آیا تھا خروج ۱۴: ۲۷)

۶- "جھنجھلائیں" ایک ہجوم یا فوج کا شور (۸۳: ۲ و یسعیاہ ۱۷: ۱۲)

"بول اُٹھا" اس کی رعد کی سی آواز کے آگے زمین پگھل جاتی ہے۔

۷- یہ مصرع یسعیاہ کے عمانوایل کا خیال پیش کرتا ہے (یسعیاہ ۷: ۱۴ و ۸: ۸ و ۱۰)

"لشکروں کا خداوند" شروع میں یہ اسرائیل کی فوجوں کا یہوواہ تھا (۱-سموئیل ۱۷: ۴۵) چونکہ آسمان کا لشکر اجرامِ فلکی کے لئے مستعمل ہوا تو یہ یہوواہ آسمانی لشکروں کا یہوواہ کہلایا جسے زمین و آسمان میں اعلیٰ قدرت حاصل ہے۔ یسعیاہ میں یہ محاورہ اکثر آیا ہے۔

"یعقوب کا خدا" جس نے عجیب طرح سے یعقوب کی نگرانی کی تھی۔

۸-۱۱- اس عجیب مخلصی پر غور کر کے سبق سیکھو۔

۸- سب کو دعوت ہے۔

۴۷ زبور

یہ زبور ۹۴: ۱۰ کی توضیح ہے صیہون کا بادشاہ حقیقی بڑا بادشاہ ہے (۴۸: ۲) وہ کل زمین کا بادشاہ ہے۔ اس لئے ساری قومیں اُس کی اطاعت کریں۔

یہ مزمور ۹۳ اور ۹۶ سے ۹۹ تک مزامیر سے بہت مشابہ ہے اس لئے بعضوں نے سمجھا کہ یہ جلاوطنی سے واپس آنے کے وقت کا مزمور ہے۔ یہ مسیحانہ مزمور سمجھا جاتا ہے کیونکہ اس میں ذکر ہے کہ ساری قومیں یہوواہ کی اطاعت کریں اور آیت ۵ کی وجہ سے یہ صعود کے نوص مزامیر میں لیا گیا۔ اگرچہ آیت ۵ میں صعود کی کوئی پیشین گوئی نہیں لیکن چونکہ یہوواہ اپنے دشمنوں پر فتحیاب ہو کر اپنے آسمانی تخت پر جا بیٹھا ہے اس لئے جب مسیح گناہ اور موت پر فتح حاصل کر کے واپس آسمان کو گیا تو اس مزمور کو اس موقعہ کے لئے موزوں سمجھا۔

یہودی عبادت خانہ میں نئے سال کو یہ مزمور نرسنگوں کے پھونکے جانے سے پہلے سات دفعہ پڑھا جاتا تھا (گنتی ۲۹: ۱)

اس مزمور کے تین حصے ہیں:-

(ا) عالمگیر حکم کہ یہوواہ بادشاہ کی حمد کرو (۱-۴)

(ب) چونکہ اس کی شاہی قدرت حال ہی میں منکشف ہوئی اس لئے حمد کرو (۵-۷)

(ج) قوموں کے سردار اس کی تعظیم کریں گے۔ (۸ و ۹)

زبور ۴۷ - میر مغنی کے لئے بنی قورح کا مزمور۔

(۱) اے سب اُمتو! تالیاں بجاؤ۔ خدا کے لئے خوشی کی آواز سے للکارو۔ (۲) کیونکہ خداوند تعالیٰ مہیب ہے۔ وہ تمام روئے زمین کا شہنشاہ ہے۔ (۳) وہ اُمتوں کو ہمارے سامنے زیر کریگا۔ اور قومیں ہمارے قدموں تلے ہو جائینگی۔ (۴) وہ ہمارے لئے ہماری میراث کو چنیگا۔ جو اُس کے محبوب یعقوب کی حشمت ہے (سلاہ) (۵) خداوند نے بلند آواز کے ساتھ۔ خداوند نے نرسنگے کی آواز کے ساتھ صعود فرمایا۔ (۶) مدح سرائی کرو۔ خدا کی مدح سرائی کرو۔ مدح سرائی کرو۔ ہمارے بادشاہ کی مدح سرائی کرو۔ (۷) کیونکہ خدا ساری زمین کا بادشاہ ہے۔ عقل سے مدح سرائی کرو۔ (۸) خدا قوموں پر سلطنت کرتا ہے۔ خدا اپنے مقدس

تخت پر بیٹھا ہے۔ (۹) اُمتوں کے سردار اکٹھے ہوئے ہیں تاکہ ابرہام کے خدا کی اُمت بن جائیں کیونکہ زمین کی سپریں خدا کی ہیں۔ وہ نہایت بلند ہے۔

۱۔ نئے بادشاہ کی تخت نشینی کے وقت تالیاں بجانے کا دستور (۲۔سلاطین ۱۱: ۱۲) اور نعرے مارنے کا۔ (۱۔سموئیل ۱۰: ۲۴)

۲۔ "خداوند" صرف اسرائیل کا بادشاہ ہی نہیں بلکہ ساری زمین کا۔ بادشاہِ عظیم کا لقب اسور کے بادشاہ کو نہیں سجتا بلکہ یاہواہ کو (یسعیاہ ۳۶: ۴)

۴۔ ۱۸: ۶۷ سے مقابلہ کرو۔

۵۔ "صعود فرمایا" اس سے یہ اشارہ ہے کہ وہ نیچے آیا تھا۔ جب خدا کی حضوری دنیا کے معاملات میں ظاہر طور سے مداخلت کرتی ہے تو اس کو خدا کا اُترنا کہتے ہیں (پیدائش ۱۱: ۵ و ۷ یسعیاہ ۳۱: ۴ و ۶۴: ۱ و ۳) جب اُس کا کام ختم ہو جاتا ہے تو کہتے ہیں کہ وہ اوپر گیا (زبور ۶۸: ۱۸)

۷۔ "عقل سے" مشکیل۔ یعنی پُر از صنعت مزمور ہیں۔ نیا انگریزی ترجمہ دیکھو۔

۸۔ خدا بادشاہ تو تھا لیکن اب اُس نے اِس کا مزید ثبوت دیا ہے۔

۹۔ روحانی بصیرت آنکھوں سے مزمور نویس نے دیکھا کہ جو بشارت آیت ایک میں ظاہر کی گئی تھی وہ پوری ہو گئی۔

"اکٹھے ہوئے" یعنی یروشلم میں یاہواہ کی تعظیم کے لئے۔

"ابرہام کے خدا" اگرچہ انجیل کی روشنی میں غیر قوم بھی قوم اسرائیل کی طرح خدا کی اُمت میں داخل ہوئے لیکن پرانے عہدنامہ میں بھی اس کی کچھ جھلک نظر پڑتی ہے چنانچہ مصری لوگ خدا کی اُمت کہلائے (یسعیاہ ۹: ۲۵)

جو وعدے خدا نے ابراہیم سے کئے تھے (پیدائش ۱۲: ۲)

"زمین کی سپریں" امرا لوگ زمین کی سپریں کہلاتے ہیں کیونکہ وہ اپنے لوگوں کی حفاظت کرتے ہیں اس لئے یاہواہ جو ان سب سے بالا ہے وہ ان سب کی جائے پناہ ہے۔ کبھی یہ لفظ سپر خدا سے منسوب ہوتا ہے اور کبھی بادشاہوں سے (ہوسیع ۴: ۱۸ اور زبور ۸۹: ۱۸)

۴۸ زبور

خطرہ عظیم کے وقت یاہواہ صیحون کا محافظ ثابت ہوا۔ (۱ سے ۸)

اور اس مخلصی یافتہ شہر کے باشندوں کو حکم ہے کہ اس کے عجیب کاموں پر دھیان کر کے اس کی عظمت کو پہچانو (۹-۱۴) یہ زبور ۴۶ زبور کا گویا رفیق ہے۔ ۴۶ مزمور میں تو یہ ذکر تھا کہ یاہواہ کا صیحون کے وسط میں ہونا صیحون کی سلامتی کا وسیلہ تھا لیکن اس مزمور میں یہ ذکر ہے کہ صیحون کی سلامتی اس کی حضوری کا نتیجہ ہے۔ مصنف ایسا شخص ہے جس نے سنحریب کے لشکر سے یروشلم کی مخلصی کو آنکھوں سے دیکھا تھا۔ اس مزمور کا مقابلہ یسعیاہ کی پیشین گوئیوں سے کرو خاص کر ۳۳ باب کی پیشین گوئیوں سے جس کا کچھ حصہ (۱-۱۲ تک) سنحریب کے لشکر کی تباہی سے پیشتر اور کچھ حصہ (۱۳-۲۴) اُس تباہی کے بعد کا ہے۔

روح القدس کے نزول کے دن کے خاص مزامیر میں یہ مزمور داخل ہے۔ صیحون کلیسیا کا نمونہ ہے جس مزمور میں صیحون کے جلال اور خدا کے زیر سایہ اس کی حفاظت کا ذکر آتا ہے وہ اُس دن کے لئے موزون ہے جو کلیسیا کا روز پیدائش کہلاتا ہے۔

زبور ۴۸ — ایک گیت۔ بنی قورح کا مزمور۔

(۱) ہمارے خدا کے شہر میں۔ اپنے کوہِ مقدس پر خداوند بزرگ اور بے حد ستایش کے لائق ہے (۲) شمال کی جانب کوہِ صیون جو بڑے بادشاہ کا شہر ہے وہ بلندی میں خوشنما اور تمام زمین کا فخر ہے۔ (۳) اُس کے محلوں میں خدا پناہ مانا جاتا ہے۔ (۴) کیونکہ دیکھو بادشاہ اکٹھے ہوئے۔ وہ مل کر گذرے۔ (۵) وہ دیکھ کر دنگ ہو گئے۔ وہ گھبرا کر بھاگے (۶) وہاں کپکپی نے ان کو آ دبایا اور ایسے درد نے جیسا دردِ زہ۔ (۷) تو پوربی ہوا سے ترسیس کے جہازوں کو توڑ ڈالتا ہے۔ (۸) لشکروں کے خداوند کے شہر میں یعنی اپنے خدا کے شہر میں جیسا ہم نے سنا تھا ویسا ہی ہم نے دیکھا۔ خدا اُسے ہمیشہ برقرار رکھے گا۔ (سلاہ) (۹) اے خدا۔ تیری ہیکل کے اندر ہم نے تیری شفقت پر غور کیا ہے۔ (۱۰) اے خدا۔ جیسا تیرا نام ہے ویسی ہی تیری ستایش زمین کی انتہا تک ہے۔ تیرا دہنا ہاتھ صداقت سے معمور ہے۔ (۱۱) تیرے احکام کے سبب سے کوہِ صیون شادمان ہو۔ یہوداہ کی بیٹیاں خوشی منائیں۔ (۱۲) صیون کے گرد

پھرو اور اُس کا طواف کرو۔ اُس کے برجوں کو گنو۔ (۱۳) اُس کی شہرپناہ کو خوب دیکھ لو
اُس کے محلوں پر غور کرو تاکہ تم آنے والی نسل کو اُس کی خبر دے سکو۔ (۱۴) کیونکہ یہی
خدا ابدالآباد ہمارا خدا ہے یہی موت تک ہمارا ہادی رہیگا۔

"گیت" عام نام ہے مزمور کا لفظ ظاہر کرتا ہے کہ یہ باجے پر بجایا جائے۔ سبعین کے ترجمہ میں
یہاں یہ الفاظ بھی آتے ہیں "ہفتے کے دوسرے دن کے لئے" اور مشناہ سے ظاہر ہے
کہ یہ مزمور اُس دن ہیکل کی عبادت کے وقت لیوی گایا کرتے تھے۔

۱ و ۲ - اس مزمور کا خاص مضمون یہواہ کی عظمت اور اُس کے شہر کا جلال ہے :-

۱- "بے حد ستایش" کیونکہ مصیبت کے وقت اس کی حضوری سے مدد ملی تھی (۴۶: ۱)
اس نے قوموں پر فتح پائی (۴۷: ۹) اس لئے وہ تعریف کے لائق ہے (استثنا ۱۰: ۲۱)۔
اسرائیل کی حمدیں گویا وہ تخت ہے جس پر یہواہ متمکن ہے (زبور ۲۲: ۳) عبادت کی کلید
ہللویاہ ہے۔ یعنی "یہواہ کی ستایش کرو" اور عبرانی میں زبور کی کتاب کا نام تہلیم یعنی
حمدیں ہے (آیت ۱ و ۹۶: ۴ و ۱۴۵: ۳)
"ہمارے خدا کے شہر میں" (آیت ۸ اور ۴۶: ۴ کی شرح)

۲- "کوہ صیہون" اس سارے زبور (۱ و ۲ و ۱۱ و ۱۲ آیات) میں صیہون سے سارا شہر مراد
ہے نہ صرف ایک پہاڑی جس پر وہ شہر آباد تھا۔
"بلندی میں خوشنما" قدرتی خوبصورتی۔ مقابلہ کرو یسعیاہ ۲: ۲ و میکاہ ۴: ۱ سے۔
"تمام زمین کا فخر" مقابلہ کرو نوحہ ۲: ۱۵ سے۔
"شمال کی جانب" کوہ صیہون شہر کے شمال کی جانب تھا۔ ایک دوسرا ترجمہ ہے۔
"شمال کی جانب بڑے بادشاہ کا قلعہ ہے" جس سے ہیکل مراد ہے۔ لیکن جیسا ہم اوپر
بیان کر آئے ہیں اس مزمور میں صیہون سے شہر کا ایک حصہ مراد نہیں بلکہ کل شہر۔
یہ جملہ یسعیاہ ۱۴: ۱۳ و حزقی ایل ۳۸: ۶ و ۱۵ و ۳۹: ۲ میں بھی آیا ہے اور ان سارے
مقامات میں اس سے مراد شمال کا پرلا کنارہ یا گوشہ مراد ہے اور یسعیاہ ۱۴: ۱۳ میں مقدس
پہاڑ کی جگہ مراد ہے ایک ایشیائی روایت کے مطابق دیوتاؤں کا مسکن تھا۔ جیسے فارس کا کوہ
البرز اور ہندوستان کا کیلاش پربت۔ یہ مقدس پہاڑ پرے کنارے پر نہیں بلکہ شہر کے
عین وسط میں ہے۔

۳- ۸- خداوند نے ظاہر کیا کہ وہ صیہون کا محافظ ہے۔
"محلوں میں" صیہون کے شاندار محل جن کو لوٹنے کی دھمکی اسوریوں نے دی تھی

۴- "بادشاہ اکٹھے ہوئے" یعنی شاہ سنحریب کے معاون بادشاہ (یسعیاہ ۱۰: ۸)
"مل کر گذرے" یعنی ان کے سارے لشکر سرحد عبور کرکے یہوداہ کے ملک میں داخل
ہوئے۔

۵- وہ صیہون میں آئے اور انہوں نے اسے دیکھا اور خوف زدہ ہوئے۔

۷- جب مزمور نویس نے اسوریوں کی تباہی دیکھی تو وہ حیران رہ گیا۔ خدا کی طاقت کا مقابلہ کون کر سکتا ہے
"پچھوا ہوا" جس سے تباہی برپا ہوتی ہے اس لئے یہ اکثر سزا یا عدالت کا نشان ہے۔
(ایوب ۲۷: ۲۱ و یسعیاہ ۲۷: ۸ و یرمیاہ ۱۸: ۱۷)
"ترسیس کے جہاز" سب سے بڑے جہاز تھے جو ہسپانیہ کے جنوب مغرب میں ترطیس
تک جاتے تھے۔

۸- جیسی روایت تھی ویسا ہی ہمارا تجربہ ہوا اور ہمارا بھروسہ ہے کہ خدا اپنے چنیدہ شہر کی حفاظت
ہمیشہ کریگا۔ لیکن ایسی حفاظت کی یہ شرط ہے کہ اسرائیل وفادار رہے۔ ورنہ ایسی حفاظت ناممکن
ہوگی۔

۹- ۱۴- اس مخلصی سے سبق۔

۱۰- خدا کی طاقت اور رحمت کا مکاشفہ سب جگہ سنایا جاتا ہے یہوداہ کے علاوہ دیگر قومیں بھی
اس ظالم بادشاہ کے لشکر کی تباہی پر خوشی کرتی ہیں (۴۶: ۸ و نحمیاہ ۱۹: ۳۵)
"تیرا دہنا ہاتھ" یعنی تیری قدرت کی حمایت میں دشمنوں کو سزا دینے کے لئے ہمیشہ تیار ہے
(۹۷: ۸)

۱۱- "یہوداہ کی بیٹیاں" یہوداہ کی کنواری لڑکیاں نہیں اگرچہ عورتیں فتح کی خوشی ناچ رنگ
سے مناتی تھیں۔ بلکہ یہاں یہوداہ کے شہر مراد ہیں جن کو سنحریب نے تسخیر کیا تھا (یسعیاہ ۳۶: ۱)
ملک کے قصبے دارالخلافہ کی بیٹیاں کہلاتے ہیں (گنتی ۲۱: ۲۵ و یشوع ۱۷: ۱۱ و ۱۶) ان دونوں جگہوں
میں قصبوں کے لئے جو لفظ مستعمل ہوا ہے اُس کے معنی "بیٹیاں" ہیں۔

۱۲- محاصرے کے وقت یروشلم کے باشندے اپنی چاردیواری کے اندر گھر گئے تھے۔ اب وہ آزاد ہیں۔
"گنو" اسوریوں نے محاصرے کی خاطر ان کو گنا تھا۔

۱۳- "خوب دیکھ لو" تاکہ شہر کے محفوظ ہونے کا یقین ہو جائے۔

۱۴- "مرتے دم تک"۔ جس لفظ کا یہ ترجمہ کیا گیا وہ ال موتھ ہے۔ موتھ ایک باجے کا نام تھا (دیکھو زبور ۹ کا عنوان۔

"ابدالآباد"۔ (اولاموتھ) ستروں کے ترجمے کے مطابق عبرانی میں ال موتھ آیا ہے۔ موتھ ایک باجے کا نام بھی تھا۔ لیکن پرانے اردو ترجمہ میں "مرتے دم تک" ترجمہ کیا گیا۔

۴۹ زبور

مزمور نویس معلم اخلاق ہے۔ اس نے زندگی کے ان پیچیدہ مسائل کے متعلق تعلیم دی جو انسان کو ورطۂ حیرت میں ڈالتے اور ایمان کو امتحان کی کسوٹی پر پرکھتے ہیں۔ کیا دولت ایسی طاقت نہیں جو ساری دنیا پر حکمران ہے؟ کیا غریب لوگ اس کی طاقت کے آگے نہیں کانپتے اور اس کی شان و شوکت کے سامنے سر نہیں جھکاتے؟ جو لوگ زر و سیم لوٹتے ہیں کیا ان کے پاس عیش و عشرت کا سامان موجود نہیں خواہ وہ کیسا ہی خود غرضانہ اور قابل رشک کیوں نہ ہو؟

مزمور نویس نے اس مسئلہ کو یوں حل کیا کہ اس نے دولت کی طاقت کی حد ٹھہرا دی اور اصحاب دولت کی بیہودہ شیخی۔ "دنیا کی ساری دولت آدمی کو موت کے پنجے سے چھڑا نہیں سکتی۔ جب دولتمند کی موت آجائے تو سب مال و متاع پڑا رہ جاتا ہے۔ بعد ازاں مزمور نویس نے اپنا یہ عقیدہ ظاہر کیا کہ آخر کار راستبازی غالب آئیگی۔ (آیت ۱۴) اور خدا اس کے لئے وہ کچھ کریگا جو دولت نہیں کر سکتی (آیت ۱۵) مزمور نویس نے اسی موجودہ زندگی کا خیال کیا اور شاید موت کے بعد زندگی کو اس نے نہیں چھوا۔ البتہ اس اصول کے بیج یہاں ملتے ہیں جن کے ذریعہ مقدسین ایمان کی جدوجہد کے ذریعہ ابدی زندگی کی امید تک پہنچے۔

اس مزمور کا مضمون مزامیر ۳۷ و ۷۳ سے ملتا جلتا ہے۔ اس دنیا کے دولتمند اپنی دولت کو اپنا معبود بناتے اور اس پر فخر کرتے ہیں اور ان کو عیش و عشرت کے سوا کسی دوسری شے کی فکر نہیں۔ وہ خدا کو فراموش کر کے بھی پھلتے پھولتے ہیں۔ یہاں اس تمثیل کو یاد رکھنا چاہئے جو دولتمند بیوقوف کے بارے میں انجیل میں مندرج ہے (لوقا ۱۲: ۱۶) اور دولتمند اور لعزر کی تمثیل (لوقا ۱۶: ۱۹ وغیرہ) اس زبور کی یہ تعلیم ہے کہ آدمی کی زندگی اس کے مال و دولت پر مشتمل و موقوف نہیں۔ اس مزمور کے بعض خیالات ایوب اور امثال کی کتابوں سے ملتے ہیں۔

یہ ہم ٹھیک طور سے معلوم نہیں کر سکتے کہ یہ مزمور کب لکھا گیا۔ بعضوں کا خیال ہے کہ ۵ ویں صدی قبل از مسیح میں عزرا اور یونانی بادشاہوں کے ایام میں لوگوں نے بہت دولت جمع کی تھی اور دوسرے لوگ غریب و مفلس تھے۔ اس وقت یہ سوال پیدا ہوا ہوگا۔

تقسیم۔ ا- ہر قوم اور ہر درجے کے لوگوں کو مخاطب کیا ہے کہ وہ سنیں (۱-۴)

ب- دولت کی طاقت سے ہم کیوں ڈریں گو بعض لوگ دولت کو اپنا معبود بنالیں۔ آدمی کی دولت اس کو موت سے بچا نہیں سکتی۔

ج- سارے دولتمند اور طاقتور لوگوں کا انجام پاتال ہے لیکن راستباز آخر کار ظفریاب ہونگے اور ان کو خدا کی رفاقت میں ایسی برکت حاصل ہوگی جو دولت خرید نہیں سکتی (۱۳-۲۰)

زبور ۴۹ - میر مغنی کے لئے بنی قورح کا مزمور۔

(۱) اے سب امتو۔ یہ سنو۔ اے جہان کے سب باشندو کان لگاؤ۔ (۲) کیا ادنیٰ کیا اعلیٰ۔ کیا امیر کیا فقیر۔ (۳) میرے منہ سے حکمت کی باتیں نکلینگی اور میرے دل کا خیال پُرخرد ہوگا۔ (۴) میں تمثیل کی طرف کان لگاؤنگا۔ میں اپنا معما ستار پر بیان کرونگا۔ (۵) میں مصیبت کے دنوں میں کیوں ڈروں جب میرا تعاقب کرنے والی بدی مجھے گھیرے ہو؟ (۶) جو اپنی دولت پر بھروسا رکھتے اور اپنے مال کی کثرت پر فخر کرتے ہیں (۷) اُن میں سے کوئی کسی طرح اپنے بھائی کا فدیہ نہیں دے سکتا نہ خدا کو اُس کا معاوضہ دے سکتا ہے۔ (۸) (کیونکہ اُن کی جان کا فدیہ گراں بہا ہے۔ وہ ابد تک ادا نہ ہوگا) (۹) تاکہ وہ ابد تک جیتا رہے اور قبر کو نہ دیکھے۔ (۱۰) کیونکہ وہ دیکھتا ہے کہ دانشمند مرجاتے ہیں۔ بیوقوف و حیوان خصلت باہم ہلاک ہوتے ہیں اور اپنی دولت اوروں کے لئے چھوڑ جاتے ہیں۔ (۱۱) اُن کا دلی خیال یہ ہے کہ اُن کے گھر ہمیشہ تک اور اُن کے مسکن پشت در پشت بنے رہینگے۔ وہ اپنی زمین اپنے ہی نام سے نامزد کرتے ہیں۔ (۱۲) پر انسان عزت کی حالت میں قائم نہیں رہتا۔ وہ جانوروں کی مانند ہے جو فنا ہو جاتے ہیں۔ (۱۳) اُن کا یہ طریق اُن کی حماقت ہے۔ تو بھی اُن کے بعد لوگ اُن کی باتوں کو پسند کرتے ہیں۔ (سلاہ) (۱۴) وہ گویا پاتال کا ریوڑ ٹھہرائے گئے ہیں۔ موت اُن کی

پاسبان ہوگی ۔ دیانت دار صبح کو اُن پر مسلط ہوگا ۔ اور اُن کا حسن پاتال کا لقمہ ہو کر بے ٹھکانا ہوگا (۱۵) لیکن خدا میری جان کو پاتال کے اختیار سے چھڑا لیگا کیونکہ وہی مجھے قبول کریگا (سلاہ) (۱۶) جب کوئی مالدار ہو جائے ۔ جب اُس کے گھر کی حشمت بڑھے تو تو خوف نہ کر ۔ (۱۷) کیونکہ وہ مرکر کچھ ساتھ نہ لے جائیگا ۔ اُس کی حشمت اُس کے ساتھ نہ جائیگی ۔ (۱۸) خواہ جیتے جی وہ اپنی جان کو مبارک کہتا رہا ہو (اور جب تو اپنا بھلا کرتا ہے تو لوگ تیری تعریف کرتے ہیں) (۱۹) تو بھی وہ اپنے باپ دادا کے گروہ سے جا ملیگا ۔ وہ روشنی کو ہرگز نہ دیکھینگے ۔ (۲۰) آدمی جو عزت کی حالت میں رہتا ہے پر خرد نہیں رکھتا جانوروں کی مانند ہے جو فنا ہو جاتے ہیں ۔

---

۱ - ۴ - یہ دیباچہ کے طور پر ہے ۔

۱ - "سب اُمتو" یعنی جہان کے سارے لوگو ۔ مقابلہ کرو میکاہ ۱ : ۲ و ۱ - سلاطین ۱۲ : ۲۸ و ایوب ۴۴ : ۲ سے ۔

"جہان" یہ خاص لفظ ہے صرف ۷ ۱ : ۱۴ میں اور اس جگہ اس معنی میں یہ لفظ آیا ہے ۔ اس کے معنی ہیں "انقضائے زمانہ" یا بھاگ جانے والا زمانہ ، یہ دُنیا بے قرار اور عارضی ہے ۔

۲ - "ادنیٰ" - ابنائے آدم ۔

"اعلیٰ" - بنی انسان ۔

"امیر" - تاکہ وہ دولت کے بطلان کو سمجھیں اور عبرت حاصل کریں ۔

"فقیر" - تاکہ وہ قناعت سیکھیں اور دولتمندوں سے رشک نہ کریں ۔

۳ - "حکمت اور پُرخرد" کے لئے جو عبرانی لفظ یہاں مستعمل ہیں وہ صیغہ جمع میں ہیں ۔

۴ - مزمور نویس اس تعلیم کو الہام سے حاصل کرتا ہے ۔

"تمثیل" عبرانی ماشال ۔ بمعنی (۱) مقابلہ (۲) ضرب المثل (۳) نظم ۔ (یسعیاہ ۱۴ : ۴)

"اپنا معمّا" عبرانی میں لفظ خیداہ آیا ہے جس کے مختلف معنی ہیں (۱) معمّا ۔ چیستان ۔ (قضاۃ ۱۴ : ۱۲ و ۱ - سلاطین ۱۰ : ۱) (۲) تمثیل یا تشبیہ (حزقی ایل ۱۷ : ۲) (۳) عقدہ ، مشکل یا پیچیدہ کلام (زبور ۷۸ : ۲ و حبقوق ۲ : ۶) بے دینوں کی کامیابی دینداروں کے لئے ایک معمّا تھا جس کو وہ حل کرنا چاہتے تھے لیکن مسیح کے مکاشفہ سے پیشتر ایسا کرنا مشکل تھا کیونکہ

مسیح نے اُن کر زندگی اور بقا کو روشن کر دیا ۔

۵ - ۱۲ - دولت کی طاقت محدود ہے ۔

۵ - "مصیبت کے دنوں" یا بُرے دنوں یا بُرے آدمی کے دنوں میں ۔ یہ مختلف ترجمے ہو سکتے ہیں ۔ یعنی جب بُرے لوگوں کو غلبہ حاصل ہو ۔

"تعاقب کرنے والی" اڑنگا مارنے والی ۔ یعنی جب دولتمندوں کی بے انصافی مجھے گھیر لے ۔ وہ ان دولتمند ، بیدین پڑوسیوں سے خطرے میں تھا ۔

۷ - یہاں اس سوال کا پہلا جواب ہے ۔ یہ دولت کسی شخص کو موت کے پنجے سے چھڑا نہیں سکتی ۔

"فدیہ" (خروج ۲۱ : ۳۰ و گنتی ۳۵ : ۳۱) یہ خیال مشہور تھا کہ روپیہ دے کر کسی کو چھڑا لیں "اپنے بھائی" عزیز رشتہ دار یا دوست ۔

۸ - آدمی کو روپیہ دے سکتے ہیں لیکن خدا کے ہاتھوں سے کسی کو روپیہ دے کر نہیں چھڑا سکتے ۔ یہ آیت مخلوط و صراحی میں ہے ۔

۹ - اس آیت کو ۷ آیت کے ساتھ ملا کر پڑھو ۔

"قبر کو نہ دیکھے" یا "گڑھے کو نہ دیکھے" ۔ گڑھے کو دیکھنا موت کا تجربہ کرنا ہے ۔ دیکھو ۷ : ۳۰ و ۵ : ۹ ۔ کبھی اس لفظ کا ترجمہ غلطی سے سڑاہٹ کیا گیا ۔

۱۰ - یہ تجربہ کی بات ہے کہ امیر و غریب سب مرتے ہیں ۔ دولت نہ تو عمر کو دراز کر سکتی ہے نہ صاحب دولت اس کو مرتے وقت اپنے ساتھ لے جا سکتا ہے ۔

۱۱ - دولتمند اپنے دلوں کو یوں تسلی دیتے ہیں کہ گو وہ مر جائیں لیکن ان کی عمارتوں کے ذریعہ ان کا نام قائم رہیگا ۔

"ان کا دلی خیال یہ ہے" بعض نسخوں اور ڈکشنریوں میں یہ ترجمہ آتا ہے "قبریں ہمیشہ کے لئے اُن کا گھر ہے ۔ اور ان کا مسکن پشت در پشت جو اپنی زمینوں کو اپنے ہی نام سے نامزد کرتے ہیں" (مقابلہ کرو واعظ ۱۲ : ۵)

۱۳ - ۱۵ - بے دینوں کا انجام ۔

۱۳ - یہ مشکل آیت ہے ۔ ایک ترجمہ یہ ہے "یہ ان کا طریق ہے جو اپنے آپ پر بھروسہ رکھتے ہیں اور ان کے جانشینوں کا جو ان کی باتوں کو پسند کرتے ہیں" مقابلہ کرو ایوب ۱۸ : ۲۱

و ۳:۲۹)

۱۴ - یہ شریروں کا انجام ہے کہ وہ بھیڑ بکریوں کی طرح برزخ میں دھکیل دیئے جاتے ہیں - وہ محض حیوانوں کی مانند ہیں وہ صبح و شام سوئے رہتے ہیں لیکن راستباز جاگتے ہیں -
"پاتال" - قبر کا نام ہے جس میں بدن گل سڑ جاتے ہیں -

۱۵ - شریر تو برزخ کا شکار بن گئے لیکن مزمور نویس نے اس کی طاقت سے رہائی پائی - یہاں اور دیگر مقامات میں ایسے جملوں کے یہ معنی ہیں کہ شریروں کی قبل از وقت سزائے موت سے مزمور نویس رہائی پائیگا - دولت اس موت سے نہیں بچا سکتی -
"مجھے قبول کریگا" - بعض مفسرین کا خیال ہے کہ یہاں حنوک کی طرف اشارہ ہے (پیدایش ۵:۲۴) بعضوں کی یہ رائے ہے کہ یہاں خدا کے ساتھ ابد تک رہنے کا خیال ہے گو قیامت کا نہ ہو - حیات زندہ کا مسئلہ اب تک مزمور نویس پر منکشف نہ ہوا تھا کہ وہ اس معمائے زندگی کو حل کرنے کے لئے پیش کرے - مزمور نویس کے سامنے یہ زندگی اور مابعد زندگی کا مسئلہ نہ تھا بلکہ یہ تھا کہ خدا کے ساتھ زندگی اور بغیر خدا کے زندگی میں کیا فرق ہے -

۱۶ - ۲۰ - دولتمند اپنے ساتھ اپنی دولت نہیں لے جا سکتا -

۱۶ - مزمور نویس اپنے آپ سے مخاطب ہے -

۱۷ - مقابلہ کرو ایوب ۱:۲۱ و واعظ ۵:۱۵ و ۱ تمتھیس ۶:۷ -

۱۸ - وہ سمجھتا تھا کہ مصیبت کی رسائی سے دور تھا -

۱۹ - دیکھو پیدایش ۱۵:۱۵ گویا برزخ میں خاندان کے لوگ پھر مل جاتے ہیں -
"روشنی کو ہرگز نہ دیکھینگے" یعنی جن میں وہ شامل ہونگے وہ وہاں سے کبھی نہ نکلینگے -
(زبور ۵۶:۸ و ایوب ۳:۱۶ و واعظ ۶:۵)

۲۰ - دولتمند جس کو تمیز نہیں جو سچی اور جھوٹی دولت میں امتیاز نہیں کرتا - وہ چوپایوں کی مانند ہے -

---

۵۰ زبور

ماقبل مزمور کی طرح یہ مزمور بھی خاعظانہ ہے - البتہ ۴۹ مزمور کی نصیحت "داناؤں" کی تعلیم کی طرح ہے لیکن ۵۰ مزمور کی تعلیم نبیوں کی تعلیم کی مانند ۴۹ مزمور میں سب لوگ مخاطب ہیں -

لیکن نبیانہ طریقے کے مطابق اس مزمور میں صرف یہواہ کی امت ہی مخاطب ہے -

اس مزمور میں عدالت کا نظارہ پیش کیا گیا ہے - جیسے یسعیاہ ۱ باب اور میکاہ ۶ باب میں یہواہ اسرائیل کا مقدمہ کل فطرت کے سامنے پیش کرتا ہے ویسے یہاں یہواہ مدعی بھی ہے اور جج بھی - دو تقریروں میں اس نے اپنی امت کی تقصیروں کو ظاہر کیا -

(الف) - دیباچہ - خدا کی آمد اس کی امت کی عدالت کے لئے جیسے قدیم زمانے میں وہ کوہ سینا پر بجلی و طوفان کے درمیان شریعت دینے آیا ویسے وہ اب صیحون سے اپنی عظمت کے ساتھ اس شریعت کو نافذ کرنے آیا - آسمان و زمین کو حکم ہے کہ وہ یہ مقدمہ دیکھنے کے لئے حاضر ہوں (۱-۶)

(ب) خدا متکلم ہے پہلے وہ عوام سے مخاطب ہوتا ہے جن کا یہ خیال تھا کہ ہم نے قربانیاں چڑھانے کے ذریعہ خدا کا قرض ادا کر دیا - خدا ان پر یہ ظاہر کرتا ہے کہ اسے ان کی مادی قربانیوں کی ضرورت نہیں وہ دل کی قربانی چاہتا ہے جو شکر گزاری اور وفاداری کے ذریعہ چڑھائی جاتی ہے (۷-۱۵)

(ج) پھر وہ ریاکاروں سے مخاطب ہوتا ہے جو ہونٹوں سے اس کے قانونوں کو مانتے ہیں لیکن دل میں ان کو توڑتے ہیں (۱۶-۲۱)

(د) آخر میں تنبیہ اور وعدہ ہے - (۲۲ و ۲۳)

الغرض اس مزمور میں حق اللہ اور حق العباد کا ذکر ہے - اس کے دو بڑے حصے دس احکام کے دو حصوں کے مطابق ہیں اور اس کی تعلیم نبیوں کی تعلیم کا خلاصہ ہے - اور اس جملہ میں اس کا لب لباب دیا ہے "میں رحم چاہتا ہوں نہ قربانی - خدا کی پہچان سوختنی قربانیوں سے بہتر ہے" یہ اصول پہلے پہل سموئیل نبی نے پیش کیا (۱ سموئیل ۱۵:۲۲)

یسعیاہ نبی کی کتاب میں اس کا مفصل بیان ہوا (یسعیاہ ۱:۱۱ و میکاہ ۶:۶) یہی خیال امثال ۲۱:۳ و یشوع بن سیرخ کی کتاب ۳۵:۱-۷ اور زبور ۴۰:۶ و ۵۰:۶ و ۵۱:۱۶ و ۶۹:۳۰ میں ہے -

ان جملوں سے یہ نتیجہ نہ نکالیں کہ قربانیاں بری ہیں - قربانی اس رشتہ کا اظہار تھا جو خدا اور انسان کے درمیان تھا نہ کہ اس رشتہ کی ماہیت - موسوی شریعت میں قربانیوں کا حکم تھا - سینا کا عہد نامہ قربانیوں کے ذریعہ قائم ہوا اگرچہ یہ اس پر مبنی نہ تھا - دس احکام میں قربانیوں کا ذکر تک نہیں -

زمانہ۔ کب یہ زبور لکھا گیا؟ غالباً ایسے وقت میں جب قربانیوں کا رواج زوروں پر تھا لیکن اخلاقی حالت خراب ہوگئی تھی۔ ہوسیع۔ یشعیاہ اور میکاہ نبیوں کی کتابوں سے ظاہر ہے کہ ایسی حالت آٹھویں صدی قبل از مسیح میں تھی۔ اسی زمانہ میں یہ مزمور بنایا گیا ہوگا۔

زبور ۵۰ - آسف کا مزمور۔

(۱) رب خداوند خدا نے کلام کیا۔ اور مشرق سے مغرب تک دنیا کو بلایا۔ (۲) صیون سے جو حسن کا کمال ہے خدا جلوہ گر ہوا ہے۔ (۳) ہمارا خدا آئیگا اور خاموش نہیں رہیگا۔ آگ اس کے آگے آگے بھسم کرتی جائیگی اور اُس کی چاروں طرف بڑی آندھی چلیگی۔ (۴) اپنی امت کی عدالت کرنے کے لئے وہ آسمان و زمین کو طلب کریگا۔ (۵) کہ میرے مقدسوں کو میرے حضور جمع کرو جنہوں نے قربانی کے ذریعہ سے میرے ساتھ عہد باندھا ہے۔ (۶) اور آسمان اُس کی صداقت بیان کرینگے کیونکہ خدا آپ ہی انصاف کرنے والا ہے۔ (سلاہ) (۷) اے میری اُمت سن۔ میں کلام کرونگا۔ اور اے اسرائیل۔ میں تجھ پر گواہی دونگا۔ خدا تیرا خدا میں ہی ہوں۔ (۸) میں تجھے تیری قربانیوں کے سبب سے ملامت نہیں کرونگا۔ اور تیری سوختنی قربانیاں برابر میرے سامنے رہتی ہیں۔ (۹) نہ میں تیرے گھر سے بیل لونگا نہ تیرے باڑے سے بکرے (۱۰) کیونکہ جنگل کا ایک ایک جانور اور ہزاروں پہاڑوں کے چوپائے میرے ہی ہیں۔ (۱۱) میں پہاڑوں کے سب پرندوں کو جانتا ہوں اور میدان کے درندے میرے ہی ہیں (۱۲) اگر میں بھوکا ہوتا تو تجھ سے نہ کہتا کیونکہ دنیا اور اُس کی معموری میری ہی ہے۔ (۱۳) کیا میں سانڈوں کا گوشت کھاؤنگا یا بکروں کا خون پیونگا؟ (۱۴) خدا کے لئے شکرگذاری کی قربانی گذران اور حق تعالیٰ کے لئے اپنی منتیں پوری کر (۱۵) اور مصیبت کے دن مجھ سے فریاد کر۔ میں تجھے چھڑاؤنگا اور تو میری تمجید کریگا (۱۶) لیکن خدا شریر سے کہتا ہے تجھے میرے آئین بیان کرنے سے کیا واسطہ اور تو میرے عہد کو اپنی زبان پر کیوں لاتا ہے؟ (۱۷) جب کہ تجھے تربیت سے عداوت ہے اور میری باتوں کو پیٹھ پیچھے پھینک دیتا ہے۔ (۱۸) تو چور کو دیکھ کر اُس سے مل گیا اور زانیوں کا شریک رہا ہے۔ (۱۹) تیرے منہ سے بدی نکلتی ہے اور میری زبان

فریب گھڑتی ہے۔ (۲۰) تو بیٹھا بیٹھا اپنے بھائی کی غیبت کرتا ہے اور اپنی ہی ماں کے بیٹے پر تہمت لگاتا ہے۔ (۲۱) تو نے یہ کام کئے اور میں خاموش رہا۔ تو نے گمان کیا کہ میں بالکل تجھ ہی سا ہوں لیکن میں تجھے ملامت کر کے اِن کو تیری آنکھوں کے سامنے ترتیب دونگا۔ (۲۲) اب اے خدا کو بھولنے والو اسے سوچ لو۔ ایسا نہ ہو کہ میں تم کو پھاڑ ڈالوں اور کوئی چھڑانے والا نہ ہو۔ (۲۳) جو شکرگذاری کی قربانی گذرانتا ہے وہ میری تمجید کرتا ہے اور جو اپنا چال چلن درست رکھتا ہے اُس کو میں خدا کی نجات دکھاؤنگا۔

"رب خداوند خدا"۔ عبرانی میں یہ تینوں نام ہے ایل۔ الوہیم۔ یاہواہ۔ ایل یعنی قادر۔ الوہیم جس میں الوہیت کی ساری خوبیاں جمع ہیں۔ یاہواہ یعنی اپنے آپ کو منکشف کرنے والا۔ الوہیم اس کا نام اس لحاظ سے ہے کہ وہ فطرت اور خلقت کا خدا ہے۔ یاہواہ اس کا نام اس حیثیت سے ہے کہ وہ عہد اور فضل کا خدا ہے۔ یہ تینوں نام یشوع ۲۲: ۲۲ میں بھی آئے ہیں یہ ترکیب کسی دوسری جگہ نہیں آئی۔ لیکن اس قسم کی ترکیب پائی جاتی ہے مثلاً پیدائش ۳۳: ۲۰ و ۴۶: ۳ "میں ایل الٰہ اسرائیل" "میں خدا تیرے باپ کا خدا ہوں" "میں یاہواہ تیرا خدا (الوہیم) رحیم خدا (ایل) ہے" (استثنا ۴: ۳۱) "میں یاہواہ تیرا خدا (الوہیم) غیور خدا (ایل) ہوں" (استثنا ۵: ۹)۔ اسی طرح ۶: ۱۵ اور ۷: ۹ میں "یاہواہ تیرا خدا وہ خدا (الوہیم) ہے وغیرہ"

یہ بھی قابل لحاظ ہے کہ دیگر نام خدا کے اس مزمور میں آئے ہیں مثلاً خدا تعالیٰ (علیون) جہان کا اصلی خدا (آیت ۱۴) الوہ۔ (آیت ۲۲) جو الوہیم کا صیغہ واحد ہے نام کی یہ صورت ایوب کی کتاب میں۔ استثنا ۳۲: ۱۵ و ۱۷ میں یسعیاہ ۴۴: ۸ اور حبقوق ۱: ۱۱ و ۳: ۳ میں بھی آئی ہے اور زبور کی کتاب میں صرف ۱۸: ۳۱ و ۵۰: ۲۲ و ۱۱۴: ۷ و ۱۳۹: ۱۹ میں آئی ہے۔

۲۔ "صیون سے جو حسن کا کمال ہے"۔ اور نوحہ ۲: ۱۵ میں ہیکل کا احسن اور جلال کہلاتی ہے صیون رب یاہواہ کا مسکن ہے جہاں وہ کروبیم پر تخت نشین ہے (۸۰: ۱)۔

۳۔ آگ اور آندھی: اس بات کا ظاہری نشان ہے کہ خدا عدالت کرتے آرہا ہے۔ وہ بھسم کرنے والی آگ ہے (استثنا ۴: ۲۴ و ۹: ۳ و عبرانی ۱۲: ۲۹) جو اس کے دشمنوں کو بھسم کر ڈالتی ہے۔

۴۔ "آسمان و زمین کو"۔ اس بلاہٹ کا مقصد یہ ہے کہ خدا اپنی امت کی عدالت کرے۔ آسمان

و زمین اور کل فطرت بطور گواہ پیش ہیں کیونکہ وہ انسان سے عمر میں بہت زیادہ ہیں اور انھوں نے اسرائیل کی ساری سرگذشت کو دیکھا ہے (استثنا ۴: ۲۶ و ۳۲ و ۳۱: ۲۸ و ۳۲: ۱ و یسعیاہ ۱: ۲ و میکاہ ۱: ۲ و ۶: ۱ و ۲)

۵- "جمع کرو" یہ کن کو حکم ملا؟ غالباً فرشتوں کو جو خدا کی عدالت کے کام میں خدمت کرتے (متی ۲۴: ۳۱) اور جو خدا کے ساتھ آتے ہیں (استثنا ۳۳: ۲)

"میرے مقدسوں کو" یعنی جن پر خدا مہربان ہے۔ خادم کی طرح لفظ مقدس بھی اس رشتہ کو ظاہر کرتا ہے جو خدا کے لوگوں کا خدا کے ساتھ ہے اگرچہ عملی طور پر یہ خوبی ان میں نہ پائی جاتی ہو۔ (۷۹: ۲ و یسعیاہ ۶۳: ۹)۔ اکثر اسرائیلیوں کے خلاف یہ الزام ہے کہ انہوں نے اپنے ہم جنس انسانوں سے مہربانی کا سلوک نہ کیا۔

"عہد باندھا ہے" کوہ سینا کے عہد کی طرف ہی صرف اشارہ نہیں، (خروج ۲۴: ۵) بلکہ اس کے قائم رکھنے کی طرف بھی ہے۔

۶- جب مدعا علیہ جمع ہو جاتے ہیں تو مزمور نویس نے آسمانوں کو یہ کہتے سنا کہ یہ حاکم عادل انصاف سے عدالت کرتا ہے اور وہ طرفدار نہیں۔

۷- ۱۵ تک اب مقدمہ شروع ہوتا ہے۔

۷- "خدا تیرا خدا ......" دس احکام کا پہلا جملہ۔

۸- خدا نے بنی اسرائیل پر قربانیوں کے بارے میں الزام نہیں لگایا۔

۹- ان مویشیوں کا مالک جو جنگلوں اور پہاڑوں میں بکثرت موجود ہیں دنیاوی بادشاہوں کی مانند نہیں کہ جسے چاہا پکڑ لیا اور اپنے استعمال میں لائے (۱ سموئیل ۸: ۱۶ وغیرہ)

۱۰- "جنگل کا ایک ایک جانور" یہ ایک عجیب جملہ ہے جو آصف کے زبور میں بھی ایک دفعہ آیا ہے (۸۰: ۱۳) جس سے شاید یہ مراد ہو کہ جو جنگلوں میں چلتے پھرتے ہیں۔ ان میں رینگنے والے جانور بھی شامل ہیں (پیدائش ۱: ۲۴ وغیرہ)

"میرے ہی ہیں" میری نظر میں یا میرے دل میں۔

۱۲- اگر خدا کو کھانوں کی ضرورت ہوتی تو وہ اس کے لئے انسان پر منحصر نہ رکھتا لیکن روحانی وجود کے لئے جسمانی خوراک درکار نہیں۔

"میری ہی ہے" (خروج ۱۹: ۵ و استثنا ۱۰: ۱۴ و ایوب ۴۱: ۱۱ و ۱ کرنتھیوں ۱۰: ۲۶)

۱۳- بت پرستوں میں یہ خیال پایا جاتا تھا کہ دیوتاؤں کو ایسی خوراک کی ضرورت ہے۔ اور بنی اسرائیل میں بھی یہ الفاظ "خدا کی روٹی" یا "خوراک" کا خیال انہی کے خیال کا بقیہ معلوم ہوتا ہے۔ (احبار ۳: ۱۱ و ۲۱: ۶ و ۸ و ۱۷ و ۲۱)

۱۴- پس خدا ایسی قربانی چاہتا ہے جو نہ مذبح پر کی قربانیاں بلکہ دل کے نذرانے توبہ نہ عبادت سے۔ ظاہر ہے کہ شکرگزاری کی روحانی قربانیاں مراد ہیں نہ شکرانہ کی قربانیاں (احبار ۷: ۱۲)

"گذران منتیں پوری کر" یعنی ایسی روحانی قربانیاں۔

۱۵- دعا کا قبول کا ثبوت ہے (زبور ۲۰: ۱) مادی قربانیوں کے قبول ہونے کی طرف بھی اشارہ ہے (آیت ۲)

۱۶-۲۱- ماقبل آیات میں خدا نے رسم پرست آدمی کو تنبیہ کی جو شخصی ذبیحوں کو دین کی حقیقت سمجھتا تھا۔ اب خدا شریر سے مخاطب ہے۔ ایسے ریاکار سے جو اس کے احکام بار بار رٹتا ہے اور خدا کی اطاعت کا مدعی ہے لیکن اپنے چال چلن میں وہ ان احکام کو توڑتا ہے۔ ایسے آدمی سے خدا کچھ سختی سے پیش آتا ہے جن قصوروں کا الزام اس پر لگایا گیا وہ دوسری تختی کے احکام کی خلاف ورزی تھی یعنی پڑوسی کے متعلق فرائض کو ٹالنا۔

۱۶- "میرے عہد" بنی اسرائیل نے عہد کیا تھا کہ عہد کی جو شرائط "عہد کی کتاب" میں مندرج ہیں ان کو پورا کریگا۔ ان میں سے پہلی شرط احکام کی تعمیل تھی۔ (خروج ۲۴: ۷)

۱۷- "تربیت" یہ لفظ زبور کی کتاب میں صرف اسی جگہ آیا ہے لیکن امثال کی کتاب میں اکثر آیا ہے۔ جہاں یہ دکھایا ہے کہ احمق اور ٹھٹھے باز لوگ تربیت کو حقیر جانتے ہیں (امثال ۱: ۷ و ۵: ۱۲)

"پیچھے پھینک دیتا ہے" داؤد کی رفتار سے اس کا مقابلہ کرو (۱۸: ۲۲)

"میری باتوں کو" سارے احکام خاص کر دس احکام (استثنا ۴: ۱۳ و خروج ۲۰: ۱)

۱۸- ساتھی یا خوشی ہوتا ہے۔

۲۰- "بیٹھا بیٹھا" (۱: ۱)

اپنے بھائی یعنی اسرائیلی بھائی۔ لیکن دوسرے جملے سے ظاہر ہے کہ یہاں حقیقی بھائی مراد ہے

۲۱- میں خاموش ہو رہا۔ یعنی فوراً سزا نہ دی تو تو نے اس برداشت کو میری بے پروائی سے منسوب کیا۔

۲۲ و ۲۳- عملی نتیجہ۔ اس میں وہ دونوں فریق شامل ہیں رسم پرست عابد جو روحانی عبادت

کو بھول جاتے ہیں جو خدا طلب کرتا ہے اور یوں وہ گویا خدا کو فراموش کر دیتے ہیں۔

اور بزرگ ریاکار لوگ جن کا چال چلن یہ ثابت کرتا ہے کہ خدا کا خیال ان کے دل میں نہیں۔

۲۲۔ "پھاڑ ڈالوں" جیسے شیر اپنے شکار کو پھاڑتا ہے (ہوسیع ۵: ۱۴)

۲۳۔ "شکر گزاری کی قربانی" حقیقی عبادت کی کیفیت کا جو ذکر ۷۔۱۵ آیات میں ہوا تھا اس کا یہ لب لباب ہے اور ۱۶۔۲۱ تک کی تعلیم کا خلاصہ دوسرے جملے میں درج ہے۔

"جو اپنا چال چلن درست رکھتا ہے" شاید یہ ترجمہ کچھ تبدیلی کے ساتھ بہتر ہو گا "جو میری راہ پر چلتا ہے" (۱۸: ۲۱ و ۲۴، ۳۰، ۳۲) یا "جو میری راہ پر چلتا ہے" (آیت ۱۷ و ۱۹: ۱۷، ۱۰)

۵۱ زبور

یہ زبور ان ۱۸ مزامیر میں سے ایک ہے جن پر حضرت داؤد کا نام درج ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ حضرت داؤد کے مزامیر کا کوئی مجموعہ تھا جس میں سے اس الوہیم مؤلف نے یہ مزمور چنا۔ آٹھ مزامیر ایسے ہیں جن پر حضرت داؤد کے نام کے علاوہ ان کی زندگی کے کسی تاریخی واقع کا ذکر بھی درج ہے۔ اگرچہ بعض علمائے جدید یہ سمجھتے ہیں کہ ایسے تواریخی واقعات فرضی ہیں جن سے ان مزامیر کا کچھ تعلق نہیں مؤلف نے صرف اپنی مرضی سے ان کو ایزاد کیا لیکن ہم اس رائے سے اتفاق نہیں کر سکتے۔ ان مزامیر کا مطالعہ کرتے وقت یہ یاد رکھیں کہ یہ ان کی تاریخ ہے۔ گو ممکن ہے کہ اثنائے زمانے میں ان میں حسب ضرورت تبدیلی ہوئی ہو یا کسی کاتب نے یہواہ کی جگہ الوہیم کر دیا ہو۔ اس کا ذکر ہم ۵۲ مزمور کی تفسیر کے وقت کریں گے۔

عنوان میں ذکر ہے کہ بیت سبع کے قبیح واقع کے بعد جب حضرت داؤد کا نور قلب کچھ مردہ سا ہو گیا تو ناتن نبی نے اس کو بیدار کیا تب داؤد نے اپنا گناہ مانا (۲ سموئیل ۱۲ باب) یہ مزمور گویا داؤد کے اس اقرار کی تفسیر ہے کہ "اے یہواہ میں نے فقط تیری ہی خطا کی ہے" اور ناتن نے یہ کہہ کر تسلی دی کہ یہواہ نے بھی تیرا گناہ بخش دیا تو نہیں مریگا۔ عموماً یہ خیال کیا جاتا ہے کہ یہ داؤد کی پہلی دلی دعا معافی کے لئے ہے جو ۳۲ مزمور سے کچھ عرصہ بعد لکھی گئی۔ حضرت داؤد کو یہواہ کا روح عنایت ہوا (۱ سموئیل ۱۶: ۱۳ و ۲ سموئیل ۲۳: ۲)۔ اس سے یہ وعدہ بھی متعلق کیا یہواہ کے سامنے اس کا خاندان ہمیشہ تک قائم رہیگا (۲ سموئیل ۷:

۱۱ و ۱۶) آیا اس کو یہ خوف نہ ہو گا کہ جو ساؤل کا انجام ہوا کہیں اس کا بھی نہ ہو۔ کیونکہ ساؤل سے خدا نے اپنی روح ہٹا لیا اور اس کو رد کر دیا کہ بادشاہ نہ رہے۔ داؤد اور ساؤل میں یہ فرق تھا کہ داؤد کو خدا کی رحمت پر بھروسہ تھا۔ اور توبہ کی قابلیت حاصل تھی کیونکہ وہ خدا کے دل کے مطابق انسان تھا۔

بعضوں نے وجوہ ذیل کے زور پر یہ کہا ہے کہ یہ مزمور داؤد کے طبعزاد نہیں کیونکہ (۱) آخری دو آیتوں میں ذکر ہے "یروشلم کی چار دیواری بنا دے" جس سے یہ ایما ہوتا ہے کہ یروشلم برباد تھا۔ اس لئے یہ مزمور جلا وطنی کے ایام میں بنایا گیا ہو گا۔ لیکن غالباً اس سے یہ مراد ہو کہ حضرت داؤد دعا کر رہے ہیں کہ یروشلم کی فصیلوں کا جو کام ناتمام پڑا ہے وہ پورا ہو جائے (۱ سلاطین ۳: ۱) لیکن یہ جواب تسلی بخش نہیں۔ جن دیگر مقامات میں اس قسم کے جملے آتے ہیں (مثلاً زبور ۶۹: ۳۵ و ۱۰۲: ۱۶ و ۱۴۷: ۲) ان سے صاف ظاہر ہے کہ وہاں یروشلم کی بحالی اور قربانیوں کی رسوم کے از سر نو جاری ہونے کی طرف اشارہ ہے۔ زیادہ تر قرین قیاس یہ ہے کہ یہ مزمور ۱۷ آیت پر ختم ہوتا تھا۔ مابعد زمانہ میں یہ پچھلی آیات بڑھائی گئیں۔

(۲) دوسرا اعتراض یہ کیا جاتا ہے کہ حضرت داؤد نے یہ کہا کہ "میں نے فقط تیری ہی خطا کی ہے" حالانکہ اس نے اوریاہ کے خلاف سخت گناہ کیا تھا۔ دراصل بات یہ ہے کہ پڑوسی کے خلاف گناہ بھی خدا کے خلاف گناہ ہے (آیت ۱۴) میں وہ یہ دعا کرتا ہے کہ "مجھے خون کے گناہ سے رہائی دے" (حزقی ایل ۱۸: ۱۰، ۱۳)

(۳) اس مزمور میں یسعیاہ کے آخری حصے کی سی عبارت ملتی ہے جس میں قومی گناہ کا اقرار ہے۔ مقابلہ کرو آیت ۱ کا یسعیاہ ۶۳: ۷ سے اور آیت ۳ کا یسعیاہ ۵۹: ۱۲ سے و آیت ۹ کا یسعیاہ ۴۳: ۲۵ سے اور ۴۴: ۲۲ سے۔ آیت ۱۱ کا یسعیاہ ۶۳: ۱۰ و ۱۱ سے۔ آیت ۱۷ کا یسعیاہ ۵۷: ۱۵ سے اور ۶۶: ۲ سے۔

بعض علما کا یہ خیال ہے کہ یہ کسی خاص شخص کی فریاد نہیں بلکہ قوم کی فریاد ہے جب قوم اسرائیل بابل کی اسیری میں تھی وہ اپنے گناہوں کا اقرار کر رہی اور بحالی کے لئے دعا مانگ رہی تھی۔

یہاں سات مزامیر میں سے چوتھا مزمور ہے جو توبہ کے مزامیر کہلاتے ہیں (زبور ۶ و ۳۲ و ۳۸ و ۵۱ و ۱۰۲ و ۱۳۰ و ۱۴۳) یہودی کفارہ کے دن یہ زبور پڑھا جاتا تھا اور آج کل چرچ آف انگلینڈ کی نماز کی کتاب میں یہ روزہ کے شروع کے دن کے لئے یعنی وعید کی عبادت میں پڑھا جاتا ہے۔

اس کو یوں تقسیم کر سکتے ہیں۔

(الف) ۱-۴۔ مصنف [illegible] اپنے گناہوں کا اقرار کر کے معافی اور پاکیزگی کے لئے دعا کرتا ہے۔

ب (۵-۸) اپنی فطرت کی بدذاتی کا مقابلہ اس خلوص قلبی سے کرتا ہے جو خدا چاہتا ہے۔

ج۔ (۹-۱۲) معافی کے لئے دوبارہ دعا اور یہ درخواست کہ خدا کی مہربانی اور مدد اسے پھر حاصل ہو۔

د۔ (۱۳-۱۷) اس کا مصمم ارادہ کہ پھر وہ آزادی حاصل کر کے شکرگزاری کے ساتھ خدا کی خدمت کریگا۔

ہ۔ (۱۸ و ۱۹) جلاوطنی میں جماعت کی دعا کہ یروشلم پھر تعمیر کیا جائے اور قربانیوں کی عبادت پھر جاری ہو اور یہ اس امر کا ثبوت ہوگا کہ خدا پھر مہربان ہو گیا ہے۔

زبور ۵۱

میر مغنی کے لئے داؤد کا مزمور۔ اس کے بت سبع کے پاس جانے کے بعد جب ناتن نبی اس کے پاس آیا۔

Chief Musician

(۱) اے خدا! اپنی شفقت کے مطابق مجھ پر رحم کر۔ اپنی رحمت کی کثرت کے مطابق میری خطائیں مٹا دے۔ (۲) میری بدی کو مجھ سے دھو ڈال اور میرے گناہ سے مجھے پاک کر۔ (۳) کیونکہ میں اپنی خطاؤں کو مانتا ہوں اور میرا گناہ ہمیشہ میرے سامنے ہے۔ (۴) میں نے فقط تیرا ہی گناہ کیا ہے اور وہ کام کیا ہے جو تیری نظر میں برا ہے تاکہ تو اپنی باتوں میں راست ٹھہرے اور اپنی عدالت میں بے عیب رہے۔ (۵) دیکھ! میں نے بدی میں صورت پکڑی اور میں گناہ کی حالت میں ماں کے پیٹ میں پڑا۔ (۶) دیکھ تو باطن کی سچائی پسند کرتا ہے اور باطن ہی میں مجھے دانائی سکھائیگا۔ (۷) زوفے سے مجھے صاف کر تو میں پاک ہونگا۔ مجھے دھو اور میں برف سے زیادہ سفید ہونگا۔ (۸) مجھے خوشی اور خرمی کی خبر سنا تاکہ وہ ہڈیاں جو تو نے توڑ ڈالی ہیں شادمان ہوں۔ (۹) میرے گناہوں کی طرف سے اپنا منہ پھیر لے اور میری سب بدکاری مٹا ڈال۔ (۱۰) اے خدا! میرے اندر پاک دل پیدا کر اور میرے باطن میں از سر نو مستقیم روح ڈال۔ (۱۱) مجھے اپنے حضور سے خارج نہ کر اور اپنی پاک روح کو مجھ سے جدا نہ کر۔ (۱۲) اپنی نجات کی شادمانی مجھے پھر عنایت کر

اور مستعد روح سے مجھے سنبھال۔ (۱۳) تب میں خطاکاروں کو تیری راہیں سکھاؤنگا اور گنہگار تیری طرف رجوع کرینگے۔ (۱۴) اے خدا! اے میرے نجات بخش خدا! مجھے خون کے جرم سے چھڑا تو میری زبان تیری صداقت کا گیت گائیگی۔ (۱۵) اے خداوند! میرے ہونٹوں کو کھول دے تو میرے منہ سے تیری ستایش نکلیگی۔ (۱۶) کیونکہ قربانی میں تیری خوشنودی نہیں ورنہ میں دیتا۔ سوختنی قربانی سے تجھے کچھ خوشی نہیں۔ (۱۷) شکستہ روح خدا کی قربانی ہے۔ اے خدا! تو شکستہ اور خستہ دل کو حقیر نہ جانیگا۔ (۱۸) اپنے کرم سے صیون کے ساتھ بھلائی کر۔ یروشلیم کی فصیل کو تعمیر کر۔ (۱۹) تب تو صداقت کی قربانیوں اور سوختنی قربانی اور پوری سوختنی قربانی سے خوش ہوگا اور وہ تیرے مذبح پر بچھڑے چڑھائینگے۔

۱۔ معافی کے لئے دعا اس بنا پر ہے کہ خدا رحیم و کریم ہے (خروج ۳۴: ۶ و ۷) گناہ کے تین پہلو ظاہر کئے گئے۔ جیسا کہ خروج ۳۴: ۷ میں منکشف ہوا۔ (۱) حکم عدولی یا خدا سے بغاوت و جدائی (۲) بدکاری یعنی حق کو ناحق سے بدل ڈالنا۔ چال چلن کا فساد یا بگاڑ (۳) خطا یعنی راہ راست سے بھٹک جانا۔ غلطی یا نشانہ کا خطا کرنا۔

گناہ کی معافی کو بھی تین صورتوں میں بیان کیا ہے۔

(۱) مٹا ڈالنا (آیت ۹) یہ گویا قرض ہے جو خدا کی کتاب میں ہمارے خلاف لکھا گیا ہے جس کا ادا کرنا ہم پر فرض ہے (خروج ۳۲: ۳۲ و گنتی ۵: ۲۳) یا پونچھ ڈالنا یعنی مٹا ڈالنا کہ کوئی نشان باقی نہ رہے (۲۔ سلاطین ۲۱: ۱۳) یہ وعدہ تھا (یسعیاہ ۴۳: ۲۵ و ۴۴: ۲۲ و نحمیاہ ۴: ۵ و یرمیاہ ۱۸: ۲۳)

(۲) دھو ڈالنا جیسے دھوبی میلے کپڑوں کو دھو کر صاف کر دیتا ہے (مکاشفہ ۷: ۱۴ و ۲۲: ۱۴) شرعی پاکیزگی کے لئے بھی یہ لفظ آیا ہے (خروج ۱۹: ۱۰ و ۱۴) لیکن یہاں اس سے باطنی پاکیزگی مراد ہے جس کا ظاہری نشان بیرونی پاکیزگی تھا (یرمیاہ ۲: ۲۲ و ۴: ۱۴)

دعا یہ ہے کہ بالکل دھو دے۔ کیونکہ گہری خطا کے لئے غیر معمولی فضل کی ضرورت ہے۔

"پاک کر" لیوی رسوم میں یہ خاص اصطلاح کوڑھ کے بارے میں تھی۔ بعض اوقات اس کے معنی پاک کہنے کے تھے (اور بعض اوقات پاکیزگی کا اعلان کرنا۔ اس سے ظاہر ہے کہ گناہ کو کوڑھ سے تشبیہ دی گئی ہے (احبار ۱۳: ۶ و ۳۴ و ۲ سلاطین ۵: ۱۰ و ۱۲ و ۱۳ و ۱۴)

۳- "مانتا ہوں" لفظی ترجمہ ہوگا "میں جانتا ہوں" خدا انہیں جانتا ہے وہ اس کی آنکھوں کے سامنے ہیں (۹۰: ۸) لیکن اب میں بھی انہیں جان گیا اور میرا ضمیر ان کو مانتا ہے۔ گناہ کی ایسی پہچان توبہ کی پہلی شرط ہے۔ ایسی توبہ اور اقرار گناہ کے بغیر معافی نہیں مل سکتی۔ حضرت داؤد نے نہ اپنے دل میں اس کو مانا تھا اور نہ خدا کے سامنے اگرچہ دل میں پشیمانی ضرور ہوگی۔ ناتن نبی کے پیغام نے اس کے ضمیر کو جگا دیا۔ قوم کے گناہ کے اقرار کے ساتھ اس کا مقابلہ کرو (یسعیاہ ۵۹: ۱۲)

۴- حضرت داؤد نے جو اقرار ناتن نبی کے سامنے کیا اس کے لئے عبرانی بائبل میں صرف دو ہی لفظ ہیں جن کا ترجمہ ان الفاظ میں کیا گیا "میں نے یاہوواہ کا گناہ کیا ہے" یہ جملہ "فقط تیری ہی" پڑوسی کے خلاف گناہ کو خارج نہیں کرتا کیونکہ انسان کے خلاف گناہ بھی خدا کے خلاف گناہ ہے۔

"جو تیری نظر میں ......" (۲-سموئیل ۱۱: ۲۷ اور ۱۲: ۹)

"تاکہ تو اپنی باتوں میں ...." کیا اس جملہ کا یہ مطلب ہے کہ آدمی کے گناہ سے خدا کی پاکیزگی ظاہر ہوتی ؟ یہ تو درست نہیں ہے البتہ اگر "تاکہ" کو ۳ و ۴ آیات کے ساتھ ملا کر پڑھیں تو یہ معنی نکلیں گے "میں اپنے گناہ کا اقرار کرتا ہوں تاکہ تو مجھ پر فتویٰ لگانے میں صادق ٹھہرے" گنہگار کی طرف سے گناہ کا اقرار اور اپنے آپ کو مجرم سمجھنا اس امر کو صادق ٹھہراتا ہے کہ خدا گناہ کے خلاف فتویٰ دے (یشوع ۷: ۱۹ و ایوب ۴۰: ۸ و ایوحنا ۱: ۱۰) یا اس جملہ کے یہ معنی ہو سکتے ہیں کہ جب آدمی گناہ کرتا ہے تو خدا کا عدل اور اس کی قدسیت زیادہ صفائی سے ظاہر ہو جاتی ہے رومیوں ۳: ۴ میں جو اس آیت کا اقتباس ہے وہ سبعین کے ترجمہ کے مطابق ہے۔ "صادق ٹھہرے" کے لئے جو عبرانی لفظ ہے اس کا ترجمہ ارامی زبان میں فتحمند ہونا یا غالب آنا ہے۔ سبعین نے اسی ارامی معنی میں ترجمہ کیا۔

۵ - ۸ - گناہ آلودہ ذات اسے ورثہ میں ملی

۵- "بدی میں ...." بدی کے افعال کی جڑ انسان کی گناہ آلودہ ذات ہے۔ لیکن اس کو ہم گناہ کا عذر نہیں بنا سکتے یہ انسان کی رذالت کو ظاہر کرتا ہے۔ مزمور نویس نہ صرف اپنے گناہ کا اقرار کرتا ہے بلکہ اپنی ذات کے فساد کا بھی (ایوب ۱۴: ۴ و رومیوں ۷: ۱۸) علاوہ ازیں یہ آیت ۶ آیت کے لئے دیباچہ ہے۔

۶- "باطن کی سچائی" یعنی خیال اور ارادہ کے نہایت پوشیدہ چشموں میں جنہیں سوائے خدا کے کوئی انسان دیکھ نہیں سکتا۔

"سچائی" یعنی کامل خلوص قلبی۔

۷ و ۸- "صاف کر" دعا کے طور پر یا ایمان کے بھروسے کے ساتھ کہ تو ایسا کرے گا۔ یہ تشبیہی عبارت شرعی رسوم سے لی گئی ہے۔ "زوفا" جس کی بیل دیواروں پر چڑھتی ہے۔ خاص کر کوڑھیوں کے پاک کرنے یا ناپاکوں کے پاک کرنے میں کارآمد ہے۔ (خروج ۱۲: ۲۲ و احبار ۱۴: ۴ و گنتی ۱۹: ۶ و ۱۸ و عبرانی ۹: ۱۹)

"برف سے زیادہ" (یسعیاہ ۱: ۱۸) جہاں پاکیزگی کے اس نشان کا مقابلہ گناہ کی سرخی سے کیا گیا ہے۔ یہ خیال شاید برتنوں کے سرخ دھبوں سے لیا گیا (آیت ۱۵) جیسے ناپاک شخص کی طہارت عبادت کی خوشی میں شریک ہونے کا شروع تھا (۴۲: ۴) ویسا مزمور نویس کے دل کی پاکیزگی خدا کی نجات کی خوشی میں بحالی کا پیش خیمہ تھا (آیت ۱۲)

۹-۱۲- معافی۔ پاکیزگی اور بحالی کے لئے دوبارہ دعا۔

۹- "منہ پھیر لے" یعنی ناراضگی سے ان گناہوں پر نظر ڈالنا چھوڑ دے۔ یہ غیر معمولی بیان ہے۔ عموماً یہ بیان کیا جاتا ہے کہ جب خدا کسی سے ناراض ہوتا ہے تو وہ اپنا منہ اس سے چھپاتا ہے (۱۳: ۱ و ۴۴: ۲۴)

"مٹا ڈال" دیکھو آیت ا کی شرح۔

۱۰- "پاک دل پیدا کر" پیدا کرنے کے واسطے وہی لفظ ہے جو خلقت کی پیدائش کے لئے آیا ہے۔

"مستقیم روح" مستقل مزاج۔ (۵۷: ۷ و ۷۸: ۳۷ و ۱۱۲: ۷) جو پختہ ارادہ سے خدا کی اطاعت کرے اور آزمائشوں کے تھپیڑوں سے جنبش نہ کھائے۔ ایسا پاک دل اور مستقیم روح جو خدا کے ساتھ شراکت کی شرط ہے (متی ۵: ۸) اور پاکیزہ زندگی کا چشمہ ہے وہ خدا کی قدرت خالقہ اور حیات بخش قوت خدا سے مل سکتی ہے (یرمیاہ ۲۴: ۷ و ۳۱: ۳۳ و ۳۲: ۳۹ و حزقی ایل ۱۱: ۱۹ و ۱۸: ۳۱ و ۳۶: ۲۶ و ۲-کرنتھیوں ۵: ۱۷ و گلتیوں ۶: ۵ و فلپیوں ۲: ۱۰ و ۴: ۲۴)

۱۱- صادق خدا کا چہرہ دیکھیں گے (۱۱: ۷) وہ ابد تک انہیں اپنی حضوری میں رہنے دیتا ہے۔ (۱۴: ۲) جب ساؤل سے خدا کا روح جدا ہوا تو حضرت داؤد پر نازل ہوا (۱-سموئیل ۱۶: ۱۳)

(۱۱) کیا داؤد کو یہ خوف تھا کہ ساؤل کی طرح اس سے بھی روح جدا نہ ہو جائے؟ جو لوگ سمجھتے ہیں کہ اس زبور میں قوم کی دعا ہے وہ کہتے ہیں کہ اس آیت کا پہلا جملہ قوم کے رد کئے جانے اور مقدس زمین سے جلاوطن ہونے کے لئے آیا ہے (۲-سلاطین ۱۳: ۲۳ و ۱۷: ۲۰ و ۲۴: ۲۰ و یرمیاہ ۷: ۱۵) اور یہ جملہ "خدا کا پاک روح" عہد عتیق میں صرف یسعیاہ ۶۳: ۱۰ و ۱۱ میں آیا ہے۔ وہاں آیت ۹ میں حضوری کے فرشتہ کا بھی ذکر ہے۔

اور یہ پاک روح اسرائیل کے درمیان اس کی حضوری کا دربانی ہے لیکن یہ دونوں جملے افراد پر بھی عائد ہو سکتے ہیں۔

گرچہ پرانے عہدنامے میں روح القدس کی شخصیت کی تعلیم نہیں دی گئی پھر بھی اس قسم کے جملے جن سے یہ اشارہ نکلتا ہے کہ روح میں پایا ہوا کام کرتا ہے نئے عہد نامے کے مکاشفہ کی راہ تیار کرتے ہیں۔ اور اس لئے مسیحی معنی میں اس جملہ کو استعمال کر سکتے ہیں۔

۱۲- "مجھ پر عنایت کر" کیونکہ گناہ نے خدا کی مدد کا یقین جو خوشی کا موجب تھا کھو دیا (۹: ۱۴ و ۱۳: ۵ و ۲۰: ۵ و ۳۵: ۹)

"مستعد روح" تیار (خروج ۳۵: ۵ و ۲۲)

۱۳- ۱۷- شکرگذاری کا ارادہ۔

توبہ اور بحالی کی خوشی کا تجربہ کر کے وہ خطاکاروں کو یہوواہ کے طریقے سکھائیگا تاکہ وہ بھی خدا کی طرف رجوع لائیں۔ کہتے ہیں کہ زبور ۳۲ اس ارادہ کی تکمیل تھی۔ ایسا ارادہ داؤد کے لئے شاید موزون معلوم نہ ہو۔

۱۴- "خون کے جرم ۔ ۔ ۔ ۔ سے" مجھے گناہ کی طاقت اور سزا سے چھڑا۔ خون کے گناہ میں سارے مہلک گناہ جو سزائے موت کے مستوجب تھے داخل ہیں (حزقی ایل ۱۸: ۱۳ و زبور ۹: ۱۲) قوم پر بھی یہ گناہ چسپاں ہو سکتا ہے قوم اکثر خونی کہلاتی ہے (یسعیاہ ۱: ۱۵ و ۴: ۴ و یرمیاہ ۲: ۳۴ و حزقی ایل ۷: ۲۳ و ۲۲: ۲ ۔ ۲-سلاطین ۲۴: ۳ و ۴) اور داؤد پر بھی یہ صادق آتا ہے کیونکہ وہ زنا اور خون کا مرتکب ہوا۔ (۲-سموئیل ۱۲: ۵ و ۱۳)

"تیری صداقت" یعنی اپنی سیرت اور عہد کے ساتھ وفاداری (۱-یوحنا ۱: ۹ و رومیوں ۲: ۴)

۱۵- صحیح طور سے خدا کی حمد کرنا بھی خدا کی طرف سے انعام ہے (۴۰: ۳) شاید یہاں عبادت

عام کی طرف اشارہ ہے۔ شاید یہ مزمور نویس اپنا مقابلہ اس کوڑھی سے کر رہا ہے جس کو کاہن نے پاک ٹھہرایا تاکہ جماعت کے ساتھ مل کر عبادت کر سکے۔

۱۶- خدا خستہ دلی اور اطاعت کی قربانی پسند کرتا ہے (۴۰: ۶ و ۵۰: ۱۴ و ۲۳) اور شکرگذاری کی قربانی چاہتا ہے۔

۱۷- "شکستہ ۔ ۔ ۔" جن میں غم اور مصیبت نے اپنا اثر کیا۔

"حقیر" داؤد نے تو خداوند کے کلام کو ناچیز جانا (۲-سموئیل ۱۲: ۹) لیکن اسے یقین ہے کہ خدا اسے ناچیز نہ جانیگا۔

۱۸ و ۱۹- جلاوطن اسیروں کی دعا یروشلم اور ہیکل کی عبادت کی بحالی کے لئے۔

۵۲ زبور

عنوان میں یہ مزمور حضرت داؤد سے منسوب ہے اور اس موقعہ سے اس کو تعلق ہے جب دوایگ ادومی نے ساؤل کو خبر دی کہ حضرت داؤد کو اخیملک نے نوب میں مہمان رکھا اور جنگ کے سامان مہیا کرنے میں اس کی مدد کی (۱-سموئیل ۲۱ و ۲۲ باب) جس شخص کی سیرت کا بیان اس مزمور میں ہے وہ دوایگ پر صادق آ سکتی ہے۔ یہ شخص دولتمند اور ممتاز شخص تھا اور ساؤل کے گلوں کا اہتمام اس کے سپرد تھا۔ سترون کے ترجمہ کے مطابق وہ ساؤل کی خچروں کا سردار تھا۔ اگرچہ جس واقعہ کی خبر دوایگ نے ساؤل کو دی وہ صحیح خبر تھی لیکن کینہ اور حسد سے وہ اطلاع دی گئی اس لئے اس کی زبان کے لئے یہ جملہ موزون تھا "دغاباز زبان"۔ البتہ اس امر کا کچھ ذکر نہیں کہ نوب کے کاہنوں کو قتل کرنے سے جب دوسروں نے انکار کیا تو دوایگ نے یہ کام سرانجام دیا۔

الغرض یہ مزمور ایسے شخص کے خلاف ہے جو دولتمند اور زبردست رئیس تھا جس نے حاسدانہ غیبت یا جھوٹی شہادت کے ذریعہ معصوموں کو تباہ کروایا جن خرابیوں کا اس مزمور میں ذکر ہے وہ آٹھویں صدی قبل از مسیح میں کثرت سے پائی جاتی تھیں لیکن اس زمانہ سے پیشتر اور اس کے بعد بھی وہ موجود تھیں۔

اس مزمور کے دو حصے ہیں۔

۱- (۱-۵) اس بدکار سے جواب طلب کیا جاتا ہے۔ اس کی سیرت کا بیان ہے اور اس کے

انجام کی خبر دی گئی ہے۔

۲-(۶-۹) راستباز اُس کے گرنے پر خوش ہوتے ہیں۔

زبور ۵۲ - میر مغنی کے لئے داؤد کا مشکیل جب ادومی دوئیگ نے جا کر ساؤل کو بتایا کہ داؤد اخیملک کے گھر میں داخل ہوا ہے۔

(۱) اے زبردست۔ تو شرارت پر کیوں فخر کرتا ہے؟ خدا کی شفقت دائمی ہے (۲) تیری زبان محض شرارت ایجاد کرتی ہے۔ اے دغاباز۔ وہ تیز اُسترے کی مانند ہے۔ (۳) تو بدی کو نیکی سے زیادہ پسند کرتا ہے اور جھوٹ کو صداقت کی بات سے۔ (سلاہ) (۴) اے دغاباز زبان۔ تو مہلک باتوں کو پسند کرتی ہے۔ (۵) خدا بھی تجھے ہمیشہ کے لئے ہلاک کر ڈالیگا وہ تجھے پکڑ کر تیرے خیمہ سے نکال پھینکیگا اور زندوں کی زمین سے تجھے اکھاڑ ڈالیگا۔ (سلاہ) (۶) صادق بھی اس بات کو دیکھ کر ڈر جائینگے اور اس پر ہنسینگے۔ (۷) کہ دیکھو یہ وہی آدمی ہے جس نے خدا کو اپنی پناہ گاہ نہ بنایا۔ بلکہ اپنے مال کی فراوانی پر بھروسا کیا اور شرارت میں پکا ہو گیا۔ (۸) لیکن میں تو خدا کے گھر میں زیتون کے ہرے درخت کی مانند ہوں۔ میرا توکل ابدالآباد خدا کی شفقت پر ہے۔ (۹) میں ہمیشہ تیری شکرگذاری کرتا رہونگا کیونکہ تو ہی نے یہ کیا ہے اور مجھے تیرے ہی نام کی آس ہوگی کیونکہ وہ تیرے مقدسوں کے نزدیک خوب ہے۔

۱- اس آیت میں اس مزمور کا مضمون دیا گیا ہے اور بدکاری کا مقابلہ خدا کی مہربانی سے کیا گیا ہے۔ اس آیت کے یہ دو حصے مزمور کے دو حصوں کے مطابق ہیں۔

"زبردست" ظالم کے لئے طنزاً یہ لفظ استعمال کیا گیا (یرمیاہ ۹:۲۳)

"خدا" ایل یعنی صاحب قدرت۔ یہ شیخی باز اپنے تئیں صاحب قدرت سمجھتا ہے۔ لیکن ایک اس سے بھی بڑا قادر ہے جس کے سامنے اسے جواب دینا پڑیگا۔

۲- "تیری زبان ..." مقابلہ کرو ۳۵:۲۰ سے۔ زبان کے گناہ۔ مثلاً جھوٹ غیبت جھوٹی گواہی وغیرہ کی مذمت زبور کی اور نبیوں کی کتابوں میں بارہا آتی ہے۔ (۵:۹ و ۱۰:۷ و ۱۲:۲ و میکاہ ۶:۱۲ و یرمیاہ ۹:۳ وغیرہ)

"اے دغاباز" منہ کھلا ہوا گویا راستبازوں کو نگلنے کے لئے تیار ہے۔

"تیز اُسترے" (۵۵:۲۱ و ۵۷:۴ و ۵۹:۷ و ۶۴:۳ و امثال ۲۶:۱۸)

"دغاباز زبان" یعنی جیسے تیز اُسترا کاٹ دیتا ہے اور اس کی خبر نہیں ہوتی ویسے ہی زبان کا حال ہے۔

۴- "مہلک باتوں" یا نگلنے والی باتوں۔ دیکھو ۳۵:۲۵۔

۵- شریر کی ہلاکت کو چند ایک تشبیہوں سے ظاہر کیا۔ مثلاً دولتمند اپنی دولت کے قلعہ میں اپنے تئیں محفوظ سمجھتا ہے لیکن خدا اس قلعہ کو توڑ ڈالیگا (قاضی ۸:۹) وہ اپنے گھر میں آرام سے رہتا ہے لیکن خدا اس کو وہاں سے نکالیگا جیسے آدمی کوئلہ کو چمٹے سے پکڑ کر باہر نکال دیتا ہے (استثنا ۲۸:۶۳ و امثال ۲:۲۲ و ایوب ۱۸:۱۴) وہ اپنی زمین میں درخت کی طرح پھیلتا جاتا ہے۔ خدا زندوں کی سرزمین سے اس کی جڑ اکھاڑ پھینکیگا۔ (یرمیاہ ۱۱:۱۹)

"سلاہ" اس زبور کے پہلے حصہ کے خاتمہ کو ظاہر کرتا ہے۔

۶ و ۷- اس دیکھنے کا پہلا اثر خوف ہے یعنی دہشت نہیں بلکہ خدا کی عظمت کی ہیبت اور دوسرا اثر شیخی باز کی نسبت حقارت اور تمسخر کا ہے (۲:۴) شریروں کی مصیبت پر حاسدانہ خوشی منانا عہد عتیق میں منع ہے (ایوب ۳۱:۲۹ و امثال ۲۴:۱۷) لیکن شریروں کی سزا چونکہ خدا کی حکومت کا ثبوت اور مثال ہے۔ اس لئے راستباز خوشی سے اس کا خیر مقدم کرتے ہیں (مکاشفہ ۱۸:۲۰ و ۱۹:۱)

۷- یہ راستباز اشخاص کے الفاظ ہیں۔

۸- "زیتون کے ہرے درخت ..." یہاں متکلم کون ہے کیا مزمور نویس خود یا راستباز جس کا ذکر ۶ آیت میں ہوا تھا؟

"خدا کے گھر میں" ممکن ہے کہ ہیکل کے صحن میں ایسے درخت ہوں۔ آج کل بھی جو حصہ حرم کہلاتا ہے اس میں درخت ہیں جن کی خوب حفاظت کی جاتی ہے۔ راستباز کو ہرے بھرے زیتون کے درخت کی مانند کہا ہے حالانکہ شریر کی بیخ کنی ہوگی۔ درخت کے استعارہ کے لئے دیکھو یرمیاہ ۱۱:۱۶ و ہوسیع ۱۴:۸ و زبور ۱:۳ و ۹۲:۱۲-

خدا کے گھر سے ملک اسرائیل بھی مراد ہو سکتا ہے (ہوسیع ۹:۱۵) جس میں راستباز محفوظ رہتا ہے حالانکہ شریر وہاں سے نکال دیا گیا ہے۔

۹- "شکرگذاری" شکر و ستایش کی قربانی (۵۰:۲۳)

"تیرے مقدسوں کے نزدیک"۔ یعنی بر ملا شکر گذاری کی عبادت میں۔ مقدس یا محبوب جن پر خدا مہربان ہے۔ (۵:۵:۵)

۵۳ زبور

یہ مزمور ذرا تبدیلی کے ساتھ ۱۴ مزمور ہے۔ الوہیم کی بجائے خدا کا نام یہوواہ آیا ہے جو کہ اس دوسری کتاب کا خاصہ ہے۔ ۱-۴ و ۶ آیات میں بھی چند لفظی تبدیلیاں ہیں لیکن ان سے مضمون میں کچھ فرق پیدا نہیں ہوتا۔ البتہ ۵ آیت زبور ۱۴: ۵ سے بہت متفرق ہے اس فرق کی کیا وجہ ہوگئی کیا یہ کسی تحریف کا نتیجہ یا سہو کاتب ہے یا عمداً تبدیلی ہے؟ ان دونوں آیتوں میں عبرانی حروف کی مشابہت یہ تقاضا کرتی ہے کہ جس نسخے میں یہ عبرانی حروف تھے وہ شاید دھندلے پڑ گئے اور کاتب نے نقل کرتے وقت اپنی سمجھ کے مطابق ویسے حروف بحال کرتے وقت غلطی کی بعض کا یہ خیال ہے کہ مابعد کسی مولف نے عمداً تبدیلی کی تاکہ یہ مزمور ایک دوسرے عنوان مثلاً سنحریب کی فوج کی تباہی ظاہر کرنے کے لئے موزوں ہو جائے۔

بادی النظر میں آیت ۶ اس مزمور کے زمانہ تصنیف کو جلاوطنی کے زمانہ میں لے جاتی ہے۔ شاید جلاوطنی کے وقت یہ آیت ایزاد کر دی گئی ہو۔ ....

اس مزمور کا مضمون یہ ہے کہ انسان سارے کے سارے بگڑ گئے کیونکہ انہوں نے خدا کی تلاش ترک کر دی (۱-۳) اس کا ثبوت یہ دیا گیا کہ خدا کی امت پر سخت ظلم ہو رہا تھا۔ لیکن خدا نے مداخلت کر کے ثابت کر دیا کہ وہ ان کی خبر گیری کرتا تھا (۴ و ۵) آخر میں یہ دعا ہے کہ خدا اسرائیل کو کل خلصی دے کر خوش کریگا (آیت ۶) عموماً یہ تسلیم کر لیا گیا ہے کہ مزمور نویس اپنے زمانے اور اپنے ملک کی خرابی کا ذکر کرتا ہے اگرچہ آیت ۱-۳ میں لفظ بنی آدم عالمگیر خرابی کی طرف اشارہ کرتا ہے یہ خرابی اس قسم کی ہے جو طوفان سے پیشتر نوح کے پھر بابل کے برج بننے کے اندر سدوم و عمورہ کے دنوں میں تھی۔ اور آیت ۴ میں یہ جملہ "میری امت قوم اسرائیل کے لئے ہے" ۱۴ مزمور کی شرح میں دکھایا گیا تھا کہ غالباً وہاں اس ظلم کی طرف اشارہ ہے جو مصر میں بنی اسرائیل پر ہوا اور بحیرہ قلزم پر انہیں رہائی ملی۔

زبور ۵۳۔ میر مغنی کے لئے محلت کے سُر پر داؤد کا مشکیل۔

(۱) احمق نے اپنے دل میں کہا ہے کہ کوئی خدا نہیں۔ وہ بگڑ گئے۔ انہوں

نے نفرت انگیز بدی کی ہے کوئی نیکوکار نہیں۔ (۲) خدا نے آسمان پر سے بنی آدم پر نگاہ کی تاکہ دیکھے کہ کوئی دانشمند کوئی خدا کا طالب ہے یا نہیں۔ (۳) وہ سب کے سب پھر گئے ہیں۔ وہ باہم نجس ہو گئے۔ کوئی نیکوکار نہیں۔ ایک بھی نہیں (۴) کیا ان سب بدکرداروں کو کچھ علم نہیں جو میرے لوگوں کو ایسے کھاتے ہیں جیسے روٹی اور خدا کا نام نہیں لیتے ہیں؟ (۵) وہاں ان پر بڑا خوف چھا گیا گو خوف کی کوئی بات نہ تھی کیونکہ خدا نے ان کی ہڈیاں جو تیرے خلاف خیمہ زن تھے بکھیر دیں تو نے ان کو شرمندہ کر دیا۔ اس لئے کہ خدا نے ان کو رد کر دیا ہے۔ (۶) کاش کہ اسرائیل کی نجات صیون میں سے ہوتی۔ جب خدا اپنے لوگوں کو اسیری سے لوٹا لائیگا تو یعقوب خوش اور اسرائیل شادمان ہوگا۔

"محلت" (زبور ۸۸ کا عنوان) اس لفظ کے معنی شاید بیماری کے ہیں۔ سبتروں کے ترجمہ میں اصلی نام ہی دیا گیا جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ اس لفظ کے معنی ان کو معلوم نہ ہوئے۔ اس کے معنی کے بارے میں مختلف آرا ہیں:-

(۱) یہ لفظ علاموت کا بگڑا ہوا ہے (زبور ۴۶) (۲) اس گیت کا پہلا لفظ جس کی راگ پر یہ مزمور بنایا گیا (۳) خاص باجے کا نام۔

لفظ مشکیل کے لئے دیکھو زبور ۳۲ کی شرح۔

۱۔ "احمق"۔ آدمیوں کا ایک خاص گروہ جس کی اخلاقی حالت بگڑی ہو محض نادان یا کم عقل مراد نہیں حماقت حکمت کی ضد ہے وہ لوگ جو خدا کو فراموش کرتے یا اس کی مرضی کی مخالفت کرتے ہیں (استثنا ۳۲: ۶ و ۲۱ و ایوب ۲: ۱۰ و ۴۲: ۸ و زبور ۷۴: ۱۸ و ۲۲) یا جن کا چلن خراب ہو (۲۔ سموئیل ۱۳: ۱۲ و ۱۳) یا جو مقدس چیزوں کو ناپاک کریں (یشوع ۷: ۱۵) پیچھو اپت (استثنا ۲۲: ۲۱) نیز مقابلہ کرو یسعیاہ ۳۲: ۵ و ۶)

"اپنے دل میں کہا ہے"۔ یہ فیصلہ انہوں نے اپنے دل میں کیا اور اسی اصول کے پابند ہوئے۔

"خدا نہیں"۔ انکار محض خدا کی ہستی کا نہیں بلکہ عملی طور پر اس کی اخلاقی حکومت کا انکار ہے۔

"وہ بگڑ گئے"۔ یعنی انسان۔ جب عملی طور پر ان کا ایمان خدا پر نہ رہا تو وہ ہر طرح کی بدکاری

کرنے لگے جو خدا کو ناپسند تھی۔ یعنی انہوں نے اپنی شرافت کھودی اور یوں خدا کی نظروں میں مکروہ ہو گئے۔ طوفان سے پیشتر دُنیا کی یہی حالت تھی (پیدائش ۶: ۱۱ و ۱۲ مقابلہ کرو رومیوں ۱: ۱۸ سے ۳۲)

۲- خدا نے گویا کچھ عرصے تک بدی کو بڑھنے دیا۔ آخرکار اُس نے نظر ڈالی (۲۳: ۲ و ۱۴) مقابلہ کرو پیدائش ۱۱: ۵ و ۱۸: ۲۱ سے۔

یہاں لفظ خدا ہے نہ یاہواہ۔ کیونکہ یہاں عام انسان کا ذکر ہے نہ قوم اسرائیل کا۔ خدا خلقت میں اور انسان کے ضمیر دونوں میں کلام کرتا ہے لیکن انہوں نے اس آواز کو نہ سُنا۔ دیکھو اعمال ۱۴: ۱۷ و ۱۷: ۲۷ و رومیوں ۱: ۱۹ وغیرہ۔

۳- اس تحقیقات کا یہ نتیجہ نکلا کہ وہ گمراہ ہوئے۔ گندے ہو گئے یعنی راہ راست سے بھٹک گئے۔ گندے۔ جیسے دودھ پھٹ کر تلخ ہو جاتا ہے۔ ویسے ہی یہ لوگ اخلاقی طور پر کھٹے ہو گئے۔

۴- یہاں خدا متکلم ہے۔ کیا ان بدکاروں کو اب تک سمجھ نہیں آئی؟ کیا تجربہ نے ان کی غلطی اُن پر ظاہر نہیں کی؟

"ایسے کھاتے ہیں جیسے روٹی" یعنی خدا کا خوف ان کے دل میں نہیں۔

۵- کسی خاص مخلصی کی طرف اشارہ ہے جب بدکاروں پر خاص مصیبت نازل ہوئی (۱-سموئیل ۱۴: ۱۵ و ۲-سلاطین ۷: ۶ و ۱۹: ۷ و ۳۵)

"اُن کی ہڈیاں" یعنی اسرائیل کے دشمنوں کی ہڈیوں کو۔ جہاں وہ بے گور و کفن پڑی رہیں۔ یہاں کسی تاریخی واقع کی طرف اشارہ ہے جیسے سنحیرب کی فوج کی ناگہاں تباہی اور شاید اسی لئے یہاں متن میں تبدیلی ہوئی تا کہ اس واقع کے ذریعہ ایک صریح مثال ہو جائے۔

۶- دعا پوری مخلصی کے لئے۔

"نجات" فتح یا مخلصی۔

"صیحون" خدا کا مسکن جہاں سے وہ زمین پر حکومت کرتا ہے۔

سب جلاوطن اسیری کے ایام میں بھی صیحون کی طرف منہ پھیر کرتے تھے (دانیال ۶: ۱۰ و ۱-سلاطین ۸: ۴۴) اور ان کو امید تھی کہ خدا ان کو پھر بحال کریگا۔ نیز مقابلہ کرو عاموس ۹: ۱۴ و ہوسیع ۶: ۱۱ سے جہاں یہ لفظ "اسیری کو پھرنا" بابل کی اسیری سے پیشتر

بھی استعمال ہوا۔

"یعقوب خوش ہوگا" مزمور نویس کی یہ آرزو یا دعا تھی۔

۵۵ زبور

اس زبور کے دو حصے ہیں جو لفظ سیلاہ نے الگ الگ کر دئے ہیں۔

اوّل۔ بے دین دشمنوں سے خطرے کے وقت مدد کے لئے دعا (۱-۳)

دوم پورا توکل کہ خدا مزمور نویس کی حمایت کریگا اور اس کا انتقام لیگا۔ (۴-۷)

عنوان میں اُس زمانہ کی طرف اشارہ ہے جب ساؤل داؤد کا تعاقب کر رہا تھا۔ جب داؤد کو معلوم ہوا کہ قعیلاہ کے لوگ ناشکر گذار ہو کر اُسے ساؤل کے ہاتھ میں پکڑوا دینا چاہتے ہیں تو وہ اپنے آدمیوں کو ساتھ لے کر حبرون کے جنوب مشرق کی طرف دشت زیف کو بھاگ گیا اور زیف کے لوگوں نے بھی جا کر ساؤل کو اس کی خبر دی (۱-سموئیل ۲۳: ۱۹) ساؤل یہ خبر سن کر داؤد کو پکڑنے گیا لیکن عین اسی وقت فلسطیوں نے حملہ کر دیا اور ساؤل کو مجبوراً اُن کے حملہ کو روکنے کے لئے واپس جانا پڑا۔ ایک مابعد موقعہ پر بھی اہل زیف نے ایسی ہی شرارت کی تھی۔

یہ مزمور مبارک مجموعہ کے خاص مزامیر میں سے ہے۔

زبور ۵۴ - میر مغنی کے لئے تاردار سازوں کے ساتھ داؤد کا مشکیل۔ اُس وقت کا جب زیفیوں نے جا کر ساؤل سے کہا کیا داؤد ہمارے ہاں چھپا ہوا نہیں؟

(۱) اے خدا اپنے نام کے وسیلہ سے مجھے بچا اور اپنی قدرت سے میرا انصاف کر۔ (۲) اے خدا میری دعا سن لے۔ میرے منہ کی باتوں پر کان لگا۔ (۳) کیونکہ بیگانے میرے خلاف اٹھے ہیں اور تند خو لوگ میری جان کے خواہاں ہوئے ہیں۔ انہوں نے خدا کو اپنے روبرو نہیں رکھا (سلاہ)۔ (۴) دیکھو خدا میرا مددگار ہے۔ خداوند میری جان کو سنبھالنے والوں میں ہے۔ (۵) وہ برائی کو میرے دشمنوں ہی پر لوٹا دیگا۔ تو اپنی سچائی کے رو سے ان کو فنا کر۔ (۶) میں تیرے حضور رضا کی قربانی چڑھاؤنگا۔ اے خداوند میں تیرے نام کی شکر گذاری کرونگا کیونکہ وہ خوب ہے۔ (۷) کیونکہ اس نے مجھے سب مصیبتوں سے چھڑایا ہے اور میری آنکھ نے میرے دشمنوں کو دیکھ لیا ہے۔

عنوان کا پچھلا حصہ سوالیہ صورت میں بھی ہو سکتا ہے "کیا داؤد آپ کو ہمارے ہاں نہیں چھپاتا"۔

۱۔ "اپنے نام" خدا کا نام اس کی سیرت کا اظہار ہے یا اس کی منکشف صفات کا مجموعہ۔ مزمور نویس اس کے نام کی فریاد کرتا ہے کیونکہ وہ بتا چکا ہے کہ جو اس پر توکل کرتے ہیں خدا ان کو بچانا چاہتا ہے۔

"میرا انصاف کر" کیونکہ اس کو اپنے مقدمہ کی راستی کا یقین تھا۔

"اپنی قدرت سے" خدا کی نہ صرف یہ مرضی ہے کہ اپنے بندے کو چھڑائے بلکہ اسے ایسا چھڑانے کی قوت بھی ہے (صفنیاہ ۳: ۱۷)

۳۔ یہی آیت قریباً لفظ بہ لفظ زبور ۸۶: ۱۴ میں ہے۔ البتہ لفظ "بیگانے" کی جگہ وہاں لفظ "مغرور" آیا ہے۔ عبرانی میں لفظ (Zarim) بیگانے اور (Zedim) مغرور بہت مشابہ ہیں۔ بلکہ بعض نسخوں میں اور تارگموں میں یہاں بھی (Zedim) آیا ہے۔

"تند خو" (۲-سموئیل ۲۲: ۱۵) بعضوں نے یہاں یہ اعتراض کیا ہے کہ یہ لفظ "بیگانے" اور "تند خو" اسرائیل پر صادق نہیں آ سکتے اور یہ اس امر کا ثبوت ہے کہ یہ عنوان غلط ہے۔ اس میں تو کچھ شک نہیں کہ یہ الفاظ غیر ملکی حملہ آوروں اور ظلم کرنے والوں کے لئے اکثر مستعمل ہوئے ہیں (یسعیاہ ۲۵: ۲ و ۲۹: ۵ و حزقی ایل ۳۱: ۱۲) لیکن لفظ "تند خو" خاص اس معنی میں مستعمل نہیں (ایوب ۶: ۲۳ و یرمیاہ ۱۵: ۲۱) اس لئے ساؤل اور اس کے پیروؤں کے لئے استعمال ہو سکتا ہے اور اہالیان زیف اس معنی میں "بیگانے" کہلا سکتے ہیں کہ انہوں نے ہمسایہ کے خلاف کارروائی کی۔ اہل قعیلاہ کنعانی لوگ تھے اس لئے یہ لفظ بیگانوں کے لئے استعمال ہوا۔

۴۔ رہائی کی توقع اور شکر گزاری کی منت۔

۴۔ "خدا میرا مددگار ہے" گذشتہ تجربہ نے یہ سبق سکھایا۔

۵۔ "دشمنوں" کے لئے جو لفظ ہے وہ خاص لفظ ہے جو صرف ۵: ۸ و ۲۷: ۱۱ و ۵۶: ۲ و ۵۹: ۱ میں آتا ہے اس لفظ کے معنی ہیں "بیچ بیچ گھات میں بیٹھتے ہیں" جیسے شکاری آدمی یا چیتا وغیرہ کرتے ہیں۔

"رضا کی قربانی" (گنتی ۱۵: ۳) جو منت یا خوشنودی یا مقررہ عیدوں کے وقت چڑھائی جاتی تھی۔

۷۔ صیغہ حاضر کو چھوڑ کر صیغہ غائب استعمال ہوا۔

"میرے دشمنوں کو" دشمنوں کی مصیبت پر خوشی کا اظہار انجیل کی روح کے خلاف ہے۔ یہ مخلصی دنیاوی مخلصی ہے جس کے لئے مزمور نویس دعا مانگ رہا ہے۔

۵۵ زبور

یہ زبور ۴۱ کے مشابہ ہے۔ مزمور نویس نے ایک ایسے شخص کی دھوکا بازی کا ذکر کیا ہے جو پہلے اس کا گہرا دوست تھا۔ اسے جو تکلیف اس شخص سے پہنچی اس سے مایوسی، غم و غصہ اور ایمان کا جو اظہار ہوا وہ اس زبور میں بیان ہوا ہے۔ عنوان میں یہ حضرت داؤد سے منسوب ہے اور عموماً یہ خیال کیا جاتا ہے کہ یہ ابی سلوم کی بغاوت کے متعلق ہے جب کہ حضرت داؤد کا خاص دوست اور مشیر ابی سلوم سے جا ملا اور تارگم میں اس کی آیت ۱۵ اور ۱۶ میں اخی توفل کا نام بھی دیا گیا ہے۔

اس زبور میں اس امر کا اشارہ تک نہیں کہ کسی بغاوت کے ذریعہ بادشاہ کی حکومت کو کوئی خطرہ ہے۔ اس مخالف کی نسبت اس نے یہ الفاظ استعمال کئے۔ "وہ تو ہی تھا میرا ہمسر" تھا۔ اخی توفل کی نسبت حضرت داؤد یہ نہ کہہ سکتا تھا گو وہ اس کا مشیر اور دوست تھا (۲-سموئیل ۱۵: ۱۲ و ۱۶: ۲۳) ایسا معلوم ہوتا ہے کہ مزمور نویس اب تک شہر میں ہے اور وہاں سے نکل نہیں سکتا۔

بعضوں کا قیاس ہے کہ اس مزمور کا مصنف یرمیاہ تھا جس نے یروشلم کی بربادی کی پیشین گوئی کرنے کے واسطے کوڑوں کی مار کھائی (یرمیاہ ۲۰ باب) یہاں اسی قسم کے تجربہ کا ذکر ہے جو یرمیاہ کے ۵ و ۶ بابوں میں ہوا۔ فشحور کاہن یرمیاہ کا ہم پلہ تھا لیکن کہیں یہ ذکر نہیں کہ وہ یرمیاہ کا ہم راز دوست تھا۔

جیروم صاحب نے زبور کا جو ترجمہ لاطینی میں کیا اس کے ایک نسخہ میں یہ لکھا ہے "مسیح کی آواز یہوداہ کے سرداروں اور یہوداہ اسکریوتی کے خلاف"۔

اس زبور کے تین برابر حصے ہیں:-

(ا) دعا کہ خدا مصیبت کے وقت اس کی سنیگا۔ (۱-۸)

(ب) ظلم و بدی کے خلاف غصہ۔ (۹-۱۵)

(ج) خدا پر بھروسہ - (۱۶-۲۳)

زبور ۵۵ - میر مغنی کے لئے تاردار سازوں کے ساتھ داؤد کا مشکیل -

(۱) اے خدا - میری دعا پر کان لگا اور میری منت سے منہ نہ پھیر (۲) میری طرف متوجہ ہو اور مجھے جواب دے - میں غم سے بیقرار ہو کر کراہتا ہوں - (۳) دشمن کے آوازہ سے اور شریر کے ظلم کے باعث کیونکہ وہ مجھ پر بدی لادتے اور قہر میں مجھے ستاتے ہیں - (۴) میرا دل مجھ میں بیتاب ہے اور موت کا ہول مجھ پر چھا گیا ہے - (۵) خوف اور کپکپی مجھ پر طاری ہے - ہیبت نے مجھے دبا لیا ہے - (۶) اور میں نے کہا کاش کہ کبوتر کی طرح میرے پر ہوتے تو میں اُڑ جاتا اور آرام پاتا - (۷) پھر تو میں دور نکل جاتا اور بیابان میں بسیرا کرتا - (سلاہ) (۸) میں آندھی کے جھونکے اور طوفان سے کسی پناہ کی جگہ میں بھاگ جاتا - (۹) اے خداوند - اُن کو ہلاک کر اور اُن کی زبان میں تفرقہ ڈال کیونکہ میں نے شہر میں ظلم اور جھگڑا دیکھا ہے - (۱۰) دن رات وہ اُس کی فصیل پر گشت لگاتے ہیں - بدی اور فساد اُس کے اندر ہیں - (۱۱) شرارت اُس کے بیچ میں بسی ہوئی ہے - ستم اور فریب اُس کے کوچوں سے دور نہیں ہوتے - (۱۲) جس نے مجھے ملامت کی وہ دشمن نہ تھا ورنہ میں اُس کو برداشت کر لیتا اور جس نے میرے خلاف تکبر کیا وہ مجھ سے عداوت رکھنے والا نہ تھا نہیں تو میں اُس سے چھپ جاتا - (۱۳) بلکہ وہ تو تو ہی تھا جو میرا ہمسر - میرا رفیق اور دلی دوست تھا - (۱۴) ہماری باہمی گفتگو شیریں تھی اور ہجوم کے ساتھ خدا کے گھر میں پھرتے تھے - (۱۵) اُن کو موت اچانک آ دبائے - وہ جیتے جی پاتال میں اُتر جائیں کیونکہ شرارت اُن کے مسکنوں میں اور اُن کے اندر ہے (۱۶) پر میں تو خدا کو پکاروں گا اور خداوند مجھے بچا لیگا - (۱۷) صبح و شام اور دوپہر کو میں فریاد کروں گا اور کراہتا رہوں گا اور وہ میری آواز سن لیگا - (۱۸) اُس نے اُس لڑائی سے جو میرے خلاف تھی میری جان کو سلامت چھڑا لیا کیونکہ مجھ سے جھگڑا کرنے والے بہت تھے - (۱۹) خدا جو قدیم سے ہے سن لیگا اور ان کو جواب دیگا (سلاہ) یہ وہ ہیں جن کے لئے انقلاب نہیں اور جو خدا سے نہیں ڈرتے - (۲۰) اس شخص نے ایسوں پر ہاتھ بڑھایا ہے جو اُس سے صلح رکھتے تھے اس نے اپنے عہد کو

توڑ دیا ہے - (۲۱) اُس کا منہ مکھن کی مانند چکنا تھا پر اُس کے دل میں جنگ تھی - اُس کی باتیں تیل سے زیادہ ملائم پر ننگی تلواریں تھیں - (۲۲) اپنا بوجھ خداوند پر ڈال دے - وہ تجھے سنبھالیگا - وہ صادق کو کبھی جنبش نہ کھانے دیگا - (۲۳) لیکن اے خدا تو اُن کو ہلاکت کے گڑھے میں اُتار دیگا - خونی اور دغاباز اپنی آدھی عمر تک بھی جیتے نہ رہینگے پر میں تجھ پر توکل کروں گا -

---

۱ - "منہ نہ پھیر" یا منہ نہ چھپا - جیسے بے رحم شخص کسی کی مصیبت دیکھ کر چھپا لیتا ہے -

۳ - "دشمن کے آوازہ" جنگ اور دھمکی کی آواز -

ظلم کے لئے ایک خاص لفظ ہے جو اور کسی جگہ نہیں آیا اس کے یہ معنی ہیں کہ دشمن اُسے گھیر کر کچل رہے ہیں -

۶ - اس ظالم شہر میں اُس کی جان وبال ہو رہی تھی اور کبوتروں کو اڑتے دیکھ کر اس کے دل میں بھی یہ آرزو پیدا ہو رہی تھی کہ جیسے کبوتر اڑ کر پہاڑوں کی غاروں میں جا پناہ لیتے ہیں وہ بھی کسی غار میں جا کر پناہ لے جہاں آدمیوں کی رسائی نہ ہو -

۷ - "سلاہ" یہاں بے موقع ہے اور اسی طرح ۱۹ آیت میں ہے -

۹ - "ہلاک کر" - ان سازشیوں کو نگل جا جیسے زمین نے قورح اور داتن کو نگل لیا (گنتی ۱۶:۳۲)
"تفرقہ ڈال" دیکھو پیدائش (۱۱:۹)

۱۰ - یہ تشبیہ چوکیدار سے لی گئی جو پہرہ کے لئے گشت کرتا ہے - غالباً یہ دشمنوں کی طرف اشارہ ہے جو شرارت کے لئے موقع ڈھونڈ رہے ہیں -

۱۱ - "شرارت" - نئے ترجمہ میں ہے "بد ظلم"

۱۲ - ۱۴ - مزمور نویس کے دشمنوں میں سرکردہ وہ شخص ہے جو پہلے اُس کا گہرا دوست اور مشیر تھا -

۱۳ - "میرا ہمسر" درجہ میں برابر - "رفیق" (امثال ۱۶:۲۸) گہرا دوست -

۱۴ - یہاں اُس کی رفاقت کا بیان ہے -

۱۵ - پچھلی دوستی اور موجودہ دشمنی کو دیکھ کر وہ افسوس کرتا ہے -

"موت" یا بربادی -

"پاتال" قورح کی بربادی کی طرف اشارہ ہے (گنتی ۱۶:۳۰ و ۳۳) یہ عذاب کی جگہ نہیں بلکہ مردوں کی جگہ ہے جسے ہاویہ بھی کہتے ہیں -

۱۶- ۱۶ و ۲۲- آیتوں میں تمام خداوند پُرمعنی ہے۔ یہ کا اشعر بخشنے والا عہد کا قدا ہے جس کے آگے وہ فریاد کر سکتا اور جس کی زیرِ حفاظت رہ سکتا ہے۔

۱۷- صبح و شام اور دوپہر" عبرانی میں شام کا ذکر پہلے آتا ہے کیونکہ دن غروبِ آفتاب سے شروع ہوتا ہے۔ یہ نماز کے تین مقررہ اوقات تھے (دانیال ۶: ۱۰ و اعمال ۱۰: ۳۰ و ۹)

۱۹- "قدیم سے ہے" یا ازل سے۔

"انقلاب"- یعنی زمانے اور حشمت کے انقلاب۔

"سِیلاہ" آیت کے وسط میں آیا ہے۔ اس کی کوئی وجہ معلوم نہیں ہوتی۔

۲۰ و ۲۱- دوبارہ مزمور نویس نے اپنے دوست کی دھوکا بازی کا ذکر کیا۔ یہ دغا بازی اسکو ہوئی کہ گویا ایک نوشتہ تھا۔

۲۰- "ہاتھ بڑھایا" یعنی اس دھوکا باز دوست نے۔ مقابلہ کرو ۱- سموئیل ۲۶: ۹ سے (نیا ترجمہ) "عہد کو توڑ دیا" یعنی دوستی کے فرائض کو ناپاک کر دیا (۱- سموئیل ۱۸: ۳)

۲۱- نیا ترجمہ "اس کا منہ مکھن کی مانند چکنا ہے" سنتروں کے ترجمہ میں یوں آیا ہے "اس کا منہ مکھن سے زیادہ چکنا ہے" جس لفظ کا ترجمہ چکنا یا صاف و شفاف کیا گیا وہ عبرانی میں جھوٹی اور ریاکارانہ خوشامد کے لئے آتا ہے۔

"اُس کے دل میں جنگ تھی" یا اُس کا دل فساد (جنگ) ہے"

"تیل سے زیادہ ملائم" (امثال ۵: ۳) خوشامدانہ دھوکے کی باتیں۔

"ننگی تلواریں" دل میں بھونک دینے کے لئے تیار (زبور ۵۲: ۲ کی شرح)

۲۲ و ۲۳- نتیجہ۔ عبادت میں غالباً یہ دو آیات دوسرے لہجے سے گائی جاتی ہونگی۔

۲۲- "اپنا بوجھ" (۱- پطرس ۵: ۷) خدا اُس بوجھ کے اٹھانے کی طاقت دیگا۔

۲۳- ایسے لوگوں کو قبل از وقت موت آئیگی لیکن مزمور نویس کا بھروسہ خدا پر ہے۔

۵۶ زبور

خطرہ کی موجودگی میں مزمور نویس کا توکل خدا پر ہے ۵۷ مزمور کا بھی یہی مضمون ہے۔ یہ خطرہ اصل ہے اس لئے خوف بھی لازمی ہے لیکن ایمان خوف پر غالب آتا ہے۔

اس مزمور کا لب لباب آیات ۳ و ۴ و ۱۰ و ۱۱ میں پایا جاتا ہے۔

اس مزمور اور ۳۴ مزمور کا عنوان ان دونوں مزامیر کو ایک ہی موقعہ سے منسوب کرتے ہیں۔ جب وہ پہلی دفعہ جات کو گیا (۱- سموئیل ۲۱: ۱۰ وغیرہ) تو وہ تن تنہا مفرور کی صورت میں گیا۔ اسے یہ ڈر تھا کہ شاید بیں اس کی زندگی محفوظ نہیں اس لئے اُس نے اپنے ملک کے دشمنوں کے پاس پناہ لی اور اسے یہ گمان ہوگا کہ فلسطینی لوگوں کو یاد نہیں ہوگا کہ اسی شخص نے ان کے بہادر کو قتل کیا تھا۔ لیکن وہ اس پر شک کرنے لگے اس لئے داؤد نے اپنی جان کے خوف سے اپنے تئیں پاگل ظاہر کیا۔ ۱- سموئیل ۲۱ و ۲۲ بابوں کو پڑھ کر یہ گمان پیدا ہوتا ہے کہ داؤد ان کے ہاتھوں میں قیدی تھا۔

عنوان میں جو یہ الفاظ آئے ہیں "داؤد کا مکتام- یونت ایلیم رحوقیم کی راگ پر" ان کا ترجمہ سنتروں کے ترجمہ کے مطابق یہ ہے "ان لوگوں کے لئے جو مقدس سے دور ہو گئے" اور تارگم کے مطابق یہ ترجمہ ہوگا "اسرائیل کی جماعت کے بارے میں جو خاموش فاختہ کی مثال ہیں جب کہ وہ اپنے شہروں سے بہت دور تھے اور جنہوں نے واپس آکر خداوند کی حمد کی" ان ترجموں سے ظاہر ہے کہ قدیم زمانوں سے یہ مزمور قومی مزمور سمجھا گیا اور مصیبت زدہ لوگوں کی حالت کا اظہار ہے۔

اس مزمور کے دو حصے ہیں۔

(ا- ۱- ۴) ب- (۵- ۱۱)

اور آخر میں ۱۲ و ۱۳ آیات میں شکرگذاری ہے۔

"یونت ایلیم رحوقیم کے معنی ہیں "دور کی خاموش فاختہ جو دُور ہیں"۔

زبور ۵۶- میر مغنی کے لئے یونت ایلیم رحوقیم کے طرز پر داؤد کا مزمور۔ مکتام- اُس وقت کا جب فلسطیوں نے اُسے جات میں پکڑ لیا۔

(۱) اے خداوند- مجھ پر رحم فرما کیونکہ انسان مجھے نگلنا چاہتا ہے۔ وہ دن بھر لڑکر مجھے ستاتا ہے۔ (۲) میرے دشمن دن بھر مجھے نگلنا چاہتے ہیں کیونکہ جو غرور کرکے مجھ سے لڑتے ہیں وہ بہت ہیں۔ (۳) جس وقت مجھے ڈر لگیگا میں تجھ پر توکل کرونگا۔ (۴) میرا فخر خدا پر اور اُس کے کلام پر ہے۔ میرا توکل خدا پر ہے۔ میں ڈرنے کا نہیں۔ بشر میرا کیا کر سکتا ہے؟ (۵) وہ دن بھر میری

باتوں کو مروڑتے رہتے ہیں۔ اُن کے خیال سراسر یہی ہیں کہ مجھ سے بدی کریں (۶) وہ اکٹھے ہو کر چھپ جاتے ہیں۔ وہ میرے نقشِ قدم کو دیکھتے بھالتے ہیں کیونکہ وہ میری جان کی گھات میں ہیں۔ (۷) کیا وہ بدکاری کر کے بچ جائینگے؟ اے خدا۔ قہر میں امتوں کو گرادے۔ (۸) تو میری آوارگی کا حساب رکھتا ہے میرے آنسوؤں کو اپنے مشکیزہ میں رکھ لے۔ کیا وہ تیری کتاب میں مندرج نہیں ہیں؟ (۹) تب تو جس دن میں فریاد کرونگا میرے دشمن پسپا ہونگے مجھے یہ معلوم ہے کہ خدا میری طرف ہے۔ (۱۰) میرا فخر خدا پر اور اس کے کلام پر ہے۔ میرا فخر خداوند پر اور اُس کے کلام پر ہے۔ (۱۱) میرا توکل خدا پر ہے میں ڈرنے کا نہیں۔ انسان میرا کیا کر سکتا ہے؟ (۱۲) اے خدا۔ تیری منتیں مجھ پر ہیں۔ میں تیرے حضور شکرگزاری کی قربانیاں گذرانونگا۔ (۱۳) کیونکہ تو نے میری جان کو موت سے چھڑایا۔ کیا تو نے میرے پاؤں کو پھسلنے سے نہیں بچایا تاکہ میں خدا کے سامنے زندوں کے نور میں چلوں؟

۱۔ **انسان**۔ یہ لفظ فانی آدمی کے لئے آتا ہے بمقابلہ غیر فانی خدا کے۔ خدا یہ کبھی گوارا نہ کریگا کہ یہ غیر فانی کمزور انسان اس کے ارادہ کا مقابلہ کرے۔

"وہ دن بھر" یا سارا دن۔ یہ لفظ اس مزمور کا خاص لفظ ہے۔ دیکھو آیات (۲ و ۵)

۲۔ "دبا لیگا" جات میں جلنے کے وقت ہی یہ لکھا ہے کہ وہ انسان سے ملا (۱ سموئیل ۲۱: ۱۲ مقابلہ کرو زبور ۱۸: ۴)

"مجھ پر" مجھ پر زور ہے۔ وہ تو اپنی طاقت پر بھروسہ رکھتے ہیں مگر میں خدا پر۔

۴۔ خدا کی مدد اور اس کے فضل سے اُس کے وعدہ کے الفاظ کی تعریف کرونگا (۱۳: ۵)

"بشر" لفظی طور پر "گوشت" یعنی یہ گوشت و خون کا پتلا۔ یہ تو کمزور اور فنا پذیر ہے لیکن خدا ازلی ابدی اور قادر ہے (پیدایش ۶: ۳ و ایوب ۱۰: ۴ و یسعیاہ ۴۰: ۵ و ۶ و یرمیاہ ۱۷: ۵)

۵–۱۱۔ یہ دوسرا حصہ بھی پہلے حصہ کی مانند ہے موجودہ مصیبت کا بیان۔ مدد کے لئے دعا اور آخر میں خدا کی حفاظت پر پختہ ایمان کا اظہار۔

۵۔ "میری باتوں کو مروڑتے ہیں" یعنی توڑتے مروڑتے ہیں چغل خوروں نے داؤد کے

خلاف ساؤل کے دل کو کھٹا کرنے کی کوشش کی (۱ سموئیل ۲۴: ۹)

۶۔ "اکٹھے ہو کر" یعنی گھات میں جمع ہو کر۔ وہ گھات لگا کے بیٹھے ہیں۔

"دیکھتے بھالتے ہیں" جیسے شکاری اپنے شکار کی کھوج لگاتے ہیں۔ مقابلہ کرو ۱ سموئیل ۲۳: ۲۲ و ۲۳ سے جہاں ساؤل نے قعیلہ کے لوگوں کو حکم دیا کہ داؤد کی کھوج لگائیں۔

۷۔ کیا خدا ایسوں کو سزا نہ دیگا؟ کیا وہ عدالتِ الٰہی سے بچ جائینگے؟

"اُمتوں کو گرادے" یعنی ان کو سزا دے کر عاجز بنا۔ کہتے ہیں کہ ایسی دعا افراد کی طرف سے جائز نہیں لیکن جماعت کی طرف سے جائز ہو سکتی ہے۔

۸۔ "حساب رکھتا ہے" یعنی تو میری آوارگی کے دنوں اور واردات کو گنتا ہے (ایوب ۳۱: ۴ و متی ۱۰: ۳۰)

"اپنی مشکیزہ میں" تشبیہی بیان ہے۔ خدا اس کے آنسوؤں کو قیمتی مے کی طرح اپنی مشک میں محفوظ رکھتا ہے۔

"تیری کتاب میں" خدا کی یادگاری کی کتاب کے لئے دیکھو ملاکی ۳: ۱۶ نیز مقابلہ کرو خروج ۳۲: ۳۲ و زبور ۶۹: ۲۸ و ۱۳۹: ۱۶ سے۔

۹۔ یہ مزمور نویس کا ایمان تھا اس لئے اُسے یقین تھا کہ خدا اس کے دشمنوں کو شکست دیگا۔

۱۰۔ "کلام" یعنی خدا کے وعدے کا قول۔ قول کے ساتھ شاید ضمیر کا لفظ بھی ہو جیسا آیت ۴ میں پایا جاتا ہے۔

۱۱۔ "انسان" بشر۔ گوشت۔

۱۲ و ۱۳ آیات۔ شکر گذاری۔

۱۲۔ "تیری منتیں" یعنی جو تیرے آگے مانی گئی تھیں۔ مزمور نویس اپنے فرض کو سمجھتا ہے۔

۱۳۔ ذرا تبدیلی کے ساتھ یہ آیت ۱۱۶: ۸ میں آئی ہے۔

"خدا کے سامنے" نہ صرف اس کی حضوری میں چلوں بلکہ اس کی خدمت کروں۔

"زندوں کے نور میں" یعنی زندوں کی سرزمین بمقابلہ قبر کی تاریکی کے (ایوب ۳۳: ۲۸ و ۳۰) یہ زمین خدا کی حضوری سے روشن ہے اور جہاں سے خوشی حاصل

ہوتی ہے۔

۵۷ زبور

خیال زبان اور ترکیب میں یہ مزمور ماقبل مزمور کی مانند ہے۔ ویسے ہی اعلیٰ بھروسے کا ذکر ہے اور ویسی ہی فریاد سے اس کا آغاز ہے: "مجھ پر رحم کر"۔ اور آیت ۳ میں دشمن کی نفرت ظلم کے لئے وہی لفظ استعمال ہوا ہے۔

عنوان میں یہ مزمور داؤد سے منسوب ہے جب وہ ساؤل سے بھاگ کر غار میں چھپا تھا۔ یہ امر تو واضح نہیں کہ آیا یہ غار ادولام کی غار تھی (۱ سموئیل ۲۲ باب) یا عین جدی کے بیابان کی غار جو مردہ سمندر کے مغربی ساحل پر تھی (۱ سموئیل ۲۴)۔ خود مزمور میں کوئی ایسی بات نہیں جو یہ ثابت کرے کہ داؤد اس کا مصنف نہیں تھا۔ کیونکہ اٹھ نے والی قوم کی دعا کے لئے یہ موزوں ہے۔

اس مزمور کے دو حصے ہیں۔ اور ہر ایک حصہ کے آخر میں وہی مصرع آتا ہے۔ خدا کے آگے فریاد کہ وہ اپنی عالمگیر حکومت کو ثابت کرے۔

اوّل۔ حفاظت کے لئے دعا اور خطرہ کے وقت الٰہی مدد کی امید (۱-۵)۔

دوم۔ خدا کے احسان کے لئے اس کی شکرگذاری اور یہ امید کہ خدا دشمنوں کی بدکاری کو انہی پر الٹ دیگا (۶-۱۱)

عید قیامت کے خاص مزامیر میں سے ایک یہ ہے۔ مقابلہ کرو ۱-کرنتھیوں ۱۵: ۲۴-۲۸ سے۔ آیات ۷-۱۱ تک زبور ۱۰۸ کے پہلے حصے میں آتی ہیں۔ اور آیت ۱۰ لفظی طور پر زبور ۳۶: ۵ میں ہے۔ عنوان میں جس راگ "ال تشخیت" کا ذکر ہے وہ راگ مابعد دو مزامیر اور زبور ۷۵ کا راگ بھی ہے۔ اس لفظ کے معنی ہیں "برباد نہ کرو"۔ یہ نام شاید یسعیاہ ۶۵: ۸ سے لیا گیا جہاں انگور کے گچھوں کے بارے میں لکھا ہے "برباد نہ کرو"۔

زبور ۵۷ ۔ میرمغنی کے لئے التشخیت کے طرز پر داؤد کا مزمور۔ مکتام اس وقت کا جب وہ مغارہ میں ساؤل سے بھاگا۔

(۱) مجھ پر رحم کر اے خدا۔ مجھ پر رحم کر کیونکہ میری جان تیری پناہ لیتی ہے۔ میں تیرے پروں کے سایہ میں پناہ لونگا جب تک یہ آفتیں گذر نہ جائیں۔ (۲) میں خدا

تعالیٰ سے فریاد کرونگا۔ خدا سے جو میرے لئے سب کچھ کرتا ہے۔ (۳) وہ میری نجات کے لئے آسمان سے بھیجیگا۔ جب وہ جو مجھے نگلنا چاہتا ہے ملامت کرتا ہو۔ (سلاہ) خدا اپنی شفقت اور سچائی کو بھیجیگا۔ (۴) میری جان ببروں کے درمیان ہے۔ میں آتش مزاج لوگوں میں پڑا ہوں یعنی ایسے لوگوں میں جن کے دانت برچھیاں اور تیر ہیں جن کی زبان تیز تلوار ہے۔ (۵) اے خدا۔ تو آسمان پر سرفراز ہو تیرا جلال ساری زمین پر ہو۔ (۶) انہوں نے میرے پاؤں کے لئے جال لگایا ہے۔ میری جان عاجز آگئی۔ انہوں نے میرے آگے گڑھا کھودا۔ وہ خود اس میں گر پڑے (سلاہ) (۷) میرا دل قائم ہے۔ اے خدا میرا دل قائم ہے۔ میں گاؤنگا بلکہ میں مدح سرائی کرونگا۔ (۸) اے میری شوکت۔ بیدار ہو۔ اے بربط اور ستار جاگو۔ میں خود صبح سویرے جاگ اٹھونگا۔ (۹) اے خداوند میں لوگوں میں تیرا شکر کرونگا۔ میں امتوں میں تیری مدح سرائی کرونگا۔ (۱۰) کیونکہ میری شفقت آسمان کے اور تیری سچائی افلاک کے برابر بلند ہے۔ (۱۱) اے خدا۔ تو آسمانوں پر سرفراز ہو۔ تیرا جلال ساری زمین پر ہو۔

۱۔ "**مجھ پر رحم کر**"۔ مقابلہ کرو ۵۶: ۱ سے۔

مزمور نویس نے اپنے تئیں یہواہ کی حفاظت میں دے دیا۔

"**پروں کے سایہ تلے**"۔ جیسے مادہ پرند اپنے بچوں کو اپنے پروں کے نیچے چھپا لیتی ہے جب کوئی خطرہ نظر آتا ہے تو وہ بچے بھاگ کر پروں کے نیچے جا چھپتے ہیں۔ (۶۳: ۷ و ۹۱: ۴ و روت ۲: ۱۲ و متی ۲۳: ۳۷)

"**آفتیں**"۔ ۵۲: ۲ میں یہی لفظ تھا جس کا ترجمہ "فساد" ہوا اور ۵۵: ۱۱ میں "شرارت"۔

۲۔ "**خدا تعالیٰ**" (الوہیم علیون) یہ نام ۷۸: ۵۶ میں بھی آیا ہے۔ یا یہواہ علیون ۷: ۱۷ میں۔ ایل علیون ۷۸: ۳۵ میں پہلے مزمور نویس نے خدا سے خدا تعالیٰ کی حیثیت میں فریاد کی جس سے مراد ہے کہ وہ مدد دینے کی طاقت رکھتا ہے۔ پھر اس کے ایل ہونے کی حیثیت سے "جو میرے سارے کام انجام دیتا ہے"۔

۳۔ "**آسمان سے**"۔ مقابلہ کرو ۲۰: ۲ و ۱۸: ۱۶ سے۔

"**شفقت اور سچائی**"۔ گویا خدمت گذار فرشتے ہیں جو نجات کے وارثوں کی خاطر بھیجے جاتے ہیں

خدا کے ساتھ عہد کی بنیاد رحمت پر ہے اور وفاداری خدا کی ذات کی صفت ہے۔

۴۔ بیان مشکل ہے۔ غالباً عبارت میں کچھ نقص آگیا ہے۔ یہ خدا پر توکل کا اظہار ہے۔

"جن کے دانت" دشمنوں کو شیروں سے تشبیہ دی گئی۔

"زبان" چغلخوری یا مکر یہ برچھی کی طرح میرے دل کو چھیدتا ہے۔

۶۔ "میری جان عاجز آگئی" بعض ترجموں میں یہ ترجمہ ہے "انہوں نے میری جان کو جھکا دیا ہے"۔ ان کو یقین ہے کہ وہ مجھے پکڑ لینگے۔ یہاں استعارے جال اور گڑھوں سے لئے گئے ہیں جو شکاری شکار پکڑنے کے لئے استعمال کرتے ہیں۔

۷۔ "میرا دل قائم ہے" مقابلہ کرو ۵۱: ۱۰ اور ۱۱۲: ۷ و کلسیوں ۱: ۲۳ سے۔

۸۔ "بیدار ہو" یہ عام محاورہ ہے کہ اٹھ کر کام کرو (قاضی ۵: ۱۲ و ۵۱: ۹ و ۵۲: ۱)

"میری شوکت" یا جو انسان کا اشرف حصہ ہے یا جو الٰہی جلال کی صورت ہے۔

"بربط اور ستار" تار دار باجے۔ اکثر ان کا اکٹھا ذکر آتا ہے (۲۔ سموئیل ۶: ۵ و ۱۔ سلاطین ۱۰: ۱۲ و یسعیاہ ۵: ۱۲)

"سویرے" نئے ترجمے کے حاشیہ میں ہے "میں پو پھٹنے کو جگا دونگا"۔ اس قسم کا خطاب کئی بار آیا ہے۔ (ایوب ۴۱: ۱۸ و زبور ۱۳۹: ۹) یعنی اپنی حمد کے گیتوں سے وہ پو پھٹنے کو جگا دیگا۔

۱۰۔ "شفقت اور سچائی" بندۂ خدا کی مخلصی کا وسیلہ ہیں۔

۱۱۔ اس مزمور کا خاتمہ کیسا موزوں ہے۔ یہ ہماری امید کا انجام ہے (۱۔ کرنتھیوں ۱۵: ۲۸ و مکاشفہ ۱۹: ۶)

۵۸ زبور

اس مزمور کے شروع میں حکام وقت کے خلاف شکایت ہے کہ وہ نہ صرف انصاف کرنے میں قاصر ہیں بلکہ خود قصوروار ہیں (۱ و ۲) بعد میں ایسے شریروں کا بیان ہے۔ (۳-۵) پھر خدا سے دعا ہے کہ وہ ان کے ظلم کی طاقت کو توڑ دے یا اُن کو بالکل تباہ کرے (۶-۹) آخر میں ایسی سزا کے دہرے نتیجہ کا بیان ہے۔ راستباز اُن کے ظلم سے چھوٹ کر خوشی مناتے ہیں اور عموماً لوگ یہ تسلیم کرتے ہیں کہ اس دُنیا میں خدا نیکی کی جزا اور بدی کی سزا دیتا

ہے (۱۰ و ۱۱)

عنوان میں یہ مزمور داؤد سے منسوب ہے اور موقعے کے بارہ میں بعضوں کے نزدیک ابی سلوم کی بغاوت کا موقع ہے۔ اس رائے کے حامی یہ سمجھتے ہیں کہ آیات ۱ اور ۲ میں ابی سلوم کے دعوی انصاف کی طرف اشارہ ہے (۲۔ سموئیل ۱۵: ۴) حالانکہ دل میں ایک گھنونے فعل کے بارے میں منصوبہ باندھ رہا تھا۔ ۶ سے ۹ آیات تک میں شاید اشارہ اُس بغاوت کے ناگہاں فرو ہونے کی طرف ہے۔ اور آیات ۱۰ و ۱۱ میں اس فتح پر داؤد کے خوشی منانے کی طرف (۲۔ سموئیل ۱۸: ۱۹)

اکثروں کا گمان یہ ہے کہ اسرائیل کی تاریخ میں کسی نامعلوم واقعہ کی طرف اشارہ ہے۔ شاہی زمانے کے نبیوں نے اکثر اسی قسم کی خرابیوں کی شکایت کی۔ مقابلہ کرو مزامیر ۱۲ و ۱۴ و ۸۲ سے۔

زبور ۵۸ - میر مغنی کے لئے التشخیت کے سُر پر داؤد کا مزمور مکتام۔

(۱) اے بزرگو! کیا تم درحقیقت راست گوئی کرتے ہو؟ اے بنی آدم! کیا تم ٹھیک عدالت کرتے ہو؟ (۲) بلکہ تم تو دل ہی دل میں شرارت کرتے ہو اور زمین پر اپنے ہاتھوں سے ظلم پیمائی کرتے ہو۔ (۳) شریر پیدائش ہی سے کجروی اختیار کرتے ہیں۔ وہ پیدا ہوتے ہی جھوٹ بول کر گمراہ ہو جاتے ہیں (۴) اُن کا زہر سانپ کا سا زہر ہے۔ وہ بہرے افعی کی مانند ہیں جو کان بند کر لیتا ہے۔ (۵) جو منتر پڑھنے والوں کی آواز ہی نہیں سنتا خواہ وہ کتنی ہی ہوشیاری سے منتر پڑھیں (۶) اے خدا۔ تو اُن کے دانت اُن کے مُنہ میں توڑ دے۔ اے خداوند۔ ببر کے بچوں کی ڈاڑھیں توڑ ڈال۔ (۷) وہ گھل کر بہتے پانی کی مانند ہو جائیں۔ جب وہ اپنے تیر چلائے تو وہ گویا کند پیکان ہوں۔ (۸) وہ ایسے ہو جائیں جیسے گھونگا جو گل کر فنا ہو جاتا ہے اور جیسے عورت کا اسقاط جس نے سورج کو دیکھا ہی نہیں (۹) اس سے پہلے کہ تمہاری ہانڈیوں کو کانٹوں کی آنچ لگے (۱۰) وہ ہرے اور جلتے دونو کو یکساں بگولے سے اُڑا لے جائیگا۔ صادق انتقام کو دیکھ کر خوش ہوگا۔ وہ شریر کے خون سے اپنے پاؤں تر کریگا۔ (۱۱) تب لوگ کہینگے یقیناً صادق کے لئے اجر ہے۔ بیشک خدا ہے جو زمین پر عدالت کرتا ہے۔

۱۔ بزرگو۔ جس لفظ کا ترجمہ "بزرگو" کیا گیا ہے۔ اس کے دوسرے معنی ہیں "خاموشی"۔ اور نئے انگریزی ترجمہ میں اس کا ترجمہ یہ ہوا "کیا تم خاموشی میں راستبازی کی باتیں

کرتے ہوئے یہ اُس زمانے کے ججوں سے خطاب ہے کہ جب ان کو بولنا چاہیئے وہ خاموش رہتے ہیں اور جب ان کو سننا چاہیئے وہ بہرے بن جاتے ہیں۔ راستبازی کی باتوں سے مراد عادلانہ فیصلہ سنانا ہے۔ عدل اور راستی خدا کی عدالت کی خصوصیت ہے (۸:۹) اور یہ خصوصیت دُنیوی ججوں میں ظاہر ہونی چاہیئے۔

انگریزی نئے ترجمہ کے حاشیہ میں یہ ترجمہ دیا گیا ہے "جو راستبازی تمہیں بولنی چاہیئے کیا وہ گونگی ہے؟"

ایک تیسرا ترجمہ پیش کیا جاتا ہے "کیا فی الحقیقت تم مدت سے خاموش عدالت کا اظہار کرو گے؟" اس ترجمہ کے حامی اس میں ابی سلوم کی طرف اشارہ پاتے ہیں جس نے دعویٰ کیا تھا کہ وہ مناسب طور سے لوگوں کا انصاف کریگا حالانکہ دل میں اپنے باپ سے بغاوت کرنے کے منصوبے باندھ رہا تھا (۲۔سموئیل ۱۵: ۲-۶)

بعض علما کا یہ خیال ہے کہ جس عبرانی لفظ کا ترجمہ خاموشی کیا گیا ہے وہ "ای لم" نہیں بلکہ "ای لیم" ہے جس کے معنی الاہوں۔ خداؤں یا زبردستوں ہے۔ اگر یہ معنی لئے جائیں تو اس آیت کا یہ ترجمہ ہوگا "اے خداؤندے الاہو۔ الوہیم کیا تم راستبازی برتتے ہو؟ کیا تم بنی آدم کی عدالت راستی سے کرتے ہو؟" قاضیوں یا منصفوں کے بارہ میں ایلیم یا الاہوں کا لفظ زبور ۸۲: ۱ و ۶ میں آیا ہے کیونکہ وہ گویا خدا کے خلیفے تھے اور یہاں طنزاً یہ الفاظ ان کے لئے استعمال ہوا۔

۲- "ظلم پیمائی" یہ لفظ عدل کے لئے آتا ہے۔ یہاں طنزاً استعمال ہوا۔

۳- "کجروی" یا خدا سے اور اس کی شریعت سے روگردانی (افسیوں ۴: ۱۸ و کلسیوں ۱: ۲۱) نیز دیکھو پیدایش ۸: ۲۱۔

۴ و ۵ - وہ نہ صرف سانپوں کی طرح زہریلے ہیں بلکہ ان کو کوئی قابو میں نہیں کر سکتا جیسے بہرے ناگ کو۔ عرب لوگ "بہرے ناگ" کا اطلاق ان سانپوں سے کرتے ہیں جو مداری کے منتر کا جواب اپنی شوں شاں کی آواز سے دیتے ہیں۔ سانپ کے مداریوں کا ذکر واعظ ۱۰: ۱۱ و یرمیاہ ۸: ۱۷ اور یشوع بن سیرخ کی کتاب کے ۱۲: ۱۳ میں آیا ہے۔ ایشیا اور افریقہ میں اب تک ایسے مداری پائے جاتے ہیں۔ تجربہ سے یہ ثابت ہو گیا ہے کہ بعض لوگ طبعاً بدی کی طرف مائل اور نیکی کے دشمن ہوتے ہیں۔ لیکن خدا کے کلام نے کسی کو بھی رحمت کے دائرہ

سے خارج نہیں کیا۔ البتہ یہ انسان کے اختیار میں ہے کہ خدا کے فضل کی تاثیر کو رد کردے (متی ۱۲: ۳۱)

۶- اب سانپ کے استعارے کو چھوڑ کر شیر کی تشبیہ کو لیا جو اپنی تندخوئی کے باعث مشہور ہے۔ ان کے خلاف بد دعا ہے کہ ظلم کرنے کی طاقت اُن سے چھینی جائے۔

۷- "بہتے پانی کی مانند" جیسے پہاڑی ندی نالے برسات میں بڑے جوش و خروش سے چڑھتے ہیں لیکن ذرا سی دیر میں ہنڈیا کے اُبال کی طرح نیچے بیٹھ جاتے ہیں۔

"کند پیکاں" یعنی نقصان پہنچانے کی طاقت کو۔

۸- شریروں کی ہلاکت کی دو دیگر تشبیہیں استعمال ہوئی ہیں۔ اوّل گھونگے کی مثال۔ دوم عورت کے اسقاط کی۔ گھونگے کے لئے عبرانی لفظ شبلول آیا ہے جس کے ترجمہ میں مترجموں کو کئی مشکلیں پیش آئیں۔ ستروں کے ترجمہ میں جس یونانی لفظ سے اس کا ترجمہ ہوا اسکے معنی موم کے ہیں۔ اور لفظ پگھلنے سے انہوں نے یہی خیال کیا کہ اس لفظ کے معنی موم کے ہونگے جو پگھل جاتا ہے۔ جیروم صاحب نے اس کا ترجمہ جس لاطینی لفظ سے کیا اس کے معنی کیڑا ہیں۔ لیکن عبرانی مفسر گھونگا مراد لیتے ہیں جو فلسطین میں بکثرت پائے جاتے ہیں۔

دوسری تشبیہ کا مقابلہ کرو ایوب ۳: ۱۶ اور واعظ ۶: ۳-۵ تک سے۔

۹- اس آیت کے عام معنی تو واضح ہیں البتہ دوسرا مصرع موہوم سا ہے۔ پہلے مصرع کے تو یہ معنی ہیں "پیشتر اس سے کہ تمہاری ہانڈیوں میں کانٹوں سے سینک لگے (شاید یہ کوئی ضرب المثل ہوگی) وہ ان کو آندھی کے ساتھ اڑا لے جائیگا یعنی وہ بہت جلد برباد ہو جائینگے۔ صحرا میں جو لوگ سفر کرتے ہیں ان کے تجربے سے یہ خیال لیا گیا ہے۔ یہ مسافر سوکھے کانٹوں یا جھاڑیوں کو جمع کر کے آگ جلاتے ہیں اور اپنی ہنڈیا اُس پر چڑھاتے ہیں۔ ناگہاں آندھی کا طوفان آجاتا ہے اور ان کی ہنڈیا پکنے نہیں پاتی اس آگ سے مراد بدکاروں کا حسد ہے اور یہ ہنڈیا ان کے منصوبوں کی ہنڈیا ہے۔

۱۰- دینداروں کی اخلاقی فتح کے لئے دیکھو ۵: ۱۱ کی شرح۔ خدا کے انتقام کو دیکھ کر راستباز خوش ہوتے ہیں کیونکہ جو کوششیں ان کی اصلاح میں کی گئیں اُن سب

کو اُنھوں نے رد کر دیا۔ خدا کا یہ فرمان ہے "انتقام لینا میرا کام ہے"۔ (استثنا ۳۲: ۳۵ و ناحوم ۱: ۲)

"اپنے پاؤں تر کریگا"۔ ان جنگ کے زمانوں میں یہ رواج تھا اور آج کل بھی ہندوستان میں یہ محاورہ استعمال ہوتا ہے مثلاً "دشمن کا خون پینا۔ کسی کے خون میں نہانا وغیرہ۔
(زبور ۶۸: ۲۳ و ایوب ۲۹: ۶)

۱۱- لوگ۔ عوام جو نہ راستباز ہیں نہ شریر بلکہ تماشا دیکھنے والے۔

"اجر" یا پھل۔ یعنی صبر و استقلال سے نیکی کرتے رہنے کا پھل مناسب وقت پر ملتا ہے۔ (گلتیوں ۶: ۹)

"زمین پر انصاف کرتا ہے"۔ بعض قدیم ترجموں میں ہے "جو ان کا انصاف کرتا ہے" یعنی راستبازوں کا (۲۳: ۱۴) خدا کی عدالت کے آخری اظہار کے لئے (۷: ۱۱ و ۹: ۷ و ۹ و ۱۱: ۴ و لوقا ۱۸: ۷)

---

۵۹ زبور

دشمنوں سے مخلصی پانے کے لئے دعا۔

اس کے دو حصے ہیں ۱-۹ و ۱۰-۱۷ اور ہر حصے کے آخر میں ایک ہی شعر دہرایا گیا ہے۔ جس واقعہ کا ذکر عنوان میں ہے اس کے لئے دیکھو ۱ سموئیل ۱۹: ۱۱ سے لیکر۔ لیکن آیات ۵ و ۸ سے معلوم ہوتا ہے کہ دشمن کوئی اجنبی شخص ہے اور ۱۱ آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ بادشاہ یا صاحب اختیار ہے۔

ایک دوسرے صاحب ایوالڈ نامی کی رائے ہے کہ یہ زبور یوسیاہ کی تصنیف ہے جب سکوتیوں نے اس پر حملہ کیا۔ بعضوں نے اسے نحمیاہ سے منسوب کیا (نحمیاہ ۴: ۱ و ۷ و ۶: ۱ وغیرہ)

لیکن یہ دونوں رائیں تسلی بخش نہیں۔

زبور ۵۹- میر مغنی کے لئے۔ التشحیت کے سُر پر داؤد کا مزمور۔ مکتام۔ اُس وقت کا جب ساؤل نے لوگ بھیجے اور انہوں نے اُس کے گھر پر پہرا لگا دیا تاکہ اُسے مار ڈالیں۔

(۱) اے میرے خدا مجھے میرے دشمنوں سے چھڑا۔ مجھے میرے خلاف

اُٹھنے والوں پر سرفراز کر۔ (۲) مجھے بدکرداروں سے چھڑا۔ اور خونخوار آدمیوں سے مجھے بچا۔ (۳) کیونکہ دیکھ۔ وہ میری جان کی گھات میں ہیں۔ اے خداوند میری خطا یا میرے گناہ کے بغیر زبردست لوگ میرے خلاف اکٹھے ہوتے ہیں (۴) وہ مجھ بے قصور پر دوڑ دوڑ کر تیار ہوتے ہیں۔ میری کمک کے لئے جاگ اور دیکھ۔ (۵) اے خداوند لشکروں کے خدا۔ اسرائیل کے خدا۔ سب قوموں کے محاسبہ کے لئے اُٹھ۔ کسی دغاباز خطاکار پر رحم نہ کر (سلاہ) (۶) وہ شام کو لوٹتے اور کتے کی طرح بھونکتے ہیں اور شہر کے گرد پھرتے ہیں۔ (۷) دیکھ وہ اپنے منہ سے ڈکارتے ہیں۔ اُن کے لبوں کے اندر تلواریں ہیں کیونکہ وہ کہتے ہیں کون سنتا ہے؟ (۸) پر اے خداوند تو اُن پر ہنسیگا۔ تو تمام قوموں کو ٹھٹھوں میں اڑائیگا۔ (۹) اے میری قوت مجھے تیری ہی آس ہوگی کیونکہ خدا میرا اونچا برج ہے۔ (۱۰) میرا خدا اپنی شفقت سے میرا پیشرو ہوگا۔ خدا مجھے میرے دشمنوں کی پستی دکھائیگا۔ (۱۱) اُن کو قتل نہ کر مبادا میرے لوگ بھول جائیں۔ اے خداوند اے ہماری سپر۔ اپنی قدرت سے ان کو پراگندہ کر کے پست کر دے۔ (۱۲) وہ اپنے منہ کے گناہ اور اپنے ہونٹوں کی باتوں اور اپنی لعن طعن اور جھوٹ بولنے کے باعث اپنے غرور میں پکڑے جائیں (۱۳) قہر میں انکو فنا کر دے۔ فنا کر دے تاکہ وہ نابود ہو جائیں اور وہ زمین کی انتہا تک جان لیں کہ خدا یعقوب پر حکمران ہے (سلاہ) (۱۴) پھر شام کو وہ لوٹیں اور کتے کی طرح بھونکیں اور شہر کے گرد پھریں۔ (۱۵) وہ کھانے کی تلاش میں مارے مارے پھریں۔ اور اگر آسودہ نہ ہوں تو ساری رات ٹھہرے رہیں۔ (۱۶) لیکن میں تیری قدرت کا گیت گاؤنگا بلکہ صبح کو بلند آواز سے تیری شفقت کا گیت گاؤنگا۔ کیونکہ تو میرا اونچا برج ہے۔ اور میری مصیبت کے دن میری پناہ گاہ (۱۷) اے میری قوت۔ میں تیری مدح سرائی کرونگا کیونکہ خدا میرا شفیق خدا میرا اونچا برج ہے۔

۱- "مجھے چھڑا" دیکھو ۷: ۱ بار بار یہ لفظ آیا ہے۔

"مجھے بچا" یا بلندی پر بٹھا۔ (۲۰: ۱ و ۹۱: ۱۴) جس لفظ کا ترجمہ اونچا برج کیا گیا وہ اس

سے مشتق ہے اور اونچا برج خدا کے لئے مستعمل ہوا۔ زبور ۹:۹ و ۱۴:۹ و ۱۸:۲ و ۴۶:۷ و ۱۱

۲۔ "خونخوار" (۵:۶ و ۵۵:۲۳ و امثال ۲۹:۱۰)

۳۔ "جان کی گھات" پوشیدہ منصوبے (امثال ۱:۱۱ و میکاہ ۷:۲) جو وہ میرے باندھے جاتے تھے۔ اب برملا حملہ کی تیاریاں ہیں (۵۴:۳ و ۵۶:۶)

۴۔ "بے قصور" یعنی میں نے خدا کے خلاف قصور نہیں کیا۔ پھر یہ سزا کیوں آئی ہے (زبور ۲۷:۱۹) یا میں نے اپنے دشمنوں کا کچھ قصور نہیں کیا۔ ان کی دشمنی بلا وجہ ہے (۱۔سموئیل ۲۰:۱ و ۲۴:۱۱)

۵۔ "لشکروں کے خدا" یعنی قادر خدا (۴۶:۷ کی شرح)

"اسرائیل کے خدا" اس لئے مدد کرنا اس کا فرض ہے۔

"قوموں" یعنی غیر اقوام۔ اس لئے ساؤل اور اس کے لشکر کی نسبت کیسے یہ لفظ استعمال ہو سکتا ہے؟

۶۔ مزمور نویس اپنے دشمنوں کو وحشیوں کے جھنڈ سے تشبیہ دیتا ہے اور بھوکے کتوں سے۔ (۲۲:۱۶) جو بازاروں اور گلیوں میں گھومتے پھرتے ہیں

۷۔ ۶ آیت کی تشبیہ چھوڑ دی گئی۔ لعنت اور جھوٹ کا طوفان ان کے منہ سے صادر ہوتا ہے (امثال ۱۵:۲ و ۲۸) وہ اُسے موت کی دھمکی دیتے ہیں۔

۹۔ "اے میری قوت" دشمن تو طاقتور ہیں لیکن مزمور نویس کی طاقت خدا ہے۔ وہ تو اس کے گھر پر پہرہ لگاتے ہیں لیکن میں خدا کی طرف تاکتا رہونگا۔

۱۰۔ "پستی دکھائیگا" جو ہوا یہ تعبیر ہے اس پر بیشتر کا جو کتبہ ہے اُس میں بھی جلوہ پایا جاتا ہے کہ اس نے یہ اونچی جگہ گوشہ کے لئے بنائی کیونکہ اُس نے "مجھے ان پر بامراد نظر ڈالنے دی جو مجھ سے عداوت رکھتے تھے"

۱۱۔ "قتل نہ کر" تاکہ وہ زندہ مثال بنے رہیں جیسے یہودی آج تک ہیں۔

"ہماری سپر" (۳:۳ و پیدایش ۱۵:۱ و استثنا ۳۳:۲۵ و زبور ۱۸:۲)

۱۳۔ "جان لیں" ساری دُنیا جان لے (۱۔سموئیل ۱۷:۴۶)

۱۴۔۱۷ میں مزمور نویس نے اپنے ستانے والوں کے جوش و خروش کا مقابلہ خدا پر اپنے

توکل کے اطمینان سے کیا ہے۔

۱۴۔ آیت ۶ کا تکرار۔ میرے مخالفوں کا تو یہ حال ہے لیکن میں خدا کی تعریف کے گیت گاؤنگا۔

۱۶ و ۱۷۔ آخری مصرع آیت ۹ سے قدرے متفرق ہے۔

۶۰ زبور

اس مزمور کے عنوان کے مطابق اس کا اشارہ داؤد کی لڑائیوں کی طرف ہے "جب اُس نے نہرائیم اور ارام ضوبہ سے جنگ کیا اور موآب نے پھر کے وادی شور میں بارہ ہزار ادومیوں کو مارا۔" داؤد کا ادوم کو فتح کرنا ۲۔سموئیل ۸:۱۳ میں مذکور ہے۔ جب داؤد شمال کی طرف ارامیوں سے جنگ میں مصروف تھا تو ادومیوں نے موقع پا کر جنوبی یہودیہ پر حملہ کر دیا۔ اس لئے داؤد نے فوراً ایک فوج الگ کر کے ادوم کے مقابلہ کے لئے روانہ کی جس نے ادومیوں کو وادی شور میں شکست دے کر ہزاروں کو قتل کیا۔ یہ وادی بحر مُردار کے جنوب کی طرف تھی اور یہوداہ اور ادوم کے درمیان قدیم سرحد تھی جہاں امصیاہ نے بھی ادوم پر فتح پائی۔ (۲۔سلاطین ۱۴:۷) ۱۔سلاطین ۱۱:۱۵ و ۱۶ سے ظاہر ہے کہ یہ جنگ بڑی بے رحمی کے ساتھ ہوا۔ اس فتح سے داؤد کی شہرت پھیل گئی۔

جس وقت داؤد کو خبر ملی کہ ادوم نے اُس کے ملک پر حملہ کیا اور داؤد نے ابیشے کے ماتحت فوج بھیجی اس وقت کے قریب یہ مزمور لکھا گیا۔

ادوم پر یہ فتح ۲۔سموئیل ۸ باب میں داؤد سے منسوب ہے اور ۱۔تواریخ ۱۸:۱۲ میں ابیشے سے۔ اور اس زبور کے عنوان میں یوآب سے۔ اس اختلاف کی یہ وجہ ہو سکتی ہے کہ داؤد بادشاہ تھا اور جنگ کی تجویز اس نے ٹھہرائی۔ یوآب سرلشکر تھا اور شاید اس نے اپنے بھائی ابیشے کے ماتحت ہراول کو روانہ کیا۔ البتہ اس عنوان میں بارہ ہزار کا ذکر ہے لیکن ۲۔سموئیل اور ۱۔تواریخ میں ۱۸ ہزار کا ذکر ہے اس لئے یہاں سہو کاتب ہوگا۔

ارام نہرائیم یا ارام (مسوپتامیہ) غالباً مسوپتامیہ نہ تھا بلکہ دریائے فرات اور دریائے خابور کا درمیانی علاقہ یعنی ان دریاؤں کے قرب و جوار کا علاقہ۔ اس کا ذکر ۲۔سموئیل ۸ باب میں نہیں۔ البتہ ۲۔سموئیل ۱۰:۱۶ میں ذکر ہے کہ ہددعزر ان ارامیوں یا سوبہ کے لوگوں کو میدان جنگ میں لایا جو دریائے فرات کے پار رہتے تھے اور ۱۔تواریخ ۱۹:۶

میں ارام نہرائیم کا ذکر ضوبہ کے ساتھ آیا ہے اور ضوبہ کی ٹھیک جگہ اب تک معلوم نہیں۔ غالباً دمشق کے شمال مشرق اور حمات کے جنوب کی طرف دریائے اورنتس اور فرات کے درمیان واقع ہوگی۔

اس زبور کی راگ سوسن ادوت کی راگ پر تھی یعنی شہادت کی سوسن۔ اس عنوان کا مقابلہ مزمور ۴۵ کے عنوان سے کرو۔ اور نیز دیکھو مزمور ۶۹ و ۸۰ کے مزامیر کے عنوان۔ یہ مزمور تعلیم کی غرض سے بنایا گیا جیسے ساؤل اور یونا تن کی وفات کا مرثیہ بنایا گیا تاکہ لوگ اُسے ورد زبان کریں۔ (استثنا ۳۱: ۲۲)

۵-۱۲ آیات زبور ۱۰۸ کے دوسرے حصے میں بھی آتی ہیں۔

یہ زبور تین حصوں میں تقسیم ہو سکتا ہے:-

ا- داؤد خدا کے سامنے فریاد کرتا ہے کہ اس نے اپنی امت کو مصیبت اور شکست میں چھوڑ دیا۔ (۱-۴)

ب- وہ خدا کو یاد دلاتا ہے کہ اُس نے وعدہ کیا تھا کہ وہ اس زمین کو اپنی امت کے درمیان تقسیم کر دیگا اور قرب و جوار کی قوموں کو ان کا مطیع بنائیگا۔ (۵-۸)

ج- گو خدا نے اُس وقت اپنی امت کو چھوڑ دیا لیکن وہی ان کی مدد کر سکتا ہے اور اسی کی طرف داؤد فتح کے لئے توجہ کرتا ہے (۹-۱۲)

زبور ۶۰- میر مغنی کے لئے تعلیم کے لئے داؤد کا مکتام بسوسن عدوت کے سُر پر اس وقت کا جب وہ ارام نہرائیم اور ارام ضوبہ سے لڑا اور یوآب نے لوٹ کر وادی شور میں بارہ ہزار ادومیوں کو مارا۔

(۱) اے خدا تو نے ہمیں رد کیا۔ تو نے ہمیں شکستہ حال کر دیا تو ناراض رہا ہے ہمیں پھر بحال کر۔ (۲) تو نے زمین کو لرزا دیا۔ تو نے اُسے پھاڑ ڈالا ہے۔ اُس کے رخنے بند کر دے کیونکہ وہ لرزاں ہے۔ (۳) تو نے اپنے لوگوں کو سختیاں دکھائیں۔ تو نے ہم کو لڑکھڑا دینے والی مے پلائی۔ (۴) جو تجھ سے ڈرتے ہیں تو نے اُن کو ایک جھنڈا دیا ہے تاکہ وہ حق کی خاطر بلند کیا جائے (سلاہ) (۵) اپنے دہنے ہاتھ سے بچا اور ہمیں جواب دے تاکہ تیرے محبوب بچائے جائیں۔ (۶) خدا نے اپنی قدوسیت میں فرمایا ہے میں خوشی کرونگا

میں سکم کو تقسیم کرونگا اور سکات کی وادی کو بانٹونگا۔ (۷) جلعاد میرا ہے۔ منسی بھی میرا ہے۔ افرائیم میرے سر کا خود ہے۔ یہوداہ میرا عصا ہے (۸) موآب میری چلمچی ہے۔ ادوم پر میں جوتا پھینکونگا۔ اے فلستین میرے سبب سے للکار۔ (۹) مجھے اس محکم شہر میں کون پہنچائیگا؟ کون مجھے ادوم تک لے گیا ہے؟ (۱۰) اے خدا۔ کیا تو نے ہمیں رد نہیں کر دیا؟ اے خدا! تو ہمارے لشکروں کے ساتھ نہیں جاتا۔ مخالف کے مقابلہ میں ہماری کمک کر کیونکہ انسانی مدد عبث ہے۔ (۱۲) خدا کی مدد سے ہم بہادری کرینگے کیونکہ وہی ہمارے مخالفوں کو پامال کریگا۔

۱- "رد کیا" (۴۴: ۹ و ۲۳ و ۷۷: ۷)۔ "شکستہ حال" شکست کے لئے (۲-سموئیل ۵: ۲۰) یا کسی بڑی مصیبت کے لئے (قاضی ۲۱: ۱۵) یہ تشبیہ دیوار یا عمارت کے گرنے سے لی گئی (۲-سلاطین ۱۴: ۱۳ و یسعیاہ ۵: ۵)

"ناراض رہا" موآبی پتھر پر میشع بادشاہ کا جو کتبہ ہے اُس میں لکھا ہے کہ عمری شاہ اسرائیل نے بہت دنوں تک موآب کو ستایا کیونکہ "کموش اپنی سرزمین سے ناراض تھا"۔

۲- اس مصیبت کو بھونچال سے تشبیہ دی گئی اور بھونچال اکثر بڑی مصیبت کے اور خدا کی طرف سے سزا کے لئے آتا ہے (۱۸: ۷ و ۴۶: ۳ و ۶ و ۲۴: ۱۸)

"پھاڑ ڈالا" جیسے بھونچال سے زمین پھٹ جاتی ہے۔ یا عمارتوں میں دراڑے آجاتے ہیں۔ (۲۲: ۳ و یسعیاہ ۳۰: ۱۳) اور شفا دینے سے مرمت مراد ہے (یرمیاہ ۱۹: ۱۱)

۳- "لڑکھڑا دینے والی مے" خدا کی عدالتوں کے لئے خدا کے غضب کا پیالہ عام تشبیہ ہے یہ پیالہ عموماً اسرائیل کے دشمنوں کو پلایا جاتا ہے (۷۵: ۸ و یرمیاہ ۲۵: ۱۵) اور کبھی کبھی خود اسرائیل کو (یسعیاہ ۵۱: ۱۷ و ۲۱)

۴- موجودہ ترجمہ کے مطابق یہ آیت آیندہ دعا کا گویا دیباچہ ہے۔ اسرائیل نے گویا خدا کی حمایت کا ذمہ لیا ہے اس لئے خدا کو چاہئے کہ اس کی مدد کرے۔ ستروں کے ترجمے میں ہے "تاکہ وہ کمان کے سامنے سے بھاگ نکلیں" "ڈرنے والوں" سے اسرائیل مراد ہے۔ وہ خدا سے وفادار رہے۔ اُس نے انہیں ایک

جھنڈا دیا تاکہ وہ جمع ہو کر خدا کے لئے جنگ کریں تاکہ وہ دشمنوں کے تیروں کے آگے بھاگ نکلیں (استثنا ۱:۲۷) ایک طرح کا طعنہ ہے۔

۵-۸- مخلصی و فتح کے لئے دعا۔

۵- "محبوب" قوم اسرائیل۔ مقابلہ کرو استثنا ۳۳:۱۲ اور یرمیاہ ۱۱:۱۵ سے۔

"بچا" یعنی فتح دے۔

"جواب دے" یعنی فریاد کا جواب دے۔

"قدوسیت میں فرمایا" یعنی وعدہ کیا یا قسم کھائی خدا کی قدوسیت میں اس کی عین ذات داخل ہے اور وعدہ کا توڑنا اس کی ذات کے خلاف ہے (گنتی ۲۳:۱۹ و ططس ۱:۲) یعنی خود خدا نے (عاموس ۶:۸ و عبرانی ۶:۱۳ و ۱۷)

"میں خوشی کرونگا" یہاں متکلم کون ہے؟ قوم یا خدا۔ غالباً خدا۔

زمین کی تقسیم۔ مقابلہ کرو یشوع کے وقت زمین کی تقسیم سے (یشوع ۱۸:۱۰) پر یہ تو ہم نہیں کہہ سکتے کہ اس وقت ساری سرزمین غیر قوموں کے قبضے میں تھی۔ اس عہد کے ساتھ مقابلہ کرو ۲-سموئیل ۷:۹ کا۔

"سکم" خاص بڑا شہر یردن کے مغربی علاقہ کے لئے۔ سکات کی وادی میں (یشوع ۱۳:۲۷) کہی دریائے یابک کے جنوب کی طرف - فنی ایل اور یردن کے مابین - یردن کے مشرق کی طرف کا علاقہ۔ ان دو جگہوں کا تعلق یعقوب کی تاریخ سے ہے۔ اس نے کنعان کو واپس آتے پر پہلے سکات میں مقام کیا اور پھر سکم میں (پیدایش ۳۳:۱۷ و ۱۸) خدا اپنا وعدہ جو یعقوب سے کیا تھا پورا کریگا۔

۷- "جلعاد اور منسی" بسن کا علاقہ ہے جہاں منسی کا آدھا فرقہ آباد ہوا۔ اور یہ یردن کے مشرق کا علاقہ ہے اور وہاں اڑھائی فرقے آباد ہوئے۔ افرائیم اور یہوداہ ان فرقوں کے گویا نمایندے ہیں جو یردن کے مغرب کی طرف آباد ہوئے۔ خدا ان سب کو اپنا کہتا ہے اس لئے خدا کی حفاظت حاصل کرنے کا حق سبھوں کو ہے۔

افرائیم سب سے طاقتور فرقہ اور قوم کا حامی تھا اس لئے اس کو جنگی سپاہی کے خود سے تشبیہ دی گئی۔ یہوداہ وہ فرقہ تھا جس سے داؤد کے خاندان کی سلطنت منسوب تھی اس لئے وہ شاہی عصا کہلاتا ہے (پیدایش ۴۹:۱۰) یا جہاں سے "وہ

عصا نکلیگا"

۸- قرب و جوار کی قومیں مطیع کی جائینگی اور ذلت حاصل کرینگی۔ موآب غرور کے باعث بدنام تھا (یسعیاہ ۱۶:۶) اس کو پاؤں دھونے کے لگن سے تشبیہ دی گئی جو ادنیٰ نوکروں کا کام ہے۔

"ادوم پر میں جوتا ..." یہ ایسا غلام جس کی طرف جوتا پھینکا جاتا ہے تاکہ وہ جا کر صاف کرے۔ مغرور ادوم کو یہ ادنی خدمت سونپی گئی (متی ۳:۱۱) دوسرے معنی یہ ہیں کہ میں ادوم پر قبضہ کرونگا۔

"اے فلستین" یعنی میری فتح کو خوشی سے قبول کر۔ یہ ترجمہ بھی ہو سکتا ہے کہ میں فلستیہ پر شادیانہ بجاؤنگا یعنی اس پر فتح حاصل کرونگا۔

۹- "محکم شہر" غالباً سیلا یا پطرا جو ادوم کا دارالخلافہ تھا اور ناقابل فتح ہونے کے لئے مشہور تھا (عبدیاہ ۳)۔

"کون پہنچائیگا؟" ان مشکلات کو کون حل کریگا؟

۱۰- "ستروں میں ہے" کیا تو اے خداوند یہ نہ کریگا؟

۱۱- "خبث ہے" آدمی سے فتح کی امید رکھنا دھوکا ہے (۴۴:۶ و ۷ و ۱-سموئیل ۱۷:۴۷ و یرمیاہ ۱۷:۵)

۱۲- "پامال کریگا" (۴۴:۵ و ۱۸:۴۲)

۶۱ زبور

اس مزمور کا مصنف یروشلم سے دور ہے۔ گو اس کی بعض دعائیں قبول ہوئیں اور اسے توکل ہے کہ وہ واپس جائیگا تو بھی اس کی حالت تشویشناک ہے۔ مصنف یا تو بادشاہ ہے یا اس کا کوئی رفیق جو بادشاہ کا بڑا خیرخواہ ہے۔ بادی النظر میں ۶ و ۷ آیات دوسری جگہ کی معلوم ہوتی ہیں لیکن چونکہ ان آیات میں بادشاہ کے عہد پر زور ہے نہ اس کی شخصیت پر اس لئے بادشاہ کا صیغہ غائب میں متکلم ہونا غیر مناسب نہیں۔

الغرض یہ مزمور شاہی زمانہ کی تصنیف ہے یعنی جب اسرائیل کا ایک بادشاہ ہوا کرتا تھا اگرچہ مکابی زمانہ میں بھی ارستوبولس اول نے (۱۰۵ ق م) بادشاہ کا لقب اختیار

کیا لیکن اُس خاندان کے بادشاہوں کے زمانہ سے اِس زبور کو منسوب نہیں کر سکتے اگر حضرت داؤد اس زبور کا مصنف مانا جائے تو اس میں اُس زمانہ کی طرف اشارہ ہوگا جب وہ مناہیم میں ابی سلوم کی بغاوت کے بعد اور یروشلم میں بلائے جانے سے پیشتر مقیم تھا۔

خدا کے مسکن کی طرف واپس جانے کی امید (آیت ۴) اس کے دل میں تھی (۲-سموئیل ۱۵:۲۵) آیت ۳ میں غالباً اُن موقعوں کی طرف اشارہ ہوگا جب وہ بال بال بچ گیا۔ آیات ۶ و ۷ میں ۲-سموئیل ۷ باب کے وعدہ کی طرف اشارہ ہے۔ آیت ۴ میں جو خدا کے خیمہ کا ذکر ہے اس سے اُس خیمہ کی طرف اشارہ ہے جو حضرت داؤد نے عہد کے صندوق کے لئے کھڑا کیا تھا۔

یہ مزمور دو مساوی حصوں میں منقسم ہے:۔

ا۔ مدد کے لئے اور خدا کے مسکن میں بحال ہونے کے لئے دعا۔ (۱-۴)

ب۔ گذشتہ تجربہ کی بنا پر جب اس کی دعائیں قبول ہوئیں اور خدا کے وعدہ کی بنا پر وہ بڑے بھروسہ کے ساتھ یہ امید رکھتا ہے کہ وہ خدا کی رحمتوں کے لئے شکر گذار ہوگا (۵-۸)

یہ مزمور مشابہت رکھتا ہے مزامیر ۲۱ و ۲۷ و ۴۲ و ۴۳ و ۶۳ اور امثال کی کتاب کے ساتھ مابعد زمانہ میں یہ دعا قوم کے منتشر ہونے کے زمانے میں استعمال ہوتی رہی اور بادشاہ سے مسیح بادشاہ مراد لی گئی۔ دیکھو تالمگم ۶ و ۸ آیات۔

زبور ۶۱۔ میر مغنی کے لئے تاردار ساز کے ساتھ داؤد کا مزمور۔

(۱) اے خدا میری فریاد سُن۔ میری دعا پر توجہ کر۔ (۲) میں اپنی افسردہ دلی میں زمین کی انتہا سے تجھے پکارونگا۔ تو مجھے اُس چٹان پر لے چل جو مجھ سے اونچی ہے (۳) کیونکہ تو میری پناہ رہا ہے اور دشمن سے بچنے کے لئے اونچا برج۔ (۴) میں ہمیشہ تیرے خیمہ میں رہونگا۔ میں تیرے پروں کے سایہ میں پناہ لونگا (سلاہ) (۵) کیونکہ اے خدا تو نے میری منتیں قبول کی ہیں۔ تو نے مجھے ان لوگوں کی سی میراث بخشی ہے جو تیرے نام سے ڈرتے ہیں (۶) تو بادشاہ کی عمر دراز کریگا۔ اس کی عمر بہت سی پشتوں کے برابر ہوگی۔ (۷) وہ خدا کے حضور ہمیشہ قائم رہیگا۔ تو شفقت اور

سچائی کو اُس کی حفاظت کے لئے مہیا کر۔ یوں میں ہمیشہ تیری مدح سرائی کرونگا تاکہ روزانہ اپنی منتیں پوری کروں۔

۱۔ "میری فریاد ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ میری دعا" ان ہم معنی الفاظ کا اجتماع اہم ضرورت کو ظاہر کرنے کے لئے ہے۔

۲۔ "زمین کی انتہا سے" یعنی ملک و سرزمین فلسطین کی انتہا سے۔ مزمور نویس کے نزدیک یروشلم زمین کا مرکز ہے۔ وہاں سے اُس کا فاصلہ نہ میلوں کے حساب سے بلکہ آرزو کی شدت کے لحاظ سے ہے۔

"اُس چٹان پر" یعنی وہ اتنی اونچی ہے کہ بغیر مدد وہاں تک پہنچ نہیں سکتا۔ چٹان سے پناہ گاہ مراد ہے۔ تشنیہ شرع (۲۷:۵) خدا پناہ کی چٹان ہے۔ (۶۲: ۲ و ۶ و ۷) جب داؤد ساؤل سے بھاگتا اور پہاڑوں کی غاروں میں چھپتا پھرتا تھا وہاں سے اس نے چٹان کی تشبیہ لی۔ (۱-سموئیل ۲۴: ۲ و ۱-تواریخ ۱۱:۱۵)

۳۔ "پناہ رہا ہے" یہ گذشتہ تجربہ کی طرف اشارہ ہے۔ دیکھو ۱۸: ۲ وغیرہ۔ نیز دیکھو ۹:۹ و ۵۹:۱۶ و امثال ۱۸:۱۰

۴۔ "خیمہ" یعنی مسکن۔ داؤد نے بھی کوہ صیون پر عہد کے صندوق کے لئے خیمہ کھڑا کیا تھا (۲-سموئیل ۶:۱۷)

"پناہ لونگا" بطور مہمان کے۔ اور مشرقی ممالک میں میزبان مہمان کی حفاظت کا ذمہ دار بھی ہوتا ہے۔ مسلمانوں میں مکہ کے رہنے والوں کے لئے جار اللہ کا محاورہ ہے جو کعبہ کے ارد گرد رہتے ہیں۔

"ہمیشہ" یعنی زندگی بھر۔

۵۔ "منتیں" یعنی دعاؤں کے۔

"میراث" یہ لفظ اکثر کنعان کی سرزمین کے لئے آیا ہے جو اسرائیل کے قبضے میں آئی (استثنا ۲: ۱۹ و ۳: ۱۸ و زبور ۳۷: ۹ و ۱۱ و ۲۲ و ۲۹ و ۳۴)

ابی سلوم کی بغاوت کے فرو ہونے پر جو بنی اسرائیل داؤد سے وفادار رہے اور خدا کا خوف رکھتے تھے ان کو ان کی جائز میراث بحال کر دی گئی۔

۶۔ مقابلہ کرو ۲-سلاطین ۲۰: ۶۔ اپنی اُمت کا ذکر کرنے کے بعد بادشاہ اپنا ذکر کرتا ہے

مقابلہ کرو یرمیاہ ۳۸: ۵ سے۔

"اُس کی عمر" - یہ آیت دعائیہ نہیں۔ یہ خدا کے وعدہ اور مقصد کو یاد دلاتی ہے۔ عمر کی درازی قدیم زمانے میں خدا کی خاص برکت سمجھی جاتی تھی (خروج ۲۳: ۲۶ و ۱-سلاطین ۳: ۱۱ و امثال ۳: ۲ وغیرہ) یہ عبارت کچھ تو مبالغہ آمیز ہے جیسے "بادشاہ سدا جیتا رہے" (۱-سلاطین ۱: ۳۱ و نحمیاہ ۲: ۳) یا اس کے یہ معنی ہونگے کہ بادشاہ کی اولاد سدا قائم رہتی ہے (۲-سموئیل ۷: ۱۳، ۱۶ و ۲۹ و زبور ۸۹: ۲۹، ۳۶)

لفظی طور پر یہ الفاظ کسی انسان پر صادق نہیں آ سکتے اس لئے یہ ایک طرح سے مسیح کی پیشین گوئی بن جاتی ہے اس لئے تارگم میں "مسیح بادشاہ" لکھا ہے۔

۷ - داؤد کے گھرانے کی ابدی بادشاہی کی طرف اشارہ ہے (۲-سموئیل ۷: ۱۶)

"حفاظت کے لئے" خدا کی محبت اور وعدہ گویا محافظ فرشتوں کی طرح ہیں - (امثال ۲۰: ۲۸)

۸ - جان کی حفاظت کا یہ تقاضا ہے کہ انسان عمر بھر شکر گذار رہے (۵۰: ۱۴)

۶۲ زبور

جب ساؤل حضرت داؤد کی جان لینے کی فکر میں تھا تو یونتن چھپ کر داؤد کے پاس گیا اور "داؤد کا ہاتھ خدا کی نسبت مضبوط کیا" (۱-سموئیل ۲۳: ۱۶) اور اُن باتوں کو اس مزمور میں دُہرایا جو خدا اُس کے لئے ثابت ہوا - چٹان - مضبوط چٹان - اونچا برج - پناہ گاہ - نجات - امید وغیرہ - اس کے مقابلے میں ان لوگوں کی بیوقوفی کو ظاہر کیا جو انسان پر اور دنیاوی وسائل پر بھروسہ رکھتے ہیں - زبور نویس کا یہ توکل اور حوصلہ داؤد کے شایاں ہے۔ اگر یہ زبور داؤد کی تصنیف ہو تو وہ اُس وقت سے علاقہ رکھتا ہے جب ابی سلوم نے بغاوت کی - زبور ۴ سے مقابلہ کرو یہ ۳۹ کے ساتھ کئی باتوں میں مشابہت رکھتا ہے۔ عنوان میں یدوتون کا نام آیا ہے - لیکن حرف جر مختلف ہے جس سے یہ معنی نکلتے ہیں "یدوتون کے طور پر" جو راگ یدوتون سے منسوب تھی اُسی راگ پر یہ مزمور تیار ہوا - زبور ۷۷ کے عنوان سے اس کا مقابلہ کرو - یدوتون کا دوسرا نام ایتان بھی آیا ہے (۱-تواریخ ۱۵: ۱۷) اس کا ذکر ۱-تواریخ ۱۶: ۴۱ و ۲۵: ۱ و ۲-تواریخ ۵: ۱۲ و ۳۵: ۱۵ میں ہیمان اور آسف کے

ساتھ ہوا ہے - یہ لوگ ہیکل میں گانے والوں کے ہادی تھے۔

اس مزمور کے تین حصے ہیں۔

(ا) - اکیلا خدا ہی مزمور نویس کا حامی ہے (۱-۴)

ب - شروع کی آیات ذرا سے فرق کے ساتھ دُہرائی گئی ہیں اور مزمور نویس کے حامیوں کو یہ نصیحت ہے کہ وہ خدا پر بھروسہ رکھیں (۵-۸)

ج - انسان اور بہیمی طاقت اور دولت پر بھروسہ رکھنا عبث ہے - خدا قوت اور محبت کا خدا ہے (۹-۱۲)

زبور ۶۲ - میرمغنی کے لئے یدوتون کے طور پر داؤد کا مزمور۔

(۱) میری جان کو خدا ہی کی آس ہے - میری نجات اُسی سے ہے - (۲) وہی اکیلا میری چٹان اور میری نجات ہے - وہی میرا اونچا برج ہے - مجھے زیادہ جنبش نہ ہوگی - (۳) تم کب تک ایسے شخص پر حملہ کرتے رہو گے جو جھکی ہوئی دیوار اور ہلتی باڑ کی مانند ہے تاکہ سب ملکر اُسے قتل کرو؟ (۴) وہ اُس کو اُس کے مرتبہ سے گرا دینے ہی کا مشورہ کرتے رہتے ہیں - وہ جھوٹ سے خوش ہوتے ہیں - وہ اپنے منہ سے تو برکت دیتے ہیں پر دل میں لعنت کرتے ہیں - (سلاہ) (۵) اے میری جان - خدا ہی کی آس رکھ کیونکہ اُسی سے مجھے امید ہے - (۶) وہی اکیلا میری چٹان اور میری نجات ہے - وہی میرا اونچا برج ہے - مجھے جنبش نہ ہوگی - (۷) میری نجات اور میری شوکت خدا کی طرف سے ہے - خدا ہی میری قوت کی چٹان اور میری پناہ ہے - (۸) اے لوگو - ہر وقت اُس پر توکل کرو - اپنے دل کا حال اُس کے سامنے کھول دو - (سلاہ) خدا ہماری پناہ گاہ ہے - (۹) یقیناً ادنیٰ لوگ بے ثبات ہیں اور اعلیٰ آدمی جھوٹے - وہ ترازو میں ہلکے نکلینگے - وہ سب کے سب بے ثباتی سے بھی ہیچ ہیں - (۱۰) ظلم پر تکیہ نہ کرو - لوٹ مار کرنے پر نہ پھولو - اگر مال بڑھ جائے تو اُس پر دل نہ لگاؤ - (۱۱) خدا نے ایک بار فرمایا - میں نے یہ دوبارہ سنا کہ قدرت خدا ہی کی ہے - (۱۲) شفقت بھی اے خداوند تیری ہی ہے کیونکہ تُو ہر شخص کو اُس کے عمل کے مطابق بدلہ دیتا ہے۔

۱۔ "ہی کا" یہ لفظ اس مزمور میں چھ دفعہ آیا ہے اور ۳۹ مزمور میں چار دفعہ۔ یہ آیات ۱ و ۲ و ۴ و ۵ و ۶ و ۹ کے شروع میں آتا ہے۔ یہ تصدیقیہ بھی ہو سکتا ہے اور تجرد کے طور پر بھی۔ چنانچہ آیت ۱ میں یہ تصدیقیہ ہے۔ "یقیناً" اور آیت ۲ میں تخصیص کے طور پر وہی اکیلا ۴ آیت میں اس کا ترجمہ "فقط" ہوا ہے۔ ۵ میں "اسی سے" ۶ میں اکیلا - ۹ میں یقیناً۔

۲۔ یہ القاب۔ میری چٹان "میری نجات" "میرا اونچا برج" ۱۸: ۲ میں اکٹھے آئے ہیں۔ لفظ چٹان سے مراد خدا کی قوت۔ وفاداری اور بے تبدیلی ہے۔ مقابلہ کرو ۹۱: ۲ سے۔ وہ خطرہ کے وقت پناہ گاہ ہے۔

"زیادہ جنبش نہ ہوگی" اگرچہ وہ گر بھی پڑے تو بھی اپنی جگہ سے نہ ہلیگا۔

۳۔ "کب تک" خدا اس کی طرف ہے۔ اس کے دشمن اس کو نقصان نہ پہنچا سکینگے۔ وہ کب تک فضول کوشش کرتے رہینگے؟

"ایک شخص پر....." یہ ترجمہ ستروں کے اور نئے ترجمے کے مطابق ہے۔

۴۔ ان کی یہ سازش جھوٹی ہے۔ وہ ریاکاری کرتے ہیں۔

۵۔ یہ اپنے آپ کو نصیحت ہے۔ میری امید اور میری نجات یہاں ہم معنی ہیں۔

۷۔ "خدا کی طرف سے" یعنی خدا ہی مجھے مخلصی دیگا اور میری عزت کو بچائیگا۔

۸۔ اپنے رفیقوں کو نصیحت جن کی نسبت اندیشہ تھا کہ اس کو چھوڑ کر ابی سلوم سے جا ملینگے اپنے فکروں کو خدا پر ظاہر کرو (۲۴ : ۴۴)

۹۔ "ادنیٰ اور اعلیٰ" لوگوں کے لئے عبرانی میں یہ دو لفظ ہیں۔ بنی آدم اور بنی ایش۔ ۴۹: ۲ میں ابی سلوم کے پیرو بنی ایش کہلاتے ہیں کیونکہ چھوٹے بڑے لوگ اس کے ساتھ جا ملے تھے اور داؤد کے پیرو ان کو دیکھ کر متزلزل ہو گئے تھے۔

"ہلکے نکلینگے" کیونکہ وہ محض ہوا یا سانس کی طرح ہیں۔ (یسعیاہ ۴۱: ۲۴) ان کا کوئی وزن نہیں۔

۱۰۔ "مال بڑھ جائے" ابی سلوم کے ساتھ مل جانے سے دولت اور عہدہ ملنے کی امید تھی۔

۱۱۔ "ایک بار..... دو بار" یعنی بار بار (ایوب ۳۳: ۱۴ و ۴۰: ۵)

خدا طاقت بھی رکھتا ہے اور ارادہ بھی اس لئے جو اس سے ڈرتے ہیں وہ کسی اور سے خوف نہ رکھیں۔

۱۲۔ "ہر شخص کو....." شریروں کو سزا دینا اور ایمانداروں کو جزا دینا خدا کی طاقت اور محبت کا ثبوت ہے۔ رومیوں ۲: ۶ میں پولس رسول نے یہ آیات اقتباس کیں اور ان کے معنوں کو توسیع دی۔

۶۳ زبور

جس ایمان کا ذکر پہلے دو مزامیر میں ہوا اس کا کمال اس مزمور میں پایا جاتا ہے۔ مقدس سے دور اور جان کے خطرے کے وقت مزمور نویس اپنا سارا آسرا بھروسہ خدا پر رکھتا ہے۔ اس کی بڑی آرزو یہ ہے کہ خدا کی حضوری کو حاصل کرے جس کا جلوہ اس نے مقدس کی عبادت کے وقت دیکھا تھا۔ (۱ و ۲ آیات) خدا کی محبت کی شکرگذاری میں اس کو خوشی اور اطمینان ہے (۳-۵) اور خدا کی رحمتوں پر دھیان کرنے میں ساری ساری رات بسر کرتا (۶ و ۷) جب وہ خدا کی زیادہ قربت حاصل کریگا تو اس کے دشمن تاریک پاتال میں اتر جائینگے (۸ و ۹) دشمنوں کی لاشیں تو میدان جنگ میں پڑی ہیں لیکن جو خدا کے ساتھ وفادار رہے وہ خدا میں خوشی مناتے ہیں اور مخالفت موقوف ہو جاتی ہے (۱۰ و ۱۱)

اس مزمور کو ہم تقسیم نہیں کر سکتے کیونکہ خیال میں سے خیال نکلتا چلا آتا ہے۔ اس مزمور کا مصنف کوئی بادشاہ ہے جو مقدس سے دور اور جان کے خطرے میں ہے۔ عنوان میں یہ حضرت داؤد سے منسوب ہے جب کہ وہ دشت یہوداہ میں تھا۔ (۱ سموئیل ۲۳: ۱۴) کیونکہ وہ اب تک بادشاہ ہے اس لئے یہاں اس کی ابتدائی آوارگیوں کی طرف اشارہ نہیں بلکہ جب ابی سلوم سے بھاگا۔ جو سڑک دشت یہوداہ کے شمالی حصے میں سے گذرتی تھی اور دریائے یردن عبور کرنے سے پہلے وہ دشت کے گھاٹوں پر ٹھہرا۔ (۲ سموئیل ۱۵: ۲۳ و ۲۸) اس وقت داؤد کو بہت تکلیفوں کا سامنا کرنا پڑا (۲ سموئیل ۱۶: ۲ و ۱۴ و ۱۷: ۲۹) بادشاہ کے ساتھی تکان سے ماندہ ہو گئے تھے۔ اس مزمور کا لب لباب ان الفاظ میں پایا جاتا ہے جو اس نے صدوق سے کہے تب بادشاہ نے صدوق کو کہا کہ خدا کا صندوق شہر کو پھیر لے جا۔ پس اگر خداوند کے کرم کی نظر مجھ پر

ہوگی تو وہ مجھے پھیر لے آئیگا اور اُسے اور اپنے مکان کو مجھے پھر دکھائیگا" (۲۔ سموئیل ۱۵: ۲۵) قدیم کلیسیا میں یہ زبور صبح کے وقت گایا جاتا تھا۔ مقابلہ کرو زبور ۴۲ و ۴۳

زبور ۶۳ - داؤد کا مزمور جب وہ دشتِ یہوداہ میں تھا۔

(۱) اے خدا - تو میرا خدا ہے - میں دل سے تیرا طالب ہونگا - خشک اور پیاسی زمین میں جہاں پانی نہیں میری جان تیری پیاسی اور میرا جسم تیرا مشتاق ہے۔ (۲) اس طرح میں نے مقدس میں تجھ پر نگاہ کی تاکہ تیری قدرت اور حشمت کو دیکھوں۔ (۳) کیونکہ تیری شفقت زندگی سے بہتر ہے میرے ہونٹ تیری تعریف کرینگے۔ (۴) اسی طرح میں عمر بھر تجھے مبارک کہونگا اور تیرا نام لے کر اپنے ہاتھ اٹھایا کرونگا۔ (۵) میری جان گویا گودے اور چربی سے سیر ہوگی اور میرا منہ مسرور لبوں سے تیری تعریف کریگا (۶) جب میں بستر پر تجھے یاد کرونگا اور رات کے ایک ایک پہر میں تجھ پر دھیان کرونگا (۷) اس لئے کہ تو میرا مددگار رہا ہے اور میں تیرے پروں کے سایہ میں خوشی مناؤنگا (۸) میری جان تیری ہی دُھن میں ہے - تیرا دہنا ہاتھ مجھے سنبھالتا ہے (۹) پر جو میری جان کی ہلاکت کے درپے ہیں وہ زمین کے اسفل میں چلے جائینگے - (۱۰) وہ تلوار کے حوالہ ہونگے - وہ گیدڑوں کا لقمہ بنینگے (۱۱) لیکن بادشاہ خدا میں شادمان ہوگا - جو اُس کی قسم کھاتا ہے وہ فخر کریگا کیونکہ جھوٹ بولنے والوں کا منہ بند کر دیا جائیگا۔

۱- "اے خدا! تو میرا خدا ہے": یہاں خدا یا الوہیم اُس نام کا قائم مقام ہے۔ یہ وہ نام ہے جس سے وہ ہمیشہ مدد کے لئے فریاد کر سکتا ہے۔

"میری جان ... میرا جسم": یعنی کل انسانیت جس میں بدن اور روح دونوں شامل ہیں۔

"خشک اور پیاسی": یہ استعارہ کے طور پر الفاظ ہیں۔ آبِ حیات کی اس کو تلاش ہے۔

۲- "مقدس میں": خدا کی حضوری کی رویت اُس نے دیکھی تھی۔

"نگاہ کی": یعنی بذریعہ دھیان (۲۷: ۴ و ۱۱: ۷ و ۱۷: ۱۵) یا رویت میں (یسعیاہ ۱: ۱)

عہد کا صندوق خدا کی حضوری اس کی قوت اور جلال کا نشان تھا - (۱۔ سموئیل ۴: ۲۱ و ۲۲: ۴۲)

۳- خدا کی محبت کی یاد میں وہ اپنی جان کے خطرے کو بھول جاتا ہے۔

۴- "ہاتھ اٹھایا کرونگا" - دعا کے وقت ایسا کیا جاتا تھا (۲۸: ۲ و ۱۴۱: ۲ و ۱۔ تمتھیس ۲: ۸)

۵- خدا بھوکی روح کو عمدہ غذا کھلاتا ہے (استثنا ۳۲: ۱۴ و زبور ۲۲: ۲۶ و یرمیاہ ۳۱: ۱۴ و احبار ۳: ۱۶ و ۱۷)

۶- وہ ساری رات خدا کی محبت پر دھیان کرتا ہے۔
"رات کے ایک ایک پہر": بنی اسرائیل رات کو تین پہروں میں تقسیم کرتے تھے (نوحہ ۲: ۱۹ و قاضیوں ۷: ۱۹ و ۱۔ سموئیل ۱۱: ۱۱) نئے عہد نامہ میں جو رات کے چار پہروں کا ذکر ہے وہ رُومی رواج سے پیدا ہوا۔

۸- "تیری دُھن میں ہے": گویا وہ خدا سے چمٹا رہتا ہے (استثنا ۱۰: ۲۰) اور اس کی پیروی کرتا ہے (ہوسیع ۶: ۳)
"دہنا ہاتھ": (فلپیوں ۳: ۱۲)

۹- یعنی مرسو فویس تو او پر خدا کی طرف جائیگا لیکن اس کے دشمن پاتال میں قورح اور اس کے رفیقوں کی طرح تربت میں دھنس جائینگے۔

۱۰- "تلوار کے حوالے": دیکھو یرمیاہ ۱۸: ۲۱ و حزقی ایل ۳۵: ۵
"گیدڑوں کا لقمہ": جو مُردہ لاشوں کو کھاتے ہیں۔

۱۱- "اُس کی قسم": یعنی خدا کی (استثنا ۶: ۱۳ و ۱۰: ۲۰ و یسعیاہ ۶۵: ۱۶)
"جھوٹ بولنے والوں": جو خدا اور اس کے بادشاہ سے بغاوت کرتے اور لوگوں کو جھوٹے وعدوں سے ورغلا کر اپنے ساتھ ملا لیتے ہیں۔
یہ مزمور ۶۴ مزمور کے مشابہ ہے۔ رومیوں ۳: ۱۹ میں پولس نے یہ الفاظ استعمال کئے ہیں۔

---

۶۴ زبور

مزمور کا مضمون یہ ہے راستبازوں کے دشمنوں کو خدا کی طرف سے سزا۔ اس کے دو بڑے حصے ہیں۔

ا۔ مزمور نویس کی دعا کہ خدا اُس کے دشمنوں کی سازشوں سے اُسے بچائے۔ (۱-۶)

ب ۔ یقینی طور پر ناگہاں خدا کی عدالت کے تیر ان کو چھید ینگے۔ (۷-۱۰)

زبور ۶۴

میر مغنی کے لئے داؤد کا مزمور۔

(۱) اے خدا! میری فریاد کی آواز سُن لے۔ میری جان کو دشمن کے خوف سے بچائے رکھ۔ (۲) شریروں کے خفیہ مشورہ سے، اور بدکرداروں کے ہنگامہ سے مجھے چھپا لے۔ (۳) جنہوں نے اپنی زبان تلوار کی طرح تیز کی اور تلخ باتوں کے تیروں کا نشانہ لیا ہے۔ (۴) تاکہ اُن کو خفیہ مقاموں میں کامل آدمی پر چلائیں۔ وہ ان کو ناگہاں اُس پر چلاتے ہیں اور ڈرتے نہیں۔ (۵) وہ بُرے کام کا مصمم ارادہ کرتے ہیں۔ وہ پھندے لگانے کی صلاح کرتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں ہم کو کون دیکھیگا (۶) وہ شرارتوں کو کھوج کھوج کر نکالتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں ہم نے خوب کھوج لگایا ان میں سے ہر ایک کا باطن، و دل عمیق ہے۔ (۷) لیکن خدا ان پر تیر چلائیگا۔ وہ ناگہاں تیر سے زخمی ہو جائینگے۔ (۸) اور ان ہی کی زبان اُن کو تباہ کریگی۔ جتنے اُن کو دیکھینگے سب سر ہلائینگے (۹) اور سب لوگ ڈر جائینگے۔ اور خدا کے کام کا بیان کرینگے اور اُس کے طریق عمل کو بخوبی سمجھ لینگے۔ (۱۰) صادق خدا میں شادمان ہوگا اور اس پر توکل کریگا اور جتنے راست دل ہیں سب فخر کرینگے۔

۱۔ "میری فریاد" (۱-سموئیل ۱: ۱۶)

"میری جان . . . . بچائے رکھ" (۱۲: ۷ و ۶: ۷)

۲۔ "مشورہ . . . . ہنگامہ" پوشیدہ سازشیں اور برملا حملے۔

۳۔ "تیز کی" (دیکھو ۵۵: ۲۱ و ۵۷: ۴ و ۵۹: ۷)

"تلخ" مضر یا زہریلی۔

۴۔ "خفیہ مقاموں" (۱۰: ۸ و ۱۷: ۱۲)

"کامل" یعنی دیانتدار اور بے عیب شخص۔ اکثر یہ لفظ ایوب کے لئے استعمال ہوا ہے۔ ایوب ۱: ۱ وغیرہ)

۵۔ یعنی مضبوط سازش کرتے ہیں اور اُس کو کامیاب بنانے کی ہر طرح سے کوشش کرتے ہیں۔

"کہتے ہیں" یعنی اپنے دلوں میں۔

"کون دیکھیگا" انہوں نے اپنے دل میں یہ فیصلہ کیا ہے کہ خدا نہیں ہے جو حساب کتاب لے۔

۶۔ خدا اُن کے دلوں کے بھید جانتا ہے (یرمیاہ ۱۷: ۹ و ۱۰) مقابلہ کرو یسعیاہ ۲۹: ۱۵ سے۔

۷۔ اس خاص عبرانی محاورہ کے یہ معنی ہیں کہ یہ فوری سزا ان کے چال چلن کا نتیجہ ہے۔

۸۔ لفظی ترجمہ مشکل ہے۔ ان کی باتیں ان پر عذاب لاتی ہیں۔

"سر ہلائینگے" تاکہ اُن کی سزا میں شریک نہ ہوں۔

۹۔ ان کی سزا کے باعث دوسروں پر اچھا اثر پڑتا اور ان کے دل میں خوف پیدا ہوتا ہے۔

۱۰۔ "صادق" یعنی مزمور نویس اور اُس کے ہم خیال۔

۶۵ زبور

یہ تعریف کا گیت ہے جو غالباً عید فسح کے موقع پر گایا جاتا تھا جب پہلے پھلوں کو نذر گذرانتے تھے۔ (احبار ۲۳: ۱۰-۱۴) اس امر کی طرف اشارے پائے جاتے ہیں کہ لوگ ہیکل میں جمع ہیں (آیات ۲ و ۴) کہ خاص تہوار کے موقع پر گایا جاتا جب کہ غلہ ابھی تک کھیتوں میں تھا (آیت ۱۳) اس عید کے بعد جو عیدیں آتی تھیں مثلاً عید پنتکوست، عید فصلی یا عید خیام یا غلہ کے جمع کرنے کی عید وہ اس سے مستثنیٰ ہیں۔

بعضوں نے یہ سوال بھی اٹھایا کہ کیا یہ مزمور کسی خاص موقع کے لئے بنایا گیا تھا، کسی بڑی قومی چھٹکارے کی یاد اب تک تازہ ہے (آیت ۵ وغیرہ) ڈیلیچ صاحب کا قیاس ہے کہ تیسرے سال کے موسم بہار کی جو پیشین گوئی یسعیاہ ۳۷: ۳۰ میں پائی جاتی ہے جب اسوریوں کے واپس جانے پر بنی اسرائیل پھر اس وچین سے زمین کی کاشت کرنے لگے اس وقت کے لئے یہ مزمور موزوں ہے۔ یہ مزمور مشابہ ہے ۴۶ مزمور سے اور وہ اسی موقع کا مزمور ہے۔ نیز مقابلہ

کرو ۱۲۶ مزمور سے جس کا تعلق اسوریوں کے ہاتھ سے یروشلم کے رہائی پانے سے ہے۔

اسے تین حصوں میں تقسیم کر سکتے ہیں۔

ا۔ مناسب ہے کہ شکر گزار اُمت ہیکل میں جمع ہو کر تعریف کے گیت گائے (۱-۴)

ب۔ بنی اسرائیل کا خدا نوع انسان کی پناہ گاہ ہے (۵-۸)

ج۔ اسرائیل تسلیم کرے کہ خدا نے اس سال بڑی برکت دی ہے (۹-۱۳)

سترین کے ترجمہ اور وولگاٹ کے ترجمہ کے بعض نسخوں میں عنوان میں یہ الفاظ بھی آتے ہیں "یرمیاہ اور حزقیل اور اسیری کے لوگوں کا گیت جب وہ اسیری سے نکلنے کو تھے"۔

اس مزمور اور مابعد تین مزامیر کو غزل بھی کہتے ہیں اور مزمور بھی۔ (۶۸ و ۷۵ و ۷۶) غزل ہے گیت کو کہتے تھے جو عبادت عام میں گائی جاتی۔

زبور ۶۵

میر مغنی کے لئے مزمور۔ داؤد کا گیت۔

(۱) اے خدا۔ صیون میں تعریف تیری منتظر ہے اور تیرے لئے منت پوری کی جائیگی۔ (۲) اے دعا کے سننے والے سب بشر تیرے پاس آئینگے۔ (۳) بد اعمال مجھ پر غالب آجاتے ہیں پر ہماری خطاؤں کا کفارہ تو ہی دیگا۔ (۴) مبارک ہے وہ آدمی جسے تو برگزیدہ کرتا اور اپنے پاس آنے دیتا ہے تاکہ وہ تیری بارگاہوں میں رہے۔ ہم تیرے گھر کی خوبی سے یعنی تیری مقدس ہیکل سے آسودہ ہونگے (۵) اے ہمارے نجات دینے والے خدا۔ تو جو زمین کے سب کناروں کا اور سمندر پر دور دور رہنے والوں کا تکیہ ہے۔ خوفناک باتوں کے ذریعہ سے تو ہمیں صداقت سے جواب دیگا۔ (۶) تو قدرت سے کمربستہ ہو کر اپنی قوت سے پہاڑوں کو استحکام بخشتا ہے۔ (۷) تو سمندر کے اور اس کی موجوں کے شور کو اور اُمتوں کے ہنگامہ کو موقوف کر دیتا ہے (۸) زمین کی انتہا کے رہنے والے تیرے معجزوں سے ڈرتے ہیں۔ تو مطلع صبح کو اور شام کو شادمانی بخشتا ہے۔ (۹) تو زمین پر توجہ کر کے اُسے سیراب کرتا ہے تو اُسے خوب مالا مال کر دیتا ہے۔ خدا کا دریا پانی سے بھرا ہے۔ جب تو زمین کو یوں تیار کر لیتا ہے تو ان کے لئے اناج مہیا کرتا ہے (۱۰) تو اس کی ریگھاریوں کو خوب سیراب کرتا اور اس کی مینڈوں کو بٹھا دیتا ہے۔ تو اُسے بارش سے نرم کرتا ہے اور اس کی پیداوار میں برکت دیتا ہے۔ تو سال

کو اپنے لطف کا تاج پہناتا ہے اور تیری راہوں سے روغن ٹپکتا ہے (۱۲) وہ بیابان کی چراگاہوں پر ٹپکتا ہے۔ اور پہاڑیاں خوشی سے کمربستہ ہیں۔ (۱۳) چراگاہوں میں جھنڈ کے جھنڈ پھیلے ہوئے ہیں۔ وادیاں اناج سے ڈھکی ہوئی ہیں وہ خوشی کے مارے للکارتی اور گاتی ہیں۔

۱۔ "تیری منتظر ہے" شکر گزار لوگ خدا کا شکر ادا کرنے کو جمع ہیں۔ صرف عید کے شروع ہونے کے منتظر ہیں طرح طرح کے گناہوں کی یاد خدا کے نزدیک جانے سے انہیں روکتی ہے سترین کے ترجمہ کے مطابق یہ ترجمہ ہوگا "اے خدا صیون میں تعریف تجھ کو شایاں ہے"۔

"منت" یہ مجموعی طور پر منتیں۔ دیکھو ۲۲: ۲۵ و ۶۱: ۸

۲۔ "دعا کے سننے والے" خدا نے ان کی دعا قبول کی تھی جس کے لئے وہ شکر گزاری ادا کرنے کو تیار تھے۔ خدا کی یہ صفت ہے کہ وہ دعا و عرض کا سننے والا ہے۔

"سب بشر" نہ صرف اسرائیل بلکہ کل نوع انسان۔ مزمور نویس دیکھتا ہے کہ ہیکل ساری قوموں کے لئے دعا کا گھر بن گیا ہے (مرقس ۱۱: ۱۷) یہی امید یسعیاہ اور میکاہ کی تھی (یسعیاہ ۲: ۲ و میکاہ ۴: ۱)

۳۔ "بد اعمال" یہ لفظی طور پر "باتیں"

"مجھ پر" خود مزمور نویس یا قوم کا کوئی نمائندہ بادشاہ یا سردار کاہن دانیال یا نحمیاہ کی طرح (دانیال ۹: ۲۰ و نحمیاہ ۱: ۶ و عبرانی ۵: ۳ و ۷: ۲۷) یا جماعت۔

۴۔ "مبارک ہے" جو لوگ کاہن ہونے کے لئے چنے جاتے ان کے لئے ایسے الفاظ استعمال ہوتے تھے (گنتی ۱۶: ۵ و یرمیاہ ۳۰: ۲۱ و زکریاہ ۳: ۷)

یہاں یہ بنی ہارون ہی پر محدود نہیں بلکہ ساری قوم کاہنوں کی سلطنت ہے (خروج ۱۹: ۶) وہ خدا کے گھر میں خدا کے مہمان اور خدا کے گھرانے کے ممبر ہیں۔ ہیکل کو جانا دیندار اسرائیلیوں کی نگاہ میں اس امر کا نشان تھا کہ وہ خدا کے گھرانے کے ممبر ہیں اور مقدس عیدیں ان روحانی برکتوں کا نشان تھیں جو خدا نے اپنی اُمت کے لئے تیار کر رکھی تھیں۔

"تیری مقدس ہیکل" یا تیری ہیکل کی مقدس جگہ۔

۵- "خوفناک باتوں": خدا خود خوفناک خدا ہے (۴۷: ۲ و ۷۶: ۷)- اس کے کام بھی خوفناک ہیں جو دشمن کو دہشت زدہ کرتے ہیں اور اس کی امت کے دلوں میں اس کی عظمت بٹھاتے ہیں- خروج کے وقت جو معجزے ہوئے ان کے لئے بھی یہ لفظ آیا ہے (استثنا ۱۰: ۲۱ و ۲-سموئیل ۷: ۲۳ و یسعیاہ ۶۴: ۳ و زبور ۱۰۶: ۲۲ و ۱۴۵: ۶)

"صداقت": یا راستی الٰہی حکومت کا اصول ہے اور اس کا گہرا تعلق نجات سے ہے۔ "زمین کے رہنے والوں کا تکیہ ہے" گو وہ نہ جانیں لیکن پھر بھی وہ سب کی جائے پناہ ہے۔

"سمندر پر دور دور رہنے والوں": کل جہان کے رہنے والے۔

۶- "پہاڑوں کو": مجازی طور پر پہاڑ دنیا کے مضبوط اور ٹھوس حصوں کے لئے آتا ہے (عاموس ۴: ۱۳ و ۵: ۸ و ۹: ۵ و ۶)

۷- فطرت کے جوشیلے عناصر کو بھی خدا قابو میں رکھتا ہے (یرمیاہ ۵: ۲۲) اور وہ ہنگامہ کرنے والی قوموں کا نشان ہیں (یسعیاہ ۱۷: ۱۲-۱۴)

۸- "صبح کو اور شام کو": یعنی مشرق سے مغرب تک۔

۹- "خدا کا دریا": (۱: ۳) بارش ہے (استثنا ۱۱: ۱۱ و ایوب ۳۸: ۲۵)

۱۰- مزمور نویس جاڑے کے موسم کی برسات (نومبر سے فروری تک) پر نظر ڈالتا ہے جس کے ذریعہ زمین بیج بونے کے لئے تیار ہوتی ہے۔

۱۲- "بیابان": غیر مزروعہ زمین بمقابلہ مزروعہ زمین کے۔

"خوشی سے کمر بستہ": مجازی طور پر گویا کہ پہاڑ ایک انسان ہے۔

۶۶ زبور

شکر گزاری کا یہ ایک دوسرا مزمور ہے۔ غالباً ۶۵ مزمور کی طرح عید فسح کی تقریب کے لئے بنایا گیا لیکن چونکہ اس میں غیر معمولی خوشیوں کا ذکر ہے یہ خاص موقعوں پر بھی استعمال ہوتا رہا۔

اس مزمور کے دو حصے ہیں۔ پہلے حصے میں صیغہ جمع حاضر آیا ہے (۱-۱۲)

دوسرے حصے میں صیغہ واحد متکلم (۱۳-۲۰)۔

ا- (۱) زمین کے سارے باشندوں کو مخاطب کیا ہے کہ وہ خدا کی تعریف کریں (۱-۴)

(۲) وہ خدا کی قدرت کے کاموں پر غور کریں (۵-۷)

(۳) خاص مصیبت سے بچنے کے لئے خدا کی تعریف کریں (۸-۱۲)

ب- (۱) قوم کا نمائندہ ہیکل میں داخل ہوتا ہے کہ ان منتوں کو ادا کرے جو مصیبت کے وقت مانی تھیں (۱۳-۱۵)

(۲) وہ سب خدا ترسوں کو مدعو کرتا ہے تاکہ اس کی شکر گزاری کریں۔ وہ خدا کی رحمتوں کے لئے اس کی تعریف کرتا ہے (۱۶-۲۰)

صیغہ جمع حاضر سے صیغہ واحد متکلم کا استعمال فوراً معلوم ہو جاتا ہے اور دل میں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ اس تبدیلی کی کیا وجہ ہے؟ یہاں متکلم کون ہے۔ بعضوں نے یہ سمجھا کہ یہ دو الگ الگ مزمور تھے جو جمع کر دئے گئے۔ بعضوں کا یہ قیاس ہے کہ یہ جماعت ہے جو واحد شخص کی طرح اپنی آواز بلند کرتی ہے۔ تیسری رائے یہ ہے کہ یہاں قوم کا نمائندہ خواہ وہ مزمور نویس خود ہو یا کوئی دوسرا بول رہا ہے۔

کسی خاص مصیبت سے قوم کو مخلصی ملی تھی جس کا ذکر اس مزمور میں ہے کیا یہ اسوری ظلم سے مخلصی تھی جب سنحیریب شاہ اسور کی فوج یروشلم کے سامنے تباہ ہوئی؟ یا بابل کی اسیری سے آزادی تھی؟ مقابلہ کرو یسعیاہ ۳۷: ۳۰ اور ۳۳: ۱۳ سے۔

اس مزمور اور ۶۷ مزمور پر کسی کا نام نہیں۔ عنوان میں صرف اتنا لکھا ہے۔ "میر مغنی کے لئے ایک مزمور یعنی گیت"

ستروں کے ترجمہ میں یہ الفاظ بھی عنوان میں آئے ہیں "قیامت کے بارے میں" جس سے شاید آیات ۹ و ۱۶ کی طرف اشارہ ہے۔

زبور ۶۶

میر مغنی کے لئے گیت: یعنی مزمور

(۱) اے ساری زمین! خدا کے حضور خوشی کا نعرہ مار- (۲) اس کے نام کے جلال کا گیت گاؤ۔ ستائش کرتے ہوئے اس کی تمجید کرو- (۳) خدا سے کہو تیرے کام کیا ہی مہیب ہیں- تیری بڑی قدرت کے باعث تیرے دشمن عاجزی کریں گے (۴) ساری زمین تجھے سجدہ کرے گی اور تیرے حضور گائے گی- وہ تیرے نام کے گیت

گائینگے۔ (سلاہ) (۵) آؤ اور خدا کے کاموں کو دیکھو۔ بنی آدم کے ساتھ وہ اپنے سلوک میں مہیب ہے۔ (۶) اس نے سمندر کو خشک زمین بنا دیا۔ وہ دریا میں سے پیدل گذر گئے۔ وہاں ہم نے اُس میں خوشی منائی۔ (۷) وہ اپنی قدرت سے ابد تک سلطنت کریگا۔ اُس کی آنکھیں قوموں کو دیکھتی رہتی ہیں۔ سرکش لوگ تکبر نہ کریں۔ (سلاہ) (۸) اے لوگو! ہمارے خدا کو مبارک کہو اور اس کی تعریف میں آواز بلند کرو۔ (۹) وہی ہماری جان کو زندہ رکھتا ہے۔ اور ہمارے پاؤں کو پھسلنے نہیں دیتا۔ (۱۰) کیونکہ اے خدا! تو نے ہمیں آزما لیا ہے۔ تو نے ہمیں ایسا تایا جیسے چاندی تائی جاتی ہے۔ (۱۱) تو نے ہمیں جال میں پھنسایا اور ہماری کمر پر بھاری بوجھ رکھا۔ (۱۲) تو نے سواروں کو ہمارے سروں پر سے گذارا۔ ہم آگ میں سے اور پانی میں سے ہو کر گذرے لیکن تو ہم کو فراوانی کی جگہ میں نکال لایا۔ (۱۳) میں سوختنی قربانیاں لے کر تیرے گھر میں داخل ہونگا اور اپنی منتیں تیرے حضور ادا کرونگا۔ (۱۴) جو مصیبت کے وقت میرے لبوں سے نکلیں اور میں نے اپنے منہ سے مانیں۔ (۱۵) میں موٹے موٹے جانوروں کی سوختنی قربانیاں مینڈھوں کی خوشبو کے ساتھ چڑھاؤنگا۔ میں بیل اور بکرے گذرانونگا۔ (سلاہ) (۱۶) اے خدا سے ڈرنے والو سب آؤ سنو اور میں بتاؤنگا کہ اس نے میری جان کے لئے کیا کیا ہے۔ (۱۷) میں نے اپنے منہ سے اُس کو پکارا۔ اُس کی تمجید میری زبان سے ہوئی۔ (۱۸) اگر میں بدی کو اپنے دل میں رکھتا تو خداوند میری نہ سنتا۔ (۱۹) لیکن خدا نے یقیناً سن لیا ہے۔ اُس نے میری دعا کی آواز پر کان لگایا ہے۔ (۲۰) خدا مبارک ہو جس نے نہ تو میری دعا کو رد کیا اور نہ اپنی شفقت کو مجھ سے باز رکھا۔

۱۔ "نغمہ ملیٰ" (۴۷: ۱)

۲۔ "اُس کی تمجید" کیونکہ اُس کی سیرت کا مزید مکاشفہ ہوا ہے۔

۳۔ "کیا ہی مہیب" (۶۵: ۵ و مکاشفہ ۱۵: ۳)
"تیرے دشمن" یعنی مفتوح لوگ اطاعت تو کرتے ہیں لیکن دل سے نہیں۔

۴۔ قوم کی طرف سے خدا سے خطاب۔

۵۔ "خدا کے کاموں" مقابلہ کرو ۴۶: ۸ سے۔
"مہیب ہے" اس لئے سب خدا سے ڈرتے ہیں۔ بعض لوگ تو ایسے کام دیکھ کر خدا کی تعظیم کرینگے۔ اور اس کو اپنا خدا مان لینگے۔ بعض اس سے ایسا ڈرینگے جیسا دشمن سے ڈرتے ہیں۔

۶۔ ان مہیب کاموں میں سے دو کا یہاں ذکر ہے ایک دریائے قلزم سے عبور کرنا اور دوسرا دریائے یردن کے پار گزرنا۔
"وہاں" یعنی دریائے قلزم اور یردن کے کنارے۔

۷۔ "ابد تک" خدا کی سلطنت ازلی و ابدی ہے۔
"سرکش" ایسے لوگوں کو تنبیہ کی گئی جو خدا کی مخالفت میں ضد کرتے ہیں۔ (۶۶: ۶ - ۱۸)

۸۔ "لوگو" یعنی غیر اسرائیلی قومیں موعود نبی جانتا ہے کہ اسرائیل کس کام کے لئے دنیا میں بھیجا گیا تھا اس لئے وہ ان کو دعوت دیتا ہے کہ اسرائیل کی حفاظت کے لئے وہ خدا کا شکر کریں۔

۹۔ قوم اسرائیل مرنے پر تھی۔ لیکن خدا نے اُسے بچا لیا۔

۱۰۔ "ایسا تایا" دھاتوں کے صاف کرنے کے لئے یہ لفظ آتا ہے تاکہ ان کی میل دور کی جائے۔ (۱۷: ۳ و ۲۶: ۲ و امثال ۱۷: ۳ و یرمیاہ ۹: ۷ و زکریاہ ۱۳: ۹ و ملاکی ۳: ۲ و ۳) خدا کا یہ منشا تھا کہ اسوریوں کے ذریعہ بنی اسرائیل کی میل دور کر دی جائے۔ (یسعیاہ ۱: ۲۵)

۱۱۔ خدا نے ارادتاً قوم اسرائیل کو دشمنوں کے قابو میں کر دیا تاکہ ان کے گناہوں کی سزا دے۔ مقابلہ کرو ایوب ۱۹: ۶ سے۔

۱۲۔ یہاں یہ نظارہ پیش کیا ہے کہ مغلوب شخص زمین پر پچھاڑا گیا اور گھوڑوں کے نعلوں سے یا رتھوں کے پہیوں سے کچلا اور پامال کیا گیا۔ اس قسم کی اسوری تصویریں ملی ہیں جہاں وہ اپنے گھوڑوں اور رتھوں کو دشمنوں کی لاشوں پر دوڑاتے ہیں۔
"فراوانی کی جگہ" عبرانی لفظ کے معنی یہ ہیں جہاں ہر شے کثرت سے ہو۔

اور کسی شے کی قلت نہ ہو"۔

۱۳-۱۵۔ اُمت کا پیشوا اور نمائندہ ہیکل میں داخل ہوتا ہے تاکہ اُن منتوں کو ادا کرے جو مصیبت کے وقت اُس نے مانی تھیں۔

۱۳۔ "داخل ہونگا" خدا کے مقدس میں جانے کے لئے یہ عام محاورہ تھا (۵: ۷ و ۴۲: ۴ و ۴۳: ۳ و ۶۵: ۴ وغیرہ)۔ پہلی بارہ آیتوں میں جمع متکلم کی ضمیر استعمال ہوئی ہے جس سے شاید یہ مراد ہے کہ بادشاہ نمائندہ اُمت کی حیثیت سے متکلم ہے۔

"سوختنی قربانیاں" جو عابد کی جاں نثاری کا اظہار تھا۔

"منتیں" جو اس نے مانی تھیں (۶۵: ۱ و احبار ۲۲: ۲۱)

۱۵۔ "مینڈھوں کی خوشبو"۔ قربانی کی خوشبو جو قربانی کے جلنے کے وقت اوپر چڑھتی تھی جب گوشت یا چربی مذبح پر جلائی جاتی تھی (خروج ۲۹: ۱۸) مینڈھا سوختنی قربانی یا سلامتی کی قربانی کے لئے ساری اُمت کی طرف سے یا قوم کے سرداروں کی طرف سے یا سردار کاہن یا عام کاہن کی طرف سے یا نذیر کی طرف سے گذرانا جاتا تھا لیکن عوام الناس کی طرف سے صرف قصور کی قربانی کے وقت۔

سرداروں کی قربانی کے لئے صرف بکروں کا ذکر آتا ہے (گنتی ۷: ۱۷) جس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ اس زبور میں ایسی قربانیوں کی طرف اشارہ ہے جو قوم کی طرف سے یا قوم کے پیشوا کی طرف سے چڑھائی جاتیں نہ عام شخص کی طرف سے مقابلہ کرو یسعیاہ ۱: ۱۱ جہاں انہی جانوروں کا ذکر ہے جو یہاں مذکور ہیں۔

"چڑھاؤنگا" یعنی قربانی تیار کرونگا (۱-سلاطین ۱۸: ۲۳ و خروج ۲۹: ۳۶)

۱۶ سے ۲۰۔ سب خدا ترسوں کو حکم ہے کہ سُنیں کہ خدا نے متکلم کے لئے کیا کچھ کیا ہے۔

۱۶۔ "اے خدا سے ڈرنے والو" خواہ اسرائیلی ہوں خواہ غیر اسرائیلی۔

"میری جان کے لئے" یعنی جب میری جان خطرے میں تھی۔ اگر متکلم یہاں

حزقیاہ ہو تو وہ اپنی ہی جان کا خیال کرتا ہوگا (یسعیاہ ۳۸: ۱۷) یا اپنی قوم کی جان کا جس کا وہ نمائندہ تھا۔ ان دونوں کے لئے اُس نے دعا مانگی تھی (یسعیاہ ۳۷: ۱۵ و ۳۸: ۱۷) ایک کی جان کی سلامتی دوسرے کی جان کی سلامتی کی گویا ضمانت تھی (یسعیاہ ۳۸: ۶)

۱۸ و ۱۹۔ ریاکار آدمی اس کا مستحق نہیں کہ اس کی دعا سُنی جائے۔ لیکن اس کو بھروسہ ہے کہ اس کی دعا مقبول ہوگی۔ یہ خودستائی نہیں حزقیاہ کا عقیدہ یہ تھا (یسعیاہ ۳۸: ۳ و زبور ۷: ۱۱ و ۱۸: ۲۰ و ایوب ۱۶: ۱۷ اور یسعیاہ ۱: ۱۵ و ۵۹: ۱-۳ و ۱-یوحنا ۳: ۲۱)

۶۷ زبور

یہ بھی خوشی کا مزمور ہے۔ غالباً عید فسح کے وقت پہلے دو مزامیر کے ساتھ ہیکل کی عبادت میں گایا جاتا تھا۔ خاص کر جب فصل اکٹھی کی جاتی تھی عید پنتیکوست یا عید خیام کے موقع پر۔

اس کے تین حصے ہیں:-

اوّل ۱ و ۲۔ آیت خدا کی اُمت خدا کی برکت کے لئے التجا کرتی ہے۔

دوم ۳ و ۴) ساری قومیں خدا کی عبادت میں ان کے ساتھ خوش ہوں اور زمین پر اس کی بادشاہی قائم ہونے کے لئے خوشی منائیں۔

سوم ۵-۷) وہ ضرور شریک ہونگے۔ خدا نے اسرائیل کو کثرت سے فصل عطا کی۔

اس مزمور میں نہ صرف فصل کی کثرت کے لئے شکر گذاری ہے بلکہ کسی بڑی رہائی کی طرف اشارہ ہے جس کا اثر قوموں پر ہوا تھا۔

اُس زمانے کے انبیا اس امر کے منتظر تھے کہ مسیح کی سلطنت جلد قائم ہوگی جب کہ اسوریوں کا ظلم ختم ہو جائیگا۔ (یسعیاہ ۱۰: ۲۳-۱۱: ۹ تک و میکاہ ۵: ۲)

چرچ اوف انگلینڈ کی کتاب میں شمعون کے گیت کے عوض جب وہ نہ گایا جائے تو اس مزمور کے پڑھے یا گائے جانے کی ہدایت ہے۔

زبور ۶۷

میر مغنی کے لئے تار دار سازوں کے ساتھ مزمور یعنی گیت۔

(۱) خدا ہم پر رحم کرے اور ہم کو برکت بخشے اور اپنے چہرہ کو ہم پر جلوہ گر فرمائے (سلاہ)۔ (۲) تاکہ تیری راہ زمین پر ظاہر ہو جائے اور تیری نجات سب قوموں پر۔ (۳) اے خدا۔ لوگ تیری تعریف کریں۔ سب لوگ تیری تعریف کریں۔ (۴) اُمتیں خوش ہوں اور خوشی سے للکاریں کیونکہ تو راستی سے لوگوں کی عدالت کریگا اور زمین کی اُمتوں پر حکومت کریگا۔ (سلاہ)۔ (۵) اے خدا۔ لوگ تیری تعریف کریں۔ سب لوگ تیری تعریف کریں (۶) زمین نے اپنی پیداوار دیدی۔ خدا یعنی ہمارا خدا ہم کو برکت دیگا۔ (۷) خدا ہم کو برکت دیگا اور زمین کی انتہا تک سب لوگ اُس کا ڈر مانینگے۔

---

۱ و ۲۔ اس برکت کا مدعا جس کے لئے اسرائیل دعا کرتا ہے یہ ہے کہ سارے جہان کو خدا کا علم حاصل ہو۔

۱۔ یہ مزمور ان الفاظ سے شروع ہوتا ہے جو کاہنی برکت میں پائے جاتے ہیں (گنتی ۶: ۲۴) اس کے بعد کا مزمور اُس دعا سے شروع ہوتا ہے جو عہد کے صندوق کی روانگی کے وقت استعمال ہوتی تھی۔ (گنتی ۱۰: ۳۵) اسی طرح اس کاہنی برکت کی جھلک مزمور ۴: ۶ و ۲۹ :۱۱ و ۳۱: ۱۶ و ۸۰: ۳ و ۷ و ۱۹ میں بھی پائی جاتی ہے۔

"خدا ہم پر رحم کرے" یا ہم پر مہربان ہو۔ یا یہوواہ کی جگہ لفظ خدا استعمال ہوا۔

"ہم پر" یا ہمارے ساتھ۔ اس سے اس خیال کی طرف اشارہ ہے کہ خدا کی مہربانی ہی کی اُمت کے ساتھ رہتی ہے۔

"سیلاہ" راگ بند ہو کر باجا بجتا رہے۔ بعضوں کا خیال ہے کہ اس کی اصلی جگہ ۲ آیت کے آخر میں تھی۔

۲۔ خدا جو مہربانی اسرائیل پر ظاہر کرتا ہے اس سے قوموں پر ظاہر ہو جائیگا کہ یہ کیسا خدا ہے اور وہ بھی اس کی عبادت کی آرزومند ہونگی۔ خدا آدمیوں سے مہربانی کا سلوک کرتا ہے جیسا کہ اگلی آیت سے ظاہر ہے جس پرانے انگریزی لفظ کا ترجمہ "نجات" کیا گیا اس کے معنی شفا بخش طاقت۔ مخلصی اور نجات ہیں۔

۳ و ۴۔ ساری قومیں اسرائیل کے خدا کو اپنا خدا مانیں۔

۴۔ "حکومت کریگا" یا رہبری کریگا جیسے اُس نے بیابان میں اسرائیل کی رہبری کی تھی۔

۵۔ ۷۔ کثرت کی فصل کے موقعہ پر یہ مزمور استعمال ہوتا تھا۔

۶۔ زمین نے اپنا حاصل دیدیا جیسا خدا نے احبار ۲۶: ۴ میں وعدہ کیا تھا۔ مقابلہ کرو زبور ۸۵: ۱۲ و ۶۵: ۹ تا ۱۳۔

فصل کی کثرت کے باعث وہ خدا کے شکر گذار ہیں اور ان کا بھروسہ ہے کہ خدا کی برکت جاری رہیگی۔ اور باقی قومیں بھی اُس کا ڈر مانینگی اور اس کی عبادت کرینگی۔

---

۶۸ زبور

اس مزمور کا مضمون یہ ہے کہ خدا فتح پاتے جا رہا ہے۔ زمانہ ماضی میں اس کی سلطنت اسرائیل میں قائم ہوئی تھی اور آیندہ کو بھی ساری مخالفت جاتی رہیگی۔

یشوع کے زمانہ سے لے کر مکابیوں کے زمانہ تک اس مزمور کے مختلف موقعے اور تاریخیں پیش کی گئی ہیں۔

جو لوگ اس کے عنوان کو صحیح مانتے ہیں وہ تو اس مزمور کو داؤد کی تصنیف مانتے ہیں لیکن ان کا اس امر پر اتفاق نہیں کہ داؤد کی زندگی کے کس موقع کے لئے یہ تیار ہوا۔ بعضوں نے سمجھا کہ جب عہد کے صندوق کو صیہون کی طرف لے جانے لگے (۲۔ سموئیل ۶) بعضوں کی رائے ہیں جب کسی فتح کے وقت جلوس نکالا گیا۔ یا داؤد کی عام فتوحات کی یادگار میں جب عہد کے صندوق کو سلیمان کی ہیکل میں لے گئے۔ یا جب یاہوسفط یہورام نے موآب پر فتح پائی۔ یا جب حزقیاہ کے عہد سلطنت میں اسوریوں کو شکست ہوئی یا بابل کی اسیری کے آخری ایام کی یادگار میں یا بابل سے واپسی کی یادگار میں الغرض طرح طرح کے موقعے اس کی تصنیف سے منسوب کئے گئے۔ اکثروں کی رائے یہ ہے کہ یہ مزمور یسعیاہ ۲۴ تا ۲۷ پر حصر رکھتا ہے اس لئے غالباً ۲۰۰ق م اور ۱۸۰ ق م کے درمیان لکھا گیا۔ خواہ موقعہ کوئی بھی ہو یہ مزمور نہایت بلند و بالا خیالات سے پُر ہے اور یہ یقین دلایا گیا ہے کہ آخر کار خدا فتحیاب ہوگا اور ساری دنیا کا بادشاہ مانا جائیگا۔

جب صلیبی جنگ کرنے والے مقدس زمین کو فتح کرنے نکلے تو وہ یہی مزمور گاتے تھے۔

جب ساوانرولا اپنے راہبوں کے ساتھ آتش آزمائش کے لئے روانہ ہوئے تو یہی زبور ان کی وردِ زبان تھا۔ ہوگی ناٹس (Huguenots) اس مزمور کو جنگوں کا مزمور کہتے تھے جب کرام ویل نے صبح ہوتے ہی لزلی کی فوج پر حملہ کیا تو اسے استعمال کیا۔

یہودی عبادت خانوں میں پنتیکوست کی عید کے وقت یہ گیت گاتے تھے کیونکہ اس کی ۷ و ۸ آیتوں میں کوہ سینا پر شریعت دیئے جانے کی طرف اشارہ ہے۔

یہ وٹ سنڈے کے خاص مزامیر میں شامل ہے کیونکہ پولس نے اس کی ۱۸ ویں آیت کا استعمال کیا۔

اس میں کچھ شک نہیں کہ یہ مسیحانہ مزمور ہے اگرچہ اس میں مسیح کے آنے کی کوئی پیشینگوئی نہیں لیکن اس میں عام خیال یہ ہے کہ خدا اپنی امت کے درمیان حاضر ہے اور سکونت رکھتا ہے جس کی پوری حقیقت تجسم مسیح میں ظاہر ہوئی۔

مفصلہ ذیل فہرست اس مزمور کے مضامین کی ہے۔

اول - دیباچہ (۱-۶)

(۱) خدا اپنی حضوری جلال ظاہر کریگا۔ (۱-۳)

(۲) مزمور نویس اپنے ہم وطنوں سے درخواست کرتا ہے کہ خدا کی آمد کا خیر مقدم کریں اور اس کے لئے راہ تیار کریں۔ (۴-۶)

دوم - خدا کی فاتحانہ قوت اور محبت کا ثبوت اسرائیل کی تاریخ میں (۷-۱۸)

(۱) مصر سے خروج اور فلسطین میں داخل ہونا (۷-۱۰)

(۲) فلسطین کا فتح کرنا - (۱۱-۱۴)

(۳) صیحون کا انتخاب (۱۵-۱۸)

سوم - مزمور نویس زمانہ ماضی سے حال اور مستقبل کی طرف متوجہ ہوتا ہے (۱۹-۳۵)

(۱) خدا اپنی امت کا نجات دہندہ ہے۔ وہ دشمنوں سے انتقام لیگا (۱۹-۲۳)

(۲) جب بنی اسرائیل کا اتحاد ہوگا تو خدا کی فتح کا ایک اور ثبوت ملیگا - (۲۴-۲۷)

(۳) مزمور نویس دعا کرتا ہے کہ خدا اپنی طاقت ظاہر کریگا اور ساری مخالفت کو مغلوب کریگا - (۲۸-۳۱)

(۴) ساری قوموں کو دعوت ہے کہ اسرائیل کے خدا کی تعریف اور اس کی مہربانی کی

حکومت کا اقرار کریں - (۳۲-۳۵)

زبور ۶۸ - میر مغنی کے لئے داؤد کا مزمور یعنی گیت -

(۱) خدا اٹھے - اس کے دشمن پراگندہ ہوں - اس سے عداوت رکھنے والے اس کے سامنے سے بھاگ جائیں - (۲) جیسے دھواں اڑ جاتا ہے ویسے ہی تو ان کو اڑا دے - جیسے موم آگ کے سامنے پگھل جاتا ہے ویسے ہی شریر خدا کے حضور فنا ہو جائیں - (۳) لیکن صادق خوشی منائیں - وہ خدا کے حضور شادمان ہوں بلکہ وہ خوشی سے پھولے نہ سمائیں - (۴) خدا کے لئے گاؤ - اس کے نام کی مدح سرائی کرو - صحرا کے سوار کے لئے شاہراہ تیار کرو - اس کا نام یاہ ہے اور تم اس کے حضور شادمان ہو - (۵) خدا اپنے مقدس مکان میں یتیموں کا باپ اور بیواؤں کا دادرس ہے - (۶) خدا تنہا کو خاندان بخشتا ہے - وہ قیدیوں کو آزاد کر کے اقبال مند کرتا ہے لیکن سرکش خشک زمین میں رہتے ہیں - (۷) اے خدا جب تو اپنے لوگوں کے آگے آگے چلا - جب تو بیابان میں سے گذرا - (سلاہ) (۸) تو زمین کانپ اٹھی - خدا کے حضور آسمان ٹوٹ پڑا - بلکہ کوہ سینا بھی خدا کے حضور - اسرائیل کے خدا کے حضور کانپ اٹھا - (۹) اے خدا - تو نے خوب مینہ برسایا - تو نے اپنی خشک میراث کو تازگی بخشی (۱۰) تیرے لوگ اس میں بسنے لگے - اے خدا تو نے اپنے فیض سے غریبوں کے لئے اسے تیار کیا - (۱۱) خدا حکم دیتا ہے - خوشخبری دینے والیاں فوج کی فوج ہیں - (۱۲) لشکروں کے بادشاہ بھاگتے ہیں - وہ بھاگ جاتے ہیں اور عورت گھر میں بیٹھی بیٹھی لوٹ کا مال بانٹتی ہے - (۱۳) جب تم بھیڑ سالوں میں پڑے رہتے ہو تو اس کبوتر کی مانند ہو گے جس کے بازو گویا چاندی سے اور پر خالص سونے سے منڈھے ہوئے ہوں - (۱۴) جب قادر مطلق نے بادشاہوں کو اس میں پراگندہ کیا تو ایسا حال ہو گیا گویا ضلمون پر برف پڑ رہی تھی - (۱۵) بسن کا پہاڑ خدا کا پہاڑ ہے - بسن کا پہاڑ اونچا پہاڑ ہے - (۱۶) اے اونچے پہاڑو - تم اس پہاڑ کو کیوں تاکتے ہو جسے خدا نے اپنی سکونت کے لئے پسند کیا ہے؟ بلکہ خداوند اس میں ابد تک رہیگا - (۱۷) خدا کے رتھ بیس ہزار بلکہ ہزارہا ہزار ہیں - خداوند

جیسا کوہِ سینا میں ویسا ہی اُن کے درمیان مَقدِس میں ہے۔ (۱۸) تُو نے عالمِ بالا کو صعود فرمایا۔ تُو قیدیوں کو ساتھ لے گیا۔ تجھے لوگوں سے بلکہ سرکشوں سے بھی ہدیے ملے تاکہ خداوند خدا اُن کے ساتھ رہے۔ (۱۹) خداوند مبارک ہو جو ہر روز ہمارا بوجھ اُٹھاتا ہے۔ وہی ہمارا نجات دینے والا خدا ہے۔ (سلاہ) (۲۰) خدا ہمارے لئے چھڑانے والا خدا ہے اور موت سے بچنے کی راہیں بھی خداوند خدا کی ہیں۔ (۲۱) لیکن خداوند اپنے دشمنوں کے سر کو اور متواتر گناہ کرنے والے کی بالدار کھوپڑی کو چیر ڈالیگا۔ (۲۲) خداوند نے فرمایا میں اُن کو بسن سے نکال لاؤنگا۔ میں اُن کو سمندر کی تہ سے نکال لاؤنگا۔ (۲۳) تاکہ تو اپنا پاؤں خون سے تر کرے۔ اور تیرے دشمن تیرے کتوں کے مُنہ کا نوالہ بنیں۔ (۲۴) اے خدا۔ لوگوں نے تیری آمد دیکھی۔ مقدِس میں میرے خدا میرے بادشاہ کی آمد۔ (۲۵) گانے والے آگے آگے اور بجانے والے پیچھے پیچھے چلے۔ دف بجانے والی جوان لڑکیاں بیچ میں۔ (۲۶) تم جو اسرائیل کے چشمہ سے ہو خداوند کو مبارک کہو۔ ہاں مجمع میں خدا کو مبارک کہو۔ (۲۷) وہاں چھوٹا بنیمین اُن کا حاکم ہے یہوداہ کے اُمرا اور اُن کے مشیر۔ زبولون کے اُمرا اور نفتالی کے اُمرا ہیں۔ (۲۸) تیرے خدا نے تیری پائداری کا حکم دیا ہے۔ اے خدا۔ جو کچھ تُو نے ہمارے لئے کیا ہے اُسے پائداری بخش۔ (۲۹) تیری ہیکل کے سبب سے جو یروشلیم میں ہے بادشاہ تیرے پاس ہدیے لائینگے۔ (۳۰) تُو نیستان کے جنگلی جانوروں کو دھمکا دے۔ سانڈوں کے غول کو اور قوموں کے بچھڑوں کو جو چاندی کے سکّوں کو پامال کرتے ہیں اُس نے جنگجو قوموں کو پراگندہ کر دیا ہے۔ (۳۱) اُمرا مصر سے آئینگے۔ کوش خدا کی طرف اپنے ہاتھ بڑھانے میں جلدی کریگا۔ (۳۲) اے زمین کی مملکتو۔ خدا کے لئے گاؤ۔ خداوند کی مدح سرائی کرو۔ (سلاہ) (۳۳) اُسی کی جو قدیم سے فلک الافلاک پر سوار ہے۔ دیکھو وہ اپنی آواز بلند کرتا ہے۔ اُس کی آواز میں قدرت ہے (۳۴) خدا ہی کی تعظیم کرو۔ اُس کی حشمت اسرائیل میں ہے اور اُس کی قدرت افلاک پر۔ اے خدا تُو اپنے مقدسوں میں مہیب ہے (۳۵) اسرائیل کا خدا ہی اپنے لوگوں کو زور اور توانائی بخشتا ہے۔ خدا مبارک ہو۔

۱-۳۔ خدا کی آمد سے اُس کے دشمنوں میں دہشت اور تباہی پیدا ہو جاتی ہے لیکن اُس کی اُمّت میں برکت اور خوشی۔

۱۔ زبور ۶۸ کا آغاز گنتی ۶: ۲۴ کی کاہنی برکت سے ہُوا اور ۶۸ زبور کا شروع اُس دعا پر مبنی ہے جو عہد کے صندوق کی روانگی کے وقت مانگی جاتی تھی (گنتی ۱۰: ۳۵)

۲۔ ہوا کے آگے دھوئیں کا منتشر ہونا کا لعدم ہونے کی مناسب تشبیہ ہے (۳۷: ۲۰ و ہوسیع ۱۳: ۳) اور موم کا پگھلنا اس امر کا نشان ہے کہ اُن میں مقابلہ کی کوئی تاب نہیں رہی ۹۷: ۵ و میکاہ ۱: ۴)

۳۔ "صادق" اِس سے خدا کی اُمّت مراد ہے اپنی بلاہٹ کے لحاظ سے اور شریر غیر اقوام ہیں۔

۴-۶۔ خدا کے لوگوں کو دعوت دی گئی کہ وہ خدا کی آمد کا خیر مقدم کریں اور اس کی آمد کے لئے تیار ہو جائیں۔

۴۔ جو کچھ خدا نے اپنے بارے میں منکشف کیا اُس کے لئے خدا کی تعریف کریں خدا کی آمد کا ذکر ایک مشرقی بادشاہ کی آمد کے طور پر ہُوا ہے۔ مقابلہ کرو یسعیاہ ۵۷: ۱۴ و ۶۲: ۱۰ سے

"یاہ" یہواہ کا اختصار ہے (خروج ۱۵: ۲) ہللویاہ میں بھی لفظ آتا ہے۔ یاہ کی تعریف کرو۔

۵۔ یتیموں اور بیواؤں۔ بیکسوں اور بیچاروں پر مشتمل ہے خدا جن کی خاص طور سے حفاظت کرتا ہے۔ (زبور ۱۰: ۱۴ و ۱۴۶: ۹ و ہوسیع ۱۴: ۳) نیز دیکھو ملاکی ۳: ۵۔

"مقدس مکان" سے ہیکل مراد نہیں بلکہ آسمان (استثنا ۲۶: ۱۵ + یرمیاہ ۲۵: ۳۰ و زکریاہ ۲: ۱۳)

۶۔ یہاں خدا کے عام برتاؤ کے اصولوں کا ذکر ہے خاص کر بنی اسرائیل کے ملک کنعان میں قائم ہونے کے متعلق۔

۷-۱۸۔ اس عام دیباچہ کے بعد مزمور نویس نے خدا کی ظفریاب قوت اور اپنی اُمت سے محبت کے ثبوت میں اسرائیل کی گذشتہ تاریخ کو دُہرایا۔

۷-۱۰- مصر سے خروج اور کنعان میں داخلہ۔

۷ و ۸- یہ آیات کچھ کمی بیشی کے ساتھ دبورہ کے گیت سے لی گئیں (قاضی ۵: ۴ و ۵)
جب خدا بنی اسرائیل کو مصر سے نکال لایا تو خدا ان کے آگے آگے رہنمائی کرتا تھا۔
(خروج ۱۳: ۲۱ و میکاہ ۲: ۱۳) اور کوہ سینا پر خدا کا ظہور ہوا۔ بجلی و بھونچال اور آندھی اس
کی حضوری اور قوت کے نشان تھے (خروج ۱۹: ۱۶ و زبور ۱۸: ۷ و حبقوق ۳:
۳ وغیرہ)

اس مزمور میں تین دفعہ لفظ سلاہ بند کے آخر میں نہیں بلکہ بند کی پہلی آیت کے آخر
میں آیا ہے (۷ و ۱۹ و ۳۲)

۸- "خدا کے حضور" دیکھو ۲ و ۳ و ۴ آیات۔
"اسرائیل کے خدا" یہ قابل لحاظ ہے کوہ سینا کے مکاشفہ کے وقت سے
یہوواہ اور اس کی امت کے درمیان عہد باندھا گیا۔ (خروج ۲۴: ۸ و ۱۰)

۹- بعض سمجھتے ہیں کہ یہاں من و سلویٰ کے آسمان سے گرنے کی طرف اشارہ ہے
(خروج ۱۶: ۴ و زبور ۷۸: ۲۴ و ۲۷) یا عام طور پر عام برکتیں جو بیابان میں اُن
پر نازل ہوئیں۔
"اپنی خشک میراث کو" کنعان میں بنی اسرائیل کے آباد ہونے کے وقت۔ یہ موعود
زمین خدا کی میراث کہلاتی ہے۔ (خروج ۱۵: ۱۷ و یرمیاہ ۲: ۷ و زبور ۷۹: ۱)

۱۰- "تیرے لوگ" فوج کا دستہ یا خاندان۔

۱۱-۱۴- ان فتوحات کا ذکر جن کے ذریعہ کنعان فتح ہوا تھا۔ نہ صرف یشوع کے
ایام میں بلکہ قاضیوں کے ایام میں بھی۔

۱۱- "حکم" یہ شاہانہ حکم ہے۔ صرف اُس کے کہنے کی دیر ہے کہ فتح حاصل ہوتی ہے۔
فوراً عورتوں کے گانے کی آواز آتی ہے جو فتح کی خوشخبری کا اعلان کر رہی ہیں۔ یہ عام
دستور تھا (خروج ۱۵: ۲۰ و قاضی ۵ باب۔ ۱۱: ۳۴ و ۱۔ سموئیل ۱۸: ۶)
۱۲-۱۴ میں بھی دبورہ کے گیت کی طرف اشارے ہیں۔

۱۲- "لشکروں کے بادشاہ" بمقابلہ لشکروں کے یہوواہ کے۔ ان بادشاہوں کے
پاس خواہ کتنے ہی لشکر ہوں پر وہ یہوواہ کے لشکروں کا مقابلہ نہیں کر سکتے۔

گھر میں بیٹھی بیٹھی (قاضی ۵: ۳۰) فتح حاصل ہوئی اور جنگی مرد غنیمت کا مال لے
کر گھروں کو واپس جاتے ہیں اور گھر کی مالکہ لوٹ کے مال کو اپنے خاندان
میں تقسیم کر رہی ہے (قاضی ۸: ۲۶ و ۲۔ سموئیل ۱: ۲۴ و ۲۔ سلاطین ۷: ۸ و ۱۵)

۱۳- غالباً یہاں کسی قدیم گیت کی طرف اشارہ تھا اور اس وقت لوگ اس کے معنی سمجھ
سکتے ہونگے لیکن ہمارے لئے اس کے معنی سمجھنا مشکل ہے۔
(ا) پہلے مصرع میں قاضی ۵: ۱۶ کی طرف اشارہ معلوم ہوتا ہے۔ (نیز مقابلہ کرو پیدائش
۴۹: ۱۴) دبورہ روبن کو اس کی بزدلی پر ملامت کر رہی ہے۔
(ب) دوسرے مصرعوں میں یہ تشبیہ ہے کہ فاختہ آفتاب میں پڑی دھوپ سینک
رہی ہے جو ایام صلح و امن کا نشان ہے۔

۱۴- اس آیت کے معنی بھی مشتبہ ہیں۔
ضلمون کا جنگل بھرا ہوا سکم کے نزدیک تھا جہاں سے ابی ملک لکڑیاں کاٹ کر لے گیا
تاکہ سکم کے برج کو جلا دے (قاضی ۹: ۴۸)
اس لفظ ضلمون کے معنی "تاریک" یا سایہ دار ہیں اس لئے شاید ظلمون لکھنا مناسب
ہوگا۔ کالا پہاڑ سے اگر سکم کے نزدیک کا پہاڑ مراد ہو تو اس کی وجہ یہ ہوگی کہ وہ ملک
کے وسط میں تھا یا اس کا تعلق کسی ایسے تاریخی واقعہ سے ہوگا جو اب ہم کو معلوم نہیں۔
"قادر مطلق" ایل شدائے" خدا کا یہ نام صرف ایک اور جگہ زبور کی کتاب میں آیا ہے
(۹۱: ۱)
یعنی دشمنوں کی ہڈیوں سے سارا پہاڑ ایسا ہو گیا کہ اُس پر برف پڑی ہو۔
بعضوں نے اس کے یہ معنی بھی لئے ہیں کہ خدا نے بنی اسرائیل کی طرف سے جنگ
کی اور دشمن اُس کے آگے سے ایسے بھاگے جیسے برف کے پر کالے آندھی کے آگے
اُڑتے ہیں۔ یا یہ معنی کہ اُس وقت برفانی طوفان برپا ہوا تھا جس کی وجہ سے دشمنوں کو
شکست فاش ملی۔

۱۵-۱۸- اُس سرزمین کی فتح کے بعد خدا نے اپنا مسکن بسن کے شاندار پہاڑوں میں
قائم نہیں کیا بلکہ صیحون کے چھوٹے سے پہاڑ میں۔

۱۵- یہاں شاید کوہ حرمون مراد ہے جو فلسطین کے سارے پہاڑوں میں سے شاندار

ہے اور یہ بسن کی شمالی سرحد تھی۔ اس لئے یہ خدا کا پہاڑ کہلایا یعنی خدا کی رہائش کے شایاں اور چونکہ بسن کا علاقہ سب سے پہلے فتح ہوا اس لئے یہ ایک طرح سے اس کا حق بھی تھا۔

۱۶۔ لیکن خدا نے ایک چھوٹے پہاڑ کو مسکن بنایا اس لئے یہ شاندار پہاڑ گویا حسد سے اُس پر نگاہ ڈالتے ہیں۔ کوہ سینا عارضی طور پر خدا کا مسکن رہا (خروج ۲۴: ۱۶)۔ لیکن صیحون پر خدا ہمیشہ رہیگا۔ جیسے خدا نے صیحون کے چننے میں عمل کیا ویسے ہی وہ آدمیوں کے ساتھ سلوک کرتا ہے۔ (مقابلہ کرو ۱۔ کرنتھی ۱: ۲۶-۲۹)

۱۷۔ خدا صیحون میں فاتح کے طور پر داخل ہو رہا ہے۔ خدا کی رتھیں (دانی ایل ۷: ۱۰) کوہ سینا پر جو خدا کا جلال منکشف ہوا وہ اب صیحون میں منتقل ہو گیا (استثنا ۳۳: ۲)

۱۸۔ "عالم بالا پر" بعض مقامات میں اس سے آسمان مراد ہے اگرچہ صیحون کی بلندی کا ذکر بھی ہوا ہے۔ (یرمیاہ ۳۱: ۱۲)

"قیدیوں کو ساتھ لے گیا" مقابلہ کرو قاضی ۵: ۱۲ سے۔ نئے ترجمہ میں یہ ہے "تیری اسیری" یعنی جو دشمن اسیر ہوئے۔ باغی آسمانی طاقتیں مراد نہیں یسعیاہ ۲۴: ۲۱)

"ہدیے" جو ندلے بادشاہ کے سامنے جو خدا کا نمائندہ تھا پیش کئے گئے اور ہیکل کی خدمت کے لئے مخصوص کئے گئے (۲۔ سموئیل ۸: ۲، ۶ و ۱۰ و ۱۔ سلاطین ۴: ۲۱) یعنی یہ سرکش نہیں اور ان کی اولاد بھی یاہ خدا کی اطاعت پر قانع ہے۔ پولس رسول نے اس آیت کا حوالہ دیا (افسیوں ۴: ۸) اور غالباً پولس رسول کے دنوں میں جو اس آیت کا مطلب یہودی سمجھتے تھے اس کے مطابق اُس نے معنی لئے کہ مسیح نے آسمان پر جا کر آدمیوں کو روحانی انعام عطا کئے۔ اس تاویل اور تبدیلی کی وجہ غالباً یہ ہوگی کہ یہودی تارگم میں اس آیت کا یوں ترجمہ کیا "اے موسیٰ نبی تو آسمان پر چڑھا۔ تُو نے اسیری کو اسیر کیا۔ تو نے شریعت کی باتیں سکھائیں۔ تُو نے بنی آدم کو انعام دئے"۔ اسی طرح سریانی ترجمہ میں اس یہودی تفسیر کا اثر ہوا کیونکہ وہاں یہ ترجمہ ہوا "تُو نے بنی آدم کو انعام دئے"۔ یہ قابل غور ہے کہ یہ تارگم اپنی موجودہ صورت میں پولس کے زمانے کے پیچھے تیار ہوا۔ لیکن ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ تاویل و تشریح اُن دنوں میں مروج تھی اور پولس رسول نے اسی مروجہ

تشریح کے مطابق معنی لئے۔ یا ہواہ کا اسرائیل کے دشمنوں پر غالب آنا اس فتح کا نشان تھا جو مسیح نے روحانی دشمنوں پر حاصل کی۔ مسیح آسمان پر چڑھ گیا اور بدی کی شکست یافتہ طاقتوں کو اسیر کر کے لے گیا (کلسیوں ۲: ۱۵) وہاں وہ آدمیوں سے نذرانے لینے کی بجائے انعام نازل کرتا ہے۔

۱۹-۲۳۔ اس زبور کا دوسرا حصہ (۱۹-۳۵) یہاں شروع ہوتا ہے۔ زمانہ ماضی میں خدا نے جو فتح حاصل کی تھی اُس پر غور کرتے ہوئے وہ زمانہ حال اور مستقبل کی طرف متوجہ ہوتا ہے۔ خدا ہمیشہ نجات دہندہ رہیگا۔ وہ اپنی امت کے دشمنوں سے انتقام لیگا۔

۱۹۔ "خداوند مبارک ہو" یہاں بھی دبورہ کے گیت کی گونج سنائی دیتی ہے۔ (قاضی ۵: ۲ و ۹)

"جو ہر روز ہمارا بوجھ اٹھاتا ہے" یا "جو ہر روز ہمیں اٹھاتا ہے"۔ یسعیاہ ۴۶: ۳ و ۴ میں یہی لفظ آیا ہے۔ نیز دیکھو خروج ۱۹: ۴ و استثنا ۱: ۳۱ و زبور ۲۸: ۹ کو۔ نئے ترجمہ کے حاشیہ میں یہ ترجمہ ہے "روز بروز خداوند کی حمد ہو۔ اگر کوئی ہم پر ظلم کرے تو خدا ہماری نجات ہے"۔ نئے ترجمے میں بھی یوں آیا ہے "ہاں خدا جو ہماری نجات ہے"۔

"سلاہ" کے متعلق دیکھو آیت ۷ کی شرح۔

۲۰۔ "نجات دینے والا خدا" یا نجاتوں کا خدا کیونکہ اس نے بار ہا بنی اسرائیل کو خلاصی دی۔ "یہوواہ" خدا کا مقدس نام تھا جس کی جگہ یہودیوں نے ادونائی پڑھا کیونکہ وہ مقدس نام کے لینے اور پڑھنے سے ڈرتے تھے۔ وہ خدا موت سے بھی بچا سکتا ہے۔ (۱۔ کرنتھی ۱۰: ۱۳) گو قوم اسرائیل مصر میں مردہ حالت میں تھی اُس نے اس کو قبر میں سے نکال کر نئی زندگی بخشی (۱۔ سموئیل ۲: ۶ و ہوسیع ۶: ۲ و حزقی ایل ۳۷: ۱)

۲۱۔ "خداوند ..... سر کو ....." (قاضی ۵: ۲۶ و حبقوق ۳: ۱۳ و ۱۴) "بال دار کھوپڑی" سپاہیوں کے لمبے بالوں کا ذکر محض اس لئے آیا کہ وہ طاقت اور گھمنڈ کا نشان تھا بلکہ قدیم زمانے میں لمبے بالوں کے رکھنے کا دستور تھا جب انہوں نے منت مانی ہو وہ بالوں کو نہ منڈواتے تھے کیونکہ وہ اپنے سروں کو

اس کام کے لئے مخصوص کرتے تھے اور جب وہ کام ہو جاتا تو سر منڈواتے۔ (استثنا ۳۲: ۴۲)

۲۲۔ مزمور نویس کسی قدیم وعدے کا ذکر کرتا ہے جیسے گنتی ۲۱: ۳۴ میں مذکور ہے یا خدا کے کسی تازہ پیغام کا اعلان کرتا ہے۔

"پھر نکال لاؤنگا" (میکاہ ۴: ۱۱-۱۳) یہ یہودیوں میں عام عقیدہ تھا۔ تالمود میں ایک قصہ ہے کہ رومی یروشلم کی بربادی کے بعد چند نوجوانوں اور دوشیزوں کو پکڑ کر روم کو لے چلے جہاں موت سے بھی اشد سزا ملنے والی تھی تو ان لوگوں نے جہاز میں سے سمندر میں انہی الفاظ پر بھروسہ کر کے چھلانگیں ماریں۔ لیکن انگریزی نئے ترجمہ کے مطابق یہاں ان دشمنوں کی طرف اشارہ ہے جن کا ذکر ۲۱ و ۲۳ آیت میں آتا ہے گو وہ بسن کے چٹانوں کی غاروں میں چھپ جائیں یا سمندر کی تہ میں جا پہنچیں تو بھی وہ بچ نہ سکینگے بلکہ خدا اُن کو نکال لائیگا تاکہ وہ واجبی سزا پائیں۔ مقابلہ کرو عاموس ۹: ۲ و ۳ سے جہاں یہوواہ گنہگار بنی اسرائیلیوں کو متنبہ کرتا ہے کہ اُن کو سزا سے کوئی پناہ گاہ بچا نہیں سکتی۔

۲۳۔ اسرائیل کے دشمنوں کی سزا اٹل ہے۔ (یسعیاہ ۳۴ سے ۶۶ باب تک)

۲۴-۲۷۔ ہیکل میں شکرگذاری کے اظہار کا نقشہ ہے۔ لیکن یہ صاف نہیں کہ یہ نقشہ ماضی، حال یا مستقبل کا نقشہ ہے۔

۲۴۔ "آمد دیکھی ہے" اس میں سب لوگ شامل ہیں جو خدا اور اس کے دشمنوں کے درمیان جنگ کو دیکھ رہے تھے۔

"آمد" یعنی اس جلوس کی شان و شوکت۔

"میرے بادشاہ" اب خدا اپنی امت کا سردار ہے اور اپنی بادشاہی کا اظہار کر رہا ہے۔

"مقدس میں" جہاں وہ داخل ہو کر اب آرام کرتا ہے۔ بعضوں نے یہاں یہ ترجمہ کیا ہے "قدسیت میں"

۲۵۔ "بجانے والے" یعنی مغنی۔

"جوان لڑکیاں" جو دف بجاتی تھیں بحیرہ قلزم کے عبور کا نظارہ نظر آتا ہے

(خروج ۱۵: ۲۰)

یہ آیت اس جلوس کے گیت کا ایک مصرع ہے۔

۲۶۔ "اسرائیل کے چشمے سے ہو" مقابلہ کرو زبور ۱۸: ۲۶ و قاضی ۵: ۲ و ۹ سے۔ بعضوں کا خیال ہے کہ یہ چشمہ ہیکل ہے۔ لیکن انگریزی نئے ترجمے کے مطابق یہاں وہ قدیم بزرگ مراد ہے جہاں سے یہ قوم پیدا ہوئی (یسعیاہ ۴۸: ۱ و ۵۱: ۲ و استثنا ۳۳: ۲۸) تیسری رائے یہ ہے کہ یہ چشمہ خود خداوند ہے (یرمیاہ ۲: ۱۳ و ۱۷: ۱۳ و زبور ۳۶: ۹)

۲۷۔ چار فرقوں کے نمایندے اس جلوس میں حصہ لیتے ہیں۔ یہوداہ اور بنیامین جنوب کے باشندے جن کے درمیان یروشلم حد فاصل تھی اور ہیکل اس علاقہ میں واقع تھی جو بنیامین کے حصے میں آیا تھا (استثنا ۳۳: ۱۲ و یشوع ۱۸: ۱۶) لیکن شمال کی نمایندگی زبولون اور افرائیم سے منسوب کی گئی۔ دبورہ کے گیت میں ان کی بہادری کا ذکر ہے (قاضی ۵: ۱۸) جس گیت کی طرف کئی اشارے اس مزمور میں پائے جاتے ہیں۔ بعض لوگ جو اس مزمور کو اسیری کے بعد کی تصنیف سمجھتے ہیں وہ اسے یسعیاہ ۹: ۱ کی نبوت سے منسوب کرتے ہیں۔ وہاں ان دو فرقوں نے زیادہ دکھ اٹھایا عاموس (۹: ۱۱) اور ہوسیع (۳: ۵) سے لے کر سارے انبیا بنی اسرائیل اور یہوداہ کی بحالی کی خبر دیتے ہیں کہ وہ سب متحد ہو جائینگے۔ یرمیاہ ۳: ۱۷ و ۱۸ میں ذکر ہے کہ اس اتحاد کے بعد قومیں یروشلم میں پرستش کے لئے جمع ہونگی جن کا ذکر مزمور نویس نے آیات ۲۸ وغیرہ میں کیا ہے۔ یہ بھی یاد رکھنا مناسب ہے کہ جو اسرائیلی بابل سے واپس آئے وہ اپنے آپ کو کل قوم کے نمایندہ سمجھتے تھے نہ صرف یہوداہ کی سلطنت کے نمایندہ (عزرا ۸: ۳۵ و زبور ۱۲۲: ۴)

"چھوٹا بنیامین" بنیامین اس لئے چھوٹا کہلایا کیونکہ وہ یعقوب کا سب سے چھوٹا بیٹا تھا۔ اور باقی فرقوں سے بھی تعداد اور وسعت میں کم تھا (۱-سموئیل ۹: ۲۱)

"اُن کا حاکم" تالمود میں ذکر ہے کہ وہ ساؤل کی بادشاہی کی طرف اشارہ ہے "وہ بنیامین فرقوں میں چھوٹا تھا لیکن وہ سب سے پہلے لال سمندر میں گھسا اور اس لئے سب سے پہلے سلطنت حاصل کی" بعضوں کی رائے ہے کہ اس نے ترتیب

مراد ہے۔

۲۸-۳۱- اسرائیل کی بحالی کا مقصد اور نتیجہ دُنیا کے رجوع لانے کا باعث ہوگا اس لئے مزمور نویس کی یہ دعا ہے کہ وہ اپنی طاقت ظاہر کرے اور ساری مخالفت کو زیر کر لے۔ پھر اس نے یہ دیکھا کہ شریف قومیں اُس کے آگے سجدہ کرنے کو جلدی کر رہی ہیں۔

۲۸- "تیرے خدا" بنی اسرائیل سے خطاب ہے۔ پہلی آیت میں زمانہ ماضی کے تجربہ کا خلاصہ ہے اور اس کے بعد جو دعا ہے اس کا حصر اس پر ہے، زمانہ سلف میں خدا نے بنی اسرائیل کو قوت عطا کی تھی۔ اس لئے اسرائیل اب پورے بھروسہ کے ساتھ دعا کر سکتا ہے کہ وہ اپنی مدد پہنچائے۔

"پائداری کا حکم دیا" سترجم و لگاٹ و سریانی ترجموں کے مطابق یہ ترجمہ ہوگا "اپنی قوت کو حکم دے" انگریزی نئے ترجمہ کے حاشیہ میں یہ ترجمہ ہوا "اے خدا مضبوط ہو تو جس نے ہمارے لئے کام کیا" یعنی اپنے تئیں مضبوط ظاہر کر جیسا کہ گذشتہ زمانہ میں کیا تھا۔

۲۹- "تیری ہیکل کے سبب ...." جو یہودی اسیری سے واپس آئے تھے ان کے لئے بحال شدہ ہیکل اس امر کا ظاہری نشان اور ثبوت تھا کہ یہواہ اپنے قدیم مسکن میں پھر واپس آیا ہے (زبور ۱۳۲:۹) اس لئے وہ ازسرنو اس کی تعظیم کریں۔

"ہدیے لائینگے" یہ جملہ زبور ۷۶:۱۱ و یسعیاہ ۱۸:۷ میں بھی آیا ہے۔

۳۰- "نیستان کے جنگلی جانوروں" گرمچھ - دریائی گھوڑے وغیرہ جن کا ذکر ایوب ۴۰:۲۱ میں آیا ہے یہ مصر کا گویا نقشہ ہے جو اسرائیل کا خاص دشمن تھا۔

"سانڈوں کے غول ....." غیر اقوام کے بادشاہ یا پیشوا جن کے پیچھے ان کی اُمت چلتی ہے جیسے بچھڑے سانڈوں کے پیچھے چلتے ہیں (یرمیاہ ۴۶:۲۰-۲۱) سانڈوں سے مراد متمرد اور بچھڑوں سے مراد امن و سلامتی ہے۔

"چاندی کے سکوں ....." تابعدار بنیں۔ خدا نے ان کے غرور کو توڑ ڈالا (زبور ۷۶:۶ و یسعیاہ ۱۷:۱۴) وہ جہان کے خدا کے آگے خاک پر لیٹ جاتے اور اپنی

دولت خراج میں پیش کرتے ہیں۔ انگریزی نئے ترجمہ کے مطابق یہ ترجمہ ہوگا کہ خدا ان کے چاندی کے نذرانوں کو پاؤں تلے روند کر رد کر دیگا۔ عبارت عبرانی میں کچھ مشکل ہے اور مختلف ترجمے کئے گئے ہیں۔

"پراگندہ کر دیا" مسوریٹک بائبل کے مطابق یہ معنی ہونگے "اس نے قوموں کو تتر بتر کر دیا ہے"

۳۱- "امرائے" سترون کے ترجمہ کے مطابق "ایلچی"۔ یہ لفظ صرف اسی جگہ آیا ہے اور اس کے معنی کچھ مشتبہ ہیں۔

"خدا کی طرف" یا جلدی کر رہے ہیں کہ خدا کی طرف اپنے ہاتھ بڑھائیں۔ یہ اطاعت کا نشان تھا۔ یا درخواست کا (یسعیاہ ۴۵:۱۴) یا نذرانے پیش کرنے کیلئے (زبور ۷۲:۱۰ و یسعیاہ ۱۸:۷) مصر اور کوش کا اکثر اکٹھا ذکر آتا ہے اور یہ ان قوموں کے نمائندہ ہیں جو اسرائیل کے بڑے دشمن تھے (یسعیاہ ۱۹:۱۹) کوش کے لوگ بڑے وجیہ اور زبردست مشہور تھے (یسعیاہ ۱۸:۱و۷) ان کی اطاعت اس امر کا نشان ہے کہ اسرائیل اور خدا کے سخت سے سخت دشمن اور جو لوگ دور بستے اور بڑے شریف تھے وہ بھی اس کی حکومت کو تسلیم کرینگے۔ کوش سے عام طور پہ افریقہ مراد ہے۔

۳۲-۳۵ ساری قوموں کو دعوت دی گئی کہ وہ اسرائیل کے خدا کی تعریف کریں

۳۲- دنیا کی سلطنتوں کو دعوت دی گئی کہ وہ اسرائیل کے ساتھ مل کر تعریف کے گیت گائیں (آیت ۴) مقابلہ کرو مکاشفہ ۱۱:۱۵ وغیرہ سے۔

"سلاہ" یہ موسیقی اصطلاح یہ ظاہر کرتی ہے کہ سب لوگ حمد گانے میں شریک ہیں۔

۳۳- "سوار ہے" وہی خدا جو بیابانوں میں سے گذر جاتا ہے (آیت ۴) جب اسے انسانی معاملات میں دخل دینا پڑتا ہے وہی خدا جو اعلیٰ آسمانوں میں بلند ہے (استثنا ۱۰:۱۴ و ۱-سلاطین ۸:۲۷ و نحمیاہ ۹:۶) جو پہاڑوں کی طرح قدیم سے ہیں۔ (استثنا ۳۳:۱۵)

"وہ اپنی آواز" (زبور ۴۶:۶ و یسعیاہ ۳۰:۳۰)

۳۴- "تعظیم کرو" یا "اپنی تعریفوں کے خراج کے ذریعہ اس کی قدرت کو تسلیم کرو"

جو اُس کی ہے اور جسے وہ دُنیا میں استعمال کرتا ہے۔

"اُس کی حشمت اسرائیل میں ہے"۔ یعنی اسرائیل کی حفاظت اور اس کو برکت دینے کے لئے۔

۳۵۔ "مہیب ہے"۔ اسرائیل سے خطاب ہے اور اس آیت میں آیت ۳۴ کی دعوت کا جواب قوموں کی طرف سے ہے (خروج ۱۵: ۱۱ و استثنا ۱۰: ۱۷ و زبور ۴۷: ۲)

"مقدسوں"۔ یعنی ہیکل کے مختلف حصوں میں۔

اب مزمور نویس اس فتح کے تصور تک جا پہنچتا ہے جس کا ذکر مکاشفہ ۱۵: ۳ میں آیا ہے۔

---

۶۹ زبور

یہ مدد کے لئے فریاد ہے۔ اس کے دو بڑے حصے ہیں اور ہر ایک حصہ تین چھوٹے چھوٹے حصوں میں منقسم ہو سکتا ہے:-

اوّل۔ خوفناک دشمنوں سے رہائی کے لئے دعا (۱-۶) یہ دعا کی بنیاد ہے کہ وہ خدا کی خاطر ستایا جاتا ہے۔ (۷-۱۲) اس کے بعد زیادہ زور سے فریاد کرتا ہے (۱۳-۱۸)

دوم۔ خدا کے سامنے اپنی ایذا رسانی کی ساری بے رحمیاں پیش کرتا ہے (۱۹-۲۲) اور اس کے ظالموں کے لئے یہ بد دعا کرتا ہے کہ جس سزا کے وہ مستوجب ہیں وہ انہیں ملے (۲۲-۲۸) پھر اطمینان حاصل کر کے وہ یہ امید رکھتا ہے کہ اسے خلاصی حاصل ہوگی اور پھر شکر ادا کرتا ہے (۲۹-۳۶)

اگرچہ عنوان میں داؤد کا نام مندرج ہے اس سے ایک خیال تو یہ پیدا ہوتا ہے کہ مزامیر کا جو مجموعہ داؤد کے نام سے منسوب تھا اُس سے یہ مزمور لیا گیا اس لئے یہ داؤد کا مزمور کہلایا گو اس مزمور کا مصنف خود داؤد نہ ہو۔ داؤد کے مصنفِ مزمور ہونے کے خلاف یہ بھی سوال کیا جاتا ہے کہ آیت ۸ وغیرہ کو اس کی عمر کے کس حصہ سے تعلق دیں اور آیت ۳۴ کو اس کے عہدِ سلطنت کے کس حصہ سے منسوب کریں؟ یہ آیات جلاوطنی کے زمانہ پر صادق آتی ہیں یا سلطنت کے آخری زمانہ پر جب یہویکین اور یہوداہ کے

چیدہ چیدہ باشندے اسیری میں گئے (۵۸۶ ق م) اور اُس حکومت کو برباد ہونا اٹل تھا۔ اس مزمور کی عبارت یرمیاہ کی کتاب کی عبارت سے بہت مشابہت رکھتی ہے۔ اس لئے بعض نے تو یہ نتیجہ نکالا کہ اس مزمور کا مصنف بھی یرمیاہ تھا۔ لیکن یہ سمجھیں کہ آیات ۲ و ۱۴ اور ۱۵ کو بیان نحمیاہ کے اُس تہ خانہ کی طرف لفظی طور پر اشارہ کرتا ہے جس میں یرمیاہ ڈالا گیا تھا۔ (یرمیاہ ۳۸: ۶ وغیرہ) اور کہ اس تہ خانہ میں پڑے پڑے اُس نے یہ مزمور بنایا۔ اگر یرمیاہ اس مزمور کا مصنف نہیں تو کوئی اور ایسا نبی ہوگا جس کی حیثیت اور جس کے حالات یرمیاہ کی مانند ہوں۔ مزمور نویس کے حالات یرمیاہ کے حالات سے بہت مشابہ ہیں جن کا ذکر اُس نے ۱۱: ۱۸ اور ۱۲: ۱ وغیرہ ۱۵: ۱۰ وغیرہ ۱۶: ۲ و ۱۸: ۱۸ و ۲۰: ۷ وغیرہ میں کیا ہے۔

۲۔ مزمور نویس نے اپنے دشمنوں کے لئے جو بد دعا کی ہے وہ بھی ان بد دعاؤں سے مشابہ ہے جن کا ذکر آیات مذکورہ بالا میں آیا ہے۔ یہوواہ کی بحالی کی پیشین گوئی جس پر یہ مزمور ختم ہوتا ہے اس پیشینگوئی سے ملتی ہے جو یرمیاہ ۳۰ تا ۳۳ بابوں میں پائی جاتی ہے۔

۳۔ علاوہ ازیں اس مزمور کی عبارت بھی یرمیاہ کی کتاب کی عبارت سے مشابہت رکھتی ہے۔ نئے عہدنامہ میں ۲۲ مزمور کے سوا جس قدر اس مزمور کا حوالہ پایا جاتا ہے اتنا اور کسی مزمور کا نہیں مزمور نویس کا تجربہ اس عبارت میں تکمیل پاتا ہے جو یہودیوں کو ابن خدا سے تھی (یوحنا ۱۵: ۲۵) یسوع مسیح نے خدا کے گھر کے لئے جو غیرت دکھائی اس سے اس کے شاگردوں کو اس مزمور کی ۹ آیت کے الفاظ یاد آ گئے۔ (یوحنا ۲: ۱۷) اور اس آیت کا باقی حصہ پولس رسول نے مسیح سے منسوب کیا۔ (رومیوں ۱۵: ۳)۔ آیت ۲۵ کے الفاظ زبور ۱۰۹: ۸ کے ساتھ ملحق ہو کر اعمال ۱: ۲۰ میں مستعمل ہوئے جس نے یہوداہ اسکریوتی کے انجام کو ظاہر کیا۔ اور آیات ۲۲ و ۲۳ کا حوالہ رومیوں ۱۱: ۹ میں پایا جاتا ہے جہاں برگشتہ اسرائیل کے رد کئے جانے کا ذکر ہے۔ مزمور نویس کے جسمانی دکھوں (آیت ۲۱) کی تکمیل مسیح کے دکھوں میں ہوئی (یوحنا ۱۹: ۲۸ وغیرہ) مقابلہ کرو متی ۲۷: ۳۴ و ۴۸ - آیات ۲۰ و ۲۱ کا مقابلہ متی ۲۷: ۲۷ سے کرو اور آیت ۲۶ کا مقابلہ یسعیاہ ۵۳ اور زکریاہ ۱۳: ۷ سے کرو۔

پھر بھی یہ مزمور پیشین گوئی نہیں بلکہ حلیہ کا بیان ہے۔ بعض باتیں اس مزمور کی مسیح پر صادق نہیں آتیں مثلاً گناہ کا اقرار (آیت ۵) انتقام کی دعا (آیت ۲۲)

مبارک جمعہ کے مزامیر میں یہ مزمور پایا جاتا ہے۔

زبور ۶۹ - میر مغنی کے لئے سوسنیم کے سُر پر داؤد کا مزمور۔

(۱) اے خدا! مجھ کو بچا لے کیونکہ پانی میری جان تک آپہنچا ہے۔ (۲) میں گہری دلدل میں دھنسا جاتا ہوں جہاں کھڑا نہیں رہا جاتا۔ میں گہرے پانی میں آپڑا ہوں جہاں سیلاب میرے سر پر سے گذرتے ہیں۔ (۳) میں چلاتے چلاتے تھک گیا۔ میرا گلا سوکھ گیا۔ میری آنکھیں اپنے خدا کے انتظار میں پتھرا گئیں۔ (۴) مجھ سے بے سبب عداوت رکھنے والے میرے سر کے بالوں سے زیادہ ہیں۔ میری ہلاکت کے خواہاں اور ناحق دشمن زبردست ہیں۔ پس جو میں نے چھینا نہیں مجھے دینا پڑا۔ (۵) اے خدا۔ تو میری حماقت سے واقف ہے اور میرے گناہ تجھ سے پوشیدہ نہیں ہیں۔ (۶) اے خداوند لشکروں کے خدا! تیری آس رکھنے والے میرے سبب سے شرمندہ نہ ہوں۔ اے اسرائیل کے خدا! تیرے طالب میرے سبب سے رسوا نہ ہوں (۷) کیونکہ تیرے نام کی خاطر میں نے ملامت اٹھائی ہے۔ شرمندگی میرے منہ پر چھا گئی ہے۔ (۸) میں اپنے بھائیوں کے نزدیک بیگانہ بنا ہوں اور اپنی ماں کے فرزندوں کے نزدیک اجنبی (۹) کیونکہ تیرے گھر کی غیرت مجھے کھا گئی اور تجھ کو ملامت کرنے والوں کی ملامتیں مجھ پر آپڑیں۔ (۱۰) میرے روزہ رکھنے سے میری جان نے زاری کی اور یہ بھی ملامت کا باعث ہوا۔ (۱۱) جب میں نے ٹاٹ اوڑھا تو ان کے لئے ضرب المثل ٹھہرا۔ (۱۲) پھاٹک پر بیٹھنے والوں میں میرا ہی ذکر رہتا ہے اور میں نشہ بازوں کا گیت ہوں۔ (۱۳) لیکن اے خداوند تیری خوشنودی کے وقت میری دعا تجھ ہی سے ہے۔ اے خدا۔ اپنی شفقت کی فراوانی سے اپنی نجات کی سچائی میں مجھے جواب دے۔ (۱۴) مجھے دلدل میں سے نکال لے اور دھنسنے نہ دے۔ مجھ سے عداوت رکھنے والوں اور گہرے پانی سے مجھے بچا لے۔ (۱۵) میں سیلاب میں ڈوب نہ جاؤں اور گہراؤ مجھے نگل نہ جائے اور پاتال مجھ پر اپنا منہ بند نہ کرلے۔ (۱۶) اے خداوند! مجھے جواب دے کیونکہ تیری شفقت خوب ہے اپنی رحمتوں کی کثرت کے مطابق میری طرف متوجہ ہو۔ (۱۷) اپنے بندے سے روپوشی نہ کر کیونکہ میں مصیبت میں ہوں۔ جلد مجھے جواب دے (۱۸) میری جان

کے پاس آکر اُسے چھڑا لے۔ میرے دشمنوں کے رُوبرُو میرا فدیہ دے۔ (۱۹) تو میری ملامت اور شرمندگی اور رسوائی سے واقف ہے۔ میرے دشمن سب کے سب تیرے سامنے ہیں۔ (۲۰) ملامت نے میرا دل توڑ دیا۔ میں بہت اداس ہوں اور میں اسی انتظار میں رہا کہ کوئی ترس کھائے پر کوئی نہ تھا اور تسلی دینے والوں کا منتظر رہا پر کوئی نہ ملا۔ (۲۱) انہوں نے مجھے کھانے کو اندرائن بھی دیا اور میری پیاس بجھانے کو انہوں نے مجھے سرکہ پلایا۔ (۲۲) ان کا دسترخوان اُن کے لئے پھندا ہو جائے اور جب وہ امن سے ہوں تو جال بن جائے۔ (۲۳) اُن کی آنکھیں تاریک ہو جائیں تاکہ وہ دیکھ نہ سکیں اور اُن کی کمریں ہمیشہ کانپتی رہیں۔ (۲۴) اپنا غضب اُن پر انڈیل دے اور تیرا شدید قہر اُن پر آپڑے۔ (۲۵) اُن کا مسکن اُجڑ جائے۔ اُن کے خیموں میں کوئی نہ بسے۔ (۲۶) کیونکہ وہ اُس کو جسے تو نے مارا ہے ستاتے ہیں اور جن کو تو نے زخمی کیا ہے اُن کے دُکھ کا چرچا کرتے ہیں (۲۷) اُن کے گناہ پر گناہ بڑھا اور وہ تیری صداقت میں داخل نہ ہوں۔ (۲۸) اُن کے نام کتاب حیات سے مٹا دئے جائیں اور صادقوں کے ساتھ مندرج نہ ہوں۔ (۲۹) لیکن میں تو غریب اور غمگین ہوں۔ اے خدا۔ تیری نجات مجھے سربلند کرے۔ (۳۰) میں گیت گا کر خدا کے نام کی تعریف کرونگا اور شکرگذاری کے ساتھ اُس کی تمجید کرونگا (۳۱) یہ خداوند کو بیل سے زیادہ پسند ہوگا بلکہ سینگ اور کُھر والے بچھڑے سے زیادہ۔ (۳۲) حلیم اسے دیکھ کر خوش ہوئے ہیں۔ اے خدا کے طالبو۔ تمہارے دل زندہ رہیں (۳۳) کیونکہ خداوند محتاجوں کی سنتا ہے اور اپنے قیدیوں کو حقیر نہیں جانتا (۳۴) آسمان اور زمین اُس کی تعریف کریں اور سمندر اور جو کچھ اُن میں چلتا پھرتا ہے (۳۵) کیونکہ خدا صیون کو بچائیگا اور یہوداہ کے شہروں کو بنائیگا اور وہ وہاں بسینگے اور اُس کے وارث ہونگے۔ (۳۶) اُس کے بندوں کی نسل بھی اُس کی مالک ہوگی اور اُس کے نام سے محبت رکھنے والے اُس میں بسینگے۔

۱-۶- مزمور نویس نے خدا سے مدد کے لئے فریاد کی۔

عنوان کے لئے مزمور ۴۵ کے عنوان کی شرح دیکھو۔

۱- "پانی . . . . . ہے" وہ ایسے شخص کی مانند ہے جو ڈوب رہا ہو۔ مصیبتوں کا سیلاب

اُسے غرق کر رہا ہے۔ اس تشبیہ کے لئے دیکھو ۱۸: ۱۶ و ۳۲: ۶ و ۴۲: ۷ و ۱۲۴: ۴ و نوحہ ۳: ۵۴۔

۲۔ یہاں تشبیہ یہ ہے کہ وہ دلدل میں پھنسا ہے جتنی کوشش وہ نکلنے کی کرتا ہے اتنی ہی زیادہ وہ دھنستا جاتا ہے۔

"سیلاب" شبولت (قضاۃ ۱۲: ۶)

۳۔ اُس کا دل اور بدن تھک گیا ہے دعا مانگتے مانگتے جن کا جواب نہیں ملا۔

۴۔ اُس کے دشمنوں کی تعداد اور سختی بہت ہے اور ان کی دشمنی بے وجہ ہے (زبور ۳۴: ۲ و ۳۵: ۱۹ و ۳۸: ۱۹)

یوحنا ۱۵: ۲۵ میں جو حوالہ ہے وہ سترون کے ترجمے کے مطابق ہے۔

"میری ہلاکت کے خواہاں" جو مجھے کاٹ ڈالنا چاہتے ہیں (نیا ترجمہ) بعض پرانے ترجموں میں ہے "اُن کا شمار میری پڑیوں سے بھی زیادہ ہے۔"

"ناحق" یعنی جھوٹے۔ ان کی دشمنی غلطی پر مبنی ہے۔

"جو میں نے چھینا نہیں" اس پر یہ الزام لگایا گیا کہ وہ غریبوں کو لوٹتا ہے (حزقی ایل ۲۲: ۱۵ و ایوب ۲۰: ۱۸ و ۲۲: ۶ وغیرہ)

۵ و ۶۔ یہ سزا بالکل بے وجہ تھی لیکن وہ حاضر و ناظر خدا کے سپرد اپنے تئیں کرتا ہے صرف یہ عذر کرتا ہے کہ خدا کے بندوں کا مقدمہ خدا کا مقدمہ ہے اگر خدا اپنے بندہ ترک کرے تو باقی بندوں کا حوصلہ ٹوٹ جائیگا۔

۶۔ خدا کے القاب پر غور کرو جو اس آیت میں آئے ہیں جن سے ظاہر ہے کہ خدا بادشاہ ہے اور اپنی اُمت سے اُس کا رشتہ ہے۔

۷- ۱۲۔ اگر وہ ترک کیا گیا تو باقی بندے بے حوصلہ ہو جائینگے۔ کیونکہ اس کی ایذا رسانی اور بدنامی خدا کی خاطر ہو رہی تھی۔ مزمور ۴۴: ۱۴ سے مقابلہ کرو۔

۷۔ یرمیاہ کی فریاد بھی اسی قسم کی تھی (۱۵: ۱۵)

۸۔ اس کے قریبی رشتہ دار بھی اس کو بیگانہ سمجھتے ہیں (زبور ۳۸: ۱۱ و ایوب ۱۹: ۱۳ و یرمیاہ ۱۲: ۶)

۹۔ اس کی غیرت خدا کے گھر کے لئے اس بھسم کرنے والی آگ کی مانند ہے جو آدمی

کے دل کے اندر جلتی ہو۔ اس آیت میں "خدا کے گھر سے" ہیکل مراد ہے یا قوم بنی اسرائیل (گنتی ۱۲: ۷ و ہوسیع ۸: ۱)۔ اگر ہیکل مراد ہو تو بھسم کرنے والا غصہ مراد ہوگی جو مکروہات کو دیکھ کر برانگیختہ ہوا۔ (حزقی ایل ۸ باب) وہاں خاص حسد کی صورت کا ذکر ہے جس سے حسد پیدا ہوتا ہے یعنی ایسی مورت یا نشان جس سے خدا کا غضب بھڑکے۔ اگر دوسرے معنی لئے جائیں تو یہاں قوم کی عام حالت کی طرف اشارہ ہوگا جو پاک قوم ہونے کے لئے بلائی گئی تھی۔ (یرمیاہ ۱: ۵ و ۱۲: ۷ و ۲۳: ۱۱) جب لوگوں نے خدا کے گھر کو ناپاک کیا اور یسوع کو غیرت آئی تو یہ الفاظ شاگردوں کو یاد آئے (یوحنا ۲: ۱۷)

"ملامتیں" خدا کے خلاف کفر کی باتیں خدا کے بندے کو بھی ڈاتی ہیں اور یہ لوگ ایسے الفاظ سے خدا کی ہنسی اڑاتے ہیں۔ (رومیوں ۱۵: ۳)

۱۰ و ۱۱ کا مقابلہ کرو یرمیاہ ۴: ۸ و ۶: ۲۶ سے۔

۱۲۔ پھاٹک میں لوگ کاروبار کے لئے اور بازاری گیتوں کے سننے کے لئے جمع ہوا کرتے تھے۔ (روت ۴: ۱ و یرمیاہ ۱۷: ۱۹)

۱۳- ۱۸۔ لوگوں کی سنگدلی کی طرف سے مُنہ موڑ کر وہ خدا کی رحمت کی طرف متوجہ ہوتا ہے۔

۱۳۔ "خوشنودی کے وقت" (۴: ۳ و ۱۵: ۱۸ + یسعیاہ ۴۹: ۸) وقت آئیگا کہ خدا اس کی دعا سنیگا کیونکہ وہ کثرت سے رحم کرنے والا خدا ہے (خروج ۳۴: ۶)

۱۴ و ۱۵ اس دعا میں اس نے وہی لفظ دہرائے جو ۲ و ۴ آیت میں استعمال کئے تھے

۱۵۔ "پاتال" اس سے یا تو قبر مراد ہے (۵۵: ۲۳) یا قید خانہ (نوحہ ۳: ۵۳ و ۵۵) یرمیاہ کو یہ تجربہ ہوا تھا (یرمیاہ ۳۸: ۶) لیکن لفظی طور پر ان الفاظ کو نہیں لینا چاہئے

۱۶۔ "رحمتوں کی کثرت" (۵۱: ۹ کی شرح + نوحہ ۳: ۳۲)

"متوجہ ہو" (۲۵: ۱۶ و ۱۱۹: ۱۳۲) بمقابلہ منہ چھپاتے کے۔

۱۷۔ خدا اپنے خادم کی طرف ضرور متوجہ ہوگا (عاموس ۳: ۷)

۱۸۔ "مجھے جواب دے" (نوحہ ۳: ۵۷ و ۵۸)

۱۹- ۲۱۔ وہ اپنے دکھوں کی شدت کو پھر خدا کے سامنے پیش کرتا ہے۔

۲۰ - "دل توڑ دیا" (یرمیاہ ۲۳: ۹)

۲۱ - نہ صرف انہوں نے ہمدردی ہی سے انکار کیا بلکہ میری جان کنی کو بھی بڑھا دیا جیسے کسی بھوکے شخص کو زہریلی شے پیش کر کے تمسخر کیا جاتا ہے۔ یہ عبارت زیادہ تر مجازی اور تشبیہی ہے۔ (یرمیاہ ۸: ۱۴ و ۹: ۱۵ و ۲۳: ۱۵)

"اندرائن" کوئی زہریلا اور تلخ پودا۔ بعضوں نے اس سے افیم مراد لی۔

"سرکہ" سے وہ شربت مراد نہیں جو تازگی کے لئے پیا جاتا ہے (گنتی ۶: ۳ و روت ۲: ۱۴) بلکہ جو خراب ہو گیا اور پینے کے قابل نہ رہا ہو۔ اس کا حوالہ متی ۲۷: ۳۴ میں پایا جاتا ہے اگرچہ وہاں لفظی اقتباس نہیں۔ اور یوحنا کی انجیل میں ہے کہ خداوند نے فرمایا "میں پیاسا ہوں" تاکہ نوشتہ پورا ہو۔

۲۲ - ۲۸ - اپنے دشمنوں کی بےرحمی کے باعث وہ لعنت دینے پر مجبور ہوتا اور اپنے دشمنوں کی تباہی کے لئے دعا کرتا ہے۔

۲۲ - اس آیت کی عبارت ماقبل آیت کی تشبیہ پر مبنی ہے۔ انہوں نے میری زندگی کے دکھ کو بڑھایا۔ خدا ان کی خوش زندگی کو تباہ کرے۔

"دسترخوان" چمڑے کا ایک ٹکڑا ہوتا تھا جس کو کھول کر بچھا لیتے تھے۔ اب یہ دسترخوان جال میں منتقل ہو جائے۔ اس آیت کا حوالہ رومیوں ۱۱: ۹ میں سترل کے ترجمہ کے مطابق دیا گیا۔ مابعد آیت بھی ستروں کے ترجمہ کے مطابق ہے۔

۲۳ - جو آنکھیں دوسروں کی مصیبت دیکھ کر خوش ہوتی تھیں وہ اندھی اور جن اعضا کو انہوں نے برے طور سے استعمال کیا وہ مفلوج ہو جائیں۔

۲۵ - "مسکن" یا ڈیرے کی جگہ۔ خانہ بدوش حالت کا اظہار کیونکہ شروع میں بنی اسرائیل بھی خانہ بدوش تھے۔ کسی خاندان کا کلیۃً تباہ ہو جانا مشرق میں سب سے زیادہ سخت عذاب سمجھا جاتا ہے اعمال ۱: ۲۰ میں اس کا حوالہ ستروں کے ترجمہ کے مطابق ہے۔

۲۶ - ان کا کوئی حق نہ تھا کہ جسے خدا نے مارا ہو وہ اُسے ماریں۔ یہاں ایوب اور اس کے دوستوں اور دکھ اٹھانے والے خادم کی یاد آتی ہے (ایوب ۱۹: ۲۱ و ۲۲ و یسعیاہ ۵۳: ۴)

۲۷ - بعض لوگ جو پرانے ترجمہ کی پیروی کرتے ہیں وہ سمجھتے ہیں کہ یہ الفاظ ۲۷ و ۲۸ آیات کے مزمور نویس

کے دشمنوں کے ہیں لیکن ہماری رائے میں یہ مزمور نویس کے ہی الفاظ ہیں۔ یہاں اس کی بددعا غایت درجہ تک جا پہنچی ہے۔

"گناہ پر گناہ بڑھا" تاکہ وہ ان کے بوجھ تلے دب جائیں۔ (یرمیاہ ۱۸: ۲۳)

"تیری صداقت میں" خدا اپنے عہد کے باعث اپنے لوگوں کو معاف کرتا اور مخلصی بخشتا ہے۔ لیکن مزمور نویس کہتا ہے کہ ان لوگوں کو اس معافی اور مخلصی میں سے کوئی حصہ نہ ملے۔

۲۸ - "کتاب حیات" یہ تشبیہ شہریوں کے رجسٹروں سے لی گئی (یرمیاہ ۲۲: ۳۰ و حزقی ایل ۱۳: ۹) خدا کے پاس بھی ایک کتاب ہے جس میں ان کے نام درج ہیں جو زندہ و محفوظ رہیں گے۔ راستبازوں کے نام اس میں درج ہیں (حبقوق ۲: ۴) ان بدکاروں کے نام اس کتاب میں سے کاٹ دئے جائیں اور اسرائیلی حقوق ان سے چھن جائیں۔ وہ تباہ اور فراموش ہوں (خروج ۳۲: ۳۲ و یسعیاہ ۴: ۳ و دانیال ۱۲: ۱) جس معنی میں زندگی کی کتاب کا ذکر نئے عہد نامہ میں ہوا اس معنی میں یہاں نہیں یعنی یہاں ابدی زندگی کی کتاب کے معنی نہیں ہیں (لوقا ۱۰: ۲۰ و فلپیوں ۴: ۳ و مکاشفہ ۳: ۵ و ۱۳: ۸ و ۱۷: ۸ و ۲۰: ۱۲)

۲۹ - ۳۶ - ان دشمنوں کی طرف سے توجہ ہٹا کر مزمور نویس اپنی مخلصی پر نگاہ ڈالتا اور خبر دیتا ہے کہ یروشلم بحال ہو گا اور اس میں خدا کی حقیقی امت بسے گی۔ خیالات کی ایسی تبدیلی یرمیاہ کا خاصہ ہے مثلاً ۲۰: ۱۳ وغیرہ۔

۲۹ - خدا کی مخلصی اُسے ایک بلند قلعہ میں پہنچا دیتی ہے۔

۳۱ - سینگ سے ظاہر ہوتا ہے کہ مویشی جوان ہے۔ کھروالے یعنی پاک جانور۔ احبار ۱۱: ۳ وغیرہ لیکن روحانی قربانیاں ان جانوروں کی کامل قربانیوں سے بھی زیادہ پسندیدہ ہیں۔

۳۳ - "اپنے قیدیوں" خدا نے ان کے گناہوں کے باعث ان کو اسیر کروا دیا تھا۔ ۵۹۷ ق م میں یروشلم کے شریف لوگ اسیری میں چلے گئے تھے۔

۳۴ - ساری خلقت کو دعوت ہے کہ صیحون کی مخلصی کے لئے خدا کی تعریف کریں۔ (یسعیاہ ۴۴: ۲۳)

۳۵- اسی طرح یرمیاہ نے یروشلم کے ساتھ یہوداہ کے شہروں کو بھی شامل کیا (۳۳: ۱۰ و ۳۴ باب وغیرہ) اور حالی کی پیشین گوئی اس کی کتاب تسلی (۴۰-۳۳ باب) کے مطابق ہے۔

۳۶- صیہون کے سارے باشندے حقیقی اسرائیلی ہونگے اور شریعت کے اول اور مقدم حکم پر چلینگے۔ (استثنا ۶: ۴ و ۵ و ۱۳)

۷۰ زبور

یہ فوری مدد اور دشمنوں کی بربادی کے لئے مختصر دعا ہے اور مزمور ۴۰: ۱۳-۱۷ کا تکرار ہے۔ البتہ کہیں کہیں کچھ تبدیلی بھی ہے لفظ یاہواہ کی جگہ لفظ خدا کر دیا گیا ہے اور خداوند کی جگہ بھی خدا آتا ہے۔

البتہ آیت ۱ کے دوسرے حصہ میں یاہواہ ہی باقی ہے۔

عنوان میں یہ لفظ آئے ہیں "یادداشت کے لئے"۔ یہ الفاظ مزمور ۳۸ کے عنوان میں بھی پائے جاتے ہیں۔ ان الفاظ سے یا تو دکھوں کی یادداشت مراد ہے یا خدا سے یہ التجا ہے کہ خدا دعا مانگنے والے کو یاد کرے۔ نئے ترجمہ کے حاشیہ میں ان کی جگہ یہ الفاظ درج ہیں "یادگاری کرنے کے لئے"۔ یہ گویا ہدایت تھی کہ خوشبو جلاتے وقت یا اذکارہ قربانی کے چڑھانے کے وقت یہ مزمور گایا جائے۔ (احبار ۲: ۲ و گنتی ۱۰: ۱۰) نیز مقابلہ کرو یسعیاہ ۶۶: ۳ و گنتی ۱۶: ۴۶ و لوقا ۱: ۹ و ۱۰ سے۔

بعضوں کا خیال ہے کہ نذر یا حضوری کی روٹیوں کے وقت خوشبو ان پر رکھی جاتی اور پھر جلائی جاتی تھی (احبار ۲۴: ۷) اس وقت یہ مزمور گایا جاتا تھا۔

زبور ۷۰ - میر مغنی کے لئے داؤد کا مزمور۔ یادگار کے لئے۔

(۱) اے خدا مجھے چھڑانے کے لئے۔ اے خداوند میری مدد کے لئے جلدی کر۔ (۲) جو میری جان کے ہلاک کرنے کے درپے ہیں وہ سب شرمندہ اور خجل ہوں۔ جو میرے نقصان سے خوش ہیں وہ پسپا اور رسوا ہوں۔ (۳) اہا ہا کرنے والے اپنی رسوائی کی وجہ سے پسپا ہوں۔ (۴) تیرے سب طالب تجھ میں خوش و خرم ہوں۔ تیری نجات کے عاشق ہمیشہ کہا کریں خدا کی تمجید ہو۔

(۵) پر میں غریب اور محتاج ہوں۔ اے خدا میرے پاس جلد آ۔ میرا مددگار اور چھڑانے والا تو ہی ہے۔ اے خداوند دیر نہ کر۔

۱- دیکھو ۴۰: ۱۳۔

۲- یہ ساری آیت کچھ تبدیلی کے ساتھ ۳۵: ۴ و ۲۶ کا تکرار ہے (مقابلہ کرو ۳۸: ۱۲) اور آیات ۳-۵ اسی مزمور کی آیات ۲۱ و ۲۵ و ۲۷ و ۱۰ کا اعادہ ہیں۔

"میری جان کو ...... درپے" ۴۰: ۱۴ زیادہ مفصل ہے۔

۳- "پسپا" شکست فاش کے بعد۔ مقابلہ کرو ۴۰: ۵ سے۔

۳- "آہا آہا"۔ دوسرے کی مصیبت پر حاسدانہ خوشی کا اظہار (۳۵: ۲۱ و ۲۵)

۴- مقابلہ کرو ۳۵: ۲۷ سے۔ جب شریروں کو شکست ملتی ہے تو راستباز خدا میں خوشی کرتے ہیں کیونکہ اس سے خدا کی راست بازی ثابت ہوتی ہے۔

۵- "جلد آ" (۴۰: ۱۰ و ۴۰: ۱۷) "اے یاہواہ" ۴۰: ۱۷ میں ہے "اے میرے خدا"۔

۷۱ زبور

یہ مزمور بھی زبور ۸۶ کی طرح مختلف مزامیر کے مختلف حصوں پر مشتمل ہے (۲۲ و ۳۱ و ۳۵ و ۴۰) لیکن اس میں اپنی خوبی و خوبصورتی بھی پائی جاتی ہے۔ یہ ایمان کا اظہار ہے جو بہت مصیبتوں کے وقت فضل کے احسان کو ثابت کرتا رہا۔ بیمار پرسی کی ترتیب میں انگریزی نماز کی کتاب میں یہ مقرر ہے۔

بعض مفسر اس کو قومی مزمور سمجھتے ہیں اور آیت ۲۰ میں لفظ "ہمیں" جمع کا صیغہ اس کی تائید کرتا ہے۔ ان کے خیال میں یہاں کوئی خاص شخص متکلم نہیں بلکہ مصیبت زدہ اسرائیل کی قوم۔ آیات ۵ و ۶ و ۹ و ۱۷ سے اس رائے کی تردید نہیں ہوتی کیونکہ بہت مقامات میں اسرائیل کی پیدائش جوانی اور بڑھاپے کا ذکر آیا ہے (۱۲۹: ۱ و ہوسیع ۷: ۹ و ۱۱: ۱ و یرمیاہ ۲: ۲ و یسعیاہ ۴۶: ۳ و ۴)۔ ان دونوں رایوں کو یوں ملا سکتے ہیں کہ مزمور نویس اپنی حاجتوں کے ذکر کرنے کے بعد قومی ضرورتوں کی طرف متوجہ ہوتا ہے اور ہر شخص اپنی حاجت کو اس مزمور کے الفاظ میں ظاہر کر سکتا ہے۔

مصنف کے بارے میں اتنا کہہ سکتے ہیں کہ وہ ایک بوڑھا شخص تھا (آیات ۹ و ۱۸)

اور بنی اسرائیل اسیری میں تھے۔ (آیت ۹) ستروں کے ترجمہ میں اس کے عنوان میں یہ لفظ بھی مندرج ہیں "یوندب کے بیٹوں اور ان کا گیت جو اسیر ہو کر گئے تھے" غالباً یہ صحیح حدیث ہوگی۔ بعضوں نے سمجھا کہ اس کا مصنف یرمیاہ تھا بوجوہ ذیل:-

(۱) وہ پہلے مزامیر کا نام استعمال کرتا ہے۔

(۲) آیات ۵ و ۶ اس کی بلاہٹ کی طرف اشارہ کرتی ہیں۔ اور مزمور نویس کی حالت اس مظلوم نبی کی حالت سے مشابہ ہے۔

(۳) ادلیان ریکاب اس مزمور کو استعمال کرتے تھے اور اس کا گہرا تعلق یرمیاہ سے تھا (یرمیاہ ۳۵) اگر یہ مزمور یرمیاہ کی تصنیف ہو تو یہ اُس کی زندگی کے آخری حصے میں بنایا گیا ہوگا جب یروشلم کی تسخیر کے بعد اُس کو اسیر کر کے مصر میں لے گئے تھے۔ اس وقت سختی کی شدت تو گھٹ گئی لیکن خطرہ باقی تھا۔ (یرمیاہ ۴۴) لیکن یہ اس امر کا قطعی ثبوت نہیں کہ یرمیاہ نے یہ مزمور تصنیف کیا۔

تقسیم سے پہلے حصہ میں دعا (۱-۱۳) دوسرے حصہ میں تعریف (۱۴-۲۴)

زبور ۷۱۔ (۱) اے خداوند تو ہی میری پناہ ہے مجھے کبھی شرمندہ نہ ہونے دے۔ (۲) اپنی صداقت میں مجھے رہائی دے اور چھڑا۔ میری طرف کان لگا اور مجھے بچا لے۔ (۳) تو میرے لئے سکونت کی چٹان ہو جہاں میں برابر جا سکوں۔ تو نے میرے بچانے کا حکم دے دیا ہے کیونکہ میری چٹان اور میرا قلعہ تو ہی ہے۔ (۴) اے میرے خدا مجھے شریر کے ہاتھ سے۔ ناراست اور بے درد آدمی کے ہاتھ سے چھڑا (۵) کیونکہ اے خداوند خدا۔ تو ہی میری اُمید ہے لڑکپن سے میرا توکل تجھ ہی پر ہے۔ (۶) تو پیدائش ہی سے مجھے سنبھالتا آیا ہے۔ تو میری ماں کے بطن ہی سے میرا شفیق رہا ہے۔ سو میں سدا تیری ستایش کرتا رہونگا۔ (۷) میں بہتوں کے لئے حیرت کا باعث ہوں۔ لیکن تو میری محکم پناہ گاہ ہے۔ (۸) میرا منہ تیری ستایش سے اور تیری تعظیم سے دن بھر پُر رہیگا۔ (۹) بڑھاپے کے وقت مجھے ترک نہ کر۔ میری ضعیفی میں مجھے چھوڑ نہ دے۔ (۱۰) کیونکہ میرے دشمن میرے بارے میں باتیں کرتے ہیں۔ اور جو میری جان کی گھات میں ہیں وہ آپس میں

مشورہ کرتے ہیں۔ (۱۱) اور کہتے ہیں کہ خدا نے اُسے چھوڑ دیا ہے اُس کا پیچھا کرو اور پکڑ لو کیونکہ چھڑانے والا کوئی نہیں۔ (۱۲) اے خدا مجھ سے دور نہ رہ۔ اے میرے خدا۔ میری مدد کے لئے جلدی کر۔ (۱۳) میری جان کے مخالف شرمندہ اور فنا ہو جائیں۔ میرا نقصان چاہنے والے ملامت اور رسوائی سے ملبس ہوں۔ (۱۴) لیکن میں ہمیشہ اُمید رکھونگا اور تیری تعریف اور بھی زیادہ کیا کرونگا۔ (۱۵) میرا منہ تیری صداقت کا اور تیری نجات کا بیان دن بھر کریگا۔ کیونکہ مجھے اُن کا شمار معلوم نہیں۔ (۱۶) میں خداوند خدا کی قدرت کے کاموں کا اظہار کرونگا۔ میں صرف تیری ہی صداقت کا ذکر کرونگا۔ (۱۷) اے خدا تو مجھے بچپن سے سکھاتا آیا ہے اور میں اب تک تیرے عجائب کا بیان کرتا رہا ہوں۔ (۱۸) اے خدا۔ جب میں بڈھا اور سر سفید ہو جاؤں تو مجھے ترک نہ کرنا جب تک کہ میں تیری قدرت آیندہ پشت پر اور تیرا زور ہر آنے والے پر ظاہر نہ کر دوں۔ (۱۹) اے خدا۔ تیری صداقت بھی بہت بلند ہے۔ اے خدا۔ تیری مانند کون ہے جس نے بڑے بڑے کام کئے ہیں؟ (۲۰) تو جس نے ہم کو بہت اور سخت تکلیفیں دکھائی ہیں پھر ہم کو زندہ کریگا۔ اور زمین کے اسفل سے ہمیں پھر اُوپر لے آئیگا۔ (۲۱) تو میری عظمت کو بڑھا اور پھر کر مجھے تسلی دے۔ (۲۲) اے میرے خدا۔ میں بربط پر تیری ہاں تیری سچائی کی حمد کرونگا اے اسرائیل کے قدوس۔ میں ستار کے ساتھ تیری مدح سرائی کرونگا۔ (۲۳) جب میں تیری مدح سرائی کرونگا تو میرے ہونٹ نہایت شادمان ہونگے اور میری جان بھی جس کا تو نے فدیہ دیا ہے (۲۴) اور میری زبان دن بھر تیری صداقت کا ذکر کریگی کیونکہ میرا نقصان چاہنے والے شرمندہ اور پشیمان ہوتے ہیں۔

۱-۳۔ خطرے کے درمیان ایمان کی دعا۔ یہ آیات کچھ تبدیلی کے ساتھ مزمور ۳۱: ۱-۳ سے لی گئی ہیں۔

۱۔ دیکھو ۲۵: ۱ کی شرح۔

"شرمندہ نہ ہونے دے" میں نے یاہواہ کی پناہ لی ہے۔ مجھے ناامید نہ کر۔

۲۔ دیکھو مزمور ۳۱: ۱-۱۰ اس مزمور میں خدا کی راست بازی کا بہت ذکر ہے (۲ و ۱۵ و ۱۶ و

۱۹ و ۲۴) نیز مقابلہ کرو ۲- تھسلنیکیوں ۲: ۱۳ سے -

۳- "بچانے کا حکم" دیکھو ۳۱: ۲ -

"میری چٹان" سلاہ - جہاں داؤد نے ساؤل سے مخلصی حاصل کی - (۱ سموئیل ۲۳: ۲۵)

۴ - ۸ - رہائی کے لئے دعا کی درخواست کی بنیاد -

۴ - "ناراست اور بے درد" مقابلہ کرو حبقوق ۱: ۲-۴ و یرمیاہ ۶: ۷ سے -

۵ و ۶ - مقابلہ کرو زبور ۲۲: ۹ و ۱۰ سے -

"امید" (یرمیاہ ۱۴: ۸ و ۱۷: ۷ و ۱۳ و ۱ تھسلنیکیوں ۱: ۱)

۷ - "حیرت کا باعث" الٰہی سزا کی مثال - لیکن میرا ایمان قائم رہا - (یسعیاہ ۵۲: ۱۴ و استثنا ۲۸: ۴۶) ایک طرح سے حزقی ایل بھی نمونہ حیرت تھا (۱۲: ۶ و ۱۱ و ۲۴: ۲۴ و ۲۷) بعضوں نے یہ معنی بھی بتائے ہیں کہ "خدا نے عجیب طرح سے میری حفاظت کی"

۸ - مقابلہ کرو ۱- تواریخ ۲۹: ۱۱ سے -

۹ - ۱۳ - دعا کا تکرار -

۹ - "ترک نہ کر" یعنی اپنی حضوری سے نہ نکال دے (۵۱: ۱۱) گو اس وقت قوم بحیثیت مجموعی ترک کی گئی تھی - (استثنا ۲۹: ۲۸ و یرمیاہ ۷: ۱۵)

۱۲ و ۱۳ - مقابلہ کرو ۲۵: ۲۲ و ۴۰: ۱۳ وغیرہ -

۱۳ - "شرمندہ" بعض نسخوں کے مطابق "بے عزت"

۱۴ - ۱۶ - تعریف اور شکرگزاری کی منت -

۱۴ - مزمور نویس اپنے انجام کا مقابلہ اپنے دشمنوں کے انجام سے کرتا ہے -

۱۵ - نجات اور صداقت کو اکٹھا کیا ہے کیونکہ نجات راستبازی کا ظاہری نشان ہے

۱۶ - یعنی وہ خدا کی تعریف کا مضمون ہیں -

۱۷ - ۲۰ - گزشتہ رحمتیں آیندہ امید کی بنیاد ہیں -

۱۷ - وہ ساری عمر خدا کے مدرسہ میں تربیت پاتا رہا -

"عجائب" - خدا کے خاص کام خواہ فطرت میں ہوں (ایوب ۵: ۹) خواہ اپنی اُمت

کے ساتھ برتاؤ میں (خروج ۳: ۲۰) اس لفظ میں معجزے بھی شامل ہیں -

۱۸ - مقابلہ کرو ۱ سموئیل ۱۲: ۲ و یسعیاہ ۴۶: ۴ سے -

"قدرت" یا "بازو" اس میں ہدایت، سزا، جنگ و فتح بھی داخل ہیں -

۱۹ - بہت بلند یا آسمانوں تک بلند -

"تیری مانند" حکمت و قدرت میں خدا لاثانی ہے - (خروج ۱۵: ۱۱)

۲۰ - "ہمیں" بعض قرأتوں میں ہے "مجھے" -

"زمین کے اسفل" (۶۳: ۹) جہاں شیول یا پاتال تھا -

۲۱ - ۲۴ - دعا اور شکرگزاری کی منت -

۲۱ - "عظمت" آستر کی کتاب کے سوا یہ لفظ خدا کی عظمت یا عظیم کاموں کے لئے استعمال ہوا (۱۴۵: ۶) ستروں کے ترجمے میں ہے "تیری راستبازی"

۲۲ - "اسرائیل کے قدوس" یہ لقب یشعیاہ کی کتاب میں اکثر آیا ہے اور باقی مقاموں میں کم (زبور ۷۸: ۴۱ و ۸۹: ۱۸) یرمیاہ کی کتاب میں دو دفعہ -

۷۲ زبور

زبور ۷۲ میں خدا کی راستبازی کا ذکر ہے - اس زبور میں اُن برکتوں کا ذکر ہے جو خدا کے خلیفے کی راستبازی و راست روی سے صادر ہوتی ہیں -

تقسیم مضامین:-

اول دعا کہ خدا بادشاہ کو اپنی شریعت کا علم اور اپنی راستبازی کی طبیعت عطا کریگا - (۱-۷)

دوم - بادشاہ کی دعا کہ اسے عالمگیر سلطنت حاصل ہو اور دیگر سلطنتیں اُس کی باجگذار بنیں (۸-۱۴)

سوم - بادشاہ اور اس کی رعیت کی بہبودی کے لئے دعا (۱۵-۱۷)

عنوان میں یہ مزمور سلیمان سے منسوب ہے - ستروں کے ترجمے میں یہی عنوان ہے لیکن شامی ترجمے (Syriac) میں یہ عنوان ہے "داؤد کا مزمور جب اُس نے سلیمان کو بادشاہ بنایا" یہ مسیح کی آمد کی پیشین گوئی ہے اور غیر قوموں کی بلاہٹ کی -

زبور ۷۲ - سلیمان کا مزمور

(۱) اے خدا - بادشاہ کو اپنے احکام اور شاہزادہ کو اپنی صداقت عطا فرما۔ (۲) وہ صداقت سے تیرے لوگوں کی اور انصاف سے تیرے غریبوں کی عدالت کریگا۔ (۳) ان لوگوں کیلئے پہاڑوں سے سلامتی کے اور پہاڑیوں سے صداقت کے پھل پیدا ہونگے (۴) وہ ان لوگوں کے غریبوں کی عدالت کریگا۔ وہ محتاجوں کی اولاد کو بچائیگا اور ظالم کو ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالیگا۔ (۵) جب تک سورج اور چاند قائم ہیں لوگ نسل در نسل تجھ سے ڈرتے رہینگے۔ (۶) وہ کٹی ہوئی گھاس پر مینہ کی مانند اور زمین کو سیراب کرنے والی بارش کی طرح نازل ہوگا۔ (۷) اُسکے ایام میں صادق برومند ہونگے اور جب تک چاند قائم ہے خوب امن رہیگا۔ (۸) اُس کی سلطنت سمندر سے سمندر تک اور دریائے فرات سے زمین کی انتہا تک ہوگی۔ (۹) بیابان کے رہنے والے اُس کے آگے جھکینگے اور اس کے دشمن خاک چاٹینگے۔ (۱۰) ترسیس کے اور جزیروں کے بادشاہ نذریں گذرانینگے۔ سبا اور سیبا کے بادشاہ ہدیے لائینگے۔ (۱۱) بلکہ سب بادشاہ اُس کے سامنے سرنگوں ہونگے کل قومیں اس کی مطیع ہونگی۔ (۱۲) کیونکہ وہ محتاج کو جب وہ فریاد کرے اور غریب کو جس کا کوئی مددگار نہیں چھڑائیگا۔ (۱۳) وہ غریب اور محتاج پر ترس کھائیگا اور محتاجوں کی جان کو بچائیگا۔ (۱۴) وہ فدیہ دیکر اُن کی جان کو ظلم اور جبر سے چھڑائیگا اور اُن کا خون اُس کی نظر میں بیش قیمت ہوگا۔ (۱۵) وہ جیتے رہینگے اور سبا کا سونا اُس کو دیا جائیگا لوگ برابر اُس کے حق میں دُعا کرینگے وہ دن بھر اُسے دُعا دینگے۔ (۱۶) زمین میں پہاڑوں کی چوٹیوں پر اناج کی افراط ہوگی۔ اُن کا پھل لبنان کے درختوں کی طرح جھومیگا اور شہر والے زمین کی گھاس کی مانند ہرے بھرے ہونگے۔ (۱۷) اُس کا نام ہمیشہ قائم رہیگا۔ جب تک سورج ہے اُس کا نام رہیگا۔ اور لوگ اُس کے وسیلہ سے برکت پائینگے۔ سب قومیں اُسے خوش نصیب کہینگی۔ (۱۸) خداوند خدا اسرائیل کا خدا مبارک ہو۔ وہی عجیب و غریب کام کرتا ہے۔ (۱۹) اُس کا جلیل نام ہمیشہ کے لئے مبارک ہو اور ساری زمین اُس کے جلال سے معمور ہو۔ آمین ثم آمین۔ (۲۰) داؤد بن یسّی کی دُعائیں تمام ہوئیں۔

۱ - ۷ - دعا کہ خدا بادشاہ کو وہ نعمتیں عطا کرے جو اس کو اپنا منصبی کام کرنے کے لئے درکار ہیں۔

۱ - سارے انصاف کا چشمہ خدا ہے (استثنا ۱: ۱۷)۔ بادشاہ خدا کا خلیفہ ہے اس لئے خدا اس کو وہ نعمتیں عطا کرے جو حکومت کے لئے درکار ہیں۔ انصاف حقیقی بادشاہ کی سیرت ہے (یسعیاہ ۱۱: ۳ و ۴: ۵ و ۲۸: ۶ و ۳۲: ۱) مقابلہ کرو ۱ سلاطین ۳: ۹ سے۔

۲ - "تیرے غریبوں" یا مصیبت زدوں۔ اس گروہ کے لئے اچھی حکومت کی حفاظت درکار تھی۔

۳ - "پہاڑ اور پہاڑیوں" یہ فلسطین کے ملک کا خاص نظارہ تھے۔ راست باز حکومت کا نتیجہ سلامتی ہوگا (یسعیاہ ۳۲: ۱۷) اور سلیمان کی حکومت سلامتی کے لئے مشہور تھی (۱ - تواریخ ۲۲: ۹) اور مسیح کی بادشاہی نجات و صلح کی ہے (یسعیاہ ۹: ۶ و ۷ و زکریاہ ۹: ۱۰)

۴ - آیت ۲ سے مقابلہ کرو۔

۵ - یہاں کس کو مخاطب کیا ہے؟ بادشاہ کا ذکر تو صیغہ غائب میں آیا ہے یہاں خدا سے مراد ہوگی۔ بادشاہ کے عادلانہ انتظام کے ذریعہ لوگ خدا کی تعظیم کرینگے (۱ سلاطین ۸: ۴۰ و متی ۵: ۱۶) یعنی جب تک فطرت کا انتظام قائم ہے یہ فطرتی انتظام مدامت کا نشان ہے (یرمیاہ ۳۱: ۳۵ و ۳۳: ۲۰) ستروں کے ترجمے میں کچھ اختلاف ہے "جب تک سورج رہیگا تب تک وہ قائم رہیگا" کیونکہ داؤد کے خاندان سے ابدی بادشاہی کا وعدہ تھا (۸۹: ۴ و ۲۹ و ۳۶ و ۳۷ و ۲۱: ۴)

۶ - "بارش کی طرح" (۲ سموئیل ۲۳: ۴ و امثال ۱۶: ۱۵ و ہوسیع ۶: ۳ و میکاہ ۵: ۷) "کٹی ہوئی گھاس" جس کے سرسبز ہونے کے لئے بارش کی ضرورت تھی۔

۷ - (امثال ۱۱: ۲۸ و زبور ۹۲: ۱۲ و ۱۳) "چاند قائم ہے" یعنی ہمیشہ تک (ایوب ۱۴: ۱۲)

۸-۱۴- ساری قومیں اس بہترین حاکم کی اطاعت کریں۔

۸- "سمندر سے سمندر تک" یہ وعدہ اسرائیل سے تھا (خروج ۲۳: ۳۱) نیز دیکھو ۱- سلاطین ۴: ۲۱ و ۲۴۔

۹- بدوی فرقے بھی جو صحرا میں آوارہ پھرتے رہتے ہیں۔

"خاک چاٹینگے" یعنی اطاعت کے لئے اپنے منہ خاک پر ڈالینگے۔

۱۰- "ترسیس" جنوبی ہسپانیہ میں یہ ایک دولتمند فنیکی بستی تھی۔

"سیبا" جنوب مشرقی عرب جو فیلکس عرب کے نام سے مشہور ہے۔ یہ بھی دولت اور تجارت کے لئے مشہور تھا۔

"سبا" پیدایش ۱۰: ۷ میں ذکر ہے کوشی لوگوں کے ساتھ مصر اور اتھی اوپیا کے ساتھ ذکر آتا ہے۔ (یسعیاہ ۴۳: ۳ و ۴۵: ۱۴) غالباً خلیج عرب کے ساحل پر کوشی ریاست تھی۔

۱۱- سلیمان کی سلطنت کی طرف اشارہ ہے (۱- سلاطین ۴: ۲۱ و ۳۴ و ۱۰: ۱ و ۱۵ و ۲۲ و ۲۵ و ۲۸ و ۲۹)

۱۲- اُس کا یہ دعویٰ فوجی طاقت پر نہ تھا بلکہ اُس کی حکومت کے انصاف و رحم پر (یسعیاہ ۱۱: ۴ و ۵)

۱۳- "محتاج" جس میں بیمار اور غریب دونو شامل ہیں (یسعیاہ ۱۰: ۲ و ۱۱: ۴ و عاموس ۴: ۱)

۱۴- (۱۰: ۷ و ۵۵: ۱۱)

"بیش قیمت" یعنی خون بہانا بُرا سمجھیگا۔

۱۵-۱۷- آخری دعائیں۔ بادشاہ کی بہبودی کے لئے (آیت ۱۵) اس کی رعیت کے لئے (۱۶ آیت) اس کی یادگار کی مداومت کے لئے (۱۷)

۱۵- اس آیت کے معنی ذرا مشکوک ہیں۔ انگریزی نئے ترجمہ میں اس کا تعلق آیت ۱۴ سے ہے اور یہ ترجمہ ہے "وہ جیتے رہینگے"۔ اگر صیغہ واحد غیب ہو جیسا کہ اُردو ترجمہ میں ہے تو یہ معنی ہونگے "کہ مصیبت زدگان میں سے ہر ایک جیتا رہیگا اور دولتمند ہوگا"۔ بادشاہ نہ صرف ایسوں کی جان کی حفاظت ہی کریگا بلکہ دولت بھی عطا کریگا۔

اگر آیات ۱۴ و ۱۵ کو علیحدہ رکھیں تو بہتر ہوگا اور یہ دعائیں بادشاہ اور اس کی بادشاہی کے لئے ہونگی۔ یہ دعا "بادشاہ جیتا رہے" عموماً مشہور ہے اور گیت بنا ہوا ہے۔ (۱- سموئیل ۱۰: ۲۴ و ۲- سموئیل ۱۶: ۱۶ و ۱- سلاطین ۱: ۲۵ و ۳۴ و ۳۹)

۱۶- زمین کی زرخیزی کے لئے دعا (ہوسیع ۱۴: ۵ وغیرہ)

۱۷- شریروں کے نام کی طرح بادشاہ کا نام مٹ نہ جائے (ایوب ۱۸: ۱۹) سترون کے ترجمہ میں ہے "دنیا کے سارے خاندان اس میں برکت پائینگے اور ساری قومیں اسے مبارک کہینگی"۔

۱۸ و ۱۹- یہ تمجید زبور کا حصہ نہیں بلکہ دوسری کتاب کا خاتمہ ہے۔ پہلی کتاب کے آخر میں بھی ایسی تمجید تھی اور تیسری اور چوتھی کتابوں کے آخر میں بھی تمجید ہے۔

۱۹- "جلیل نام" لفظی طور پر "اس کے جلال کا نام" (نحمیاہ ۹: ۵) اس سے مراد اس کی ذات کی جلالت اور عظمت ہے۔

"آمین ثم آمین" یہ جماعت کی طرف سے جواب ہے (۱۰۶: ۴۸ و نحمیاہ ۸: ۶)

۲۰- مقابلہ کرو ایوب ۳۱: ۴۰- سے جہاں ایوب کی تقریروں کو الیہو اور یہوواہ کی تقریروں سے الگ کیا گیا۔

اگرچہ چوتھی اور پانچویں کتابوں میں بھی بعض مزامیر داؤد سے منسوب ہیں مؤلف نے یہ نوٹ یہاں رکھا تاکہ آسف کے مزامیر سے داؤد کے مزامیر کو علیحدہ کرے جو اس کے بعد آتے ہیں۔ تیسری کتاب میں صرف ایک مزمور داؤد سے منسوب ہے (زبور ۸۶)

زبور کی تیسری کتاب

زبور ۷۳-۸۹

اس کتاب میں مزامیر کے دو حصے ہیں۔ حصہ اول میں ۷۳ سے ۸۳ تک آسف کے مزامیر ہیں اور حصہ دوم میں ۸۴ سے ۸۸ تک سوائے مزمور ۸۶ کے بنی قورح کے مزامیر۔ زبور ۸۹ کا عنوان زبور ۸۸ کے مشابہ ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ بھی اسی مجموعے سے علاقہ رکھتا ہے۔ آسف کے بیٹے اور قورح کے بیٹے گانے والوں کی جماعتوں سے علاقہ رکھتے تھے جن کا تعلق دوسری ہیکل سے تھا۔ (۲-تواریخ ۲۰: ۱۹ و عزرا ۲: ۴۱ و نحمیاہ ۷: ۴۴)۔ اور یہ مجموعے ان لوگوں نے ہیکل کی عبادت کے لئے جمع کئے۔

آسف حضرت داؤد کے تین بڑے گویوں میں سے ایک تھا۔ ہیمان اور ایتان دیگر دو گویے تھے۔ ایتان کا دوسرا نام یدوتون تھا۔ لاویوں نے ان کو اس وقت چنا جب داؤد عہد کے صندوق کو یروشلم لے گیا۔ (۱-تواریخ ۱۵: ۱۶-۱۹) داؤد نے ان کو مقرر کیا کہ اس خیمہ میں تعریف و شکرگذاری کی عبادت کی نگرانی کریں۔ (۱-تواریخ ۱۶: ۴ و ۵ و ۷ و ۳۷) اس وقت ہیمان اور یدوتون جبعون کے خیمے میں خدمت کرتے تھے۔ (۱۶: ۴۱ و ۴۲) اس کی زیر نگرانی اس کے بیٹے گویوں کے ۲۴ گروہوں میں سے چار گروہوں کے سردار تھے (۲۵: ۱ وغیرہ) انہوں نے ہیکل کی تقدیس میں حصہ لیا تھا۔ (۲-تواریخ ۵: ۱۲) اس کے بعد آسف داؤد کی طرح بعض مزامیر کا مصنف بیان ہوا اور ہیمان اور

یدوتون کے ساتھ بادشاہ کے غیب بین کا خطاب ملا (۲-تواریخ ۲۹: ۳۰ و ۱-تواریخ ۲۵: ۵ و ۲-تواریخ ۳۵: ۱۵)

یہوسفط کے ایام میں بھی "بنی آسف" کا ذکر آیا ہے (۲-تواریخ ۲۰: ۱۴) حزقیاہ کی اصلاح کے وقت میں بھی (۲۹: ۱۳) اور جب یوسیاہ نے عید فسح منائی تو انہوں نے بھی حصہ لیا (۳۵: ۱۵) اور زروبابل کے ہمراہ جو اسیر واپس آ گئے ان میں بنی آسف شامل تھے جن کا شمار عزرا ۲: ۴۱ کے مطابق ۱۲۸ اور نحمیاہ ۷: ۴۴ کے مطابق ۱۴۸ تھا۔

آسف کے مزامیر گو مختلف اوقات میں تیار ہوئے لیکن وہ سب قومی اور تاریخی ہیں ان میں ظاہر کیا گیا ہے کہ خدا ہر زمانہ میں کام کرتا رہا۔ وہ قومی ضروریات کو ظاہر کرتے ہیں اور ان ماضی واقعات سے مستقبل کے لئے سبق نکالے گئے۔ ان میں خدا کے متعلق یہ خاص تعلیم ہے۔ اول۔ وہ اسرائیل کا چوپان ہے (۸۰: ۱) اور بنی اسرائیل اس کی چراگاہ کی بھیڑیں ہیں (۷۴: ۱ و ۷۷: ۲۰ و ۷۹: ۱۳) زبور ۷۸ میں یہ خیال زیادہ واضح کیا گیا۔ دوم۔ خدا حاکم عادل یا منصف ہے (۷۵: ۷) اور اسرائیل کی حمایت اس کے دشمنوں کے خلاف کرتا ہے۔ (۷۶: ۳-۶) اور مخالفوں کو سزا دیتا ہے۔ (۷۶: ۸ و ۹) اور غریبوں کی عدالت کرتا اور ظالم سے ان کو بچاتا ہے (۸۲: ۲-۴)

ایک دوسری خوبی ان مزامیر کی یہ ہے کہ وہ تاریخ سے تعلیم نصیحت اور حوصلہ افزائی کرتے ہیں۔ زبور ۷۸ یہ تسلی اور حوصلہ افزائی کا نمونہ ہے (۷۷: ۱۱ و ۸۰: ۸-۱۰ و ۸۱: ۷ و ۸۳: ۹ و ۱۱)

قورح کے بیٹوں کے مزامیر کا یہ خاصہ ہے کہ ان میں ہیکل کی عبادت کی عظمت پیش کی گئی ہے۔ جو اس کی بارگاہوں میں رہتے ہیں وہ مبارک ہیں (۸۴: ۴) جو دن وہاں صرف کیا جائے وہ دوسری جگہ کے ہزار دنوں سے بہتر ہے (۸۴: ۱۰) یروشلم خدا کا منظور نظر ہے (۸۷: ۲) وہاں پیدا ہونے کے ساتھ اعلیٰ حقوق ملتے ہیں (۸۷: ۵) اور جو وہاں پیدا ہوئے ان کو خاص برکت ملتی ہے۔ (۸۷: ۶)

ان مزامیر میں عموماً اس امر کا ذکر آتا ہے کہ کیوں شریر لوگ پھولتے پھلتے ہیں (زبور ۷۳) اور جو ظلم اٹھاتے ہیں ان کو صرف دین ہی سے مدد مل سکتی ہے (۷۳: ۱۷) اور ایسے مصیبت زدگان کو صرف اس خیال سے تسلی ملتی ہے کہ خدا موجود ہے اور اس کے

ساتھ شراکت رکھنے سے وہ ایمان اور ابدیت کو محفوظ رکھ سکتا ہے۔

زبور ۸۹ کا حوالہ نئے عہدنامہ میں کئی دفعہ آیا ہے (اعمال ۱۳: ۲۲ میں آیت ۲۰ کا ۲ تھسلنیکیوں ۱: ۱۰ میں آیت ۷ کا و مکاشفہ ۱: ۵ میں آیت ۲۷ و ۳۷ کا) اور زبور ۷۸: ۲ کو مسیح کے تمثیلوں میں تعلیم دینے پر چسپاں کیا گیا (متی ۱۳: ۳۵)

آسف کے مزامیر دوسری کتاب کے مزامیر کی طرح الوہسٹک ہیں یعنی اُن میں خدا کا نام الوہیم (خدا یا اللہ) استعمال ہوا ہے۔ لیکن قورح کے مزامیر کتاب اول کی طرح یہوو سٹک ہیں یعنی ان میں خدا کا نام یہوواہ آیا ہے۔

---

۷۳ زبور

یہ مزمور ۳۷ و ۴۹ مزامیر اور ایوب کی کتاب کی طرح اس مسئلہ پر روشنی ڈالتا ہے کہ شریر لوگ کیوں پھولتے پھلتے اور راستباز دکھ اٹھاتے ہیں (آیات ۲-۱۴) اور شک و شبہ کے بعد (آیات ۱۵ و ۱۶) خدا کی ہیکل میں جاکر اُسے شریروں کا انجام معلوم ہو گیا (آیات ۱۷-۲۱) اور اپنی کم اعتقادی سے توبہ کرتا ہے (آیات ۲۱ و ۲۲) اور اُسے اس یقین سے تسلی حاصل ہوئی کہ دائمی برکت خدا کی رفاقت میں حاصل ہوتی ہے (آیات ۲۳ و ۲۴) اور یہی ہماری اعلیٰ آرزو ہے (۲۵) اور جس میں کوئی تغیر و تبدل نہیں ہو سکتا (آیت ۲۶) خدا سے جدائی ہلاکت ہے (آیت ۲۷) اور اُس کی قربت خوشحالی ہے (آیت ۲۸)

اس مزمور کی تصنیف کی تاریخ کا پتہ ٹھیک معلوم نہیں البتہ ۱۷ آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ ہیکل اُس وقت موجود تھی۔

زبور ۷۳ ۔ آسف کا مزمور۔

(۱) بیشک خدا اسرائیل پر یعنی پاک دلوں پر مہربان ہے۔ (۲) لیکن میرے پاؤں تو پھسلنے کو تھے۔ میرے قدم قریباً لغزش کھا چکے تھے۔ (۳) کیونکہ جب میں شریروں کی اقبالمندی دیکھتا تو مغروروں پر حسد کرتا تھا۔ (۴) اس لئے کہ اُن کی موت میں جان کنی نہیں بلکہ ان کی قوت بنی رہتی ہے۔ (۵) وہ اور آدمیوں کی طرح مصیبت میں نہیں پڑتے نہ اور لوگوں کی طرح اُن پر آفت آتی ہے۔ (۶) اس لئے غرور اُن کے گلے کا ہار ہے۔ گویا وہ ظلم سے ملبّس ہیں۔ (۷)

اُن کی آنکھیں چربی سے اُبھری ہوئی ہیں اُن کے دل کے خیالات حد سے بڑھ گئے ہیں۔ (۸) وہ ٹھٹھا مارتے اور شرارت سے ظلم کی باتیں کرتے ہیں۔ وہ بڑا بول بولتے ہیں۔ (۹) اُن کے مُنہ آسمان پر ہیں اور ان کی زبانیں زمین کی سیر کرتی ہیں (۱۰) اس لئے اُس کے لوگ اس طرف رجوع ہوتے ہیں اور جی بھر کر پیتے ہیں۔ (۱۱) وہ کہتے ہیں خدا کو کیسے معلوم ہے؟ کیا حق تعالیٰ کو کچھ علم ہے؟ (۱۲) ان شریروں کو دیکھو۔ یہ سدا چین سے رہتے ہوئے دولت بڑھاتے ہیں۔ (۱۳) یقیناً میں نے عبث اپنے دل کو صاف اور اپنے ہاتھوں کو پاک کیا۔ (۱۴) کیونکہ مجھ پر دن بھر آفت رہتی ہے اور میں ہر صبح تنبیہ پاتا ہوں۔ (۱۵) اگر میں کہتا کہ یوں کہونگا تو تیرے فرزندوں کی نسل سے بے وفائی کرتا۔ (۱۶) جب میں سوچنے لگا کہ اسے کیسے سمجھوں تو یہ میری نظر میں دشوار تھا (۱۷) جب تک کہ میں نے خدا کے مقدس میں جاکر اُن کے انجام کو نہ سوچا۔ (۱۸) یقیناً تو اُن کو پھسلنی جگہوں میں رکھتا ہے اور ہلاکت کی طرف دھکیل دیتا ہے۔ (۱۹) وہ دم بھر میں کیسے اُجڑ گئے۔ وہ حادثوں سے بالکل فنا ہو گئے۔ (۲۰) جیسے جاگ اُٹھنے والا خواب کو ویسے ہی تُو اے خداوند جاگ کر اُن کی صورت کو ناچیز جانیگا۔ (۲۱) کیونکہ میرا دل رنجیدہ ہوا اور میرا جگر چھد گیا تھا۔ (۲۲) میں بے عقل اور جاہل تھا۔ میں تیرے سامنے جانور کی مانند تھا۔ (۲۳) تو بھی میں برابر تیرے ساتھ ہوں۔ تُو نے میرا دہنا ہاتھ پکڑ رکھا ہے۔ (۲۴) تُو اپنی مصلحت سے میری رہنمائی کریگا اور آخرکار مجھے جلال میں قبول فرمائیگا۔ (۲۵) آسمان پر تیرے سوا میرا کون ہے؟ اور زمین پر تیرے سوا میں کسی کا مشتاق نہیں۔ (۲۶) گو میرا جسم اور میرا دل زائل ہو جائیں تو بھی خدا ہمیشہ میرے دل کی قوت اور میرا بخرہ ہے۔ (۲۷) کیونکہ دیکھ وہ جو تجھ سے دور ہیں فنا ہو جائینگے تُو نے اُن سب کو جنہوں نے تجھ سے بیوفائی کی ہلاک کر دیا ہے۔ (۲۸) لیکن میرے لئے یہی بھلا ہے کہ خدا کی نزدیکی حاصل کروں۔ میں نے خداوند خدا کو اپنی پناہ گاہ بنا لیا ہے تاکہ تیرے سب کاموں کا بیان کروں۔

۱-۱۴۔ شریروں کی بختاوری دیکھ کر ایمان کی آزمائش ہوتی ہے۔

۱- انگریزی نئے ترجمہ میں یوں ہے کہ "خدا یقیناً نیک ہے"۔ اگرچہ وہ اپنی اُمت کو دُکھ اُٹھانے دیتا ہے تو بھی وہ اُن پر مہربان ہے۔
"پاک دلوں" یا "جو دل کے پاک ہیں"۔ یہ حقیقی اسرائیلی ہیں جن پر وہ مہربان ہے (خروج ۳۳: ۱۹) دل کی اور چلن کی پاکیزگی اُس کی حضوری میں پہنچنے کی شرط ہے (۲۴: ۴) اور اس کے ذریعہ آدمی خدا کو دیکھ سکتا ہے (متی ۵: ۸)

۲- مزمور نویس کا ایمان تو قریباً جاتا ہی رہا تھا اور خدا کی راہ سے گمراہ ہونے کو ہی تھا (۴۴: ۱۸) اس زندگی کے سفر میں وہ پھسلنی جگہ پر تھا (۱۷: ۵)

۳-۹- بے دینوں کی لگاتار دستاوری کی وجہ۔

۳- "حسد کرتا" مقابلہ کرو زبور ۳۷: ۱ سے۔ امثال کی کتاب میں اس کے خلاف بار بار آگاہی دی گئی ہے (۳: ۳۱ و ۲۳: ۱۷ و ۲۴: ۱ و ۱۹)

۴- "موت میں"۔ یعنی ان کو موت کا خطرہ نہیں اور موت کے وقت بھی ان کو دُکھ درد اور بیماری نہیں۔ (ایوب ۱۳: ۲۳)

۵ و ۶- اگرچہ آدمی دُکھ کے لئے پیدا ہوا لیکن یہ لوگ ایسے دُکھوں سے بھی مبرا ہے۔ زنجیریں مشرقی ممالک میں گلے میں زیور کے طور پر پہنتے ہیں اور یہ عہد کا نشان بھی تھیں (پیدایش ۴۱: ۴۲ و دانیال ۵: ۷)

۷- جو دل میں بھرا ہوتا ہے وہی باہر نکلتا ہے۔ (مقابلہ کرو یرمیاہ ۵: ۲۸ سے)

۸- "تیز ابول"۔ خدا کے احکام نہیں مانتے مگر اپنے ہی بُرے منصوبے سناتے ہیں۔ (استثنا ۶: ۷ و ۱۱: ۱۹)

۹- خدا کے خلاف کفر بکتے ہیں۔ (دانیال ۷: ۲۵)

۱۰- "پیتے ہیں"۔ خوشی کا حظ اٹھانا یا ان کی زہریلی تعلیم سے موثر ہونا۔

۱۱- یہاں متکلم شریر نہیں بلکہ وہ فریب خوردہ لوگ ہیں جن کا ذکر ۱۰ آیت میں ہوا۔ وہ اپنے رہنماؤں کے محاورے بولتے ہیں۔ خدا (ایل - قادر) حق تعالیٰ (علیون) جہان کا اعلیٰ حاکم۔

۱۲-۱۴ میں متکلم مزمور نویس ہے یا یہ گمراہ شدہ لوگ۔ پہلی رائے بہتر معلوم ہوتی ہے۔

۱۲- "شریر۔۔۔ چین سے۔۔۔"۔ ایوب کی کتاب میں یہ لفظ بہت دفعہ آیا ہے۔ (۳: ۲۶ و ۱۲: ۶ وغیرہ)

۱۳- اگر شریر ملں کی یہ حالت ہے تو میری پاک بننے کی کوشش بے سود ہے۔

۱۴- ظاہراً میری دینداری کے بدلے مجھے سزا ملی (زبور ۲۹: ۱۰ و ۱۱ و ایوب ۷: ۱۸)

۱۵-۲۸- ایمان غالب آیا جب آخری عدالت ہوئی اور خدا کی رفاقت بہترین بختاوری ثابت ہوئی۔

۱۵- اگر میں اپنی ساری پریشانیوں کا فخار کرتا اور شریر کے عقیدہ کو مان لیتا تو میں خدا کی اُمت سے بیوفائی کرتا۔ پرانے عہد نامے میں قوم اسرائیل خدا کا بیٹا کہلائی۔ (استثنا ۱۴: ۱) لیکن افراد بیٹے نہیں کہلاتے البتہ بلحاظ عہد یا نمایندہ کے (۲: ۷) یہ حقیقت نئے عہد نامے میں واضح ہوئی (گلتیوں ۳: ۲۶)

۱۶ و ۱۷- جب میں غور کر رہا تھا کہ اِن دونو حالتوں کو کیسے مطابق کروں اور خدا کی سیرت کا مکاشفہ اور وعدے اس موجودہ حالت کے کیسے مطابق ہو سکتے ہیں۔ ہیکل یعنی خدا کی حضوری میں جانے کے ذریعہ جہاں خدا کی قدرت اور جلال ظاہر ہوتا ہے (۶۳: ۲) مجھے معلوم ہو گیا کہ شریروں کی یہ بختاوری عارضی ہے۔

۱۸-۲۰- شریروں کا ہولناک انجام۔

۱۸- شریر معرضِ خطر میں ہیں جہاں وہ ٹھوکر کھا کر گر پڑینگے (یرمیاہ ۲۳: ۱۲)

۱۹- "تباہ ہو"۔ یہ لفظ بھی ایوب کی کتاب میں اکثر آیا ہے۔ (ایوب ۱۸: ۱۱ و ۱۴)

۲۰- "خواب"۔ (ایوب ۲۰: ۸ و یسعیاہ ۲۹: ۷)
"جاگ کر"۔ یعنی عدالت کے لئے تیار ہو گا (نئے ترجمہ کے حاشیہ میں اس لفظ کا ترجمہ "شہر" کیا گیا۔
"اُن کی صورت"۔ ان کی ساری شیخی اور شان محض دکھاوا اور دھوکا تھا۔

۲۱ و ۲۲- مزمور نویس اپنی غلطی کا اقرار کرتا ہے۔

۲۱- میں سچائی کو دیکھ نہ سکا جب تک میں مقدس میں نہ گیا اپنی بے چینی اور بے صبری کی بیوقوفی کا اقرار کرتا ہے۔ وہ تو حیوان کی طرح بن گیا تھا (۴۹: ۱۰) کیونکہ انسان اور حیوان میں صرف یہی فرق ہے کہ انسان خدا کی رفاقت کے

رہے ہیں۔

۲۳۔ اس کی وفاداری کا مزید ثبوت۔ مقابلہ کرو دانیال ۶: ۴ سے۔

۲۴۔ اگرچہ آدمی مجھے حقیر جانیں مگر میری خوشی خدا کی شریعت میں ہے۔

(دالتھ)

(۲۵) میری جان خاک میں مل گئی۔ تو اپنے کلام کے مطابق مجھے زندہ کر۔ (۲۶) میں نے اپنی روشوں کا اظہار کیا اور تو نے مجھے جواب دیا۔ مجھے اپنے آئین کی تعلیم دے۔ (۲۷) اپنے قوانین کی راہ مجھے سمجھا دے اور میں تیرے عجائب پر دھیان کرونگا۔ (۲۸) غم کے مارے میری جان گھلی جاتی ہے۔ اپنے کلام کے مطابق مجھے تقویت دے۔ (۲۹) جھوٹ کی راہ سے مجھے دور رکھ اور مجھے اپنی شریعت عنایت فرما۔ (۳۰) میں نے وفاداری کی راہ اختیار کی ہے۔ میں نے تیرے احکام اپنے سامنے رکھے ہیں۔ (۳۱) میں تیری شہادتوں سے لپٹا ہوا ہوں۔ اے خداوند! مجھے شرمندہ نہ ہونے دے۔ (۳۲) جب تو میرا حوصلہ بڑھائیگا تو میں تیرے فرمان کی راہ میں دوڑونگا۔

د

ہر آیت دال سے شروع ہوتی ہے۔ تمام خیال گہرے عرفان کے لئے دعا ہے۔

۲۵۔ مزمور نویس سخت مصیبت میں ہے۔ وہ اٹھنے کے قابل بھی نہیں (۴۴: ۲۵ و ۷: ۵ و ۲۲: ۵) لیکن وہ طاقت کے لئے دعا مانگ رہا ہے۔

"اپنے کلام کے مطابق" کیونکہ بار بار زندگی کا وعدہ ان سے کیا گیا جو خدا کی شریعت پر چلتے ہیں (استثنا ۸: ۳ و ۳۰: ۶ و ۱۵ و ۱۹ و ۲۰ و ۳۲: ۴۷)

۲۶۔ میں نے اپنی ساری حالت تیرے سامنے کھول کر رکھ دی۔

۲۷۔ ۲۶ میں جو دعا تھی اسی کی توسیع ہے۔ دیکھو آیات ۴۴ و ۹۷ و ۱۲۵ و ۱۴۴ و ۱۶۹)

"عجائب" خدا کی مرضی کے جو بھید اس کی شریعت میں منکشف ہوئے۔

۲۸۔ "گھلی جاتی ہے" آنسو بہ رہے ہیں (ایوب ۱۶: ۲۰)

۲۹ و ۳۰۔ "جھوٹ کی راہ" مقابلہ کرو ۱۰۴ و ۱۲۸ آیات سے۔ یعنی جو روش خدا کی صداقت کے مطابق نہیں۔

۳۱۔ مزمور نویس کی ضمیر کی گواہی۔

"لپٹا ہوا ہوں" (استثنا ۱۰: ۲۰ و ۱۱: ۲۲ و ۱۳: ۴ و ۳۰: ۲۰)

۳۲۔ جب مزمور نویس کو پوری آزادی حاصل ہوگی تو وہ اس کو خدا کی خدمت میں صرف کریگا (یسعیاہ ۶۰: ۵)

(ہے)

(۳۳) اے خداوند! مجھے اپنے آئین کی راہ بتا اور میں آخر تک اس پر چلونگا (۳۴) مجھے فہم عطا کر اور میں تیری شریعت پر چلونگا بلکہ میں پورے دل سے اس کو مانونگا (۳۵) مجھے اپنے فرمان کی راہ پر چلا کیونکہ اسی میں میری خوشی ہے (۳۶) میرے دل کو اپنی شہادتوں کی طرف رجوع دلا نہ کہ لالچ کی طرف۔ (۳۷) میری آنکھوں کو بطلان پر نظر کرنے سے باز رکھ اور مجھے اپنی راہوں میں زندہ کر (۳۸) اپنے بندے کے لئے اپنا وہ قول پورا کر جس سے تیرا خوف پیدا ہوتا ہے (۳۹) میری ملامت کو جس سے میں ڈرتا ہوں دور کر دے کیونکہ تیرے احکام بھلے ہیں (۴۰) دیکھ میں تیرے قوانین کا مشتاق رہا ہوں۔ مجھے اپنی صداقت سے زندہ کر۔

ہ

ہر آیت ہ سے شروع ہوتی ہے۔ تعلیم۔ ہدایت اور طاقت کے لئے دعائیں۔

۳۳۔ "بتا" یہ وہی فعل ہے جس سے لفظ توراہ نکلا ہے۔

"آخر تک" جس لفظ کا یہ ترجمہ ہے اس کا دوسرے موقعوں پر متفرق ترجمہ آیا ہے مثلاً زبور ۱۹: ۱۱ و امثال ۲۲: ۴ میں اس کا ترجمہ اجر ہوا ہے۔

۳۶۔ "لالچ" یعنی ناجائز نفع (یسعیاہ ۳۳: ۱۵)

۳۷۔ "بطلان" جو شے جھوٹی۔ غیر حقیقی اور نکمی ہے وہ سب اس لفظ بطلان میں شامل ہے (۱ یوحنا ۲: ۱۵-۱۷)

۳۹ - "ملامت" جو خدا سے وفادار رہنے کے باعث حاصل ہوئی۔

۴۰ - میری مرضی تو نیک ہے لیکن زیادہ توفیق اور طاقت کا محتاج ہوں۔

(واو)

(۴۱) اے خداوند! تیرے قول کے مطابق تیری شفقت اور تیری نجات مجھے نصیب ہو۔ (۴۲) تب میں اپنے ملامت کرنے والے کو جواب دے سکونگا کیونکہ میں تیرے کلام پر بھروسا رکھتا ہوں۔ (۴۳) اور حق بات کو میرے منہ سے ہرگز جدا نہ ہونے دے کیونکہ میرا اعتماد تیرے احکام پر ہے (۴۴) پس میں ابدالآباد تیری شریعت کو مانتا رہونگا (۴۵) اور میں آزادی سے چلونگا کیونکہ میں تیرے قوانین کا طالب رہا ہوں۔ (۴۶) میں بادشاہوں کے سامنے تیری شہادتوں کا بیان کرونگا اور شرمندہ نہ ہونگا۔ (۴۷) تیرے فرمان مجھے عزیز ہیں میں اُن میں مسرور رہونگا۔ (۴۸) میں اپنے ہاتھ تیرے فرمان کی طرف جو مجھے عزیز ہے اُٹھاؤنگا اور تیرے آئین پر دھیان کرونگا۔

و

فضل اور ہمت کے لئے دعائیں۔

۴۱ - خدا کی مہربانیوں کا شخصی تجربہ۔

۴۳ - اس آیت کو ۴۱ و ۴۲ کے ساتھ ملا کر پڑھیں۔

۴۴ - مزمور نویس کا یہ مقصد اور یہ آرزو تھی۔ اگر خدا فضل کرے۔

۴۵ - آزادی ہے کیونکہ خدا کے احکام وسیع ہیں اس لئے اُن پر چلنے کے لئے بے فکری اور آزادی درکار ہے۔

۴۶ - "بادشاہوں کے سامنے" جیسے دانی ایل اور اس کے رفیقوں نے گواہی دی یا نحمیاہ اور مکابی زمانے کے شہیدوں نے۔

۴۸ - "ہاتھ ... اُٹھاؤنگا" یہ دعا کے وقت ہوتا تھا اور دل کو خدا کی جانب اُٹھانے کا نشان تھا (۲۸ : ۲) اور یہاں تعظیم اور عبادت کے لئے۔

(زین)

(۴۹) جو کلام تُو نے اپنے بندے سے کیا اُسے یاد کر کیونکہ تُو نے مجھے اُمید دلائی ہے۔ (۵۰) میری مصیبت میں یہی میری تسلی ہے کہ تیرے کلام نے مجھے زندہ کیا ہے۔ (۵۱) مغروروں نے مجھے بہت ٹھٹھوں میں اڑایا۔ تو بھی میں نے تیری شریعت سے کنارہ نہیں کیا۔ (۵۲) اے خداوند۔ میں تیرے قدیم احکام کو یاد کرتا اور اطمینان پاتا رہا ہوں۔ (۵۳) اُن شریروں کے سبب سے جو تیری شریعت کو ترک کرتے ہیں مَیں سخت طیش میں آگیا ہوں۔ (۵۴) میرے مسافرخانہ میں تیرے آئین میرا گیت رہے ہیں۔ (۵۵) اے خداوند۔ رات کو میں نے تیرا نام یاد کیا ہے۔ اور تیری شریعت پر عمل کیا ہے (۵۶) یہ میرے واسطے اس لئے ہُوا کہ مَیں نے تیرے قوانین کو مانا۔

ز

دُنیا کے گوناگوں امتحانوں میں خدا کی شریعت امید۔ تسلی۔ زندگی اور خوشی کا باعث ہے

۴۹ - خدا کے وعدہ کے کلام نے اُسے امید دلائی اور دعا ہے کہ خدا اُسے فراموش نہ کرے

۵۰ "یہی" - یعنی تیرا کلام۔

۵۱ - یہ ٹھٹھے مارنے والے گروہ کے لوگ مغرور ہیں۔ یہ ایسے لوگ ہیں جو اپنے تئیں آزاد خیال کہتے ہیں اور نیک اور مقدس امور پر ہنسی اڑاتے ہیں (امثال ۲۱ : ۲۴ و نیز دیکھو ۱:۱ کی شرح)

۵۲ - "قدیم احکام" یعنی الٰہی قوانین حق کے اصول جو قدیم زمانوں میں منکشف ہوئے

۵۳ - غضب میں آگیا کچھ افسوس پیدا نہ ہُوا۔

۵۴ - اس کے گیتوں کا مضمون خدا کے قوانین تھے۔

"مسافرخانے" یعنی سفر کی منزلیں دیکھو آیت ۱۹

۵۵ - اگر ہم شریعت دینے والے کو اور جس نے اپنا مکاشفہ ہم کو دیا یاد رکھیں تو اس کی شریعت پر بھی عمل کرینگے۔

"رات کو" (آیت ۶۲ و ۲:۱)

۵۶ - یہ حق مزمور نویس کو حاصل تھا گو دوسروں کو اور اچھے موقعے ملے ہوں لیکن یہ حق سب سے اعلیٰ تھا۔

(خیتھ)

(۵۷) خداوند میرا بخرہ ہے۔ میں نے کہا ہے میں تیری باتیں مانونگا۔ (۵۸) میں پورے دل سے تیرے کرم کا خواہاں ہوا۔ اپنے کلام کے مطابق مجھ پر رحم کر۔ (۵۹) میں نے تیری راہوں پر غور کیا اور تیری شہادتوں کی طرف اپنے قدم موڑے۔ (۶۰) میں نے تیرے فرمان ماننے میں جلدی کی اور دیر نہ لگائی۔ (۶۱) شریروں کی رسیوں نے مجھے جکڑ لیا۔ پر میں تیری شریعت کو نہ بھولا (۶۲) تیری صداقت کے احکام کے لئے میں آدھی رات کو تیرا شکر کرنے کو اٹھونگا (۶۳) میں ان سب کا ساتھی ہوں جو تجھ سے ڈرتے ہیں اور ان کا جو تیرے قوانین کو مانتے ہیں۔ (۶۴) اے خداوند زمین تیری شفقت سے معمور ہے۔ مجھے اپنے آئین سکھا

ح

مزمور نویس کی محبت خدا اور اس کی شریعت سے۔

۵۷ - "میرا بخرہ" (۱۶:۵ و ۷۳:۲۶ و ۱۴۲:۵)

۵۹ و ۶۰ - چال چلن کو اس نے خدا کے احکام کے مطابق بنایا۔

۶۱ - "شریروں کی رسیوں" صیاد کے پھندے سے تشبیہ دی گئی۔ (آیت ۱۱۰ و ۱۸:۵)

۶۲ - اس کی شریعت کو بھولنے کی بجائے وہ رات کی نیند کو بھی اس کے حفظ کرنے پر قربان کرتا ہے بلکہ وہ ان راست فیصلوں کے لئے خدا کا شکر کرتا ہے۔

۶۴ - مقابلہ کرو ۳۳:۵ و ۱۴۵:۹

(طیتھ)

(۶۵) اے خداوند! تو نے اپنے کلام کے مطابق اپنے بندے کے ساتھ بھلائی کی ہے۔ (۶۶) مجھے صحیح امتیاز اور دانش سکھا کیونکہ میں تیرے

فرمان پر ایمان لایا ہوں۔ (۶۷) میں مصیبت اٹھانے سے پہلے گمراہ تھا۔ پر اب تیرے کلام کو مانتا ہوں۔ (۶۸) تو بھلا ہے اور بھلائی کرتا ہے مجھے اپنے آئین سکھا۔ (۶۹) مغروروں نے مجھ پر بہتان باندھا ہے۔ میں پورے دل سے تیرے قوانین کو مانونگا۔ (۷۰) ان کے دل چکنائی سے فربہ ہو گئے لیکن میں تیری شریعت میں مسرور ہوں۔ (۷۱) اچھا ہوا کہ میں نے مصیبت اٹھائی تاکہ تیرے آئین سیکھ لوں۔ (۷۲) تیرے منہ کی شریعت میرے لئے سونے چاندی کے ہزاروں سکوں سے بہتر ہے۔

ط

خاص خیال - خدا کا احسان اس کے بندے سے سارے برتاؤ میں ظاہر ہے۔

۶۵ - "اپنے کلام کے مطابق" یعنی وعدے کے مطابق (استثنا ۶:۱۴ و ۱۰:۱۳ و ۳:۱۵ و ۹)

۶۶ - نیک و بد پہچاننے کے لئے صحیح تمیز

۶۷ - "گمراہ تھا" (احبار ۵:۱۸ و گنتی ۱۵:۲۸) ساری قوم پر بھی یہ بات صادق آتی ہے (آیت ۷۱ و زبور ۱۱۸:۱۸ و ایوب ۵:۱۷)

۶۸ - خدا کی ذات بھی نیک ہے اور اس کے کام بھی (استثنا ۸:۱۶)

۶۹ - "بہتان باندھا" یا جھوٹ چسپاں کیا جس سے کہ میری صحیح سیرت چھپ جائے۔ مزمور نویس کی خدمت میں خلوص قلبی پر شک کیا۔

۷۰ - "چکنائی سے فربہ ہو گیا" جس کی وجہ سے اسے کچھ احساس نہیں ہوتا اور کوئی روحانی اثر اس پر نہیں پڑتا۔ کیونکہ چربی اس پر چھا گئی (۱۷:۱۰ و ۷۳:۷ و یسعیاہ ۶:۱۰)

۷۲ - مصیبت کے مکتب میں اس نے یہ سبق سیکھا کہ خدا کی شریعت بے بہا اور قیمتی ہے (آیت ۱۴ و امثال ۸:۱۰ و ۱۱)

یود

(۷۳) تیرے ہاتھوں نے مجھے بنایا اور ترتیب دی۔ مجھے فہم عطا کر تاکہ تیرے فرمان سیکھ لوں۔ (۷۴) تجھ سے ڈرنے والے مجھے دیکھ کر خوش

ہونگے۔ اس لئے کہ مجھے تیرے کلام پر اعتماد ہے۔ (۷۵) اے خداوند میں تیرے احکام کی صداقت کو جانتا ہوں اور یہ کہ وفاداری ہی سے تُو نے مجھے دُکھ میں ڈالا۔ (۷۶) اُس کلام کے مطابق جو تُو نے اپنے بندے سے کیا۔ تیری شفقت میری تسلی کا باعث ہو۔ (۷۷) تیری رحمت مجھے نصیب ہو تاکہ میں زندہ رہوں کیونکہ تیری شریعت میری خوشنودی ہے (۷۸) مغرور شرمندہ ہوں کیونکہ اُنہوں نے ناحق مجھے گرایا۔ لیکن میں تیرے قوانین پر دھیان کرونگا۔ (۷۹) تجھ سے ڈرنے والے میری طرف رجوع ہوں تو وہ تیری شہادتوں کو جان لینگے۔ (۸۰) میرا دل تیرے آئین ماننے میں کامل رہے تاکہ میں شرمندگی نہ اُٹھاؤں۔

ی

خدا نے اپنی وفاداری میں مجھے دُکھ دیا تاکہ مجھے تسلی دے۔

۷۳ – "بنایا" (ایوب ۱۰: ۸ و استثنا ۳۲: ۶)

۷۴ – میرا نمونہ دیکھ کر کہ سچی توبہ و صبر کا اجر کیسا بڑا ہے خدا کا خوف رکھنے والے خوش ہوں۔ (۶۹: ۳۲)

۷۵ – دیکھو آیات ۶۷ و ۷۱۔

"دُکھ میں ڈالا" (استثنا ۸: ۲ و ۳ و ۱۶) جہاں اسی لفظ کا ترجمہ "عاجز کیا" ہُوا ہے۔ خدا کے سارے قوانین اس کی راستبازی کے کامل معیار کے مطابق ہیں۔ (استثنا ۳۲: ۴)

۷۶ و ۷۷ – پھر بھی آدمی کے لئے ضرورت ہے کہ اُس کو تسلی اور تازگی دی جائے تاکہ وہ مصیبت میں مغلوب نہ ہو۔

۷۷ – "تیری رحمت" (آیت ۱۵۶) مقابلہ کرو استثنا ۱۳: ۱۷ و ۱۸ و یسعیاہ ۴۹: ۱۳ و ۵۴: ۷ و زکریاہ ۱: ۱۶ سے۔

۷۸ – مقابلہ کرو نوحہ ۳: ۳۶ سے۔

۷۹ – "جان لینگے" یہ تو قری ہے (یعنی جیسا پڑھا جاتا ہے) ستروں کے ترجمہ کے مطابق ہے۔ لیکن کتیب (یعنی جیسا لکھا جاتا ہے) کے مطابق اس کے معنی ہیں "وہ جانینگے"۔

۸۰ – "کامل" دیکھو آیت ۱۔

(کاف)

(۸۱) میری جان تیری نجات کے لئے بیتاب ہے لیکن مجھے تیرے کلام پر اعتماد ہے۔ (۸۲) تیرے کلام کے انتظار میں میری آنکھیں رہ گئیں۔ میں یہی کہتا رہا کہ تو مجھے کب تسلی دیگا؟ (۸۳) میں اُس مشکیزے کی مانند ہو گیا جو دھوئیں میں ہو تو بھی میں تیرے آئین کو نہیں بھولتا۔ (۸۴) تیرے بندے کے دن ہی کتنے ہیں؟ تو میرے ستانے والوں پر کب فتویٰ دیگا؟ (۸۵) مغروروں نے جو تیری شریعت کے پیرو نہیں میرے لئے گڑھے کھودے ہیں۔ (۸۶) تیرے سب فرمان برحق ہیں۔ وہ ناحق مجھے ستاتے ہیں۔ تو میری مدد کر۔ (۸۷) اُنہوں نے مجھے زمین پر سے فنا کر ہی ڈالا تھا۔ لیکن میں نے تیرے قوانین کو ترک نہ کیا۔ (۸۸) تو مجھے اپنی شفقت کے مطابق زندہ کر تو میں تیرے مُنہ کی شہادت کو مانونگا۔

ک

خاص خیال۔ باوجود ایذارسانی کے ایمان قائم رہا اگرچہ خدا نے بھی مدد دینے میں دیر کی۔

۸۱ و ۸۲ – خدا کے وعدے کے انتظار میں کہ وہ اپنے بندے کو مخلصی دیگا۔ اس کی جان بھی غش کھاتی ہے۔ اور اس کی آنکھیں بھی دھندلا گئیں۔ دیکھو آیت ۱۲۳ و ۶۹: ۳ و ۸۴: ۲ و نوحہ ۴: ۱۷۔

۸۳ – "دھوئیں میں ہو" جب شراب کی مشک کی ضرورت نہیں رہتی تو اس کو چھت سے ٹانگ دیتے ہیں۔ اور وہ سکڑ جاتی ہے اور دھوئیں سے کالی ہو جاتی ہے اور اس کی اصلی صورت باقی نہیں رہتی۔ یہی حال مزمور نویس کا ہُوا۔ پھر بھی وہ خدا کے احکام کو نہ بھولا۔

۸۴ – "کتنے ہیں" یعنی بہت تھوڑے۔ عمر کی کوتاہی ایک عذر ہے کہ خدا جلد مدد کرے۔ (۸۹: ۴۷ و ۱۰۲: ۱۱ وغیرہ)

۸۵ – "گڑھے" ایک استعارہ صیاد کے جال اور گڑھے کھودنے سے۔ یہ دشمن مغرور اور گستاخ ہیں وہ خدا کی شریعت کو حقیر جانتے اور اُسے رد کرتے ہیں (۲۱ و ۵۱ آیات) یہاں بیدین اسرائیلی مراد ہیں۔

۸۶ - "برحق" - (۷۵ و ۱۳۸ آیات) وہ خدا کی سیرت کا اظہار ہے -

۸۷ - اس کے دشمنوں نے تو اس کا کام قریباً تمام کر ہی دیا تھا۔

۸۸ - اگر خدا چاہتا ہے کہ میں اس کی شریعت کو مان کر اس کا جلال ظاہر کروں تو وہ میری زندگی بچالے -

---

(لامد)

(۸۹) اے خداوند! تیرا کلام آسمان پر ابد تک قائم ہے۔ (۹۰) تیری وفاداری پشت در پشت ہے۔ تُو نے زمین کو قیام بخشا اور وہ قائم ہے۔ (۹۱) وہ آج تیرے احکام کے مطابق قائم ہیں کیونکہ سب چیزیں تیری خدمت گذار ہیں۔ (۹۲) اگر تیری شریعت میری خوشنودی نہ ہوتی تو میں اپنی مصیبت میں ہلاک ہوجاتا۔ (۹۳) میں تیرے قوانین کو کبھی نہ بھولونگا کیونکہ تُو نے اُن ہی کے وسیلہ سے مجھے زندہ کیا ہے۔ (۹۴) میں تیرا ہی ہوں۔ مجھے بچالے کیونکہ میں تیرے قوانین کا طالب رہا ہوں۔ (۹۵) شریر مجھے ہلاک کرنے کو گھات میں لگے رہے لیکن میں تیری شہادتوں پر غور کرونگا۔ (۹۶) میں نے دیکھا ہے کہ ہر کمال کی انتہا ہے لیکن تیرا حکم نہایت وسیع ہے۔

ل

۸۹ - ۹۶ - خدا کی شریعت ابدی - بے تبدیل اور کامل ہے -

۹۰ - زمین کا قیام خدا کی وفاداری کا نشان اور ضامن ہے۔

۹۱ - "سب چیزیں تیری خدمت گذار ہیں"۔ زمین اور آسمان خدا کا حکم مانتے ہیں۔ خدا کی مرضی عالمگیر قانون ہے -

۹۲ - مصیبت میں وہ بے حوصلہ ہوجاتا اگر خدا کی شریعت اُس کو تازگی عطا نہ کرتی (۹۳ و ۹۵ آیات)

۹۶ - میں نے تجربہ سے یہ جان لیا کہ زمین کے کمال کی ایک حد ہے لیکن خدا کے احکام کی کوئی حد نہیں -

"کمال" کے واسطے جو عبرانی لفظ ہے وہ ۱۰۵ ہی جگہ آیا ہے۔

(میم)

(۹۷) آہ! میں تیری شریعت سے کیسی محبت رکھتا ہوں۔ مجھے دن بھر اُسی کا دھیان رہتا ہے۔ (۹۸) تیرے فرمان مجھے میرے دشمنوں سے زیادہ دانشمند بناتے ہیں کیونکہ وہ ہمیشہ میرے ساتھ ہیں۔ (۹۹) میں اپنے سب اُستادوں سے عقلمند ہوں کیونکہ تیری شہادتوں پر میرا دھیان رہتا ہے۔ (۱۰۰) میں عمر رسیدہ لوگوں سے زیادہ سمجھ رکھتا ہوں کیونکہ میں نے تیرے قوانین کو مانا ہے۔ (۱۰۱) میں نے ہر بُری راہ سے اپنے قدم روک رکھے ہیں تاکہ تیری شریعت پر عمل کروں۔ (۱۰۲) میں نے تیرے احکام سے کنارہ نہیں کیا کیونکہ تُو نے مجھے تعلیم دی ہے۔ (۱۰۳) تیری باتیں میرے لئے کیسی شیریں ہیں! وہ میرے منہ کو شہد سے بھی میٹھی معلوم ہوتی ہیں۔ (۱۰۴) تیرے قوانین سے مجھے فہم حاصل ہوتا ہے اس لئے مجھے ہر جھوٹی راہ سے نفرت ہے۔

م

خدا کی شریعت کا مطالعہ کیسا شیریں اور مفید ہے۔ "وہ ہمیشہ میرے ساتھ ہیں"۔

۹۸ - دیکھو استثنا ۴: ۶ -

"وہ ہمیشہ میرے ساتھ ہیں"۔ لفظی طور پر وہ ہمیشہ میرا ہے۔ فرمان کے واسطے صیغہ واحد آیا ہے جس سے ساری شریعت کی یکتائی مراد ہے -

۹۹ - "اپنے سب اُستادوں سے" جو دیگر وسائل سے اپنا علم حاصل کرتے ہیں۔ بعضوں کا خیال ہے کہ یہاں ایسے اُستادوں کا ذکر ہے جو یونانی صدوقیوں کی طرح برگشتگی کے خطرے میں تھے اور جو لوگ شریعت کے لئے غیرت مند تھے اُن کو ستاتے تھے۔ بہ حال معنی یہ ہیں کہ علم کے دوسرے چشموں کی نسبت شریعت اعلیٰ چشمہ تھا -

۱۰۰ - نہ قوم کے ایلڈر بلکہ عام عمر رسیدہ لوگ جنہوں نے تجربہ سے علم حاصل کیا۔

۱۰۱ - خدا کی اطاعت کی آرزو کے باعث میں ہر آزمائش کی جگہ سے کنارہ کرتا رہا۔

۱۰۲ - خدا خود اس کا معلم تھا اس لئے وہ راہِ راست پر قائم رہا۔

۱۰۳- مقابلہ کرو ۱۹: ۱۰ و ایوب ۲۳: ۱۲ و یرمیاہ ۱۵: ۱۶ و یوحنا ۴: ۳۲ و ۳۴

۱۰۴- خدا کی شریعت کے مطالعہ سے اسے فوق امتیاز حاصل ہوئی ہے (آیات ۹۹ و ۹۸)

(نون)

(۱۰۵) تیرا کلام میرے قدموں کے لئے چراغ اور میری راہ کے لئے روشنی ہے۔ (۱۰۶) میں نے قسم کھائی ہے اور اس پر قائم ہوں کہ تیری صداقت کے احکام پر عمل کرونگا۔ (۱۰۷) میں بڑی مصیبت میں ہوں۔ اے خداوند اپنے کلام کے مطابق مجھے زندہ کر۔ (۱۰۸) اے خداوند میرے منہ سے رضا کی قربانیاں قبول فرما اور مجھے اپنے احکام کی تعلیم دے۔ (۱۰۹) میری جان ہمیشہ ہتھیلی پر ہے توبھی میں تیری شریعت کو نہیں بھولتا۔ (۱۱۰) شریروں نے میرے لئے پھندا لگایا ہے توبھی میں تیرے قوانین سے نہیں بھٹکا۔ (۱۱۱) میں نے تیری شہادتوں کو اپنی ابدی میراث بنایا ہے کیونکہ ان سے میرے دل کو شادمانی ہوتی ہے۔ (۱۱۲) میں نے ہمیشہ کے لئے تیرے آئین ماننے پر دل لگایا ہے۔

ن

خاص خیال۔ چونکہ خدا کی شریعت زندگی کی ہادی ہے اس لئے میں اس پر عمل کرونگا خواہ میری جان بھی خطرے میں پڑے۔

۱۰۵- (امثال ۶: ۲۳) مقابلہ کرو شریروں کے انجام ۳۵: ۶ سے۔

۱۰۷- شریعت پر عمل کرنے سے اس پر ایذا رسانی آئی۔ اس لئے وہ خدا سے دعا کرتا ہے کہ اس کی زندگی بچائے۔

۱۰۸- (عبرانیوں ۱۳: ۱۵)۔ دیکھو ۱۹: ۱۴

۱۰۹- "جان ہتھیلی پر" یعنی خطرے میں ڈال کر (قاضی ۱۲: ۳ و ۱-سموئیل ۱۹: ۵ و ۲۸: ۲۱ وغیرہ)

۱۱۰- ماقبل آیت کی تشریح ہے۔ مقابلہ کرو ۸۵ تا ۸۷ آیات سے۔

۱۱۱- بنی اسرائیل نے اپنے گناہوں کے باعث اپنے ملک کو کھو دیا جس کی نسبت وعدہ تھا

کہ وہ ان کی ابدی میراث ہوگی (پیدایش ۱۳: ۱۵ و خروج ۳۲: ۱۳) لیکن دیندار اسرائیلیوں کو شریعت میں ابدی میراث ملی جسے کوئی چھین نہیں سکتا۔

"دل کی شادمانی" (یرمیاہ ۱۵: ۱۶)

۱۱۲- (۱۹: ۱۱)

(سامک)

(۱۱۳) مجھے دو دلوں سے نفرت ہے پر تیری شریعت سے محبت رکھتا ہوں۔ (۱۱۴) تو میرے چھپنے کی جگہ اور میری سپر ہے۔ مجھے تیرے کلام پر اعتماد ہے۔ (۱۱۵) اے بدکردارو! مجھ سے دور ہو جاؤ تاکہ میں اپنے خدا کے فرمان پر عمل کروں۔ (۱۱۶) تو اپنے کلام کے مطابق مجھے سنبھال تاکہ زندہ رہوں اور مجھے اپنے اعتماد سے شرمندگی نہ اٹھانے دے۔ (۱۱۷) مجھے سنبھال اور میں سلامت رہونگا اور ہمیشہ تیرے آئین کا لحاظ رکھونگا۔ (۱۱۸) تو نے ان سب کو حقیر جانا ہے جو تیرے آئین سے بھٹک جاتے ہیں کیونکہ ان کی دغابازی عبث ہے۔ (۱۱۹) تو زمین کے سب شریروں کو میل کی طرح چھانٹ دیتا ہے اس لئے میں تیری شہادتوں کو عزیز رکھتا ہوں۔ (۱۲۰) میرا جسم تیرے خوف سے کانپتا ہے اور میں تیرے احکام سے ڈرتا ہوں۔

س

خاص خیال۔ مزمور نویس کی وفاداری اور اس کی امید بمقابلہ شریروں کی امید اور ان کے انجام کے۔

۱۱۳- "دو دلے" (۱-سلاطین ۱۸: ۲۱ و یعقوب ۱: ۸)

۱۱۴- مقابلہ کرو ۳۲: ۷ و ۲۸: ۷ سے۔

۱۱۵- (۶: ۸)

۱۱۶- شریعت پر عمل کرنے کے لئے خدا کے فضل کی ضرورت تھی۔ (۵۱: ۱۲ و ۲: ۵)

۱۱۷- دیکھو ۱۸: ۳۵ و ۲۰: ۲ و ۴۱: ۳ و ۹۴: ۱۸۔

۱۱۸- "ان کی دغابازی" یعنی جس اصول پر وہ اپنے تئیں دھوکا دیتے اور دوسروں کو

گمراہ کرتے ہیں وہ جھوٹ اور بے بنیاد ہے۔

۱۱۹۔ خدا شریروں کو اسی طرح دور کرتا ہے جیسے سنار سونے چاندی کی میل کو دور کرتا ہے۔
(یرمیاہ ۶: ۲۸۔ ۳۰ و حزقی ایل ۲۲: ۱۸ و ۱۹ و ملاکی ۳: ۲ و ۳)

۱۲۰۔ تاکہ میرا انجام شریروں جیسا نہ ہو میں تیرا خوف کھاتا ہوں۔
"تیرے احکام"۔ عدالت کے کام یا شریروں کو جو سزائیں دی گئیں۔

(عین)

(۱۲۱) میں نے عدل اور انصاف کیا ہے۔ مجھے اُن کے حوالہ نہ کر جو مجھ پر ظلم کرتے ہیں۔ (۱۲۲) بھلائی کے لئے اپنے بندے کا ضامن ہو۔ مغرور مجھ پر ظلم نہ کریں۔ (۱۲۳) تیری نجات اور تیری صداقت کے کلام کے انتظار میں میری آنکھیں رہ گئیں۔ (۱۲۴) اپنے بندے سے اپنی شفقت کے مطابق سلوک کر اور مجھے اپنے آئین سکھا۔ (۱۲۵) میں تیرا بندہ ہوں۔ مجھ کو فہم عطا کر تاکہ تیری شہادتوں کو سمجھ لوں۔ (۱۲۶) اب وقت آگیا کہ خداوند کام کرے کیونکہ اُنہوں نے تیری شریعت و باطل کر دیا ہے۔ (۱۲۷) اسلئے میں تیرے فرمان کو سونے سے بلکہ کندن سے بھی زیادہ عزیز رکھتا ہوں۔ (۱۲۸) اس لئے میں تیرے سب قوانین کو برحق جانتا ہوں اور ہر جھوٹی راہ سے مجھے نفرت ہے۔

ع

ابھی وقت ہے کہ خداوند اپنے بندے کی خاطر مداخلت کرے۔

۱۲۱۔ وہ اپنی راستی کا علم رکھتا ہے اس لئے وہ دعا کرتا ہے کہ اسے ظالموں کی مرضی پر نہ چھوڑا جائے۔

۱۲۲۔ "ضامن ہو"۔ (پیدائش ۴۳: ۹ و ایوب ۱۷: ۳ و یسعیاہ ۳۸: ۱۴)

۱۲۳۔ دیکھو آیات ۸۱ و ۸۲۔

۱۲۴ و ۱۲۵۔ ۱۲۳ آیت میں جس مایوسی کا ذکر ہوا اس کا یہ علاج ہے۔ اس امتحان کے وقت خدا کی شریعت کا زیادہ عرفان اسے سنبھالیگا۔

۱۲۶۔ "اب وقت آگیا"۔ یا ہواہ کو مداخلت کرنے کا اب خوب موقع ہے۔ (یرمیاہ ۱۸: ۲۳)

۱۲۷۔ مقابلہ کرو ۱۹: ۱۰ سے۔

۱۲۸۔ مقابلہ کرو امثال ۱۱: ۵ و ۱۵: ۲۱۔

(پے)

(۱۲۹) تیری شہادتیں عجیب ہیں اس لئے میرا دل اُن کو مانتا ہے۔ (۱۳۰) تیری باتوں کی تشریح نور بخشتی ہے۔ وہ سادہ دلوں کو عقلمند بناتی ہے (۱۳۱) میں خوب منہ کھول کر ہانپتا رہا کیونکہ میں تیرے فرمان کا مشتاق تھا (۱۳۲) میری طرف توجہ کر اور مجھ پر رحم فرما۔ جیسا تیرے نام سے محبت رکھنے والوں کا حق ہے۔ (۱۳۳) اپنے کلام میں میری رہنمائی کر۔ کوئی بدکاری مجھ پر تسلط نہ پائے۔ (۱۳۴) انسان کے ظلم سے مجھے چھڑا لے تو تیرے قوانین پر عمل کرونگا۔ (۱۳۵) اپنا چہرہ اپنے بندے پر جلوہ گر فرما اور مجھے اپنے آئین سکھا۔ (۱۳۶) میری آنکھوں سے پانی کے چشمے جاری ہیں اس لئے کہ لوگ تیری شریعت کو نہیں مانتے۔

ف

خدا کی شریعت عجیب و غریب ہے۔

۱۲۹۔ "عجیب"۔ یعنی فوق العادت۔ خدا کی قدرت کے مکاشفہ کے لئے اکثر یہ لفظ آتا ہے۔ (خروج ۱۵: ۱۱ و زبور ۷۷: ۱۱ و ۱۴ و مقابلہ کرو آیت ۱۸ سے)

۱۳۰۔ "سادہ دلوں"۔ جن کو تعلیم کی ضرورت ہے کہ وہ حق و ناحق میں امتیاز کر سکیں (امثال ۱: ۴)

۱۳۱۔ مقابلہ کرو ایوب ۲۹: ۲۳ و زبور ۸۱: ۱۰ سے۔

۱۳۲۔ (عبرانیوں ۶: ۱۰)

۱۳۳۔ "کوئی بدکاری"۔ یا بطلان۔ گناہ کے لئے یہ وسیع لفظ ہے۔ اخلاقی طور پر نکما یا خدا کا مخالف۔

۱۳۴۔ مقابلہ کرو آیات ۱۲۱ و ۱۲۲ سے۔

۱۳۵ - "اپنا چہرہ" جو تو رنج کی مجھ سے پھیرے ہوئے ہے اپنی مہربانی کے نور کے ذریعہ اُس کو دُور کر۔ دیکھو ۲:۴ و ۱۶ -

"سکھا" ۔ اس کی یہ خواہش ہے کہ بخشنا وری سمجھ حاصل ہو۔ محض اس کی اپنی خاطر نہیں بلکہ اس لئے کہ وہ مزید عرفان حاصل کرے -

۱۳۶ - دیکھو نوحہ ۳: ۴۸ و ۱: ۱۶ - آدمیوں کی بدکاری کے باعث (آیت ۵۳) غم اور ترس کے ساتھ بھرا ہے -

---

(صادے)

(۱۳۷) اے خداوند تُو صادق ہے اور تیرے احکام برحق ہیں - (۱۳۸) تُو نے صداقت اور کمال وفاداری سے اپنی شہادتوں کو ظاہر فرمایا ہے - (۱۳۹) میری غیرت مجھے کھا گئی - کیونکہ میرے مخالف تیری باتیں بھول گئے - (۱۴۰) تیرا کلام بالکل خالص ہے اس لئے تیرے بندے کو اُس سے محبت ہے - (۱۴۱) مَیں ادنیٰ اور حقیر ہوں تو بھی تیرے قوانین کو نہیں بھولتا - (۱۴۲) تیری صداقت ابدی صداقت ہے اور تیری شریعت برحق ہے - (۱۴۳) مَیں تکلیف اور عذاب میں مبتلا ہوں تو بھی تیرے فرمان میری خوشنودی ہیں - (۱۴۴) تیری شہادتیں ہمیشہ راست ہیں مجھے فہم عطا کر تو مَیں زندہ رہونگا -

---

ص

خاص خیال - خدا کی شریعت کی راستی پاکیزگی اور صداقت کے باعث مزمور نویس کا دل محبت اور تعظیم سے بھر گیا -

۱۳۷ - شریعت کے بانی کی خاص صفت راستبازی ہے (۱۹: ۹)

۱۳۸ - مقابلہ کرو آیات ۸۶ و ۹۰ و ۱۴۴ و ۱۵۱ و استثنا ۴: ۸ سے - خدا کے احکام جو اس کے ارادے اور انسان کے فرض پر شہادت دیتے ہیں وہ خدا کی مطلق راستبازی اور وفاداری کا اظہار ہیں - دیکھو ۲ - تھسلنیکیوں ۲: ۱۳ -

۱۴۰ - "خالص" جس میں کچھ کھوٹ نہیں -

۱۴۱ - انسان کی نظروں میں حقیر -

۱۴۲ - (۱۵ و ۱۶ - آیات و ۱۹: ۹ و یوحنا ۱۷: ۱۷)

۱۴۳ - (متی ۵: ۱۷ وغیرہ)

۱۴۴ - "مجھے فہم عطا کر" - یہ دعا ہے کہ اس شریعت کے سمجھنے کے لئے خدا زیادہ سمجھ دے - (آیات ۷۱ و ۷۳ و ۱۶۹ و امثال ۴: ۴ - ۱۳ و استثنا ۳۰: ۴۷)

(قوف)

(۱۴۵) مَیں پورے دل سے دُعا کرتا ہوں - اے خداوند! مجھے جواب دے - مَیں تیرے آئین پر عمل کرونگا - (۱۴۶) مَیں نے تجھ سے دعا کی ہے - مجھے بچا لے - اور مَیں تیری شہادتوں کو مانونگا - (۱۴۷) مَیں نے پو پھٹنے سے پہلے فریاد کی - مجھے تیرے کلام پر اعتماد ہے - (۱۴۸) میری آنکھیں رات کے ہر پہر سے پہلے کھل گئیں تاکہ تیرے کلام پر دھیان کروں (۱۴۹) اپنی شفقت کے مطابق میری فریاد سُن - اے خداوند! اپنے احکام کے مطابق مجھے زندہ کر - (۱۵۰) جو شرارت کے درپے رہتے ہیں وہ نزدیک آگئے وہ تیری شریعت سے دُور ہیں (۱۵۱) اے خداوند! تو نزدیک ہے اور تیرے سب فرمان برحق ہیں (۱۵۲) تیری شہادتوں سے مجھے قدیم سے معلوم ہوا کہ تُو نے اُن کو ہمیشہ کے لئے قائم کیا ہے -

---

ق

خاص خیال - بلا ناغہ دعا -

۱۴۵ - مزمور نویس کی زندگی بھر کی یہی عادت تھی -

۱۴۶ و ۱۴۷ - مقابلہ کرو آیات ۷۴ و ۸۱ و ۱۱۴ -

۱۴۸ - رات تین پہروں میں تقسیم کی جاتی تھی - یعنی بنی اسرائیل کا یہ دستور تھا - (نوحہ ۲: ۱۹ و قاضی ۷: ۱۹ و ۱ سموئیل ۱۱: ۱۱)

۱۴۹ - "اپنے احکام کے مطابق" یا حکومت و قانون کے مطابق بعض نسخوں میں عدل جمع کی صورت میں ہے جس سے خدا کے فیصلے مراد ہیں جن کے مطابق خدا نے عمل کیا -

۱۵۰ و ۱۵۱- یہ دونوں آیتیں آپس میں قریبی تعلق رکھتی ہیں۔ جب میرے ستانے والے مجھ پر حملہ کرنے کے لئے نزدیک آتے ہیں تو تو میری حفاظت کے لئے نزدیک ہوتا ہے (۶۹: ۱۸ و ۳۴: ۱۸ و استثنا ۴: ۷)

۱۵۲- ممکن ہے کہ لوگ اس طرح عمل کریں کہ گویا خدا کی شریعت منسوخ ہو گئی لیکن میں نے تیری کلام کا مطالعہ کرنے سے یہ سیکھا ہے کہ وہ ابدی ہے اور دشمنوں کی دھمکیوں سے میرا یقین ٹوٹ نہیں سکتا۔

ریش

(۱۵۳) میری مصیبت کا خیال کر اور مجھے چھڑا کیونکہ میں تیری شریعت کو نہیں بھولتا۔ (۱۵۴) میری وکالت کر اور میرا فدیہ دے۔ اپنے کلام کے مطابق مجھے زندہ کر۔ (۱۵۵) نجات شریروں سے دور ہے کیونکہ وہ تیرے آئین کے طالب نہیں ہیں۔ (۱۵۶) اے خداوند تیری رحمت بڑی ہے۔ اپنے احکام کے مطابق مجھے زندہ کر۔ (۱۵۷) میرے ستانے والے اور مخالف بہت ہیں تو بھی میں نے تیری شہادتوں سے کنارہ نہ کیا۔ (۱۵۸) میں دغابازوں کو دیکھ کر ملول ہوا کیونکہ وہ تیرے کلام کو نہیں مانتے۔ (۱۵۹) خیال فرما کہ مجھے تیرے قوانین سے کیسی محبت ہے۔ اے خداوند! اپنی شفقت کے مطابق مجھے زندہ کر۔ (۱۶۰) تیرے کلام کا خلاصہ سچائی ہے۔ تیری صداقت کے کل احکام ابدی ہیں۔

ر

ایذا سے مخلصی کے لئے دعائیں۔ تین دفعہ یہ دعا دہرائی گئی "مجھے زندگی بخش"

۱۵۳- "میری مصیبت" جلاوطنی میں بنی اسرائیل کی یہی دعا تھی (نوحہ ۱: ۹) خدا کو وہی الفاظ یاد دلائے جاتے ہیں جب وہ ان کو مصری غلامی سے رہائی دینے کو تھا (خروج ۳: ۷)

۱۵۴- "وکالت" اس کے اور اس کے ستانے والوں کے درمیان یہ مقدمہ تھا اور وہ خدا کو اپنا وکیل ٹھہراتا ہے۔ (۳۵: ۱ و ۴۳: ۱ و یسعیاہ ۵۱: ۲۲)

"میرا فدیہ دے" یعنی غلامی سے (خروج ۶: ۶ و ۱۵: ۱۳ و زبور ۱۹: ۱۴)

۱۵۶- "رحمت بڑی ہے" (۲-سموئیل ۲۴: ۱۴ و نحمیاہ ۹: ۱۹ و ۲۷ و ۳۱ و دانی ایل ۹: ۱۸)

۱۵۸- یہاں برگشتہ اسرائیلی مراد ہیں جو عہد میں وفادار نہیں رہے۔

۱۶۰- اگر خدا کے پیلے حکموں اور وعدوں کو گنا جائے تو ان سب کا خلاصہ سچائی ہے (یوحنا ۱۴: ۶)

شین

(۱۶۱) امرا نے مجھے بے سبب ستایا ہے لیکن میرے دل میں تیری باتوں کا خوف ہے۔ (۱۶۲) میں بڑی لوٹ پانے والے کی مانند تیرے کلام سے خوش ہوں۔ (۱۶۳) مجھے جھوٹ سے نفرت اور کراہیت ہے لیکن تیری شریعت سے محبت ہے۔ (۱۶۴) میں تیری صداقت کے احکام کے سبب سے دن میں سات بار تیری ستائش کرتا ہوں۔ (۱۶۵) تیری شریعت سے محبت رکھنے والے مطمئن ہیں۔ ان کے لئے ٹھوکر کھانے کا کوئی موقع نہیں۔ (۱۶۶) اے خداوند! میں تیری نجات کا امیدوار رہا ہوں اور تیرے فرمان بجا لایا ہوں۔ (۱۶۷) میری جان نے تیری شہادتیں مانی ہیں اور وہ مجھے نہایت عزیز ہیں۔ (۱۶۸) میں نے تیرے قوانین اور شہادتوں کو مانا ہے کیونکہ میری سب روشیں تیرے سامنے ہیں۔

ش

خدا کی شریعت سے مزمور نویس کا دل خوف۔ خوشی۔ محبت اور شکر گذاری سے معمور ہے۔

۱۶۱- حکام کی سختی کے باعث بھی اس نے شریعت کو ترک نہیں کیا (یرمیاہ ۲۶: ۱۰ و عزرا ۹: ۱ و ۲ و ۱۰: ۸ و ۱۴ و نحمیاہ ۹: ۳۲ و ۳۴ و ۳۸)

۱۶۲- قول یا اقوال (سنزوں کا ترجمہ) پاک خوف اور پاک خوشی نقیض نہیں (متی ۲۸: ۸)

۱۶۳- "جھوٹ" سے مراد بت پرستی ہے برخلاف خدا کی شریعت کی صداقت کے۔

۱۶۴- "سات دفعہ" (۵۵: ۱۷) یعنی بار بار۔ مقابلہ کرو امثال ۲۴: ۱۶ سے۔

۱۶۵- (۱-یوحنا ۲: ۱۰ و ۱-سموئیل ۲۵: ۳۱)

۱۶۶- (پیدائش ۴۹: ۱۸)

۱۶۸- اپنے خلوص قلبی کو ظاہر کرنے کے لئے وہ خدا کی ہمہ دانی کی دُہائی دیتا ہے۔ نیز دیکھو ۳۸: ۹۔

(تاؤ)

(۱۶۹) اے خداوند! میری فریاد تیرے حضور پہنچے۔ اپنے کلام کے مطابق مجھے فہم عطا کر۔ (۱۷۰) میری التجا تیرے حضور پہنچے۔ اپنے کلام کے مطابق مجھے چُھڑا۔ (۱۷۱) میرے لبوں سے تیری ستائش ہو کیونکہ تو مجھے اپنے آئین سکھاتا ہے۔ (۱۷۲) میری زبان تیرے کلام کا گیت گائے کیونکہ تیرے سب فرمان برحق ہیں۔ (۱۷۳) تیرا ہاتھ میری مدد کو تیار رہے کیونکہ میں نے تیرے قوانین اختیار کئے ہیں۔ (۱۷۴) اے خداوند! میں تیری نجات کا مشتاق رہا ہوں اور تیری شریعت میری خوشنودی ہے۔ (۱۷۵) میری جان زندہ رہے تو وہ تیری ستائش کریگی اور تیرے احکام میری مدد کریں۔ (۱۷۶) میں کھوئی ہوئی بھیڑ کی مانند بھٹک گیا ہوں۔ اپنے بندے کو تلاش کر کیونکہ میں تیرے فرمان کو نہیں بھولتا۔

ت

۱۶۹-۱۷۶- آخری دعا خرد اور رہائی کے لئے۔ مدد اور ہدایت کے لئے شکرگذاری۔

۱۶۹ و ۱۷۰- کا قریبی تعلق ہے۔

۱۶۹- "میری فریاد" "التجا" کا شدت اظہار۔ دیکھو ۱۷:۱ کی شرح۔

۱۷۱ و ۱۷۲- خوشی و شکرگذاری کی روح کے لئے دعا۔

۱۷۳ "تیرا ہاتھ . . . . . . " اپنی دعا کے جواب کے لئے وہ تین وجوہ پیش کرتا ہے۔

ا۔ اُس نے خدا کے احکام ماننے کا مصمم ارادہ کر لیا ہے۔ (آیت ۳۰ و استثنا ۳۰: ۱۹)

ب۔ وہ مدت سے انتظار کر رہا ہے کہ اُن رکاوٹوں سے مخلصی پائے جو اطاعت میں سدِ راہ ہیں۔ (آیات ۴۰ و ۱۶۶)

ج۔ اُس نے خوشی سے تیری خدمت کی۔ (آیت ۲۴)

۱۷۵- "ستائش کریگی" اس کی زندگی کا مقصد جس کے لئے اُس نے بارہا التجا کی۔ (یعنی عمر کی درازی۔ تروتازگی۔ ایذا سے خلاصی وغیرہ) یہی تھا کہ وہ خدا کی ستائش کرے (۶۴: ۲۰) "تیرے احکام" یعنی اس کی زندگی کا دستور العمل (آیات ۱۰۲ و ۱۰۶) یا وہ سزائیں جو اس کے دشمنوں پر وارد ہوئیں۔

۱۷۶- ایک دوسرا ترجمہ یہ ہے "اگر میں بھٹک گیا ہوں تو تُو کھوئی ہوئی بھیڑ کی طرح میری تلاش کر" اس کا مقابلہ کرو آیت ۱۱۰ سے جہاں وہ کہتا ہے کہ "وہ بھٹکا نہیں" مقابلہ کرو مزمور ۱۹: ۱۲-۱۴- جتنا زیادہ آدمی خدا کی شریعت پر چلتا ہے اتنی ہی زیادہ اُس کی کمزوریاں اُس پر ظاہر ہوتی جاتی ہیں۔

یہاں غالباً مزمور نویس اپنی حالت کا اظہار کر رہا ہے کہ وہ اِس دُنیا کے بیابان میں آوارہ ہوگیا ہے جیسے بھیڑ گلّہ سے الگ ہو کر خطروں میں پڑ جاتی ہے اسی طرح وہ تھا اس لئے اس نے خدا سے دعا کی کہ وہ اپنے وعدے کے مطابق اُس کی مدد کرے۔ (حزقی ایل ۳۴: ۱۶ وغیرہ) ان سارے خطروں میں وہ خدا کو نہ بھولا۔ قوم اسرائیل کو پراگندگی کی حالت میں بھٹکی ہوئی بھیڑ سے تشبیہ دی گئی۔ (یرمیاہ ۵۰: ۶ و ۱۷ و یسعیاہ ۲۷: ۱۳)

۱۲۰ زبور

مزمور نویس نے اپنے گذشتہ تجربے کا ذکر کیا جب خدا نے اس کی دعا کا جواب دیا۔ (آیت ۱)

اب اس کی یہ دعا ہے کہ اس کے دشمنوں سے اُسے مخلصی ملے اور دشمنوں کو واجبی سزا (۲-۴)

وہ افسوس کرتا ہے کہ وہ ایسے لوگوں کے درمیان رکھا گیا ہے جو وحشیوں سے بہتر نہیں ہیں (۵-۷)

اس زبور کی تصنیف کے موقع کا کچھ حال معلوم نہیں ہو سکتا۔ بعض مفسروں کی رائے ہے کہ جب سامریوں نے یروشلم کی تعمیر کو اپنی غلط بیانیوں سے بند کرا دیا (عزرا ۴: ۱-۶) یا جب ایک موقع پر انہوں نے فارسی دربار میں اُن پر الزام لگائے۔ (عزرا ۴: ۷) یا جب اُنہوں نے نحمیاہ کی مخالفت کی۔ سنبلط اور طوبیاہ اُن کے سردار تھے۔ (نحمیاہ ۲: ۱۰ و ۱۹ و

۴:۱ و ۷ و ۶:۱) یا شاید ۱:۹ مزمور کے مصنّف کی طرح وہ ایک دیندار اسرائیلی ہو جسے یہودیوں نے ستار کھا ہو۔ بعضوں نے خیال کیا کہ مزمور نویس کا دشمن کوئی صدوقی تھا جس نے بعض یہودی فریسیوں کو الزام لگا کر قتل کرا یا تھا۔

"معلوت" یا اوپر جانے کا گیت۔ دیکھو دیباچہ۔ یہ معلوت کے مزامیر غالباً اس مجموعے میں سے لئے گئے جو زائرین یروشلم کی عیدوں کے جانے کے وقت گایا کرتے تھے۔

زبور ۱۲۰ — معلوت یعنی ہیکل کی زیارت کا گیت۔

(۱) میں نے مصیبت میں خداوند سے فریاد کی اور اس نے مجھے جواب دیا۔ (۲) جھوٹے ہونٹوں اور دغاباز زبان سے اے خداوند! میری جان کو چھڑا۔ (۳) اے دغاباز زبان! تجھے کیا دیا جائے اور تجھ سے اور کیا کیا جائے؟ (۴) زبردست کے تیز تیر۔ جھاؤ کے انگاروں کے ساتھ۔ (۵) مجھ پر افسوس کہ میں مسک میں بستا اور قیدار کے خیموں میں رہتا ہوں۔ (۶) صلح کے دشمن کے ساتھ رہتے ہوئے مجھے بڑی مدت ہو گئی۔ (۷) میں تو صلح دوست ہوں پر جب بولتا ہوں تو وہ جنگ پر آمادہ ہو جاتے ہیں۔

۱۔ یہ مزمور نویس کے گذشتہ تجربے کا بیان ہے۔

۲۔ مقابلہ کرو ۵۲:۱-۴ و میکاہ ۶:۱۲ سے۔

"دغاباز زبان" یا جس کی ایسی زبان ہے۔

"کیا دیا جائے" مقابلہ کرو ۱-سموئیل ۳:۱۷ سے۔ یعنی خدا تجھ کو ایسا بلکہ اس سے زیادہ بدلہ دے۔ دشمن نے غیبت اور ہجو کے تیر چلائے۔ خدا اُسے اپنی سزا کے تیر سے چھید دے۔ اُس نے جھگڑے اور لڑائی کی آگ بھڑکائی۔ خدا اُسے الٰہی قہر کی بجلیوں سے بھسم کرے۔

"تیز تیر" دغاباز زبان کو تیر سے تشبیہ دی (یرمیاہ ۹:۳ و امثال ۲۶:۱۸ و یعقوب ۳:۶)

۴۔ "جھاؤ کے انگارے" عرب لوگ جھاؤ سے عمدہ کوئلے بناتے ہیں جس میں بڑی گرمی ہوتی ہے اور دیر تک رہتی ہے۔ لیکن جھاؤ شاید ٹھیک ترجمہ نہیں کیونکہ اس ملک میں اس سے اچھا کوئلہ نہیں بنتا بلکہ راکھ ہو جاتا ہے۔

۵۔ "مسک" (پیدائش ۱۰:۲) یافت کا بیٹا جس سے ایک وحشی فرقہ نکلا جو بحیرۂ اسود اور بحیرہ کیسپین کے مابین رہتا تھا۔ غالباً یہ وہی فرقہ تھا جسے ہیرودیس نے موسکی اور اسوری

کتبوں نے مشکی لکھا ہے۔

"قیدار" (پیدائش ۲۵:۱۳) اسماعیل کا دوسرا بیٹا یہ بھی وحشی فرقہ تھا جو عرب کے بیابانوں میں گھومتا پھرتا تھا۔ مقابلہ کرو پیدائش ۱۶:۱۲ سے۔ مزمور نویس تو ان لوگوں کے درمیان نہ تھا۔ یہ فرقے اُس سے بہت دور تھے۔ وہ اسی قسم کے لوگوں میں رہا۔

۶۔ "صلح دوست" یا صلح مجسم ہوں۔ مقابلہ کرو ۱۰۹:۴ سے۔

۱۲۱ زبور

زائرین یہ مزمور اس وقت گاتے تھے جب یروشلم کو کسی عید کی تقریب پر جاتے تھے۔ خاص کر اس وقت جب یروشلم اُن کو دکھائی دینے لگتا۔ یوں زائرین ایک دوسرے کا حوصلہ بڑھاتے جاتے تھے۔

اس میں آیات کے چار جوڑے ہیں۔

(۱) پہلے جوڑے میں ایک زائر یا گروہ خدا پر بھروسہ ظاہر کرتا ہے (۱-۴)

(۲) دوسرے جوڑے میں دوسرا زائر یا زائرین کا گروہ دُعا کے الفاظ پیش کرتا ہے (۵-۸)۔

زبور ۱۲۱ — معلوت یعنی ہیکل کی زیارت کا گیت۔

(۱) میں اپنی آنکھیں پہاڑوں کی طرف اُٹھاؤنگا۔ میری کمک کہاں سے آئیگی؟ (۲) میری کمک خداوند سے ہے جس نے آسمان اور زمین کو بنایا۔ (۳) وہ تیرے پاؤں کو پھسلنے نہ دیگا۔ تیرا محافظ اونگھنے کا نہیں۔ (۴) دیکھ! اسرائیل کا محافظ نہ اونگھیگا نہ سوئیگا۔ (۵) خداوند تیرا محافظ ہے۔ خداوند تیرے دہنے ہاتھ پر تیرا سائبان ہے۔ (۶) نہ آفتاب دن کو تجھے ضرر پہنچائیگا۔ نہ ماہتاب رات کو۔ (۷) خداوند ہر بلا سے تجھے محفوظ رکھیگا وہ تیری جان کو محفوظ رکھیگا۔ (۸) خداوند تیری آمد و رفت میں اب سے ہمیشہ تک تیری حفاظت کریگا۔

۱۔ "پہاڑوں" یہ وہ پہاڑ ہیں جن پر صیہون آباد تھا جو یہواہ کا تخت تھا (۸۷:۱ و ۱۳۵:۲۱ و ۷۸:۶۸) جلاوطن اس کی طرف نظر اُٹھاتے ہیں۔

۲- "جس نے آسمان و زمین کو بنایا" پچھلے مزامیر میں خدا کی یہ صفت بار بار آتی ہے (۱۱۵ و ۱۲۴: ۸ و ۱۳۴: ۳) جس سے اس کی قدرت مطلقہ کا اظہار ہے۔ بمقابلہ بتوں کی ناتوانی کے (یرمیاہ ۱۰: ۱۱)

۳- اسرائیل کا "محافظ"۔ انسانی چوکیداروں کی طرح نہیں اور نہ غیر قوموں کے معبودوں کی طرح جو سو جاتے ہیں۔ (۱- سلاطین ۱۸: ۲۷)

"سائبان" یعنی محافظ۔

۶- "آفتاب دن کو" گرمی لگنے سے سر میں درد اور بیماری پیدا ہوتی ہے۔

۸- "آمدو رفت" (استثنا ۲۸: ۶) ہر یہودی گھر کے دروازے پر استثنا ۶: ۴-۹ و ۱۱: ۱۳-۲۱ کندہ ہوتا اور ہر یہودی گھر میں داخل ہوتے وقت اسے چھوتا تھا۔

۱۲۲ زبور

اس مزمور کا مصنف یروشلیم کے قریب کسی گاؤں میں رہتا تھا۔ اُسے یاد آتا ہے کہ جب اُسے پڑوسی کسی عید کی تقریب پر یروشلیم میں جانے کے لئے بلاتے تو اُسے کیسی خوشی ہوتی تھی (لوقا ۲: ۴۴) نیز دیکھو آیت ۱۔

اور جب شہر یروشلیم پر ان کی نگاہ پڑتی تو کیسا عجیب شان کے دل پر ہوتا تھا (آیات ۲ و ۳) یہ یروشلیم نہ صرف ان کی قومی زندگی ہی کا مرکز بلکہ دینی اور ملکی مرکز بھی تھا (۴ و ۵ آیات)

وہ بڑی سرگرمی اور جوش سے اپنے رفیقوں کو دعا مانگنے کے لئے کہتا ہے جس سے اُن کی آیندہ بھلائی ہوگی۔ (۶-۹)

عنوان میں بعض نسخوں میں داؤد سے یہ مزمور منسوب ہے لیکن اکثر نسخوں میں داؤد کا نام پایا نہیں جاتا۔ شاید آیت ۵ سے بعضوں کو یہ خیال گذرا ہوگا۔ لیکن یہ داؤد کی تصنیف نہیں۔ کیونکہ ہیکل کھڑی ہے اور شروع کے الفاظ ایسے شخص کے ہیں جو دور سے یروشلیم کی زیارت کے لئے جاتا ہے۔ نہ یہ بادشاہی کے زمانہ کا ہے کیونکہ آیات ۴ و ۵ میں جلاوطنی کی طرف اشارہ ہے۔ خیال غالب یہ ہے کہ یہ نحمیاہ کے زمانہ کا ہے جب فصیلیں دوبارہ بنیں اور شہر کو آباد کرنے کی کوشش کی گئی۔ آیت ۶ وغیرہ سے مقابلہ کرو نحمیاہ ۱۱: ۱ وغیرہ کا۔

زبور ۱۲۲ — مسلوت یعنی ہیکل کی زیارت کا گیت۔ داؤد کا۔

(۱) میں خوش ہوا جب وہ مجھ سے کہنے لگے آؤ خداوند کے گھر چلیں (۲) اے یروشلیم! ہمارے قدم تیرے پھاٹکوں کے اندر ہیں۔ (۳) اے یروشلیم تو ایسے شہر کی مانند ہے جو گنجان بنا ہو۔ (۴) جہاں قبیلے یعنی خداوند کے قبیلے اسرائیل کی شہادت کے لئے خداوند کے نام کا شکر کرنے کو جاتے ہیں (۵) کیونکہ وہاں عدالت کے تخت یعنی داؤد کے خاندان کے تخت قائم ہیں (۶) یروشلیم کی سلامتی کی دعا کرو۔ وہ جو تجھ سے محبت رکھتے ہیں اقبالمند ہونگے۔ (۷) تیری فصیل کے اندر سلامتی اور تیرے محلوں میں اقبالمندی ہو۔ (۸) میں اپنے بھائیوں اور دوستوں کی خاطر اب کہونگا تجھ میں سلامتی رہے (۹) خداوند اپنے خدا کے گھر کی خاطر میں تیری بھلائی کا طالب رہونگا۔

۱- مقابلہ کرو یسعیاہ ۲: ۳ سے۔

۲- "اندر ہیں" یا تھے۔

۳- مقابلہ کرو نحمیاہ ۲: ۱۷ اور ۷: ۴ سے جب شہر کی آبادی بہت کم تھی۔

۴- "شہادت کے لئے" یروشلیم کی ہیکل میں زائرین کا جانا شہادت کہلاتا ہے یعنی شریعت اور رسم جس سے اسرائیل کا رشتہ یہوواہ سے ظاہر ہوتا تھا (استثنا ۱۶: ۱۶)

۵- "تخت" دیکھو ۹: ۴ و ۷۔ مزمور نویس جلاوطنی کے زمانے سے پیشتر کا ذکر کر رہا ہے جس وقت یروشلیم ملکی زندگی کا مرکز تھا اور دینی مرکز بھی۔

"تخت" جمع کا صیغہ اس لئے آیا ہے کہ نہ صرف وہاں داؤد ہی کا تخت ہے بلکہ اس کے ماتحت دیگر حاکموں کے بھی تخت ہیں۔ یہ حاکم داؤد کے خاندان کے لوگ تھے (یرمیاہ ۲۱: ۱۱ و ۱۲)

۶- "سلامتی کی دعا کرو" مقابلہ کرو یرمیاہ ۱۵: ۵۔

۷- یہی الفاظ ۴۸: ۱۳ میں پائے جاتے ہیں۔

"بھائیوں اور دوستوں کی خاطر" یعنی ساری قوم کی خاطر۔ مقابلہ کرو نحمیاہ ۱۱۵: ۱ سے۔

۹- اُسے یروشلیم خاص کر اس لئے عزیز ہے کہ وہ اُس کے خدا کا گھر ہے۔ وہ قومی زندگی کا مرکز ہے۔ "تیری بھلائی کا طالب" (نحمیاہ ۲: ۱۰)

۱۲۳ زبور

مزمور نویس نے ایسے وقت میں ایمان اور صبر کو ظاہر کیا جب لوگ اُسے حقیر جانتے اور اُس کی ہنسی اُڑاتے تھے۔ پہلی آیت میں تو صیغہ واحد متکلم ہے کیونکہ وہ بطور نمایندہ قوم بول رہا ہے لیکن دوسری آیت میں صیغہ جمع متکلم استعمال کرتا ہے۔ یہاں وہ دوسرے مصیبت زدہ بھائیوں کی شرکت میں بول رہا ہے۔ غالباً یہ مزمور اس وقت لکھا گیا جب نحمیاہ پہلی دفعہ یروشلم کو گیا جو جلاوطن واپس مقیم ہو گئے تھے اُن کی بُری حالت کی خبر سن کر وہ گیا (نحمیاہ ۱: ۳) اور اُس نے ذکر کیا کہ سامری لوگ اور گرد و نواح کی بُت پرست قومیں یہودیوں کو حقیر جانتی تھیں (نحمیاہ ۲: ۱۹ و ۴: ۱-۴ و ۷) نیز مقابلہ کرو عزرا ۷: ۶ و ۹ و ۲۸ و ۸: ۱۸ و ۲۲ و ۳۱ و نحمیاہ ۲: ۸ و ۱۸)

زبور ۱۲۳۔ مُعلوت یعنی ہیکل کی زیارت کا گیت۔

(۱) تُو جو آسمان پر تخت نشین ہے میں اپنی آنکھیں تیری طرف اُٹھاتا ہوں۔ (۲) دیکھ جس طرح غلاموں کی آنکھیں اپنے آقا کے ہاتھ کی طرف اور لونڈی کی آنکھیں اپنی بی بی کے ہاتھ کی طرف لگی رہتی ہیں اُسی طرح ہماری آنکھیں خداوند اپنے خدا کی طرف لگی ہیں جب تک وہ ہم پر رحم نہ کرے۔ (۳) ہم پر رحم کر۔ اے خداوند ہم پر رحم کر کیونکہ ہم ذلت اُٹھاتے اُٹھاتے تنگ آ گئے ہیں۔ (۴) آسودہ حالوں کے تمسخر اور مغروروں کی حقارت سے ہماری جان سیر ہو گئی۔

۱۔ "اُٹھاتا ہوں"۔ یا دیر سے یاہوواہ کی مدد کا انتظار کر رہا ہوں۔

"آسمان پر تخت نشین"۔ دُنیا کا بادشاہ اور حاکم۔ عزراہ و نحمیاہ کی کتابوں میں یہ جملہ "آسمان کا خدا" بار بار آیا ہے۔

۲۔ "ہاتھ"۔ طاقت کا نشان ہے جس سے آقا گھر پر حکومت کرتا ہے۔

۳۔ حقارت اور تمسخر گویا ہماری روزانہ خوراک بن گئی (نوحہ ۳: ۱۵ و ۳۰ و زبور ۸۰: ۵)

۴۔ مقابلہ کرو ۱۲۰: ۶ سے۔

"آسودہ حال"۔ یعنی جن کو کوئی فکر نہیں خدا کا بھی ڈر نہیں (ایوب ۱۲: ۵ و عاموس ۶: ۱ و زکریاہ ۱: ۱۵)

۱۲۴ زبور

یہ شکر گذاری کا مزمور ہے اور بعضوں کا خیال ہے کہ جو لوگ اسیری سے واپس یروشلیم گئے اُن کی شکر گذاری کا اظہار ہے یا کسی ناگہاں خطرے سے بچنے کی شکر گذاری کا۔

نسخہ الف۔ ستروں کے ترجمہ اور تارگم میں عنوان میں داؤد کا نام درج ہے۔

زبور ۱۲۴۔ مُعلوت یعنی ہیکل کی زیارت کا گیت۔ داؤد کا۔

(۱) اب اسرائیل یوں کہے۔ اگر خداوند ہماری طرف نہ ہوتا۔ (۲) اگر خداوند اُس وقت ہماری طرف نہ ہوتا جب لوگ ہمارے خلاف اُٹھے۔ (۳) تو جب اُن کا قہر ہم پر بھڑکا تھا وہ ہم کو جیتا ہی نگل جاتے۔ (۴) اُس وقت پانی ہم کو ڈبو دیتا اور سیلاب ہماری جان پر سے گذر جاتا۔ (۵) اُس وقت موجزن پانی ہماری جان پر سے گذر جاتا۔ (۶) خداوند مبارک ہو جس نے ہمیں اُن کے دانتوں کا شکار نہ ہونے دیا۔ (۷) ہماری جان چڑیا کی مانند چڑیماروں کے جال سے بچ نکلی۔ جال تو ٹوٹ گیا اور ہم بچ نکلے۔ (۸) ہماری مدد خداوند کے نام سے ہے جس نے آسمان اور زمین کو بنایا۔

۱۔ مقابلہ کرو یعقوب کے الفاظ سے پیدائش ۳۱: ۴۲ میں اور نحمیاہ ۴: ۲۰ سے۔

۲۔ "لوگ"۔ یا انسان۔ آدمی۔ سازش کر کے ہمارے خلاف اُٹھے۔ (نحمیاہ ۴: ۸)

۳۔ "نگل جاتے"۔ جیسے قورح کو زمین نے نگل لیا تھا (گنتی ۱۶: ۳۰) یا جیسے پاتال نگل لیتا ہے۔ (امثال ۱: ۱۲) یا مگر مچھ نگل لیتا ہے (یرمیاہ ۵۱: ۳۴)

۴۔ دیکھو ۱۸: ۱۶ و ۶۹: ۱ و ۲ و ۱۵۔

۵۔ "موجزن پانی"۔ (ایوب ۳۸: ۱۱) سمندر کی لہروں کی مانند۔

۶۔ "دانتوں کا شکار"۔ اس تشبیہ کے لئے مقابلہ کرو ۷: ۲ سے۔

۷۔ "چڑیا"۔ بیچاری بیکس ہستی ہے۔ وہ کمزور اور لاچار بیکسوں کا نمونہ ہے (۱۱: ۱) لیکن خدا نے ان کے جال سے انہیں بچا لیا۔ (نحمیاہ ۴: ۱۵)

۸۔ مقابلہ کرو ۱۲۱: ۲ سے۔

۱۲۵ زبور

اس مزمور میں یہ ذکر ہے کہ خدا کے ایماندار لوگوں کا توکل غیر متزلزل ہے اور خدا ہمیشہ تک ان کا حافظ ہے۔ اور ان کی طاقتِ برداشت سے بڑھ کر وہ اُن پر ظلم ہونے نہ دیگا (۱-۳)

وفاداروں کے لئے دعا اور بے وفاؤں کے لئے تنبیہ (۴ و ۵)

غالباً ماقبل مزمور کے بعد نحمیاہ کی زندگی کے آخری حصے میں یہ مزمور لکھا گیا جب کہ یروشلیم کی فصیلیں بن چکی تھیں اور یاہواہ نے اپنی اُمت کو یہ یقین دلایا کہ جس ظلم نے یروشلیم کو مسمار کیا تھا اور جس نے بحال شدہ جلاوطنوں کی زندگی کچل ڈالی تھی۔ (نحمیاہ ۱:۳) وہ ابد تک نہ رہیگا۔

زبور ۱۲۵ - مَعلوت یعنی ہیکل کی زیارت کا گیت۔

(۱) جو خداوند پر توکل کرتے ہیں وہ کوہ صیون کی مانند ہیں جو اٹل بلکہ ہمیشہ قائم ہے۔ (۲) جیسے یروشلیم پہاڑوں سے گھرا ہے ویسے ہی اب سے ابد تک خداوند اپنے لوگوں کو گھیرے رہیگا۔ (۳) کیونکہ شرارت کا عصا صادقوں کی میراث پر قائم نہ ہوگا تاکہ صادق بدکاری کی طرف اپنے ہاتھ نہ بڑھائیں۔ (۴) اے خداوند! بھلوں کے ساتھ بھلائی کر اور اُن کے ساتھ بھی جو راست دل ہیں (۵) لیکن جو اپنی ٹیڑھی راہوں کی طرف مُڑتے ہیں اُن کو خداوند بدکرداروں کے ساتھ نکال لے جائیگا۔ اسرائیل کی سلامتی ہو۔

۱- "کوہ صیون": پہاڑ عموماً بنی اسرائیل کی نگاہ میں ایسی اشیا کے نشان تھے جو جنبش نہیں کھاتے اور لاتبدیل ہیں (۹۸:۱۰ او یسعیاہ ۵۴:۱۰) یہاں کوہ صیون کا خاص نام کچھ تو اس وجہ سے لیا گیا کہ اس میں یروشلیم کے باشندوں کا ذکر ہے اور کچھ اس لئے کہ اس کا تعلق خدا کے غیر متبدل مقصد سے تھا (یسعیاہ ۱۴:۳۲ و ۲۸:۱۶)

"اٹل" دیکھو ۱۶:۸ و ۱۱۲:۶ و ۷۔

۲- یروشلیم کے اردگرد اونچے اونچے پہاڑ ہیں۔ مشرق کی طرف کوہ زیتون جنوب کی طرف

بدشورت کی پہاڑی۔ اس نام کی وجہ یہ تھی کہ وہ وادئ ہنوم سے شروع ہوتی ہے۔ مغرب کی طرف مرتفع ترین اور شمال کی طرف وہ پہاڑی جو کوہ زیتون سے جا ملتی تھی (مقابلہ کرو زکریاہ ۵:۲)

۴- مقابلہ کرو نحمیاہ کی دعا سے (۵:۱۹ و ۱۳:۳۱)

۵- "اسرائیل کی سلامتی ہو" (۱۲۲: ۶ و ۷ و ۸ و ۱۲۸: ۶ مع گنتی ۶: ۲۶ و گلتیوں ۶:۱۶)

---

۱۲۶ زبور

عام خیال وہی ہے جو زبور ۸۵ میں پایا جاتا ہے۔

یہ مزمور جلاوطنی کے بعد کے زمانے سے علاقہ رکھتا ہے۔ یہ شاید اُس زمانہ میں لکھا گیا جب جلاوطنی کے ۲۰ سال بعد ہیکل کے بنانے میں لوگوں نے رکاوٹیں ڈالی تھیں۔ بعضوں کا خیال ہے کہ عزرا اور نحمیاہ کے اوائل زمانہ میں لکھا گیا۔

تقسیم:-

(۱) خدا کی مہربانی کے لئے شکرگذاری (۱-۳)

(۲) دعا کہ خدا اُس کام کو تکمیل تک پہنچائے (۴-۶)

زبور ۱۲۶ - مَعلوت یعنی ہیکل کی زیارت کا گیت۔

(۱) جب خداوند صیون کے اسیروں کو واپس لایا تو ہم خواب دیکھنے والوں کی مانند تھے۔ (۲) اُس وقت ہمارے منہ میں ہنسی اور ہماری زبان پر راگنی تھی۔ تب قوموں میں یہ چرچا ہونے لگا کہ خداوند نے ان کے لئے بڑے بڑے کام کئے ہیں۔ (۳) خداوند نے ہمارے لئے بڑے بڑے کام کئے ہیں اور ہم شادمان ہیں۔ (۴) اے خداوند! جنوب کی ندیوں کی طرح ہمارے اسیروں کو واپس لا۔ (۵) جو آنسوؤں کے ساتھ بوتے ہیں وہ خوشی کے ساتھ کاٹینگے۔ (۶) جو روتا ہوا بیج بونے کو جاتا ہے وہ اپنے پُولے لئے ہوئے شادمان لَوٹیگا۔

۱- "اسیروں کو واپس لایا" یعنی بابل کی اسیری سے۔ یا اُن کی قسمت کو پلٹا۔ صیون

کی خوشحالی کو بحال کیا۔ دیکھو ۵۳ : ۶ کی شرح۔

"خواب دیکھنے والوں کی مانند"۔ ہم کو یقین نہ آتا تھا کہ یہ مخلصی حقیقی ہے اور محض خواب وخیال نہیں مقابلہ کرو یسعیاہ ۲۹ : ۸ و لوقا ۲۴ : ۴۱ و اعمال ۱۲ : ۹ سے۔

۲۔ "ہمارے منہ میں ہنسی" (ایوب ۸ : ۲۱)

"راگنی"۔ خوشی کے نعروں سے۔ یسعیاہ کے پچھلے حصے میں یہ لفظ بہت آتا ہے۔ (یسعیاہ ۴۴ : ۲۳ و ۴۸ : ۲۰ و ۴۹ : ۱۳ و ۵۴ : ۱ و ۵۵ : ۱۲)

"قوموں میں"۔ یعنی غیر قوموں نے بھی اسرائیل کی مخلصی کے عجیب کام کو تسلیم کیا (یسعیاہ ۵۲ : ۱۰ اور زبور ۹۸ : ۲ وغیرہ)

"بڑے بڑے کام" (یوایل ۲ : ۲۱)

۳۔ جو لفظ غیر قوموں نے استعمال کئے اسرائیل انہی الفاظ میں اپنی خوشی ظاہر کرتا ہے۔

۴۔ "اسیروں کو واپس لا"۔ ہماری قسمت کو پلٹ دے۔

"جنوب کی ندیوں"۔ جنوب کا وہ خشک علاقہ جو یہوداہ کے جنوب کی طرف واقع تھا، ور جس میں پانی نہ تھا (قاضی ۱ : ۱۵) وہاں گرمی کے موسم میں سب ندی نالے سوکھ جاتے ور موسم سرما کی بارشوں میں پانی سے بھر جاتے تھے۔ اب تک اسرائیل کی مخلصی تو ایسی تھی جیسے پتھروں میں سے پانی ٹپکتا ہو لیکن جیسے برسات کے موسم میں ان ندیوں میں پانی بھر جاتا ہے اسی طرح وہ اس کمزور جماعت کو تازگی اور طاقت سے بھر دے (یسعیاہ ۴۹ : ۱۸)

۵۔ جو جلاوطن واپس یروشلیم کو گئے تھے انہوں نے قوم کو مضبوط کرنے کی کوشش کی۔ لیکن دوسری قوموں نے بہت رکاوٹیں ڈالیں۔ دوسری ہیکل کی بنیاد ڈالنے کے وقت بنی اسرائیل بہت روئے۔ (عزرا ۳ : ۱۲) اور اس کی تکمیل کے وقت خوشی منائی (عزرا ۶ : ۱۶ و ۲۲) اور اس کی فصیلوں کی تقدیس کے وقت بھی (نحمیاہ ۱۲ : ۲۷ و ۴۳) مقابلہ کرو متی ۵ : ۴ سے۔

۶۔ یہ عام مثل تھی ایک بوتا ہے اور دوسرا کاٹتا ہے (یوحنا ۴ : ۳۶ و ۳۸)

---

۱۲۷ زبور

اس مزمور میں یہ نصیحت ہے کہ خدا پر توکل رکھو۔ نحمیاہ کے وقت میں جو حالت تھی اس کا اظہار اس میں ہوتا ہے۔ اس امر کی ضرورت تھی کہ یروشلیم کے گھر از سر نو تعمیر ہوں (نحمیاہ ۷ : ۴) جو لوگ پہلے بابل سے واپس گئے تھے ان کی طبیعت میں زیادہ خود غرضی تھی اس لئے اب وہ خود غرضی کا مزاج دور کیا جائے۔ (نحمیاہ ۷ : ۳ و ۴ : ۹) مخفی نہ رہے کہ اس وقت یروشلیم کی آبادی بہت تھوڑی تھی۔ (نحمیاہ ۷ : ۴) اور نبیوں کے وعدے اب تک پورے نہ ہوئے تھے (یرمیاہ ۳۰ : ۱۹ و ۲۰ و زکریاہ ۲ : ۱ و ۸ : ۴)

عنوان میں "معلات کا گیت" کے ساتھ یہ بھی لکھا ہے "سلیمان کا"۔ شاید اس کی وجہ یہ ہوگی کہ جس گھر کا ذکر آیت میں ہے اس سے ہیکل مراد ہو جو اس وقت کھڑی تھی۔ غالباً یہ مزمور نحمیاہ کے زمانہ کا ہے جب فصیلیں دوبارہ بن چکی تھی اور مصنف مزمور یروشلیم سے فاصلہ پر تھا۔

مضمون کی تقسیم:۔

(۱) خدا کی برکت کے بغیر آدمی کی محنت بے فائدہ ہے (۱ و ۲)

(۲) بیٹوں کی کثرت خدا کی طرف سے ایک برکت ہے (۳-۵)

زبور ۱۲۷۔ معلوت یعنی ہیکل کی زیارت کا گیت۔ سلیمان کا۔

(۱) اگر خداوند ہی گھر نہ بنائے تو بنانے والوں کی محنت عبث ہے۔ اگر خداوند ہی شہر کی حفاظت نہ کرے تو نگہبان کا جاگنا عبث ہے۔ (۲) تمہارے لئے سویرے اٹھنا اور دیر میں آرام کرنا اور مشقت کی روٹی کھانا عبث ہے کیونکہ وہ اپنے محبوب کو تو نیند ہی میں دے دیتا ہے۔ (۳) دیکھو! اولاد خداوند کی طرف سے میراث ہے اور پیٹ کا پھل اسی کی طرف سے اجر ہے۔ (۴) جوانی کے فرزند ایسے ہیں جیسے زبردست کے ہاتھ میں تیر۔ (۵) خوش نصیب ہے وہ آدمی جس کا ترکش ان سے بھرا ہے۔ جب وہ اپنے دشمنوں سے پھاٹک پر باتیں کریں گے تو شرمندہ نہ ہوں گے۔

۱۔ معمار کی محنت اور چوکیدار کی بیداری یاہواہ کی مدد کے بغیر بے سود ہے۔ ممکن ہے

کہ آدمی گھر بنائے اور اس میں بسنا اُسے کبھی نصیب نہ ہو (استثنا ۲۸ : ۳۰ و صفنیاہ ۱ : ۱۳)
چوکیدار گو شہر کا پہرہ دے، فصیل ہو تو بھی وہ خطرہ سے مثلاً آگ اور دشمنوں کے خطرہ سے
شہر کو بچا نہیں سکتا۔

گھر سے یہاں ہیکل مراد نہیں اور نہ شہر سے خاص یروشلیم مراد ہے۔ یہ عام بیان ہے۔ خدا
کی برکت کے بغیر جس نے اسرائیل کا گھر بنانے کا ارادہ کیا (عاموس ۹ : ۱۱ و یرمیاہ ۲۱ : ۲۸)
اور جو اپنی اُمّت کا چوکیدار اور نگہبان ہے (۱۲۱ : ۴) جماعت کے بزرگوں کی محنت رائگاں تھی

۲۔ جن کو خداوند پیار کرتا ہے انہیں وہ میٹھی نیند عطا کرتا ہے (واعظ ۸ : ۱۶)
"اپنے محبوب کو" واحد کا صیغہ جماعت کے لئے ہے یعنی ہر ایک پیارے کو یہ نام اسرائیل کو دیا
گیا تھا۔ (۶۰ : ۵ و استثنا ۳۳ : ۱۲ و یرمیاہ ۱۱ : ۱۵) یہاں ان لوگوں کی فکر و اندیشہ پر ملامت کی ہے
گویا وہ اپنی ہی انتھک محنت سے کامیاب ہونگے اور وہ خدا کی برکت کو بھول جاتے ہیں۔ (مقابلہ کرو
متی ۶ : ۲۵ - ۳۴ و ۱۔ پطرس ۵ : ۷ و زبور ۳۳ : ۱۶ و ۱۱ : ۹ و امثال ۱۰ : ۲۲ و ۲۱ : ۳۱)

۳۔ "اولاد . . . . . میراث ہیں" جیسے کنعان خدا کی طرف سے اسرائیل کی میراث ہے (خروج
۱۵ : ۱۷ و استثنا ۴ : ۲۱) جو خدا نے اپنی مہربانی سے عطا کی نہ موروثی طور پر ان کو ملی۔
"پیٹ کا پھل" اس میں لڑکیاں بھی شامل ہیں (پیدائش ۳۰ : ۲ و استثنا ۷ : ۱۳)

۴۔ "جوانی کے فرزند" یعنی جو اس وقت پیدا ہوئے جب اُن کے والدین جوان اور مضبوط
تھے۔ (پیدائش ۴۹ : ۳) بمقابلہ بڑھاپے کی اولاد کے۔ (پیدائش ۳۷ : ۳)
"زبردست کے ہاتھ میں تیر" یہ تشبیہ اس لئے استعمال ہوئی کہ مخالفت کے سامنے
ملک کو بحال کرنے کے لئے ان تیروں کی ضرورت تھی۔

۵۔ "ترکش" ۴ آیت کی تشبیہ۔
"پھاٹک پر" جہاں عدالت ہوتی اور اہالیانِ شہر کاروبار کی خاطر ملتے (استثنا ۲۱ : ۱۹ و
زبور ۶۹ : ۱۲)
"باتیں کرینگے" یعنی مقدمہ کی پیروی پر بحث کرینگے۔ (یشوع ۲۰ : ۴)

۱۲۸ زبور

جو شخص یہوواہ سے ڈرتا اور اس کے احکام کو مانتا ہے اسے بختاوری اور خانگی خوشحالی

حاصل ہوتی ہے (۱ - ۳) ایسے لوگ یروشلیم کی بختاوری دیکھینگے اور بہت اولاد پیچھے چھوڑینگے
(۴ - ۶)

یہ زمور ۱۲۷ مزمور کے مشابہ ہے۔ جب ہیکل کی دوبارہ تعمیر کے وقت بہت لوگ بے
دل ہو گئے تھے تو ان کی ہمت افزائی کے لئے یہ مزمور لکھا گیا۔ تھوڑے لوگ یروشلیم میں جلاوطنی
سے آکر آباد ہوئے تھے اور بیرونی حملوں کا ہر وقت خطرہ لگا تھا اس لئے نبیوں نے جو وعدے امن
و فارغ البالی کے کئے تھے وہ پورے ہوتے نظر نہ آتے تھے (یرمیاہ ۳۰ : ۱۸ و ۳۱ و زکریاہ
۸ : ۱ - ۱۷)
لیکن مزمور نویس نے اس پر زور دیا کہ فارغ البالی خانگی نیکی پر مبنی تھی۔ اگر اسرائیل کا ہر ایک
خاندان یہوواہ کا خوف رکھے تو یہ وعدے اس کے حق میں پورے ہونگے۔
لوتھر نے اس مزمور کا نام شادی کا گیت رکھا اور یہ نکاح کے وقت پڑھا جاتا ہے۔

زبور ۱۲۸ - متعلوت یعنی ہیکل کی زیارت کا گیت۔

(۱) مُبارک ہے ہر ایک جو خداوند سے ڈرتا اور اُس کی راہوں پر چلتا
ہے۔ (۲) تو اپنے ہاتھوں کی کمائی کھائیگا۔ تو مبارک اور سعادت مند ہوگا۔
(۳) تیری بیوی تیرے گھر کے اندر میوہ دار تاک کی مانند ہوگی اور تیری اولاد
تیرے دسترخوان پر زیتون کے پودوں کی مانند۔ (۴) دیکھو! ایسی برکت
اُسی آدمی کو ملیگی جو خداوند سے ڈرتا ہے (۵) خداوند صیون میں سے
تجھ کو برکت دے اور تو عمر بھر یروشلیم کی بھلائی دیکھے۔ (۶) بلکہ تو اپنے
بچوں کے بچے دیکھے۔ اسرائیل کی سلامتی ہو۔

۱۔ "مُبارک" (۱۱۲ : ۱ و ۱۱۹ : ۱ - ۳)
"راہوں پر" یا اُس کے اصولوں پر چلتا ہے جن کا چال چلن راست ہے (امثال ۸ :
۳۲ و ایوب ۲۸ : ۲۸)

۲۔ "تو" یعنی ہر خدا ترس خاندان کا باپ۔
"ہاتھوں کی کمائی" یعنی خراب موسم وغیرہ سے اس کی کمائی ضائع نہ جائیگی (حجی ۱ : ۱۱
و ۲ : ۱۷) دشمن لُوٹ کر نہ لے جائینگے بلکہ وہ خود اس کمائی کا حظ اٹھائیگا۔ (یسعیاہ ۶۵ :
۲۱ و ۲۲ و احبار ۲۶ : ۱۶ و استثنا ۲۸ : ۳۰ و عاموس ۵ : ۱۱)

۳۔ "میوہ دار تاک" پھلدار ہونا۔ خوبصورت اور قیمتی ہونا تاک کی خوبیاں تھیں جس کے ساتھ گھر کی بیوی کو تشبیہ دی گئی۔ تیز تاک کو سہارے کی ضرورت ہوتی ہے جیسے بیوی کو۔

"تیرے گھر کے اندر" جو بیوی کی خاص جگہ ہے۔ یہ کمرے خیمہ یا گھر کی پچھلی طرف ہوتے سے دور ہٹا کر تے تھے۔

"تیری اولاد" یہ تشبیہ زیتون کے درخت سے ہے جس کے آس پاس دوسرے پودے زیتون کے اگ آتے ہیں۔ سدا سرسبز زیتون تازگی اور طاقت کا نشان ہے۔
(۵۲: ۸ و یرمیاہ ۱۱: ۱۶)

"تیرے دسترخوان پر" (۱۔ سموئیل ۱۶: ۱۱)

۵۔ "صیحون میں سے" جہاں وہ بطور بادشاہ کے تخت نشین ہے۔ (۱۳۴: ۳ و ۱۴: ۷ و ۲۰: ۲)

۶۔ اُس کو عمر کی درازی حاصل ہو تاکہ وہ پوتے پوتے دیکھ لے۔

۱۲۹ زبور

اسرائیل کی تاریخ سے ظاہر ہے کہ خدا نے بنی اسرائیل کو بالکل نیست ہونے نہیں دیا۔ (۱-۴) اسی طرح اب بھی صیحون کے دشمن تباہ ہونگے (۵-۸)

یہ مزمور طرز عبارت اور عام مضمون میں ۱۲۴ مزمور کے مشابہ ہے۔

زبور ۱۲۹۔ مُنعوت یعنی ہیکل کی زیارت کا گیت۔

(۱) اسرائیل اب یوں کہے اُنہوں نے میری جوانی سے اب تک مجھے بار بار ستایا۔ (۲) ہاں اُنہوں نے میری جوانی سے اب تک مجھے بار بار ستایا تو بھی وہ مجھ پر غالب نہ آئے۔ (۳) ہلواہوں نے میری پیٹھ پر ہل چلائے اور لمبی ریگھاریاں بنائیں۔ (۴) خداوند صادق ہے۔ اُس نے شریروں کی رسّیاں کاٹ ڈالیں۔ (۵) صیحون سے نفرت رکھنے والے سب شرمندہ اور پسپا ہوں۔ (۶) وہ چھت پر کی گھاس کی مانند ہوں جو بڑھنے سے پہلے ہی سوکھ جاتی ہے (۷) جس سے فصل کاٹنے والا اپنی مٹھی کو اور پولے باندھنے والا اپنے دامن

کو نہیں بھرتا (۸) نہ آنے جانے والے یہ کہتے ہیں کہ تم پر خداوند کی برکت ہو ہم خداوند کے نام سے تم کو دعا دیتے ہیں۔

۱۔ اسرائیل کی زندگی مصر میں شروع ہوئی (ہوسیع ۲: ۳ و ۱۵ و ۱۱: ۱ و یرمیاہ ۲: ۲) مصر کی غلامی سے لے کر بارہا بنی اسرائیل پر ظلم ہوئے اس لئے بنی اسرائیل شکرگذاری کے ساتھ یہ کہیں۔

۲۔ "غالب نہ آئے" (۲۔ کرنتھیوں ۴: ۸-۱۰)

۳۔ "ہل واہوں" ظالمانہ سلوک کے لئے یہ موزوں تشبیہ ہے۔ اسرائیل گویا منہ کے بل گر پڑا ہے اور اُس کی پیٹھ پر بار بار گویا ہل چلایا گیا۔ (دیکھو یسعیاہ ۵۱: ۲۳) اس سے شاید یہ ظاہر کیا گیا کہ غلاموں کی پیٹھوں پر بیدوں کی ضرب سے ایسی لکیریں پیدا ہوگئیں جیسے ہل چلانے سے پڑ جاتی ہیں۔ (یسعیاہ ۵۰: ۶ و میکاہ ۳: ۱۲)
"ریگھاریاں" زمین کا وہ ٹکڑا جس پر ایک وقت میں ہل چلایا جائے۔ یعنی انہوں نے اپنا ظالمانہ کام کامل طور سے کیا۔

۴۔ "خداوند صادق ہے" راستبازی کی یہ صفت اُس کو مجبور کرتی ہے کہ سزا دے (نحمیاہ ۹: ۳۳) اور مخلصی دینے پر مجبور کرتی ہے (یسعیاہ ۴۵: ۲۱)
"رسّیاں" جن سے جُوا بیل کی گردن پر باندھا جاتا ہے۔ (ایوب ۳۹: ۱۰) اب یہ جُوا ٹوٹ گیا اس لئے وہ یہ کام اب نہیں کرتے۔

۵۔ یہ دعا بھی ہوسکتی ہے اور ایمان کا اظہار بھی۔
"نفرت رکھنے والے" جیسے سنبلط اور توبیاہ۔ یہ لوگ نحمیاہ کے یروشلیم جانے پر بڑے غصہ ہوئے (نحمیاہ ۲: ۱۰) اور یروشلم کی تعمیر کا کام روکنے کے لئے بعض دوسرے لوگ بھی ان کے ساتھ شریک ہوگئے۔

۶۔ "چھت پر کی گھاس" (یسعیاہ ۳۷: ۲۷ و متی ۱۳: ۵) ان پر گھاس یا تخم جلدی اُگتا اور جلد سوکھ جاتا ہے۔ یہی حال صیحون کے دشمنوں کا ہو۔

۷۔ "کاٹنے والا" ان اتفاقی دانوں کے اُگ آنے سے جو چھت پر گرے تھے۔
"دامن" کپڑے کی تہ جس میں کبھی کبھی بچوں کو بھی لے جاتے تھے (نحمیاہ ۵: ۱۳ و یسعیاہ ۴۹: ۲۲)

۸۔ راہ گذر کاٹنے والوں کو دوستانہ برکت نہیں دیتے (مقابلہ کرو روت ۲: ۴ سے یرمیاہ ۳۱: ۲۳)

۱۳۰ زبور

اسرائیل اپنے گناہوں کی سزا اُٹھا رہا ہے اور مزمور نویس نے اِن کا اقرار کیا (۱-۴) اور وہ اسرائیل کو صلاح دیتا ہے کہ انتظار کرے کیونکہ مخلصی ضرور ملیگی۔ (۵-۸)

یہ مزمور تواریخ کی کتاب سے پہلے لکھا گیا کیونکہ اُس کتاب میں جو سلیمان کی دعا ہے (۲-تواریخ ۶: ۴۰-۴۲) آیت ۲ کو زبور نویس نے ۱۳۲: ۸ و ۹ و ۱۰ سے ملایا ہے۔

یہ مزمور جلاوطنی کے ایام میں یا نحمیاہ کے دنوں میں لکھا گیا۔ مقابلہ کرو اِس مزمور کا نحمیاہ ۱: ۴-۱۱ کے ساتھ۔ نیز اس کا مقابلہ کرو مزمور ۸۶ سے۔

یہ ان چار (۳۲ و ۵۱ و ۱۳۰ و ۱۴۳) مزامیر سے ہے جن کو لوتھر نے پولوسی مزمور کہا۔ اور توبہ کے مزامیر میں سے ایک ہے جو ایش ونزڈے کے لئے خاص مزمور ہے۔

زبور ۱۳۰۔ مخلوت یعنی ہیکل کی زیارت کا گیت۔

(۱) اے خداوند! میں نے گہراؤ میں سے تیرے حضور فریاد کی ہے (۲) اے خداوند! میری آواز سن لے۔ میری التجا کی آواز پر تیرے کان لگے رہیں (۳) اے خداوند! اگر تو بدکاری کو حساب میں لائے تو اے خداوند کون قائم رہ سکیگا؟ (۴) پر مغفرت تیرے ہاتھ میں ہے تاکہ لوگ تجھ سے ڈریں۔ (۵) میں خداوند کا انتظار کرتا ہوں۔ میری جان منتظر ہے اور مجھے اُس کے کلام پر اعتماد ہے۔ (۶) صبح کا انتظار کرنے والوں سے زیادہ ہاں صبح کا انتظار کرنے والوں سے کہیں زیادہ میری جان خداوند کی منتظر ہے (۷) اے اسرائیل! خداوند پر اعتماد کر۔ کیونکہ خداوند کے ہاتھ میں شفقت ہے۔ اُسی کے ہاتھ میں فدیہ کی کثرت ہے۔ (۸) اور وہی اسرائیل کا فدیہ دے کر اُس کو ساری بدکاری سے چھڑائیگا۔

۱۔ "گہراؤ" مصیبت وخطرے کے لئے یہ تشبیہ ہے (۶۹: ۲ و ۲ و ۱۴) یہاں قومی مصیبت کا ذکر ہے۔

۲۔ "کان لگے رہیں" (۲-تواریخ ۶: ۴۰ و ۷: ۱۵ و نحمیاہ ۱: ۶ و ۱۱)

۳۔ "اے خداوند اگر . . . . ." دیکھو ایوب ۱۰: ۱۴ و ۱۴: ۱۶ و ۱۷ و یرمیاہ ۲: ۵

۴۔ "مغفرت تیرے ہاتھ میں ہے" (نحمیاہ ۹: ۱۷ و دانی ایل ۹: ۹ و ۱-یوحنا ۲: ۱ و ۲)

"ڈریں" (استثنا ۵: ۲۹ و ۱-پطرس ۱: ۱۷ و ۱-سلاطین ۸: ۳۹ و ۴۰ و رومیوں ۲: ۴)

۵۔ "انتظار کرتا ہوں" دیر سے انتظار ہے اور دیر تک انتظار کرونگا۔ "کلام پر" یعنی وعدہ کا (۱۱۹: ۷۴ و ۸۱) کہ تو معاف کریگا اور مخلصی دیگا دیکھو یرمیاہ ۳۱: ۳۱-۳۴ و ۳۳: ۸ وغیرہ۔

۶۔ جیسے پہرہ دار یا جو بیدار صبح کا انتظار کرتا ہے میں اُس سے کہیں زیادہ خداوند کا انتظار کرتا ہوں۔ "صبح کا انتظار کرنے والوں سے زیادہ" اس تکرار سے مزمور نویس کے دلی جذبہ کا حال معلوم ہوتا ہے۔

۷۔ مزمور نویس اسرائیل کو یہ نصیحت کرتا ہے یا اسرائیل اپنے سے مخاطب ہو کر کہتا ہے۔ "فدیہ کی کثرت" یعنی وہ بہت مختلف طریقوں سے اسرائیل کو مخلصی دلوا سکتا ہے کیونکہ اس کی شفقت اور رحمت بھی کثرت سے ہے (نحمیاہ ۹ باب اور خاص کر اُس کی ۱۷ اور ۱۹ و ۲۷ و ۲۸ و ۳۰ و ۳۱ و ۳۵ آیات)

۸۔ مقابلہ کرو ۲۵: ۲۲ سے۔

۱۳۱ زبور

یہ مزمور بھی قریباً اُس وقت لکھا گیا جب ۱۳۰ مزمور لکھا گیا۔ مزمور نویس نے باقی بحال شدہ نیک اسرائیلیوں کی طرح بچوں کی سی فروتنی سیکھ لی تھی کیونکہ ان کے دکھوں نے یہ سبق ان کو سکھایا نبیوں نے بحالی کے لئے بڑے بڑے وعدے کئے تھے لیکن اسرائیل کی موجودہ حالت ان وعدوں کے خلاف معلوم ہوتی تھی۔

اس کے عنوان میں داؤد کا نام بھی پایا جاتا ہے نہ صرف مسورٹک نسخے میں بلکہ ستروں کے ترجمے میں اور بعض دیگر نسخوں میں۔ شاید اس لئے یہ نام ایزاد کیا گیا کہ اس میں داؤد کی کیفیت

باقی جاتی ہے۔ (۲۔ سموئیل ۷: ۲)

زبور ۱۳۱۔ مخلوت یعنی ہیکل کی زیارت کا گیت۔ داؤد کا۔

(۱) اے خداوند! میرا دل مغرور نہیں اور میں بلند نظر نہیں ہوں نہ مجھے بڑے بڑے معاملوں سے کوئی سروکار ہے نہ اُن باتوں سے جو میری سمجھ سے باہر ہیں۔ (۲) یقیناً میں نے اپنے دل کو تسکین دے کر مطمئن کر دیا ہے میرا دل مجھ میں دودھ چھڑائے ہوئے بچے کی مانند ہے۔ ہاں جیسے دودھ چھڑایا ہوا بچہ ماں کی گود میں۔ (۳) اے اسرائیل! اب سے ابد تک خداوند پر اعتماد کر۔

۱۔ دل کے غرور کا اظہار آنکھوں اور بڑے بڑے خیال باندھنے میں ہوتا ہے (زبور ۱۸: ۲۷ و امثال ۱۶: ۵) نیز مقابلہ کرو اس نصیحت سے جو یرمیاہ ۴۵: ۵ میں باروخ کو دی گئی (پیدایش ۱۸: ۴ و استثنا ۳۰: ۱۱)

۲۔ "تسکین دے کر" یا ہموار کیا جیسے بونے کے لئے زمین کو ہموار کرتے ہیں (۶۲: ۱ و نوحہ ۳: ۲۶) اور اب جذبات کے طوفان اور بلند خیالیاں اس کو برانگیختہ نہیں کر سکتے۔

"دودھ چھڑایا ہوا بچہ"۔ اکثر تین سال کی عمر میں بچہ کا دودھ مشرقی ممالک میں چھڑایا جاتا ہے۔ (۲۔ مکابی ۷: ۲۷ و ۱۔ سموئیل ۱: ۲۲-۲۴)

"میرا دل" (نفسی) عبرانی میں کبھی اس کا امتیاز انسان کی شخصیت سے کیا جاتا ہے اور یہ ایک خارجی شے سمجھی جاتی ہے جو باہر سے آدمی پر اثر کرتی ہے (۴۲: ۴ و ۵ و ۶ و ۱۱ و ۴۳: ۳)

۳۔ توکل اور صبر سے بنی اسرائیل خدا کے لئے انتظار کرے اور دیکھے کہ خدا اپنے مقصد کو کیسے سرانجام دیتا ہے۔ (۱۳۰: ۷)

زبور ۱۳۲

اسرائیل جلاوطنی سے واپس آگیا۔ ہیکل دوبارہ بن گئی اور یہوواہ اپنے وعدے کے مطابق صیحون میں سکونت کرنے لگا۔ لیکن اب یہ سوال باقی تھا کہ خدا نے وعدہ کیا تھا کہ

داؤد کا خاندان ابد تک حکومت کریگا۔ کیا یہ وعدہ منسوخ ہو گیا؟ داؤد نے جو سرگرمی سے یروشلم میں عبادت کو قائم کیا تھا کیا وہ اُسے بھول گیا؟ ایسی حالت میں یہ مزمور لکھا گیا۔ یہ جماعت کے لئے دعا ہے۔ اس کے دو حصے ہیں۔ پہلے حصے میں جماعت کے لئے دعا ہے کہ یہوواہ داؤد کو یاد کرے۔ دوسرے حصے میں دعا کا جواب ہے۔

تقسیم: پہلا حصہ۔

(۱) جماعت یہوواہ سے دعا کرتی ہے کہ داؤد نے جو ہیکل کی تیاری میں مشقت اٹھائی ہے وہ اسے یاد کرے۔ (۱ و ۲) اور اُس کے الفاظ کو دہرایا جو اُس نے اس موقع پر استعمال کئے تھے۔ (۳-۵)

(۲) داؤد کی اُمت متکلم ہے کہ وہ کیسی سرگرمی سے شریک ہوئے جب عہد کے صندوق کو یروشلم میں لے گئے۔ (۶ و ۷)

اور دعا کی کہ خدا اپنے مقدس میں آکر اپنی اُمت کو برکت دے۔ (۸-۱۰)

دوسرا حصہ۔ یہوواہ نے جو قسم کھائی تھی (۱۱ و ۱۲) اس قسم کی بنیاد اس پر تھی کہ خدا نے صیحون کو اپنا مسکن چنا (۱۳) اور اس نے ظاہر کیا کہ وہ اُمت کو اور کاہنوں کو برکت دیگا اور داؤد کے گھرانے کی قسمت کو بحال کریگا (۱۴-۱۸)

یہ مزمور تواریخ کی کتابوں سے پہلے لکھا گیا کیونکہ تواریخ کی کتاب میں سلیمان کی دعا میں کچھ زیادہ درج ہے (۲۔ تواریخ ۶: ۴۰-۴۲ و ۱۳۲: ۸ و ۹ کا مقابلہ کرو یسعیاہ ۵۵: ۳ سے۔ دیگر معالات کے مزامیر کی طرح یہ بھی غالباً نحمیاہ کے زمانہ سے تعلق رکھتا ہے دیکھو نحمیاہ ۱۲: ۲۴ و ۳۶ و ۴۵ و ۴۶۔

یہ مزمور مسیحانہ ہے اور عید ولادت کے دن کے خاص مزامیر میں شامل کیا جاتا ہے۔

زبور ۱۳۲۔ مخلوت یعنی ہیکل کی زیارت کا گیت۔

(۱) اے خداوند! داؤد کی خاطر اُس کی سب مصیبتوں کو یاد کر (۲) کہ اُس نے کس طرح خداوند سے قسم کھائی اور یعقوب کے قادر کے حضور منت مانی۔ (۳) کہ یقیناً میں نہ اپنے گھر میں داخل ہونگا نہ اپنے پلنگ پر جاؤنگا۔ (۴) اور نہ اپنی آنکھوں میں نیند نہ اپنی پلکوں میں جھپکی آنے دونگا (۵) جب تک خداوند کے لئے کوئی جگہ اور یعقوب کے قادر کے

لئے مسکن نہ ہو۔ (۶) دیکھو ہم نے اس کی خبر افراتا میں سُنی ہمیں یہ جنگل کے میدان میں ملی۔ (۷) ہم اُس کے مسکنوں میں داخل ہونگے۔ ہم اُس کے پاؤں کی چوکی کے سامنے سجدہ کرینگے۔ (۸) اُٹھ! اے خداوند! اپنی آرامگاہ میں داخل ہو۔ تُو اور تیری قدرت کا صندوق۔ (۹) تیرے کاہن صداقت سے ملبس ہوں اور تیرے مقدس خوشی کے نعرے ماریں۔ (۱۰) اپنے بندے داؤد کی خاطر اپنے ممسوح کی دعا نامنظور نہ کر۔ (۱۱) خداوند نے سچائی کے ساتھ داؤد سے قسم کھائی ہے۔ (۱۱) وہ اُس سے پھرنے کا نہیں کہ میں تیری اولاد میں سے کسی کو تیرے تخت پر بٹھاؤنگا۔ (۱۲) اگر تیرے فرزند میرے عہد اور میری شہادت پر جو میں اُن کو سکھاؤنگا عمل کریں تو اُن کے فرزند بھی ہمیشہ تیرے تخت پر بیٹھینگے۔ (۱۳) کیونکہ خداوند نے صیون کو چُنا ہے۔ اُس نے اُسے اپنے مسکن کے لئے پسند کیا ہے۔ (۱۴) یہ ہمیشہ کے لئے میری آرامگاہ ہے۔ میں یہیں رہونگا کیونکہ میں نے اسے پسند کیا ہے۔ (۱۵) میں اِس کے رزق میں خوب برکت دونگا۔ میں اِس کے غریبوں کو روٹی سے سیر کرونگا۔ (۱۶) اِس کے کاہنوں کو بھی میں نجات سے ملبس کرونگا اور اس کے مقدس بلند آواز سے خوشی کے نعرے مارینگے۔ (۱۷) وہیں میں داؤد کے لئے ایک سینگ نکالونگا۔ میں نے اپنے ممسوح کے لئے چراغ تیار کیا ہے۔ (۱۸) میں اس کے دشمنوں کو شرمندگی کا لباس پہناؤنگا لیکن اُس پر اُسی کا تاج رونق افروز ہوگا۔

۱۔ داؤد کی خاطر" کہ اُس نے کس محنت سے ہیکل کی تعمیر کے لئے سامان تیار کیا۔ دیکھو ا۔تواریخ ۲۲: ۱۴ مقابلہ کرو ایسی معذرت کے لئے خروج ۳۲: ۱۳ و استثنا ۹: ۲۷ و احبار ۲۶: ۴۲ و ۴۵۔

۲۔ "قسم کھائی" ۔ تواریخی کتابوں میں اس قسم کا کوئی ذکر نہیں۔ عہد کے صندوق کے یروشلیم کو لے جانے کا ذکر ۲۔سموئیل ۶ باب میں ہے۔ ہیکل کے بنانے کی آرزو داؤد کے دل میں تھی۔ (۲۔سموئیل ۷ باب)

یعقوب کے قادر" (پیدائش ۴۹: ۲۴) وہ یہ یاد رکھتا ہے کہ خدا ہی کے ذریعہ اُس نے فتوحات حاصل کیں۔ (۲۔سموئیل ۵: ۱۲ و ۷: ۱)

۴۔ یہ ضرب المثل ہے۔ (امثال ۶: ۴) نماز کی کتاب میں اس آیت میں جو زائد جملہ آیا ہے وہ وِلگاٹ اور سترون کے ترجمے سے آیا ہے۔

۵۔ مقابلہ کرو ا۔تواریخ ۱۵: ۱۔

"کوئی جگہ ۔۔۔۔۔ ایک مسکن" (خروج ۲۵: ۸ و ۹)

۶۔ داؤد کے زمانے کے لوگ متکلم ہیں کہ وہ کیسے خوش ہوئے جب داؤد نے عہد کے صندوق کو یروشلم میں لانے کا ارادہ کیا اور انہوں نے یہ ارادہ کیا کہ وہ یا ہوواہ کی پرستش اس نئے مقدس میں کرینگے۔

عہد کے صندوق کا یروشلیم میں لے جانا ایک قومی واقعہ تھا۔ (۲۔سموئیل ۶: ۲ و ۱۵ و ا۔تواریخ ۱۳: ۱ و ۱۵: ۲۸)

اُس کی خبر" یعنی عہد کے صندوق کی۔ اگرچہ اس کا صاف ذکر آگے جاکر ۸ آیت میں ہُوا۔

افراتا میں" ۔ (۱) افراتا بیت لحم کا نام تھا (۳۵: ۱۶ و ۱۹ و ۴۸: ۷ و رُوت ۴: ۱۱ و میکاہ ۵: ۲ و ا۔سموئیل ۱۷: ۱۲) لیکن عہد کے صندوق کا بیت لحم سے کچھ تعلق نہ تھا۔ (۲) بعضوں کی یہ رائے ہے کہ افراتا سے مراد افرائیم ہے (ا۔سموئیل ۱: ۱) جب عہد کا صندوق شیلوہ میں تھا ہم نے اس کی خبر شیلوہ میں سُنی تھی لیکن جب ہم نے اس کی تلاش کی وہ جنگل کے میدانوں میں تھا۔ (۳) بعضوں نے یہ رائے ظاہر کی کہ افراتا اس ضلع کا نام تھا جس میں قریت یعریم واقع تھا۔ کالب کی بیوی افرات کا پہلوٹھا بیٹا حور تھا (ا۔تواریخ ۲: ۱۹)۔ جو بیت لحم کا باپ کہلایا (ا۔تواریخ ۴: ۴) حور کا بیٹا سوبل قریت یعریم کا باپ تھا اور اس کا بیٹا سلما بیت لحم کا باپ تھا۔ (ا۔تواریخ ۲: ۵۰ و ۵۱) یہ گمان غالب ہے کہ قریت یعریم کا ضلع افراتا بھی کہلاتا تھا اور بیت لحم بھی۔

"جنگل کے میدان" ۔ سے قریت یعریم کا قرب وجوار مراد ہے جو جنگلوں کا شہر کہلاتا تھا جہاں ابی نداب کے گھر میں عہد کا صندوق کئی سالوں تک رہا (ا۔سموئیل ۷: ۱ و ۲) اور جب داؤد نے اس کو یروشلیم میں پہنچانا چاہا تب بھی وہ صندوق اُسی جگہ

تق (۱-تواریخ ۱۳: ۵ و ۶) ۱-سموئیل ۷: ۱ وغیرہ سے ظاہر ہے کہ یہ صندوق کی حقیقت
شہر میں نہ تھا بلکہ اُس کی گرد و نواح میں۔

۷- یہ ایک دوسرے کو نصیحت کی گئی۔ یاہواہ کے "پاؤں کی چوکی" سے مراد مقدس
ہے (۵:۹۹)

۸- جماعت کی دعا کہ خداوند صیہون میں بسے۔ (۱-تواریخ ۲:۲۸)
"تیری قدرت کا صندوق" (۱-سموئیل ۵: ۷ و ۶: ۱۹)

۹- "صداقت سے ملبّس" یعنی وہ راستباز خدا کے قابل خادم ہوں (یسعیاہ
۲۷:۲)۔ کاہنی سفید لباس پاکیزگی کا نشان تھا (مکاشفہ ۱۹:۸)
"تیرے مقدس" یعنی تیری برگزیدہ امّت۔

۱۰- یہ بھی امت کی دُعا کا جزو ہے۔
"اپنے ممسوح" نہ صرف داؤد بلکہ اس کے جانشین بھی۔ مقابلہ کرو ۲-سموئیل
۷ باب سے۔

۱۱- "خداوند نے قسم کھائی" آیت میں جو دعا تھی اُس کا جواب اس طرح سے دیا گیا کہ خدا
نے جو وعدہ داؤد سے کیا تھا وہ یاد دلایا۔ اگرچہ ۲-سموئیل ۷ باب میں اس امر کا ذکر نہیں کہ
خدا نے اپنے وعدے کے ساتھ قسم کھائی۔ لیکن مقابلہ کرو زبور ۸۹: ۳ و ۳۵ و ۴۹
خدا کے وعدے کی پختگی کے لئے مزمور نویس نے قسم کا ذکر کیا (۱۱۰: ۴ و ۴۵: ۲۳)
"سچائی سے" یعنی ایسا وعدہ جو ضرور پورا ہوگا (۲-سموئیل ۷: ۲۸)
"تیری اولاد" تیرے پیٹ کا پھل (۲-سموئیل ۷: ۱۲)

۱۲- "اگر تیرے فرزند" (۲-سموئیل ۷: ۱۴ و ۱-سلاطین ۸: ۲۵) اس وعدہ کی زیادہ
تشریح زبور ۸۹: ۳۰ وغیرہ میں پائی جاتی ہے۔
"میری شہادت پر" لفظی معنی تصدیق کرنا۔ خدا کی مرضی کا اظہار خواہ اخلاقی یا شرعی
ذرائع کے ذریعہ۔

۱۳- "خداوند نے صیہون کو چنا ہے" داؤد کی نسل کی پائداری صیہون کے الٰہی انتخاب
پر موقوف ہے۔ جلاوطنی سے جو لوگ واپس آئے ان کے لئے یہ خیال بڑی تسلی کا
باعث تھا۔ (زکریاہ ۲: ۱۲)

۱۴- خداوند متکلم ہے۔ خدا کی مرضی کا اظہار تاریخی واقعات کے ذریعہ بیان ہوا ہے۔
یروشلیم کے چنے جانے پر زور ہے کہ وہ قوم اسرائیل کا قومی مرکز بن گیا۔ مقابلہ کرو
آیت ۸ سے اور ۱۶ آیت کا ۹ آیت سے۔
"آرام گاہ" دیکھو آیت ۸ و ۱-تواریخ ۲:۲۸ و یسعیاہ ۱۱: ۱۰ و ۶۶: ۱۔

۱۵- "خوب برکت" امت کو اور کاہنوں کو (آیت ۱۶) اور حاکموں کو (آیت ۱۷)
بلکہ غریب بھی محتاج نہ رہینگے۔ مقابلہ کرو استثناء ۱۵: ۴۔ بحالی کے اوائل ایام میں
فلسطین میں بہت قحط پڑے اور لوگوں کو قحط سے سخت تکلیف ہوئی (حجی ۱: ۶
وغیرہ) لیکن یہ خدا کی مرضی نہ تھی۔

۱۶- مقابلہ کرو آیت ۹ سے۔ جو وفاداری سے اُس کی خدمت بجا لاتے ہیں وہ اقبالمند
ہونگے۔

۱۷- "وہیں" یعنی یروشلیم میں۔
"داؤد کے لئے ایک سینگ" لفظی طور پر داؤد کے لئے ایک سینگ پھوٹ
نکلیگا" اس تشبیہ سے یہ مراد ہے کہ خدا داؤد کے گھرانے کی بختاوری اور فاتحانہ
طاقت کو بحال کریگا۔ مقابلہ کرو ۸۹: ۱۷ و ۲۴ و حزقی ایل ۲۹: ۲۱ سے۔ یہ لفظ پھوٹ
نکلنا یرمیاہ ۲۳: ۵ و ۳۳: ۱۵ و زکریاہ ۳: ۸ و ۶: ۱۲ کی پیشینگوئیوں کی طرف اشارہ
کرتا ہے جہاں عبرانی لفظ صمخ (پھوٹ نکلنا) مسیح بادشاہ کا لقب استعمال ہوا ہے۔
حالانکہ دانی ایل ۷: ۷ و ۸ و ۲۴ و ۸: ۵ میں "سینگ" بادشاہ کا نشان ہے۔ ان الفاظ
سے مسیح بادشاہ کی طرف اشارہ ہے۔ زکریاہ کے دل میں یہی عبارت ہوگی جب اُس نے وہ
الفاظ استعمال کئے جن کا ذکر لوقا ۱: ۶۹ میں آیا ہے۔ اور یہودی نماز کی کتاب میں ۱۸
مبارکبادیوں میں یہ پندرھویں مبارکبادی ہے "اپنے بندے داؤد کو جلدی سے پھوٹ
نکال۔ اُس کے سینگ کو اپنی نجات میں بلند کر"
"ایک چراغ" چراغ کا جلتے رہنا کسی خاندان کے محفوظ رہنے اور کسی کا بے چراغ ہونا
اُس کے اُجڑنے کا نشان ہے جیسے کہ پرانے اُجڑے ہوئے مکانات کو بے چراغ کہتے ہیں۔
کسی کے گھر کا بے چراغ ہونا لاولدی کا نشان تھا۔ (۱۸: ۲۸ و ۱-سلاطین ۱۱: ۳۶ و ۱۵: ۴
۲-سموئیل ۲۱: ۱۷)۔

"تیار کیا ہے" (دیکھو خروج ۲۷: ۲۰ و ۲۱ و احبار ۲۴: ۲ و ۳ و ۴) یہاں شاید اُس چراغ کی طرف اشارہ ہو جو ہیکل میں برابر جلتا رہتا تھا۔

"اپنے ممسوح" خود داؤد (۱۸: ۵۰)

۱۸۔ "شرمندگی کا لباس" برکات کی ضد ہے (آیت ۱۶) مقابلہ کرو ۳۵: ۲۶ و ایوب ۸: ۲۲ سے۔

"اُس پر" یعنی داؤد پر جو بطور نمایندہ کے داؤد کہلاتا ہے (حزقی ایل ۳۴: ۲۳ و ۲۴)

"اُسی کا تاج . . ." تاج کے لئے جو لفظ یہاں استعمال ہوا وہ نذر ہے (۸۹: ۳۹) جس کے معنی (۱) تقدیس (۲) تاج جو عہدہ کی تقدیس کا نشان ہے۔ نہ صرف بادشاہ کے تاج کے لئے بلکہ سردار کاہن کے تاج کے لئے بھی (خروج ۲۹: ۶)

"رونق افروز ہوگا" وہ سونے کا چمکتا ہوا پترا جس پر یہ لکھا تھا "یہوواہ کے لئے مقدس" (خروج ۲۹: ۳۰) جس سے ظاہر ہے کہ داؤد کا نمایندہ بادشاہ بھی ہوگا اور سردار کاہن بھی (یرمیاہ ۳۰: ۲۱ و زکریاہ ۶: ۱۱-۱۳)

۱۳۳ زبور

اس مزمور میں اُن برکتوں کا ذکر ہے جو اُن لوگوں کو حاصل ہوتی تھیں جو عیدوں کے موقعوں پر یروشلیم میں جمع ہوتے تھے۔ ایسے مجمعے ساری قوم کی تقدیس تھی۔ ان سے برادرانہ اُلفت بڑھتی اور قومی زندگی تازہ ہوتی رہتی تھی۔

لیکن گمان غالب یہ ہے کہ اس مزمور کا تعلق نحمیاہ کی اُن کوششوں سے تھا جو اُس نے یروشلیم میں یہودیوں کو بسانے کے لئے کیں (نحمیاہ ۱۱: ۱) قدیم دشمنی مٹائی جائے اور اتحاد میں ترقی ہو۔

عنوان میں یہ مزمور داؤد سے منسوب ہے۔ اگر یہ درست ہو تو اُس زمانے کی طرف اشارہ ہوگا کہ جب خانہ جنگی کے بعد قوم متحد ہو گئی۔ لیکن یہ عنوان نہ تو تارگم میں پایا جاتا ہے اور نہ سبعین کے بعض ترجموں میں اور نہ جیروم کے ترجمے میں۔ اور طرزِ عبارت بھی معالات کے دیگر مزامیر سے ملتا ہے۔

زبور ۱۳۳۔ مُعلوت یعنی ہیکل کی زیارت کا گیت۔ داؤد کا۔

(۱) دیکھو! کیسی اچھی اور خوشی کی بات ہے کہ بھائی باہم مل کر رہیں (۲) یہ اُس بیش قیمت تیل کی مانند ہے جو سر پر لگایا گیا اور بہتا ہوا داڑھی پر یعنی ہارون کی داڑھی پر آ گیا بلکہ اُس کے پیراہن کے دامن تک بہ آ پہنچا۔ (۳) یا حرمون کی اوس کی مانند ہے جو صیون کے پہاڑوں پر پڑتی ہے کیونکہ وہیں خداوند نے برکت کا یعنی ہمیشہ کی زندگی کا حکم فرمایا۔

مزمور نویس کے سامنے ایسے اتحاد اور برکت کی کوئی مثال موجود تھی یا شاید ان لوگوں کا جوش اور سرگرمی ہو جنہوں نے یروشلیم میں بسنے کے لئے پیش کیا جب نحمیاہ نے ایسی کوشش کی (نحمیاہ ۱۱: ۲)

۱۔ "بھائی . . . . . ." یعنی اس لفظ بھائی کا تصور عملی طور پر ظاہر ہو۔ اس سے ایک خاندان کے بھائی مراد نہیں بلکہ بنی اسرائیل۔

۲۔ "تیل" خوشی اور خرمی کا نشان تھا (۴۵: ۷) لیکن یہاں عام تیل مراد نہیں بلکہ وہ نذر میں تیل ہے جس سے سردار کاہن کو مسح کرتے تھے (خروج ۳۰: ۲۳)۔ یہ تیل ہارون کے سر پر ملا گیا (خروج ۲۹: ۷ و احبار ۸: ۱۲ و ۲۱: ۱۰) عام کاہنوں پر یہ تیل صرف چھڑکا جاتا تھا (خروج ۲۹: ۲۱) اور سر پر سے ہو کر اُس کے کاندھوں اور سینہ تک پہنچتا جہاں بارہ فرقوں کے نام کندہ ہوتے تھے۔ (خروج ۲۸: ۹-۱۲ و ۱۷-۲۱) جس سے کل قوم کی تقدیس مراد تھی۔ اور اس خوشبو کا چاروں طرف پھیلنا اُن کے رسوخ کے پھیلنے کا نشان تھا۔ ہارون سے سردار کاہن مراد ہے خواہ وہ کوئی کیوں نہ ہو۔ البتہ مزمور نویس نے ہارون کی تقدیس کے نظارے کو پیش کیا (احبار ۸ باب) دوسری ہیکل کے وقت ایسا مقدس تیل نہ تھا اور سردار کاہن کو صرف کاہنی خلعت ہی پہنایا جاتا تھا۔

"پیراہن کے دامن تک" آیا یہ تیل ہے یا ہارون کی داڑھی پیراہن تک پہنچی وقفے کے نشانات کچھ مختلف ہیں اس لئے دو نو معنی ہو سکتے ہیں۔

۳۔ "حرمون کی اوس کی مانند" ملک شام میں اوس بہت کثرت سے پڑتی ہے اور بعض اوقات صبح کو ایسا معلوم ہوتا کہ رات کو بھاری بارش ہوئی۔ خاص کر برف سے ڈھنپی ہوئی ڈھلوانوں پر۔ اوس تروتازگی کا نشان ہے۔ ایسے اتحاد سے قومی طاقت زیادہ تروتازہ

اور مضبوط ہوگی۔

"وہیں" یعنی یروشلیم میں۔ (۱۷:۱۳۲) یاہواہ نے قومی زندگی کی قوت کو یروشلیم سے پیوستہ کیا۔

"ہمیشہ کی زندگی"۔ (۹:۳۶)

۱۳۴ زبور

اس مزمور میں ایک دعوت اور اُس دعوت کا جواب ہے۔ یہ دعوت جماعت کی طرف سے ہے جو ہیکل میں عبادت کر رہی ہے ان کاہنوں اور لاویوں کو ہے جو اس وقت خدمت کر رہے تھے۔ ان مصالات کے گیتوں کا یہ موزون خاتمہ ہے۔ ہیکل کی عبادت کے بحال ہونے کے بعد غالباً یہ مزمور تصنیف ہوا (نحمیاہ ۱۲: ۴۴ – ۴۷)

زبور ۱۳۴۔ مصعوت یعنی ہیکل کی زیارت کا گیت۔

(۱) اے خداوند کے بندو! آؤ سب خداوند کو مبارک کہو۔ تم جو رات کو خداوند کے گھر میں کھڑے رہتے ہو! (۲) مقدس کی طرف اپنے ہاتھ اُٹھاؤ اور خداوند کو مبارک کہو۔ (۳) خداوند جس نے آسمان اور زمین کو بنایا صیون میں سے تجھے برکت بخشے۔

۱۔ "بندو" نہ عام اسرائیلی عبادت کرنے والے بلکہ ہیکل میں خدمت کرنے والے کاہن ولیوی وغیرہ۔

"خداوند کے گھر میں کھڑے" کاہن اور لاوی خدمت کے وقت عموماً کھڑے رہتے تھے۔ (استثنا ۱۰: ۸ و عبرانی ۱۰: ۱۱)

انگریزی نماز کی کتاب میں یہ جملہ بھی زاید آتا ہے "جو رات کو یاہواہ کی بارگاہوں میں کھڑے رہتے ہیں"۔ ولگاٹ نے یہ جملہ سبعین کے ترجمے سے لیا جو دراصل ۲:۱۳۵ میں آتا ہے۔

۲۔ "اپنے ہاتھ اُٹھاؤ" یعنی دعا کے لئے (۲:۲۸ و ۱۔تمتھیس ۲: ۸)

۳۔ کاہنوں کا جواب۔ پہلا جملہ گنتی ۶: ۲۴ کے برکت کے کلمہ سے لیا گیا۔ صرف یہ جملہ زاید ہے "صیون میں سے"۔ (۵:۱۲۸)

"تجھے" یعنی اسرائیلی جماعت۔

"آسمان و زمین کو بنایا" یہ لقب ظاہر کرتا ہے کہ یاہواہ برکت دینے کی قدرت رکھتا ہے۔

۱۳۵ زبور

یہ مزمور دوسری ہیکل میں استعمال کے لئے تیار ہوا۔ اس کے شروع میں ہیکل کے خادموں کو دعوت ہے کہ یاہواہ کی حمد کریں جس نے اسرائیل کو خاص اُمت ہونے کے لئے چنا۔ (۱ – ۴)

اُس کی قدرت فطرت کے کاموں سے ظاہر ہے۔ (۵ – ۷)

نیز تاریخ کے کاموں سے (۸ – ۱۲)

وہ اپنی اُمت کو ترک نہ کریگا حالانکہ بُت اپنے پرستاروں کو بچا نہیں سکتے (۱۳ – ۱۸)

کل اسرائیل مل کر خدا کی حمد کرے (۱۹ – ۲۱)

یہ مزمور توریت۔ انبیا اور دیگر مزامیر کے جملوں سے مرکب ہے لیکن اس میں جوش و سرگرمی پائی جاتی ہے۔ یہ زبور ۱۳۴ کی توسیع ہے اور گنتی ۶: ۲۴ میں لاویوں کی برکت کے جملے سے مقابلہ کرو۔

زبور ۱۳۵۔ (۱) خداوند کی حمد کرو۔ خداوند کے نام کی حمد کرو۔ اے خداوند کے بندو! اُس کی حمد کرو۔ (۲) تم جو خداوند کے گھر میں ہمارے خدا کے گھر کی بارگاہوں میں کھڑے رہتے ہو۔ (۳) خداوند کی حمد کرو کیونکہ خداوند بھلا ہے۔ اُس کے نام کی مدح سرائی کرو کیونکہ یہ دل پسند ہے۔ (۴) کیونکہ خداوند نے یعقوب کو اپنے لئے اور اسرائیل کو اپنی خاص ملکیت کے لئے چُن لیا ہے۔ (۵) اس لئے کہ مَیں جانتا ہوں کہ خداوند بزرگ ہے اور ہمارا رب سب معبودوں سے بالاتر ہے (۶) آسمان اور زمین میں۔ سمندر اور گہراؤ میں خداوند نے جو کچھ چاہا وہی کیا۔ (۷) وہ زمین کی انتہا سے بخارات اُٹھاتا ہے وہ بارش کے لئے بجلیاں بناتا ہے اور اپنے مخزنوں سے آندھی نکالتا ہے (۸) اُسی نے مصر کے پہلوٹھوں کو مارا۔ کیا انسان کے کیا حیوان کے۔

(۹) اے مصر! اُسی نے تجھ میں فرعون اور اُس کے سب خادموں پر نشان اور عجائب ظاہر کئے۔ (۱۰) اُس نے بہت سی قوموں کو مارا اور زبردست بادشاہوں کو قتل کیا۔ (۱۱) اموریوں کے بادشاہ سیحون کو اور بسن کے بادشاہ عوج کو اور کنعان کی سب مملکتوں کو (۱۲) اور اُن کی زمین میراث کر دی یعنی اپنی قوم اسرائیل کی میراث۔ (۱۳) اے خداوند! تیرا نام ابدی ہے اور تیری یادگار پشت در پشت قائم ہے (۱۴) کیونکہ خداوند اپنی قوم کی عدالت کریگا اور اپنے بندوں پر ترس کھائیگا۔ (۱۵) قوموں کے بت چاندی اور سونا ہیں یعنی آدمی کی دستکاری۔ (۱۶) اُن کے منہ ہیں پر وہ بولتے نہیں آنکھیں ہیں پر وہ دیکھتے نہیں (۱۷) اُن کے کان ہیں پر وہ سنتے نہیں اور اُن کے منہ میں سانس نہیں (۱۸) اُن کے بنانے والے اُن ہی کی مانند ہو جائینگے بلکہ وہ سب جو اُن پر بھروسہ رکھتے ہیں۔ (۱۹) اے اسرائیل کے گھرانے! خداوند کو مبارک کہو۔ اے ہارون کے گھرانے! خداوند کو مبارک کہو (۲۰) اے لاوی کے گھرانے! خداوند کو مبارک کہو۔ اے خداوند سے ڈرنے والو! خداوند کو مبارک کہو۔ (۲۱) صیون میں خداوند مبارک ہو۔ وہ یروشلیم میں سکونت کرتا ہے۔ خداوند کی حمد کرو۔

۱۔ "خداوند کی حمد کرو" (۱:۱۱۳)

۲۔ "کھڑے رہتے ہو" (۱:۱۳۴) جو ہیکل میں خدمت کرتے تھے۔

۳۔ "بھلا ہے" یا تو خدا کا نام نیک ہے یا اُس کی حمد گانا نیک ہے۔

۴۔ "خداوند" (استثنا ۷:۶ و خروج ۱۹:۵)

۵۔ ایک دوسری وجہ خداوند کی حمد کی۔
"سب معبودوں سے" اس سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ مزمور نویس غیر معبودوں کی ہستی مانتا تھا۔

۶۔ پہلا جملہ ۱۱۵:۳ میں بھی آیا ہے۔ دوسرا جملہ خروج ۲۰:۴ پر مبنی ہے۔

۷۔ قریباً لفظ بلفظ یرمیاہ ۱۰:۱۳ و ۵۱:۱۶ کے مطابق۔

"زمین کی انتہا سے" یعنی دور دور ممالک سے (۱ سلاطین ۱۸:۴۴)
"مخزنوں" (۳۳:۷ و ایوب ۳۸:۲۲)

۸۔ "مصر کے پہلوٹھوں کو" (خروج)

۹۔ "نشان اور عجائب" (خروج)

۱۰۔ "بہت سی قوموں کو" (استثنا ۷:۱)

۱۱۔ "سیحون اور عوج" اموریوں کے دو بادشاہ جن سے بنی اسرائیل کا مقابلہ ہوا (گنتی ۲۱:۲۱ و ۳۳ و استثنا ۲:۳۰ و ۳:۱ و عاموس ۲:۹)
"مملکتوں" (استثنا ۳:۲۱ و یشوع ۷:۲-۲۴)

۱۲۔ "میراث" (استثنا ۴:۳۸)

۱۳۔ (خروج ۳:۱۵ و زبور ۳۰:۴ و ۱۰۲:۱۲) یہواہ کا نام اس کی یادگار کہلاتا ہے۔ (عبرانیوں ۱۳:۸)

۱۴۔ لفظ بلفظ استثنا ۳۲:۳۶ سے ماخوذ ہے۔ نیز دیکھو زبور ۹۰:۱۳

۱۵-۱۸۔ (مقابلہ کرو زبور ۱۱۵:۴-۸)

۱۹-۲۱۔ سارے اسرائیل کو دعوت ہے کہ یہواہ کی حمد کریں۔

۱۹ و ۲۰۔ "تیری بلاہٹ" (۱۱۵: ۹-۱۱ و ۱۱۸: ۲-۴) صرف لیوی کا گھرانا زائد کیا گیا۔

۲۱۔ "صیحون میں" مقابلہ کرو مزمور ۱۳۴:۳ کا آخری حصہ۔ صیحون یہواہ کا زمینی مسکن تھا۔

"خداوند کی حمد کرو" (ہللویاہ) یہ سترون کے ترجمے میں نہیں۔

۱۳۶ زبور

یہ مزمور بھی دوسری ہیکل میں عبادت کے وقت استعمال ہوتا تھا۔ دوسری ہیکل کا جب بنیادی پتھر رکھا گیا تو کاہن اور لیوی گانے میں ایک دوسرے کا جواب دیتے تھے۔ (عزرا ۳:۱۱ و ۲-تواریخ ۷:۳ و ۶) اور بعض دوسرے موقعوں پر جماعت آمین کہہ کر جواب دیتی یا آمین ہللویاہ کہتی (۱۰۶:۴۸) کی شرح و استثنا ۲۷:۱۵ و نحمیاہ ۵:۱۳ و

و ۸: ۶)

یہودیوں کی کلیسیائی زبان میں یہ مزمور ہَلیل اعظم کہلاتا تھا اور زبور ۱۱۳-۱۱۸ ہَلیل۔ لیکن یہ نام ہَلیل زبور ۱۳۵: ۴-۱۳۶ تک کو بھی دیا جاتا تھا بلکہ اس سارے مجموعے کو جو ۱۲۰ سے ۱۳۶ تک ہے۔

اس مزمور میں ۸ آیات تک تین تین آیات کا بند ہے۔ باقی دو حصوں میں چار چار آیات کا لیکن چونکہ آیات ۱۹-۲۲ تک زبور ۱۳۵ سے لی گئی ہیں اور آیت ۲۵ کا قرینہ سے کچھ تعلق نہیں اس لئے ترتیب کچھ ناقص ہے۔ یشوع بن سیرخ کی عبرانی کتاب میں ایک شکر گذاری کا گیت ہے جس کے جملے مزامیر ۱۲ و ۱۳۴: ۳ و ۱۴۷ و ۱۴۸: ۱۴ سے لیے گئے ہیں۔ اگر یہ شکر گذاری یشوع بن سیرخ کی تصنیف ہے تو ظاہر ہے کہ وہ اِن مزامیر سے واقف تھا جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ زبور کی کتاب ۱۸۰ قم سے پیشتر مکمل ہو چکی تھی۔

زبور ۱۳۶ ۔ (۱) خداوند کا شکر کرو کیونکہ وہ بھلا ہے کہ اُس کی شفقت ابدی ہے۔ (۲) الٰہوں کے خدا کا شکر کرو کہ اُسکی شفقت ابدی ہے۔ (۳) مالکوں کے مالک کا شکر کرو کہ اُس کی شفقت ابدی ہے۔ (۴) اُسی کا جو اکیلا بڑے بڑے عجیب کام کرتا ہے کہ اُس کی شفقت ابدی ہے (۵) اُسی کا جس نے دانائی سے آسمان بنایا کہ اُس کی شفقت ابدی ہے۔ (۶) اُسی کا جس نے زمین کو پانی پر پھیلایا کہ اُسکی شفقت ابدی ہے (۷) اُسی کا جس نے بڑے بڑے نیّر بنائے کہ اُس کی شفقت ابدی ہے (۸) دن کو حکومت کرنے کے لئے آفتاب کہ اُس کی شفقت ابدی ہے (۹) رات کو حکومت کرنے کے لئے ماہتاب اور ستارے کہ اُس کی شفقت ابدی ہے۔ (۱۰) اُسی کا جس نے مصر کے پہلوٹھوں کو مارا کہ اُس کی شفقت ابدی ہے۔ (۱۱) اور اسرائیل کو اُن میں سے نکال لایا کہ اُس کی شفقت ابدی ہے (۱۲) قوی ہاتھ اور بلند بازو سے کہ اُس کی شفقت ابدی ہے۔ (۱۳) اُسی کا جس نے بحرِ قلزم کو دو حصے کر دیا کہ اُس کی شفقت ابدی ہے (۱۴) اور اسرائیل کو اُس میں سے پار کیا کہ اُس کی شفقت ابدی ہے (۱۵) لیکن فرعون اور

اُس کے لشکر کو بحرِ قلزم میں ڈال دیا کہ اُس کی شفقت ابدی ہے۔ (۱۶) اُسی کا جو بیابان میں اپنے لوگوں کا راہنما ہوا کہ اُس کی شفقت ابدی ہے (۱۷) اُسی کا جس نے بڑے بڑے بادشاہوں کو مارا کہ اُس کی شفقت ابدی ہے۔ (۱۸) اور نامور بادشاہوں کو قتل کیا کہ اُس کی شفقت ابدی ہے۔ (۱۹) اموریوں کے بادشاہ سیحون کو کہ اُس کی شفقت ابدی ہے۔ (۲۰) اور بسن کے بادشاہ عوج کو کہ اُس کی شفقت ابدی ہے۔ (۲۱) اور اُن کی زمین میراث کر دی کہ اُس کی شفقت ابدی ہے۔ (۲۲) یعنی اپنے بندے اسرائیل کی میراث کہ اُس کی شفقت ابدی ہے۔ (۲۳) جس نے ہماری پستی میں ہم کو یاد کیا کہ اُس کی شفقت ابدی ہے۔ (۲۴) اور ہمارے مخالفوں سے ہم کو چھڑایا کہ اُس کی شفقت ابدی ہے۔ (۲۵) جو سب بشر کو روزی دیتا ہے کہ اُس کی شفقت ابدی ہے۔ (۲۶) آسمان کے خدا کا شکر کرو کہ اُس کی شفقت ابدی ہے۔

۱-۳۔ شکر گذاری کے لئے دعوت۔

۱۔ مقابلہ کرو ۱۰۶: ۱ و ۱۰۷: ۱ و ۱۱۸: ۱۔

۲ و ۳۔ دیکھو استثنا ۱۰: ۱۷۔

۴-۹۔ یاہواہ خالق ہے۔

۴۔ ۷۲: ۱۸ و ۸۶: ۱۰ سے مقابلہ کرو۔

۵۔ "دانائی سے"۔ (امثال ۳: ۱۹ و یرمیاہ ۱۰: ۱۲)

۶۔ مقابلہ کرو ۱۳۵: ۶ سے۔

۷-۹۔ مقابلہ کرو پیدایش ۱: ۱۴-۱۶ سے۔

۱۰-۱۵۔ خداوند (یاہواہ) اسرائیل کا مخلصی دہندہ ہے (۱۳۵: ۸ وغیرہ)

۱۲۔ (استثنا ۴: ۳۴ و خروج ۶: ۱ و ۶)

۱۳۔ "دو حصے" صحیح یہ ترجمہ ہوگا "حصوں میں"۔

۱۶-۲۲۔ خداوند موعودہ زمین کا دینے والا ہے۔

۱۶- (استثنا ۸: ۱۵)

۲۳-۲۶- خداوند سرگین کا تخلصی دینے والا ہے۔

۲۳- "پستی" یعنی جلاوطنی کی حالت۔

۲۶- "آسمان کے خدا" زبور میں صرف اسی جگہ یہ لقب آیا ہے۔ مقابلہ کرو عزرا ۱: ۲ و نحمیاہ ۱: ۴ و ۱- تواریخ ۳۶: ۲۳ و یوناہ ۱: ۹ و دانی ایل ۲: ۱۸

۱۳۷ زبور

جلاوطنی میں بنی اسرائیل کے مغنی خاموش تھے (۱-۳)

وہ غیر قوم کے ملک میں خداوند (یاہواہ) کے گیت گائیں، اور یروشلیم کو کیسے بھولیں (۴-۶)

خدا ان کے دشمنوں کو تباہ کرے (۷-۹)

عموماً یہ خیال کیا جاتا ہے کہ یہ مزمور جلاوطنی کے بعد لکھا گیا (۵۳۷ ق م) لیکن اس کو جلاوطنی کے آخر سے ذرا پہلے کی تصنیف ماننا بھی غیر ممکن نہیں۔ بعضوں نے سمجھا کہ یہ مزمور شمعون مکابی کی تصنیف ہے۔

زبور ۱۳۷- (۱) ہم بابل کی ندیوں پر بیٹھے اور صیّون کو یاد کر کے روئے (۲) وہاں بید کے درختوں پر ہم نے اپنی ستاروں کو ٹانگ دیا۔ (۳) کیونکہ وہاں ہم کو اسیر کرنے والوں نے گیت گانے کا حکم دیا اور تباہ کرنے والوں نے خوشی کرنے کا اور کہا صیّون کے گیتوں میں سے ہم کو کوئی گیت سناؤ۔ (۴) ہم پردیس میں خداوند کا گیت کیسے گائیں (۵) اے یروشلیم! اگر میں تجھے بھولوں تو میرا دہنا ہاتھ اپنا ہنر بھول جائے۔ (۶) اگر میں تجھے یاد نہ رکھوں اگر میں یروشلیم کو اپنی بڑی سے بڑی خوشی پر ترجیح نہ دوں تو میری زبان میرے تالو سے چپک جائے۔ (۷) اے خداوند! یروشلیم کے دن کو بنی ادوم کے خلاف یاد کر جو کہتے تھے اسے ڈھا دو۔ اسے بنیاد تک ڈھا دو۔ (۸) اے بابل کی بیٹی! جو ہلاک ہونے والی ہے۔ وہ مبارک ہوگا جو تجھے اس سلوک کا جو تو نے ہم سے کیا بدلہ دے۔ (۹) وہ مبارک ہوگا جو تیرے بچوں کو لے کر چٹان پر پٹک دے۔

۱- "بابل کی ندیوں" نہ صرف دریائے فرات اور اس کے معاون دریا بلکہ بے شمار نہریں جو ملک کو سیراب کرتی تھیں۔ بابل اسی وجہ سے ندیوں کا ملک کہلاتا تھا (یرمیاہ ۵۱: ۱۳) وہ ان ندیوں کے کنارے ماتم کے لئے یا سایہ دار درختوں کے نیچے بیٹھنے کے لئے جاتے ہونگے۔ اگرچہ بعضوں نے یہ سمجھا کہ وہ عبادت کے لئے ایسی جگہوں میں جاتے تھے۔

"بیٹھے" ماتم کرنے والوں کی طرح۔

۲- "بید کے درختوں پر" (یسعیاہ ۴۴: ۴)

"ستاروں کو ٹانگ دیا" تاکہ بجائی نہ جائیں۔

"صیحون کے گیتوں میں سے" آیت ۴ میں یہ خداوند کے گیت کہلاتے ہیں۔ ان سے دنیوی گیت مراد نہیں بلکہ ہیکل کی عبادت کے مقدس گیت (۱- تواریخ ۲۹: ۲۷)۔ ایسے گیتوں کو دوسروں کے دل بہلانے کے لئے گانا خدا کی تکفیر تھی جیسے ہیکل کے برتنوں میں شراب پینا۔ (دانی ایل ۵: ۲)

۵- "اے یروشلیم ..... بھولوں" یعنی اہل بابل کے دل بہلانے کے لئے ان گیتوں کے گانے سے صیحون سے بے وفائی ہوتی۔ بعض جلاوطنوں نے مقدس پہاڑ کو فراموش کر دیا (یسعیاہ ۶۵: ۱۱)

۶- "میری زبان" یعنی گویائی کی طاقت اور گانے کا فن مجھ سے جاتا رہے۔

۷- "یروشلیم کے دن کو" یروشلیم کی تسخیر کے وقت اہل ادوم نے جو سلوک کیا اس کو یاد کر کے اسے سزا دے۔

"یاد کر" (نحمیاہ ۶: ۱۴ و ۱۳: ۲۹) نیز مقابلہ کرو عاموس ۱: ۱۱ و عبدیاہ ۱۰ آیت۔ یوایل ۳: ۱۹ وغیرہ سے۔

۸- "بابل کی بیٹی" یعنی بابل کا شہر۔

"بدلہ دے" یعنی برباد کرے۔

۹- مشرقی ممالک میں جنگ کے وقت یا فتح کے وقت عورتوں اور بچوں کو بھی ہلاک کر دیتے تھے (یسعیاہ ۱۳: ۱۶ و ہوسیع ۱۰: ۱۴ و ۱۳: ۱۶ وغیرہ)

قابل ہے اور حیوان نہیں۔

۲۳-۲۶- مزمور نویس کی مشکل کا حل۔

۲۳- مزمور نویس خدا کے ساتھ رفاقت کی حالت کا مقابلہ اپنی اس نادانی سے کرتا ہے اور تیز شریر کے انجام سے۔

۲۴- "اپنی مصلحت سے" "مصلحت خدا کی دانائی کی صفت ہے (امثال ۸: ۱۴) جسے شریر حقیر سمجھتے ہیں (امثال ۱: ۲۵ و ۳۰)

۲۵- اگر خدا مجھے مل جائے تو زمین و آسمان میں کسی دوسرے کی مجھے آرزو نہیں۔ سارے جہان میں تو ہی میری خوشحالی اور بہبودی کا چشمہ ہے۔

۲۶- "میرے دل کی قوت" "یا میرے دل کی چٹان"۔ اگرچہ جسمانی اور عقلی قوی ضعیف ہو جائیں لیکن خطرہ کے وقت خدا میری پناہ ہے (۶۲: ۲ و ۶ و ۷)

۲۷ و ۲۸- موت اور زندگی کا آخری مطالبہ۔

۲۷- خدا جو زندگی کا چشمہ ہے اگر اس کو چھوڑ دیں تو ہلاکت نصیب ہوگی۔ "بیوفائی کی"۔ سارے بنی اسرائیل جو خدا کے ساتھ عہد میں بیوفائی کرتے ہیں وہ زناکار ہیں۔ (ہوسیع ۲: ۲ و یسعیاہ ۵۴: ۵ و ۶ وغیرہ)

۲۸- جو خدا کو ترک کرتے ہیں اُن سے وہ اپنا مقابلہ کرتا ہے۔

۷۴ زبور

۷۴ و ۷۹ مزامیر خیال اور الفاظ کے لحاظ سے بہت ہی مشابہ ہیں اور ان کا تاریخی موقع بھی ایک ہی معلوم ہوتا ہے۔ اگر وہ ایک ہی مصنف کی تصنیف نہیں ہوں تو بھی وہ ایک ہی زمانہ کے ہیں۔ اس لئے ان دونو مزامیر کا بیان ایک ہی جگہ کیا جاتا ہے۔

جس زمانے میں وہ لکھے گئے اس وقت مقدس زمین کو غیر قوم دشمنوں نے پامال کر رکھا تھا۔ ہیکل کو انہوں نے ناپاک اور تباہ کیا۔ یروشلم کھنڈروں کا ڈھیر تھا۔ سینکڑوں اسرائیلی قتل ہوئے اور ان کی لاشوں کو کسی نے دفن بھی نہ کیا مگر دو نواح کی قومیں بنی اسرائیل کو نظر حقارت سے دیکھنے لگیں۔ دینی رسوم کی ادائیگی موقوف ہو گئی۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ یا ہوواہ نے اُن کو ہمیشہ کے لئے رد کر دیا اور ان کی بحالی کی کوئی اُمید نظر نہ آتی تھی۔

بنی اسرائیل کی تاریخ میں دو ایسے موقعے گزرے۔ اوّل وہ موقع جب کسدیوں نے ۵۸۶ ق م میں یروشلم کو برباد کیا اور دوسرا وہ موقع جب اوحس اپی فینس بادشاہ نے ۱۷۰ سے ۱۶۵ ق م تک یہودیوں پر سخت ظلم کیا۔ تقریباً سارے مفسران مزامیر کو اسی دوسرے زمانے سے منسوب کرتے ہیں۔ یہ انتی اوحس ۱۷۵ ق م میں سوریا کا بادشاہ ہوا۔ مصر پر دوسری لشکر کشی (۱۷۰ ق م) کرنے کے بعد اس نے یروشلم پر حملہ کیا۔ ہیکل کے خزانے کو لوٹا۔ ہزارہا یہودیوں کو تہ تیغ کیا۔ (۱ مکابی ۱: ۲۰-۲۸) مصر پر چوتھی دفعہ چڑھائی کرنے کے بعد اس نے اپنے ایک جرنیل کے بعد دوسری دفعہ یروشلم پر قبضہ کرنے کے لئے فوج بھیجی۔ اس نے فریب سے شہر پر قبضہ کر لیا۔ اُسے پہلے لوٹا اور پھر آگ لگا دی ہزاروں یہودیوں کو قتل کیا اور بہت عورتوں اور بچوں کو غلامی کے لئے بیچ ڈالا۔ اور داؤد کے شہر کی قلعہ بندی کر کے فوج کا ایک دستہ وہاں نصب کیا۔ اس نے حکم نافذ کیا کہ جو کوئی یہودیوں کی خاص رسوم کو وہاں ادا کریگا وہ سزائے موت پائیگا اور یہودیوں کو مجبور کیا کہ بت پرستوں کی رسوم میں شریک ہوں۔ (۱ مکابی ۱: ۲۹ وغیرہ) اس بادشاہ کی غرض یہ تھی کہ یہودی دین کو ملیامیٹ کر دے۔ اس نے ہیکل کو ناپاک کیا اور اُس کے مذبح کی جگہ ایک بُت نصب کیا اور وہاں زیوس اولمپس دیوتا کے آگے قربانیاں چڑھائیں۔ شریعت کی جتنی کتابیں ملیں اُن کو برباد کیا اور ان کتابوں کے رکھنے پر سزائے موت کا حکم دیا۔ بہت اسرائیلی مرتد ہو گئے لیکن انہوں نے مذہب کی تبدیلی پر موت کو ترجیح دی متصیاس مکابی نے بمقام موڈین مقابلہ کیا اور فتحیاب ہوا۔ اس کے بیٹے یہوداہ کی شجاعت کے باعث یہودیوں کو آزادی نصیب ہوئی اور ۱۶۵ ق م میں ہیکل پاک کی گئی اور بڑی خوشی و خرمی کے ساتھ دوبارہ مخصوص کی گئی (۱ مکابی ۴: ۳۶ وغیرہ)

اس سارے بیان کے ساتھ ۱ مکابی ۲ باب اور ۲ مکابی ۸: ۲ وغیرہ کا مقابلہ کریں۔

۷۴: ۹ میں ہے "نہ کوئی نبی ہم میں رہا" یہ خاصہ اسی زمانہ کا تھا (۱ مکابی ۴: ۴۶ و ۹: ۲۷ و ۱۴: ۴۱) حالانکہ بابلی زمانہ میں یروشلم کی بربادی کے بعد کئی سالوں تک یرمیاہ اور حزقی ایل نبی زندہ رہے۔

۷۴: ۸ میں "خدا کے گھروں" یا عبادت خانوں کا ذکر ہے جو بابل کی اسیری کے بعد قائم ہوئے۔ ان دونو مزامیر میں ذکر ہے کہ یہودیوں کو ان کے دین کی وجہ سے ایذا مل

رہی تھی (۷۴: ۱۰ و ۱۸ و ۲۳) ۷۴: ۴ و ۹ میں ذکر ہے "بجائے تیری علامتوں کے اپنی علامتیں قائم کی ہیں" یہ بھی مکابی زمانے میں ہؤا۔

ان وجوہ کے نزدیک ان مزامیر کا موقع ۱۷۰ء اور ۱۶۵ء ق م کے درمیان مقرر کیا جاتا ہے۔

البتہ ستروں کے ترجمہ میں عبادت خانوں کا کوئی ذکر نہیں۔ اور لفظ "تیری علامتوں" سے عبادتیں مراد ہو سکتی ہیں اور نیز ہیکل کے گرانے اور شہر کی بربادی کا بیان کسدیوں کے ذریعہ بربادی پر بھی صادق آتا ہے۔ (۲-سلاطین ۲۵: ۹ و ۱۰ بمقابلہ ۱-مکابی ۴: ۳۸ کے)

مکابیوں کے زمانے کی بربادی کا عرصہ صرف تین سال تھا یا زیادہ سے زیادہ پانچ سال حالانکہ اس ۷۴ مزمور میں وہ زمانہ اس سے دراز معلوم ہوتا ہے۔

گردونواح کی قوموں کا بنی اسرائیل کو حقارت کی نگاہ سے دیکھنا بابل کے ذریعہ بربادی پر زیادہ صادق آتا ہے (زبور ۱۳۷ و حزقی ایل ۲۵)

نیز یرمیاہ۔ نوحہ اور حزقی ایل کے بیانات بھی ان مزامیر کے بیانات سے ویسی ہی مشابہت رکھتے ہیں جیسے ۱-مکابی کے بیانات۔ اس لئے دونوں باتوں میں سے ایک کو ترجیح دینا مشکل ہے اس لئے بعض دیگر علماء نے ان دو راؤں سے متفرق راؤں کا بھی اظہار کیا ہے۔

اس زبور کو تین حصوں میں تقسیم کر سکتے ہیں:۔

ا۔ مزمور نویس کی شکایت کہ خدا نے اپنی امت کو ترک کر دیا (۱-۹)

ب۔ معذرت کہ اس میں خدا کی عزت پر بٹا لگتا ہے (۱۰-۱۷)

ج۔ دعا کہ خدا اپنی امت کو ہمیشہ کے لئے ترک نہ کرے (۱۸-۲۳)

زبور ۷۴۔ آسف کا مشکیل۔

(۱) اے خدا۔ تو نے ہم کو ہمیشہ کے لئے کیوں ترک کر دیا؟ تیری چراگاہ کی بھیڑوں پر تیرا قہر کیوں بھڑک رہا ہے؟ (۲) اپنی جماعت کو جسے تو نے قدیم سے خریدا ہے۔ جس کا تو نے فدیہ دیا تاکہ تیری میراث کا قبیلہ ہو اور کوہ صیون کو جس پر تو نے سکونت کی ہے یاد کر۔ (۳) اپنے قدم دائمی کھنڈروں کی طرف بڑھا یعنی ان سب خرابیوں کی طرف جو دشمن نے مقدس میں کی ہیں۔ (۴) تیرے مجمع میں تیرے مخالف گرجتے رہے ہیں۔ نشان کے لئے انہوں

نے اپنے ہی جھنڈے کھڑے کئے ہیں۔ (۵) وہ ان آدمیوں کی مانند تھے جو گنجان درختوں پر کلہاڑے چلاتے ہیں (۶) اور اب وہ اس کی ساری نقش کاری کو کلہاڑی اور ہتھوڑوں سے بالکل توڑے ڈالتے ہیں۔ (۷) انہوں نے تیرے مقدس میں آگ لگا دی ہے اور تیرے نام کے مسکن کو زمین تک مسمار کر کے ناپاک کیا ہے۔ (۸) انہوں نے اپنے دل میں کہا ہے ہم ان کو بالکل ویران کر ڈالیں انہوں نے اس ملک میں خدا کے سب عبادت خانوں کو جلا دیا ہے۔ (۹) ہمارے نشان نظر نہیں آتے اور کوئی نبی نہیں رہا اور ہم میں کوئی نہیں جانتا کہ یہ حال کب تک رہیگا۔ (۱۰) اے خدا۔ مخالف کب تک طعنہ زنی کرتا رہیگا؟ کیا دشمن ہمیشہ تیرے نام پر کفر بکتا رہیگا؟ (۱۱) تو اپنا ہاتھ کیوں روکتا ہے؟ اپنا دہنا ہاتھ بغل سے نکال اور فنا کر۔ (۱۲) خدا قدیم سے میرا بادشاہ ہے جو زمین پر نجات بخشتا ہے۔ (۱۳) تو نے اپنی قدرت سے سمندر کے دو حصے کر دئے۔ تو پانی میں اژدہاؤں کے سر کچلتا ہے۔ (۱۴) تو نے لویاتان کے سر کے ٹکڑے کئے اور اسے بیابان کے رہنے والوں کی خوراک بنایا۔ (۱۵) تو نے چشمے اور سیلاب جاری کئے تو نے بڑے بڑے دریاؤں کو خشک کر ڈالا (۱۶) دن تیرا ہے رات بھی تیری ہی ہے۔ نور اور آفتاب کو تو ہی نے تیار کیا۔ (۱۷) زمین کی تمام حدود تو ہی نے ٹھہرائی ہیں۔ گرمی اور سردی کے موسم تو ہی نے بنائے۔ (۱۸) اے خداوند۔ اسے یاد رکھ کہ دشمن نے طعنہ زنی کی ہے اور بیوقوف قوم نے تیرے نام کی تکفیر کی ہے۔ (۱۹) اپنی فاختہ کی جان کو جنگلی جانور کے حوالہ نہ کر۔ اپنے غریبوں کی جان کو ہمیشہ کے لئے بھول نہ جا۔ (۲۰) اپنے عہد کا خیال فرما کیونکہ زمین کے تاریک مقام ظلم کے مسکنوں سے بھرے ہیں۔ (۲۱) مظلوم شرمندہ ہو کر نہ لوٹے۔ غریب اور محتاج تیرے نام کی تعریف کریں۔ (۲۲) اٹھ اے خدا۔ آپ ہی اپنی وکالت کر۔ یاد کر کہ احمق دن بھر تجھ پر کیسی طعنہ زنی کرتا ہے۔ (۲۳) اپنے دشمنوں کی آواز کو بھول نہ جا۔ تیرے مخالفوں کا ہنگامہ برپا ہوتا رہتا ہے۔

۱-۳- خدا سے فریاد جس نے اپنی امت اور اپنے شہر کو ترک کر دیا۔

۱- "ہمیشہ کے لئے" بظاہر ایسا معلوم ہوتا تھا (نوحہ ۵: ۲۰ و ۳: ۳۱ و زبور ۴۴: ۲۳)

"بھڑک" غضب کی آگ کا ظاہری نشان (نوحہ ۲: ۳ و ۴)

"تیری چراگاہ کی بھیڑیں" (۷۹: ۱۳+ یرمیاہ ۲۳: ۱ و حزقی ایل ۳۴: ۳۱) خدا کا شر اسرائیل کا گلہ کہلایا۔

۲۔ موسیٰ کے گیت سے مقابلہ کرو (خروج ۱۵: ۱۳ و ۱۶)

"میراث کا قبیلہ" یہاں بنی اسرائیل گروہ کہلایا جیسے عاموس ۳: ۱ میں وہ خاندان یا قبیلہ کہلایا۔ (یرمیاہ ۱۰: ۱۶)

"سکونت کی" یعنی شاکینہ جس سے خدا کی امت کے درمیان اس کی دائمی حضوری مراد ہے۔

۳۔ "قدم بڑھا" قدرت اور عظمت کے ساتھ مخلصی کے لئے آگے بڑھ۔

۴۔ ۹۔ دشمنوں کے ذریعہ ہیکل کے ناپاک کئے جانے کا بیان۔

۴ "مجمع میں" جہاں خدا امت سے ملاقات کرتا تھا۔ (خروج ۲۹: ۴۲ تا ۴۴)

یہاں غالباً ہیکل مراد ہے۔ اس کے صحنوں میں بجائے پرستاروں کے غیر قوم بھرے تھے۔

"اپنے ہی جھنڈے" غالباً فوجی جھنڈے اور نشان (گنتی ۲: ۲) بعضوں نے اس جملہ سے دینی رسوم مراد لی ہیں۔

۵ و ۶۔ دشمنوں کو لکڑی کاٹنے والوں سے تشبیہ دی ہے (یرمیاہ ۴۶: ۲۲ و ۲۳) غالباً اشارہ ہے لکڑی کے کام پر نقش و نگار کی طرف کیونکہ ہیکل کی دیواروں پر کھجور کے درخت اور پھولوں کی تصویریں بنی ہوئی تھیں (۱۔ سلاطین ۶: ۲۹)

۷۔ اس آیت میں ہیکل کی مکمل بربادی کا ذکر ہے۔ بنوکدنضر نے (۲۔ سلاطین ۲۵: ۹ و ۱۰) نے ایسا کیا تھا۔ لیکن انتی اوخس کے کارندوں نے ایسا نہیں کیا کیونکہ یہوداہ مکابی نے ہیکل کو موجود کھڑے پایا۔ البتہ پھاٹک جلا دئے گئے تھے اور کاہنوں کا کمرہ گرا دیا گیا تھا (۱۔ مکابی ۴: ۳۸) مقابلہ کرو حزقی ایل ۷: ۲۲ و ۲۴ سے جہاں ہیکل کے ناپاک کئے جانے کا ذکر ہے۔ نیز دیکھو نوحہ ۲: ۷۔

"تیرے نام کے مسکن" مقابلہ کرو استثنا ۱۲: ۱۱ و ۱۶: ۲ و ۶ و ۱۱ و یرمیاہ ۷: ۱۲ سے۔

۸۔ مقابلہ کرو زبور ۸۳: ۴ سے۔

اس آیت کی تفسیر پر اس مزمور کا سن تصنیف موقوف ہے۔

"عبادت خانے" اس سے اگر عبادت خانے مراد ہوں تب تو اس کا اشارہ انتی اوخس کے زمانہ کی طرف ہوگا کیونکہ وہ شاید بابل کی اسیری کے بعد قائم ہوئے لیکن خدا کے گھر کے لئے جو لفظ ہے اسی لفظ کا ۴ آیت میں "مسکن" ترجمہ ہوا۔ سترون کے ترجمہ میں اس آیت کی جگہ یہ الفاظ ہیں "آؤ ہم سارے ملک میں سے خداوند کی عیدیں موقوف کرا دیں۔" سریانی میں بھی یہی ترجمہ ہے۔ اگر یہ درست ترجمہ ہو تو ان سے شرعی عیدوں کی طرف اشارہ ہوگا۔ نوحہ کی کتاب میں بھی ان عیدوں کے موقوف ہونے کا ذکر ہے۔ (نوحہ ۱: ۴ و ۲: ۶) کہ اس وقت یہ مصیبت آئی اور ہوسیع ۲: ۱۱ میں جو عبرانی لفظ آیا ہے اور جسے سترون کے ترجمہ نے لیا وہ شرعی عیدوں کے موقوف ہونے کی پیشین گوئی ہے جو بابل کی اسیری کے وقت پوری ہوئی۔ یہ شرعی عیدیں خدا کی حضوری اور مہربانی کی "علامتیں" تھیں۔

۹۔ "ہمارے نشان" ہمارے دین کا ظاہری نشان مثلاً سبت اور عیدیں جن کو خدا نے صیہون میں فراموش کرا دیا (نوحہ ۲: ۶) سبت نشان یا علامت کہلاتا ہے (خروج ۳۱: ۱۳ و ۱۷ و حزقی ایل ۲۰: ۱۲ و ۲۰) یہ واقع انتی اوخس کے زمانہ پر بھی صادق آتا ہے جب اس نے یہ کوشش کی تھی کہ یہودی دین کی رسوم کو ملیا میٹ کر دے (۱۔ مکابی ۱: ۴۵ و ۴۶ و ۶۰ و ۶۱)

"کوئی نبی نہیں رہا" یہ حال مکابیوں کے زمانہ میں تھا۔ (۱۔ مکابی ۴: ۴۶ و ۹: ۲۷ و ۱۴: ۴۱) لیکن بابل کی اسیری میں بھی لوگوں کی یہ شکایت تھی (نوحہ ۲: ۹ و حزقی ایل ۷: ۲۶) اسیری سے واپس آنے کے بعد بھی زکریاہ کی رویت میں فرشتے نے یہ سوال کیا۔ (۱: ۱۲) "کب تک؟"

۱۰ و ۱۱۔ مزمور نویس کی پھر بھی فریاد ہے کہ تو کیوں خاموش ہے؟

۱۰۔ "کب تک؟" اب خدا کی عزت کا واسطہ دیا گیا

"کفر" اسوریوں نے ایسا کفر بکا تھا (یسعیاہ ۱۰: ۷ و ۳۷: ۲۳) اور سریانیوں نے بھی۔ (دانی ایل ۷: ۸ و ۱۱: ۳۶ و ۱۔ مکابی ۲: ۶)

۱۱۔ "اپنا ہاتھ" جس نے مصریوں کو تباہ کیا تھا (خروج ۱۵: ۱۲)

۱۲-۱۳- مخلصی اور خلقت کے کام سے خدا کی قدرت اور قوت ظاہر ہوتی ہے۔

۱۲- باوجود اس ظاہری خاموشی کے خدا اسرائیل کا بادشاہ ہے مزمور نویس امت کے نمائندہ ہونے کی حیثیت سے بول رہا ہے۔

"زمین پر" (خروج ۸: ۲۲) مراد یہ ہے کہ خدا کے عجائبات قوموں کے سامنے ظاہر ہوئے اور یہ امر ثبوت ہے کہ تمام سارے جہان کا بادشاہ ہے۔ آسفی مزامیر میں خروج کے واقعات کی طرف اکثر اشارہ پایا جاتا ہے۔

۱۳- "تو نے" آیات ۱۳ و ۱۴ و ۱۵ و ۱۷ کے شروع میں یہی لفظ آتا ہے۔ آیت ۱۶ میں "تیرا اور تیری" آتا ہے۔ یعنی تیرے سوا کسی دوسرے نے یہ نہیں کیا۔

"اپنی قدرت" یہ لوی تیان یا مگرمچھ وغیرہ مصر کا نشان ہیں (یسعیاہ ۲۷: ۱ و ۵۱: ۹ و حزقی ایل ۲۹: ۳)

"پانی میں" یا پانی پر جہاں یہ جانور تیرتے پھرتے تھے اشارہ ہے کہ جب لال سمندر میں مصر کی فوج تباہ ہوئی۔

۱۴- مصریوں کی لاشیں ساحل پر جا پڑیں۔ وہاں جنگلی جانوروں نے انہیں کھایا (خروج ۱۴: ۳۰)

۱۵- "چشمے اور سیلاب" چٹان میں سے پانی کی ندی بہ نکلی (خروج ۱۷: ۶ و گنتی ۲۰: ۸ و زبور ۷۸: ۱۵ و یسعیاہ ۴۸: ۲۱) یردن کو خدا نے سکھا دیا (یشوع ۳ باب و ۴: ۲۳)

۱۶ و ۱۷- طبعی جہان کے کل مقررہ قوانین خدا نے ہی مقرر کئے۔

"نور و آفتاب" (۱۹: ۲۴) یا خاص کر سورج (پیدائش ۱: ۱۴ و ۱۵)

۱۷- "تمام حدود" خشکی و تری کے حصے (زبور ۱۰۴: ۹ و ایوب ۳۸: ۸ و یرمیاہ ۵: ۲۲) قوموں کے درمیان زمین کو تقسیم کیا (استثنا ۳۲: ۸ و اعمال ۱۷: ۲۶)

۱۸- "بیوقوف قوم" یعنی اخلاقی طور پر بگڑی ہوئی۔ (استثنا ۳۲: ۲۱)

۱۹- "فاختہ" بیکس لوگوں کا نشان ہے۔

عبرانی میں یہاں لفظ خیاہ آیا ہے جس کے معنی پہلے مصرع میں جنگلی درندہ اور دوسرے میں گروہ ہوا۔

۲۰- "عہد" جو پہلے پتری آرکوں سے ہوا تھا (پیدائش ۹: ۹ و ۱۷: ۲ و خروج ۲۴: ۸) پھر داؤد کے ساتھ (زبور ۸۹: ۳ و ۳۹)

"تاریک مقام" یعنی وہ علاقے جہاں بنی اسرائیل اسیر ہو کر گئے۔ یا وہ غار میں یا گڑھے جہاں بنی اسرائیل ظلم سے بچنے کے لئے پناہ گزین ہوئے اور جہاں وہ مارے بھی گئے مثلاً مکابی ۱: ۵۳ و ۲: ۲۷ وغیرہ)

۲۱- "مظلوم" (۹: ۹ و ۱۰: ۱۸) کو مایوس کر کے واپس نہ بھیج۔

"تیرے نام کی تعریف" یعنی جب ان کی دعا مقبول ہوگی وہ تیری ستائش کریں گے

۲۲ و ۲۳- آخری فریاد- اسرائیل کا مقدمہ خدا کا مقدمہ ہے۔ اب گویا خدا کی عزت جوکھوں میں تھی۔

۲۲- "احمق" یعنی جاہل قوم کے لوگ (آیت ۱۸) تارگم میں یوں ترجمہ ہے "جاہل بادشاہ سے اپنی امت کی ملامت دور کر"۔

۲۳- "برپا ہوتا رہتا ہے" یعنی اوپر آسمان تک بلند ہوتا ہے۔ گویا وہ خدا کو کہتے ہیں کہ جو کرتا ہے سو کر۔ مقابلہ کرو یسعیاہ ۳۷: ۲۹ سے۔

۷۵ زبور

یسعیاہ نبی نے نزدیک عدالت کے بارے میں جو پیشین گوئیاں کیں جس سے کہ اسور کی طاقت ٹوٹ جائیگی اور اسرائیل آزاد ہوگا اُن میں سے ایک میں اس نبی نے مخلصی کی خوشی کو عید فسح کی خوشی سے تشبیہ دی۔ (یسعیاہ ۳۰: ۲۹)۔ ۴۶ سے ۴۸ مزامیر تک قورح کے مزامیر ہیں، اُن میں بھی ایسی خوشی کا ذکر ہے اور وہ بھی اسی زمانہ کے ہیں اس میں ایک بڑی سزا کا ذکر ہے جس کے ذریعہ خدا نے ایک مغرور دشمن کو مجرم ٹھہرایا اور معجزانہ طور پر دشمن کی فوجوں کو ہلاک کیا جیسے سنحریب کی فوج کی ہلاکت۔ فرعون کی طرح سنحریب نے بھی خدا کے ساتھ طاقت آزمائی کا دعویٰ کیا تھا۔ ایسی ہلاکت خروج کے وقت کی ہلاکت سے مشابہ تھی۔ ان دونوں کے ذریعہ بنی اسرائیل کو بڑی مخلصی حاصل ہوئی۔ سبعین کے ترجمہ میں ۷۶ مزمور کے عنوان میں یہ الفاظ پائے جاتے ہیں۔ "اسوریوں کے متعلق غزل" چنانچہ خواہ کسی روایت کے زور پر یا قیاسی طور پر یہ مزمور سنحریب سے مخلصی پانے کے متعلق سمجھا گیا۔

البتہ بعض مفسروں کی یہ رائے ہے کہ ان مزامیر میں اُن مکابی فتوحات کا ذکر ہے

جو یہوداہ مکابی نے انیوکی نیونس پر حاصل کیں (۱-مکابی ۳: ۱۰ وغیرہ) اور سادون پر (۱-مکابی ۴: ۱۳ وغیرہ) لیکن جیسا پہلے ذکر ہوچکا بلاشک مزامیر میں مکابی زمانہ کا ذکر نہیں ہو سکتا جو فریاد ۷۴ ویں مزمور میں تھی اُس کا یہ جواب ہے۔

مضمون کی تقسیم یوں ہو سکتی ہے:۔

(۱) اُمّت خدا کی شکر گذاری کرتی ہے کہ اس نے ان کی خاطر اپنی قدرت ظاہر کی۔ (آیت ۱) خدا نے جواب دیا کہ وہ مناسب وقت پر عدالت کرتا ہے۔ (۲ و ۳ آیات)

(۲) خدا کے اس کلام سے مضبوط ہو کر مغرور دشمنوں سے مخاطب ہوتا ہے (۴-۸)

(۳) جب دشمنوں کو سزا ملتی ہے تو بنی اسرائیل خدا کی مدح کرتا ہے (۹ و ۱۰) حنّا کے گیت (۱-سموئیل ۲: ۱-۱۰) کا مقابلہ اس مزمور سے کرو۔

زبور ۷۵

میر مغنی کے لئے التشحیت کے سُر پر آسف کا مزمور یعنی گیت۔

(۱) اے خدا۔ ہم تیرا شکر کرتے ہیں۔ ہم تیرا شکر کرتے ہیں کیونکہ تیرا نام نزدیک ہے۔ لوگ تیرے عجیب کاموں کا ذکر کرتے ہیں۔ (۲) جب میرا معیّن وقت آئیگا تو میں راستی سے عدالت کرونگا۔ (۳) زمین اور اُس کے سب باشندے گداز ہوگئے ہیں۔ میں نے اُس کے ستونوں کو قائم کر دیا ہے۔ (سلاہ) (۴) میں نے مغروروں سے کہا غرور نہ کرو اور شریروں سے کہ سینگ اونچا نہ کرو۔ (۵) اپنا سینگ اونچا نہ کرو۔ گردن کشی سے بات نہ کرو۔ (۶) کیونکہ سرفرازی نہ تو مشرق سے نہ مغرب سے اور نہ جنوب سے آتی ہے (۷) بلکہ خدا ہی عدالت کرنے والا ہے۔ وہ کسی کو پست کرتا ہے اور کسی کو سرفرازی بخشتا ہے۔ (۸) کیونکہ خداوند کے ہاتھ میں پیالہ ہے اور مے جھاگ والی ہے۔ وہ ملی ہوئی شراب سے بھرا ہے اور خدا وہ تدا اُسی میں سے انڈیلتا ہے۔ بیشک اُس کی تلچھٹ زمین کے سب شریر نچوڑ نچوڑ کر پئینگے۔ (۹) لیکن میں تو ہمیشہ ذکر کرتا رہونگا۔ میں یعقوب کے خدا کی مدح سرائی کرونگا (۱۰) اور میں شریروں کے سب سینگ کاٹ ڈالونگا۔ لیکن صادقوں کے سینگ اونچے کئے جائینگے۔

۱- خدا کی قدرت کے اظہار کے لئے شکر گذاری۔

"تیرا نام" نام خدا کی ہستی کا انسان پر اظہار ہے۔ مقابلہ کرو یسعیاہ ۳۰: ۲۷ وغیرہ سے جہاں لکھا ہے کہ خدا کا نام دور سے آتا ہے گرچہ خدا ہمیشہ نزدیک ہے (استثنا ۴: ۷) لیکن خاص طور پر وہ اس وقت نزدیک ہوتا ہے جب وہ اپنی حضوری کو ظاہر کرتا ہے (۳۴: ۱۸ و ۱۴۵: ۱۸)

"ذکر کرتے ہیں" یعنی مخلصی کے لئے جو معجزے خدا نے کئے وہ ہر ایک آدمی کی زبان پر تھے۔ (۹: ۱ و ۷۱: ۱۷)

۲ و ۳- آیت: خدا متکلم ہے جیسے ۴۶: ۱۰ میں۔

۲- "معیّن وقت" (۱۰۲: ۱۳ و اعمال ۱۷: ۳۱) جو خدا نے اپنی مصلحت میں پہلے مقرر کیا تھا۔ یسعیاہ میں یہ خیال بار بار ظاہر کیا گیا کہ جب اسوریوں کی بدی کا پیمانہ بھر جائیگا تو اُن کو سزا ملیگی (یسعیاہ ۱۰: ۲۲ و ۳۳ و ۱۸: ۴ و ۵)

"میں" پر زور ہے خواہ لوگ کیا ہی کہیں خواہ وہ کیا ہی کریں مگر میں"

۳- گو زمین اور اُس کے باشندے حیران و پریشان ہوں لیکن میں نے اس جہان کو قائم کیا۔ جہان کو یہاں ایک عمارت سے تشبیہ دی گئی ہے (۱-سموئیل ۲: ۸ و ایوب ۹: ۶ و ۳۸: ۴ وغیرہ) جب زمین میں کھلبلی ہو تو میں اس کو پھر قائم کرتا ہوں

۴ و ۵- سارے مغروروں کو تنبیہ۔ ربشاقی اور اس کے رفیقوں نے گھمنڈ کی باتیں کی تھیں (یسعیاہ ۳۷: ۲۳ و ۱۰: ۷ و نحمیاہ ۱: ۱۱)

"سینگ اونچے نہ کرو" جیسے چوپائے جانور سینگ کھڑے کر لیتے اور اپنی طاقت ظاہر کرتے ہیں۔

۵- "گردن کشی سے" (ایوب ۲۵: ۲۶) سترون کے ترجمہ میں یہاں یہ ترجمہ ہے "خدا کے خلاف ناراستی سے مت بولو"

۶-۸- اس تنبیہ کی وجہ۔ اسرائیل صرف خدا ہی سے مدد کا طلبگار ہے۔

۶- "جنوب" فلسطین کے جنوب کی طرف۔

"سرفرازی" یہاں شمال کا ذکر نہیں کیونکہ اُس طرف سے اسوری آرہے تھے۔

۸- "پیالہ" پیالہ کی تشبیہ سے عدالت کا ذکر کیا گیا۔ یہ عام تشبیہ تھی (یرمیاہ ۲۵: ۱۵ و ۲۷ و ۴۹: ۱۲ و ۵۱: ۷ و یسعیاہ ۵۱: ۱۷ و ایوب ۲۱: ۲۰ و زبور ۱۱: ۶ و ۶۰: ۳)

"ملی ہوئی" جس میں مصالحے وغیرہ پڑے ہیں تاکہ تیز ہو جائے اور نشہ زیادہ ہو۔
"اس کی تلچھٹ" یعنی آخری قطرہ تک شریر پئینگے۔
۹ و ۱۰۔ حمد کی نسبت اور فتح کا یقین۔
۹۔ "ذکر کرتا رہونگا" یعنی تیرے عجیب کاموں کا۔ البتہ ستروں میں ہے "میں خوشی مناؤنگا"
۱۰۔ "صادقوں" سے اسرائیلی مراد ہے۔

۷۶ زبور

اس مزمور کے موقع کا ذکر ۷۵ مزمور کے دیباچہ میں آچکا ہے۔ اس میں چار بند ہیں وہ ہر ایک بند میں تین تین آیتیں۔ پہلے اور تیسرے بند کے آخر میں لفظ سلاہ آتا ہے:-

۱۔ خدا نے پھر اپنے تئیں صیحون میں سربلند کیا اور حملہ آور دشمنوں کی طاقت کو توڑا (۱۔۳ آیات)

۲۔ اس فتح کے بعد وہ واپس آتا ہے (۴۔۶)

۳۔ جب وہ بطور منصف اور نجات دہندہ کے اپنی طاقت ظاہر کرتا ہے تو کوئی اس کا مقابلہ نہیں کرسکتا (۷۔۹)

۴۔ لوگوں کی مخالفت کے ذریعہ بھی اس کا جلال ظاہر ہوتا ہے (۱۰۔۱۲)

زبور ۷۶ - میر مغنی کے لئے تاردار سازوں کے ساتھ آسف کا مزمور یعنی گیت۔

(۱) خدا یہوداہ میں مشہور ہے۔ اس کا نام اسرائیل میں بزرگ ہے (۲) سالم میں اس کا خیمہ ہے اور صیحون میں اس کا مسکن۔ (۳) وہاں اس نے برق کمان کو اور ڈھال اور تلوار اور سامان جنگ کو توڑ ڈالا۔ (سلاہ) (۴) تو جلالی ہے اور شکار کے پہاڑوں سے شاندار ہے۔ (۵) مضبوط دل لٹ گئے۔ وہ گہری نیند میں پڑے ہیں اور زبردست لوگوں میں سے کسی کا ہاتھ کام نہ آیا۔ (۶) اے یعقوب کے خدا۔ تیری جھڑکی سے رتھ اور گھوڑے دونو پر موت کی نیند طاری ہے (۷) فقط تجھ ہی سے

ڈرنا چاہئے اور تیرے قہر کے وقت کون تیرے حضور کھڑا رہ سکتا ہے؟ (۸) تو نے آسمان پر سے فیصلہ سنایا۔ زمین ڈر کر چپ ہو گئی جب خدا عدالت کرنے کو اٹھا تاکہ زمین کے سب حلیموں کو بچا لے۔ (سلاہ) (۱۰) بیشک انسان کا غضب تیری ستایش کا باعث ہوگا۔ اور تو غضب کے بقیہ سے کمربستہ ہوگا۔ (۱۱) خداوند اپنے خدا کے لئے منت مانو اور پوری کرو اور جو اس کے گرد ہیں وہ اسی کے لئے جس سے ڈرنا واجب ہے ہدیے لائیں۔ (۱۲) وہ اُن کی روح کو قبض کریگا۔ وہ زمین کے بادشاہوں کے لئے مہیب ہے۔

۱۔ "مشہور" منکشف ہوا۔
"بزرگ ہے" (۷۵: ۱ و ۹۹: ۲ و یسعیاہ ۳۳: ۱۳)
"اسرائیل" یعنی جن کے ساتھ عہد باندھا گیا۔ خدا کے چنے ہوئے لوگ۔ اور چونکہ دس فرقوں کی سلطنت جاتی رہی تھی اس لئے یہوداہ سارے اسرائیل کا نمایندہ تھا۔
۲۔ خیمہ و مسکن کے لئے (دیکھو ۲۷: ۵ و ۶۰: ۶: ۵) ہیکل مراد ہے یا شیر کے رہنے کی غار کیونکہ خدا یہوداہ کا شیر ببر ہے جو اپنی غار یا بھٹ سے نکلا ہے۔
"سالم" یروشلم کا قدیم نام (پیدایش ۱۴: ۱۸) یا شاعرانہ طور پر مختصر نام یروشلم کا اس لفظ کے معنی ہیں "جس کو ایذا نہ پہنچی ہو اور امن سے ہو" (یسعیاہ ۳۳: ۲۰)
۳۔ یہ سنحریب کی فوج کی بربادی کی طرف اشارہ ہے۔
۴۔ یہ مشکل آیت ہے۔
"شکار کے پہاڑوں" ایک معنی تو یہ ہیں کہ جہاں لوٹنے والے اسوری لوگ رہتے ہیں۔ یا خدا ان پہاڑوں سے زیادہ شاندار ہے۔ خدا گویا کوہ صیحون سے دشمنوں کو لوٹنے کے لئے نکلتا ہے (۶۸: ۳۵) یا شیر اپنے شکار کو مارنے کے بعد پہاڑ سے لوٹتا ہے (نحمیاہ ۲: ۱۱ و ۳: ۱۱) ستروں کے ترجمے میں یہاں یہ ترجمہ ہے "ازلی پہاڑ" جس سے کوہ صیحون مراد ہے۔
۵۔ "مضبوط دل" (یسعیاہ ۱۰: ۱۲)

۷- دیکھو نحمیاہ ۱۱:۶ و زبور ۱:۵

۸- خدا نے مغرور اسوریوں پر سزا کا فتویٰ دیا۔

۹- "حلیموں" مقابلہ کرو یسعیاہ ۱۱:۴ و صفنیاہ ۲:۳ سے۔ بنی اسرائیل سے مراد ہے۔

۱۰-۱۲- اس سزا سے سبق۔

۱۰- خدا کی مرضی کے خلاف بغاوت بھی خدا کے جلال کا باعث ہوگی (خروج ۹:۱۶)۔ "غضب کے بقیہ سے"۔ نیا ترجمہ یہ ہے "باقی غضب کو تو پٹکے کی طرح اپنے پر لپیٹ لیگا"۔ یہ کس کا غضب ہے؟ خدا کا غضب تو نہیں جیسا پہلے حصہ میں ہے یا انسان کا غضب ہے۔

۱۱- اسرائیل وہ منتیں ادا کرے جو خطرے کے وقت اُس نے مانی تھیں۔

۱۲- مقابلہ کرو یسعیاہ ۱۸:۴ و ۵ سے۔ خدا اسوریوں کے منصوبوں کو تباہ کر دیگا۔

"زمین کے بادشاہوں"۔ (۴۸:۴)

---

۷۷ زبور

حبقوق نبی کی کتاب میں جو دعا ہے اُس سے یہ مزمور بہت مشابہ ہے۔ حبقوق کسدیوں کی فوج کی آمد کو دیکھ رہا تھا جو یہوواہ یہ خدا کے فتویٰ کی تعمیل کرنے آ رہی تھی۔ وہ حیران تھا کہ کیا دُنیا میں جو الٰہی حکومت ہے وہ ایسے غرور اور ظلم کو کیسے کامیاب ہونے دیتی ہے؟ اُس کو جواب ملا کہ غرور اور ظلم آخرکار تباہ ہونگے گو اس کو کچھ عرصہ لگے۔

جب یہ مزمور لکھا گیا یہ سزا مل چکی تھی۔ اسرائیل جلاوطنی میں تھا۔ بنی اسرائیل کے رد کئے جانے پر اس کا دل شکستہ ہو گیا تھا لیکن بنی اسرائیل کی گذشتہ تاریخ پر نظر ڈالنے سے یہ یقین دلایا گیا کہ بنی اسرائیل کی یہ حالت ہمیشہ تک نہ رہیگی۔ جس خدا نے بنی اسرائیل کو مصر میں سے نکالا وہ انہیں بابل کی اسیری سے بھی نکال سکتا تھا۔

اس مزمور کو یوں تقسیم کر سکتے ہیں۔

اول مسئلہ۔

۱- دیباچہ- مزمور نویس بیان کرتا ہے کہ اس نے مصیبت کے دن دعا کے ذریعہ تسلی حاصل کرنے کی کوشش کی مگر بیسود (۱-۳)

۲- رات کے وقت وہ بنی اسرائیل کی گذشتہ تاریخ پر غور کرتا رہا (۴-۶) اور اپنے دل سے اُس نے یہ سوال کیا کہ کیا خدا نے بنی اسرائیل کو ہمیشہ کے لئے رد کر دیا؟ (۷-۹)

دوم مسئلہ کا حل۔

۱- اس مسئلہ کا جواب بنی اسرائیل کی ماضی تاریخ پر غور کرنے سے ملتا ہے (۱۰-۱۲) خاص کر بنی اسرائیل کے مصر سے نکلنے کی تاریخ میں (۱۳-۱۵)

۲- اس شاندار کامیابی کا اُس نے مفصل ذکر کیا- (۱۶-۱۹)

۳- آخر میں اس نے ذکر کیا کہ بیابان میں خدا نے ان کی رہبری کی (۲۰) حبقوق ۳ باب اور خروج ۱۵ باب کے علاوہ زبور ۴۲:۱-۳ اور ۴۳:۱-۴ کے ساتھ مقابلہ کرو۔

زبور ۷۷- میر مغنی کے لئے یدوتون کے طور پر آسف کا مزمور-

(۱) میں بلند آواز سے خدا کے حضور فریاد کرونگا- خدا ہی کے حضور بلند آواز سے اور وہ میری طرف کان لگائیگا- (۲) اپنی مصیبت کے دن میں نے خداوند کو ڈھونڈا- میرے ہاتھ رات کو پھیلے رہے اور ڈھیلے نہ ہوئے- میری جان کو تسکین نہ ہوئی- (۳) میں خدا کو یاد کرتا ہوں اور بے چین ہوں- میں واویلا کرتا ہوں اور میری جان نڈھال ہے- (سلاہ) (۴) تو میری آنکھیں کھلی رکھتا ہے- میں ایسا بیتاب ہوں کہ بول نہیں سکتا (۵) میں گذشتہ ایام پر یعنی قدیم زمانے کے برسوں پر سوچتا رہا- (۶) مجھے رات کو اپنا گیت یاد آتا ہے- میں اپنے دل ہی میں سوچتا ہوں- میری روح بڑی تفتیش میں لگی ہے- (۷) کیا خداوند ہمیشہ کے لئے چھوڑ دیگا؟ کیا وہ پھر کبھی مہربان نہ ہوگا؟ (۸) کیا اُس کی شفقت ہمیشہ کے لئے جاتی رہی؟ کیا اس کا وعدہ ابد تک باطل ہو گیا؟ (۹) کیا خدا کرم کرنا بھول گیا؟ کیا اُس نے قہر سے اپنی رحمت روک لی؟ (سلاہ) (۱۰) پھر میں نے کہا یہ میری ہی کمزوری

ہے۔ میں تو حق تعالیٰ کی قدرت کے زمانہ کو یاد کرونگا۔ (۱۱) میں خداوند کے کاموں کا ذکر کرونگا کیونکہ مجھے تیرے قدیم عجائب یاد آئینگے (۱۲) میں تیری ساری صنعت پر دھیان کرونگا اور تیرے کاموں کو سوچونگا (۱۳) اے خدا تیری راہ مقدس میں ہے۔ کون سا دیوتا خدا کی مانند بڑا ہے (۱۴) تو وہ خدا ہے جو عجیب کام کرتا ہے۔ تو نے قوموں کے درمیان اپنی قدرت ظاہر کی۔ (۱۵) تو نے اپنے ہی بازو سے اپنی قوم بنی یعقوب اور بنی یوسف کو فدیہ دے کر چھڑایا ہے۔ (سلاہ) (۱۶) اے خدا سمندروں نے تجھے دیکھا۔ سمندر تجھے دیکھ کر ڈر گئے۔ گہراؤ بھی کانپ اٹھے۔ (۱۷) بدلیوں نے پانی برسایا۔ افلاک سے آواز آئی۔ تیرے تیر بھی چاروں طرف چلے۔ (۱۸) بگولے میں تیرے رعد کی آواز تھی برق نے جہان کو روشن کر دیا۔ زمین لرزی اور کانپی۔ (۱۹) تیری راہ سمندر میں ہے۔ تیرے راستے بڑے سمندروں میں ہیں اور تیرے نقش قدم نامعلوم ہیں (۲۰) تو نے موسیٰ اور ہارون کے وسیلہ سے گلہ کی طرح اپنے لوگوں کی رہنمائی کی۔

عنوان کے لئے دیکھو دیباچہ ۶۲ مزمور کا۔

۱۔ یا "خدا سے مجھے فریاد کرنے دو"۔

۲۔ "میری جان" جیسے یعقوب نے یوسف کے کھوئے جانے پر رنج کیا اور راخل نے اپنے بچوں کے لئے۔ (پیدائش ۳۷: ۳۵ و یرمیاہ ۳۱: ۱۵)

۳۔ "میری جان" یا روح۔

۴۔ غم کی وجہ سے وہ سو نہ سکا۔ (پیدائش ۴۱: ۸ و دانیال ۲: ۳)

۵ و ۶۔ مقابلہ کرو ایوب ۳۵: ۱۰ سے۔

"گیت" جو تاردار باجے پر گایا جائے۔

۷۔ "ہمیشہ" یا پشت در پشت۔ زمانہ بزمانہ۔

۹۔ کیا خدا کی وہ صفات جاتی رہیں جو اس کی ذات کا عین تھیں؟ (خروج ۳۴: ۶) حبقوق ۳: ۲)

۱۰۔ اس آیت کے مختلف ترجمے دیئے گئے۔ معنی بہت صاف نہیں۔ مثلاً (۱) اسرائیل کا

ترک کیا جانا میری مصیبت ہے اور مجھے اس کی برداشت کرنا ہے (یرمیاہ ۱۰: ۱۹) (۲) یہ میری کمزوری ہے جس سے اس قسم کے شک پیدا ہوتے ہیں۔ یہ خیال کرنا کہ خدا تعالیٰ کا ہاتھ بدل گیا میرے لئے غم کا باعث ہے۔

۱۱۔ "خداوند" یاہ۔ خدا کا یہ نام مصر سے خلاصی کو یاد دلاتا ہے (خروج ۱۵: ۲ و زبور ۶۸: ۴)

۱۲۔ "کاموں" مقابلہ کرو حبقوق ۳: ۲ سے۔

۱۳۔ "مقدس میں ہے" (خروج ۱۵: ۱۱) خدا کے سارے کام گناہ اور نقص سے خالی ہیں۔ (حبقوق ۱: ۱۲)

"دیوتا" ایل، "خدا" (الوہیم) غالباً شروع میں الوہیم کی جگہ یاہواہ ہوگا جیسے خروج ۱۵: ۱۱ میں۔

۱۴۔ "خدا ہے" حقیقی "ایل" زندہ قادر مطلق خدا (۵: ۴ و ۴۲: ۲ و خروج ۱۵: ۱۱) "قدرت ظاہر کی" (خروج ۱۵: ۱۳ و ۱۴ و ۱۶: ۹)

۱۵۔ (خروج ۱۵: ۱۳ و ۱۶ و ۶: ۶)

بنی یعقوب اور بنی یوسف۔ یوسف کا نام تارگم کے موافق اس لئے آیا ہے کہ اس نے اپنے بھائیوں کی جان بچائی اور گویا باقیوں کے لئے والد ثانی ہوگیا۔ لیکن غالباً افرائیم اور منسی کا والد ہونے کے لحاظ سے اس کا ذکر آیا جن کی اولاد شمالی سلطنت میں طاقتور تھی۔ عاموس ۵: ۶ و ۱۵ و ۶: ۶ میں یوسف سے شمالی سلطنت مراد ہے۔ عبدیاہ ۱۸ میں یعقوب کا گھرانا اور یوسف کا گھرانا ساری قوم کے لئے استعمال ہوا۔ (زکریاہ ۱۰: ۶ و حزقی ایل ۳۷: ۱۶ و ۱۹)

۱۶۔ "سمندروں" گویا لال سمندر کے پانی اپنے خالق اور مالک کی حضوری سے آگاہ تھے۔ (حبقوق ۳: ۱۰) "پہاڑوں نے دیکھا اور ڈر گئے"۔

۱۷۔ خدا طوفان اور بھونچال میں آیا (خروج ۱۹: ۱۶ و ۲۵) "آواز تھی" یعنی گرج۔ یہ بجلی کی چمک خدا کے تیر ہیں۔

۱۸۔ "بگولے" یا آسمان میں جسے یہودی لوگ بطور گنبد کے سمجھتے تھے۔ رعد کی آواز گویا خدا کی رتھوں کے پہیوں کی آواز تھی (حبقوق ۳: ۸)

۱۹- (حبقوق ۳: ۱۵) سمندر دو ٹکڑے ہو گیا جہاں سے بنی اسرائیل گذرے لیکن خدا کے پاؤں کا نقش کہیں نظر نہ آیا۔

۲۰- نتیجہ۔ یہ طوفان وغیرہ خدا کی طرف سے نقیب تھے (لوقا ۲۱: ۲۸) اور اسرائیل کا چوپان اپنے گلے کو اپنے چیدہ خادموں کی زیر نگرانی لے گیا۔ (خروج ۱۵: ۱۳ و زبور ۷۸: ۵۲)

۷۸ زبور

۷۸ مزمور میں مصنف نے خدا کے قدیم عجیب کاموں کا ذکر کیا تاکہ مصیبت کے وقت اُن سے تسلی و حوصلہ حاصل ہو۔ اس مزمور میں یہ سبق ہے کہ قوم کی گذشتہ تاریخ سے سبق سیکھیں۔ بنی اسرائیل بار بار خدا کے بڑے بڑے کاموں کو بھول گئے اس لئے مزمور نویس نے یہ سکھایا کہ وہ اپنے باپ دادوں کے گناہ سے باز رہیں۔

گو مزمور نویس ساری قوم سے مخاطب ہے لیکن خاص کر افرائیم کو اُس نے پیش نظر رکھا (آیت ۹) اور آخر میں مزمور نویس نے یہ نتیجہ نکالا کہ خدا نے صیحون کو اپنے مسکن کے لئے چنا اور داؤد کو اسرائیل کا بادشاہ ہونے کے لئے۔

اس مزمور کے سن تصنیف کو ٹھیک ٹھیک بتانا مشکل ہے۔ اس میں یہ مان لیا گیا ہے کہ ہیکل موجود ہے (آیت ۶۹) اور شمالی و جنوبی سلطنتیں علیحدہ ہو چکی ہیں چونکہ یہ مزمور واعظانہ ہے اس لئے بابل کی اسیری سے پہلے نہ لکھا گیا ہوگا اور نہ اس کو مزامیر ۱۰۵ سے ۱۰۷ تک سے جدا کر سکتے ہیں۔ البتہ زبور ۱۰۵ سے ۱۰۷ تک میں بابل کی اسیری کی طرف اشارے پائے جاتے ہیں لیکن ۷۸ مزمور میں ایسے اشارے نہیں۔ آیت ۶۹ میں ہیکل کا ایسے طور پر ذکر آیا ہے جس سے یہ نتیجہ نکالنا مشکل ہے کہ وہ برباد ہو چکی تھی۔ اس مزمور میں ان آفتوں کا ذکر ہے جو خروج کے اس حصے میں پائی جاتی ہیں جس کو یاہوہ ہسٹک کہتے ہیں (دیکھو آیت ۴۸) اور تاریکی کی آفت کا ذکر نہیں جو الوہسٹک حصے میں مذکور ہے۔ نہ جوؤں اور پھوڑوں کی آفتوں کا جو کاہنی حصے میں مذکور ہیں۔ اس خیال کے مطابق یہ مزمور اسیری سے بہت پہلے لکھا گیا ہوگا۔ برعکس اس کے آیت ۴۱ میں "اسرائیل کے قدوس" کا ذکر ہے جو یسعیاہ کی

کتاب کا خاص محاورہ ہے اور جس کا آغاز یسعیاہ ۶ باب کی رویت سے ہوا اس لئے شاید یہ مزمور اُس زمانہ سے علاقہ رکھتا ہو جب شمالی سلطنت یہوداہ کی دشمن بن گئی۔ (یسعیاہ ۷، ۸ باب) یا جب شمالی سلطنت کو زوال ہوا جس سے یہوداہ کو عبرت دلائی گئی کہ گو صیحون خدا کا چنا ہوا شہر تھا اور داؤد کا خاندان حکومت کے لئے چنا گیا تھا وہ بھی شیلوہ اور افرائیم کی طرح رد کر دیا جائیگا۔

اس مزمور میں ہر بند آٹھ یا ۱۶ آیتوں میں منقسم ہے۔ آیات ۱۷ و ۱۸ و ۴۰ و ۴۱ و ۵۶ میں خاص خیال دہرایا گیا ہے جس میں بنی اسرائیل کی بغاوت اور آزمائش کا ذکر ہے۔ اس مزمور میں واقعات کی ترتیب تاریخی طور پر نہیں آتی۔ لیکن پہلے یہ ذکر ہوتا ہے کہ خدا بنی اسرائیل کی خبرگیری کرتا ہے۔ بعدازاں یہ ذکر کرتا ہے کہ بیابان میں بنی اسرائیل خدا کے ناشکر گذار ہوئے (۱۲-۳۹) اس کے بعد خروج کے وقت کے معجزوں اور کنعان کی زمین کی تقسیم کا ذکر ہے (۷۲ آیت)

تقسیم یوں ہوگی:۔

اول۔ مزمور کا مقصد۔ گذشتہ تاریخ سے زمانہ حال کے لئے سبق (۱-۸)

دوم۔ اسرائیل کی تاریخ خدا کو فراموش کرنے اور اُس سے بے وفائی کرنے کی تاریخ ہے۔ (۹-۱۶)

سوم۔ باوجودیکہ خدا ان کی خبرگیری کرتا تھا انہوں نے اُس سے بغاوت کی اور اسے آزمایا۔ (۱۷-۳۱)

چہارم۔ بیابان میں جو سزا ان کو ملی اس سے عارضی اصلاح ہوئی۔ یہ خدا کی عین رحمت تھی کہ وہ نیست و نابود نہ ہوئے۔ (۳۲-۳۹)

پنجم۔ یہ بغاوت اتفاقیہ نہ تھی بلکہ متواتر (۴۰-۵۵)

ششم۔ پھر انہوں نے خدا کو آزمایا اور اس سے بغاوت کی حتیٰ کہ اس نے اپنے مسکن شیلوہ کو رد کر دیا اور ان کو دشمنوں کے سپرد کیا۔ (۵۶-۶۴)

ہفتم۔ پھر خدا نے اُن پر رحم کیا اور ان کو ان کے دشمنوں سے چھڑایا اور افرائیم کی جگہ اُس نے یہوداہ کو چنا اور صیحون کو شیلوہ کی جگہ اور داؤد کو اُن کا چوپان مقرر کیا (۶۵-۷۲).

مقابلہ کرو زبور ۱۰۵ و ۱۰۶ و استثنا ۳۲ باب سے۔

زبور ۷۸ ۔ آسف کا مشکیل۔

(۱) اے میرے لوگو۔ میری شریعت کو سُنو۔ میرے مُنہ کی باتوں پر کان لگاؤ۔ (۲) میں تمثیل میں کلام کرونگا اور قدیم معمے کہونگا۔ (۳) جن کو ہم نے سُنا اور جان لیا اور ہمارے باپ دادا نے ہم کو بتایا اور جن کو ہم اُن کی اولاد سے پوشیدہ نہیں رکھینگے (۴) بلکہ آیندہ پشت کو بھی خداوند کی تعریف اور اُس کی قدرت اور عجائب جو اُس نے کئے بتائینگے۔ (۵) کیونکہ اُس نے یعقوب میں ایک شہادت قائم کی اور اسرائیل میں شریعت مقرر کی جن کی بابت اُس نے ہمارے باپ دادا کو حکم دیا کہ وہ اپنی اولاد کو اُن کی تعلیم دیں۔ (۶) تاکہ آیندہ پشت یعنی وہ فرزند جو پیدا ہونگے اُن کو جان لیں اور وہ بڑے ہو کر اپنی اولاد کو سکھائیں (۷) کہ وہ خدا پر آس رکھیں اور اس کے کاموں کو بھول نہ جائیں بلکہ اُس کے حکموں پر عمل کریں (۸) اور اپنے باپ دادا کی طرح سرکش اور باغی نسل نہ بنیں ایسی نسل جس نے اپنا دل درست نہ کیا اور جس کی رُوح خدا کے حضور وفادار نہ رہی۔ (۹) بنی افرائیم مُسلح ہو کر اور کمانیں رکھتے ہوئے لڑائی کے دن پھر گئے۔ (۱۰) اُنہوں نے خدا کے عہد کو قائم نہ رکھا۔ اور اُس کی شریعت پر چلنے سے انکار کیا۔ (۱۱) اور اُس کے کاموں کو اور اُس کے عجائب کو جو اُس نے اُن کو دکھائے تھے بھول گئے۔ (۱۲) اُس نے ملک مصر میں ضُعن کے علاقہ میں اُن کے باپ دادا کے سامنے عجیب و غریب کام کئے۔ (۱۳) اُس نے سمندر کے دو حصے کر کے اُن کو پار اُتارا اور پانی کو تودہ کی طرح کھڑا کر دیا۔ (۱۴) اُس نے دن کو بادل سے اُن کی رہبری کی اور رات بھر آگ کی روشنی سے۔ (۱۵) اُس نے بیابان میں چٹانوں کو چیرا اور اُن کو گویا بحر سے خوب پلایا۔ (۱۶) اُس نے چٹان میں سے ندیاں جاری کیں اور دریاؤں کی طرح پانی بہایا۔ (۱۷) تو بھی وہ اُس کے خلاف گناہ کرتے ہی گئے اور بیابان میں حق تعالٰی سے سرکشی کرتے رہے (۱۸) اور اُنہوں

نے اپنی خواہش کے مطابق کھانا مانگ کر اپنے دل میں خدا کو آزمایا (۱۹) بلکہ وہ خدا کے خلاف بکنے لگے۔ اور کہا کیا خدا بیابان میں دسترخوان بچھا سکتا ہے؟ (۲۰) دیکھو اُس نے چٹان کو مارا تو پانی پھوٹ نکلا اور ندیاں بہنے لگیں کیا وہ روٹی بھی دے سکتا ہے؟ کیا وہ اپنے لوگوں کے لئے گوشت مہیا کر دیگا؟ (۲۱) پس خداوند سن کر غضبناک ہُوا اور یعقوب کے خلاف آگ بھڑک اُٹھی اور اسرائیل پر قہر ٹوٹ پڑا۔ (۲۲) اس لئے کہ وہ خدا پر ایمان نہ لائے اور اُس کی نجات پر بھروسا نہ کیا۔ (۲۳) تو بھی اُس نے افلاک کو حکم دیا اور آسمان کے دروازے کھولے (۲۴) اور کھانے کے لئے اُن پر من برسایا اور اُن کو آسمانی خوراک بخشی۔ (۲۵) انسان نے فرشتوں کی غذا کھائی۔ اُس نے کھانا بھیج کر اُن کو آسودہ کیا۔ (۲۶) اُس نے آسمان میں پُروا چلائی۔ اور اپنی قدرت سے دکھنا بہائی۔ (۲۷) اُس نے اُن پر گوشت کو خاک کی مانند برسایا اور پرندوں کو سمندر کی ریت کی مانند۔ (۲۸) جن کو اُس نے اُن کی خیمہ گاہ میں اُن کے مسکنوں کے آس پاس گرایا۔ (۲۹) پس وہ کھا کر خوب سیر ہوئے اور اُس نے اُن کی خواہش پوری کی۔ (۳۰) وہ اپنی خواہش سے باز نہ آئے اور اُن کا کھانا اُن کے منہ ہی میں تھا (۳۱) کہ خدا کا غضب اُن پر ٹوٹ پڑا اور اُن کے سب سے موٹے تازہ آدمی قتل کئے اور اسرائیلی جوانوں کو مار گرایا۔ (۳۲) باوجود ان سب باتوں کے وہ گناہ کرتے ہی رہے اور اُس کے عجیب و غریب کاموں پر ایمان نہ لائے۔ (۳۳) اس لئے اُس نے اُن کے دنوں کو بطالت سے اور اُن کے برسوں کو دہشت سے تمام کر دیا۔ (۳۴) جب وہ اُن کو قتل کرنے لگا تو وہ اُس کے طالب ہوئے! اور رجوع ہو کر دل و جان سے خدا کو ڈھونڈنے لگے۔ (۳۵) اور اُن کو یاد آیا کہ خدا اُن کی چٹان اور حق تعالٰی اُن کا فدیہ دینے والا ہے۔ (۳۶) لیکن اُنہوں نے اپنے منہ سے اُس کی خوشامد کی۔ اور اپنی زبان سے اُس سے جھوٹ بولا۔ (۳۷) کیونکہ اُن کا دل اُس کے حضور درست نہ تھا اور وہ اُس کے عہد میں وفادار نہ نکلے۔ (۳۸) لیکن وہ رحیم ہو کر بدکاری معاف کرتا ہے۔

اور ہلاک نہیں کرتا بلکہ بارہا اپنے قہر کو روک لیتا ہے اور اپنے پورے
غضب کو بھڑکنے نہیں دیتا (۳۹) اور اُسے یاد رہتا ہے کہ یہ محض
بشر ہیں یعنی ہوا جو چلی جاتی ہے اور پھر نہیں آتی۔ (۴۰) کتنی بار انہوں
نے بیابان میں اُس سے سرکشی کی اور صحرا میں اُسے آزردہ کیا۔ (۴۱)
اور وہ پھر خدا کو آزمانے لگے اور انہوں نے اسرائیل کے قدوس کو ناراض
کیا۔ (۴۲) انہوں نے اُس کے ہاتھ کو یاد نہ رکھا۔ نہ اُس دن کو جب
اُس نے فدیہ دے کر اُن کو مخالف سے رہائی بخشی۔ (۴۳) اُس نے
مصر میں اپنے نشان دکھائے اور ضعن کے علاقہ میں اپنے عجائب اور
اُن کے دریاؤں کو خون بنا دیا (۴۴) اور وہ اپنی ندیوں سے پی نہ سکے۔
(۴۵) اُس نے اُن پر مچھر بھیجے جو اُن کو کھا گئے اور مینڈک جنہوں نے
اُن کو تباہ کر دیا۔ (۴۶) اُس نے اُن کی پیداوار کیڑوں کو اور اُن کی محنت
کا پھل ٹڈیوں کو دے دیا۔ (۴۷) اُس نے اُن کی تاکوں کو اولوں سے
اور اُن کے گولر کے درختوں کو پالے سے مارا۔ (۴۸) اُس نے اُن کے
چوپایوں کو اولوں کے حوالہ کیا اور اُن کی بھیڑ بکریوں کو بجلی کے۔ (۴۹)
اُس نے عذاب کے فرشتوں کی فوج بھیج کر اپنے قہر کی شدت غیظ و
غضب اور بلا کو اُن پر نازل کیا۔ (۵۰) اُس نے اپنے قہر کے لئے راستہ
بنایا اور اُن کی جان موت سے نہ بچائی بلکہ اُن کی زندگی وبا کے حوالہ کی۔
(۵۱) اُس نے مصر کے سب پہلوٹھوں کو یعنی حام کے مسکنوں میں اُن کی
قوت کے پہلے پھل کو مارا۔ (۵۲) لیکن وہ اپنے لوگوں کو بھیڑوں کی مانند
لے چلا اور بیابان میں گلّے کی مانند اُن کی رہنمائی کی۔ (۵۳) اور وہ اُن
کو سلامت لے گیا اور وہ نہ ڈرے۔ لیکن اُن کے دشمنوں کو سمندر نے
چھپا لیا۔ (۵۴) اور وہ اُن کو اپنے مقدِس کی سرحد تک لایا یعنی اُس
پہاڑ تک جسے اُس کے دہنے ہاتھ نے حاصل کیا تھا۔ (۵۵) اُس نے اَور
قوموں کو اُن کے سامنے سے نکال دیا جن کی میراث جریب ڈال کر اُن کو
بانٹ دی اور جن کے خیموں میں اسرائیل کے قبیلوں کو بسایا۔ (۵۶) تو بھی

انہوں نے خدا تعالیٰ کو آزمایا اور اُس سے سرکشی کی اور اُس کی شہادتوں کو
نہ مانا۔ (۵۷) بلکہ برگشتہ ہو کر اپنے باپ دادا کی طرح بیوفائی کی اور دھوکا دینے
والی کمان کی طرح ایک طرف کو جُھک گئے۔ (۵۸) کیونکہ انہوں نے اپنے
اُونچے مقاموں کے باعث اُس کا قہر بھڑکایا اور اپنی کھودی ہوئی مورتوں سے
اُسے غیرت دلائی۔ (۵۹) خدا یہ سُن کر غضبناک ہوا اور اسرائیل سے سخت
نفرت کی۔ (۶۰) سو اُس نے سیلاہ کے مسکن کو ترک کر دیا یعنی اُس خیمہ کو جو
بنی آدم کے درمیان کھڑا کیا تھا (۶۱) اور اُس نے اپنی قوت کو اسیری میں
اور اپنی حشمت کو مخالف کے ہاتھ میں دے دیا۔ (۶۲) اُس نے اپنے
لوگوں کو تلوار کے حوالہ کر دیا۔ اور وہ اپنی میراث سے غضبناک ہو گیا۔
(۶۳) آگ اُن کے جوانوں کو کھا گئی اور اُن کی کنواریوں کے سہاگ
نہ گائے گئے۔ (۶۴) اُن کے کاہن تلوار سے مارے گئے اور اُن
کی بیواؤں نے نوحہ نہ کیا۔ (۶۵) تب خداوند گویا نیند سے جاگ اُٹھا
اُس زبردست آدمی کی طرح جو مے کے سبب سے للکارتا ہو (۶۶)
اور اُس نے اپنے مخالفوں کو مار کر پسپا کر دیا اُس نے اُن کو ہمیشہ کے
لئے رسوا کیا۔ (۶۷) اور اُس نے یوسف کے خیمہ کو چھوڑ دیا اور افرائیم
کے قبیلہ کو نہ چُنا۔ (۶۸) بلکہ یہوداہ کے قبیلہ کو چُنا۔ اُسی کوہ صیون
کو جس سے اُس کو محبت تھی (۶۹) اور اپنے مقدِس کو پہاڑوں کی مانند
تعمیر کیا اور زمین کی مانند جسے اُس نے ہمیشہ کے لئے قائم کیا ہے۔
(۷۰) اُس نے اپنے بندہ داؤد کو بھی چُنا اور بھیڑسالوں میں سے لے
لے لیا۔ (۷۱) وہ اُسے بچے والی بھیڑوں کی چوپانی سے ہٹا لایا تاکہ اُس
کی قوم یعقوب اور اُس کی میراث اسرائیل کی گلہ بانی کرے (۷۲) سو
اُس نے خلوص دل سے اُن کی پاسبانی کی اور اپنے ماہر ہاتھوں
سے اُن کی راہنمائی کرتا رہا۔

او ۲۔ ۹ ۴ مزمور سے مقابلہ کرو۔ نبوت کا یہ کام تھا کہ ماضی کی تشریح کرے اور
آیندہ کی خبر دے۔

"تمثیل" - اور معمّے کے لئے دیکھو ۹۴: ۴ کی تشریح -

"قدیم معمّے" یعنی قدیم زمانہ کی تاریخ خروج سے لے کر جب اسرائیل بلحاظ قوم پیدا ہوا -

اس آیت کو متی ۱۳: ۳۴ و ۳۵ میں ایسے طور پر اقتباس کیا ہے کہ وہ عبارت نہ عبرانی سے ملتی ہے نہ ستروں کے ترجمے سے - یہاں مسیح کی براہ راست پیشین گوئی نہیں لیکن بحیثیت کامل معلّم ہونے کے یہ بات بھی اُس میں پوری ہوئی -

۳ و ۴ - نہ صرف یہ فرض باپ دادوں کا تھا بلکہ یہ فرض ان کی اولاد کے بھی سپرد ہوا -

۵ - "شہادت - شریعت" نہ عام طور پر موسوی شریعت بلکہ یہ خاص حکم کہ بنی اسرائیل اپنے بچوں کو اسرائیل کی تاریخ کے بڑے بڑے واقعات سکھائیں (خروج ۱۰: ۲ و ۱۲: ۲۶ و ۱۳: ۸ و استثنا ۴: ۹ و ۶: ۲۰ و ۲ - تمتھیس ۲: ۲)

۸ - "باپ دادا" جنہوں نے بیابان میں بغاوت کی تھی - ہر زمانہ کے لئے یہ نصیحت ہے -

"باغی اور سرکش" (استثنا ۲۱: ۱۸)

"قائم" یعنی وفادار -

۹ - یہ آیت بھی مشکل ہے - اس میں کسی ایسے واقعہ کی طرف اشارہ ہے جب بنی افرائیم نے بزدلی دکھائی - جنگ میں شکست کو خدا کی نافرمانی کیسے کہہ سکتے ہیں؟ بعضوں کا خیال ہے کہ کنعان کی فتح کے وقت افرائیم نے سستی کی تھی (قاضیوں پہلا باب) کیوں خاص افرائیم کا ذکر ہوا جب کہ قرینہ میں سارے اسرائیل کا ذکر ہے؟ شاید اس وجہ سے کہ افرائیم ترک کیا گیا اور یہوداہ چنا گیا - (۶۷ آیت)

۱۰ - "خدا کا عہد" (خروج ۱۹: ۵ و ۲۴: ۳ و ۷ و ۸)

۱۲ - "ضعن کے علاقے" یہ شہر دریائے نیل کی ایک شاخ پر واقع تھا - یہ مصری شاہی خاندان ہکساس کا دارالخلافہ تھا جسے رعمسیس دوم نے دوبارہ تعمیر کرایا -

۱۳ - (خروج ۱۴: ۱۶ و یسعیاہ ۶۳: ۱۲ و نحمیاہ ۹: ۱۱)

۱۴ - (خروج ۱۵: ۸ و ۱۳: ۲۱)

۱۵ و ۱۶ - بنی اسرائیل کو دو دفعہ معجزانہ طور پر پانی ملا - اول سفر کے شروع میں بمقام

رفیدیم جب موسیٰ کو حکم ہوا کہ چٹان کو مارے (خروج ۱۷: ۶) - دوئم - قادیش میں بیابان کی آوارگی کے آخر میں جب موسیٰ نے پہاڑ کو - حالانکہ حکم تھا کہ پہاڑ کو کہے - ان دو نوں موقعوں پر پہاڑ کے لئے الگ الگ لفظ آیا ہے (گنتی ۲۰: ۸) بڑے دریاؤں میں سے جو زمین کے اندر بہتے ہیں (۳۳: ۷ پیدائش ۷: ۱۱)

۱۷ - ان دو نوں موقعوں پر بنی اسرائیل کڑکڑائے تھے - یہ دو نام مسّہ اور مریبہ اسرائیل کے گناہ کو یاد دلاتے رہتے ہیں کہ انہوں نے خدا کو آزمایا اور اس کے سوا دوسرے گناہ بھی کئے -

۱۸ - "خواہش کے مطابق" - آیت ۳۰ میں "خواہش" کے دو مختلف لفظ ہیں - اشارہ اس طرف نہیں کہ انہوں نے گوشت مانگا بلکہ اس طرف ہے کہ انہوں نے شک کیا کہ آیا خدا یہ دے سکتا ہے یا نہیں؟ (خروج ۱۶: ۲) من و بٹیروں کو جب پہلی دفعہ بھیجا تب بھی وہ کڑکڑائے - (خروج ۱۶ باب) اور دوسری دفعہ بھی (گنتی ۱۱ باب)

"اپنے لوگوں کے لئے" - اس سے ان کا گناہ اور بھی ظاہر ہو جاتا ہے کیونکہ جب وہ اس کی اُمت تھے تو کیوں وہ ان کی ضروریات پوری نہ کریگا؟

۲۱ - "آگ" - یہ کڑکڑاہٹ کی سزا تھی (گنتی ۱۱: ۱)

۲۲ - ایک لحظہ کے لئے وہ ایمان لائے لیکن جلد پھر گئے - (خروج ۱۴: ۳۱)

"نجات" - جیسے وہ خروج کے وقت دیکھ چکے تھے - (خروج ۱۴: ۱۳ و ۱۵: ۲)

۲۳ - "آسمان کے دروازے" خروج ۱۶: ۴ مقابلہ کرو ۲ - سلاطین ۷: ۲ و ۱۹ و ملاکی ۳: ۱۰ و زبور ۱۰۵: ۴۰ و یوحنا ۶: ۳۱ سے -

۲۴ - "آسمانی خوراک" (خروج ۱۶: ۳۱) شاید اس کی گول شکل کی طرف اشارہ ہو

۲۵ - "فرشتوں کی غذا" لفظی طور پر "مقتدروں" کی روٹی - مقابلہ کرو ۱۰۳: ۲۰ و حکمت ۱۶: ۲۰)

"انسان" بمقابلہ فرشتوں کے - تارگم میں ہے "بنی آدم نے وہ خوراک کھائی جو فرشتوں کے مسکن سے نازل ہوئی"

۲۷ - بٹیروں کا بھیجا جانا منّ سے علاقہ رکھتا ہے (خروج ۱۶) - دوسری دفعہ

ٹیرے بھیجے گئے (گنتی ۱۱ باب) جنوب مشرقی ہوا سمندر یعنی لال سمندر سے ٹیروں کو لائی - یہ بہار کا موسم تھا جب یہ پرندے افریقہ سے شمال کی طرف نقل مکانی کرتے اور لال سمندر کے ساحل کے پاس سے گذرتے ہیں۔

۲۹ - "خواہش پوری کی" (۱۰۶: ۱۴ و گنتی ۱۱: ۴ و ۳۴)

۳۱ - مقابلہ کرو گنتی ۱۱: ۲۰ و ۳۳ سے - اور ان میں وبا پھوٹ نکلی۔

۳۲ - جب جاسوس واپس آئے تھے اس وقت بھی بنی اسرائیل کڑکڑائے - (گنتی ۱۴: ۲۲ وغیرہ)

۳۴ - جو صیغے یہاں استعمال ہوئے ان سے ظاہر ہے کہ انہوں نے بار بار توبہ اور بار بار بغاوت کی - (قاضی ۲: ۱۱)

۳۵ - "چٹان" (استثنا ۳۲: ۴)

"حق تعالیٰ" - ایل علیون (پیدایش ۱۴: ۱۸) - یاہوہ علیون (۷: ۱۷ و ۴۷: ۲) الوہیم علیون (۵۷: ۲)

۳۶ - ان کے نزدیک گویا خدا انسان تھا جسے بذریعہ ریاکاری فریب دے سکتے تھے (یسعیاہ ۲۹: ۱۳) مسورٹ شمار کے مطابق زبور کی ۷۲ - ۲۵ آیات ہیں اور یہ آیت وسط کی ہے۔

۳۷ - "دل" خیال اور ارادہ کا عضو ہے اور توبہ و اصلاح کی جگہ (۵۱: ۱۰ و ۵۷: ۷)

۳۸ - اس آیت میں خدا کی صفات عامہ کا ذکر ہے جن کے باعث اس نے بنی اسرائیل کو ان کے گناہ کے باوجود بچا لیا -

آیت ۳۸ اور استثنا ۲۸: ۵۸ و ۵۹ و ۲۹: ۸) اس وقت پڑھی جاتی تھیں جب ۳۹ کوڑے لگائے جاتے تھے جیسے پولس رسول کو پانچ دفعہ لگے - (۲- کرنتھی ۱۱: ۲۴)

۳۹ - "بشر" انسانی فطرت کی کمزوری کو ظاہر کرتا ہے۔

"ہوا" انسانی زندگی کے چند روزہ ہونے کی طرف اشارہ کرتی ہے - (پیدایش ۶: ۳ و ایوب ۷: ۷)

۴۰ و ۴۱ - میں ۱۷ و ۱۸ آیات کا تکرار ہے۔

۴۱ - "ناراض کیا" یعنی خدا کی قدرت - احسان اور وفاداری کو حقیر جانا - مقابلہ کرو متی ۱۳: ۵۸ سے -

"اسرائیل کا قدوس" یہ لقب یسعیاہ کی کتاب میں خاص لقب ہے اور زبور میں یہاں اور ۷۱: ۲۲ و ۸۹: ۱۸ میں آیا ہے - مراد یہ ہے کہ قدوس خدا کی حیثیت سے یاہوہ اسرائیل کا خدا بن گیا اور گناہ کی جو سزائیں بنی اسرائیل کو ملیں اُس سے اُس کی قدوسیت اور بھی ظاہر ہوئی (گنتی ۲۰: ۱۲ و ۱۳)

۴۲ - (خروج ۳: ۱۹)

۴۳ - مقابلہ کرو خروج ۱۰: ۱ و ۲ سے - یہ نشان چھ یا سات تھے - ترتیب یہاں کچھ مختلف ہے -

۴۴ - "دریاؤں" کے لئے جو لفظ ہے وہ خاص کر نیل اور اس کی نہروں کے لئے آتا ہے

۴۵ - چوتھی اور دوسری آفتیں (خروج ۸: ۲۰ و ۱)۔

۴۶ - آٹھویں آفت - (خروج ۱۰: ۱)

"کیڑوں" - خروج میں اس کا ذکر نہیں - ایک خاص قسم کی ٹڈی جو ٹڈوں کے علاوہ بھی پائی جاتی تھی -

۴۷ - ساتویں آفت - (خروج ۹: ۱۳ و زبور ۱۰۵: ۳۲)

"پالے سے" یا برف کے ٹکڑوں یا اولوں سے -

۴۸ - "اولوں" کے ساتھ بجلی کے ذریعہ چرپائے بھی تباہ ہوئے اور مویشی بھی - البتہ بعض نسخوں میں اولوں کی جگہ مری پایا جاتا ہے (عبرانی لفظ بارد بمعنی اولے - دبیر بمعنی آفت یا مری) یہ پانچویں آفت تھی -

۴۹ - ایوب ۲۰: ۲۳ سے مقابلہ کرو -

"عذاب کے فرشتے" نہ شریر فرشتے (خروج ۱۲: ۲۳) نیز دیکھو ۲- سموئیل ۲۴: ۱۶ و ۲- سلاطین ۱۹: ۳۵ و ایوب ۳۳: ۲۲ -

۵۱ - "پہلوٹھے" (پیدایش ۴۹: ۳ و استثنا ۲۱: ۱۷ و زبور ۱۰۵: ۳۶)

"حام" - مصر یا حم یا مصر کا دادا (پیدایش ۱۰: ۶)

۵۲ - "گلے کی طرح" یعنی منزل بہ منزل (خروج ۱۵: ۲۲ وغیرہ) اصلی قراءت میں اکثر خدا کا ذکر جو بان

کے طور پر آیا ہے۔ (۴۷: ۱ کی شرح)

۵۳۔ مخالف تو خوفزدہ ہو گئے (خروج ۱۴: ۲۵) لیکن اسرائیل کو کچھ خوف نہ تھا (خروج ۱۴: ۱۳)

۵۴۔ "مقدس کی سرحد" یعنی کنعان کی زمین جہاں وہ ہیکل بنانا چاہتا تھا۔ پہاڑ سے صیہون کا پہاڑ مراد ہے۔

۵۵۔ "میراث بانٹ دی" (یشوع ۲۳: ۴ و زبور ۱۰۵: ۱۱)

۵۶۔ باوجود خدا کی مہربانیوں کے بنی اسرائیل نے بیوفائی کی۔
"خدا تعالیٰ" الوہیم علیون۔
"شہادتوں" یعنی حکموں کو۔

۵۷۔ "دھوکا دینے والی" (ہوسیع ۵: ۷ و ۶: ۷) کمان جو نشانہ خطا کرتی ہے اور صاحب کمان کو شرمندہ کرتی ہے۔

۵۸۔ "غیرت دلایا" کیونکہ وہ "غیور خدا" ہے جو رقیب کی برداشت نہیں کرتا (خروج ۲۰: ۵) کیونکہ انہوں نے کنعانی بتوں کی پرستش کی (استثنا ۳۲: ۱۶ و ۲۱)

۵۹۔ "نفرت کی" نہ صرف افرائیم سے جس کی ریاست میں شیلوہ کا مقدس تھا بلکہ سارے اسرائیل سے۔

۶۰۔ "شیلا کا مسکن" خدا اپنی امت کے درمیان سکونت کرتا ہے (یرمیاہ ۷: ۱۲)۔ (۱ سموئیل ۱: ۳ وغیرہ میں اس جگہ کا اور اس کی تاریخ کا ذکر ہے۔

۶۱۔ "قوت و حشمت" سے مراد عہد کا صندوق ہے جو خدا کی عظمت کا نشان اور مسکن تھا۔ (۱ سموئیل ۴: ۲۱ و زبور ۱۳۲: ۸) وہ فلسطیوں کے ہاتھ میں آگیا (۱ سموئیل ۴: ۱۱)

۶۲۔ مقابلہ کرو ۱ سموئیل ۴: ۲ و ۱۰ و ۱۷ سے۔

۶۳۔ "آگ" یعنی جنگ کی آگ نے (گنتی ۲۱: ۲۸)۔ اس لئے کنواریاں بے بیاہی رہیں

۶۴۔ "بیواؤں" اس آیت کے ساتھ مقابلہ کرو ایوب ۲۷: ۱۵ کا جہاں یہی الفاظ آئے ہیں۔ اس عام مصیبت کی وجہ سے ماتم کی معمولی رسم ادا کرنے کا موقع نہ ملا (۲ سموئیل ۱۱: ۲۶ و ۲۷)

۶۵۔ جب وقت خدا کی امت دشمنوں کے تصرف میں تھی اس وقت خدا گویا سویا ہوا تھا۔

۴۴: ۲۳ کی شرح دیکھو۔

۶۶۔ وہ جاگ کر دشمنوں پر ایسا ٹوٹ پڑا جیسے نشہ سے بھرا ہوا پہلوان۔ ستروں اور دیگر بعض پرانے ترجموں میں ہے "جبار یا دیو کی طرح جو نشہ سے چور ہو"
"مار کر پسپا کر دیا" یہاں ان فتوحات کی طرف عام اشارہ ہے جو ان کو فلسطیوں اور دوسرے سموئیل، ساؤل اور داؤد کے زمانے میں دشمنوں پر حاصل ہوئیں۔

۶۷۔ "یوسف کا خیمہ" یعنی شیلوہ جو افرائیم کے فرقہ میں واقع تھا۔ عہد کا صندوق کبھی واپس وہاں نہ گیا۔ اگر فلسطیوں نے یہ شہر برباد نہ بھی کیا ہو تو بھی وہ قوم کا مقدس نہ رہا۔ یرمیاہ نے یہی نصیحت اپنے زمانہ میں کی تھی کہ یہ مت سمجھو کہ خدا یروشلم کو رد نہ کریگا (یرمیاہ ۷: ۱۲ و ۱۴ و ۲۶: ۶ و ۹) ایک صاحب لکھتے ہیں کہ اس چیدہ قوم کی تاریخ کا پہلا حصہ شیلوہ کے پہلے مقدس کے تباہ ہونے پر ختم ہوا۔ اور دوسرا حصہ دوسرے مقدس کے برباد ہونے پر اور تیسرا حصہ یروشلم کی آخری ہیکل کی بربادی پر۔

۷۰۔ "بندہ" ابرہام، موسیٰ، یشوع اور داؤد کو یہ خطاب ملا۔ (۲ سموئیل ۳: ۱۸ و ۷: ۵ و ۸ و زبور ۸۹: ۳ و ۲۰ و ۱ سلاطین ۸: ۲۴)

۷۲۔ "خلوص دل" (۱ سلاطین ۹: ۴ و زبور ۷۸: ۸)
"ماہر ہاتھوں" (۱ سلاطین ۳: ۹ و ۴: ۲۹)

۷۹۔ زبور

۷۴ مزمور کے دیباچہ میں اس کے موقع کا ذکر ہو چکا۔

اس کے تین بند ہیں:-

۱۔ مزمور نویس خدا سے کہتا ہے کہ اس کے ملک پر دشمن نے حملہ کیا ہے۔ انہوں نے ہیکل کو ناپاک کیا۔ اس کے شہر کو تباہ اور اس کے خادموں کو قتل کیا (۱-۴)

۲۔ اس نے منت کی کہ خدا اسرائیل پر رحم کرے اور دشمنوں کو سزا دے (۵-۸)

۳۔ وہ مدد اور معافی کے لئے دعا اور آخر میں یہ منت مانتا ہے کہ قوم کی بحالی کے لئے وہ ہمیشہ خدا کی تعریف کرتا رہیگا۔ (۹-۱۳)

طالمود میں ذکر ہے کہ اب مہینے کی ۹ تاریخ کو یہ مزمور گایا جاتا تھا جس موقع پر پہلی اور دوسری ہیکل کی تباہی کی یادگار منائی جاتی تھی۔

زبور ۷۹ ۔ آسف کا مزمور۔

(۱) اے خدا۔ قومیں تیری میراث میں گھس آئی ہیں۔ اُنہوں نے تیری مقدس ہیکل کو ناپاک کیا ہے۔ انہوں نے یروشلم کو کھنڈر بنا دیا ہے۔ (۲) اُنہوں نے تیرے بندوں کی لاشوں کو آسمان کے پرندوں کی اور تیرے مقدسوں کے گوشت کو زمین کے درندوں کی خوراک بنا دیا ہے۔ (۳) انہوں نے اُن کا خون یروشلم کے گرد پانی کی طرح بہایا اور کوئی اُن کو دفن کرنے والا نہ تھا۔ (۴) ہم اپنے پڑوسیوں کی ملامت کا نشانہ ہیں اور اپنے آس پاس کے لوگوں کے تمسخر اور مذاق کا باعث۔ (۵) اے خداوند۔ کب تک؟ کیا تو ہمیشہ کے لئے ناراض رہیگا؟ کیا تیری غیرت آگ کی طرح بھڑکتی رہیگی؟ (۶) اپنا قہر اُن قوموں پر جو تجھے نہیں پہچانتیں اور اُن مملکتوں پر جو تیرا نام نہیں لیتیں انڈیل دے۔ (۷) کیونکہ انہوں نے یعقوب کو کھا لیا اور اُس کے مسکن کو اُجاڑ دیا ہے۔ (۸) ہمارے باپ دادا کے گناہوں کو ہمارے خلاف یاد نہ کر۔ تیری رحمت جلد ہم تک پہنچے کیونکہ ہم بہت پست ہو گئے ہیں۔ (۹) اے ہمارے نجات دینے والے خدا۔ اپنے نام کے جلال کی خاطر ہماری مدد کر۔ اپنے نام کی خاطر ہم کو چھڑا اور ہمارے گناہوں کا کفارہ دے (۱۰) قومیں کیوں کہیں کہ اُن کا خدا کہاں ہے؟ تیرے بندوں کے بہائے ہوئے خون کا بدلہ ہماری آنکھوں کے سامنے قوموں پر واضح ہو جائے۔ (۱۱) قیدی کی آہ تیرے حضور تک پہنچے اپنی بڑی قدرت سے مرنے والوں کو بچا لے۔ (۱۲) اے خداوند۔ ہمارے پڑوسیوں کی طعنہ زنی جو وہ تجھ پر کرتے رہے ہیں اُلٹی سات گنا اُن ہی کے دامن میں ڈالدے۔ (۱۳) تب ہم جو تیرے لوگ اور تیری چراگاہ کی بھیڑیں ہیں ہمیشہ تیری شکرگذاری کرینگے۔ ہم پشت در پشت تیری ستایش کرینگے۔

۱۔ مقابلہ کرو یرمیاہ ۱۵: ۱۵ و نوحہ ۱: ۱۰ و زبور نمبر ۷۴: ۷ و حزقی ایل ۷: ۲۱ و ۲۲ سے۔
"تیری میراث"۔ مقدس زمین کنعان (خروج ۱۵: ۱۷) خاص کر اُمت اسرائیل (زبور ۷۴: ۲ و ۷۸: ۶۲ و ۷۱)
"کھنڈر بنا دیا"۔ (میکاہ ۳: ۱۲ و یرمیاہ ۲۶: ۱۸)

۲۔ شریعت کے وعید (استثنا ۲۸: ۲۶) اور نبیوں نے یہی کہا (یرمیاہ ۷: ۳۳ و ۸: ۲ و ۹: ۲۲ و ۱۵: ۳ و ۱۶: ۴ و ۱۹: ۷)
"بندوں"۔ یہاں عام رشتہ کی طرف اشارہ ہے جو اسرائیل کا خدا سے تھا (۷۸: ۲۰)

۳۔ (یرمیاہ ۱۴: ۱۶) اس مقام کا حوالہ ۱۔ مکابی ۷: ۱۷ میں آیا ہے۔ نیز دیکھو ۱۔ مکابی ۱: ۳۷۔

۴۔ ۴۴: ۱۳ کا تکرار کچھ تبدیلی کے ساتھ۔

۵۔ "کب تک"۔ اور ابتک یہ خاص لفظ ہے مزمور کے ہیں (۱ و ۱۰ و ۱۹ آیات)
"غیرت"۔ (استثنا ۴: ۲۴) وہ دوسرے حریف کی برداشت نہیں کر سکتا۔

۶ و ۷ آیات یرمیاہ ۱۰: ۲۵ میں آئی ہیں۔ اس لئے یہ پیشین گوئی یروشلم کی بربادی سے پہلے ہوگی۔

۸۔ بنی اسرائیل اپنی جلاوطنی میں یہ جانتے تھے کہ اپنے گناہوں کی وجہ سے وہ مصیبت اٹھا رہے تھے۔ (نوحہ ۵: ۷) اور یہ سزا شریعت میں بتائی گئی تھی (خروج ۲۰: ۵)

۹۔ "اپنے نام کے جلال کی خاطر"۔ (۲۹: ۲ و ۶۶: ۲)

۱۰۔ مقابلہ کرو زبور ۱۱۵: ۲ سے۔
"ہماری آنکھوں کے سامنے"۔ اس کو دوسری پشتوں تک محدود نہ رکھے بلکہ ہماری آنکھوں کے سامنے ان سے انتقام لے۔ (استثنا ۳۲: ۴۳)

۱۱۔ دیکھو زبور ۱۰۲: ۲۰۔ "بڑی قدرت" یا "بڑے بازو"۔
"مرنے والوں"۔ یعنی جو قید میں پڑے ہیں جو زندہ درگور ہیں۔

۱۲۔ "پڑوسیوں"۔ یعنی ہمسایہ قوموں مثلاً امونی۔ موآبی۔ ادومی وغیرہ۔
"گود میں"۔ یعنی جہاں کپڑے میں چیز چھپا کر لے جاتے ہیں یعنی کامل بدلہ (یسعیاہ ۶۵: ۶ و یرمیاہ ۳۲: ۱۸ و لوقا ۶: ۳۸)

۱۳- "چراگاہ کی بھیڑوں" (۷۴: ۱ وغیرہ)
"تیری ستائش" بنی اسرائیل کا یہ خاص فرض تھا۔ (یسعیاہ ۴۳: ۲۱)

۸۰ زبور

اس مزمور کے شروع میں اسرائیل کے چوپان سے دعا کی گئی تاکہ وہ اپنی قدرت ظاہر کرے اور اپنی امت کو فتح بخشے۔ (۱-۳) پھر یہ ذکر ہے کہ خدا کب تک اپنی امت سے ناراض رہیگا۔ (۴-۷)

بعد ازاں زمانہ ماضی کی یاد ہے کہ جب خدا نے اس تاک کو لگایا، ور وہ پھولی اور پھلی تو اب کیوں اس کو ترک کر دیا ہے (۸-۳) پھر یہ امید ظاہر کی کہ خدا پھر اُسے بحال کریگا (۱۴-۱۹) آیات ۳ و ۷ و ۹ میں ایک ہی جملہ بار بار آیا ہے۔

مزمور نویس نے یہ امید ظاہر کی کہ شمالی فرقے پھر بحال ہونگے اور سارا اسرائیل متحد ہو جائیگا۔ یہ خیال عاموس کے زمانے سے لے کر برابر پایا جاتا ہے اور یرمیاہ میں اس کا مفصل بیان ہے (۳: ۱۱-۱۵ و ۳۱: ۱-۲۱) اور حزقی ایل میں (۳۷: ۱۵-۲۸) اور نیز زکریاہ ۹-۱۱ بابوں میں جب جلاوطنی کے بعد اسیر پہلی دفعہ واپس آئے۔ غالباً یہ مزمور شمالی سلطنت کے مسخر ہونے کے بعد لکھا گیا یا جلاوطنی سے پیشتر یا بابل سے واپسی کے بعد۔

جلاوطنی میں اسرائیل کی یہ دعا تھی کہ ساری قوم بحال ہو۔

اس کا عنوان یہ ہے "میر مغنی کے لئے آسف کی شہادت ایک مزمور شوشنیم (سوسنوں) عدوت کی راگ پر" دیکھو زبور ۶۰ کا عنوان۔ سترون کے ترجمے میں یہ الفاظ بھی عنوان میں زاید ہیں "اسوریوں کے بارہ میں مزمور" جیسا کہ زبور ۷۶ میں تھا۔

زبور ۸۰ — میر مغنی کے لئے شوشنیم عیدوت کے سُر پر آسف کا مزمور

(۱) اے اسرائیل کے چوپان۔ تُو جو گلہ کی مانند یوسف کو لے چلتا ہے کان لگا۔ تُو جو کروبیوں پر بیٹھا ہے جلوہ گر ہو! (۲) افرائیم و بنیمین اور منسی کے سامنے اپنی قوت کو بیدار کر اور ہمیں بچانے کو آ۔ (۳) اے

خدا۔ ہم کو بحال کر اور اپنا چہرہ چمکا تو ہم بچ جائینگے (۴) اے خداوند لشکروں کے خدا۔ تُو کب تک اپنے لوگوں کی دُعا سے ناراض رہیگا؟ (۵) تُو نے اُن کو آنسوؤں کی روٹی کھلائی اور پینے کو کثرت سے آنسو ہی دئے۔ (۶) تُو ہم کو ہمارے پڑوسیوں کے لئے جھگڑے کا باعث بناتا ہے اور ہمارے دشمن آپس میں ہنستے ہیں۔ (۷) اے لشکروں کے خدا۔ ہم کو بحال کر اور اپنا چہرہ چمکا تو ہم بچ جائینگے۔ (۸) تُو مصر سے ایک تاک لایا۔ تُو نے قوموں کو خارج کر کے اُسے لگایا۔ (۹) تُو نے اُس کے لئے جگہ تیار کی۔ اُس نے گہری جڑ پکڑی اور زمین کو بھر دیا۔ (۱۰) پہاڑ اس کے سایہ میں چھپ گئے اور اس کی ڈالیاں خدا کے دیوداروں کی مانند تھیں۔ (۱۱) اُس نے اپنی شاخیں سمندر تک پھیلائیں اور اپنی ٹہنیاں دریائے فرات تک۔ (۱۲) پھر تُو نے اُس کی باڑوں کو کیوں توڑ ڈالا؟ کہ سب آنے جانے والے اُس کا پھل توڑتے ہیں (۱۳) جنگلی سؤر اُسے برباد کرتا ہے اور جنگلی جانور اُسے کھا جاتے ہیں۔ (۱۴) اے لشکروں کے خدا۔ ہم تیری منت کرتے ہیں۔ پھر متوجہ ہو۔ آسمان پر سے نگاہ کر اور دیکھ اور اس تاک کی نگہبانی فرما۔ (۱۵) اور اُس پودے کی بھی جسے تیرے دہنے ہاتھ نے لگایا ہے اور اُس شاخ کی جسے تُو نے اپنے لئے مضبوط کیا ہے۔ (۱۶) یہ آگ سے جلی ہوئی ہے یہ کٹی پڑی ہے۔ وہ تیرے منہ کی جھڑکی سے ہلاک ہو جاتے ہیں۔ (۱۷) تیرا ہاتھ تیری دہنی طرف کے انسان پر ہو۔ اُس ابن آدم پر جسے تُو نے اپنے لئے مضبوط کیا ہے۔ (۱۸) پھر ہم تجھ سے برگشتہ نہ ہونگے تو ہم کو پھر زندہ کر اور ہم تیرا نام لیا کرینگے۔ (۱۹) اے خداوند لشکروں کے خدا۔ ہم کو بحال کر اپنا چہرہ چمکا تو ہم بچ جائینگے۔

۱- "اے اسرائیل کے چوپان" مقابلہ کرو ۷۹: ۱۳ و ۷۷: ۱۵۔
"گلے کی مانند یوسف کو" اس واقع کی یاد جب بیابان میں خدا نے بنی اسرائیل کی رہنمائی کی (۷۷: ۲۰ و ۷۸: ۵۲)

"کروبیوں پر" دہرا خیال کہ وہ آسمان میں تخت نشین ہے پھر بھی اپنی امت کے درمیان سکونت رکھتا ہے (۱-سموئیل ۴:۴ و ۲-سموئیل ۶:۲ و ۲-سلاطین ۱۹:۱۵) نیز مقابلہ کرو خروج ۱۵:۲۲ سے جہاں کروبیاں عہد کے صندوق پر سایہ کئے تھے ۔ ۱-اسرائیل ساری قوم کے لئے اور یوسف شمالی سلطنت کے دس فرقوں کے لئے۔

"چوپان" جب یعقوب نے یوسف کو برکت دی تو خدا کے لئے یہی لقب استعمال کیا تھا۔ (پیدایش ۴۸:۱۵ و ۴۹:۲۴)

۲- "افرائیم-بنیامین اور منسی" یعقوب کی چہیتی بیوی راخل کی اولاد ہونے کی وجہ سے زیادہ قریب رشتہ رکھتے تھے۔ اسی وجہ سے یرمیاہ نبی نے راخل کو شمالی سلطنت کی والدہ کہا۔ (۳۱:۱۵) یہ فرقے خیمہ کے مغرب کی طرف خیمہ زن ہوتے تھے (گنتی ۲:۱۷) اور بعین اس کے پیچھے چلتے تھے۔

"سامنے" جیسے بیابان میں ان کے آگے آگے جاتا تھا۔ بنیامین کو اُن کے ساتھ شمار کیا کیونکہ اس کا کچھ حصہ رحبعام کا طرف دار ہوگیا (۱-سلاطین ۱۲:۲۱ و ۲-تواریخ ۱۱:۳ و ۲۳ و ۱۵:۸ و ۹) صرف یہوداہ ہی داؤد کے ساتھ رہا (۱-سلاطین ۱۱:۱۳ و ۳۲ و ۳۶) ایک وجہ یہ بھی ہوگی کہ دس فرقوں کا شمار پورا کرنے کے لئے بنیامین کو شامل کرنا مناسب تھا کیونکہ شمعون کا فرقہ یہوداہ کے فرقہ میں جذب ہوگیا اور اس کا الگ شمار نہ رہا۔ تیسری وجہ یہ ہوگی کہ بنیامین کے تین بڑے شہر (بیت ایل-جلجال اور یریحو) شمالی سلطنت میں واقع تھے۔

۳- "بحال کر" یعنی جلاوطنی سے واپس لے جا۔ مقابلہ کرو افرائیم کی دعا سے (یرمیاہ ۳۱:۱۸ و نوحہ ۵:۲۱) قومی توبہ قومی بحالی کی شرط تھی۔ اور یہ خدا کا کام تھا۔

"چہرہ چمکا" یعنی ہم پر مہربانی کر۔

۴- "لشکروں کے خدا" (۵۹:۵) دیکھو ۴۶:۷ کی شرح۔

"کب تک" یہ گویا ان کے گناہوں کی سزا تھی (امثال ۱:۲۸ و نوحہ ۳:۴۴)

۵- یعنی کثرت سے۔

۶- "جھگڑے" (یرمیاہ ۱۵:۱۰)

"پڑوسیوں" (۷۹:۴ و ۱۲) ادومی-عربی وغیرہ فرقے ہمارا ملک لینے کے لئے آپس میں جھگڑتے ہیں۔

۸- (۷۸:۵۲) "غیر قوموں کو خارج" (خروج ۲۳:۲۸ و ۱۵:۱۷)

"تاک" اس تشبیہ کے لئے دیکھو پیدایش ۴۹:۲۲ و ہوسیع ۱۰:۱ اور یسعیاہ ۵:۱-۷ و ۲۷:۲-۶ و یرمیاہ ۲:۲۱ و ۱۲:۱۰)

۱۰- "خدا کے دیوداروں" یہ لبنان کے شاندار دیودار تھے۔

۱۱- مغرب کی طرف بحیرہ شام تک اور مشرق کی طرف دریائے فرات تک پھیل گئے خاص کر داؤد اور سلیمان کے زمانے میں۔

۱۲- "باڑھوں" تاکستان کی حفاظت کے لئے ہمیشہ باڑ لگائی جاتی تھی (یسعیاہ ۵:۵ وغیرہ)

۱۳- "جنگلی سؤر" یہ اس علاقہ میں بہت تھے جو نہ صرف پھلوں کو کھاتے بلکہ اس کی ٹہنیاں کو کچل ڈالتے تھے۔

۱۵- "پودے" یا بیٹا (خروج ۴:۲۲ و ہوسیع ۱۱:۱) شاید پیدایش ۴۹:۲۲ کی طرف اشارہ ہے۔

۱۷- آیت ۱۵ کا تکرار۔

۱۸- نئے سرے سے تیری اطاعت کریںگے۔

۱۹- یہ لشکروں کا خدا سارے جہان کا خدا ہے۔ یا یہوواہ عہد کا خدا ہے اس لئے اس سے فریاد ہے۔

۸۱ زبور

قدیم زمانوں سے یہ مزمور یہودیوں میں نئے سال کا مزمور تھا اور اس کا تعلق عید خیام سے تھا۔ ہر مہینے کے شروع میں چاندی کے نرسنگے پھونکے جاتے تھے (گنتی ۱۰:۱۰) لیکن ساتویں مہینہ ایتھانیم یا تسری کی پہلی تاریخ کو جو کلیسیائی سال کا تو ساتواں لیکن ملکی سال کا پہلا مہینہ تھا خاص نرسنگوں کی عید منائی جاتی تھی (گنتی ۲۹:۱ احبار ۲۳:۲۴) اس ماہ کی پندرھویں تاریخ کو جب پورا چاند ہوتا عید خیام شروع ہوتی (احبار ۲۳:۳۹)

اس دُہری عید کی طرف تیسری آیت میں اشارہ ہے۔ اگرچہ پانچویں آیت میں خروج کا ذکر ہے لیکن یہ مزمور عیدِ فسح سے تعلق نہیں رکھتا۔ عیدِ خیام ساری یہودی عیدوں میں سے زیادہ خوشی کی عید تھی اور اس مزمور کی شروع آیات میں ویسی خوشی منانے کی دعوت ہے۔ عیدِ خیام کے موقع پر شریعت ہر ساتویں سال دُہرائی جاتی تھی (استثنا ۳۱: ۱۰) خاص مضمون یہ ہے۔ کہ اسرائیل صرف یاہواہ ہی کی اطاعت کریں کیونکہ یاہواہ ہی نے ان کو مصر کی غلامی سے مخلصی بخشی تھی۔

اس مزمور کے تین حصے ہیں:-

(۱) اسرائیل کے لئے خدا نے یہ قانون ٹھہرایا کہ خوشی کے نعروں اور نرسنگوں کے پھونکنے کے ساتھ خوشی منائیں (۱-۵)

(۲) زمانہ ماضی پر نظر ڈال کر مزمور نویس خدا کی آواز سنتا ہے کہ اسرائیل کو مخلصی ہو۔ کوہ سینا کے عہد کی یہ بنیاد تھی۔ (۶-۱۰)

(۳) لیکن اسرائیل نے اطاعت نہ کی اس لئے خدا نے اُن کو اُن کی خود رائی پر چھوڑ دیا۔ پھر بھی اگر وہ اس کے حکموں کو مانینگے تو خدا ان کے دشمنوں کو مغلوب کریگا اور بنی اسرائیل کو وہ برکتیں دیگا جن کا اُس نے وعدہ کیا تھا (۱۱-۱۶)

زبور ۸۱ - میر مغنی کے لئے گتیت کے طرز پر آسف کا مزمور۔

(۱) خدا کے حضور جو ہماری قوت ہے بلند آواز سے گاؤ۔ یعقوب کے خدا کے حضور خوشی کا نعرہ مارو۔ (۲) نغمہ چھیڑو اور دف لاؤ اور دلنواز ستار اور بربط۔ (۳) نئے چاند اور پورے چاند کے وقت ہماری عید کے دن نرسنگا پھونکو۔ (۴) کیونکہ یہ اسرائیل کے لئے آئین اور یعقوب کے خدا کا حکم ہے۔ (۵) اس کو اُس نے یوسف میں شہادت ٹھہرایا۔ جب وہ ملک مصر کے خلاف نکلا۔ میں نے اس کا کلام سُنا جس کو میں جانتا نہ تھا۔ (۶) میں نے اُس کے کندھے پر سے بوجھ اُتار دیا۔ اُس کے ہاتھ ٹوکری ڈھونے سے چھوٹ گئے۔ (۷) تُو نے مصیبت میں پکارا اور میں نے تجھے چھڑایا۔ میں نے رعد کے پردہ میں سے تجھے جواب دیا۔ میں نے تجھے مریبہ کے چشمہ پر آزمایا۔ (سلاہ) (۸) اے میرے لوگو سنو

میں تم کو آگاہ کرتا ہوں۔ اے اسرائیل۔ کاش کہ تُو میری سنتا۔ (۹) تیرے درمیان کوئی غیر معبود نہ ہو اور تُو کسی غیر معبود کو سجدہ نہ کرنا۔ (۱۰) خداوند تیرا خدا میں ہوں جو تجھے ملک مصر سے نکال لایا۔ تو اپنا منہ خوب کھول اور میں اُسے بھر دونگا۔ (۱۱) پر میرے لوگوں نے میری بات نہ سنی اور اسرائیل مجھ سے رضامند نہ ہوا۔ (۱۲) پس میں نے اُن کو اُن کے دل کی ہٹ پر چھوڑ دیا تاکہ وہ اپنے ہی مشوروں پر چلیں۔ (۱۳) کاش کہ میرے لوگ میری سنتے اور اسرائیل میری راہوں پر چلتا۔ (۱۴) میں جلد اُن کے دشمنوں کو مغلوب کر دیتا اور اُن کے مخالفوں پر اپنا ہاتھ چلاتا۔ (۱۵) خداوند سے عداوت رکھنے والے اُس کے تابع ہو جاتے اور ان کا زمانہ ہمیشہ تک بنا رہتا۔ (۱۶) وہ اِن کو اچھے سے اچھا گیہوں کھلاتا اور میں تجھے چٹان میں کے شہد سے سیر کرتا۔

۱- "ہماری قوت" (خروج ۱۵: ۲ و زبور ۴۶: ۱)

۲- "نغمہ" - یا مزمور - دف ہاتھ سے بجانے کا باجہ مزمور اور بربط کی طرح تار دار باجا تھا۔

۳- "نرسنگا" - سینگ بمقابلہ تُرہی کے جو پیتل تانبے کی بنی ہوتی ہے۔ عبرانی میں شوفار جو یوبل کے دن بجایا جاتا تھا لیکن نئے سال کو بجانے کا رواج بھی ہو گیا (احبار ۲۵: ۹) "نیا چاند" تارگم میں صاف لکھا ہے کہ یہ تشری مہینے کا نیا چاند ہے۔ نہ نیسان مہینے کا نیا چاند۔ اگر تشری مہینہ مراد ہو تو یہ عید عید خیام ہوگی جو اُس مہینے کی پندرھویں تاریخ یعنی پورے چاند کے دن منائی جاتی تھی۔ بعض اوقات یہ صرف "عید" کہلاتی ہے (۱۔ سلاطین ۸: ۲ وغیرہ) نئے چاند کے وقت بھی نرسنگا پھونکا جاتا اور پندرھویں تاریخ کو بھی (گنتی ۱۰: ۱۰)

۴- "یعقوب" کا نام ہم کو خروج سے پہلے کی یاد دلاتا ہے جب خدا نے یعقوب کی حفاظت کی (پیدائش ۴۶: ۳ وغیرہ)

۵- "شہادت ٹھہرایا" تاکہ یہ تہوار اس امر کی گواہی ہو کہ خدا نے اسرائیل کی نگہبانی کی۔

"خلاف نکلا" مصریوں کو سزا دینے کے لئے (خروج ۱۱: ۴)

"اُس کا کلام سُنا"۔ ایک معنی یہ ہو سکتے ہیں کہ مصر میں جن مالکوں کی وہ خدمت کرتے تھے یہ اُن کی زبان نہ سمجھتے تھے (زبور ۱۱۴: ۱) یا خدا کا کلام جو مصر میں بنی اسرائیل نے سنا جس خدا کو وہ اب تک نہ جانتے تھے کہ وہ خلاصی دیگا (خروج ۳: ۱۳ و ۶: ۲ و ۷ وغیرہ)

۶- "ٹوکری"۔ اگرچہ خاص ٹوکری کا ذکر خروج میں نہیں ہوا لیکن اینٹوں اور مٹی کے بوجھ اٹھانے کا اکثر ذکر ہے (خروج ۱: ۱۱ و ۲: ۱۱ و ۵: ۴ و ۵ و ۶: ۶ و ۷)

۷- "رعد کے پردے میں سے"۔ گرج کے بادل میں خدا اپنے تئیں چھپاتا اور ظاہر بھی کرتا ہے (۸: ۱۱ و ۱۳ و ۷۷: ۱۷) لال سمندر میں سے گذرتے وقت جب بنی اسرائیل نہایت خوف زدہ تھے تو خدا نے آگ کے ستون اور بادل میں سے مصریوں پر نگاہ ڈالی اور ان کو پریشان کیا (خروج ۱۴: ۱۰ و ۲۴)

"مریبہ"۔ بمعنی جھگڑا۔ یہ بنی اسرائیل کی بے ایمانی اور ناشکرگذاری کی یادگار تھا (خروج ۱۷: ۷ و گنتی ۲۰: ۱۳ و زبور ۹۵: ۸)

۸- "آگاہ کرتا ہوں"۔ تنبیہ اور آگاہی (۵۰: ۷ و استثنا ۶: ۴ و ۵: ۱ و ۶ وغیرہ)

۹- "غیر معبود"۔ (استثنا ۳۲: ۱۶ و ۱۲) واحد یاہواہ کی پرستش کرو پہلا و دوسرا حکم۔

۱۰- "خداوند تیرا خدا"۔ (خروج ۲۰: ۲ و استثنا ۲۰: ۱) چونکہ یاہوواہ نے اسرائیل کو خلاصی دی اس لئے اُسی کا ان پر حق تھا (۱-یوحنا ۴: ۱۰)

۱۱- لیکن اسرائیل نے عمل نہ کیا (یسعیاہ ۱: ۳)

۱۲- خدا کی طرف سے یہ سزا تھی کہ اُس نے ان کو اُن کی مرضی پر چھوڑ دیا (ایوب ۸: ۴ و امثال ۱: ۳۰ و رومیوں ۱: ۲۴ و ۲-تھسلنیکیوں ۲: ۱۰)

۱۳ و ۱۴- "میری راہوں" اور "اپنے مشوروں" کا مقابلہ کرو یرمیاہ ۷: ۲۴ و ۱۳ سے۔

۱۵- "اُس کی" یاہواہ کی یا اسرائیل کی۔ غالباً اسرائیل کی درست ہوگا کیونکہ یاہواہ کے دشمن اسرائیل کے دشمن تھے۔

۱۶- فرمانبرداروں کو خدا قدیم برکتیں دیتا ہے (خروج ۲۳: ۸ و استثنا ۷: ۱۲ و ۱۳ و ۸: ۷)

---

۸۲ زبور

اس مزمور میں عدالت کی رویا دی گئی ہے۔ زمین کے منصف اعلیٰ حاکم عادل کے آگے ذمہ دار ہیں کیونکہ وہ اسی کے نمائندے ہیں اور اس سے انہیں اختیار ملا ہے۔ آسف کے بعض مزامیر میں خدا کو متکلم ٹھہرایا ہے مثلاً مزامیر ۵۰ و ۷۵ و ۸۱۔

خدا جماعت میں بطور منصف کے بیٹھتا ہے۔ اس کے موکل اس حاکم کے سامنے حاضر ہوتے ہیں۔ (آیت ۱)

وہ ان کو ان کی بے انصافی پر ملامت کرتا ہے اور اُن کے فرائض ان کو یاد دلاتا ہے (۲-۴) لیکن وہ اصلاح کے ناقابل ہیں اور ساری جماعت بدچلنی کے باعث بگڑ گئی ہے (۵-۷) آخر میں یہ دعا ہے کہ خدا خود دنیا کی سلطنت اپنے ہاتھ میں لیگا (۸ آیت)

زبور ۵۰ میں قوم اسرائیل عدالت کے لئے جمع ہے۔ یہاں قوم کے حکام جمع ہیں۔ شریعت میں انصاف کو قائم رکھنے پر بڑا زور دیا گیا تھا اور انبیا نے بدانتظامی کی بار بار شکایت کی۔ (یسعیاہ ۳: ۱۳ وغیرہ)

قوم کے حکام خدا کہلاتے ہیں (آیات ۱ و ۶) وہ خدا کے نمائندے اور خدا تعالیٰ کے فرزند ہیں۔ (آیت ۶) ان کا فتویٰ خدا کا فتویٰ ہے۔ (استثنا ۱: ۱۷)۔ لفظ الوہیم قاضیوں کے لئے آیا۔ (خروج ۲۱: ۶ و ۲۲: ۸ و ۹ و ۲۸ و ۱-سموئیل ۲: ۲۵) مقابلہ کرو یوحنا ۱۰: ۳۴ سے۔

بعض مفسروں کا خیال ہے کہ یہاں غیر ملکی حکام کا ذکر ہے جو بنی اسرائیل پر ظلم کرتے تھے۔ غیر قوم حکام اکثر خدائی القاب اختیار کر لیتے تھے (حزقی ایل ۲۸: ۲ و ۹ و یسعیاہ ۱۴: ۱۴) بعضوں کی رائے ہے کہ الوہیم سے فرشتے مراد ہیں خاص کر قوموں کے موکل فرشتے (دانی ایل ۱۰ و ۱۲ باب) لیکن دیکھو زبور ۶۸: ۱ کی شرح۔

یہ ماننا مشکل ہے کہ فرشتوں کو موت کی سزا ملے۔ غالباً یہاں یہ ذکر ہوگا کہ آدمی آدمی پر ظلم کرتے ہیں۔

اس مزمور کی تاریخ تصنیف مقرر کرنا مشکل ہے۔ جن خرابیوں کی یہاں شکایت ہے وہ اکثر واقع ہوتی رہتی ہیں۔

قدیم یہودی نماز میں یہ مزمور ہفتے کے تیسرے دن یعنی منگل کو پڑھا جاتا تھا۔

زبور ۸۲ - آسف کا مزمور۔

(۱) خدا کی جماعت میں خدا موجود ہے۔ وہ الٰہوں کے درمیان عدالت کرتا ہے۔ (۲) تم کب تک بے انصافی سے عدالت کرو گے اور شریروں کی طرف داری کرو گے؟ (سلاہ) (۳) غریب اور یتیم کا انصاف کرو۔ غمزدہ اور مفلس کے ساتھ انصاف سے پیش آؤ۔ (۴) غریب اور محتاج کو بچاؤ۔ شریروں کے ہاتھ سے اُن کو چھڑاؤ۔ (۵) وہ نہ تو کچھ جانتے ہیں نہ سمجھتے ہیں وہ اندھیرے میں اِدھر اُدھر چلتے ہیں۔ زمین کی سب بنیادیں ہل گئی ہیں۔ (۶) میں نے کہا تھا کہ تم الٰہ ہو اور تم سب حق تعالیٰ کے فرزند ہو۔ (۷) تو بھی تم آدمیوں کی طرح مرو گے اور اُمرا میں سے کسی کی طرح گر جاؤ گے۔ (۸) اے خدا۔ اُٹھ۔ زمین کی عدالت کر کیونکہ تو ہی سب قوموں کا مالک ہوگا۔

۱- "خدا" شروع میں غالباً یہوواہ ہوگا جس کی جگہ الوہسٹک مصنف نے الوہیم رکھا۔

"موجود ہے" عبرانی کے مطابق "کھڑا ہے" بطور میر مجلس کے۔ مقابلہ کرو یسعیاہ ۳: ۱۳ و عاموس ۷: ۷ و ۹: ۱ سے۔

"خدا کی جماعت" اسرائیل کی جماعت بھی یہوواہ کی جماعت کہلاتی ہے (گنتی ۲۷: ۱۷ و زبور ۷۴: ۲) لیکن یہاں ایسی جماعت مراد ہے جس کا میر مجلس خدا ہے۔

"الٰہوں کے درمیان" الٰہوں سے غالباً قاضی اور حکام مراد ہیں یا فرشتے جیسا کہ دیباچہ میں ذکر ہوا (۱-سلاطین ۲۲: ۱۹ و ایوب ۱ و ۲ باب) مقابلہ کرو آیت ۶ سے۔

۲- "عدالت کرو گے" دولتمندوں اور زورآوروں کی رعایت (خروج ۲۳: ۲ و ۳ و ۶-۸ و احبار ۱۹: ۱۵ و ۳۵ و استثنا ۱: ۱۷)

۳ و ۴ - دیکھو یسعیاہ ۱: ۱۷ و ۱۰: ۱ و ۲ -

۵ - خدا متکلم ہے - اگرچہ جاننا و سمجھنا قاضی کے لئے ضروری شرط تھی لیکن یہ ان دونوں سے خالی تھے - (۱-سلاطین ۳: ۹)

۶ - خدا ہی کی طرف سے ان کو یہ اختیار ملا تھا کہ وہ اُس کے نام پر عدالت کریں - الٰہی الفاظ کی طرف اشارہ ہے - یوحنا ۱۰: ۳۴ میں یہ آیت پایا جاتا ہے -

۷ - پھر بھی جب انہوں نے اپنا فرض ادا نہ کیا تو وہ سزا سے بھی نہ بچینگے - وہ عام آدمیوں کی طرح مرینگے -

---

زبور ۸۳

بے انصاف حاکموں کو سزا جو خدا کے لوگوں پر ظلم کرتے ہیں - اور پھر یہ دعا ہے کہ ان قوموں کو سزا دے جو خدا کی اُمت کو تباہ کرنا چاہتے ہیں - ہمسایہ قوموں نے بھی اس سازش میں حصہ لیا - مثلاً ادومی - عمالیقی اور عربی قبیلے -

اس مزمور کی بھی ٹھیک تاریخ مقرر کرنا مشکل ہے -

بعض مفسر کہتے ہیں کہ اس مزمور کا علاقہ ۱-مکابی ۵ باب سے ہے جب یہوداہ مکابی نے ہیکل کو بحال کیا تو ہمسایہ قومیں چڑ گئیں اس لئے یہوداہ نے ان پر لشکر کشی کی -

بعض مفسروں کی رائے ہے کہ یہوسفط بادشاہ کے خلاف جن قوموں نے سازش کی ان کی طرف یہاں اشارہ ہے (۲-تواریخ ۲۰ باب) اس وقت موآبیوں اور عمونیوں نے مخالفت میں خاص حصہ لیا اور عربی اور ادومی بھی ان کے ساتھ مل گئے -

بعضوں نے اس مزمور کو فارسی زمانہ سے منسوب کیا - جب یروشلم کو دوبارہ بنانے لگے تو بہتوں نے مخالفت کی (نحمیاہ ۴: ۱-۷ و عزرا ۶: ۲۲)

الغرض کسی خاص زمانے کو محدود نہیں کر سکتے جب ایسی مخالفت ہوئی بلکہ بار بار ایسی مخالفت ہوئی -

اس مزمور کو دو بڑے حصوں میں تقسیم کر سکتے ہیں -

(۱) مزمور نویس کی دعا کہ خدا کیوں خاموش ہے جب دشمن قومیں چڑھی چلی آ رہی ہیں (۱-۸) .

(۲) جیسے تُو نے مدیانیوں اور کنعانیوں کو قدیم زمانہ میں سزا دی تھی ویسے ہی اب کر جب تک کہ وہ فرمانبردار نہ بنیں۔ (۹-۱۸)

زبور ۸۳ - گیت۔ آسف کا مزمور

(۱) اے خدا۔ خاموش نہ رہ۔ اے خدا چپ چاپ نہ ہو اور خاموشی اختیار نہ کر۔ (۲) کیونکہ دیکھ تیرے دشمن اُودھم مچاتے ہیں۔ اور تجھ سے عداوت رکھنے والوں نے سر اُٹھایا ہے۔ (۳) کیونکہ وہ تیرے لوگوں کے خلاف مکاری سے منصوبہ باندھتے ہیں۔ اور اُن کے خلاف جو تیری پناہ میں ہیں مشورہ کرتے ہیں۔ (۴) انہوں نے کہا آؤ ہم ان کو کاٹ ڈالیں کہ ان کی قوم ہی نہ رہے اور اسرائیل کے نام کا پھر ذکر نہ ہو۔ (۵) کیونکہ انہوں نے ایکا کر کے آپس میں مشورہ کیا ہے۔ وہ تیرے خلاف عہد باندھتے ہیں۔ (۶) یعنی ادوم کے اہل خیمہ اور اسمٰعیلی۔ موآب اور ہاجری۔ (۷) جبل اور عمون اور عمالیق۔ فلستین اور صور کے باشندے (۸) اسور بھی ان سے ملا ہوا ہے۔ انہوں نے بنی لوط کی کمک کی ہے (سلاہ) (۹) تو اُن سے ایسا کر جیسا مدیان سے اور جیسا وادیِ قیسون میں سیسرا اور یابین سے کیا تھا۔ (۱۰) جو عین دور میں ہلاک ہوئے۔ وہ گویا زمین کی کھاد ہو گئے۔ (۱۱) اُن کے سرداروں کو غراب اور زئیب کی مانند۔ بلکہ اُن کے شاہزادوں کو زبح اور ضلمنع کی مانند بنا دے۔ (۱۲) جنہوں نے کہا ہے آؤ ہم خدا کی بستیوں پر قبضہ کر لیں۔ (۱۳) اے میرے خدا۔ اُن کو بگولے کی گرد کی مانند بنا دے اور جیسے ہوا کے آگے ڈنٹھل۔ (۱۴) اُس آگ کی طرح جو جنگل کو جلا دیتی ہے۔ اُس شعلہ کی طرح جو پہاڑوں میں آگ لگا دیتا ہے۔ (۱۵) تُو اسی طرح اپنی آندھی سے اُن کا پیچھا کر اور اپنے طوفان سے اُن کو پریشان کر دے۔ (۱۶) اے خداوند۔ اُن کے چہروں پر رسوائی طاری کر تاکہ وہ تیرے نام کے طالب ہوں۔ (۱۷) وہ ہمیشہ شرمندہ اور پریشان رہیں بلکہ وہ رسوا ہو کر ہلاک ہو جائیں۔ (۱۸) تاکہ وہ جان لیں کہ تو ہی جس کا نام

یہوواہ ہے تمام زمین پر بلند و بالا ہے۔

۱۔ مقابلہ کرو یسعیاہ ۹۲:۱ و ۶ و ۷ سے۔

۲۔ "اُودھم مچاتے ہیں" بہت لوگوں کا ہنگامہ۔

"تیرے دشمن"۔ اسرائیل کے دشمن خدا کے دشمن ہیں۔

۳۔ "تیری پناہ میں" یعنی خدا کی اُمت جسے وہ تکلیف کے دن اپنے خیمہ میں چھپاتا ہے (۲۷:۵ و ۳۱:۲۰)

۴۔ دیکھو یرمیاہ ۴۸:۲ و ۴۲ و میکاہ ۵:۲۔

۶۔ یعنی خانہ بدوش ادومی اور اسماعیلی (حبقوق ۳:۷)

۷۔ "فلستین" (عاموس ۱:۶) فلستیوں اور صوریوں کو اس لئے ملامت کی گئی کہ انہوں نے اسرائیلی اسیروں کو ادومیوں کے سپرد کر دیا تھا۔

۸۔ اسوری اس وقت بڑی طاقت نہ تھی اس لئے وہ امونیوں اور موآبیوں کے ساتھ اتحاد کرتے ہیں۔ اسوریوں کی مٹھ بھیڑ بنی اسرائیل کے ساتھ یاہو کے عہد سلطنت میں ہوئی جو شلمنسر دوم (۸۴۲ قم) کا باجگذار بن گیا۔ یاہوسفط کے زمانے میں بھی اسوریوں نے فنیکی اور ارام کو فتح کیا اور اموریوں نے ان سے مدد لی (۲ سموئیل ۶:۱۰)

"بنی لوط" موآبی اور عموقی (۲۔ تواریخ ۲۰:۱ و استثنا ۲:۹ و ۱۹)

۹۔ "مدیان" جدعون نے مدیانیوں پر فتح پائی (قاضی ۷ و ۸ باب)۔ یسعیاہ نے بھی اس فتح کا ذکر کیا (۹:۴ و ۱۰:۲۶) جیسے یہوسفط کے دشمن ویسے یہ مدیانی اپنے لوگوں کے ہاتھ سے تباہ ہوئے۔ (۲۔ تواریخ ۲۰:۲۳)

۱۰۔ "عین دور" یہ بھی اسی وادی میں واقع تھا اگرچہ اس قصہ میں اس کا ذکر نہیں۔

"کھاد" حقارت کا لفظ (۲۔ سلاطین ۹:۳۷ و یرمیاہ ۸:۲)

۱۱۔ "غوریب اور زئیب" یعنی کوا اور بھیڑیا ان کا ذکر بھی جدعون کی فتح میں آیا۔ یہ مدیانیوں کے سردار تھے (قاضی ۷:۲۵ و یسعیاہ ۱۰:۲۶)

"زبح اور ضلمنع" مدیانیوں کے بادشاہ تھے۔ (قاضی ۸:۵ و ۱۲ و ۱۸)

۱۲۔ "جنہوں نے" یعنی مزمور نویس کے زمانہ کے دشمنوں نے نہ کہ مدیانیوں نے۔

۱۴ و ۱۵۔ خدا کا غضب آتش بھبھوکے کی مانند ہے (یسعیاہ ۲۹:۶ و ۳۰:۲۷ و ۳۰ و ۳۳)

۱۸- اس ساری سزا کا مقصد یہ ہے کہ وہ خدا کی اطاعت کریں (یسعیاہ ۳۷: ۲۰ و ۲ تواریخ ۱۹:...)

۸۴ زبور

بنی آسف کے مزامیر کا مجموعہ ۸۳ مزمور پہ ختم ہوا - ۸۴ - ۸۹ مزمور تک اس مجموعہ کا گویا ضمیمہ ہے - اس حصے میں الوہیتک مصنف کا سراغ بہت کم پایا جاتا ہے سوائے ۸۴، ۸۵ و ۸۹ کے -

۸۴ مزمور ۴۲ و ۴۳ مزامیر کا گویا رفیق ہے - اس میں خدا کی عبادت اور ہیکل میں پرستش کا جوش ویسا ہی پایا جاتا ہے اور ویسے ہی جملے ملتے ہیں (مثلاً مسکن - زندہ خدا - خدا کے حضور، (آیات ۱ و ۲ و ۷) غالباً یہ مزامیر ایک ہی مصنف کی تصنیف ہیں اگرچہ مختلف موقعوں پر لکھے گئے - ۴۲ و ۴۳ مزامیر میں ذکر ہے کہ مقدس میں نہ حاضر ہونے سے مزمور نویس کو کیسا رنج تھا - ۸۴ مزمور میں ہیکل کی عبادت میں شریک ہونے کی خوشی کا اظہار ہے -

غالباً یہ مزمور اس وقت تصنیف ہوا جب ہیکل موجود تھی اور اس کی عبادت ہوتی تھیں - ۹ آیت میں "اس تے مسیح" سے اگر بادشاہ مراد ہو تو یہ اس وقت لکھا گیا جب بنی اسرائیل میں ایک بادشاہ تھا - لیکن یہ فیصلہ کرنا مشکل ہے کہ یہ کونسا بادشاہ تھا -

یہ مزمور سارے زمانوں میں استعمال ہو سکتا ہے - اس میں قربانی اور عبادت کے فضل و جلال کو پیش کیا گیا -

لفظ سِلاہ کے ذریعہ اس مزمور کے تین حصے ہو جاتے ہیں دیکھو ۴ و ۸ آیات لیکن بہتر ہوگا کہ ہم اس کو صرف دو حصوں ہی میں تقسیم کریں (۱) ۱ - ۷ اور (۲) ۸ - ۱۲) اگر تین حصے لئیں تو یوں تقسیم ہوگی -

(۱) مزمور نویس کا اشتیاق خدا کے گھر کے لئے (۱-۴)

(۲) وہ لوگ مبارک ہیں جو خدا کی مدد سے ساری مشکلات پر غالب آ جاتے ہیں - (۵-۸)

(۳) خدا کی حضوری میں جانا جو برکتوں کا چشمہ ہے بڑی قدر و قیمت رکھتا ہے - (۹-۱۲)

عنوان کے لئے دیکھو دیباچہ -

زبور ۸۴ - میر مغنی کے لئے گتیت کے سُر پر بنی قورح کا مزمور -

(۱) اے لشکروں کے خداوند! تیرے مسکن کیا ہی دلکش ہیں - (۲) میری جان خداوند کی بارگاہوں کی مشتاق ہے بلکہ گداز ہو چلی - میرا دل اور میرا جسم زندہ خدا کے لئے خوشی سے للکارتے ہیں - (۳) اے لشکروں کے خداوند - اے میرے بادشاہ اور میرے خدا تیرے مذبحوں کے پاس گوریا نے اپنا آشیانہ اور ابابیل نے اپنے لئے گھونسلا بنا لیا جہاں وہ اپنے بچوں کو رکھے - (۴) مبارک ہیں وہ جو تیرے گھر میں رہتے ہیں - وہ سدا تیری تعریف کرینگے - (سلاہ) (۵) مبارک ہے وہ آدمی جس کی قوت تجھ سے ہے جس کے دل میں صیون کی شاہراہیں ہیں - (۶) وہ وادیِ بکا سے گذر کر اُسے چشموں کی جگہ بنا لیتے ہیں بلکہ پہلی بارش اُسے برکتوں سے معمور کر دیتی ہے - (۷) وہ طاقت پر طاقت پاتے ہیں - اُن میں سے ہر ایک صیون میں خدا کے حضور حاضر ہوتا ہے - (۸) اے خداوند لشکروں کے خدا! میری دعا سُن - اے یعقوب کے خدا! کان لگا - (سلاہ) (۹) اے خدا - اے ہماری سپر! دیکھ اور اپنے ممسوح کے چہرے پر نظر کر - (۱۰) کیونکہ تیری بارگاہوں میں ایک دن ہزار سے بہتر ہے - میں اپنے خدا کے گھر کا دربان ہونا شرارت کے خیموں میں بسنے سے زیادہ پسند کرونگا - (۱۱) کیونکہ خداوند خدا آفتاب اور سپر ہے - خداوند فضل اور جلال بخشیگا - وہ راست رَو سے کوئی نعمت باز نہ رکھیگا - (۱۲) اے لشکروں کے خداوند مبارک ہے وہ آدمی جس کا توکل تجھ پر ہے -

۱ - "دلکش" یعنی جن کو پیار کرنے کو دل چاہتا ہے - جمع کا صیغہ اس لئے آیا ہے کہ ہیکل میں بہت سے مکانات تھے -

۲ - "تین لفظ" جان - دل اور جسم الگ الگ معنی رکھتے ہیں - جان جذبات کے لئے - دل عقل اور ارادہ کے لئے ہے اور جسم وہ ہے جس کے وسیلے جان اور دل کام کرتے ہیں -

"نزدہ تجدا" الحیّ (۲۴۲ : ۲) ہیکل تو ایک وسیلہ ہے لیکن ہمارے اشتیاق کا موضوع خود خدا ہے۔

۳۔ "گوریا" مزمور نویس کو رشک آتا ہے کہ چڑیا گوریا کو گھونسلا بنانے کے لئے ہیکل کی سر میں جگہ مل گئی۔ یہ چھوٹے پرندوں کا عام نام ہے۔

"ابابیل" سترہ میں "فاختہ" جو پرندے ہیکل میں گھر بناتے ہیں وہ یونان اور مشرقی ممالک میں مقدس سمجھے جاتے ہیں۔

"مذبحوں کے پاس" یعنی مذبح کے قریب وجوار میں نہ کہ عین مذبح میں۔

۴۔ گھر میں رہتے ہیں یعنی ہیکل میں خدمت کرنے والے (۲۳: ۶ و ۲۷ : ۴ و افسیوں ۲ : ۱۹)

۵۔ نہ صرف خدا کے گھر میں رہنے والے مبارک ہیں بلکہ جو خدا کی قوت سے ہر مشکل پر غالب آتے ہیں جو صیحون کا حج کرنے کے لئے دل وجان سے تیار ہیں۔

۶۔ "بکا" جس لفظ سے یہ نکلا ہے اُس کا ترجمہ عبرانی اور عربی میں "رونا" ہے۔ یہاں غالباً ایک قسم کا بلسان کا درخت تھا (۱- سموئیل ۷: ۱۲) شلم کی وادی کا نام بھی شلم کے درختوں سے مشہور ہوا۔ کہتے ہیں کہ بلسان کے درختوں کے لئے خشک ترین موزوں تھی۔ یہ درخت مکہ کی وادی میں بکثرت پیدا ہوتے ہیں۔ اس خشک بے آب وادی میں سے یروشلم کے حاجیوں کو گذرنا پڑتا تھا لیکن ایمانداروں کے لئے یہ وادی چشموں کی وادی بن جاتی ہے اور خدا آسمان سے بارش بھیج کر لوگوں کو تر وتازہ کرتا ہے۔

۷۔ "طاقت پر طاقت" سفر کی تکلیفوں سے کمزور ہونے کی بجائے ان کو تازہ طاقت ملتی جاتی ہے۔ (یسعیاہ ۴۰ : ۳۱)

"خدا" سترہ میں ہے "ایل الوہیم یعنی خداؤں کا خدا"

۸۔ یہ دعا مزمور نویس نے اُس وقت مانگی ہوگی جب وہ دیگر حاجیوں کے ساتھ ہیکل میں پہنچا ہوگا۔

۹۔ اب سارے حاجی دعا میں شریک ہوتے ہیں۔

"ہماری سپر" خدا بھی ایمانداروں کی سپر کہلاتا ہے (آیت ۱۱) بادشاہ بھی

"سپر" کہلایا۔ (۸۹ : ۱۸)

"ممسوح کے چہرے پر" اس سے کون مراد ہے؟ کیا بادشاہ یا سردار کاہن یا اُمت؟ جو لوگ اس مزمور کو جلاوطنی کے بعد کی تصنیف مانتے ہیں وہ مسیح سے سردار کاہن یا اُمت مراد لیتے ہیں۔ سردار کاہن بھی مسیح کہلایا ہے (احبار ۴ : ۳ و ۵ و ۱۶ و ۶ : ۲۲) لیکن وہ کبھی خداوند کا مسیح نہیں کہلایا اس لئے گمان غالب ہے کہ یہاں مسیح سے بادشاہ ہی مراد ہے۔ اور اگر یہ بادشاہ ایسا شخص ہو جس نے حزقیاہ یا یوسیاہ کی طرح اصلاح کی تو ایسے بادشاہ کی عمر درازی کی دعا موزوں ہوگی۔

۱۰۔ "خدا کے گھر کا دربان" قورح کے بیٹوں کی یہ خدمت تھی (۱- تواریخ ۹ : ۱۹) یا غالباً کوئی ادنیٰ خدمت۔

"شرارت کے خیموں" یہ غیر قوم ہمسایوں کی طرف اشارہ ہے (۸۳ : ۳ و ۱۰)

۱۱۔ "آفتاب اور سپر" پرانے عہدنامے میں کسی دوسری جگہ آفتاب نہیں کہلایا گو استعارے کے طور پر کئی دفعہ ذکر آیا ہے (۲۷ : ۱ و یسعیاہ ۱۰ : ۱۷ و ۶۰ : ۱۹ و ۲۰ و ملاکی ۴ : ۲)

"فضل اور جلال" (پیدایش ۳۹ : ۲۱ و ۸۵ : ۹ و ۱- سلاطین ۳ : ۱۳ و زبور ۸۵ : ۱۲)

---

۸۵ زبور

جب خدا نے بنی اسرائیل کو جلاوطنی سے نکال کر بحال کیا تو یہ اس امر کا ثبوت تھا کہ خدا نے ان کو معاف کر دیا ہے (یرمیاہ ۳۳ : ۸ وغیرہ) لیکن اسرائیل کی موجودہ حالت یہ ظاہر کرتی تھی کہ خدا کا غصہ اب تک باقی ہے۔ صرف تھوڑے لوگ اسیری سے واپس آئے۔ مایوسی سے سب شکستہ دل تھے قومی طبیعت بیدار نہ ہوئی اور یسعیاہ ۴۰ - ۶۶ تک میں جو امید دلائی گئی تھی وہ پوری نہ ہوئی اس لئے قوم کی یہ دعا تھی کہ خدا کی نجات بخش طاقت پھر ظاہر ہو تا کہ لوگوں کے دل خوش ہو جائیں۔ (۱-۷)

مزمور نویس کو خدا کی طرف سے یقین دلایا گیا کہ خدا کے ارادے اپنی وفادار اُمت

کے بارے میں ضرور پورے ہونگے۔ وہ ان کے درمیان سکونت کریگا اور انہیں برکت دیگا۔ (۸-۱۳)

غالباً جلاوطنی سے واپس آنے کے اوائل ایام میں یہ مزمور بنا ہوگا مقابلہ کرو حجی اور زکریاہ کی نبوتوں سے۔ خاص کر زکریاہ ۱: ۱۲ وغیرہ ۵۲۰ ق م کے قریب سے اس مایوسی کو دور کرنے کے لئے جو اس وقت قوم پر چھائی ہوئی تھی۔

اس مزمور کے دو حصے ہیں:-

(۱) خدا کی رحمتوں کے لئے دعا (۱-۷)

(۲) امید کا جواب (۸-۱۳)

کرسمس کے دن کے خاص مزامیر میں سے ایک یہ مزمور مقرر ہے کیونکہ مسیح کے بارے میں جو امیدیں تھیں وہ اس دن پوری ہوئیں (لوقا ۲: ۱۴ و ۳۰ و ۳۲ و متی ۱: ۲۱ و یوحنا ۱: ۱۴ و ۱۷ اور رومیوں ۱: ۵)

زبور ۸۵ - میر مغنی کے لئے بنی قورح کا مزمور

(۱) اے خداوند تو اپنے ملک پر مہربان رہا ہے۔ تو یعقوب کو اسیری سے واپس لایا ہے۔ (۲) تو نے اپنے لوگوں کی بدکاری معاف کردی ہے۔ تو نے ان کے سب گناہ ڈھانک دئے ہیں۔ (سلاہ) (۳) تو نے اپنا غضب بالکل اٹھا لیا۔ تو اپنے قہر شدید سے باز آیا ہے۔ (۴) اے ہمارے نجات دینے والے خدا۔ ہم کو بحال کر۔ اپنا غضب ہم سے دور کر۔ (۵) کیا تو سدا ہم سے ناراض رہیگا؟ کیا تو اپنے قہر کو پشت در پشت جاری رکھیگا؟ (۶) کیا تو ہم کو پھر زندہ نہ کریگا؟ تاکہ تیرے لوگ تجھ میں شادمان ہوں؟ (۷) اے خداوند! تو اپنی شفقت ہم کو دکھا اور اپنی نجات ہم کو بخش۔ (۸) میں سنونگا کہ خداوند خدا کیا فرماتا ہے کیونکہ وہ اپنے لوگوں اور اپنے مقدسوں سے سلامتی کی باتیں کریگا۔ پر وہ پھر حماقت کی طرف رجوع نہ کریں۔ (۹) یقیناً اس کی نجات اس سے ڈرنے والوں کے قریب ہے تاکہ جلال ہمارے ملک میں بسے۔ (۱۰) شفقت اور راستی باہم مل گئی ہیں۔ صداقت اور سلامتی نے ایک دوسرے کا بوسہ لیا ہے۔ (۱۱)

راستی زمین سے نکلتی ہے اور صداقت آسمان پر سے جھانکتی ہے (۱۲) جو کچھ اچھا ہے وہی خداوند عطا فرمائیگا اور ہماری زمین اپنی پیداوار دیگی (۱۳) صداقت اس کے آگے آگے چلیگی اور اس کے نقش قدم کو ہماری راہ بنائیگی۔

۱- "مہربان رہا" یرمیاہ ۱۴: ۱۰ و ۱۲ میں جو لعنت تھی وہ دور ہو گئی (حجی ۱: ۸) "اسیری سے واپس لایا" یا یعقوب کی قسمت کو پلٹ دیا۔ بابل کی اسیری سے بحالی مراد ہے۔

۲- "گناہ" "خطائیں۔ گناہ کے لئے جو عبرانی لفظ ہے اس سے اخلاقی فساد مراد ہے اور خطا سے راہ سے بھٹک جانا یا نشانہ خطا کرنا مراد ہے۔ معافی کو دو طرح سے ظاہر کیا (۱) بوجھ کا دور کرنا (۲) جرم کا ڈھانپنا۔

۳- "غضب" جو اسرائیل کے گناہ کے باعث نازل ہوا (یرمیاہ ۳۰: ۲۴ و نوحہ ۱۲: ۴ و ۴: ۱۱)

۶- (ہوسیع ۶: ۲ و حبقوق ۲: ۴ و حزقی ایل ۳۷: ۳)

۷- "شفقت" کیونکہ ہم تیرے ہیں۔

۸- (حبقوق ۲: ۱)
"سلامتی کی باتیں" (یرمیاہ ۲۹: ۱۱)
"مقدسوں" یعنی اسرائیل۔ دیکھو ۵۰: ۵ کی شرح۔
"حماقت" اپنے آپ پر بھروسہ رکھنا۔ (۹۴: ۱۳) جس سے بے ایمانی اور نافرمانی پیدا ہوتی ہے۔

۹- "جلال" یہواہ کی حضوری کا اظہار جس کے جاتے رہنے کو حزقی ایل نے دیکھا (۱۰: ۱۸) اور جس کا واپس آنا بحالی کا نشان تھا (۴۳: ۴ و یسعیاہ ۶۰: ۱ و ۲ و زکریاہ ۲: ۵) شکینہ خدا کی حضوری خیمہ یا ہیکل میں (خروج ۴۰: ۳۴ و ۳۵ و ۲- تواریخ ۷: ۱-۳)

۱۰- "شفقت اور راستی" ایسی صفات جو نجات کے کام میں حصہ لیتی ہیں۔

۱۲- دنیا کی دولت اخلاقی ترقی کے ساتھ ساتھ جائیگی۔

۱۳۔ با ہوا اپنی امت کی رہبری کرتا ہے اور اس کے آگے راستبازی بطور نقیب کے جاتی ہے تاکہ اس کے لوگ بلا ٹھوکر کھائے اس کے پیچھے پیچھے چلیں۔

---

۸۶ زبور

اس مزمور میں بعض دیگر مزامیر اور مقدس کتاب کے حصے پائے جاتے ہیں۔ اس میں لفظ ادو نائی (خداوند) سات دفعہ آیا ہے۔ اس لئے مزمور نویس اپنے تئیں "بندہ"۔ اور لونڈی کا بیٹا" کہتا ہے۔ یہ مزمور مسیحی مزمور گنا گیا ہے دیکھو آیت ۹ ۔

تیسری کتاب میں یہی ایک مزمور ہے جس کے عنوان میں "داؤد" آیا ہے۔ "داؤد کی دعا" سے مراد داؤد کی دعا کی تقلید ہے (۷۲: ۲۰)۔ یہ بھی بحالی کے بعد لکھا گیا ہوگا (۱۳ آیت) لیکن اس کا پتا نہیں کہ کسی خاص موقعہ پر لکھا گیا۔

اس کو یوں تقسیم کر سکتے ہیں:۔

(۱) درخواستیں جن کی کوئی نہ کوئی وجہ دی گئی (۱-۵)

(۲) خدا کی ذات پر بھروسہ کرکے مناجات کرتا ہے (۶ - ۱۰)

(۳) ہدایت کے لئے دعا اور شکرگذاری (۱۱-۱۷)

زبور ۸۶ ۔ داؤد کی دعا۔

(۱) اے خداوند۔ اپنا کان جھکا اور مجھے جواب دے کیونکہ میں مسکین اور محتاج ہوں۔ (۲) میری جان کی حفاظت کر کیونکہ میں دیندار ہوں اے میرے خدا اپنے بندے کو جس کا توکل تجھ پر ہے بچالے۔ (۳) یارب۔ مجھ پر رحم کر کیونکہ میں دن بھر تجھ سے فریاد کرتا ہوں۔ (۴) یارب اپنے بندے کی جان کو شاد کر دے کیونکہ اپنی جان تیری طرف اٹھاتا ہوں۔ (۵) اس لئے کہ تو یارب۔ نیک اور معاف کرنے کو تیار ہے۔ اور اپنے سب دعا کرنے والوں پر شفقت میں غنی ہے۔ (۶) اے خداوند میری دعا پر کان

لگا اور میری منت کی آواز پر توجہ فرما۔ (۷) میں اپنی مصیبت کے دن تجھ سے دعا کرونگا کیونکہ تو مجھے جواب دیگا۔ (۸) یارب! معبودوں میں تجھ سا کوئی نہیں اور تیری صنعتیں بے مثال ہیں۔ (۹) یارب۔ سب قومیں جن کو تو نے بنایا آکر تیرے حضور سجدہ کرینگی اور تیرے نام کی تمجید کرینگی۔ (۱۰) کیونکہ تو بزرگ ہے اور عجیب و غریب کام کرتا ہے۔ تو ہی واحد خدا ہے۔ (۱۱) اے خداوند۔ مجھ کو اپنی راہ کی تعلیم دے۔ میں تیری راستی میں چلونگا۔ میرے دل کو یکسوئی بخش تاکہ تیرے نام کا خوف مانوں (۱۲) یارب۔ میرے خدا۔ میں پورے دل سے تیری تعریف کرونگا۔ میں ابد تک تیرے نام کی تمجید کرونگا۔ (۱۳) کیونکہ مجھ پر تیری بڑی شفقت ہے اور تو نے میری جان کو پاتال کی تہ سے نکالا ہے۔ (۱۴) اے خدا مغرور میرے خلاف اٹھے ہیں اور تندخو جماعت میری جان کے پیچھے پڑی ہے اور انہوں نے تجھے اپنے سامنے نہیں رکھا۔ (۱۵) لیکن تو یارب رحیم و کریم خدا ہے۔ قہر کرنے میں دھیما اور شفقت و راستی میں غنی۔ (۱۶) میری طرف متوجہ ہو اور مجھ پر رحم کر۔ اپنے بندے کو اپنی قوت بخش اور اپنی لونڈی کے بیٹے کو بچالے (۱۷) مجھے بھلائی کا کوئی نشان دکھا تاکہ مجھ سے عداوت رکھنے والے اسے دیکھ کر شرمندہ ہوں کیونکہ تو نے اے خداوند میری مدد کی اور مجھے تسلی دی ہے۔

۱۔ "کان جھکا" (۱۷: ۶ و ۳۱: ۲ و یسعیاہ ۳۷: ۱۷)

"مسکین اور محتاج" یا مصیبت زدہ اور محتاج جن کی مدد کا خداوند نے وعدہ کیا (۱۲: ۵)

۲۔ "دیندار"۔ جو تیری رحمت کا مستحق ہے۔

۳۔ (دیکھو ۵۷: ۱ و ۲)

۵۔ "معاف کرنے کو"۔ بخشنے پر مستعد۔ یہ لفظ صرف یہیں آیا ہے لیکن یہ خیال بہت جگہ پایا جاتا ہے۔ (زبور ۱۳۰: ۴)

۶۔ (دیکھو ۵۵: ۱ و ۲ و ۵: ۲ و ۲۸: ۳)

۷۔ (دیکھو ۷۷: ۲ و ۱۷: ۶)

۸۔ اِس کی بنیاد خروج ۱۵: ۱۱ ہے۔ نیز دیکھو استثنا ۳: ۲۴۔

۹۔ (زبور ۲۲: ۲۷ و مکاشفہ ۱۵: ۳ و ۴)

۱۰۔ (خروج ۱۵: ۱۱ و ۳۴: ۱۰)

۱۱۔ "تعلیم دے" لفظ بہ لفظ ۲۷: ۱۱ میں ہے۔ ۳۶: ۳ سے مقابلہ کرو۔
"راستی میں" یعنی وہ اضطراب میں نہ رہے۔ پریشان و پراگندہ نہ ہونے پائے۔

۱۲ و ۱۳۔ (۵۷: ۹ و ۱۰ و ۹: ۱ و ۵۰: ۱۵ و ۲۳)

۱۴۔ جن خطروں سے وہ گھرے ہوئے تھے۔ مقابلہ کرو ۵۴: ۳ سے۔

۱۵۔ لفظ بہ لفظ خروج ۳۴: ۶ میں ہے۔ ان بیرحم اور مغرور دشمنوں سے اُس نے خدا کی منکشف سیرت کا مقابلہ کیا۔
"قہر کرنے میں دھیما" غصہ کرنے میں دھیما۔ یعنی جلد غصہ نہیں ہو جاتا بلکہ دیر تک برداشت کرتا ہے۔

۱۶۔ دیکھو ۲۵: ۱۶

"بندہ۔ لونڈی کا بیٹا" (۱۱۶: ۱۶ پیدائش ۱۴: ۱۴ و ۱ سموئیل ۲: ۱۹)

۱۷۔ "نشان" مقابلہ کرو یسعیاہ ۷: ۴ و عزرا ۸: ۲۲ و نحمیاہ ۵: ۱۹ و ۱۳: ۳۱ سے۔
"شرمندہ ہوں" (۴: ۳ و ۶: ۱۰ و ۳۵: ۴)

۸۷ زبور

اس میں ۸۶ مزمور کے خیال کو توسیع دی ہے۔ سبحانہ مزمور ہے۔ اس میں یہ نقشہ کھینچا گیا ہے کہ صیحون خدا کی عالمگیر سلطنت کا دارالخلافہ ہے اور اس میں ساری قومیں شامل ہو گئی ہیں اور صیحونی شہری حقوق ان کو دئے گئے۔ اس پیشین گوئی کے ساتھ مقابلہ کرو یسعیاہ ۲: ۲۔۴ و میکاہ ۴: ۱۔۳ + ۱۱: ۱۰ و ۱۸: ۷ و ۱۹: ۱۹ و ۲۰: ۶ و صفنیاہ ۲: ۱۱ و ۳: ۹ و ۱۰ و زکریاہ ۲: ۱۱ و ۸: ۲۰ سے ۲۳) یہ اس امر کی پیشین گوئی ہے کہ مسیح کی سلطنت یا کلیسیا میں ساری قوموں کو مساوی حقوق ملینگے۔

یہ مزمور غالباً حزقیاہ کے زمانہ کی تصنیف ہے۔ اس میں وہی خیال پایا جاتا ہے جو اُس زمانے کے دیگر مزامیر اور مزموروں میں پایا جاتا ہے دیکھو زبور ۴۶ و ۴۷ و ۴۸ و ۷۶ و یسعیاہ ۱۹: ۲۴۔

رہب یسعیاہ کی کتاب میں مصر کا نام ہے (۳۰: ۷) جو اس وقت بڑی طاقت میں تھا۔ بابل کا تعلق یہوداہ سے ہوا (یسعیاہ ۳۹) فلسطیوں کو حزقیاہ نے مطیع کیا (۲ سلاطین ۱۸: ۸)۔ کوش کا ذکر ہونے لگا (یسعیاہ ۳۷: ۹) سنحریب کے واپس جانے کے بعد بہت قوموں نے حزقیاہ کو مبارکبادی اور ہیکل کے لئے تحفے بھیجے (۲۔ تواریخ ۳۲: ۲۳)
برعکس اس کے یسعیاہ کی کتاب کے دوسرے حصے کے خیالات بھی اس میں موجود ہیں۔ اسوریوں کی بجائے بابل کا ذکر ہے جس سے پتہ لگتا ہے کہ یہ مابعد زمانہ کی تصنیف ہے۔

یہ مزمور ۳ بندوں پر مشتمل ہے۔
اول (۱۔ ۳) صیحون خدا کا شہر جس کی بنیاد خدا نے ڈالی وہ دُنیا کی ساری قوموں کا صدر ہوگا۔
دوم (۴۔ ۶) خدا یہ اعلان کرتا ہے کہ وہ اپنے سارے دشمنوں کو ملا کر ایک ہی حقوق سب کو دیگا۔
سوم۔ ان لوگوں کی خوشی کا نقشہ جو اس میں اپنی ہر ایک خوشی کا چشمہ پاتے ہیں۔ (۷ آیت)

زبور ۸۷ ۔ بنی قورح کا مزمور یعنی گیت۔
(۱) اُس کی بنیاد مقدس پہاڑوں میں ہے۔ (۲) خداوند صیحون کے پھاٹکوں کو یعقوب کے سب مسکنوں سے زیادہ عزیز رکھتا ہے۔ (۳) اے خدا کے شہر! تیری بڑی بڑی خوبیاں بیان کی جاتی ہیں۔ (سلاہ) (۴) میں رہب اور بابل کا یوں ذکر کرونگا کہ وہ میرے جاننے والوں میں ہیں۔ فلستین اور صور اور کوش کو دیکھو۔ یہ وہاں پیدا ہوا تھا۔ (۵) بلکہ صیحون کے بارے میں کہا جائیگا کہ فلاں فلاں آدمی اُس میں پیدا ہوئے اور حق تعالیٰ خود اُس کو قیام بخشیگا۔ (۶) خداوند قوموں کے شمار کے وقت درج کریگا کہ یہ شخص وہاں پیدا ہوا تھا۔ (سلاہ) (۷) گانے والے اور ناچنے والے بھی کہینگے کہ میرے سب چشمے تجھ ہی میں ہیں۔

۱۔ صیحون شہر کی بنیاد خدا نے ڈالی۔ (یسعیاہ ۱۴: ۳۲) اس کی جگہ مقدس ہے (۲: ۶ و ۴۳: ۳ و ۴۸: ۱ وغیرہ) کیونکہ خدا وہاں موجود ہے۔
"پہاڑوں" جمع کا صیغہ شاعرانہ طور پر ہوگا یہ اُن مختلف پہاڑیوں کی وجہ سے ہے

جن پر یروشلم آباد تھا۔ یا پہاڑی علاقہ کی وجہ سے۔ روم اور قسطنطنیہ کی طرح یہ مختلف پہاڑیوں پر واقع تھا۔

۲۔ "صیحون کے پھاٹکوں" شہر کے لئے شاعرانہ محاورہ ہے جہاں بہت سے حاجی (۱۲۲: ۲) اور ساری قوموں میں سے (یسعیاہ ۶۰: ۱۱ و مکاشفہ ۲۱: ۲۴) جاتے تھے۔

"مسکنوں سے زیادہ"۔ (گنتی ۲۴: ۵)

۳۔ "بڑی بڑی خوبیاں"۔ عالیشان وعدے جو نبوتوں میں کئے گئے (یسعیاہ ۲: ۲ و ۱۱: ۱۰ و ۱۹: ۲۰)

۴۔ خدا متکلم ہے (۴: ۶)

رہب اور بابل بھی میری پرستش کرینگے۔ رہب مصر (یسعیاہ ۳۰: ۷ و ۵۱: ۹ و زبور ۸۹: ۱۰) اور دریائی اژدہا کا نام تھا (ایوب ۲۶: ۱۲ و ۹: ۱۳) اس سے گھمنڈ بھی مراد ہے۔

۵۔ "اس میں" یعنی صیحون میں۔ ہر ایک کو پورے حقوق حاصل ہونگے۔ خدا کا یہ منشا ہے کہ ساری قوموں کو اپنے ساتھ ملا لے۔ مصر جنوب میں بڑی طاقت تھی اور خدا کی اُمت کی دشمن۔ بابل شمال کی بڑی طاقت تھی جس نے بنی اسرائیل پر ظلم کیا۔ جنگجو فلسطی جن سے بار بار بنی اسرائیل کو مقابلہ پیش آیا۔ مغرور صُور تجارت اور دولت کا نمائندہ۔ دُور کا ملک کوش جو جنگی آدمیوں کے باعث مشہور تھا۔ (یسعیاہ ۱۸: ۷) یہ سب قومیں خدا کی پرستار بن جائینگی۔

۵۔ مزمور نویس متکلم ہے۔

۶۔ ان قوموں کی اسم نویسی خود کرتا اور رجسٹر میں اُن کے نام درج کرتا ہے کہ وہ صیحون میں پیدا ہوئے۔ ایسے رجسٹروں کا ذکر ۶۹: ۲۸ و یسعیاہ ۴: ۳ و حزقی ۱۳: ۹ میں آیا ہے۔

۷۔ "چشمے" نجات کے چشمے (یسعیاہ ۱۲: ۳) ہر خوشی کا چشمہ۔
شاید یہ آیت ہدایت کے طور پر ایزاد کی گئی کہ سب لوگ یہ گیت گائیں۔

زبور ۸۸

زبور کی ساری کتاب میں یہ مزمور سب سے زیادہ غم سے معمور اور مایوسی کا مزمور ہے۔

دوسرے مزامیر میں غم و مصیبت کے ساتھ امید کی جھلک بھی نظر آتی ہے لیکن اس میں آخر تک غم و افسوس کے سوا اور کچھ نہیں۔ اس کا آخری لفظ تاریکی ہے اگرچہ ہمارے ترجمہ میں غائب آیا ہے۔ بارہا یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا اس مزمور میں خود مزمور نویس متکلم ہے یا قوم اسرائیل؟ جو لوگ قوم اسرائیل مراد لیتے ہیں وہ سمجھتے ہیں کہ وہ اسیری میں بالکل مایوس ہو گئے تھے۔ تارگم میں اور سریانی ترجمہ میں یہ قوم اسرائیل کی فریاد ہے جو جلاوطنی میں پڑی تھی۔ اگر شخصی تجربہ کا بیان ہو تو بھی یہ درست ہوگا۔ مقابلہ کرو عبرانی ۲: ۱۴ و ۱۵ سے۔ اس کے بیانات نوحہ کی کتاب اور ایوب کی کتاب کے بیانات سے ملتے ہیں۔

تقسیم:- (۱) مزمور نویس کے دکھوں کی شدت (۱-۸)

(۲) اُسے زندگی کی کچھ امید نہیں۔ (۹-۱۲)

(۳) پھر بھی وہ خدا پر تکیہ کرتا ہے۔ (۱۳-۱۸)

اس کا عنوان دُہرا ہے۔ "میر مغنی کے لئے بنی قورح کا مزمور گیت"
"محلت کے راگ پر ہیمان ازراخی کا مشکیل" زبور ۸۸ کے عنوان کا ٹکڑا ہے۔ غالباً یہ مزمور اس مجموعے سے لیا گیا جو بنی قُورح کا مجموعۂ مزامیر ہوگا۔

۱۔ سلاطین ۴: ۳۱ میں چار شخصوں کا ذکر آتا ہے۔ ایتان ازراخی۔ ہیمان۔ کلکول اور دردع جو سلیمان کے بعد سب سے زیادہ دانا گنے گئے۔ مقابلہ کرو ۱۔ تواریخ ۲: ۶ سے۔ وہ زرح کے بیٹے یا اولاد کہلاتے ہیں اس لئے خیال غالب ہے کہ ازراخی سے مراد ہے زرح خاندان اس لحاظ سے وہ یہوداہ کے فرقے سے ہوئے۔

لیکن ۱۔ تواریخ ۱۵: ۱۷ و ۱۹ میں ہیمان اور ایتان مع آسف کے ہیکل کے گانے والوں میں پائے جاتے ہیں۔ ہیمان جو قورح کی اولاد سے تھا وہ کوہات کے قبیلے سے تھا۔ آسف جیرسوم کے قبیلے سے اور ایتان مراری کے قبیلے سے۔ ۱۔ تواریخ ۲۵: ۵ میں ہیمان غیب بین کہلاتا ہے۔ اور ۱۔ تواریخ ۱۶: ۴۱ و ۴۲ و ۲۵: ۱ کا ۱۵: ۱۷ و ۱۹ کے ساتھ مقابلہ کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ ایتان کا دوسرا نام یدوتون تھا۔

زبور ۸۸۔ گیت بنی قورح کا مزمور۔ میر مغنی کے لئے محلت لعنوت کے سُر پر ہیمان ازراخی کا مشکیل۔

(۱) اے خداوند میرے نجات دینے والے خدا! میں نے رات دن تیرے

حضور فریاد کی ہے۔ (۲) میری دعا تیرے حضور پہنچے۔ میری فریاد پر کان لگا۔ (۳) کیونکہ میرا دل دُکھوں سے بھرا ہے۔ اور میری جان پاتال کے نزدیک پہنچ گئی ہے۔ (۴) میں گور میں اُترنے والوں کے ساتھ گنا جاتا ہوں۔ میں اُس شخص کی مانند ہوں جو بالکل بیکس ہو۔ (۵) گویا مقتولوں کی مانند جو قبر میں پڑے ہیں۔ مُردوں کے درمیان ڈال دیا گیا ہوں۔ جن کو تو پھر کبھی یاد نہیں کرتا اور وہ تیرے ہاتھ سے کاٹ ڈالے گئے۔ (۶) تُو نے مجھے گہراؤ میں اندھیری جگہ میں۔ پاتال کی تہ میں رکھا ہے۔ (۷) مجھ پر تیرا قہر بھاری ہے۔ تو نے اپنی موجوں سے مجھے دُکھ دیا ہے۔ (سلاہ) (۸) تُو نے میرے جان پہچانوں کو مجھ سے دُور کر دیا۔ تُو نے مجھے اُن کے نزدیک گھنونا بنا دیا۔ مَیں بند ہوں اور نکل نہیں سکتا (۹) میری آنکھ دُکھ سے دُھندلا چلی۔ اے خداوند! مَیں نے ہر روز تجھ سے دعا کی ہے۔ مَیں نے اپنے ہاتھ تیری طرف پھیلائے ہیں۔ (۱۰) کیا تُو مُردوں کو عجائب دکھائیگا؟ کیا وہ جو مر گئے ہیں اُٹھ کر تیری تعریف کرینگے؟ (سلاہ) (۱۱) کیا تیری شفقت کا چرچا گور میں ہوگا۔ یا تیری وفاداری کا جہنم میں؟ (۱۲) کیا تیرے عجائب کو اندھیرے میں پہچانینگے اور تیری صداقت کو فراموشی کی سرزمین میں؟ (۱۳) پر اے خداوند! میں نے تو تیری دُہائی دی ہے اور صبح کو میری دعا تیرے حضور پہنچیگی۔ (۱۴) اے خداوند! تُو کیوں میری جان کو ترک کرتا ہے؟ تُو اپنا چہرہ مجھ سے کیوں چھپاتا ہے؟ (۱۵) مَیں لڑکپن ہی سے مصیبت زدہ اور قریب الموت ہُوا۔ میں تیرے ڈر کے مارے حواس باختہ ہو گیا۔ (۱۶) تیرا قہر شدید مجھ پر آ پڑا۔ تیری دہشت نے میرا کام تمام کر دیا۔ (۱۷) اُس نے دن بھر سیلاب کی طرح میرا احاطہ کیا۔ اس نے مجھے بالکل گھیر لیا۔ (۱۸) تُو نے دوست و احباب کو مجھ سے دُور کیا اور میرے جان پہچانوں کو اندھیرے میں ڈال دیا ہے۔

۱۔ "رات دن"۔ ۲۲: ۱۔ گو خدا نے اُسے ترک کیا لیکن وہ اُسے اپنا خدا کہتا ہے۔ ایوب ۱۹: ۷ سے مقابلہ کرو۔

۲۔ "فریاد"۔ دل چھیدنے والی فریاد۔

۳۔ "پاتال کے نزدیک"۔ تاریک پاتال کی جگہ جہاں مُردوں کا مسکن ہے۔ (۶: ۵ و ۱۰۷: ۱۸)

۴۔ مزمور نویس اپنے تئیں قریب الموت سمجھتا ہے۔ "گڑھے" سے قبر یا پاتال مراد ہے (امثال ۱: ۱۲ و زبور ۲۲: ۲۹ وغیرہ)

"بیکس ہو"۔ مردہ آدمی کے سایہ کی طرح۔

۵۔ "ڈال دیا گیا"۔ جیسے عزیاہ کوڑھ کے ظاہر ہونے کے بعد علیحدہ کر دیا گیا (۲۔ تواریخ ۲۶: ۲۱) بعضوں نے اس جملہ کا ترجمہ یوں کیا ہے "جس کا بستر مُردوں کے درمیان ہو" (ایوب ۱۷: ۱۳)

"مقتولوں"۔ یعنی جو لڑائی میں مارے جاتے ہیں ان کی لاشیں اکٹھی کر کے ایک گڑھے میں ڈال دی جاتی ہیں (حزقی ایل ۳۲: ۲۴)

"یاد نہیں کرتا"۔ پاتال فراموشی کی سرزمین ہے (۶: ۵ و ۳۰: ۹) جہاں نہ مُردے خدا کو یاد کرتے ہیں اور نہ خدا ہی انہیں یاد کرتا ہے۔

"تیرے ہاتھ سے"۔ یعنی جہاں نہ تیری مدد ہے اور نہ حفاظت۔

۶۔ خدا اس سے ایسا سلوک کر رہا ہے گویا وہ فی الحقیقت مُردہ ہے (۴۹: ۱۴) "پاتال کی تہ"۔ جو گویا زمین کے نیچے ہے۔ (مقابلہ کرو ۸۶: ۱۳ و ۶۳: ۹ و نوحہ ۳: ۵۵)

"اندھیری جگہ میں"۔ شیول یا پاتال تاریک جگہ ہے (۱۴۳: ۳ و نوحہ ۳: ۶ و ایوب ۱۰: ۲۱ و ۲۲)

۷۔ "موجوں سے" (۴۲: ۷)

۸۔ ایوب کی طرح مزمور نویس کو بھی اُس کے دوستوں نے ترک کر دیا اور یہ خدا کا کام تھا جس نے اُسے بیماری بھیجی (ایوب ۱۹: ۱۳)

۹۔ آنکھوں کی روشنی بھی جاتی رہی۔

"ہاتھ پھیلائے ہیں"۔ یعنی دعا مانگنے کے لئے (یسعیاہ ۱: ۱۵)

۱۰۔ مزمور نویس یہ سمجھتا ہے کہ پیشتر اس سے کہ دعا کا جواب ملے وہ مر جائیگا۔

"عجائب"۔ یہ خدا کا خاصہ ہے (خروج ۱۵: ۱۱ و زبور ۷۷: ۱۱ و ۱۴) خدا کا شکر کرنا آدمی کا فرض ہے۔

"کیا جو مر گئے ہیں اُٹھ کر"۔ یعنی جو سایہ کی طرح کمزور ہیں۔

۱۱- خدا کی مہربانی اور سچائی کا چرچا کرنا خدا کی اُمت کی خوشی ہے (۴۰: ۱۱ و ۲۲: ۹ و ۲) لیکن قبر میں ایسا کرنے کی نہ طاقت ہے اور نہ موقع - زبور ۸۹ میں بھی خدا کی ان دو صفات کا ذکر ہوا-

"جہنم میں" عبرانی ابدون پاتال کا نام ہے جو ہستی کی جگہ ہے (ایوب ۲۶: ۶ و ۲۸: ۲۲ و ۳۱: ۱۲ و امثال ۱۵: ۱۱ و ۲۷: ۲۰ و مکاشفہ ۹: ۱۱)

۱۲- پاتال میں نہ خدا کے عجائبات کو کوئی جانیگا - نہ اُس کی راستبازی کو - نہ اُس کی وفاداری اور عہد کو (۱: ۲) وہ تو فراموشی کی سرزمین ہے جہاں خیال - احساس اور عمل کا خاتمہ ہو جاتا ہے - (واعظ ۹: ۵ و ۶ و ۱۰ + یشوع بن سیرخ کی کتاب ۱۷: ۲۷ و ۲۸ و باروخ ۲: ۱۷ و یسعیاہ ۳۸: ۱۸)

۱۳- مزمور نویس اپنا مقابلہ مُردوں سے کرتا ہے جن کا عہد خدا کے ساتھ ختم ہو گیا - البتہ وہ دعا مانگ سکتا ہے جسے وہ ترک نہ کریگا -

۱۴- تعجب کے سوالات - (ایوب ۱۳: ۲۴ و زبور ۱۳: ۱)

۱۵- کیا خدا کو اس پر ترس نہ آئیگا جس کی زندگی ختم ہونے والی ہے ؟

۱۶- "قہر شدید" (۴۲: ۷)

"دہشت" یہ لفظ ایوب ۶: ۴ میں اور اس جگہ آیا ہے -

۱۷- خدا کا قہر سمندر کی لہروں کی طرح موجزن ہے -

۱۸- دوستوں کی جگہ تاریکی چھا گئی (ایوب ۱۷: ۱۴)

اگرچہ سارے مزمور میں مایوسی ہے لیکن ایوب کی طرح اس کے ایمان کا اجر اُسے ملیگا کیونکہ اگر کوئی اُمید باقی تھی وہ خدا میں تھی -

۸۹ زبور

بابل کی اسیری کے ایام میں اکثر دینداروں کو یہ حیرانگی تھی کہ خدا مہربان اور وفادار بھی ہے اور اس نے صاف وعدہ کیا تھا کہ داؤد کے گھرانے کی سلطنت ابدی ہوگی مگر اب یہ حال ہے کہ اُس کی سلطنت و ملک لُٹ گیا اور بادشاہ خود بے تخت و تاج اسیری میں پڑا ہے - ان دو نو امور کو کیسے مطابقت دیں ؟

اس زبور کے دیباچے کے سوا تین بڑے حصّے ہیں اور تفصیل کا سلسلہ حسب ذیل ہے:

اوّل - خدا کی مہربانی اور وفاداری ازلی ابدی اور غیر محدود ہیں اور اُس نے داؤد کے ساتھ ابدی عہد باندھا (۱ - ۴)

دوم - اس دیباچے کے بعد خدا کی تعریف ہے - خاص کر اُس کی قدرت اور وفاداری جن کی بنا پر اس کے وعدے قائم ہیں - آسمان اور فرشتے اُس کی تعریف کرتے ہیں کیونکہ اس کی مانند کوئی نہیں - (۵ - ۷) فطرت اور تاریخ میں اُس کی بادشاہی کا اظہار ہے کہ وہ جہان کو خالق اور حاکم ہے (۸ - ۱۴) وہ لوگ مبارک ہیں جن کا ایسا خدا ہے (۱۵ - ۱۸)

سوم - بادشاہ کے ذکر کے ساتھ دوسرے حصہ کا آغاز ہوتا ہے - داؤد سے خدا نے عہد باندھا (۲ سموئیل ۷ باب) اور وعدہ کیا کہ اُس کے سارے دشمن مغلوب ہونگے اور اس کی حکومت قدیم حدود تک پہنچیگی وہ خدا کا پہلوٹھا اور دُنیا کے سارے بادشاہوں سے اعلیٰ ہوگا اور اس کی سلطنت ابدی ہوگی - (۱۹ - ۳۷)

چہارم - ان وعدوں کا ذکر کرنے کے بعد مزمور نویس اپنی موجودہ حالت کو پیش کرتا ہے جو ان وعدوں کے بین برخلاف ہے - خدا نے بادشاہ اور اُمت دونو کو ترک کر دیا - ان کو شکست ذلت اور تباہی حاصل ہوئی (۳۸ - ۴۵) پھر یہ فریاد ہے کہ زندگی کوتاہ ہے - اگر جلد مدد نہ آئیگی تو مزمور نویس کی زندگی میں خدا کی وفاداری کا ثبوت نہ ملیگا - اس مزمور کے خاص الفاظ رحمت اور وفاداری ہیں جن میں سے ہر ایک سات سات دفعہ آیا ہے - (۱ و ۲ و ۵ و ۸ و ۱۴ و ۲۴ و ۲۸ و ۳۳ و ۴۹) وفاداری ۲۸ و ۳۷ نابت و قائم -

"باطل ہونے نہ دونگا" (آیت ۳۳) "دغا نہ دونگا" (۳۵) "عہد" (آیات ۳ و ۲۸ و ۳۴ و ۳۹) "قسم" (۳ و ۳۵ و ۴۹)

غالباً یہ مزمور جلاوطنی کے ایام میں لکھا گیا جب یروشلم برباد ہو - داؤد کی بادشاہی تباہ ہو گئی - غالباً جس وقت یہویکین بادشاہ اسیری میں تھا (۵۶۱ قم)

بعضوں نے یہ خیال بھی پیش کیا ہے کہ یہ مزمور اس وقت لکھا گیا جب رحبعام کے عہد سلطنت میں شاہ شیشک نے یہوداہ کو فتح کیا (۱- سلاطین ۱۴: ۲۵ و ۲- تواریخ ۱۲: ۲) لیکن یہ رائے درست نہیں ٹھہرتی (دیکھو آیت ۳۸) جلاوطنی کے ایام میں تصنیف ہونے کی رائے کا ثبوت یرمیاہ ۳۳: ۲۱ و ۲۲ و ۲۶ و حزقی ایل ۳۴: ۲۳ و ۲۴ و ۳۷: ۲۴ ...

۲۵ میں ملتا ہے۔ (ان مقامات میں یہ جملہ آتا ہے "داؤد میرا بندہ" سوائے یسعیاہ ۴۲:۱ و ۲ سلاطین ۱۹:۳۴ کے۔ عید ولادت کے لئے یہ خاص مزامیر درمیان ہے کیونکہ اس میں مسیح کا خاص وعدہ پایا جاتا ہے بلکہ یہ سارا مزمور تجسم کے لئے موزوں ہے کیونکہ مزمور نویس کی حیرانی اسی تجسم کے ذریعہ حل ہو سکتی ہے۔

زبور ۸۹ - وعدوں اور ان کی تکمیل۔

(۱) میں ہمیشہ خداوند کی شفقت کے گیت گاؤنگا۔ میں پشت در پشت اپنے منہ سے تیری وفاداری کا اعلان کرونگا۔ (۲) کیونکہ میں نے کہا شفقت ابد تک بنی رہیگی۔ تو اپنی وفاداری کو آسمان میں قائم رکھیگا۔ (۳) میں نے اپنے برگزیدہ کے ساتھ عہد باندھا ہے۔ میں نے اپنے بندے داؤد سے قسم کھائی ہے۔ (۴) میں تیری نسل کو ہمیشہ کے لئے قائم کرونگا اور تیرے تخت کو پشت در پشت بنائے رکھونگا۔ (۵) اے خداوند! آسمان تیرے عجائب کی تعریف کریگا۔ مقدسوں کے مجمع میں تیری وفاداری کی تعریف ہوگی۔ (۶) کیونکہ افلاک پر خداوند کا نظیر کون ہے؟ فرشتگان میں کون خداوند کی مانند ہے؟ (۷) ایسا معبود جو مقدسوں کی محفل میں نہایت تعظیم کے لائق ہے اور اپنے سب ارد گرد والوں سے زیادہ مہیب ہے۔ (۸) اے خداوند لشکروں کے خدا! اے یاہ! تجھ سا زبردست کون ہے؟ تیری وفاداری تیرے چوگرد ہے۔ (۹) سمندر کے جوش و خروش پر تو حکمرانی کرتا ہے۔ تو اُس کی اُٹھتی لہروں کو تھما دیتا ہے۔ (۱۰) تو نے رہب کو مقتول کی مانند ٹکڑے کیا۔ تو نے اپنے قوی بازو سے اپنے دشمنوں کو پراگندہ کر دیا۔ (۱۱) آسمان تیرا ہے زمین بھی تیری ہے۔ جہان اور اُس کی معموری کو تو ہی نے قائم کیا ہے۔ (۱۲) شمال اور جنوب کا پیدا کرنے والا تو ہی ہے۔ تبور اور حرمون تیرے نام سے خوشی مناتے ہیں۔ (۱۳) تیرا بازو قدرت والا ہے۔ تیرا ہاتھ قوی اور تیرا دہنا ہاتھ بلند ہے۔ (۱۴) صداقت اور عدل تیرے تخت کی بنیاد ہیں۔ شفقت اور وفاداری تیرے آگے آگے چلتی ہیں۔ (۱۵) مبارک ہے وہ قوم جو خوشی کی للکار کو پہچانتی ہے وہ اے خداوند! جو تیرے چہرے کے نور میں چلتے ہیں۔ (۱۶) وہ دن بھر تیرے نام سے خوشی مناتے ہیں اور تیری صداقت سے سرفراز ہوتے ہیں۔ (۱۷) کیونکہ اُن کی

قوت کی شان تو ہی ہے اور تیرے کرم سے ہمارا سینگ بلند ہوگا۔ (۱۸) کیونکہ ہماری سپر خداوند کی طرف سے ہے اور ہمارا بادشاہ اسرائیل کے قدوس کی طرف سے۔ (۱۹) اُس وقت تو نے رویا میں اپنے مقدسوں سے کلام کیا اور فرمایا کہ میں نے ایک زبردست کو مددگار بنایا ہے اور قوم میں سے ایک کو چُن کر سرفراز کیا ہے۔ (۲۰) میرا بندہ داؤد مجھے مل گیا۔ اپنے مقدس تیل سے میں نے اُسے مسح کیا ہے۔ (۲۱) میرا ہاتھ اُس کے ساتھ رہیگا۔ میرا بازو اُسے تقویت دیگا۔ (۲۲) دشمن اُس پر جبر نہ کرنے پائیگا اور شریر اُسے نہ ستائیگا۔ (۲۳) میں اُس کے مخالفوں کو اُس کے سامنے مغلوب کرونگا اور اُس سے عداوت رکھنے والوں کو مارونگا پر میری وفاداری اور شفقت اُس کے ساتھ رہینگی اور میرے نام سے اُس کا سینگ بلند ہوگا۔ (۲۵) میں اُس کے ہاتھ سمندر تک بڑھاؤنگا اور اُس کے دہنے ہاتھ کو دریاؤں تک۔ (۲۶) وہ مجھے پکار کر کہیگا تو میرا باپ میرا خدا اور میری نجات کی چٹان ہے۔ (۲۷) اور میں اُس کو اپنا پہلوٹھا بناؤنگا۔ اور دُنیا کا شہنشاہ۔ (۲۸) میں اپنی شفقت کو اُس کے لئے ابد تک قائم رکھونگا اور میرا عہد اُس کے ساتھ لاتبدیل رہیگا۔ (۲۹) میں اُس کی نسل کو ہمیشہ تک قائم رکھونگا اور اُس کے تخت کو جب تک آسمان ہے۔ (۳۰) اگر اُس کے فرزند میری شریعت کو ترک کر دیں اور میرے احکام پر نہ چلیں۔ (۳۱) اگر وہ میرے آئین کو توڑیں اور میرے فرمان کو نہ مانیں (۳۲) تو میں اُن کو چھڑی سے خطاکی اور کوڑوں سے بدکاری کی سزا دونگا۔ (۳۳) لیکن میں اپنی شفقت اُس پر سے ہٹا نہ لونگا اور اپنی وفاداری کو باطل ہونے نہ دونگا۔ (۳۴) میں اپنے عہد کو نہ توڑونگا اور اپنے منہ کی بات کو نہ بدلونگا۔ (۳۵) میں ایک بار اپنی قدوسی کی قسم کھا چکا ہوں۔ میں داؤد سے جھوٹ نہ بولونگا (۳۶) اس کی نسل ہمیشہ قائم رہیگی اور اُس کا تخت آفتاب کی مانند میرے حضور قائم رہیگا۔ (۳۷) وہ ہمیشہ چاند کی طرح اور آسمان کے سچے گواہ کی مانند قائم رہیگا۔ (سلاہ) (۳۸) لیکن تو نے تو ترک کر دیا اور چھوڑ دیا۔ تو اپنے ممسوح سے ناراض ہوا ہے۔ (۳۹) تو نے اپنے خادم کے عہد کو رد کر دیا۔ تو نے اُس کے تاج کو خاک میں ملا دیا۔ (۴۰) تو نے اُس کی سب باڑوں کو توڑ ڈالا۔ تو نے اُس کے قلعوں کو کھنڈر

بنا دیا۔ (۴۱) سب آنے جانے والے اُسے لُوٹتے ہیں وہ اپنے پڑوسیوں کی ملامت کا نشانہ بن گیا۔ (۴۲) تُو نے اُس کے مخالفوں کے دہنے ہاتھ کو بلند کیا۔ تُو نے اُس کے سب دشمنوں کو خوش کیا۔ (۴۳) بلکہ تُو اُس کی تلوار کی دھار کو موڑ دیتا ہے اور لڑائی میں اُس کے پاؤں کو جمنے نہیں دیا۔ (۴۴) تُو نے اُس کی رونق اُڑا دی اور اُس کا تخت خاک میں ملا دیا (۴۵) تُو نے اُس کی جوانی کے دن گھٹا دئے۔ تُو نے اُسے شرم آلودہ کر دیا ہے (سلاہ) (۴۶) اے خداوند! کب تک؟ کیا تُو ہمیشہ تک پوشیدہ رہیگا؟ تیرے قہر کی آگ کب تک بھڑکتی رہیگی؟ (۴۷) یاد رکھ کہ میرا قیام ہی کیا ہے۔ تُو نے کیسی بطالت کے لئے کل بنی آدم کو پیدا کیا! وہ کونسا آدمی ہے جو جیتا ہی رہیگا اور موت کو نہ دیکھیگا اور اپنی جان کو پاتال کے ہاتھ سے بچا لیگا؟ (سلاہ) (۴۹) یارب! تیری وہ پہلی شفقت کیا ہوئی جس کی بابت تُو نے داؤد سے اپنی وفاداری کی قسم کھائی تھی؟ (۵۰) یارب! اپنے بندوں کی رُسوائی کو یاد کر میں تو سب زبردست قوموں کی طعنہ زنی اپنے سینہ میں لئے پھرتا ہوں۔ (۵۱) اے خداوند! تیرے دشمنوں نے کیسے طعنے مارے۔ تیرے ممسوح کے قدم قدم پر کیسی طعنہ زنی کی ہے۔ (۵۲) خداوند ابد الآباد مبارک ہو! آمین ثم آمین۔

۱۔ "شفقت" (یسعیاہ ۵۵: ۳)

۲۔ "آسمان میں" (۳۶: ۵) یا ایسی جگہ جہاں اس زمین کے تغیر و تبدلات کا اثر نہیں ہوتا۔

۳ و ۴ آیات میں داؤد کے ساتھ وعدہ کا خلاصہ دیا گیا ہے (۲ سموئیل ۷: ۵ وغیرہ) اکثر الفاظ بھی وہاں سے ہی لئے گئے ہیں مقابلہ کرو ۲۔ سموئیل ۲۲: ۵ سے۔

۵۔ آسمان بمقابلہ زمین کے یعنی سارے اجرام فلکی۔

۶۔ خدا آسمان میں بھی لاثانی ہے۔

الٰہوں کے فرزند (بنی ایلیم) دیکھو ۲۹: ۱۔ فرشتے مراد ہیں۔ یہ ترجمہ بھی ہو سکتا ہے "خدا کے فرزند"۔

۷۔ "فرشتگان" یا بنی الوہیم (ایوب ۱: ۶ و ۲: ۱) ان سب میں خدا سب پر فوق رکھتا ہے۔ اُس شاہ عظیم کی مجلس شوریٰ فرشتوں پر مشتمل ہے (ایوب ۱۵: ۸ و یسعیاہ ۶: ۱۳)

۸۔ "لشکروں کا خدا" (۱۔ سلاطین ۲۲: ۱۹) مقابلہ کرو خروج ۱۵: ۲ و ۱۱ سے۔

۹ و ۱۰۔ سمندر قوائے فطرت میں سب سے زیادہ جوشیلا ہے (۹۳: ۳ و ایوب ۳۸: ۱۱)

سمندر کے جوش و خروش سے وہ قوموں کے جوش و خروش کی طرف متوجہ ہوتا ہے جن کا نشان سمندر ہے (۶۵: ۷)۔ لال سمندر میں اپنی قدرت سمندر اور قوموں دونوں پر ظاہر کی

رہب مصر کا نام تھا (۸۷: ۴ کی شرح)۔

۱۱۔ "تیرے" اور "تُو نے" پر زور ہے۔

۱۲۔ "شمال اور جنوب"۔ دنیا کی آخری حدود۔ (ایوب ۲۶: ۷)

"تبور اور حرمون"۔ اس سرزمین کی مغربی اور مشرقی حد تو تھی اور فلسطین میں سب سے شاندار بھی تھے۔

تبور کے لئے دیکھو یرمیاہ ۴۶: ۱۸۔ حرمون کی چوٹیوں پر سدا برف پڑی رہتی تھی اس لئے وہ نہایت شاندار تھا۔

"خوشی مناتے ہیں"۔ چونکہ فطرت خالق کا مکاشفہ ہے اس لئے خوشی کرنا اس کا فرض ہے۔

۱۳۔ "بازو" (خروج ۱۵: ۶ و ۹ و ۱۲ و ۱۶)

۱۴۔ "صداقت اور عدل" (۹۷: ۲) راستی عدالت کا اصول ہے اور عدالت اس اصول کا استعمال ہے۔

"شفقت اور وفاداری"۔ فرشتوں کی طرح خدا کے حضور موجود رہتی ہیں (۹۵: ۲ و ۴۳: ۳)

۱۵۔ "خوشی کی للکار"۔ جو دینی عیدوں کے وقت بلند ہوتی تھی۔ (۲۷: ۶ و ۳۳: ۳ و ۲ سموئیل ۶: ۱۵) یا بادشاہ کے استقبال کے وقت (۴۷: ۱ و ۵ و گنتی ۲۳: ۲۱) یا خاص موقعوں پر نرسنگوں کا پھونکنا (احبار ۲۳: ۲۴ و گنتی ۲۹: ۱) اگر اسرائیل خدا کے لئے ایسے نعرے مار سکے تو وہ مبارک ہے۔

۱۶۔ یاہواہ جب اپنے تئیں منکشف کرتا ہے تو وہ ان کی خوشی کا چشمہ اور مضمون بھی بن جاتا ہے اس کے عہد پر قائم رہنا ان کی بختاوری کا راز ہے۔

۱۸۔ "سپر" (۴۷: ۹) بادشاہ کے لئے استعارے کے طور پر کیونکہ وہ اپنی امت کا محافظ ہے۔ اسرائیل کا بادشاہ یاہواہ سے علاقہ رکھتا ہے کیونکہ یاہواہ نے اُسے اپنا نمایندہ مقرر کیا۔

"اسرائیل کا قدوس" (۷۱: ۲۲ کی شرح)

۱۹- بادشاہ کے ذکر سے اس عہد کی طرف خیال کیا جاتا ہے جو خدا نے داؤد سے باندھا تھا۔ (آیت ۳ و ۴) اب اس کو مفصل بیان کیا (۲- سموئیل ۷ باب)

"رویا میں" (۲- سموئیل ۷: ۱۷)

"ایک کو چن کر" ناتن نبی یا خود داؤد کو یہ پیغام ملا۔ قدیم ترجموں میں ہے "برگزیدہ شخص" یا "محبوں کو" جن سے امت اسرائیل مراد ہے جس کے لئے یہ وعدہ داؤد کے وسیلے ناتن نبی کو دیا گیا۔

۲۰- "داؤد" زبور ۷۸: ۷۰ و ۲- سموئیل ۳: ۱۸ و اعمال ۱۳: ۲۲)

"مسح کیا" - (۱- سموئیل ۱۶: ۱ و ۱۳)

۲۲- "نہ ستائیگا" ایسا ظلم جو قرضخواہ قرض داروں پر کرتے ہیں۔

"شریر" - (۲- سموئیل ۷: ۱۰)

۲۵- "سمندر تک" یعنی بحیرہ شام تک مغرب کی طرف اور دریائے فرات تک شمال مشرق کی طرف (پیدایش ۱۵: ۱۸ و خروج ۲۳: ۳۱ و استثنا ۱۱: ۲۴ و ۱- سلاطین ۴: ۲۴)۔

"دریاؤں تک" دریائے فرات اور اس کی نہریں شامل ہیں۔

۲۶- سلیمان کے لئے داؤد سے وعدہ جو یہاں داؤد سے بھی منسوب ہے (۱۸: ۲ و استثنا ۳۲: ۳۵)

۲۷- "پہلوٹھا" اور "بیٹا" اسرائیل کے لئے بھی آیا ہے (خروج ۴: ۲۲ و یرمیاہ ۳۱: ۹) اور اسرائیل کے نمایندہ کے لئے بھی۔

۲۸ و ۲۹ میں زور "ابد تک" پر ہے۔

"جب تک آسمان ہے" یعنی ہمیشہ تک (۲- سموئیل ۷: ۱۳ و ۱۶)

۳۰- ۳۴- لیکن گناہ کی سزا ملیگی۔

۳۴- "منہ کی بات" منت کے لئے یہ لفظ آیا ہے (گنتی ۳۰: ۱۲ و استثنا ۲۳: ۲۳)

۳۵ - ۳۷- وعدہ کی پختگی خدا کی قسم کے ذریعہ۔

۳۸ - ۴۵- لیکن ان کی موجودہ حالت اس وعدہ کے خلاف نظر آتی تھی۔ کچھ سزا تو مناسب ہوتی (آیت ۳۰) لیکن اس کو بالکل ترک کر دینا وعدہ کے خلاف تھا

اس کے بادشاہ کا وہی حال ہوا جو ساؤل کا ہوا تھا (۱- سموئیل ۳۱: ۳ و ۶) حالانکہ وعدہ تھا کہ ایسا نہ ہوگا (۲- سموئیل ۷: ۱۵-۱۵) ایسی حالت دیکھ کر بہت یہودیوں کو ٹھوکر لگی اور انہوں نے زبور کی کتاب کا پڑھنا چھوڑ دیا۔

۳۹- "اپنے خادم" اس میں داؤد اور اس کے جانشین داخل ہیں۔

"تاج" کے لئے یہاں لفظ نذر ہے جس کے معنی تقدیس ہے۔ سردار کاہن کا تاج (خروج ۲۹: ۶) یا بادشاہ کا تاج (۲- سموئیل ۱: ۱۰) "خاک میں ملایا" (۷۴: ۷)

۴۰- بادشاہ اور قوم دونو داخل ہیں (۸۰: ۱۲)

۴۱- پہلا مصرعہ ۸۰: ۱۲ ہے اور دوسرا ۷۹: ۴۔

۴۳- "موڑ دیتا" کند کر دینا بلکہ اس کا جنگ میں بیکار ہونا۔

۴۵- "گھٹا دئے" یعنی وہ قبل از وقت بوڑھا ہو گیا (۱۰۲: ۲۳) یا قوم کے لحاظ سے (ہوسیع ۷: ۹) یا سلطنت کے لحاظ سے کیونکہ یہویکین ۱۸ سال کا تھا (۲- سلاطین ۲۴: ۸) یا صرف ۸ سال کا (۲- تواریخ ۳۶: ۹) جب وہ تخت پر بیٹھا اور اس نے صرف ۳ ماہ ۱۰ دن سلطنت کی۔ اس کے جوانی کے ایام جلاوطنی اور قید میں کٹے (۲- سلاطین ۲۵: ۲۹)

۴۶ تا ۵۱ مزمور نویس خدا سے فریاد کرتا ہے کہ وہ اپنا غضب ہٹالے۔

۴۶- ۷۹: ۵ کا تکرار ہے۔

۴۷- "پیدا کیا" کیا زندگی کا انجام یہی تھا کہ وہ نامراد مرے؟ (۳۹: ۵ و ۱۱)

۴۸- "آدمی کے لئے" لفظ جبر یعنی مضبوط انسان ہے بمقابلہ عورتوں اور بچوں کے

۴۹- کچھ دیر یا جا بجتے رہنے کے بعد مزمور نویس نے اپنی دعا پھر شروع کی اور خدا کی رحمت اور وفاداری کا خیال کیا۔ کیا اس کا تعلق ماضی زمانہ سے ہی تھا کیا وہ پھر نہ آئیگا؟ دیکھو زبور ۷۷ و یسعیاہ ۶۳ باب۔

۵۰- "رسوائی" یعنی دشمنوں کے طعنے کہ خدا ان کی مدد نہ کریگا۔

"قوموں کی طعنہ زنی" (حزقی ایل ۳۴: ۲۹ و ۳۶: ۶ و ۱۵) وفادار اسرائیلی کی حیثیت سے وہ اپنی امت کی خجالت کو اٹھاتا ہے۔

۵۱- "قدم قدم پر" جہاں کہیں وہ جاتا ہے لوگ اسے انگشت نمائی کرتے ہیں۔ یا یہویکین کی ذلت کی یاد یہ حملہ کرتا ہے جب اسے گلیوں میں دوسرے اسیروں کے ساتھ گشت

کرائی گئی، یہ طعنے اور ملامت گویا خدا کے لئے تھے۔

مسیح کی آمد میں جو توقّف ہوا اُس کا مطالب تارگم نے یوں ظاہر کیا "اے خداوند تیرے دشمن ملامت کرتے ہیں۔ وہ ممسوح کے قدموں کی سستی پہ ملامت کرتے ہیں"۔

۵۲۔ یہ تمہید تیسری کتاب کے خاتمہ کا نشان ہے (مقابلہ کرو ۴۱: ۱۳ و ۷۲: ۱۸ و ۱۹ اور ۱۰۶: ۴۸) اصل مزمور کا یہ آیت حصّہ نہیں لیکن موزون تتمہ ہے۔

زبور کی چوتھی کتاب

۹۰ زبور

اس کے تین حصّے ہیں:۔

۱۔ یا ہوواہ ہی سے مصیبت کے وقت اسرائیل فریاد کر سکتا ہے۔ ماضی زمانہ میں وہی اُن کی پناہ ثابت ہوا وہی ازلی خدا ہے۔ انسان کی جان اس کے ہاتھ میں ہے۔ (۱-۶)

۲۔ یہ کوتاہ زندگی خدا کے غضب کے نیچے صرف ہو رہی ہے۔ اور تھوڑوں نے اس سے عبرت حاصل کی (۷-۱۲)

۳۔ پھر وہ اپنی امّت کی طرف توجہ کریگا اور نجات دینے والا خدا ثابت ہوگا اور اپنی امّت کو برکت دیگا۔ (۱۳-۱۷)

کیا اس مزمور کا مصنّف موسیٰ ہوگا جس کا ذکر اس کے عنوان میں پایا جاتا ہے؟ یہ ایسا ممکن ہے کیونکہ بیابان کی آوارگی کے آخری حصّہ کے لئے موزون ہے لیکن مزمور کو غور سے پڑھنے کے بعد ایسا معلوم ہوتا ہے کہ مزمور نویس عرصہ دراز کی قومی ہستی پر نظر ڈالتا ہے جو موسیٰ کے زمانہ پر صادق نہیں آسکتا۔ البتّہ اس مزمور کی بہت باتیں استثنا کی کتاب سے ملتی ہیں۔

غالباً یہ مزمور بھی جلاوطنی کے زمانہ کا ہے۔ اس مجموعے میں عموماً جلاوطنی کے زمانہ کے مزمور ہیں۔ مقابلہ کرو زبور ۸۹: ۴۷ و نوحہ ۵: ۱۶ تا ۲۲ سے۔

اگر یہ مزمور جلاوطنی کے زمانہ کی تصنیف ہو تو عنوان میں موسیٰ کا نام کیسے آیا؟ غالباً مؤلف کتاب نے یہ کیا۔

یہ مزمور دفن کی ترتیب میں مقرر ہے اور اس کے لئے موزوں ہے۔

عنوان میں یہ مزمور دعا کہلاتا ہے۔ مقابلہ کرو مزامیر ۱۷ و ۸۶ و ۹۰ و ۱۰۲ و ۱۴۲ سے۔

مرد خدا موسیٰ کے لئے آیا ہے۔ (استثنا ۳۳: ۱ و یشوع ۱۴: ۶) اور دوسرے نبیوں اور پیغامبروں کے لئے بھی کیونکہ یہ لفظ خدا کے ساتھ گہرا رشتہ ظاہر کرتا ہے۔

زبور ۹۰ - مرد خدا موسیٰ کی دعا۔

(۱) یا رب! پشت در پشت تو ہی ہماری پناہ گاہ رہا ہے۔ (۲) اس سے پیشتر کہ پہاڑ پیدا ہوئے یا زمین اور دنیا کو تو نے بنایا۔ ازل سے ابد تک تو ہی خدا ہے۔ (۳) تو انسان کو پھر خاک میں ملا دیتا ہے اور فرماتا ہے۔ اے بنی آدم لوٹ آؤ۔ (۴) کیونکہ تیری نظر میں ہزار برس ایسے ہیں جیسے کل کا دن جو گزر گیا اور جیسے رات کا ایک پہر۔ (۵) تو ان کو گویا سیلاب سے بہا لے جاتا ہے۔ وہ نیند کی ایک جھپکی کی مانند ہیں۔ وہ صبح کو اگنے والی گھاس کی مانند ہیں (۶) وہ صبح کو لہلہاتی اور بڑھتی ہے وہ شام کو کٹتی اور سوکھ جاتی ہے۔ (۷) کیونکہ ہم تیرے قہر سے فنا ہو گئے اور تیرے غضب سے پریشان ہوئے۔ (۸) تو نے ہماری بدکرداری کو اپنے سامنے رکھا اور ہمارے پوشیدہ گناہوں کو اپنے چہرے کی روشنی میں۔ (۹) کیونکہ ہمارے تمام دن تیرے قہر میں گزرے۔ ہماری عمر خیال کی طرح جاتی رہتی ہے۔ (۱۰) ہماری عمر کی میعاد ستر برس ہے۔ یا قوت ہو تو اسی برس۔ تو بھی ان کی رونق محض مشقت اور غم ہے کیونکہ وہ جلد جاتی رہتی ہے اور ہم اڑ جاتے ہیں (۱۱) تیرے قہر کی شدت کو کون جانتا ہے اور تیرے خوف کے مطابق تیرے غضب کو؟ (۱۲) ہم کو اپنے دن گننا سکھا ایسا کہ ہم دانا دل حاصل کریں (۱۳) اے خداوند! باز آ۔ کب تک؟ اور اپنے بندوں پر رحم فرما۔ (۱۴) صبح کو اپنی شفقت سے ہم کو آسودہ کر تاکہ ہم عمر بھر خوش و خرم رہیں۔ (۱۵) جتنے دن تو نے ہم کو دکھ دیا اور جتنے برس ہم مصیبت میں رہے اتنی ہی خوشی ہم کو عنایت کر۔ (۱۶) تیرا کام تیرے بندوں پر اور تیرا جلال ان کی اولاد پر ظاہر ہو۔ (۱۷) اور رب ہمارے خدا کا کرم ہم پر سایہ کرے ہمارے ہاتھوں کے کام کو ہمارے لئے قیام بخش۔ ہاں ہمارے ہاتھوں کے کام کو قیام بخش دے۔

۱- مزمور نویس خدا کا نام یاہواہ نہیں جو عہد کا خدا تھا بلکہ وہ نام لیتا ہے جو حاکم العالمین ہے سارے انقلابات میں وہ قوم اسرائیل کا گھر یا وطن ثابت ہوا (۹۱: ۹ و استثنا ۳۳: ۲۷)۔ ذرا سی تبدیلی سے یہ عبرانی لفظ جس کا ترجمہ مسکن ہوا پناہ گاہ یا مضبوط قلعہ ہو جاتا ہے۔

"پشت در پشت"۔ (استثنا ۳۲: ۷)۔

۲- "پہاڑ" ان کا ذکر پہلے ہوا کیونکہ وہ زمین کے سب سے قدیم حصے سمجھے جاتے تھے (استثنا ۳۳: ۱۵ و امثال ۸: ۲۵ و حبقوق ۳: ۶)

"تو نے بنایا"۔ یا درد زہ میں ہوا" (ایوب ۳۸: ۸ و ۲۸ و ۲۹ و پیدائش ۲: ۴) اسرائیل کے لئے بھی یہی لفظ آیا ہے (استثنا ۳۲: ۱۸)

۳- نہ صرف اس لحاظ سے کہ خدا ازل سے ہے انسان کی عمر بہت تھوڑی ہے بلکہ اس لئے کہ وہ اس کے اختیار میں ہے۔ یہاں پیدائش ۳: ۱۹ کی طرف اشارہ ہے۔

"بنی آدم" آدم کے لئے لفظ انوش آیا ہے جس سے انسان کی کمزوری ظاہر ہوتی ہے۔ (۱۰۳: ۱۵)

"خاک میں"۔ یعنی ذرہ ذرہ سے ذرہ ہو جائے۔

"لوٹ آؤ" دو معنی ہو سکتے ہیں ایک تو یہ کہ خاک میں مل جائے جہاں سے وہ لیا گیا تھا (۱۰۴: ۲۹ و ایوب ۱۰: ۹ و ۳۴: ۱۵) دوم۔ وجود میں آئے۔ یعنی نئی پیدائش حاصل کر کے حاضر ہو (یسعیاہ ۴۱: ۴)

۴- تو یکے بعد دیگرے پشتوں کو بہائے جاتا ہے۔ تیرے سامنے انسان کی زندگی خواہ متوسط سے بھی زیادہ دراز ہو وہ ابدیت کے مقابلہ میں کچھ بھی نہیں۔

"ہزار برس" (۲- پطرس ۳: ۸) ایک دن کے برابر۔ بلکہ رات کے ایک پہر کے برابر۔ بنی اسرائیل رات کو تین پہروں میں تقسیم کرتے تھے (احبار ۲: ۱۹ و قاضی ۷: ۱۹ و ۱- سموئیل ۱۱: ۱۱) لیکن رومی چار پہروں میں جیسا کہ نئے عہد نامہ سے ظاہر ہے۔

۵- جیسے سیلاب سے مکان بہ جاتے ہیں (یسعیاہ ۲۸: ۲ و ۳۰: ۳۰ و متی ۷: ۲۵ و ۲۷)

"صبح کو اگنے والی گھاس" عمر کے عارضی ہونے کی ایک اور تشبیہ دی گئی (۱۰۳: ۱۵ و ۱۶ و ایوب ۱۴: ۲) یردن کی وادی کی گھاس کا یہی حال تھا اور ایسا ہی بحر مردار کے کنارے کی گھاس کا۔

۷-۱۲- انسان کی زندگی بہت کوتاہ اور غیر یقینی ہے۔

۷- "ہم" یعنی بنی اسرائیل۔
"پریشان" خدا کی طرف سے سزاؤں کے نازل ہونے سے (احبار ۲۶: ۱۶)

۸- ان کے گناہوں سے اپنا منہ چھپانے کی بجائے وہ ان کے گناہوں کو اپنے سامنے رکھتا ہے۔
"چہرہ کی روشنی" دوسرے مقاموں میں مہربانی کے معنی میں آتی ہے۔ یہاں روشنی کے لئے ذرا متفرق لفظ آیا ہے جس سے خدا کی حضوری مراد ہے جو تفتیش کرتی ہے۔ پوشیدہ گناہ جس کو انسان کی آنکھ نہ دیکھ سکے۔ دل کے اندر کے گناہ (۴۴: ۲۱ و ۱۹: ۱۲)

۹- (یرمیاہ ۷: ۲۹ و ۶: ۴)
"خیال کی طرح" یعنی آہ جتنی جلد گذر جاتی ہے اتنی جلد ہماری زندگی گذری۔

۱۰- "ہماری عمر" کوتاہ ہے (پیدائش ۴۷: ۸ و ۹) اس کی ظاہری شان و شوکت جس پر انسان فخر کرتا ہے دُکھ اور مصیبت لاتی ہے (ایوب ۵: ۶)

۱۱- یعنی تیرے قہر کی شدت سے لوگ سبق حاصل نہیں کرتے کہ خدا کا خوف حاصل کریں (امثال ۳: ۷ و ۸: ۱۳)

۱۲- اس لئے تو ہمیں اپنے خوف کی تعلیم دے جو دانائی کا شروع ہے۔

۱۳- (خروج ۲۲: ۱۲ و استثنا ۳۲: ۳۶)

۱۴- اسرائیل اب تک مصیبت میں ہے کاش کہ صبح جلد ظاہر ہو۔

۱۵- یعنی ہماری ذلت کے مطابق اب ہم کو بحال کر کے خوشی دے۔

۱۶- "تیرا کام" یعنی اپنی طاقت دکھا۔ نجات بخش پروردگاری ظاہر کر۔
"تیرا جلال" یعنی خلاصی دینے میں۔

۱۷- "کرم" (امثال ۳: ۱۷)
"ہمارے ہاتھوں کے کام" یہ جملہ خاص کر استثنا کی کتاب میں ست دفعہ آتا ہے۔ اس سے روز مرہ زندگی کے کام مراد ہیں۔ مزمور نویس کی یہی دعا ہے کہ قوم کو بحال کر تا کہ وہ از سرنو کام شروع کرے۔ (نوحہ ۵: ۲۱ و ۱۔ کرنتھیوں ۵: ۵۸)

۹۱ زبور

اس نفیس مزمور میں یہ بتایا گیا ہے کہ دیندار شخص خدا کی حفاظت میں رہ کر امن میں رہتا ہے اور اسے زندگی کے خطروں سے پناہ ملتی ہے۔ یہ تین مزامیر (۹۰ و ۹۱ و ۹۲) خیال اور الفاظ میں بہت مشابہ ہیں۔ (مقابلہ کرو ۹۰: ۱ اور ۹۱: ۹ "مسکن"۔ ۹۰: ۶ و ۹۲: ۷ "لہلہاتی"۔ ۹۰: ۱۵ و ۱۶ اور ۹۲: ۴ "خوشی" "تو اپنا کام" ۹۱: ۱ اور ۹ و ۹۲: ۱ "حق تعالیٰ"۔ ۹۱: ۸ و ۹۲: ۱۱ شریروں کا بدلہ)

اگر ۹۰ مزمور جلاوطنی کے اسرائیل کی دعا اور ۹۲ مزمور خلاصی کے لئے شکر گذاری ہو تو ۹۱ مزمور ایمان کے ذریعہ بنی اسرائیل کو یہ یقین دلاتا ہے کہ باوجود مصیبتوں کے جو بابل پر پڑینگی وہ محفوظ رہیگا جیسے مصر کی آفتوں کے وقت بنی اسرائیل محفوظ رہے۔ خروج ۲۳: ۲۰ کے وعدے اور اس جلاوطنی سے خلاصی کے بارے میں یرمیاہ کی پیشین گوئی مزمور نویس کے دل میں ہوگی۔ آیت ۱۱ سے مقابلہ کرو خروج ۲۳: ۲۰ اور آیت ۱۲ سے خروج ۲۳: ۲۶ اور آیات ۳ و ۵ تا ۷ سے خروج ۲۳: ۲۵ و ۱۵ آیت سے یرمیاہ ۳۰: ۷ اور ۹: ۱۵ و ۹۲: ۴ سے یرمیاہ ۳۱: ۱۳ وغیرہ کا۔

۲ و ۹ آیات میں صیغہ واحد متکلم اور ۳ و ۹ آیات میں صیغہ واحد حاضر سے کچھ حیرانگی پیدا ہوتی ہے کہ اس تبدیلی کا کیا مقصد ہوگا۔ غالباً مزمور نویس پہلے خدا سے متکلم ہے پھر اپنے آپ سے۔

اس مزمور کے دو حصے ہیں:-

ا- مزمور نویس خدا پر اپنے بھروسے کا اظہار کرتا ہے (۱-۸)

ب- اور خدا کی طرف سے یقین دلایا گیا۔ (۹-۱۶)

۹۰ مزمور کی طرح اس میں بھی استثنا کی کتاب کے ۳۲ باب سے مشابہت پائی جاتی ہے اور مقابلہ کرو آیت ۲ کا استثنا ۳۲: ۲۷ سے اور آیات ۴ و ۱۲ کا استثنا ۳۲: ۱۱ سے۔ اور آیت ۸ کا استثنا ۳۲: ۲۴ سے اور آیت ۸ کا استثنا ۳۲: ۳۵ و ۴۱ سے۔ اور آیت ۱۳ کا استثنا ۳۲: ۳۳ سے۔

زبور ۹۱- (۱) جو حق تعالیٰ کے پردہ میں رہتا ہے وہ قادرِ مطلق کے سایہ میں سکونت کریگا۔ (۲) میں خداوند کے بارے میں کہونگا وہی میری پناہ اور میرا گڑھ ہے۔ وہ میرا خدا ہے جس پر میرا توکل ہے۔ (۳) کیونکہ وہ تجھے صیاد کے پھندے سے اور مہلک وبا سے چھڑائیگا۔ (۴) وہ تجھے

اپنے پروں سے چھپا لیگا اور تجھے اُس کے بازوؤں کے نیچے پناہ ملیگی۔ اُس کی سچائی ڈھال اور سپر ہے۔ (۵) تو نہ رات کی ہیبت سے ڈریگا نہ دن کو اُڑنے والے تیر سے (۶) نہ اُس وبا سے جو اندھیرے میں چلتی ہے نہ اُس ہلاکت سے جو دوپہر کو ویران کرتی ہے۔ (۷) تیرے آس پاس ایک ہزار گر جائینگے اور تیرے دہنے ہاتھ کی طرف دس ہزار لیکن وہ تیرے نزدیک نہ آئیگی۔ (۸) لیکن تُو اپنی آنکھوں سے نگاہ کریگا اور شریروں کے انجام کو دیکھیگا۔ (۹) پر تو اے خداوند میری پناہ ہے! تُو نے حق تعالیٰ کو اپنا مسکن بنایا ہے۔ (۱۰) تجھ پر کوئی آفت نہیں آئیگی اور کوئی وبا تیرے خیمہ کے نزدیک نہ پہنچیگی۔ (۱۱) کیونکہ وہ تیری بابت اپنے فرشتوں کو حکم دیگا کہ تیری سب راہوں میں تیری حفاظت کریں۔ (۱۲) وہ تجھے اپنے ہاتھوں پر اٹھا لینگے تا ایسا نہ ہو کہ تیرے پاؤں کو پتھر سے ٹھیس لگے۔ (۱۳) تُو شیر ببر اور افعی کو روندیگا۔ تُو جوان شیر اور اژدہا کو پامال کریگا۔ (۱۴) چونکہ اُس نے مجھ سے دل لگایا ہے اس لئے میں اُسے چھڑاؤنگا۔ میں اُسے سرفراز کرونگا کیونکہ اُس نے میرا نام پہچانا ہے۔ (۱۵) وہ مجھے پکاریگا اور میں اُسے جواب دونگا۔ میں مصیبت میں اُس کے ساتھ رہونگا۔ میں اُسے چھڑاؤنگا اور عزت بخشونگا۔ (۱۶) میں اُسے عمر کی درازی سے آسودہ کرونگا اور اپنی نجات اُسے دکھاؤنگا۔

۱۔ یعنی خدا کا مہمان خدا کی پناہ میں رہتا ہے۔ دیکھو ۹ آیت۔
"پردہ میں"۔ چھپنے کی پوشیدہ جگہ (۲۷: ۵ و ۳۱: ۲۰ و ۳۲: ۷)
"سایہ میں"۔ یعنی حفاظت میں جیسے مرغی وغیرہ اپنے بچوں کو اپنے پروں کے سایہ میں چھپا لیتی ہیں۔ (۱۷: ۸) یا پناہ کی چٹان (یسعیاہ ۳۲: ۲)

۲۔ ایمان کا اظہار (۸: ۲ و ۳۱: ۳ وغیرہ)

۳۔ "صیاد کے پھندے"۔ جو نقصان پہنچانے کے لئے گھات میں لگے رہتے ہیں۔ (۱۴۲: ۷ و ۱۴۱: ۹ و ۲ تمتھیس ۲: ۲۶)

۵۔ نہ رات کے وقت دشمن کے اچانک حملوں سے تجھے نقصان پہنچیگا نہ دن کے وقت کے حملوں سے۔ (غزل الغزلات ۳: ۸ و یسعیاہ ۴: ۶ و ۵ و امثال ۳: ۲۴ و ۲۵)

۶۔ "وبا" اور مری گویا تباہ کرنے والے فرشتے تھے۔ (یسعیاہ ۳۷: ۳۶)

۷ و ۸۔ آیات میں زور لفظ "تیرے" پر ہے تو ایسا ہی محفوظ رہیگا جیسے اُس وقت جب کہ مصریوں کے پہلوٹھے مارے گئے اور مصری لال سمندر میں غرق ہوئے (خروج ۱۲: ۲۳ و ۱۴: ۳۰ و ۳۱)

۹۔ "مسکن" (۱ آیت)

۱۰۔ مقابلہ کرو امثال ۱۲: ۲۱ سے۔

۱۱۔ (پیدائش ۲۴: ۷ و ۴۰ و خروج ۲۳: ۲۰ و زبور ۳۴: ۷)
یہ اور ۱۲ آیات کا حوالہ متی ۴: ۶ و لوقا ۴: ۱۰ و ۱۱ میں آتا ہے۔ اگرچہ یہ الفاظ قوم اسرائیل کے لئے یہاں استعمال ہوئے تاہم مسیح پر بھی صادق آتے ہیں کیونکہ اسرائیل مسیح کا نشان تھا۔

۱۲۔ اس استعارے کے ساتھ مقابلہ کریں خروج ۱۹: ۴ کا۔

۱۳۔ تُو ہر طرح کی رکاوٹوں پر غالب آئیگا (لوقا ۱۰: ۱۹ و رومیوں ۱۶: ۲۰)

۱۴-۱۶ میں خدا متکلم ہے اور مزمور نویس کے ایمان کو مضبوط کرتا ہے۔

۱۴۔ محبت کا جواب محبت ہے۔ محبت سے کسی کے ساتھ چمٹ جانا۔ (استثنا ۷: ۷ و ۱۰: ۱۵)
"سرفراز"۔ یعنی محفوظ۔
"میرا نام"۔ میری سیرت کو اُس نے تسلیم کر لیا (۹: ۱۰ و ۵: ۱۱)

۱۵۔ "عزت بخشونگا"۔ (یسعیاہ ۳۰: ۱۹)

۱۶۔ "عمر کی درازی"۔ (استثنا ۳۰: ۲۰ و امثال ۳: ۲ و ۱۶) قدیم وعدوں کی تکمیل ہوگی۔ (خروج ۲۰: ۱۲ و ۲۳: ۲۶) حالانکہ دشمن تباہ ہونگے۔
"اپنی نجات"۔ خدا منکشف کر دیگا کہ وہ اپنی امت کی فکر کرتا ہے ایسا ہر ایک اظہار مسیح کے جلال کا گویا متنا دیتا تھا۔ نئے عہد نامے کی روشنی میں ان الفاظ کے معنی اور بھی واضح ہو گئے ہیں (۱۔ یوحنا ۵: ۱۱ و ۱۔ پطرس ۱: ۵)

۹۲ زبور

یہ مزمور الٰہی رحمتوں کے لئے شکرگذاری کا مزمور ہے خواہ وہ شخصی شکرگذاری ہو خواہ قومی۔ ایسی شکرگذاری کا کوئی خاص موقعہ ہوگا جب خدا نے کوئی بڑا کام بنی اسرائیل کے لئے یا مزمور نویس کے لئے کیا۔ غالباً بابل کی اسیری سے رہائی کا موقع ہوگا۔

مزمور نویس نے یہ محسوس کیا کہ اسرائیل کا مقدمہ یاہواہ کا مقدمہ تھا جھوٹ اور بُت پرستی کے خلاف۔

عنوان میں یہ جملہ آیا ہے "سبت کے لئے مزمور گیت" جس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ دوسری ہیکل کے وقت یہ سبت کی عبادت میں گایا جاتا تھا۔ تالمود کی کتاب سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ جب سبت کے دن پہلے برّہ کی قربانی کے وقت مے چڑھائی جاتی اس وقت یہ مزمور گایا جاتا تھا (گنتی ۲۸: ۹ و ۱۰) شاید اس لئے کہ آیت ۴ میں خلقت کے بنانے کا ذکر ہے تارگم میں اس کے عنوان کی یہ تشریح پائی جاتی ہے۔

"تعریف کا مزمور۔ گیت جو آدم اوّل نے سبت کے دن گایا"

اس مزمور کی تقسیم یوں کر سکتے ہیں:-

اوّل۔ یاہواہ کی حمد گو فرض اور خوشی ہے (۱-۸)

دوم۔ اس کے دشمن نیست و نابود ہوئے اور اس کی اُمت نے عزت حاصل کی (۹-۱۵)

پہلے حصے میں خاص خیال آیت ۸ میں پایا جاتا ہے کہ خدا راستی سے جہان کی حکومت کرتا ہے۔

زبور ۹۲ - مزمور۔ سبت کے دن کے لئے گیت۔

(۱) کیا ہی بھلا ہے خداوند کا شکر کرنا اور تیرے نام کی مدح سرائی کرنا اے حق تعالیٰ! (۲) صبح کو تیری شفقت کا اظہار کرنا اور رات کو تیری وفاداری کا۔ (۳) دس تار والے ساز اور بربط پر اور ستار پر گونجتی آواز کے ساتھ۔ (۴) کیونکہ اے خداوند! تو نے مجھے اپنے کام سے خوش کیا۔ میں تیری صنعت کاری کے سبب سے شادیانہ بجاؤنگا۔ (۵) اے خداوند تیری صنعتیں کیسی

بڑی ہیں! تیرے خیال بہت عمیق ہیں۔ (۶) حیوان خصلت نہیں جانتا اور احمق اس کو نہیں سمجھتا ہے (۷) جب شریر گھاس کی طرح اُگتے ہیں اور سب بدکردار پھولتے پھلتے ہیں تو یہ اسی لئے ہے کہ وہ ہمیشہ کے لئے فنا ہوں۔ (۸) لیکن تو اے خداوند! ابدالآباد بلند ہے۔ (۹) کیونکہ دیکھ! اے خداوند تیرے دشمن۔ دیکھ! تیرے دشمن ہلاک ہو جائینگے۔ سب بدکردار پراگندہ کردئے جائینگے۔ (۱۰) لیکن تو نے میرے سینگ کو جنگلی سانڈ کے سینگ کی مانند بلند کیا ہے۔ مجھ پر تازہ تیل ملا گیا ہے۔ (۱۱) میری آنکھ نے میرے دشمنوں کو دیکھ لیا۔ میرے کانوں نے میرے مخالف بدکاروں کا حال سُن لیا ہے۔ (۱۲) صادق کھجور کے درخت کی مانند سرسبز ہوگا۔ وہ لبنان کے دیودار کی طرح بڑھیگا (۱۳) جو خداوند کے گھر میں لگائے گئے ہیں وہ ہمارے خدا کی بارگاہوں میں سرسبز ہونگے (۱۴) وہ بڑھاپے میں بھی برومند ہونگے وہ تروتازہ اور سرسبز رہینگے۔ (۱۵) تاکہ واضح کریں کہ خداوند راست ہے۔ وہی میری چٹان ہے اور اُس میں ناراستی نہیں۔

۱۔ حمد کرنا خدا کو جائز خراج ادا کرنا ہے۔

"تیرے نام کی مدح سرائی" یہ مزمور۔ خدا نے اپنی سیرت کو منکشف کیا کہ وہ جہان کا حاکم ہے۔

۲۔ صبح و شام نماز کے معمولی وقت تھے (۵: ۳ و ۵۵: ۱۷)

۳۔ "دس تار والا" یہ مزمور باجا تھا جس پر گیت گائے جاتے تھے یہ گیت بھی مزمور کہلایا۔ غالباً بربط ایک اور تار دار باجا تھا (۱۲:۹)

۴۔ خدا کی صنعت و دستکاری سے مراد خلقت کے کام نہیں بلکہ خدا کا برتاؤ ہے (۲۸: ۵ و ۱:۴۳ و یسعیاہ ۵: ۱۲)

۵۔ (۳۶: ۶ و ۴۰: ۵ و رومیوں ۱۱: ۳۳ و ۳۴)

۶۔ "حیوان خصلت" حیوانوں کی طرح احمق اور سبق نا آموز۔ آیت میں ذکر ہے کہ وہ سبق نہیں سیکھتے۔

۷ و ۸۔ اس استعارہ سے یہ ظاہر کیا گیا کہ شریر پھولتے پھلتے بہت جلد ہیں اور برباد بھی بہت

جلد ہو جاتے ہیں۔

۱۰۔ اسرائیل کو از سرِ نو قوت حاصل ہوئی۔ اُرنا بھینسا اپنے سینگ بلا کر اپنی قوت ظاہر کرتا ہے یہ حیوان اب نابود ہے اس کی قوت اور تربیت ناپذیری کا ذکر ایوب ۳۹: ۹ میں آیا ہے۔
"تازہ تیل" خوشی کے موقعوں پر تیل ملنے کا دستور تھا۔ (۲۳: ۵ و ۴۵: ۷ و ۱۰۴: ۱۵)

۱۱۔ مسیحی شخص بھی خدا کی سلطنت کے دشمنوں کی بربادی پر خوشی کرتا ہے (مکاشفہ ۱۸: ۲۰)

۱۲ و ۱۳۔ "کھجور کے درخت"۔ ممکن ہے کہ ہیکل کے صحن میں ایسے درخت ہوں جیسے آج کل حرم کے احاطہ میں پائے جاتے ہیں۔ ان سے راستبازوں کی بختاوری کو تشبیہ دی گئی لیکن اس تشبیہ کے یہ معنی بھی ہو سکتے ہیں کہ کل ملک کنعان خدا کا گھر تھا۔ جب اسرائیل دوبارہ وہاں آباد ہوگا تو خدا کی زیرِ ہدایت و نگرانی وہ خوب پھولے اور پھلے گا (مقابلہ کرو ۵۲: ۸ و یسعیاہ ۶۱: ۳ و یرمیاہ ۲۲: ۴۱)۔

۱۴۔ "بڑھاپے میں"۔ کھجور کے درخت کی طرح۔
"تر و تازہ و سرسبز"۔ زیتون کے درخت کی طرح (قاضی ۹: ۹)

۱۵۔ وہ اپنی تر و تازگی و سرسبزی سے یہ گواہی دیتے ہیں کہ یاہواہ وفادار اور منصف ہے۔ (استثنا ۳۲: ۴)

۹۳ زبور

یہ مزمور اُس مجموعہ کا دیباچہ ہے جو ۹۵ سے ۱۰۰ پر مشتمل ہے جن کو تھیوکریٹک (Theocratic) مزامیر کہتے ہیں جن میں یہ بیان ہے کہ یاہواہ اسرائیل کا بادشاہ ہے (خروج ۱۵: ۱۸ و استثنا ۳۳: ۵ و ۱۔ سموئیل ۱۲: ۱۲) لیکن جب اس نے بنی اسرائیل کو ان کے دشمنوں کے ہاتھ میں جانے دیا تو گویا خدا نے اُس تخت کو چھوڑ دیا۔ یسعیاہ ۵۲ باب کی پیشین گوئی پوری ہوئی۔ مزمور نویس نے یہ ظاہر کیا کہ یاہواہ صرف اسرائیل ہی کا بادشاہ نہیں بلکہ جہان کا بھی اور اس کا تخت ابدالآباد تک قائم ہے۔ بعضوں نے ان تھیوکریٹک مزامیر کو یاہواہ کی آخری آمد کی پیشین گوئی بھی سمجھا لیکن زیادہ درست یہ ہے کہ یہ مزامیر اسیری سے بحالی کے اوائل ایام کے ہیں اور اس بڑے واقع کے لئے شکر گذاری کے مزامیر ہیں۔ یاہواہ کا روزِ عظیم تھا۔

سترروں کے ترجمہ میں اس مزمور کا عنوان یہ ہے "سبت سے پہلے دن کے لئے جب کہ سرزمین

باشندوں سے بھر گئی داؤد کا حمد کا گیت"۔ اس عنوان کے پہلے حصہ کی تائید تالمود سے بھی ہوتی ہے دوسری ہیکل کے وقت یہ ۹۳ مزمور جمعہ کے دن کے لئے مقرر تھا۔ اور تالمود میں اس کی یہ دلیل دی گئی کہ چھٹے دن خدا نے خلقت کے کام کو ختم کیا اور اس پر حکومت کرنے لگا۔

زبور ۹۳۔ (۱) خداوند سلطنت کرتا ہے۔ وہ شوکت سے ملبّس ہے۔ خداوند قدرت سے ملبّس ہے۔ وہ اُس سے کمربستہ ہے۔ اس لئے جہان قائم ہے اور اُسے جنبش نہیں۔ (۲) تیرا تخت قدیم سے قائم ہے۔ تو ازل سے ہے۔ (۳) سیلابوں نے اے خداوند! سیلابوں نے شور مچا رکھا ہے۔ سیلاب موجزن ہیں۔ (۴) بحروں کی آواز سے۔ سمندر کی زبردست موجوں سے بھی خداوند بلند و قادر ہے۔ (۵) تیری شہادتیں بالکل سچی ہیں۔ اے خداوند! ابدالآباد کے لئے قدسیت تیرے گھر کو زیبا ہے۔

۱۔ جب یروشلم برباد ہوگئی اور بنی اسرائیل جلا وطنی میں تھے تو خدا نے گویا اپنے آپ کو معزول کر دیا اور خروج ۱۵: ۱۸ کا وعدہ گویا غلط ثابت ہوا لیکن اب پھر اُس نے اپنی قدرت ظاہر کی۔ اپنی اُمت کو خلاصی دی اور ان کے دشمنوں کو سزا۔ یسعیاہ ۵۱: ۹ کی دعا قبول ہوئی اور یسعیاہ ۵۲: ۷ کی رویت پوری۔ یاہواہ نے پھر گویا سلطنت سنبھالی (خروج ۱۵: ۳ و زبور ۶: ۴۵ و یسعیاہ ۵۹: ۱۷)

ان مزامیر کا خاص تکیۂ کلام یہ ہے "خداوند بادشاہ ہے"۔

۲۔ گویا یاہواہ نے اپنے تئیں بادشاہ مشتہر کیا لیکن اس کی بادشاہی ابدی ہے جس کا کوئی اوّل اور آخر نہیں۔ (۹۰: ۲ و ۹۲: ۸)

۳ و ۴۔ دنیا کی طاقتیں خداوند کی حکومت کا عبث مقابلہ کرتی ہیں۔
"سیلابوں"۔ اگرچہ اپنے سیلابوں سے زمین کو اور اس کی چیزوں کو بہا لے جانا چاہتی ہیں لیکن وہ کامیاب نہ ہونگی۔ ندیوں سے دنیا کی مخالف طاقتیں مراد ہیں۔ یسعیاہ نبی نے اسور کی طاقت کو دریائے فرات سے تشبیہ دی۔ یرمیاہ نے مصر کو دریائے نیل سے (یسعیاہ ۸: ۷ و ۸ و یرمیاہ ۴۶: ۷ و ۸) اسی طرح سمندری طوفان بے ایمان دنیا کا نشان ہے۔ (۴۶: ۲ و ۸۹: ۹ و یسعیاہ ۱۷: ۱۲ و ۱۳)

۵۔ "تیری شہادتیں"۔ وعدے اور وعید جو اب سچے ثابت ہوئے یا شریعت جو خدا کے ارادے

اور انسان کے فرض پر گواہی دیتی ہے۔ (زبور ۱۹: ۷ و ۱۱: ۷)

"قدسیّت تیرے گھر کو زیبا ہے" گھر سے ہیکل مراد ہوگی یا کل ملک۔ اب خدا پھر وہاں بسنے آیا ہے اس لئے وہ پھر آباد ہوگا۔

زبور ۹۴

خدا کی راست عدالت کے منکشف ہونے کے لئے دعا جس کے دو بڑے حصے ہیں:-

(۱) یاہوواہ سے فریاد کہ وہ اس زمین پر اپنے تئیں حاکم عادل ظاہر کرے۔ اپنے مخالفوں کے غرور کی کب تک برداشت کریگا۔ (۱-۱۱)

(۲) مصیبت کے وقت تسلی آمیز کلمات (۱۲-۲۳)

یہاں یہ سوال آتا ہے کہ یہ ظلم کرنے والے کون تھے؟ آیات ۵ و ۸ و ۱۰ و ۱۲ سے پتہ لگتا ہے کہ یہ پردیسی لوگ تھے جنہوں نے اسرائیل کے خدا کو برملا حقیر جانا (آیت ۷) عام خیال یہ ہے کہ یہ مظلوم قوم اسرائیل تھی۔

اس مزمور کی تاریخ تصنیف مقرر کرنا مشکل ہے۔ بعض امور سے پتہ لگتا ہے کہ یہ مزمور پہلے دو مزامیر سے علاقہ رکھتا ہے "اے یاہوواہ" کے فقرہ کا تکرار تینوں میں پایا جاتا ہے (۹۲: ۹ و ۹۳: ۳ و ۹۴: ۱ و ۳ و ۲۳) خدا کی پروردگاری پر شک کرنے والوں کے لئے بھی قریباً وہی لفظ استعمال ہوئے ہیں۔ (۹۲: ۶ و ۹۴: ۸) اسرائیل پر ظلم کرنے والوں کا لقب بھی وہی ہے۔ (۹۲: ۷ و ۹ و ۹۴: ۴ و ۱۶) ان امور سے یہ خیال گذرتا ہے کہ غالباً جلاوطنی کے آخری سالوں میں یہ لکھا گیا۔

سترون کے ترجمے میں اس مزمور کا عنوان یہ ہے "داؤد کا مزمور ہفتے کے چوتھے دن کے لئے"۔ تالمود کے مطابق دوسری ہیکل کی نمازیں یہ چوتھے دن کی عبادت کے لئے مقرر تھا۔

زبور ۹۴۔ (۱) اے خداوند! اے انتقام لینے والے خدا! اے انتقام لینے والے خدا! جلوہ گر ہو۔ (۲) اے جہان کا انصاف کرنے والے اٹھ۔ مغروروں کو بدلہ دے۔ (۳) اے خداوند شریر کب تک۔ شریر کب تک شادیانہ بجایا کرینگے؟ (۴) وہ بکواس کرتے اور بڑا بول بولتے ہیں۔ سب بدکردار لاف زنی کرتے ہیں۔ (۵) اے خداوند! وہ تیرے لوگوں کو پیسے ڈالتے ہیں اور تیری

میراث کو دکھ دیتے ہیں۔ (۶) وہ بیوہ اور پردیسی کو قتل کرتے اور یتیم کو مار ڈالتے ہیں (۷) اور کہتے ہیں کہ خداوند نہیں دیکھیگا اور یعقوب کا خدا خیال نہیں کریگا۔ (۸) اے قوم کے حیوانو! ذرا خیال کرو! اے احمقو! تمہیں کب عقل آئیگی؟ (۹) جس نے کان دیا کیا وہ خود نہیں سنتا؟ جس نے آنکھ بنائی کیا وہ دیکھ نہیں سکتا؟ (۱۰) کیا وہ جو قوموں کو تنبیہ کرتا ہے اور انسان کو دانش سکھاتا ہے سزا نہ دیگا؟ (۱۱) خداوند انسان کے خیالوں کو جانتا ہے کہ وہ باطل ہیں۔ (۱۲) اے خداوند! مبارک ہے وہ آدمی جسے تو تنبیہ کرتا اور اپنی شریعت کی تعلیم دیتا ہے۔ (۱۳) تاکہ اُس کو مصیبت کے دنوں میں آرام بخشے جب تک شریر کے لئے گڑھا نہ کھودا جائے۔ (۱۴) کیونکہ خداوند اپنے لوگوں کو ترک نہیں کریگا اور وہ اپنی میراث کو نہیں چھوڑیگا (۱۵) کیونکہ عدل صداقت کی طرف رجوع کریگا اور سب راست دل اُس کی پیروی کرینگے۔ (۱۶) شریروں کے مقابلہ میں کون میرے لئے اٹھیگا؟ بدکرداروں کے خلاف کون میرے لئے کھڑا ہوگا؟ (۱۷) اگر خداوند میرا مددگار نہ ہوتا تو میری جان کب کی عالم خاموشی میں جا بسی ہوتی۔ (۱۸) جب میں نے کہا میرا پاؤں پھسل چلا تو اے خداوند! تیری شفقت نے مجھے سنبھال لیا۔ (۱۹) جب میرے دل میں فکروں کی کثرت ہوتی ہے تو تیری تسلی میری جان کو شاد کرتی ہے۔ (۲۰) کیا شرارت کے تخت سے تجھے کچھ واسطہ ہوگا جو قانون کی آڑ میں بدی گھڑتا ہے؟ (۲۱) وہ صادق کی جان لینے کو اکٹھے ہوتے ہیں اور بےگناہ پر قتل کا فتویٰ دیتے ہیں۔ (۲۲) لیکن خداوند میرا اونچا برج اور میرا خدا میری پناہ کی چٹان رہا ہے۔ (۲۳) وہ اُن کی بدکاری اُن ہی پر لائیگا اور اُن ہی کی شرارت میں اُن کو کاٹ ڈالیگا۔ خداوند ہمارا خدا اُن کو کاٹ ڈالیگا۔

۱۔ مزمور نویس یاہوواہ سے فریاد کرتا ہے جس کو یہ قدرت اور حق حاصل ہے کہ سزا دے (استثنا ۳۲: ۳۵ و نحمیاہ ۱: ۲ و رومیوں ۱۲: ۱۹) کہ اپنے آپ کو ظاہر کرے (استثنا ۳۳: ۲ و زبور ۵۰: ۲ و ۸۰: ۱)۔

خدا توانا ہے یعنی قدرت والا خدا۔ انتقام کے لئے جو لفظ ہے وہ صیغہ جمع ہے یعنی کامل انتقام لینے والا۔

۲- "اُٹھ" اپنے تئیں اعلیٰ درجہ کا حاکم ظاہر کر۔ "زمین کا منصف" (پیدائش ۱۸: ۲۵ و زبور ۵۸: ۱۱ و ۸۲: ۸) یہ اعلیٰ منصف ادنیٰ ماتحت منصفوں سے حساب لیگا۔

۴ و ۵- یعنی آپس میں ان مظلوموں کے سامنے گھمنڈ سے باتیں کرتے ہیں۔

۶- ان کے ظلم کا بیان ہے کہ بیکس لوگوں کو بھی ظلم سے مستثنیٰ نہیں کرتے۔ عربوں کا قدیم دستور تھا کہ مہمان کی عزت و حفاظت کی جائے لیکن انہوں نے اس دستور کو بھی توڑا۔

۷- "خداوند نہیں دیکھیگا" وہ اسرائیل کے خدا کو حقیر جانتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یا تو وہ اپنی اُمت کی مصیبت سے آگاہ نہیں یا اس کو پروا نہیں (۱۰: ۱۱ و ۱۳ و ۵۹: ۷) وہ بھی دوسری قوموں کے معبودوں کی طرح ہی ایک معبود ہے۔ (یسعیاہ ۳۶: ۱۸)

۸- خدا کی طرف سے ہٹ کر وہ اپنی قوم سے مخاطب ہوتا ہے کہ گو شریر تھوڑی دیر کے لئے فتحیاب نظر آتے ہیں تو بھی یہواہ حکمران ہے (۹۲: ۶ و ۷ و ۷۳: ۲۲)

۹- یہ سمجھنا کہ آنکھ و کان کا بنانے والا دیکھتا اور سنتا نہیں کیسی بیوقوفی ہے۔

۱۰- "سزا" تنبیہ جس میں اصلاح بھی داخل ہے (۵۰: ۲۱ و استثنا ۸: ۵ وغیرہ)

۱۱- خداوند نہ صرف ان کے کاموں بلکہ خیالوں سے بھی واقف ہے۔

۱۲ و ۱۳- خداوند کی طرف سے تعلیم اعلیٰ تعلیم ہے خاص کر مکاشفہ کے ذریعہ جو تعلیم ہو اس سے خدا کی راہوں کا علم حاصل ہوتا ہے۔ وہ دکھوں کے ذریعہ بھی تربیت دیتا ہے جیسے اسرائیل کو مل رہی تھی (ایوب ۵: ۱۷ و امثال ۳: ۱۱ و ۱۲)

شریعت سے محض موسوی شریعت ہی مراد نہیں بلکہ عام طور پر خدا کا کلام بھی جس میں سارے مکاشفے شامل ہیں (۵۰: ۲)

"مصیبت کے دنوں" جن میں شریر فتحیاب نظر آتا ہے (۴۹: ۵)

۱۴- (۱- سموئیل ۱۲: ۲۲ و یرمیاہ ۱۲: ۷ و رومیوں ۱۱: ۱ و ۲)

۱۵- یعنی راستی کے ساتھ عدالت ہوگی۔

۱۶- یہ شک و بے ایمانی کا اظہار نہیں بلکہ اس امر کا کہ اسرائیل کے لئے خدا کے سوا کوئی دوسرا مددگار نہیں۔

۲۰-۲۳- ظالموں کا انجام اور مظلوموں کی مخلصی۔

۲۰- اگرچہ وہ کچھ دیر کے لئے ان کی برداشت کرتا ہے لیکن ہمیشہ کے لئے نہیں۔

"شرارت کے تخت" ان ظالم بے انصاف حاکموں کو خدا سزا دیگا۔

۲۲ و ۲۳- (مقابلہ کرو ۷: ۲ و ۹: ۹ سے)

زبور ۹۵

یہ مزمور (۹۵ تا ۱۰۰) عبادت میں استعمال کے لئے بنایا گیا۔ اس کے دو حصے ہیں۔ پہلے حصہ میں یہ دعوت ہے کہ خدا کی عبادت کرو (۱-۷)۔ دوسرے حصے میں عبادت کرنے والوں کو تنبیہ دی گئی کہ وہ پھر ایسا گناہ نہ کریں جو بیابان میں ان کے باپ دادوں نے کیا تھا۔ (۸-۱۱)

ان مزامیر کا یسعیاہ ۴۰ سے ۶۶ باب تک کے ساتھ مقابلہ کریں۔ خاص کر ۹۸ مزمور سے۔ بابل کو برباد کرنے اور اسرائیل کو بحال کرنے میں یہواہ جہان کا بادشاہ اور سارے معبودوں سے بڑا ثابت ہوا۔ اس خوشی کا اظہار دوسری ہیکل کی تقدیس کے وقت ہوا لیکن وہ تنبیہ کا موقع تھا۔ بابل سے مخلصی مصر سے مخلصی کے ہم پلہ تھی اور مصر سے مخلصی پا کر جیسے بنی اسرائیل نے بیابان میں یہواہ کو آزمایا ویسے ہی شاید بحال شدہ اسرائیل آزمائے گئے۔

یہ مزمور ۸۱ مزمور سے ملتا جلتا ہے۔ یہ دعوتی مزمور قدیم زمانے سے روزانہ عبادت میں پڑھا یا گایا جاتا تھا۔

زبور ۹۵- (۱) آؤ ہم خداوند کے حضور نغمہ سرائی کریں! اپنی نجات کی چٹان کے سامنے خوشی سے للکاریں۔ (۲) شکرگزاری کرتے ہوئے اُس کے حضور میں حاضر ہوں۔ مزمور گاتے ہوئے اُس کے آگے خوشی سے للکاریں۔ (۳) کیونکہ خداوند خدائے عظیم ہے اور سب الہوں پر شاہِ عظیم ہے۔ (۴) زمین کے گہراؤ اُس کے قبضہ میں ہیں۔ پہاڑوں کی چوٹیاں بھی اُسی کی ہیں۔ (۵) سمندر اُس کا ہے۔ اُسی نے اُس کو بنایا اور اُسی کے ہاتھوں نے خشکی کو بھی تیار کیا۔ (۶) آؤ ہم جھکیں اور سجدہ کریں! اور اپنے خالق خداوند کے حضور گھٹنے ٹیکیں۔ (۷) کیونکہ وہ ہمارا خدا ہے اور ہم اُس کی چراگاہ کے لوگ اور اُس کے ہاتھ کی بھیڑیں ہیں۔ کاش کہ آج کے دن تم اُس کی آواز سنتے! (۸) تم اپنے دل کو سخت نہ کرو جیسا مریبہ میں۔ جیسا مساہ کے دن بیابان میں کیا تھا۔

(۹) اُس وقت تمہارے باپ دادا نے مجھے آزمایا اور میرا امتحان کیا اور میرے کام کو بھی دیکھا۔ (۱۰) چالیس برس تک میں اُس نسل سے بیزار رہا اور میں نے کہا کہ یہ وہ لوگ ہیں جن کے دل آوارہ ہیں اور اُنہوں نے میری راہوں کو نہیں پہچانا (۱۱) چنانچہ میں نے اپنے غضب میں قسم کھائی کہ یہ لوگ میرے آرام میں داخل نہ ہونگے۔

۱۔ خدا نے ہمیں خلاصی دی اس لئے ہم اس کی تعریف مناسب طور سے کریں۔

۲۔ ہم اس کی ہیکل میں جا کر شکر گذاری کی قربانی گذرانیں (میکاہ ۶: ۶ و زبور ۵۰: ۱۴ و ۲۳)

۳۔ خداوند کی بزرگی کا ذکر ان مزامیر کا خاصہ ہے۔ اس آیت سے یہ نہ سمجھیں کہ مصنف غیر معبودوں کی حقیقی ہستی مانتا تھا۔ وہ تو محض بُت ہیں آدمیوں کی دستکاری (۹۶: ۵) دیکھو یرمیاہ ۱۰: ۳ وغیرہ

۴۔ "گہراؤ" انسان جن کی تہ نہیں پا سکتا (ایوب ۳۸: ۱۶ و یرمیاہ ۳۱: ۳۷)

۶۔ دوبارہ سجدہ کرنے کی دعوت۔

۷۔ "آج کے دن" مقابلہ کرو استثنا ۵: ۲۹ سے۔ لفظ آج پر زور ہے یعنی جب یہ مزمور دوسری ہیکل کی تقدیس کے وقت گایا گیا۔

"اُس کی آواز" یعنی اس کا پیغام (استثنا ۴: ۳۰)

۸۔ "مریبہ" بمعنی جھگڑا اور مساہ بمعنی آزمایش۔ ان دو مقاموں کو نام دئے گئے۔ جب رفیدیم پر بنی اسرائیل گڑگڑائے۔ اور چالیس برس بعد قادس میں گڑگڑائے اور اس جگہ کا نام بھی مریبہ رکھا گیا۔ (گنتی ۲۰: ۱-۱۳)

۹۔ بنی اسرائیل نے خدا کے احسان اور قدرت پر شک کیا (خروج ۱۷: ۲ و ۷ و زبور ۷۸: ۱۸ و ۴۱ و ۵۶)

"کام کو بھی دیکھا" وہ تو شک کرتے تھے مگر خدا ان کے لئے فکر کرتا تھا اگرچہ ان کو خدا کی قدرت کا ثبوت مل چکا تھا (گنتی ۱۴: ۲۲)

۱۰۔ "بیزار رہا" (حزقی ایل ۶: ۹)

"آوارہ" جو راہ راست سے بھٹک گئے (۵۸: ۳ و یسعیاہ ۲۹: ۲۴ و ۵۳: ۶)

۱۱۔ "قسم کھائی" (گنتی ۱۴: ۲۱)

"آرام" یعنی موعودہ زمین (استثنا ۱۲: ۹) مقابلہ کرو عبرانیوں ۳: ۷-۱۱ تک سے

جہاں مسیحیوں کو عبرت دلائی گئی ہے آیت میں یہ آیات داؤد سے منسوب ہیں کیونکہ عام طور پر کل زبوروں کی کتاب داؤد کے نام سے مشہور تھی۔

۹۶ زبور

زبور ۹۵ کے جواب میں یہ گویا تاج پوشی کے گیت ہیں۔ اس کا عنوان سترول کے ترجمہ کے مطابق یہ تھا "اسیری کے بعد جب خدا کا گھر بنایا جاتا تھا"۔ غالباً اس سے اِس مزمور کے وقت تصنیف کا پتہ ملتا ہے۔ اس کے چار حصے ہیں:—

۱۔ ساری قوموں میں اُس کی تعریف و جلال ظاہر ہو (۱-۳)

۲۔ کیونکہ فی الحقیقت وہی ذوالجلال اور عظیم ہے (۴-۶)

۳۔ قومیں اُس کو تسلیم کریں اور اُس کی تعظیم کریں (۷-۹)

۴۔ سارے جہان میں اس کی سلطنت کا اعلان کیا جائے۔ (۱۰-۱۳)

۱۔ تواریخ ۱۶ باب میں جو گیت ہے اور عہد کے صندوق کے صیہون میں لے جانے کے وقت گایا اس کے بعض حصوں (۲۳-۳۲) سے یہ مزمور ملتا ہے اور شاید اسی وجہ سے سترول کے ترجمہ میں یہ داؤد کا مزمور کہلاتا ہے۔

زبور ۹۶ (۱) خداوند کے حضور نیا گیت گاؤ۔ اے سب اہل زمین! خداوند کے حضور گاؤ۔ (۲) خداوند کے حضور گاؤ۔ اُس کے نام کو مبارک کہو۔ روز بروز اُس کی نجات کی بشارت دو۔ (۳) قوموں میں اُس کے جلال کا سب لوگوں میں اُس کے عجائب کا بیان کرو۔ (۴) کیونکہ خداوند بزرگ اور نہایت ستایش کے لائق ہے۔ وہ سب معبودوں سے زیادہ تعظیم کے لائق ہے۔ (۵) اس لئے کہ اور قوموں کے سب معبود محض بُت ہیں لیکن خداوند نے آسمانوں کو بنایا (۶) عظمت اور جلال اُس کے حضور میں ہیں۔ قدرت اور جمال اُس کے مقدس میں۔ (۷) اے قوموں کے قبیلو! خداوند کی۔ خداوند ہی کی تمجید و تعظیم کرو۔ (۸) خداوند کی ایسی تمجید کرو جو اُس کے نام کے شایان ہے۔ ہدیہ لاؤ اور اُس کی بارگاہوں میں آؤ۔ (۹) پاک آرایش کے ساتھ خداوند کو سجدہ کرو۔ اے سب اہل زمین! اُس کے حضور کانپتے رہو۔ (۱۰) قوموں میں اعلان

کرو کہ خداوند سلطنت کرتا ہے۔ جہان قائم ہے اور اُسے جنبش نہیں۔ وہ راستی سے قوموں کی عدالت کریگا۔ (۱۱) آسمان خوشی منائے اور زمین شادمان ہو۔ سمندر اور اُس کی معموری شور مچائیں۔ (۱۲) میدان اور جو کچھ اُس میں ہے باغ باغ ہو۔ تب جنگل کے سب درخت خوشی سے گانے لگینگے۔ (۱۳) خداوند کے حضور۔ کیونکہ وہ آتا ہے۔ وہ زمین کی عدالت کرنے کو آ رہا ہے۔ وہ صداقت سے جہان کی اور اپنی سچائی سے قوموں کی عدالت کریگا۔

۱۔ مقابلہ کرو یسعیاہ ۴۲: ۱۰ سے۔ تازہ رحمتوں کے لئے تازہ شکرگذاری درکار تھی۔ ساری زمین کو دعوت دی گئی کہ بنی اسرائیل کی شکرگذاری میں شامل ہو۔

۲۔ نجات کی خوشخبری کا اشتہار دو (۱۔ تواریخ ۱۶: ۲۳ وغیرہ)

۳۔ مقابلہ کرو یسعیاہ ۶۶: ۱۸ و زبور ۹۰: ۱ کی شرح سے۔

۴۔ پہلا مصرع (۴۸: ۱ و ۱۴۵: ۳) دوسرا مصرع (۴۷: ۲ و ۹۵: ۳) مقابلہ کرو استثناء ۳۲: ۷ و ۱۰: ۱۷ سے۔

۵۔ "محض بت ہیں" ناتوان اور بلا وجود۔ اس دلیل سے مقابلہ کرو یسعیاہ ۴۰: ۱۸ و ۴۴: ۹ و "خداوند نے" (یسعیاہ ۴۰: ۲۲ و ۴۲: ۵ و ۴۴: ۲۴)

۶۔ "عظمت اور جلال" (۱۰۴: ۱) قدرت و جمال۔ یہ صفات الٰہی گویا مجسم موجود ہیں (۷۸: ۶۱) عہد کے صندوق کے لئے یہ الفاظ آئے ہیں جو خدا کی حضوری کا نشان تھا۔ "مقدس میں" یہ دوسری ہیکل ہے جہاں زبور نویس نے خدا کا جلال دیکھا۔ ۱۔ تواریخ ۱۶: ۲۷ میں الفاظ متفرق ہیں۔

۷۔ قوموں کے خاندانوں (۲۲: ۲۷ و عاموس ۳: ۲)

۸۔ جب خدا کو لوگ زندہ اور برحق خدا تسلیم کر لیتے ہیں تو اس کے نام کی عظمت ہوتی ہے۔ "بارگاہوں" (۱۔ تواریخ ۱۶: ۲۹)

۹۔ "پاک آرائش" یعنی پاکیزہ کاہنی لباس (خروج ۲۸: ۲)

۱۰۔ "قوموں میں اعلان" (یسعیاہ ۵۲: ۷) بعضوں نے اسے مسیح کی سلطنت کی پیشین گوئی سمجھا۔

۱۱۔ ساری خلقت بنی اسرائیل کی مخلصی میں خوشی منائے (یسعیاہ ۴۴: ۲۳ و ۴۹: ۱۳)

۱۳۔ یہوواہ زمین پر اپنی سلطنت قائم کرنے کو آتا ہے (یسعیاہ ۴۰: ۱۰)۔ آخری دو آیات تواریخ کی کتاب میں نہیں۔

۹۷ زبور

۹۶ مزمور میں خدا کی عالمگیر سلطنت کا ذکر تھا لیکن ۹۷ مزمور میں اس کی عدالت کا ذکر ہے۔

۹۶ مزمور کی طرح اس کے بھی چار برابر حصے ہیں۔ پہلے دو حصوں میں عدالت کے لئے یہوواہ کی آمد کا ذکر ہے۔ دو آخری دو حصوں میں اسرائیل اور دوسری قوموں پر اس کے اثر کا بیان۔

(۱) زمین کو حکم ہے کہ وہ یہوواہ کی سلطنت قائم ہونے پر خوشی منائے (۱-۳)

(۲) زمین اس کے سامنے کانپتی تھی۔ اُس کی راستبازی اور عظمت کا برملا اعلان ہوا (۴-۶)

(۳) بت پرست اور ان کے بت برملا شرمندہ ہوئے جب کہ صیون فتح کے شادیانے بجاتی ہے (۷-۹)

(۴) اسرائیل فرمانبرداری اور شکرگذاری ظاہر کرے (۱۰-۱۲)

ستروں کے ترجمے میں اس کا عنوان یہ ہے "داؤد کا مزمور جب اس کا ملک بحال کیا گیا۔"

زبور ۹۷۔ (۱) خداوند سلطنت کرتا ہے۔ زمین شادمان ہو۔ بے شمار جزیرے خوشی منائیں۔ (۲) بادل اور تاریکی اُس کے اردگرد ہیں۔ صداقت اور عدل اُس کے تخت کی بنیاد ہیں۔ (۳) آگ اُس کے آگے آگے چلتی ہے اور چاروں طرف اُس کے مخالفوں کو بھسم کر دیتی ہے۔ (۴) اُس کی بجلیوں نے جہان کو روشن کر دیا۔ زمین نے دیکھا اور کانپ گئی۔ (۵) خداوند کے حضور پہاڑ موم کی طرح پگھل گئے یعنی ساری زمین کے خداوند کے حضور۔ (۶) آسمان اُس کی صداقت ظاہر کرتا ہے۔ سب قوموں نے اُس کا جلال دیکھا ہے۔ (۷) کھدی ہوئی مورتوں کے سب پوجنے والے جو بتوں پر فخر کرتے ہیں شرمندہ ہوں۔ اے معبودو! سب اُس کو سجدہ کرو۔ (۸) اے خداوند! صیون نے سنا اور خوش ہوئی اور یہوداہ کی بیٹیاں تیرے احکام سے شادمان ہوئیں۔ (۹) کیونکہ اے خداوند! تو تمام زمین پر بلند و بالا ہے۔ تو سب معبودوں سے نہایت اعلیٰ ہے۔ (۱۰) اے خداوند سے محبت رکھنے والو۔ بدی سے نفرت کرو۔ وہ اپنے مقدسوں کی جانوں

کو محفوظ رکھتا ہے۔ وہ اُن کو شریروں کے ہاتھ سے چھڑاتا ہے۔ (۱۱) صادقوں کے لئے نُور بویا گیا ہے اور راست دلوں کے لئے خوشی۔ (۱۲) اے صادقو خداوند میں خوش رہو اور اُس کے پاک نام کا شکر کرو۔

۱- مقابلہ کرو ۹۳:۱ کی طرح سے "بیشمار جزیرے" یسعیاہ ۴۰-۶۶ میں یہ خاص لفظ آیا ہے

۲ و ۳- گو خداوند بادل اور کالی گھٹا میں چھپا رہتا ہے اور بڑی طاقت سے ظاہر ہوتا ہے تو بھی اُس کی اُمّت کو یہ تسلّی ہے کہ وہ راستی سے بادشاہی کرتا ہے (زبور ۸۹:۱۴ استثنا ۴:۲۴ یسعیاہ ۴۲:۲۵)

کوہ سینا پر جو نظارہ نظر آیا تھا اُس کی طرف جابجا اشارے پائے جاتے ہیں (۱۸:۹ و ۱۸) ۲ آیت کا آخری حصہ زبور ۸۹:۱۴ سے لیا گیا۔

۴- "اُس کی بجلیوں" جب بنی اسرائیل کو مصر سے نکالا (زبور ۷۷:۱۸)

۵- (میکاہ ۱:۴ و ۴:۱۳ و زکریاہ ۴:۱۴ و ۶:۵ و حبقوق ۳:۶)

۶- اپنی اُمّت کی وفاداری اور بدکاروں کی سزا یہ دونو باتیں سارے جہان کے سامنے ظاہر ہوئیں (۹۸:۳)

۷- "شرمندہ ہوں" ان بُتوں کی ناتوانی کو دیکھ کر۔ خاص کر بابلیان بابل (یسعیاہ ۴۲:۱۷ و ۴۴:۹ و یرمیاہ ۱۰:۱۴)

"بُتوں" بطلان (۹۶:۵)

"سجدہ کرو" یا سجدہ کرتے ہیں۔ یہ نہ سمجھنا کہ مزمور نویس کے نزدیک بُتوں کی کوئی حقیقی ہستی تھی۔ عبرانی ۱:۶ کا اقتباس یا تو اس مقام سے ہوگا یا استثنا ۳۲:۴۳ کے سترین کے ترجمے سے

۸- ذرا تبدیلی کے ساتھ ۴۸:۱۱ سے لیا گیا۔ یہوداہ اور اس کے شہروں نے سُنا کہ اسرائیل کو بابل کی جلا وطنی سے مخلصی ملی۔ (یسعیاہ ۵۲:۷ و ۸)

۹- (مقابلہ کرو ۸۳:۱۸ و ۴۷:۲ و ۹)

۱۰- جو خداوند کو پیار کرتے ہیں وہ اس پیار کا ثبوت اس طرح سے دیں کہ بدی سے عداوت رکھیں کیونکہ بدی یا ہواہ کی ذات و صفات کے خلاف ہے (عاموس ۵:۱۵)

۱۱- "نُور بویا گیا" نور کا پھیل جانا مراد ہے۔ نور خوشی کے لئے ایک استعارہ ہے (۹۷:۱۱ و ۲۷:۱)

۱۲- "پاک نام" یا اُس کی قدوسی کی یادگار۔ اس کا نام یہ سب کچھ یاد دلاتا ہے کہ خدا کیا ہے اور

کیا کرتا ہے۔

اس کا پہلا مصرع ۹۶:۱۳ الف سے ہے اور دوسرا ۳۰:۴ سے۔

۹۸ زبور

بابل کی اسیری سے مخلصی کے لئے حمد کا ایک اور گیت۔ اس کا آغاز اور آخر زبور ۹۶ کی طرح ہے اور مضمون وہی ہے جو یسعیاہ نبی کی خوشخبری کتاب میں پایا جاتا ہے۔

اس میں تین ساوی بند ہیں:-

ا- اسرائیل کی مخلصی کے لئے خوشی کا گیت (۱-۳)

ب- ساری دُنیا اُس کو بادشاہ تسلیم کرے (۴-۶)

ج- کل موجودات اُس کی آمد پر خوشی منائیں (۷-۹)

صرف اس زبور کے عنوان میں لفظ مزمور آیا ہے یعنی "ایک مزمور" سترین میں یہ ہے "داؤد کا ایک مزمور"

زبور ۹۸ - مزمور۔

(۱) خداوند کے حضور نیا گیت گاؤ کیونکہ اُس نے عجیب کام کئے ہیں اُس کے دہنے ہاتھ اور اُس کے مقدس بازو نے اُس کے لئے فتح حاصل کی ہے۔ (۲) خداوند نے اپنی نجات ظاہر کی ہے۔ اُس نے اپنی صداقت قوموں کے سامنے نمایاں کی ہے۔ (۳) اُس نے اسرائیل کے گھرانے کے حق میں اپنی شفقت و وفاداری یاد کی ہے۔ انتہائے زمین کے لوگوں نے ہمارے خدا کی نجات دیکھی ہے۔ (۴) اے تمام اہلِ زمین! خداوند کے حضور خوشی کا نعرہ مارو۔ للکارو اور خوشی سے گاؤ اور مدح سرائی کرو۔ (۵) خداوند کی ستایش ستار پر کرو۔ ستار اور سُریلی آواز سے (۶) نرسنگے اور قرنائی کی آواز سے بادشاہ یعنی خداوند کے حضور خوشی کا نعرہ مارو۔ (۷) سمندر اور اُس کی معموری شور مچائیں اور جہان اور اُس کے باشندے۔ (۸) سیلاب تالیاں بجائیں۔ پہاڑیاں مل کر خوشی سے گائیں۔ (۹) خداوند کے حضور کیونکہ وہ زمین کی عدالت کرنے آرہا ہے۔ وہ

صداقت سے جہان کی اور راستی سے قوموں کی عدالت کریگا۔

۱۔ "نیا گیت" (۱:۹۶)

اس کے دہنے ہاتھ اور مقدس بازو نے یہ کام سرانجام دیا کیونکہ وہ کسی کی مدد کا محتاج نہ تھا کہ بنی اسرائیل کو بابل سے مخلصی دے (یسعیاہ ۵۲: ۱۰ و ۵۹: ۱۶ و زبور ۴۴: ۳) یہ بحالی گویا دوسرا خروج تھا اور یہ نیا گیت موسیٰ کے پرانے گیت کی گونج تھا۔ (خروج ۱۵: ۲ و ۶ و ۱۱ و ۱۲)

۲۔ (یسعیاہ ۵۶: ۱)

۳۔ "یاد کی" اگرچہ اسرائیل نے اپنی مایوسی میں یہ کہا کہ یاہوواہ مجھ کو بھول گیا ہے (یسعیاہ ۴۹: ۱۴ و میکاہ ۷: ۲۰)

۴۔ "خوشی کا نعرہ مارو" یاہوواہ کا خیر مقدم کرو (زبور ۴۷: ۱ و ۵ سے ۸ و ۱۔ سموئیل ۱۰: ۲۴)

۵۔ مقابلہ کرو یسعیاہ ۵۱: ۳ سے۔

۶۔ "قرنا" دھات کا بنا ہوا سیدھی نلی کی طرح۔
"نرسنگھا" ہرن یا مینڈھے کا سینگ۔

۷۔ "سمندر۔۔۔۔" (۱۱:۹۶)
"جہان۔۔۔۔" (۲۴: ۱)

۸۔ "سیلاب۔۔۔ پہاڑیاں" (یسعیاہ ۵۵: ۱۲ و حبقوق ۳: ۱۰)

۹۔ (۹۶: ۱۳)

زبور ۹۹

یہ مزمور بھی ۹۳ اور ۹۷ مزامیر کی طرح اُسی زمانہ کی تصنیف معلوم ہوتا ہے۔ اس میں جو خاص خیال دہرایا گیا ہے وہ آیات ۳ و ۵ و ۹ میں پایا جاتا ہے ساری قوموں اور خاص کر یاہوواہ کی اُمت کو یہ دعوت دی گئی ہے کہ وہ یاہوواہ کی پرستش کریں جو بہت مقدس خدا ہے جیسے آسمان میں (یسعیاہ ۶: ۳) ویسے ہی زمین پر بھی خدا کے تمام کمالات کی تعریف ہونی چاہیئے۔
اس میں تین بند ہیں اور ۳ و ۵ و ۹ آیات نماز کے وقت جماعت کی طرف سے جواب میں

گائی جاتی ہونگی۔ اس کو یوں تقسیم کر سکتے ہیں۔

ا۔ یاہوواہ سارے جہان کا بادشاہ ہے۔ اُس کا تخت صیحون میں قائم ہے (۱-۳)

ب۔ اسرائیل میں اس کی راست باز حکومت ہے۔ (۴ و ۵)

ج۔ وہ اپنی اُمت کے ساتھ سارے معاملات میں وفادار ہے (۶-۹)

زبور ۹۹ - (۱) خداوند سلطنت کرتا ہے۔ قومیں کانپیں۔ وہ کروبیوں پر بیٹھتا ہے۔ زمین لرزے۔ (۲) خداوند صیہون میں بزرگ ہے۔ اور وہ سب قوموں پر بلند و بالا ہے۔ (۳) وہ تیرے بزرگ اور مہیب نام کی تعریف کریں۔ وہ قدوس ہے۔ (۴) بادشاہ کی قوت انصاف پسند ہے۔ تو راستی کو قائم کرتا ہے۔ تو ہی نے عدل اور صداقت کو یعقوب میں رائج کیا۔ (۵) تم خداوند ہمارے خدا کی تمجید کرو اور اُس کے پاؤں کی چوکی پر سجدہ کرو۔ وہ قدوس ہے۔ (۶) اُس کے کاہنوں میں سے موسیٰ اور ہارون نے اور اُس کا نام لینے والوں میں سے سموئیل نے خداوند سے دعا کی اور اُس نے اُن کو جواب دیا۔ (۷) اُس نے بادل کے ستون میں سے اُن سے کلام کیا۔ انہوں نے اُس کی شہادتوں کو اور اُس آئین کو جو اُس نے اُن کو دیا تھا مانا۔ (۸) اے خداوند ہمارے خدا! تو اُن کو جواب دیتا تھا تو وہ خدا ہے جو اُن کو معاف کرتا رہا اگرچہ تو نے اُن کے اعمال کا بدلہ بھی دیا۔ (۹) تم خداوند ہمارے خدا کی تمجید کرو اور اُس کے مقدس پہاڑ پر سجدہ کرو۔ کیونکہ خداوند ہمارا خدا قدوس ہے۔

۱۔ جب خدا اپنی بادشاہی کو ظاہر کریگا قومیں ضرور خوف سے کانپینگی (یسعیاہ ۶۴: ۲) اور زمین اس کی بندگی کا اقرار کریگی (زبور ۷۷: ۱۸)
"کروبیوں پر" یعنی جو آسمان میں سب سے زیادہ سرفراز ہے وہ اپنی اُمت کے درمیان سکونت کرنے کو نیچے اترا (۱۔ سموئیل ۴: ۴ و ۲۔ سموئیل ۶: ۲ و ۲۔ سلاطین ۱۹: ۱۵)

۲۔ "صیحون" زمین پر خدا کا صدر مقام ہے (یسعیاہ ۵۷: ۱۵)

۳۔ "بزرگ اور مہیب" (۴۷: ۲ و ۱۱: ۹ و استثنا ۲)

۴۔ یہ بادشاہ خود یاہوواہ ہے۔ (یسعیاہ ۱: ۲۶ و ۹: ۷ و ۱۶: ۵)

۵۔ "پاؤں کی چوکی" (۱۔ تواریخ ۲۸: ۲) ہیکل کا صندوق یاہوواہ کے پاؤں کی چوکی کہلایا۔

(زبور ۱۳۲: ۷) لیکن چونکہ دوسری ہیکل میں عہد کا صندوق نہ تھا اس لئے یہ چوکی خود ہیکل ہوگی یا صیحون۔ (نوحہ ۲: ۱ و یسعیاہ ۶۰: ۱۳)

۶-۹۔ خداوند کی قدوسیت کا ثبوت اسرائیل کے ساتھ سلوک کے ذریعہ دیا گیا۔

موسیٰ۔ ہارون اور سموئیل اپنے اپنے زمانہ کے کامیاب سفارش کرنے والے یا شفیع تھے۔ خدا نے ان کی دعاؤں کے جواب میں اپنے تئیں اپنی امت پر ظاہر کیا لیکن اپنی قدوسیت کو ظاہر کرنے کے لئے اس نے بدکاروں کو سزا دی۔ یہی حال اب بھی ہوگا۔ خدا دعا کا جواب تو دیگا لیکن جب اسرائیل گناہ کریگا تو وہ سزا بھی دیگا۔

اسیری سے پیشتر خدا نے فرمایا تھا (یرمیاہ ۱۵: ۱) کہ اگر موسیٰ اور سموئیل بھی کھڑے ہو کر سفارش کرینگے تو میں نہ سنونگا۔ لیکن خدا نے ان کو معاف کر دیا۔ اپنی امت کی دعا سن لی اور اسے خلاصی دی۔ بعضوں نے یہ خیال بھی ظاہر کیا کہ موسیٰ۔ ہارون اور سموئیل اب تک اونیاس اور یرمیاہ کی طرح آسمان میں سفارش کر رہے ہیں (۲۔ مکابی ۱۵: ۱۲ وغیرہ) لیکن یہ خیال درست معلوم نہیں ہوتا۔

۶۔ کاہنوں کا یہ منصب تھا کہ وہ خدا اور انسان کے درمیان شفیع اور درمیانی ہوں۔ جب بنی اسرائیل عمالیک سے جنگ کر رہے تھے تو یہ فرض موسیٰ نے ادا کیا (خروج ۱۷: ۱۱)۔ جب انہوں نے بچھڑے کی پرستش کی۔ (خروج ۳۲: ۳۰ و استثنا ۹: ۱۸) اور جب وہ جاسوسوں کے واپس آنے پر گڑگڑائے (گنتی ۱۴: ۱۳) ایسے ہی موقعوں کی طرف مزمور نویس نے اشارہ کیا۔ کوہ سینا پر عہد کی تصدیق کے (خروج ۲۴: ۶) یا خیمہ کی تقدیس کے (خروج ۴۰: ۳۲) یا ہارون اور اس کے بیٹوں کی تقدیس کے وقت کی طرف (احبار ۸ باب)۔ ہارون کے درمیانی ہونے کا ذکر گنتی ۱۶: ۴۶ میں ملتا ہے۔ حضرت سموئیل کی دعائیں سنی گئیں (۱ سموئیل ۷: ۸، ۹ و ۱۲: ۱۶)

۷۔ اب بھی خدا دعا سنتا ہے بشرطیکہ آدمی خدا کی منکشف مرضی پر چلے۔

۸۔ "وہ خدا جو ان کو معاف کرتا رہا" یہ ساری قوم کی طرف اشارہ ہے۔ تاریخ نے خدا کی اس سیرت کو ثابت کیا۔

۹۔ آخری دعوت کہ اسرائیل صیحون میں خدا کی عبادت کرے۔

---

۱۰۰ زبور

اس کے ساتھ مقابلہ کرو یسعیاہ ۵۶: ۶ و ۷ کا جہاں لکھا ہے کہ "میرا گھر ساری قوموں کے لئے دعا کا گھر ہوگا" (انجیل) اس مزمور کی تاریخ بھی دلچسپ ہے۔ اس کے عنوان میں یہ لکھا ہے "شکرگذاری کا مزمور" یا شکر کی قربانی کا مزمور۔ دوسری ہیکل کے وقت شکرانہ کی قربانی گذراننے کے وقت یہ مزمور گایا جاتا تھا (احبار ۷: ۱۱) مقابلہ کرو مزامیر ۳۸ و ۷۰ و ۹۲ کے عنوان۔ گو خاص اس موقع کے لئے یہ تصنیف نہ کیا گیا لیکن استعمال ایسا ہی ہوا۔

قدیم زمانہ سے عبادت خانہ کی روزانہ عبادت میں یہ مزمور استعمال ہوتا چلا آیا۔ سوائے خاص خاص تہواروں کے چرچ اوف انگلینڈ کی نماز کی کتاب میں یہ صبح کی نماز کے لئے مقرر تھا۔ سنہ ۱۵۵۲ء کی نماز کی کتاب میں یہ زکریاہ کے گیت کی جگہ باری باری استعمال ہونے کے لئے مقرر ہوا۔

زبور ۱۰۰۔ شکرگذاری کا مزمور۔

(۱) اے اہل زمین! سب خداوند کے حضور خوشی کا نعرہ مارو۔ (۲) خوشی سے خداوند کی عبادت کرو۔ گاتے ہوئے اس کے حضور حاضر ہو۔ (۳) جان رکھو کہ خداوند ہی خدا ہے۔ اسی نے ہم کو بنایا اور ہم اسی کے ہیں۔ ہم اس کے لوگ اور اس کی چراگاہ کی بھیڑیں ہیں۔ (۴) شکرگذاری کرتے ہوئے اس کے پھاٹکوں میں اور حمد کرتے ہوئے اس کی بارگاہوں میں داخل ہو۔ اس کا شکر کرو اور اس کے نام کو مبارک کہو۔ (۵) کیونکہ خداوند بھلا ہے۔ اس کی شفقت ابدی ہے اور اس کی وفاداری پشت در پشت رہتی ہے۔

۱۔ جیسے بادشاہ کا خیر مقدم کرتے ہیں اس کا بھی کرو۔

۲۔ اطاعت کی جگہ عبادت لے لے۔ (۲: ۱۱)

۳۔ جو کام اس نے بنی اسرائیل کے لئے کئے ان سے یہ سبق حاصل کرو کہ یہواہ ہی حقیقی واحد خدا ہے (استثنا ۷: ۹)

"ہم کو بنایا" (استثنا ۳۲: ۶ و ۱۵ و زبور ۹۵: ۶)

۵۔ بنی اسرائیل نے خدا کے احسان و محبت کا نیا تجربہ حاصل کیا۔ مقابلہ کرو یرمیاہ ۳۳: ۱۱ اور زبور ۱۰۹: ۱۔

۱۰۱ زبور

اس مزمور میں ایک حاکم یاہواہ سے مخاطب ہوکر اپنے ارادہ کا اظہار کرتا ہے کہ وہ اپنے دل سے ہر طرح کی کمینگی کو دور کر دیگا اور سب بدکاروں کو اپنے حضور سے نکال دیگا۔

عنوان میں یہ داؤد کا مزمور کہلاتا ہے جو خدا کے دل کے مطابق تھا۔ جب عزہ کو یاہواہ کی گستاخی کی سزا ملی تو حضرت داؤد ڈر گیا کہ اگر یہ حالت ہے تو یہ عہد کا صندوق میرے پاس کیسے آئیگا (۲-سموئیل ۶:۹) اور وہ عہد کے صندوق کو اوبید ادوم کے گھر لے گئے۔ لیکن اس کے بعد اس دہشت کی بجائے یہ آرزو پیدا ہوئی کہ خدا کی حضوری کے نشان کو شہر یروشلم میں جانا چاہئے۔ اس موقع پر غالباً حضرت داؤد نے یہ عزم کیا کہ وہ اپنے دل کو پاک کریگا۔ یہ مزمور ایک طرح سے مزمور ۱۵ کا رفیق ہے جس میں لکھا ہے کہ خدا کی حضوری میں رہنے والوں کے لئے کیسی سیرت درکار ہے۔ اور ۲۴ مزمور بھی غالباً اسی موقع کے لئے بنایا گیا۔ نیز مقابلہ کرو زبور ۱۸:۲۰ و ۲-سموئیل ۲۳:۱ سے۔

بعض لوگوں نے مختلف رائیں بھی ظاہر کیں۔ مثلاً بعضوں نے اسے حزقیاہ کی تصنیف خیال کیا۔ بعضوں نے یوسیاہ کی۔ اور بعضوں نے یونتن مکابی کی تصنیف (۱-مکابی ۱۴:۱۴) بعضوں نے اس مزمور کو "حاکموں کا شیشہ" نام دیا۔

اس کے دو حصے ہیں:-

اوّل۔ مزمور نویس کا ارادہ اپنی زندگی کے بارے میں۔ (۱-۴)

دوم۔ اس کا عوام اور بے انصافی اپنی عدالت سے خارج کرنے کا ارادہ (۵-۸)

زبور ۱۰۱ - داؤد کا مزمور۔

(۱) میں شفقت اور عدل کا گیت گاؤنگا۔ اے خداوند! میں تیری مدح سرائی کرونگا۔ (۲) میں عقلمندی سے کامل راہ پر چلونگا۔ تو میرے پاس کب آئیگا؟ گھر میں میری روش خلوص دل سے ہوگی۔ (۳) میں کسی خباثت کو مدِ نظر نہیں رکھونگا۔ مجھے کجرفتاروں کے کام سے نفرت ہے۔ اس کو مجھ سے کچھ سروکار نہ ہوگا۔ (۴) کج دلی مجھ سے دُور ہو جائیگی۔ میں کسی بُرائی سے آشنا نہ ہونگا۔ (۵) جو در پردہ اپنے ہمسایہ کی غیبت کرے میں اُسے ہلاک کر ڈالونگا۔

بلند نظر اور مغرور دل کی برداشت نہ کرونگا۔ (۶) ملک کے ایمانداروں پر میری نظر ہوگی تاکہ وہ میرے ساتھ رہیں۔ جو کامل راہ پر چلتا ہے وہی میری خدمت کریگا۔ (۷) دغاباز میرے گھر میں رہنے نہ پائیگا۔ دروغگو میرے روبرو قیام نہ ہوگا۔ (۸) میں ہر صبح ملک کے سب شریروں کو ہلاک کیا کرونگا تاکہ خداوند کے شہر سے بدکاروں کو کاٹ ڈالوں۔

۱- "شفقت اور عدل" الٰہی حکومت کی یہ سیرت ہے (۸۹:۱۴) اس لئے انسانی حاکموں میں بھی یہ صفت چاہئے۔ (یسعیاہ ۱۶:۵ نیز مقابلہ کرو ہوسیع ۲:۱۹ و ۱۲:۶ و میکاہ ۶:۸ و متی ۲۳:۲۳)

۲- "کامل راہ" (۱۵:۲)

"گھر میں میری روش" نہ صرف عدالت گاہ میں بلکہ اپنے ہی گھر میں (۱۸:۲۳ و امثال ۲۰:۷)

۳- "کسی خباثت" کو اپنا مقصد یا نمونہ نہ ٹھہراؤنگا۔

خباثت کے لئے لفظ "بلعال" آیا ہے (استثنا ۱۵:۹)

"سروکار نہ ہوگا" اگر وہ اچانک مجھے آ پکڑیں تو میں ایک لعنتی شے سمجھ کر اُن کو جھاڑ پھینکونگا (استثنا ۱۳:۱۷)

۴- زبور نویس اپنی نسبت کہہ رہا ہے۔

"کج دلی" (امثال ۱۱:۲۰)

۵- "بلند نظر" مغرور دل کا اظہار (۱۸:۲۷ و امثال ۲۱:۴)

۸- "ہر صبح" بادشاہ ہر روز عدالت کریگا (۲-سموئیل ۱۵:۲ و یرمیاہ ۲۱:۱۲) تاکہ وہ یروشلم کو بدی سے پاک کر کے ایک پاک شہر بنائے تاکہ وہ یاہواہ کا شہر کہلانے کا مستحق ٹھہرے

۱۰۲ زبور

زبور نویس کی التجا یہ ہے کہ خدا جلد اُس کی فریاد سُنے کیونکہ وہ ایسا کمزور ہو گیا ہے کہ قبر کے کنارے جا پہنچا ہے اور دشمن اُس پر ہنسی اُڑا رہے ہیں (۱-۱۱)

اس کے لوگ جلا وطن ہیں۔ صیہون برباد ہے۔ یہ مزمور نویس کے غم کی وجہ تھی۔ ساتھ ہی

اُس کو یہ خیال آتا ہے کہ خدا ازلی و ابدی ہے اس لئے وہ ضرور صیہون کو بحال کریگا۔ اس سے خداوند کا جلال ظاہر ہوگا اور قومیں اُس کی طرف متوجہ ہونگی (۱۲-۲۲)

اگرچہ وہ اپنی تکلیفوں کو فراموش نہیں کر سکتا اور قبل از وقت موت سے بچنا چاہتا ہے تو بھی خداوند کی ہمیشگی اور لاتبدیلی اُس کی تسلی کا باعث ہیں (۲۳-۲۸)

یہاں یہ سوال اُٹھتا ہے کہ متکلم کون ہے؟ کیا قوم اسرائیل یا کوئی خاص اسرائیلی شخص؟ بہتوں کی یہ رائے ہے کہ متکلم قوم اسرائیل ہے لیکن شخصی جذبہ ایسی شدت سے ظاہر ہوتا ہے کہ اُسے قوم سے منسوب نہیں کر سکتے اس لئے یہی مناسب ہے کہ ہم اسے کسی فرد سے منسوب کریں۔

یہ مزمور بابل کی اسیری کے آخری ایام سے تعلق رکھتا ہے۔ صیہون برباد ہے لیکن اُس کی بحالی کا مقررہ وقت آپہنچا ہے (۱۳ و ۱۴)۔ مزمور نویس کو توقع ہے کہ یرمیاہ و یسعیاہ کی پیشین گوئیاں پوری ہونگی۔

اس مزمور میں یسعیاہ ۴۰-۶۶ تک کی اور دیگر مزامیر کی گونج سنائی دیتی ہے (مقابلہ کرو مزامیر ۶۹ و ۷۹)

عنوان میں اس کے عبادتی استعمال کی طرف اشارہ ہے نہ اس کی تصنیف کے موقع کی طرف۔ مصیبت زدہ شخص کے لئے یہ موزوں دعا (۶۱:۲) اور خداوند کے سامنے اس کی فریاد ہے۔ (۶۲:۸ و ۵۵:۲ و ۱۴۲:۲ وغیرہ)

یہ توبہ کے سات مزامیر میں سے ایک ہے (۶ و ۳۲ و ۳۸ و ۵۱ و ۱۰۲ و ۱۳۰ و ۱۴۳)

زبور ۱۰۲ - مصیبت زدہ کی دعا جب وہ افسردہ دل ہو کر خداوند کے حضور اپنا رونا روتا ہے

(۱) اے خداوند! میری دعا سن اور میری فریاد تیرے حضور پہنچے۔ (۲) میری مصیبت کے دن مجھ سے رُوپوش نہ ہو۔ اپنا کان میری طرف جھکا۔ جس دن میں فریاد کروں مجھے جلد جواب دے۔ (۳) کیونکہ میرے دن دھوئیں کی طرح اُڑے جاتے ہیں۔ اور میری ہڈیاں ایندھن کی طرح جل گئیں۔ (۴) میرا دل گھاس کی طرح جھلس کر سوکھ گیا۔ کیونکہ میں اپنی روٹی کھانا بھول جاتا ہوں۔ (۵) کراہتے کراہتے میری ہڈیاں میرے گوشت سے جا لگیں۔ (۶) میں جنگلی حواصل کی مانند ہوں۔ میں ویرانے کا اُلو بن گیا۔ (۷) میں بے خواب اور اُس گورے

کی مانند ہو گیا ہوں جو چھت پر اکیلا ہو۔ (۸) میرے دشمن مجھے دن بھر ملامت کرتے ہیں۔ جو میرے مخالف دیوانہ ہو کر مجھ پر لعنت کرتے ہیں۔ (۹) کیونکہ میں نے روٹی کی طرح راکھ کھائی اور آنسو ملا کر پانی پیا۔ (۱۰) یہ تیرے غضب اور قہر کے سبب سے ہے کیونکہ تو نے مجھے اُٹھایا اور پھر پٹک دیا۔ (۱۱) میرے دن ڈھلنے والے سایہ کی مانند ہیں اور میں گھاس کی طرح مرجھا گیا ہوں۔ (۱۲) لیکن تو اے خداوند ابد تک رہیگا اور تیری یادگار پشت در پشت رہیگی۔ (۱۳) تو اُٹھیگا اور صیون پر رحم کریگا کیونکہ اس پر ترس کھانے کا وقت ہے۔ ہاں اُس کا معین وقت آگیا ہے۔ (۱۴) اس لئے کہ تیرے بندے اُس کے پتھروں کو چاہتے اور اُس کی خاک پر ترس کھاتے ہیں۔ (۱۵) اور قوموں کو خداوند کے نام کا اور زمین کے سب بادشاہوں کو تیرے جلال کا خوف ہوگا۔ (۱۶) کیونکہ خداوند نے صیون کو بنایا ہے۔ وہ اپنے جلال میں ظاہر ہوا ہے۔ (۱۷) اُس نے بیکسوں کی دعا پر توجہ کی اور اُن کی دعا کو حقیر نہ جانا۔ (۱۸) یہ آیندہ پشت کے لئے لکھا جائیگا اور ایک قوم پیدا ہوگی جو خداوند کی ستایش کریگی۔ (۱۹) کیونکہ اُس نے اپنے مقدس کی بلندی پر سے نگاہ کی۔ خداوند نے آسمان پر سے زمین پر نظر کی (۲۰) تاکہ اسیر کا کراہنا سُنے اور مرنے والوں کو چھڑا لے۔ (۲۱) تاکہ لوگ صیون میں خداوند کے نام کا اظہار اور یروشلیم میں اُس کی تعریف کریں۔ (۲۲) جب خداوند کی عبادت کے لئے قومیں اور مملکتیں مل کر جمع ہوں۔ (۲۳) اُس نے راہ میں میرا زور گھٹا دیا۔ اُس نے میری عمر کوتاہ کر دی۔ (۲۴) میں نے کہا اے میرے خدا! مجھے آدھی عمر میں نہ اُٹھا۔ تیرے برس پشت در پشت ہیں۔ (۲۵) تو نے قدیم سے زمین کی بنیاد ڈالی۔ آسمان تیرے ہاتھ کی صنعت ہے۔ (۲۶) وہ نیست ہو جائینگے پر تو باقی رہیگا۔ بلکہ وہ سب پوشاک کی مانند پرانے ہو جائینگے۔ تو اُن کو لباس کی مانند بدلیگا اور وہ بدل جائینگے۔ (۲۷) پر تو لاتبدیل ہے اور تیرے برس لاانتہا ہونگے۔ (۲۸) تیرے بندوں کے فرزند برقرار رہینگے۔ اور اُن کی نسل تیرے حضور قائم رہیگی۔

---

۱ و ۲ - اس دعا کے جملے دیگر مزامیر میں بھی آتے ہیں۔ ۳۹:۱۲ و ۱۸:۶ و ۲۷:۹ و ۵۹:۱۶

و ۲:۲۱ و ۶۵:۱۷)

۳- "دھوئیں کی طرح" بہت جلد غائب ہو جانے کے لئے تشبیہ۔ (یعقوب ۴:۱۴

۴- "میرا دل" جیسے کسی پودے کو آفتاب کی شدت سے نقصان پہنچتا ہے ویسے ہی
میرے دل کو جو زندگی بخش طاقتوں کا چشمہ تھا صدمہ پہنچا اور وہ سوکھ گیا (۱۲۱:۶ و
ہوسیع ۹:۱۶)

۵- "میری ہڈیاں میرے گوشت سے جا لگیں" یعنی جوڑ سوج کر سخت ہو گئے
(ایوب ۱۹:۲۰)

۶- ویرانہ کے اُلو سے اپنے آپ کو تشبیہ دی جو ویرانہ پسند کرتے اور عجیب آوازیں نکالتے
ہیں (یسعیاہ ۳۴:۱۱ و صفنیاہ ۲:۱۴) عربی میں اُلو کو "کھنڈروں کی ماں" کہتے ہیں۔ قدیم
یہوداہ کے مقامات کا نشان وہ قبریں اور کھنڈر ہیں جو بیرسبع کے تودوں پر واقعہ ہیں
جہاں سے شام کے وقت ان پرندوں کی آوازیں سنائی دیتی ہیں۔

۷- اُلو کی طرح مزمور نویس ساری رات جاگتا رہتا ہے۔ حاصل بھی اُلو کی قسم کا کوئی ویرانہ
کا جانور تھا۔

۸- دشمن کے طعنوں سے مزمور نویس کی مصیبت اور بھی بڑھ جاتی ہے (۴۲:۱۰ و
۴۴:۱۳)

۹- ماتم اور آنسو اُس کی خوراک بن گئے۔ راکھ ماتم کا نشان تھا (ایوب ۲:۸ و نوحہ ۳:۱۶
و حزقی ایل ۲۷:۳۰)

۱۰- یہ مصیبت گناہ کی سزا تھی۔ خدا کے غضب کا سیلاب بنی اسرائیل کو ان کے ملک سے
بہا لے گیا اور جلا وطنی میں ڈال دیا۔

۱۱- "ڈھلنے والے سائے" (یرمیاہ ۶:۴) گھاس کی مانند (یسعیاہ ۴۰:۷ و یعقوب
۱:۱۱)

۱۲- دیکھو نوحہ ۵:۱۹۔ خاص خیال یہواہ کی ابدی بادشاہی ہے (۹:۷)
"یادگار" اس کا نام ہی یادگار ہے۔ (خروج ۳:۱۵)

۱۳- چونکہ اس کی حکومت ابدی ہے اس لئے وہ ضرور اپنے وعدہ کے مطابق صیحون پر
رحم کریگا۔ (یسعیاہ ۳۰:۱۸ و ۴۹:۱۳ و یرمیاہ ۳۰:۱۸)

"معین وقت" یرمیاہ ۲۹:۱۰ و یسعیاہ ۴۰:۲ و حبقوق ۲:۳)

۱۴- خدا کے رحم کے لئے ایک اور وجہ کہ ہم یروشلم کے کھنڈروں کو بھی پیار کرتے ہیں۔

۱۵- صیحون کی بحالی کل جہان کے رجوع لانے کا باعث ہوگی یہ خاص خیال یسعیاہ ۴۰-۶۶
ابواب میں بار بار دہرایا گیا۔ خاص کر دیکھو یسعیاہ ۵۹:۱۹ و ۶۰:۳-

۱۶ و ۱۷- جب یہواہ کی قدرت ظاہر ہوگی تو یہ قومیں بھی اُس کی تعظیم کریں گی۔
"بیکسوں" یہ جلاوطن اسرائیلی ہیں۔

۱۸- خداوند کے رحم کی خوشخبری آیندہ پشتوں کیلئے شکر گذاری اور حمد کا موقع ہوگا۔

۱۹- "بلندی پر سے نگاہ کی" یسعیاہ ۶۳:۱۵ کی دعا کے جواب میں۔ (استثنا ۲۶:۱۵ اور
زبور ۱۴:۲ و ۳۳:۱۳)

۲۰- ۷۹:۱۱ کی دعا کی گونج۔ دیکھو یسعیاہ ۴۲:۷ و ۶۱:۱-
"مرنے والوں" یعنی جو مرنے کے لئے مقرر ہیں (۱ تیمتھیس ۲:۳۱) لفظی طور سے
"موت کے فرزند"۔

۲۱ و ۲۲- اسرائیل اکیلا واپس نہ آئیگا بلکہ دیگر قومیں بھی صیحون میں عبادت کے لئے جمع
ہونگی (یسعیاہ ۲:۳) لیکن کیا یہ بحالی پیشین گوئی کی پوری تکمیل تھی؟ کیا قوم کی توقع اس
کے ذریعہ پوری ہوئی؟ بنی اسرائیل تو یہ توقع کرتے تھے کہ وہ بڑی شان و شوکت سے
فاتح قوم کی طرح وہاں سے نکلینگے اور خداوند کا جلال ظاہر ہونے کے بعد قومیں اُس کی
اطاعت اختیار کریں گی۔ برعکس اس کے یہ بحالی ایک چھوٹا سا واقعہ تھا۔ بہت تھوڑے
لوگ واپس آئے۔ اور حیرت افزا واقعات بھی وقوع میں نہ آئے۔ یاد رکھئے کہ ایسی پیشین
گوئیوں میں دُہری تکمیل یا دُہری پیشین گوئی ہوتی ہے۔ اس کا ایک حصہ قریب کے زمانہ
میں پورا ہوتا ہے اور دوسرا حصہ مستقبل بعید میں۔

۲۳ و ۲۴- اس کی زندگی سفر کی تکان و کوفت کی مانند گذری۔ وہ قبل از وقت موت سے
گھبراتا اور خدا کے جلال کا اظہار اسی زندگی میں دیکھنا چاہتا ہے۔ خدا کے سالوں
کے مقابلہ میں مزمور نویس کی زندگی کیسی کوتاہ ہے۔
"میرا زور" یا اُس کا زور۔

۲۴- "میں نے کہا" ان الفاظ سے دعا زیادہ سرگرمی سے شروع ہوتی ہے۔

"تیرے برس" یعنی ابد تک۔

۲۶۔ انسان کی کوتاہ زندگی کے مقابلہ میں یہ جہان دائمی نظر آتا ہے۔ لیکن اب زمین و آسمان بھی اس کو عارضی دکھائی دیتے ہیں (یسعیاہ ۶۵: ۱۷ و ۶۶: ۲۲)

۲۷۔ "تو لاتبدیل ہے" (استثنا ۳۲: ۳۹ و یسعیاہ ۴۱: ۴ و ۴۳: ۱۰ و ۱۳ وغیرہ)

۲۸۔ خدا کی ابدیت اس امر کی گویا ضمانت ہے کہ اس کی اُمت قائم رہیگی مقابلہ کرو یسعیاہ ۶۵: ۹ و ۶۶: ۲۲ سے۔

"تیرے حضور" یہوداہ اور اسرائیل پر یہ فتویٰ صادر ہوا تھا کہ میرے آگے سے دور ہو جاؤ۔ (یرمیاہ ۷: ۱۵ و ۱۵: ۱) لیکن اب ان کو پھر اس کی حضوری میں رہنے کی اجازت مل جائیگی۔

---

۱۰۳ زبور

ماقبل مزمور میں جو امید تھی وہ بر آئی۔ غم خوشی سے بدل گیا۔ خدا نے اپنی امت کے گناہ بخش دئے اور ان پر شفقت کا ہاتھ پھر بڑھایا۔ شکایت کی جگہ اب تعریف و شکرگذاری نے لے لی اس مزمور کے عنوان میں یہ حضرت داؤد کا مزمور کہلاتا ہے لیکن اکثر علماء اسے حضرت داؤد کی تصنیف خیال نہیں کرتے۔ اس کی عبارت زیادہ تر ارامی رنگ میں رنگی ہوئی ہے۔ اس میں حضرت ایوب و یرمیاہ کی کتابوں کے حوالے ملتے اور یسعیاہ کی کتاب کے دوسرے حصے کی طرف اشارے پائے جاتے ہیں اس لئے یہ مابعد زمانے کی تصنیف ہوگا۔ اگر مزمور ۱۰۲ کو جلاوطنی کے آخری سالوں کی تصنیف سمجھیں تو ۱۰۳ مزمور بحالی کے اوائل ایام کی تصنیف ماننی پڑیگی۔

آیت ۱۰ میں خدا کی رحمتوں کا ذکر ہے جو قوم اسرائیل کو مرحمت ہوئیں۔

اس مزمور کے تین بڑے حصے ہیں۔

اوّل۔ مزمور نویس اپنی روح اور اپنے سارے قویٰ سے مخاطب ہوکر یاہواہ کی حمد کرنے کی ہدایت کرتا ہے۔ (۱-۵)

دوم۔ یاہواہ نے اپنے تئیں موسیٰ پر ظاہر کیا (۶-۱۸)

سوم۔ یاہواہ کی بادشاہی عالمگیر ہے۔ (۱۹-۲۲)

یہ نہایت خوبصورت و نفیس مزمور ہے۔ اس کا حلم۔ اس کا توکل۔ اس کی امید نئے

... طبیعت نئے جذبے سے بھرے ہیں۔ اس میں کسی قسم کی شکایت پائی نہیں جاتی۔

زبور ۱۰۳۔ داؤد کا مزمور۔

(۱) اے میری جان! خداوند کو مبارک کہہ اور جو کچھ مجھ میں ہے اس کے قدوس نام کو مبارک کہے۔ (۲) اے میری جان! خداوند کو مبارک کہہ اور اس کی کسی نعمت کو فراموش نہ کر۔ (۳) وہ تیری ساری بدکاری کو بخشتا ہے۔ وہ تجھے تمام بیماریوں سے شفا دیتا ہے۔ (۴) وہ تیری جان ہلاکت سے بچاتا ہے۔ وہ تیرے سر پر شفقت و رحمت کا تاج رکھتا ہے۔ (۵) وہ تجھے عمر بھر اچھی اچھی چیزوں سے آسودہ کرتا ہے۔ تو عقاب کی مانند از سر نو جوان ہوتا ہے۔ (۶) خداوند سب مظلوموں کے لئے صداقت اور عدل کے کام کرتا ہے۔ (۷) اس نے اپنی راہیں موسیٰ پر اور اپنے کام بنی اسرائیل پر ظاہر کئے۔ (۸) خداوند رحیم اور کریم ہے۔ قہر کرنے میں دھیما اور شفقت میں غنی۔ (۹) وہ سدا جھڑکتا نہ رہیگا۔ وہ ہمیشہ غضب ناک نہ رہیگا۔ (۱۰) اس نے ہمارے گناہ کے موافق ہم سے سلوک نہیں کیا اور ہماری بدکاری کے مطابق ہم کو بدلہ نہیں دیا۔ (۱۱) کیونکہ جس قدر آسمان زمین سے بلند ہے اسی قدر اس کی شفقت ان پر ہے جو اس سے ڈرتے ہیں۔ (۱۲) جیسے پورب پچھم سے دور ہے ویسے ہی اس نے ہماری خطائیں ہم سے دور کردیں۔ (۱۳) جیسے باپ اپنے بیٹوں پر ترس کھاتا ہے ویسے ہی خداوند ان پر جو اس سے ڈرتے ہیں ترس کھاتا ہے۔ (۱۴) کیونکہ وہ ہماری سرشت سے واقف ہے اسے یاد ہے کہ ہم خاک ہیں۔ (۱۵) انسان کی عمر تو گھاس کی مانند ہے وہ جنگلی پھول کی طرح کھلتا ہے۔ (۱۶) کہ ہوا اس پر چلی اور وہ نہیں اور اس کی جگہ اسے پھر نہ دیکھیگی۔ (۱۷) لیکن خداوند کی شفقت اس سے ڈرنے والوں پر ازل سے ابد تک اور اس کی صداقت نسل در نسل ہے (۱۸) یعنی ان پر جو اس کے عہد پر قائم رہتے ہیں اور اس کے قوانین پر عمل کرنا یاد رکھتے ہیں۔ (۱۹) خداوند نے اپنا تخت آسمان پر قائم کیا ہے اور اس کی سلطنت سب پر مسلّط ہے (۲۰) اے خداوند کے فرشتو! اس کو مبارک کہو تم جو زور میں بڑھ کر ہو اور اس کے کلام

کی آواز سن کر اُس پر عمل کرتے ہو۔ (۲۱) اے خداوند کے لشکرو! سب اُس کو مبارک کہو۔ تم جو اُس کے خادم ہو اور اُس کی مرضی بجا لاتے ہو۔ (۲۲) اے خداوند کی مخلوقات سب اُس کو مبارک کہو۔ تم جو اُس کے تسلط کے سب مقاموں میں ہو۔

۱۔ "میری جان" یعنی شخصیت۔

"جو کچھ مجھ میں ہے" یعنی میرے بدن کے سارے اعضا۔

"قدوس نام" دیکھو ۳۳: ۲۱ و ۱۰۵: ۳ و ۱۰۶: ۴۷۔

۲۔ "فراموش نہ کر" خبردار مجھول نہ جانا۔ (استثنا ۶: ۱۲ و ۸: ۱۱)

۳۔ مقابلہ کرو خروج ۱۵: ۲۶ و استثنا ۲۹: ۲۲ سے۔ نہ صرف بدنی بیماریاں بلکہ سب طرح کے دکھ شامل ہیں۔

۴۔ "ہلاکت سے" یا گڑھے یعنی قبر سے۔ ۱۶: ۱۰ کی شرح دیکھو۔

"تاج رکھتا ہے" اس تشبیہ کے لئے دیکھو امثال ۳: ۳۔

۵۔ مقابلہ کرو ۳۲: ۹۔ مترجموں کے ترجمہ میں ہے "تیری خواہش ابودی کرتا ہے۔ یہودی تالمود ہے

"تیرے بڑھاپے کے ایام" سریانی ترجمہ میں "تیرا بدن"۔

"آسودہ کرتا ہے" جلاوطنی کی قبر سے بنی اسرائیل کا نکلنا ہر اسرائیلی کو گویا نئی جوانی عطا کرتا ہے۔ مقابلہ کرو یسعیاہ ۴۰: ۳۱۔

۶۔ بابل کی اسیری سے مخلصی پاتے ہیں اس اصول کی ازسرنو تائید ہو گئی۔

۷ و ۸۔ میں موسیٰ کی دعا کا اظہار ہے (خروج ۳۳: ۱۳ اور ۳۴: ۶)

۹۔ یسعیاہ ۵۷: ۱۶ و یرمیاہ ۳: ۱۲)

۱۰۔ جس سزا کے مستحق بنی اسرائیلی تھے خدا نے اُس سے کم سزا دی۔

۱۱۔ (یسعیاہ ۵۵: ۹)

"جو اُس سے ڈرتے ہیں" بنی اسرائیل اُس کا وعدہ برحق رکھتے ہیں۔ آیت ۱۳ میں پھر اسی وعدے کو دُہرایا ہے۔

۱۲۔ معاف کرنے والا فضل الٰہی کہاں تک گناہوں کو معاف کرتا ہے۔ یہ کامل معافی ہے۔

۱۳۔ مقابلہ کرو یسعیاہ ۴۹: ۱۵ و لوقا ۱۵: ۲۰ سے۔

۱۴۔ رحم کے لئے انسان کی کمزوری کا عذر پیش کیا گیا ہے (۷۸: ۳۹ و ۸۹: ۴۷)

"خاک ہیں" پیدائش ۲: ۷)

۱۵۔ انسان یعنی فانی انسان۔ عبرانی لفظ انوش انسان کی کمزوری کو ظاہر کرتا ہے۔

"گھاس" اس تشبیہ کے لئے دیکھو ۹۰: ۵ و ۶ و یسعیاہ ۵۱: ۱۲۔

"پھول" کی تشبیہ کے لئے دیکھو ایوب ۱۴: ۲ و یسعیاہ ۴۰: ۶۔

۱۶۔ پھول کی تشبیہ جاری ہے۔ گرمی میں لُو یا مشرقی ہوا کے چلنے سے پھول اور سبزی سوکھ جاتی ہے (ہوسیع ۱۳: ۱۵) دوسرا مصرع ایوب ۷: ۱۰ سے لیا ہے۔

۱۷۔ آدمی تو گذر جائینگے لیکن یہواہ کی رحمت اور راستبازی کبھی گذر نہ جائیگی۔ خدا کی ازلیت و ابدیت ایسی چٹان ہے جس پر ایمان توکل کر سکتا ہے جو اس سے ڈرتے ہیں وہ اپنی نسلوں کو اس کے سپرد کر سکتے ہیں اور ان کو کوئی خطرہ نہیں۔

۱۹۔ خداوند نے اپنا تخت آسمانوں پر" آسمان سے مراد سب سے اعلیٰ۔ غیر متبدل اور ازلی و ابدی ہے (۱۱: ۴ و ۹۳: ۲)

"اُس کی سلطنت" (۱۔ تواریخ ۲۹: ۱۱ و ۱۲)۔ بحالی کے بعد یہ گویا اُن کا تکیۂ کلام تھا۔

"خداوند بادشاہی کرتا ہے" (۹۳: ۱ و ۹۷: ۱ و ۹۹: ۱)

۲۰۔ آسمانی باشندے آسمانی بادشاہ کی تعریف کرنے کے زیادہ قابل ہیں دیکھو ۲۹: ۱ و ۱۴۸: ۲ وہ گویا خدا کے جنگی لوگ ہیں جو بڑی قدرت رکھتے ہیں (یوایل ۳: ۱۱)

۲۱۔ اس لشکر کے آسمانی باشندے ادنیٰ درجہ کے ہیں (دانی ایل ۷: ۱۰ و عبرانی ۱: ۱۴) اس سے کبھی ستارے بھی مراد ہیں جن کا فرشتوں سے گہرا تعلق ہے (ایوب ۳۸: ۷) اور فطرت کی سب قوتیں جو یہواہ کے مقاصد کو پورا کرتی ہیں (۱۰۴: ۴ و ۱۴۸: ۸ و ۲)

۲۲۔ تین فرزندوں کا گیت اسی آیت کی توسیع ہے۔ آخری مصرع میں مزمور نویس اسی خیال کو دُہراتا ہے جو اُس نے شروع میں ظاہر کیا تھا۔

۱۰۴ زبور

یہ نظم نہایت نفیس اور مزمور ۱۰۳ سے خاص تعلق رکھتی ہے اور غالباً دونوں کا مصنف بھی ایک ہی ہوگا۔ دونوں کے شروع اور آخر میں یہ جملہ آتا ہے "اے میری جان۔ تو خداوند

کو مبارک کہہ"۔ خدا کی غیر مرئی صفات - اُس کی ابدی قدرت اور الوہیت خلقت کے کاموں سے ظاہر ہیں (رومیوں ۱: ۲۰) اس کی عام ترتیب وہی ہے جو پیدائش ۱ باب میں خلقت کی پیدائش کی ترتیب ہے - (ایوب ۳۸ سے ۴۱ تک میں بھی خلقت کی پیدائش کا بیان ہے - وہی ساری مخلوقات کو زندگی بخشتا ہے (اعمال ۱۷: ۲۵) اور اُس کو یہ امید ہے کہ آخر کار بدی نیست ہوگی اور خلقت میں جو فساد پیدا ہو گیا تھا وہ جاتا رہیگا۔

اس مزمور کے مضمون کو یوں تقسیم کر سکتے ہیں۔

(ا) عناصر کی قوتیں خدا کی قدرت کاملہ کا اظہار ہیں۔ (۱-۴)

(ب) اُس نے زمین بنائی اور سمندر سے اُسے علیحدہ کیا (۵-۹)

(ج) چوپایوں کی پیاس بجھانے کے لئے انتظام کیا (۱۰-۱۲) وہ زمین کو سیراب کرنے کے لئے بارش برساتا ہے جس سے آدمیوں اور چوپایوں کے لئے خوراک پیدا ہو (۱۳-۱۵) وہ شاندار درخت پیدا کرتا ہے جن پر پرندے بسیرا کرتے ہیں (۱۶-۱۸) چاند اور سورج سے اوقات اور موسم ہیں۔ (۱۹-۲۳) اس کے بعد سمندری عجائبات کا ذکر ہے (۲۴-۲۶) اور اس پر زور دیا گیا کہ ہر جاندار کا حصر خدا پر ہے نہ صرف خوراک ہی کے بلکہ زندگی کے لئے بھی (۲۷-۳۰) آخر میں دعا ہے (۳۱-۳۵) روح القدس کے نزول کے دن کے لئے یہ خاص مزمور مقرر ہے۔

زبور ۱۰۴ - (۱) اے میری جان! تو خداوند کو مبارک کہہ۔ اے خداوند میرے خدا! تو نہایت بزرگ ہے۔ تو حشمت اور جلال سے ملبس ہے۔ (۲) تو نور کو پوشاک کی طرح پہنتا ہے اور آسمان کو سائبان کی طرح تانتا ہے۔ (۳) تو اپنے بالاخانوں کے شہتیر پانی پر ٹکاتا ہے۔ تو بادلوں کو اپنا رتھ بناتا ہے۔ تو ہوا کے بازوؤں پر سیر کرتا ہے۔ (۴) تو اپنے فرشتوں کو ہوائیں اور اپنے خادموں کو آگ کے شعلے بناتا ہے۔ (۵) تو نے زمین کو اُس کی بنیاد پر قائم کیا تاکہ وہ کبھی جنبش نہ کھائے۔ (۶) تو نے اُس کو سمندر سے چھپایا جیسے لباس سے۔ پانی پہاڑوں سے بھی بلند تھا۔ (۷) وہ تیری جھڑکی سے بھاگا۔ وہ تیری گرج کی آواز سے جلدی جلدی چلا۔ (۸) اُس جگہ پہنچ گیا جو تو نے اُس کے لئے تیار کی تھی۔ پہاڑ اُبھر آئے۔ وادیاں بیٹھ گئیں۔ (۹) تو نے حد باندھ دی تاکہ وہ آگے نہ بڑھ سکے اور پھر لوٹ کر زمین کو نہ چھپائے۔ (۱۰) وہ وادیوں میں چشمے جاری کرتا ہے جو پہاڑوں

میں بہتے ہیں۔ (۱۱) سب جنگلی جانور اُن سے پیتے ہیں۔ گورخر اپنی پیاس بجھاتے ہیں۔ (۱۲) اُن کے آس پاس ہوا کے پرندے بسیرا کرتے اور ڈالیوں میں چہچہاتے ہیں۔ (۱۳) وہ اپنے بالاخانوں سے پہاڑوں کو سیراب کرتا ہے۔ تیری صنعتوں کے پھل سے زمین آسودہ ہے۔ (۱۴) وہ چوپایوں کے لئے گھاس اُگاتا ہے اور انسان کے کام کے لئے سبزہ تاکہ زمین سے خوراک پیدا کرے۔ (۱۵) اور مے جو انسان کے دل کو خوش کرتی ہے اور روغن جو اُس کے چہرے کو چمکاتا ہے اور روٹی جو آدمی کے دل کو توانائی بخشتی ہے۔ (۱۶) خداوند کے درخت شاداب رہتے ہیں یعنی لبنان کے دیودار جو اُس نے لگائے (۱۷) جہاں پرندے اپنے گھونسلے بناتے ہیں۔ صنوبر کے درختوں میں لقلق کا بسیرا ہے۔ (۱۸) اونچے پہاڑ جنگلی بکروں کے لئے ہیں۔ چٹانیں سافانوں کی پناہ کی جگہ ہیں۔ (۱۹) اُس نے چاند کو زمانوں کے امتیاز کے لئے مقرر کیا۔ آفتاب اپنے غروب کی جگہ جانتا ہے۔ (۲۰) تو اندھیرا کر دیتا ہے تو رات ہو جاتی ہے۔ جس میں سب جنگلی جانور نکل آتے ہیں۔ (۲۱) جوان شیر اپنے شکار کی تلاش میں گرجتے ہیں اور خدا سے اپنی خوراک مانگتے ہیں۔ (۲۲) آفتاب نکلتے ہی وہ چل دیتے ہیں اور جا کر اپنی ماندوں میں پڑے رہتے ہیں۔ (۲۳) انسان اپنے کام کے لئے اور شام تک اپنی محنت کرنے کے لئے نکلتا ہے۔ (۲۴) اے خداوند تیری صنعتیں کیسی بیشمار ہیں۔ تو نے یہ سب کچھ حکمت سے بنایا۔ زمین تیری مخلوقات سے معمور ہے۔ (۲۵) دیکھو یہ بڑا اور چوڑا سمندر جس میں بے شمار رینگنے والے جاندار ہیں۔ یعنی چھوٹے اور بڑے جانور۔ (۲۶) جہاز اسی میں چلتے ہیں۔ اسی میں لویاتان ہے جسے تو نے اس میں کھیلنے کو پیدا کیا۔ (۲۷) ان سب کو تیرا ہی آسرا ہے تاکہ تو اُن کو وقت پر خوراک دے۔ (۲۸) جو کچھ تو دیتا ہے یہ لے لیتے ہیں۔ تو اپنی مٹھی کھولتا ہے اور یہ اچھی چیزوں سے سیر ہوتے ہیں۔ (۲۹) تو اپنا چہرہ چھپا لیتا ہے اور یہ پریشان ہو جاتے ہیں۔ تو ان کا دم روک لیتا ہے اور یہ مر جاتے ہیں اور پھر مٹی میں مل جاتے ہیں۔ (۳۰) تو اپنی روح بھیجتا ہے اور یہ پیدا ہوتے ہیں اور تو روئے زمین کو نیا بنا دیتا ہے۔

خداوند کا جلال ابد تک رہے۔ خداوند اپنی صنعتوں سے خوش ہو۔ (۳۲) وہ زمین پر نگاہ کرتا ہے اور وہ کانپ جاتی ہے۔ وہ پہاڑوں کو چھوتا ہے اور اُن سے دھواں نکلنے لگتا ہے۔ (۳۳) میں عمر بھر خداوند کی تعریف گاؤنگا۔ جب تک میرا وجود ہے میں اپنے خدا کی مدح سرائی کرونگا۔ (۳۴) میرا دھیان اُسے پسند آئے۔ میں خداوند میں شادمان رہونگا۔ (۳۵) گنہگار زمین پر سے فنا ہو جائیں اور شریر باقی نہ رہیں! اے میری جان! خداوند کو مبارک کہہ۔ خداوند کی حمد کرو۔

۱- عبرانی میں جو فعل استعمال ہوئے ہیں وہ افعال کو ظاہر کرتے ہیں نہ حالت کو۔ یہاں خدا کی ازلی و غیر متبدل عظمت کی طرف اشارہ نہیں بلکہ اس عظمت کے مکاشفے کا ذکر ہے "حشمت اور جلال" بادشاہ کی صفات ہیں (ایوب ۴۰: ۱۰ و زبور ۹۳: ۱)

۲- "نور" سب سے پہلے خلق ہوا- وہ خدا کا لباس ہے جو خدا کو چھپاتا بھی ہے اور منکشف بھی کرتا ہے۔ (۱- یوحنا ۱: ۵ و ۱- تمتھیس ۶: ۱۶) خدا کی ذات کے اظہار کے لئے یہ بہترین تشبیہ ہے۔ نور ساری دنیا میں پھیلا ہوا ہے یہ زندگی کی شرط۔ خوشی کا سرچشمہ اور پاکیزگی کا نشان ہے۔

"سائبان کی طرح"۔ (یسعیاہ ۴۰: ۲۲)

۳- "بالاخانوں کے شہتیر" عبرانیوں کا یہ خیال تھا کہ پانی کے پوشیدہ ذخیرے فضا کے اُوپر تھے۔ (پیدایش ۱: ۷ و زبور ۲۹: ۳ و ۱۴۸: ۴) جیسے انسان اپنے گھروں پر چوبارے بناتے ہیں تازہ ہوا اور خلوت کے لئے ویسے خدا نے گویا بالاخانے بنائے (عاموس ۹: ۶)

"بادلوں کو" یعنی آندھی اور طوفان اُس کی آمد کے نشان ہیں (زبور ۱۸: ۱۰ و یسعیاہ ۱۹: ۱ و دانی ایل ۷: ۱۳ و متی ۲۴: ۳۰)

۴- بادل تو خدا کی رتھیں کہلاتے ہیں۔ ہوائیں اور بجلیاں خدا کے ایلچی اور خادم۔ قوائے فطرت اُس کے کارندے تاکہ اُس کے مقصد کو پورا کریں۔

۵- زمین کو ایسے مکان سے تشبیہ دی ہے جو پختہ بنیادوں پر بنی ہو (ایوب ۳۸: ۶ و امثال ۸: ۲۹)

۶- اس آیت میں طوفانِ نوح کی طرف اشارہ نہیں اگرچہ عبارت اُس طوفان کے بیان سے لی گئی (پیدایش ۷: ۱۹ و ۲۰ و ۹: ۱۱ و ۱۵) بلکہ زمین کی ابتدائی حالت کی طرف اشارہ ہے۔ پہاڑ

اور وادی تو بن گئی لیکن پانیوں سے ڈھپی تھی۔ (پیدایش ۱: ۲)

۷- "تیری جھڑکی"۔ خدا کی دھمکی سے اُس کا حکم مراد ہے جو گرج کی آواز کے ساتھ دیا جاتا ہے (۱۸: ۱۵ و یسعیاہ ۵۰: ۲) جب پانی ہٹتا گیا تو پہاڑ اور وادیاں نمودار ہوتی گئیں۔ (پیدایش ۹:)

۹- جب شروع میں خشکی اور پانی کو جدا کیا جس کی تصدیق طوفانِ نوح نے کردی (پیدایش ۹: ۹ و امثال ۸: ۲۹)

۱۰- فلسطین کا حلیہ جو استثنا ۸: ۷ میں دیا گیا ہے۔

۱۱- "جنگلی" بمقابلہ پالتو چوپایوں کے (آیت ۱۴)
"گورخر" جنگلی چوپایوں میں سب سے خوبصورت سمجھا جاتا تھا (ایوب ۳۹: ۷) خشک سالی کے وقت اس جانور کی تکلیف کا ذکر یرمیاہ ۱۴: ۶ میں آیا ہے۔

۱۲- ان چشموں اور ندیوں کے کنارے درخت اُگے ہیں جن میں پرندے بسیرا کرتے ہیں۔

۱۳- "بالاخانوں" یعنی آسمان کی بارش سے فلسطین کی پہاڑی سرزمین سیراب ہوتی تھی۔ (استثنا ۱۱: ۱۱) یہاں سطحِ مرتفع کے غلّہ کے کھیتوں کا ذکر ہے (۷۲: ۱۶) نیز مقابلہ کرو آیت ۳ سے۔

"صنعتوں کے پھل"۔ عام طور پر اس سے بارش مراد لی جاتی ہے جو بادلوں سے پیدا ہوتی ہیں اور بادل خدا کا کام ہیں۔ خاص طور پر اس سے وہ سارے پھل مراد ہیں جو خدا کی گوناگوں قدرتوں سے پیدا ہوتے ہیں۔ اس خیال کی توسیع ۱۴ سے ۱۸ آیات میں پائی جاتی ہے کہ بارش اور چشموں سے زمین سیراب ہو کر اپنی پیداوار سے خوشی مناتی ہے۔

۱۴- "سبزہ" ہر طرح کے نباتات۔ پیدایش ۱: ۱۱ و ۱۲ و ۲۹ و ۳۰ و ۳: ۱۸ وغیرہ۔
"انسان کے کام آنے والی"۔ انسان محنت کرکے ہل چلاتا ہے اور زمین اپنی پیداوار دیتی ہے۔ ۱۴ آیت کے آخری حصے کو ۱۵ آیت سے ملاکر پڑھو۔

۱۵- غلہ مے اور تیل فلسطین کی خاص پیداوار کی چیزیں تھیں۔ خدا نے نہ صرف انسان کی خوراک بلکہ اس کی خوشی کا سامان بھی مہیا کیا (قاضی ۹: ۱۳ و واعظ ۱۰: ۱۹)

۱۶- "خداوند کے درخت" خود رو درخت جو جنگل میں پیدا ہوتے ہیں بمقابلہ ہاتھ سے لگائے درختوں کے۔

۱۷- "لق لق" فلسطین میں یہ جانور اپنے بچوں کی محبت کے لئے بہت مشہور تھا۔ مغرب میں یہ اونچے گھروں پر گھونسلا بناتا ہے اور مشرق میں کھنڈروں میں جہاں نہ گھر ہوں نہ کھنڈر وہاں درختوں میں خاص کر صنوبر کے درخت ہیں۔

۱۸- اونچے درختوں سے مزمور نویس اونچے پہاڑوں کی طرف متوجہ ہوتا ہے جو جنگلی جانوروں کا گھر ہیں۔ پہاڑی جنگلی بکرے اسی نوع میں شامل ہیں جن کا ذکر ۱-سموئیل ۲۴: ۲ و ایوب ۳۹: ۱ میں آیا ہے۔ یہ جنگلی خرگوش عام خرگوش سے متفرق جانور ہے جو چٹانوں کے سوراخوں میں رہتا ہے۔

۱۹- "چاند ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ اور آفتاب" سے موسموں کا تغیر و تبدل اور دن اور رات پیدا ہوتے ہیں (پیدائش ۱: ۱۴) چاند تہواروں کا نشان تھا۔

۲۱- درندے جانور بھی خدا کی مخلوق ہیں اور اُس کی فیاضی پر حصر رکھتے ہیں۔

۲۴- "حکمت سے بنایا" (امثال ۳: ۱۹ و ۸: ۲۲)

"تیری مخلوقات" یا "دولت"۔

۲۵- یہ سارا نظارہ لبنان کے دیودار کے درختوں پر سے نظر آتا تھا۔

"چھوٹے بڑے جانور" یا رینگنے پلنے والے جانور (پیدائش ۱: ۲۱ و زبور ۶۹: ۳۴)

۲۶- "جہاز" جن کو دیکھ کر لوگ حیران ہوتے ہیں (امثال ۳۰: ۱۹ و یسعیاہ ۲۰: ۱۶)

"لویاتان" بڑا سمندری جانور۔

۲۷- ۲۹- سارے مخلوق زندگی اور خوراک کے لئے خدا پر حصر رکھتے ہیں۔ خدا کا سانس یا روح مخلوقات کی زندگی کا سانس ہے (ایوب ۳۳: ۴ و ۱۵ و اعمال ۱۷: ۲۵ و کلسیوں ۱: ۱۷)

۲۹- "ان کا دم ۔ ۔ ۔ ۔" یعنی جو سانس گویا اُدھار دیا گیا تھا تو وہ واپس لے لیتا ہے۔ (واعظ ۱۲: ۷ و پیدائش ۳: ۱۹)

۳۰- لیکن قطرت پر موت نہیں بلکہ زندگی حکمران ہے۔ ہر پرانی پشت کی جگہ نئی پشت لیتی ہے۔ خلقت جاری رہتی ہے کیونکہ خدا ہمیشہ اپنا روح بھیجتا اور روئے زمین کو تازہ زندگی سے نیا بناتا رہتا ہے۔

۳۱- ۳۵- آخری دعا۔ کاش کہ خدا کا یہ اظہار برابر جاری رہتا (پیدائش ۱: ۳۱ و امثال ۸: ۳۱)

۳۴- "پسند آئے" یا میٹھا شیریں معلوم ہو۔ فیصول ہو جیسے خوشبو کی قربانی (یرمیاہ ۶: ۲۰ و

ہوسیع ۹: ۴ و ملاکی ۳: ۴)

۳۵- یہ لعنت یا بد دعا نہیں بلکہ خلقت کی یگانگت کی دعا ہے۔ یہ محاورہ اس معنی میں لینا چاہیئے کہ گناہ دُنیا سے فنا ہو۔

"خداوند کی حمد کرو" ہللویاہ۔ یہ عموماً شروع میں آتا ہے۔ سبعینہ کے ترجمہ میں یہ شروع میں ہے۔ البتہ سوسائیٹی بائبل میں یہ آٹھ مزامیر کے شروع میں بھی آیا ہے اور آخر میں بھی دو مزامیر کے شروع میں اور پانچ کے آخر میں اور ایک دفعہ مزمور ۱۳۵: ۳ میں۔

۱۰۵ زبور

۱۰۵ و ۱۰۶ مزامیر جلاوطنی سے یہودیوں کے بحال ہو کر واپس جانے کے وقت تصنیف ہوئے اور یہ دونو مزامیر اس چوتھی کتاب کے آخر میں تاریخی مزامیر ہیں۔ ۱۰۵ مزمور میں تو شکر گذاری ہے اور بنی اسرائیل کی تاریخ کا اعادہ کر کے یاہوواہ نے اُس عہد کو باپ دادوں سے پورا کیا جو ابرہام کے ساتھ اُس نے باندھا تھا۔ ۱۰۶ مزمور میں بنی اسرائیل کی بیوفائی کا ذکر ہے کہ کس طرح انہوں نے اس عہد میں بیوفائی کی اس لئے اس میں پچھتانے اور توبہ پر زور دیا گیا ہے جو خدا باپ دادوں سے وفادار رہا اور جس نے ان کی حفاظت کی اور ان کو ملک کنعان میں آباد کیا وہ اب بھی اپنے مقصد کو اس بحال شدہ چھوٹی اور کمزور جماعت کے ذریعہ پورا کر سکتا ہے (یسعیاہ ۴۰: ۲۲) ان میں نہ صرف جلاوطنی سے واپس آنے کی طرف ہی اشارہ ہے (۱۰۶: ۴۷) بلکہ ہیکل کی عبادت کے بحال ہونے کا بھی ذکر ہے۔ (۱۰۶: ۴۷) بار بار یہ دعوت ہے کہ یاہوواہ کا شکر کرو۔ یاہ کی حمد گاؤ وغیرہ۔ عزرا، نحمیاہ اور تواریخ کی کتابوں میں یہی کام لاویوں کے سپرد کیا گیا۔ (عزرا ۳: ۱۱ و نحمیاہ ۱۲: ۲۴ و ۱-تواریخ ۱۶: ۴ وغیرہ) یہ مزامیر غالباً تواریخ کی کتابوں سے (۳۰۰ ق م) سے پہلے تصنیف ہوئے کیونکہ تواریخ کی کتاب میں جو بیت عہد کے صندوق کے صیہون میں لے جانے کے موقعے پر گایا گیا وہ ان دو مزامیر سے مرکب ہے زبور ۱۰۵: ۱-۱۵ کا ۱-تواریخ ۱۶: ۸-۲۲ کے ساتھ اور زبور ۱۰۶ کا ۱-تواریخ ۱۶: ۲۳ تا ۳۳ سے اور زبور ۱۰۶: ۱ و ۴۷ و ۴۸ کا ۱-تواریخ ۱۶: ۳۴-۳۶ سے مقابلہ کرو۔

۱۰۵ مزمور کے چار برابر حصے ہیں:-

اوّل- بنی اسرائیل ابراہیم اور یعقوب کی اولاد ہونے کی حیثیت سے یاہوواہ کی حمد اُس کی

وفاداری کے لئے گاتھیں۔ (۱-۱۲)

دوم۔ اس نے ان کی آوارگیوں کے دنوں میں ان کی حفاظت کی یوسف کو پہلے مصر میں بھیجا پھر یعقوب مصر کو گیا۔ (۱۳-۲۴)

سوم۔ جب مصریوں نے بنی اسرائیل پر ظلم کیا تو اُن کو سزا دے کر بنی اسرائیل کو مخلصی دی (۲۵-۳۶)

چہارم۔ مصر سے باہر لاکر بیابان میں ان کی حفاظت کی اور کنعان میں اُن کو بسایا اور شریعت دی۔ (۳۷-۴۵)

زبور ۱۰۵۔ (۱) خداوند کا شکر کرو۔ اُس کے نام سے دعا کرو۔ قوموں میں اُس کے کاموں کا بیان کرو۔ (۲) اُس کی تعریف میں گاؤ۔ اُس کی مدح سرائی کرو۔ اُس کے تمام عجائب کا چرچا کرو۔ (۳) اُس کے مقدس نام پر فخر کرو۔ خداوند کے طالبوں کے دل شادمان ہوں۔ (۴) خداوند اور اُس کی قوت کے طالب ہو ہمیشہ اُس کے دیدار کے طالب رہو۔ (۵) اُن عجیب کاموں کو جو اُس نے کئے۔ اُس کے عجائب اور مُنہ کے احکام کو یاد رکھو۔ (۶) اے اُس کے بندے ابرہام کی نسل! اے بنی یعقوب اُس کے برگزیدو! (۷) وہی خداوند ہمارا خدا ہے۔ اُس کے احکام تمام زمین پر ہیں۔ (۸) اُس نے اپنے عہد کو ہمیشہ یاد رکھا۔ یعنی اُس کلام کو جو اُس نے ہزار پشتوں کے لئے فرمایا۔ (۹) اُسی عہد کو جو اُس نے ابرہام سے باندھا اور اُس قسم کو جو اُس نے اضحاق سے کھائی۔ (۱۰) اور اُسی کو اُس نے یعقوب کے لئے آئین یعنی اسرائیل کے لئے ابدی عہد ٹھہرایا۔ (۱۱) اور کہا کہ میں کنعان کا ملک تجھے دُونگا کہ تمہارا موروثی حصہ ہو (۱۲) اُس وقت وہ شمار میں تھوڑے تھے بلکہ بہت تھوڑے اور اُس ملک میں مسافر تھے (۱۳) اور وہ ایک قوم سے دوسری قوم میں اور ایک سلطنت سے دوسری سلطنت میں پھرتے رہے۔ (۱۴) اُس نے کسی آدمی کو اُن پر ظلم نہ کرنے دیا بلکہ اُن کی خاطر اُس نے بادشاہوں کو دھمکایا (۱۵) اور کہا کہ میرے ممسوحوں کو ہاتھ نہ لگاؤ اور میرے نبیوں کو کوئی نقصان نہ پہنچاؤ۔ (۱۶) پھر اُس نے فرمایا کہ اُس ملک پر قحط نازل ہو اور اُس نے روٹی کا سہارا بالکل توڑ دیا۔ (۱۷) اُس نے اُن سے پہلے ایک آدمی کو بھیجا۔ یوسف غلامی میں بیچا گیا (۱۸) اُنہوں نے اُس کے پاؤں کو بیڑیوں سے دُکھ دیا۔ وہ لوہے کی زنجیروں میں جکڑا رہا۔ (۱۹) جب تک کہ اُس کا سخن پورا نہ ہُوا خداوند کا کلام اُسے آزماتا رہا۔ (۲۰) بادشاہ نے حکم بھیج کر اُسے چھڑایا۔ ہاں قوموں کے فرمانروا نے اُسے آزاد کیا۔ (۲۱) اُس نے اُس کو اپنے گھر کا مختار اور اپنی ساری ملکیت پر حاکم بنایا۔ (۲۲) تاکہ اُس کے اُمرا کو جب چاہے قید کرے اور اُس کے بزرگوں کو دانش سکھائے۔ (۲۳) اسرائیل بھی مصر میں آیا اور یعقوب حام کی سرزمین میں مسافر رہا۔ (۲۴) اور خدا نے اپنے لوگوں کو خوب بڑھایا اور اُن کو اُن کے مخالفوں سے زیادہ قوی کیا۔ (۲۵) اُس نے اُن کے دل کو برگشتہ کیا تاکہ اُس کی قوم سے عداوت رکھیں اور اُس کے بندوں سے دغابازی کریں۔ (۲۶) اُس نے اپنے بندے موسیٰ کو اور اپنے برگزیدہ ہارون کو بھیجا۔ (۲۷) اُنہوں نے اُن کے درمیان معجزات اور حام کی سرزمین میں عجائب دکھائے (۲۸) اُس نے تاریکی بھیج کر اندھیرا کر دیا اور اُنہوں نے اُس کی باتوں سے سرکشی نہ کی۔ (۲۹) اُس نے اُن کی ندیوں کو لہو بنا دیا اور اُن کی مچھلیاں مار ڈالیں۔ (۳۰) اُن کے ملک اور بادشاہوں کے بالاخانوں میں مینڈک ہی مینڈک بھر گئے۔ (۳۱) اُس نے حکم دیا اور مچھروں کے غول آئے اور اُن کی سب حدود میں جوئیں آگئیں۔ (۳۲) اُس نے اُن پر مینہ کی جگہ اولے برسائے اور اُن کے ملک پر دہکتی آگ نازل کی۔ (۳۳) اُس نے اُن کے انگور اور انجیر کے درختوں کو بھی برباد کر ڈالا اور اُن کی حدود کے پیڑ توڑ ڈالے۔ (۳۴) اُس نے حکم دیا تو بیشمار ٹڈیاں اور کیڑے آگئے۔ (۳۵) اور اُن کے ملک کی تمام نباتات چٹ کر گئے اور اُن کی زمین کی پیداوار کھا گئے۔ (۳۶) اُس نے اُن کے ملک کے سب پہلوٹھوں کو بھی مار ڈالا۔ جو اُن کی پوری قوت کے پہلے پھل تھے۔ (۳۷) اور اسرائیل کو چاندی اور سونے کے ساتھ نکال لایا اور اُس کے قبیلوں میں ایک بھی کمزور آدمی نہ تھا۔ (۳۸) اُن کے چلے جانے سے مصر خوش ہو گیا کیونکہ اُن کا خوف مصریوں پر چھا گیا تھا (۳۹) اُس نے بادل کو سائبان ہونے کے لئے پھیلا دیا اور رات کو روشنی کے لئے آگ دی۔ (۴۰) اُن کے مانگنے پر اُس نے بٹیریں بھیجیں اور اُن کو آسمانی روٹی سے سیر کیا۔ (۴۱) اُس نے چٹان کو چیرا اور پانی پھوٹ نکلا اور خشک زمین پر ندی کی طرح بہنے لگا (۴۲) کیونکہ اُس نے اپنے پاک قول کو اور اپنے بندے ابرہام کو یاد کیا۔ (۴۳)

اور وہ اپنی قوم کو شادمانی کے ساتھ اور اپنے برگزیدوں کو گیت گاتے ہوئے نکال لایا۔ (۴۳) اور اُس نے اُن کو قوموں کے ملک دئے اور انہوں نے اُمتوں کی محنت کے پھل پر قبضہ کیا۔ (۴۴) تاکہ وہ اُس کے آئین پر چلیں اور اُس کی شریعت کو مانیں۔ خداوند کی حمد کرو۔

۱۔ سبعین کے ترجمہ میں اس زبور کے شروع میں ہللویاہ آتا ہے یعنی ۱۰۴ مزمور کے آخر کی بجائے اس زبور کے شروع میں۔ یوں ۱۰۳ و ۱۰۴ مزامیر ان الفاظ سے شروع اور ختم ہوتے ہیں۔ "یاہواہ کی حمد کرو"۔ اسی طرح ۱۰۵ و ۱۰۶ مزامیر ہللویاہ سے شروع اور ہللویاہ ہی پر ختم ہوتے ہیں۔

پہلی آیت لفظ بہ لفظ یسعیاہ ۱۲: ۴ سے لی گئی ہے جیسا اوپر ذکر ہوا۔ "یاہواہ کی حمد کرو" یہ لاویوں کا خاص کام تھا۔ (۱۔ تواریخ ۱۶: ۴ و عزرا ۳: ۱۱ و نحمیاہ ۱۲: ۲۴) غالباً دوسری ہیکل کی عبادت میں استعمال کے لئے بنائے گئے۔

"اُس کے نام سے دعا کرو" یا "اُس کے نام کا اعلان کرو" (خروج ۳۳: ۱۹ و ۳۴: ۵ و ۶ و استثنا ۳۲: ۳)

"کاموں کا بیان کرو" بنی اسرائیل کی بلاہٹ کا مقصد یہی تھا (۵: ۱۱)

۳۔ "فخر کرو" (یسعیاہ ۴۱: ۱۶ و مزمور ۱۰۳: ۱)

"شادمان ہوں" دل کی شکرگزاری دل کی خوشی کا اظہار ہے (نحمیاہ ۸: ۱۰ و اعمال ۲: ۴۶ و ۴۷)

۴۔ "طالب۔ طالب" دو عبرانی ہم معنی الفاظ کا ترجمہ ہیں۔ جن کے معنی اصل میں یہ تھے کہ ہیکل کی زیارت کرو۔ پہلے لفظ میں زیادہ ترجمان نثاری کا خیال ہے اور دوسرے میں تلاش یا انتہا کا۔ یاہواہ کی تلاش کرنا ہر حقیقی اسرائیلی کا فرض تھا۔

۵۔ "یاد رکھو" یہ الفاظ استثنا کی کتاب میں بار بار آئے ہیں (۷: ۱۸ و ۸: ۲ وغیرہ) لیکن اسرائیل کی تاریخ فراموش کرنے کی تاریخ ہے (زبور ۷۸: ۱۱)

"مُنہ کے احکام" نہ صرف شریعت بلکہ سزا کا وہ فتویٰ جو فرعون اور مصریوں پر صادر ہوا (خروج ۶: ۶ و ۷: ۴ و ۱۲: ۱۲)

۶۔ "اُس کے بندے" ابرہام یا ابراہیم کی نسل۔

۷۔ "خداوند ہمارا خدا" نہ صرف قومی معبود بلکہ جہان کا خدا۔

۸۔ "ہزار پشتوں کے لئے" (استثنا ۷: ۹) نیز مقابلہ کرو احبار ۲۶: ۴۲ تا ۴۵ کا وعدہ۔

۹ و ۱۰۔ "جو عہد ابراہیم سے باندھا" (پیدائش ۱۷: ۲ و ۱۵: ۱۸) قسم کھائی (پیدائش ۲۲: ۱۶) اور پھر اضحاق سے (پیدائش ۲۶: ۳) اور پھر بیت ایل میں یعقوب سے (پیدائش ۲۸: ۱۳ و ۳۵: ۹)

۱۱۔ "تجھے" شخصی طور پر لیکن اس میں اولاد بھی شامل ہے۔

۱۲۔ یہ وعدے اس وقت ہوئے جب یہ بزرگ تعداد میں بہت تھوڑے تھے (استثنا ۷: ۷ و ۲۶: ۵)

۱۵۔ "میرے ممسوحوں" یہ بزرگ ممسوح تو نہ تھے لیکن خدا کے برگزیدے تھے۔ ابرہام نبی کہلایا۔ (پیدائش ۲۰: ۷)

۱۶۔ جس حالت میں یعقوب کو مصر میں جانا پڑا (۲۔ سلاطین ۸: ۱ و عاموس ۵: ۸ و ۷: ۴ و ۹: ۶ و حجی ۱: ۱۱)

۱۷۔ کنعان میں کال (پیدائش ۴۱: ۵۴) کال سے پیشتر خدا نے یوسف کو مصر میں بھیجا (پیدائش ۴۵: ۵ و ۷ و ۵۰: ۲۰)

۱۸۔ "اُس کے پاؤں"۔ اگرچہ ایسی زنجیروں کا ذکر نہیں لیکن پھر بھی یوسف نے اس کو شدت سے محسوس کیا۔

۱۹۔ "کلام" جو یاہواہ نے خوابوں میں منکشف کیا تھا (پیدائش ۳۷: ۵ وغیرہ و زبور ۱۱۹: ۵۰) یا فرعون کے خواب کی تعبیر جو یوسف نے کی (پیدائش ۴۱: ۱۶)

۲۰۔ "حکم بھیج کر" (پیدائش ۴۱: ۱۴)

۲۱ و ۲۲۔ مقابلہ کرو پیدائش ۴۱: ۳۹۔۴۴۔ جس یوسف کو قید کیا گیا وہی حاکم بن گیا۔

۲۳۔ اسرائیل یعنی بزرگ یعقوب۔

"حام کی سرزمین" (زبور ۷۸: ۵۱)

۲۵۔ "دل کو برگشتہ کیا" یعنی مصریوں کی اس دشمنی کا نتیجہ بنی اسرائیل کی مخلصی تھی اس لئے خدا نے اس اوزار کو استعمال کیا۔

۲۶۔ "بندے موسیٰ" خروج ۱۴: ۳۱)

۲۷ - "انہوں نے" یعنی موسیٰ اور ہارون نے (۸۰ ے: ۴۳ و خروج ۱۰: ۲ و یرمیاہ ۳۲: ۲۰)

۲۸ - نویں آفت کو یہاں پہلے رکھا۔ وجہ معلوم نہیں ہے (خروج ۱۰: ۲۱)
"اُس کی باتوں سے سرکشی نہ کی" اندھیرے کی آفت سورج پرستوں کے لئے یاہواہ کی قوت کا ثبوت تھا۔ یعنی مصری لوگ نافرمان نہ ہوئے اس معجزے کا اثر یہ تھا کہ اس آفت کے بعد وہ بنی اسرائیل کے مخالف نہ رہے (خروج ۱۱: ۲ و ۳) بعض مفسروں کی رائے ہے کہ یہاں موسیٰ و ہارون کی طرف اشارہ ہے انہوں نے خدا کے حکم کی مخالفت نہ کی جیسی کہ پیچھے مریبہ پر کی تھی۔ گنتی ۲۰: ۲۴ و ۲۷: ۱۴) البتہ سریانی اور ستروں کے ترجمہ میں یہاں نفی کا حرف نہیں۔

۲۹ - اندھیرے کی آفت کے بعد دوسری آفتوں کا ذکر ہے اور سوائے پانچویں و چھٹی آفت کے پہلی آفت - (خروج ۷: ۱۴ - ۲۱ وغیرہ -

۳۰ - دوسری آفت (خروج ۸: ۱)

۳۱ - چوتھی آفت (خروج ۸: ۲۰) جو تیسری آفت (خروج ۸: ۱۶) جس کا ذکر ۷۸ مزمور میں نہیں۔

۳۲ و ۳۳ - ساتویں آفت - اولے گرج اور بجلی کی (خروج ۹: ۱۳ و ۲۵ و ۲۶ وغیرہ)

۳۴ و ۳۵ - آٹھویں آفت (خروج ۱۰: ۱ وغیرہ نیز دیکھو یوایل ۱: ۴)

۳۵ - "نباتات" سوائے درختوں کے سب طرح کی سبزی (۱۰: ۱۲)

۳۶ - دسویں اور آخری آفت (خروج ۱۱: ۱ و زبور ۷۸: ۵۱)

۳۷ - بنی اسرائیل فتحمندوں کی طرح غنیمت کا مال لے کر مصر سے نکلے (خروج ۱۲: ۳۵ و ۳۶)
"اُس کے قبیلوں" یعنی بنی اسرائیل کے۔ بعضوں کے نزدیک "اس کے قبیلوں" چاہیے یعنی یاہواہ کے۔

۳۸ - (خروج ۱۲: ۳۳ و ۱۵: ۱۶)

۳۹ - (خروج ۱۳: ۲۱ و ۲۲ و ۱۴: ۱۹ و ۲۰)

۴۰ - "اُن کے مانگنے پر" عبرانی میں واحد ہے لیکن ستروں اور سریانی ترجموں میں جمع ہے - بنی اسرائیل کے کڑکڑانے کا ذکر نہیں کیونکہ مزمور نویس خدا کے احسان کا ذکر کرنا چاہتا ہے۔
"آسمانی روٹی" ۷۸: ۲۴ و ۲۵ و نحمیاہ ۹: ۱۵) یعنی من۔

۴۱ - "چٹان" رفیدیم میں (خروج ۱۷: ۱ وغیرہ گنتی ۲۰: ۸ وغیرہ)

۴۲ - "شادمانی کے ساتھ" دریائے قلزم کے کنارے خوشی (خروج ۱۵ باب)

۴۴ - (استثنا ۶: ۱۰ - ۱۱)

۴۵ - اسرائیل پر خدا کی مہربانی کی وجہ یہ تھی کہ وہ خدا کے حکموں کو مانیں۔ اور اطاعت کی شرط پر وہ ان برکتوں کے وارث ہونگے۔

یہ آخری ہلیلویاہ ستروں اور سریانی ترجموں میں پایا نہیں جاتا۔

۱۰۶ زبور

اس زبور کا کچھ ذکر ۱۰۵ مزمور کی تفسیر میں ہو چکا ہے اس میں بنی اسرائیل کی بیہودہ نالائقی اور ناشکرگزاری کا بیان ہے اور قوم کی بحالی کی دعا کے لئے ایسا اقرار موزون تھا۔ حضرت سلیمان نے ہیکل کی تقدیس کے وقت جو دعا مانگی اُس سے یہ مشابہ ہے (۱ - سلاطین ۸ باب، نیز مقابلہ کرو نحمیاہ ۹ باب اور دانیال ۹ باب سے اور آیات ۱ و ۴۷ و ۴۸ کا مقابلہ ۱ - تواریخ ۱۶: ۳۴ - ۳۶ کے ساتھ کرو۔

تقسیم - (۱) یاہواہ کی حمد کرنے کی دعوت (۱ - ۵)

(۲) ہر اسرائیلی نے گناہ کیا - اُس کی چند مثالیں خروج سے لے کر کنعان میں داخل ہونے تک (۷ - ۳۳)

(۳) ان کی مابعد تاریخ (۳۴ - ۴۶)

(۴) بحالی کے لئے دعا -

زمانہ ماضی کے تاریخی واقعات کو عبادت کے لئے نظم کی شکل میں بدلا -

زبور ۱۰۶ - (۱) خداوند کی حمد کرو - خداوند کا شکر کرو کیونکہ وہ بھلا ہے اور اُس کی شفقت ابدی ہے - (۲) کون خداوند کی قدرت کے کاموں کو بیان کر سکتا ہے یا اُس کی پوری ستایش سنا سکتا ہے؟ (۳) مبارک ہیں وہ جو عدل کرتے ہیں اور وہ جو ہر وقت صداقت کے کام کرتا ہے - (۴) اے خداوند! اُس کرم سے جو تو اپنے لوگوں پر کرتا ہے مجھے یاد کر۔ اپنی نجات مجھے عنایت فرما - (۵) تاکہ میں تیرے برگزیدوں کی اقبالمندی دیکھوں اور تیری قوم کی شادمانی میں شاد

رہوں اور تیری میراث کے لوگوں کے ساتھ فخر کروں۔ (۶) ہم نے اور ہمارے باپ دادا نے گناہ کیا۔ ہم نے بدکاری کی ہم نے شرارت کے کام کئے۔ (۷) ہمارے باپ دادا مصر میں تیرے عجائب نہ سمجھے۔ انہوں نے تیری شفقت کی کثرت کو یاد نہ کیا۔ بلکہ سمندر پر یعنی بحر قلزم پر باغی ہوئے۔ (۸) تو بھی اُس نے اُن کو اپنے نام کی خاطر بچایا تاکہ اپنی قدرت ظاہر کرے۔ (۹) اُس نے بحر قلزم کو ڈانٹا اور وہ سوکھ گیا۔ وہ اُن کو گہراؤ میں سے ایسے نکال لے گیا جیسے بیابان میں سے۔ (۱۰) اور اُس نے اُن کو عداوت رکھنے والے کے ہاتھ سے بچایا اور دشمن کے ہاتھ سے چھڑایا۔ (۱۱) سمندر نے اُن کے مخالفوں کو چھپا لیا۔ اُن میں سے ایک بھی نہ بچا۔ (۱۲) تب انہوں نے اُس کے قول کا یقین کیا اور اُس کی مدح سرائی کرنے لگے۔ (۱۳) پھر وہ جلد اُس کے کاموں کو بھول گئے اور اُس کی مشورت کا انتظار نہ کیا۔ (۱۴) بلکہ بیابان میں بڑی حرص کی اور صحرا میں خدا کو آزمایا۔ (۱۵) سو اُس نے اُن کی مراد تو پوری کر دی پر اُن کی جان کو سکھا دیا۔ (۱۶) انہوں نے خیمہ گاہ میں موسیٰ پر اور خداوند کے مقدس مرد ہارون پر حسد کیا۔ (۱۷) سو زمین پھٹی اور داتن کو نگل گئی اور ابیرام کی جماعت کو کھا گئی۔ (۱۸) اور اُن کے جتھے میں آگ بھڑک اُٹھی اور شعلہ نے شریروں کو بھسم کر دیا۔ (۱۹) انہوں نے حوریب میں ایک بچھڑا بنایا اور ڈھالی ہوئی مورت کو سجدہ کیا۔ (۲۰) یوں انہوں نے خدا کے جلال کو گھاس کھانے والے بیل کی شکل سے بدل دیا۔ (۲۱) وہ اپنے منجی خدا کو بھول گئے جس نے مصر میں بڑے بڑے کام کئے۔ (۲۲) اور حام کی سرزمین میں عجائب اور بحر قلزم پر دہشت انگیز کام کئے۔ (۲۳) اس لئے اُس نے فرمایا میں ان کو ہلاک کر ڈالتا اگر میرا برگزیدہ موسیٰ میرے حضور بیچ میں نہ آتا کہ میرے قہر کو ٹال دے تا نہ ہو کہ میں اُن کو ہلاک کروں۔ (۲۴) اور انہوں نے اُس سہانے ملک کو حقیر جانا۔ اور اُس کے قول کا یقین نہ کیا۔ (۲۵) بلکہ وہ اپنے ڈیروں میں بڑبڑائے اور خداوند کی بات نہ مانی۔ (۲۶) تب اُس نے اُن کے خلاف قسم کھائی کہ میں اُن کو بیابان میں پست کرونگا۔ (۲۷) اور اُن کی نسل کو قوموں کے درمیان گرا دونگا اور اُن کو مُلک مُلک میں تتر بتر کرونگا۔ (۲۸) وہ بعل فغور کو پوجنے لگے اور بتوں کی قربانیاں کھانے لگے۔ (۲۹) یوں انہوں نے اپنے اعمال سے

اُس کو غضبناک کیا۔ اور وبا اُن میں پھوٹ نکلی۔ (۳۰) تب فینحاس اُٹھا اور بیچ بچاؤ کیا اور وبا رُک گئی۔ (۳۱) اور یہ کام اُس کے حق میں پُشت در پُشت ہمیشہ کے لئے راستبازی گنا گیا۔ (۳۲) انہوں نے اُس کو مریبہ کے چشمہ پر بھی غضبناک کیا اور اُن کی خاطر موسیٰ کو نقصان پہنچا۔ (۳۳) اس لئے کہ انہوں نے اُس کی روح سے سرکشی کی اور موسیٰ بے سوچے بول اُٹھا۔ (۳۴) انہوں نے اُن قوموں کو ہلاک نہ کیا جیسا خداوند نے اُن کو حکم دیا تھا۔ (۳۵) بلکہ اُن قوموں کے ساتھ مل گئے اور اُن کے سے کام سیکھ گئے۔ (۳۶) اور اُن کے بتوں کی پرستش کرنے لگے جو اُن کے لئے پھندا بن گئے۔ (۳۷) بلکہ انہوں نے اپنے بیٹے بیٹیوں کو شیاطین کے لئے قربان کیا۔ (۳۸) اور معصوموں کا یعنی اپنے بیٹے بیٹیوں کا خون بہایا جن کو انہوں نے کنعان کے بتوں کے لئے قربان کر دیا اور ملک خون سے ناپاک ہو گیا۔ (۳۹) یوں وہ اپنے ہی کاموں سے آلودہ ہو گئے اور اپنے فعلوں سے بے وفا بنے۔ (۴۰) اس لئے خداوند کا قہر اپنے لوگوں پر بھڑکا اور اُسے اپنی میراث سے نفرت ہو گئی۔ (۴۱) اور اُس نے اُن کو قوموں کے قبضہ میں کر دیا اور اُن سے عداوت رکھنے والے اُن پر حکمران ہو گئے۔ (۴۲) اُن کے دشمنوں نے اُن پر ظلم کیا اور وہ اُن کے محکوم ہو گئے۔ (۴۳) اُس نے تو بارہا اُن کو چھڑایا۔ لیکن اُن کا مشورہ باغیانہ ہی رہا اور وہ اپنی بدکاری کے باعث پست ہو گئے۔ (۴۴) تو بھی جب اُس نے اُن کی فریاد سنی تو اُن کے دکھ پر نظر کی۔ (۴۵) اور اُس نے اُن کے حق میں اپنے عہد کو یاد کیا اور اپنی شفقت کی کثرت کے مطابق ترس کھایا۔ (۴۶) اُس نے اُن کو اسیر کرنے والوں کے دل میں اُن کے لئے رحم ڈالا۔ (۴۷) اے خداوند ہمارے خدا! ہم کو بچا لے اور ہم کو قوموں میں سے اکٹھا کر لے تاکہ ہم تیرے قدوس نام کا شکر کریں اور للکارتے ہوئے تیری ستائش کریں۔ (۴۸) خداوند اسرائیل کا خدا ازل سے ابد تک مبارک ہو۔ اور ساری قوم کہے آمین۔ خداوند کی حمد کرو۔

۱۔ "خداوند کی حمد کرو" ہللویاہ (۱۰۴:۳۵)

"شکر کرو"۔ جلاوطنی کے بعد کے مزامیر میں یہ جملہ اکثر آیا ہے (۱۰۷: ۱ و ۱۱۸: ۱ و ۱۳۶: ۱ ...
۱۰۰: ۵ و عزرا ۳: ۱۱) و مکابی ۴: ۲۴) جلاوطنی سے پہلے بھی یہ جملہ آیا ہے۔ (یرمیاہ ۳۳ ...
"بھلا" خاص کر بنی اسرائیل پر مہربانی اور شفقت کرنے والا۔

۲- کسی انسان کو ایسی طاقت نہیں۔ (آیت ۸ - ۴۰: ۵)

۳- خدا کی رحمت اور قدرت کا ذکر کرنے کے بعد وہ یہ بیان کرتا ہے کہ ایسی برکتوں پر ... ہونے کی شرط کیا ہیں۔ (یسعیاہ ۵۶: ۱)

۴ و ۵- مزمور نویس متکلم ہے۔ اس کا مقابلہ کرو نحمیاہ ۵: ۱۹ و ۶: ۱۴ و ۱۳: ۱۴ و ۲۲ و ۳۱ اور ۸۹: ۶۴ وغیرہ سے۔

"تیرے برگزیدوں" بنی اسرائیل کے لئے یہ لفظ صرف یہاں اور صفنیاہ ۲: ۹ میں آیا ہے۔ وہ عموماً خداوند کی قوم کہلاتے ہیں۔ ور جمع کا صیغہ غیر اقوام کے لئے آتا ہے۔

۶- اس مزمور کا خاص مضمون اس آیت میں بیان ہوا ہے۔ اسرائیل کی تواریخ میں ان کے گناہ کا اقرار اس امر کا تسلیم کرنا کہ جس رحمت کے لئے وہ درخواست کرتی ہے اس کی وہ مستحق نہیں۔ یہ معافی اور بحالی کی شرط ہے (۱-سلاطین ۸: ۴۷۔ سلیمان کی دعا) دانیال نے ایسا اقرار کیا (دانیال ۹: ۵)

"ہم نے اور ہمارے باپ دادا نے" قومی یگانگت کا گہرا احساس ظاہر ہوتا ہے نہ محض یہ کہ ہم نے بھی گناہ کیا ہے جیسے ہمارے باپ دادوں نے (دیکھو احبار ۲۶: ۳۹ و ۴۰ و یرمیاہ ۳: ۲۵ و ۱۴: ۲۰)

۷- بنی اسرائیل میں دور اندیشی کی کمی شروع ہی سے پائی گئی (استثنا ۳۲: ۲۸ و ۲۹) "تیرے عجائب" (۵: ۲ و ۵) جن کے ذریعہ اس نے ان کو مخلصی دی (۷۸: ۴۲ وغیرہ) ان کی یادداشت ایسی کمزور تھی کہ پہلے خطرہ کے وقت ہی انہوں نے بغاوت کی (خروج ۱۴: ۱۱ و ۱۲) خدا کی رحمتوں کی فراموشی عموماً ان کے گناہ کا باعث ہوئی۔ سرکشی سے مراد خدا کی منکشف مرضی کی مخالفت ہے۔

۸- جب انہوں نے مصر کو واپس جانا چاہا۔ اگر خدا ان کو جانے دیتا تو خدا کا کوئی قصور نہ ہوتا لیکن اس نے اپنے "نام کی خاطر" اپنی رحمت کی وجہ سے ایسا نہیں کیا (۷۷: ۱۴) بلکہ ان کو مخلصی دی۔

۹- "ڈانٹا" (۱۰۴: ۷ و نحمیاہ ۱: ۴)
"جیسے بیابان میں سے" یعنی خشک زمین میں سے یا نئے ترجمے کے مطابق "چراگاہ میں سے"

۱۱- (خروج ۱۴: ۲۸)

۱۲- (خروج ۱۴: ۳۱ و ۱۵: ۱)

۱۳- "بھول گئے" ابھی دریائے قلزم سے گذر کر انہوں نے تین دن کا سفر ہی کیا تھا کہ وہ پانی کے لئے کڑکڑائے (خروج ۱۵: ۲۴) پھر جب جھنڈے کے بعد روٹی کے لئے کڑکڑائے (خروج ۱۶: ۲) پھر رفیدیم پر پانی کے لئے چلائے۔ (خروج ۱۷: ۲) اور خدا پر بھروسہ نہ رکھا کہ وہ وقت پر ان کی ساری ضرورتیں پوری کریگا۔

۱۴- "حرص کی" (گنتی ۱۱: ۴ و زبور ۷۸: ۲۹ و ۳۰)
خدا کو آزمایا" کہ آیا وہ ان کو خوراک دے سکتا تھا (۷۸: ۱۸)

۱۵- انہوں نے یہ شکایت کی کہ "ہماری جان ناخوش ہو گئی" (گنتی ۱۱: ۶) لیکن جب ان کو خوراک ملی تو موت نے آ دبوچا اور وہ جگہ "قبروت تہاوہ" کہلائی یعنی حرص کی قبریں"

۱۶- ۱۸- ایک تیسرا گناہ۔ موسیٰ اور ہارون کے اختیار کو حسد کی نگاہ سے دیکھا۔

۱۶- "مقدس مرد" جو یہواہ کیلئے علیحدہ کیا گیا تھا۔ لیکن لوگوں نے کہا کہ ہم سب پاک ہیں۔ موسیٰ نے جواب دیا کہ خدا اس امر کو ظاہر کریگا (گنتی ۱۶: ۳-۷)

۱۷- استثنا ۱۱: ۶ میں بھی صرف داتن اور ابیرام کا ذکر ہے۔ قورح کا خاندان تباہ نہ ہوا (گنتی ۲۶: ۱۱)

۱۸- خداوند کی طرف سے آگ نازل ہوئی اور ڈھائی سو شخصوں کو جنہوں نے عود جلایا تھا ہلاک کیا (گنتی ۱۶: ۳۵) اور (گنتی ۱۶: ۲۶ میں یہ "شریر لوگ" کہلائے۔

۱۹ - ۲۳ - چوتھا گناہ یعنی بچھڑے کی پرستش (خروج ۳۲ باب و استثنا ۹: ۸)

۱۹- "حورب" استثنا کی کتاب میں کوہ سینا کا نام حورب آیا ہے سوائے ۳۳: ۲ کے غالباً استثنا ۹: ۸ وغیرہ کا خیال زبور نویس کے دل میں تھا۔ حورب میں جو خدا کا پہاڑ کہلاتا ہے (خروج ۳: ۱) جب یہواہ نے اپنا مکاشفہ ان کو عطا کیا (استثنا ۴: ۱۰) وہاں انہوں نے خاص احکام کی خلاف ورزی کی۔

۲۰- "خدا کے جلال کو" - یا ہواہ اسرائیل کا جلال تھا - (استثناء ۴: ۶ سے ۸ و ۱۰: ۲۱) روحانی غیر مرئی خدا کو انہوں نے حیوان کی شکل سے تعبیر کیا جس کے بنانے کی ممانعت تھی (استثناء ۴: ۱۶-۱۸ و خروج ۲۰: ۴) "اپنے جلال" کی جگہ دوسری قرأت ہے "اس کے جلال کو" - اور ستروں کے ترجمے کے بعض نسخوں میں بھی "اس کے جلال کو" آیا ہے (دیکھو رومیوں ۱: ۲۳)

۲۱ و ۲۲- آیتوں میں بنی اسرائیل کی ناشکر گذاری پر زور دیا گیا ہے۔

"حام کی سرزمین" - (۱۰۵: ۲۳ و ۲۷ و ۷۸: ۵۱)

۲۳- (خروج ۳۲: ۱۰ و گنتی ۱۴: ۱۱ و استثناء ۹: ۲۵ و ۲۶)

۲۴-۲۷- اسرائیل کا پانچواں گناہ - جاسوسوں کے واپس آنے پر اُن کی بے ایمانی اور بزدلی (گنتی ۱۳ و ۱۴ باب)

۲۴- "سہانے ملک" (یرمیاہ ۳: ۱۹ و زکریاہ ۷: ۱۴) یعنی کنعان۔

"حقیر جانا" (گنتی ۱۴: ۳۱)

۲۵- "بڑبڑائے" (استثناء ۱: ۲۷)

۲۶- "قسم کھائی" (گنتی ۱۴: ۲۸ و ۲۹ و ۳۲) قسم کھانے کے لئے یہاں یہ محاورہ آیا ہے اُس نے ہاتھ اُٹھایا جیسے آدمی کیا کرتے ہیں۔

۲۷- (حزقی ایل ۲۰: ۲۳ - مقابلہ کرو احبار ۲۶: ۳۳ و استثناء ۲۸: ۶۴)

۲۸-۳۱- چھٹا گناہ - موآبی بت پرستی میں شریک ہونا۔

۲۸- "بعل فغور" (گنتی ۲۵: ۳) فغور غالباً ایک جگہ کا نام تھا - (گنتی ۲۳: ۲۸) اور بعل فغور وہ خاص بعل تھا جس کی پرستش موآبی اس جگہ کرتے تھے۔

"قربانیاں کھانے لگے" (گنتی ۲۵: ۲) "مُردوں پر" یہ دیوتا مُردہ تھے بمقابلہ زندہ یاہواہ کے (۱۱۵: ۴ و یرمیاہ ۱۰: ۱۱ + ۱- کرنتھیوں ۱۲: ۲)

۲۹- (استثناء ۴: ۲۵ و ۹: ۱۸ و ۳۱: ۲۹ و ۳۲: ۱۶ و ۲۱)

"وبا" گنہگار بنی اسرائیل کا قتل جس کی تاکید ہوئی (گنتی ۲۵: ۴ و ۵) یا خاص مری (گنتی ۱۶: ۴۸)

۳۰- "فینحاس" - (گنتی ۲۵: ۷ و ۱۶: ۴۸)

۳۱- فینحاس کا یہ کام ایمان کا کام تھا - وہ ابراہیم کا حقیقی بیٹا ٹھہرا (پیدائش ۱۵: ۶) اور اُس کے اجر کے طور پر ابدی عہد اُس سے باندھا گیا - (گنتی ۲۵: ۱۲ و ۱۳)

۳۲ و ۳۳- ساتواں گناہ - مریبہ پر گڑگڑاہٹ (گنتی ۲۰: ۱-۱۳)

"خشمناک کیا" - (استثناء ۹: ۷ و ۸ و ۲۲ و گنتی ۲۰: ۱۳)

۳۲- "نقصان پہنچا" - حضرت موسیٰ کی بے صبری اور گستاخی جس کی وجہ سے وہ کنعان میں داخل نہ ہو سکے - (استثناء ۱: ۳۷ و ۳: ۲۶)

۳۴-۳۹- کنعان میں داخل ہونے کے بعد بنی اسرائیل نے بار بار بغاوت کی۔

۳۴- اسی حکم کا ذکر بار بار آیا ہے (خروج ۲۳: ۳۲ و ۳۳ و ۳۴: ۱۲ و استثناء ۷: ۲) اور اس سے چوکنے کا ذکر (قاضیوں ۱: ۲۱ و ۲۷ و ۲۹)

۳۵- "مل گئے" ناطے رشتے کر کے (عزراہ ۹: ۲ و قاضی ۳: ۵ و ۶)

۳۶- "پھندا" جس سے اُن کو پہلے آگاہ کیا تھا - (خروج ۲۳: ۳۳)

۳۷- "شیاطین" - (استثناء ۳۲: ۱۷) عبرانی میں اس کے لئے "شیدیم" آیا ہے اور اسوری زبان میں "شیدو" سے ادنیٰ درجہ کے دیوتا مراد ہیں جن کو نفع و نقصان پہنچانے کی طاقت تھی۔

۳۸- "معصوموں کا ..... خون" - (استثناء ۱۲: ۳۱ و ۱۸: ۹ و ۱۰) بنی اسرائیل نے اُن کے یہ کام سیکھے (حزقی ایل ۱۶: ۲۰ و ۲۱ و ۲۰: ۳۱)

"خون سے ناپاک ہو گیا" (گنتی ۳۵: ۳۳ و ۳۴ و احبار ۱۸: ۲۴ و یسعیاہ ۲۴: ۵ و یرمیاہ ۳: ۱ و ۲ و ۹) ایسے گناہوں کی وجہ سے کنعانیوں کو نیست کرنے کا حکم تھا لیکن اسرائیل نے اس حکم پر عمل نہ کیا۔

۳۹- "بے وفا" بنی اسرائیل و یاہواہ میں رشتہ بیوی اور شوہر کا تھا اس لئے غیر معبودوں کی پرستش زناکاری سمجھا گیا - (ہوسیع ۲: ۲ و خروج ۳۴: ۱۵ و ۱۶ و استثناء ۳۱: ۱۶)

۴۰- اس محاورہ کے لئے دیکھو قاضی ۲: ۱۴ و ۲۰ و استثناء ۷: ۴۔

۴۵ و ۴۶- سلیمان کی دعا کا جواب (۱- سلاطین ۸: ۵۰)

۴۷۔ "تیری ستائش" اسرائیل کی ہستی کا یہ ایک مقصد تھا۔ (یسعیاہ ۴۳: ۲۱؛ زبور ۲۲: ۳)

۴۸۔ حکم تمجید نہ صرف چوتھی کتاب کے خاتمہ کو ظاہر کرتا ہے بلکہ زبور کے ساتھ عبادت میں گایا جاتا تھا۔

زبور کی پانچویں کتاب

زبور ۱۰۷ سے ۱۵۰ تک

---

۱۰۷ زبور

جلاوطنی سے واپس آئے ہوئے اسرائیلیوں کو شکر گزاری کی دعوت ہے۔ خدا نے طرح طرح کے خطروں سے انسان کو بچایا۔

۱۔ دیباچہ (۱ سے ۳) (۱۰۶: ۴۷ کی دعا قبول ہوئی۔ اسرائیل کو اسیری سے خلاصی ملی۔

۲۔ (۴ سے ۳۲) خدا نے دعاؤں کا جواب دیا اور طرح طرح کے خطروں سے انسان کو بچایا۔

مثلاً۔ (ا) بیابان کے مسافروں کو (۴ - ۹)

(ب) قیدیوں یا جلاوطنوں کو (۱۰ - ۱۶)

(ج) بیماروں کو (۱۷ - ۲۲)

(د) ملاحوں کو (۲۳ - ۳۲)

۳۔ یہاں مضمون میں اور عبارت میں کچھ تبدیلی ہے:۔

(الف) یاہواہ پھلدار زمین کو بیابان بنا دیتا ہے۔ اور بیابان کو غریبوں اور محتاجوں کے لئے سرسبز زمین (۳۳ - ۳۸)

(ب) اگر ان پر ظلم ہو تو وہ اُن کی حمایت کرتا ہے۔ (۳۹ - ۴۲)

۴ - آخر میں یہ نصیحت ہے کہ ایسے اُمور پر غور کریں کیونکہ ان سے خدا کی مہربانی ثابت ہوتی ہے
(آیت ۴۳) غالباً یہ امور اس وقت لکھا گیا جب جلاوطنوں کو واپس آئے تھوڑا ہی عرصہ
تھا۔

زبور ۱۰۷ - (۱) خداوند کا شکر کرو کیونکہ وہ بھلا ہے اور اُس کی شفقت ابدی
ہے۔ (۲) خداوند کے چھڑائے ہوئے یہی کہیں۔ جن کو اُس نے فدیہ دے کر مخالف
کے ہاتھ سے چھڑا لیا۔ (۳) اور اُنکو مُلک مُلک سے جمع کیا۔ پورب سے اور پچھم سے
اُتر سے اور دکھن سے۔ (۴) وہ بیابان میں صحرا کے راستے پر بھٹکتے پھرے۔ اُن
کو بسنے کے لئے کوئی شہر نہ ملا۔ (۵) وہ بھوکے اور پیاسے تھے اور اُن کا دل
بیٹھا جاتا تھا۔ (۶) تب اپنی مصیبت میں اُنہوں نے خداوند سے فریاد کی اور
اُس نے اُن کو اُن کے سب دُکھوں سے رہائی بخشی۔ (۷) وہ اُن کو سیدھی راہ
سے لے گیا تاکہ بسنے کے لئے کسی شہر میں جا پہنچیں۔ (۸) کاش کہ لوگ خداوند
کی شفقت کی خاطر اور بنی آدم کے لئے اُس کے عجائب کی خاطر اُس کی ستایش
کرتے! (۹) کیونکہ وہ ترستی جان کو سیر کرتا ہے اور بھوکی جان کو نعمتوں سے
مالا مال کرتا ہے۔ (۱۰) جو اندھیرے اور موت کے سایہ میں بیٹھے مصیبت
اور لوہے سے جکڑے ہوئے تھے۔ (۱۱) چونکہ اُنہوں نے خدا کے کلام
سے سرکشی کی اور حق تعالیٰ کی مشورت کو حقیر جانا۔ (۱۲) اس لئے اُس نے
اُن کا دل مشقت سے عاجز کر دیا۔ وہ گر پڑے اور کوئی مددگار نہ تھا۔ (۱۳)
تب اپنی مصیبت میں اُنہوں نے خداوند سے فریاد کی اور اُس نے اُن کو
اُن کے سب دُکھوں سے رہائی بخشی۔ (۱۴) وہ اُن کو اندھیرے اور موت کے
سایہ سے نکال لایا اور اُن کے بندھن توڑ ڈالے۔ (۱۵) کاش کہ لوگ خداوند کی
شفقت کی خاطر اور بنی آدم کے لئے اُس کے عجائب کی خاطر اُس کی ستایش کرتے
(۱۶) کیونکہ اُس نے پیتل کے پھاٹک توڑ دئے اور لوہے کے بینڈوں کو کاٹ
ڈالا۔ (۱۷) احمق اپنی خطاؤں کے سبب سے اور اپنی بدکاری کے باعث مصیبت
میں پڑتے ہیں۔ (۱۸) اُن کے جی کو ہر طرح کے کھانے سے نفرت ہو جاتی ہے
اور وہ موت کے پھاٹکوں کے نزدیک پہنچ جاتے ہیں (۱۹) تب وہ اپنی مصیبت

میں خداوند سے فریاد کرتے ہیں اور وہ اُن کو اُن کے سب دُکھوں سے رہائی
بخشتا ہے۔ (۲۰) وہ اپنا کلام نازل فرما کر اُن کو شفا دیتا ہے اور اُن کو اُن کی
ہلاکت سے رہائی بخشتا ہے۔ (۲۱) کاش کہ لوگ خداوند کی شفقت کی خاطر اور
بنی آدم کے لئے اُس کے عجائب کی خاطر اُس کی ستایش کرتے۔ (۲۲) وہ
شکرگذاری کی قربانیاں گذرانیں اور گاتے ہوئے اُس کے کاموں کا بیان
کریں۔ (۲۳) جو لوگ جہازوں میں بحر پر جاتے ہیں اور سمندر پر کاروبار میں
لگے رہتے ہیں۔ (۲۴) وہ سمندر میں خداوند کے کاموں کو اور اُس کے عجائب
کو دیکھتے ہیں کیونکہ وہ حکم دے کر طوفانی ہوا چلاتا ہے جو اُس میں لہریں اُٹھاتی
ہے۔ (۲۶) وہ آسمان تک چڑھتے اور گہراؤ میں اُترتے ہیں پریشانی سے اُن
کا دل پانی پانی ہو جاتا ہے۔ (۲۷) وہ جھومتے اور متوالے کی طرح لڑکھڑاتے
اور حواس باختہ ہو جاتے ہیں۔ (۲۸) تب وہ اپنی مصیبت میں خداوند سے
فریاد کرتے ہیں اور وہ اُن کو اُن کے دُکھوں سے رہائی بخشتا ہے (۲۹) وہ
آندھی کو تھما دیتا ہے اور لہریں موقوف ہو جاتی ہیں۔ (۳۰) تب وہ اُس کے تھم
جانے سے خوش ہوتے ہیں۔ یوں وہ اُن کو بندرگاہ مقصود تک پہنچا دیتا ہے
(۳۱) کاش کہ لوگ خداوند کی شفقت کی خاطر اور بنی آدم کیلئے اسکے عجائب کی خاطر اسکی ستایش
کرتے (۳۲) وہ لوگوں کے مجمع میں اسکی بڑائی کریں اور بزرگوں کی مجلس میں اُس کی حمد۔ (۳۳)
وہ دریاؤں کو بیابان بنا دیتا ہے اور پانی کے چشموں کو خشک زمین۔ (۳۴) وہ
زرخیز زمین کو صحرائے شور کر دیتا ہے۔ اس لئے کہ اُس کے باشندے شریر ہیں۔
(۳۵) وہ بیابان کو جھیل بنا دیتا ہے اور خشک زمین کو پانی کے چشمے۔ (۳۶)
اور وہاں وہ بھوکوں کو بساتا ہے تاکہ بسنے کے لئے شہر تیار کریں۔ (۳۷) اور
کھیت بوئیں اور تاکستان لگائیں اور پیداوار حاصل کریں۔ (۳۸) وہ اُن کو
برکت دیتا ہے اور وہ بہت بڑھتے ہیں اور وہ اُن کے چوپایوں کو کم نہیں ہونے
دیتا۔ (۳۹) پھر ظلم و تکلیف اور غم کے مارے وہ گھٹ جاتے اور پست ہو
جاتے ہیں۔ (۴۰) وہ اُمرا پر ذلت انڈیل دیتا ہے اور اُن کو بے راہ ویرانہ
میں بھٹکاتا ہے۔ (۴۱) توبھی وہ محتاج کو مصیبت سے نکال کر سرفراز

کرتا ہے اور اُس کے خاندان کو ریوڑ کی طرح بڑھاتا ہے۔ (۴۲) راستباز یہ دیکھ کر خوش ہونگے اور سب بدکاروں کا مُنہ بند ہو جائیگا۔ (۴۳) دانا ان باتوں پر غور کریگا۔ وہ خداوند کی شفقت پر غور کرینگے۔

۱۔ زبور ۱۰۶ کی طرح کلمہ تمجید سے شروع ہوتا ہے۔

۲۔ "خداوند کے چُھڑائے ہوئے" شکرگذاری گائیں کیونکہ خدا نے یرمیاہ ۳۳: ۱۱ کی پیشینگوئی پوری کی۔ مقابلہ کرو ۱۱۸: ۱-۴ سے۔ یسعیاہ ۳۵: ۹ و ۱۰ و ۵۱: ۱۰ و ۱۱ و ۶۲: ۴ سے یہ جملہ یسعیاہ ۶۲: ۱۲ سے لیا گیا ہے۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ یہ لوگ بابل وغیرہ سے چھوٹ کر آئے تھے۔

۳۔ "مُلک مُلک سے" (یرمیاہ ۳۱: ۷ و ۳۲ وحزقی ایل ۲۰: ۳۴ وغیرہ) زمین کے چاروں کونوں سے۔ دکھن کے واسطے عبرانی لفظ وہ ہے جس کے معنی سمندر ہیں۔ تارگم میں اس کا ترجمہ جنوبی سمندر کیا گیا۔ بحیرہ شام کا وہ حصہ جو مصر کے ساحل کے پاس تھا جس کو ہم مغرب کہتے ہیں۔

۴-۹ خدا کی مہربانی کی پہلی مثال۔ جن مسافروں کا بیابان میں رستہ کھو گیا ان کو خدا نے بچایا یہ عام بیان ہے۔ (مقابلہ کرو ایوب ۶: ۱۸-۲۰)

۴۔ "بسنے کے لئے شہر" ۷ و ۳۶ میں بھی یہ جملہ آیا ہے۔

۹۔ ایسے لوگوں کا ذکر ہے جو بھوک اور پیاس سے مر رہے تھے مقابلہ کرو یرمیاہ ۳۱: ۲۵ و یسعیاہ ۲۹: ۸ سے۔

۱۰-۱۶ تک دوسری مثال۔ قیدیوں کو مخلصی۔ تارگم میں ذکر ہے کہ یہاں صدقیاہ اور یہوداہ کے امیروں کی طرف اشارہ ہے۔

۱۰۔ "اندھیرے اور موت کے سایہ" قدیم قید خانے ایسے گنبدوں کی طرح تھے جن میں کوئی روشنی نہ جا سکتی تھی اور اس لئے سخت مصیبت کا باعث تھے۔ (یسعیاہ ۹: ۲ و ۴۲: ۷ و ۴۹: ۹ و میکاہ ۷: ۸) "جکڑے ہوئے" یہ جملہ ایوب ۳۶: ۸ کی یاد دلاتا ہے۔

۱۱۔ یہ مصیبت گناہ کی سزا تھی۔ انہوں نے خدا کے احکام کی مخالفت کی (۱۰۶: ۷ و ۳۳ و ۴۳) اور خدا کی حکمت کو ناچیز جانا (امثال ۱: ۳۰ و یسعیاہ ۵: ۲۴ و ۲- تواریخ ۳۶: ۱۶)

۱۶۔ یسعیاہ ۴۵: ۲ کی پیشینگوئی پوری ہوئی۔

۱۷-۲۲۔ خدا کے احسان کی تیسری مثال۔ (مقابلہ کرو ایوب ۳۳: ۱۹-۲۶)

۱۷۔ "احمق" بعض سمجھتے ہیں کہ یہاں عبرانی لفظ حولیم ہونا چاہئے جس کے معنی بیمار کے ہیں نہ ولیم (احمق)۔ بہرحال یہاں بیماری کی وجہ گناہ ہے۔ احمق بائبل میں ایسا شخص ہے جس کی اخلاقی فطرت بگڑ گئی ہو۔ اس سے کمزور یا نادان شخص مراد نہیں۔ پرانے عہدنامے میں بیماری کو عموماً گناہ کا نتیجہ سمجھتے تھے لیکن یہ ہمیشہ درست نہیں۔ ایوب کی حالت پر غور کرو۔

۲۰۔ خداوند کا کلام مخلصی دینے والا فرشتہ ہے۔ یہ اُس کا پیغامبر ہے (۱۴۷: ۱۵ و ۱۸) جو اس کی مرضی کو پورا کرتا ہے (یسعیاہ ۵۵: ۱۱) آدمیوں کے ساتھ برتاؤ میں یہ ایک وسیلہ ہے (۱۰۵: ۱۹) اور خلقت کے کام میں بھی اس نے حصہ لیا (۳۳: ۶) ایسے مقامات کے ذریعہ تارگم میں ممرایا دبورہ کا لفظ یا یہواہ کی بجائے استعمال ہونے لگا جس کا مفصل مکاشفہ یوحنا ۱: ۱ میں ہوا۔ نیز مقابلہ کرو ایوب ۳۳: ۲۳۔

۲۱ و ۲۲۔ شکرگذاری کی یہ دعوت یہاں اور آیت ۳۲ میں کچھ مفصل ہے۔

۲۳-۳۲۔ چوتھی مثال یا یہواہ کی مہربانی کی جہاں ملاحوں کو طوفان میں سے مخلصی ملی۔ تارگم میں اس مثال کو یوناہ کے بحری سفر سے منسوب کیا ہے (یوناہ ۱ و ۲ باب)

۲۴۔ "خداوند کے کام" طوفان وغیرہ جن سے خدا کی حکومت عناصر پر ثابت ہوتی ہے۔ "عجائب" اعجازی مداخلت ان کی مخلصی کے لئے۔

۲۶۔ یعنی ملاح نہ کہ لہریں۔

۲۷۔ ان کی عقل جاتی رہتی ہے۔ جہازرانی کا فن بھول جاتے ہیں۔

۲۸۔ ایک ضرب المثل ہے کہ "جو شخص نہیں جانتا کہ کیسے دعا مانگنا چاہئے وہ سمندر کا سفر کرے"۔

۳۰۔ "بندرگاہِ مقصود" یعنی جہاں وہ جانا چاہتے تھے۔

۳۲۔ ایسے لوگ برملا مجمعوں اور عبادت خانوں میں جا کر شکر ادا کریں۔ (۲۲: ۲۲ و ۲۵)

۳۳-۴۳ تک عام بیان ہے۔

۳۳-۳۸۔ "سرسبز زمین" وہاں کے باشندوں کی شرارت کی وجہ سے بنجر بنا دیتا اور بنجر زمینوں کو سرسبز بنا دیتا ہے۔

۳۴۔ "صحرائے شور" جیسے سدوم اور عمورہ کی زمین کو (استثنا ۲۹: ۲۳)

۳۸ - اس اور ماقبل آیت میں غالباً اخبار ۲۶: ۲۰و۲۲ کی طرف اشارہ ہے۔

۳۹ - ۴۲ - گو مصیبت آئے لیکن یاہواہ اُن پر ظلم کرنے والوں کو پراگندہ کرکے ان کی ... کرتاہے۔

ایسے لوگوں کا ذکر ہے جن کو خداوند نے بختاور کیا۔ یہ عارضی انقلاب چاہے آئیں لیکن خدا اُن کی ضرورت میں اُن کو ترک نہ کریگا۔

۴۰ - "اُمرا پر" یعنی ظالموں پر۔ خدا اُن کے فخر کو توڑڈالتا ہے۔

۴۱ - "ریوڑ کی طرح" شمار میں بڑھاتا ہے۔ (ایوب ۲۱: ۱۱ وحزقی ایل ۳۶: ۳۷ و ۳۸)

۴۲ - جولوگ اسرائیل پر اور اسرائیل کے خدا پر ٹھٹھا کرتے تھے ان کے مُنہ بند ہوگئے۔ (... وایوب ۵: ۱۶)

۴۳ - "دانا" (ہوسیع ۱۴: ۹)

---

۱۰۸ زبور

شکرگذاری کا مزمور ہے اور یہ دو مزامیر سے بنا ہے۔

پہلا حصہ یعنی ۱-۵ تک تو زبور ۵۷: ۷ تا ۱۱ سے لیا گیا۔

دوسرا حصہ یعنی ۶-۱۳ تک زبور ۶۰: ۵ تا ۱۲ سے لیا گیا۔

اس مزمور کا وقت تصنیف معلوم نہیں۔

یہ مزمور صعودِ مسیح کے لئے مقرر ہے اس دن مسیح کی فتح کے لئے تعریف اور شکرگذاری کی جاتی ہے عبادت کی خاطر چند ایک مزامیر کے حصے لے کر ایک الگ مزمور بنالینا بُرا نہ سمجھا جاتا تھا۔

۱۹ مزمور بھی اسی طرح دیگر مزامیر کے حصوں سے بنا ہے۔

زبور ۱۰۸ - گیت۔ داؤد کا مزمور۔

(۱) اے خدا! میرا دل قائم ہے۔ میں گاؤنگا اور دل سے مدح سرائی کرونگا۔ (۲) اے بربط اور ستار جاگو! مَیں خود بھی صبح سویرے جاگ اُٹھونگا (۳) اے خداوند! مَیں لوگوں میں تیرا شکر کرونگا۔ مَیں اُمتّوں میں تیری مدح سرائی کرونگا۔ (۴) کیونکہ تیری شفقت آسمان سے بلند ہے اور تیری سچائی افلاک کے برابر ہے۔ (۵) اے خدا! تو آسمانوں پر سرفراز ہو اور تیرا جلال ساری

زمین پر ہو۔ (۶) اپنے دہنے ہاتھ سے بچا اور ہمیں جواب دے تاکہ تیرے محبوب بچائے جائیں۔ (۷) خدا نے اپنی قدوسیت میں یہ فرمایا ہے مَیں خوشی کرونگا۔ مَیں سِکم کو تقسیم کرونگا اور سُکات کی وادی کو بانٹونگا۔ (۸) جلعاد میرا ہے۔ منسی میرا ہے۔ افرائیم میرے سر کا خود ہے۔ یہوداہ میرا عصا ہے۔ (۹) موآب میری چلمچی ہے۔ ادوم پر مَیں جوتا پھینکونگا۔ مَیں فلستین پر للکارونگا۔ (۱۰) مجھے اس فصیلدار شہر میں کون پہنچائیگا؟ کون مجھے ادوم تک لے گیا ہے؟ (۱۱) اے خدا! کیا تو نے ہمیں رد نہیں کردیا؟ اے خدا! تو ہمارے لشکروں کے ساتھ نہیں جاتا۔ (۱۲) مخالف کے مقابلہ میں ہماری کُمک کر کیونکہ انسانی مدد عبث ہے۔ (۱۳) خدا کی بدولت ہم دلاوری کرینگے کیونکہ وہی ہمارے مخالفوں کو پامال کریگا۔

---

۱ - "دل قائم ہے" یعنی میں نے مستقل ارادہ کرلیا ہے کہ خدا کی تعریف کے گیت گاؤں۔ زبور ۵۷: ۷ میں یہ جملہ پہلے مصرعہ کے آخر میں دُہرایا گیا ہے۔

۲ - "جاگو" غالباً اُس زمانہ کی طرف اشارہ ہے جب بنی اسرائیل کے بربط و ستار مدت تک بیکار رہے۔ (۱۳۷: ۳)

"صبح سویرے" پو پھٹنے پر لوگ جاگ اُٹھتے ہیں لیکن مزمور نویس اپنی تعریفوں کی آواز سے پو پھٹنے کو جگاتا ہے۔

۳ - لفظ ادونائی (خداوند) کی جگہ لفظ یاہواہ آیا ہے (زبور ۵۷: ۹)

۴ - اس حمد گانے کی وجہ بیان ہوئی۔ خدا کی رحمت اور صداقت کی تصدیق اس مخلصی نے کردی۔

۵ - "سرفراز ہو" (یسعیاہ ۶: ۱) اور اپنا اختیار ظاہر کر (یسعیاہ ۲: ۱۱)

۶ - ۱۳ - مدد کے لئے دعا۔

۶ - "محبوب" یہ اہل اسرائیل ہیں (استثنا ۳۳: ۱۲ و یرمیاہ ۱۱: ۱۵)

۷ - "اپنی قدوسیت" خدا کی قدوسیت میں اس کی ساری ذات شامل ہے اس لئے وہ اپنے عہد کو توڑ نہیں سکتا۔ (گنتی ۲۳: ۱۹ و طیطس ۱: ۲) دوسرے لفظوں میں اُس نے آپ فرمایا ہے (عاموس ۶: ۸ و عبرانی ۶: ۱۳ و ۱۷ و ۱۸)

"مَیں" یعنی خدا متکلم ہے۔ خدا ظفریاب جنگی بہادر کی طرح بیان ہؤا ہے جس نے

زمین فتح کی اور اب وہ اُسے اپنے لوگوں کے درمیان تقسیم کرتا ہے۔ افرائیم کو ... مملکت کی پناہ مقرر کرتا ہے۔ اور یہوداہ کو دارالخلافہ ٹھہراتا ہے اور گردونواح کی قومیں بطور باجگذار کے ہیں۔ داؤد سے جو وعدے مختلف اوقات پر ہوئے ان کی طرف اشارہ ہے (۲۔سموئیل ۷: ۹و۱۰)

"سکم۔ سکات"۔ یردن کے مغرب کی سرزمین کا مرکزی شہر سکم تھا۔ سکات یابک کے جنوب کی طرف فنی ایل اور یردن کے درمیان (یشوع ۱۳: ۲۷) اس سے یردن کے مشرق کی سرزمین مراد ہے۔ ان دو جگہوں کا خاص ذکر اس لئے ہُوا ہے کیونکہ ان کا تعلق یعقوب کی تاریخ سے ہے۔ (پیدایش ۳۳: ۱۷ و ۱۸) خدا نے یعقوب سے جو وعدہ کیا تھا اس کو پورا کریگا۔

۸۔ "جلعاد۔ منسی"۔ یعنی بشن کی سرزمین جس میں منسی کا آدھا فرقہ آباد ہُوا۔ یہ یردن کے مشرق کی سرزمین ہے جہاں یہ فرقے آباد ہوئے۔ افرائیم اور یعقوب ان فرقوں کے نمایندہ ہیں جو یردن کے مغرب کی طرف آباد ہوئے یہ سب خدا کے ہیں اور خدا ان کا محافظ ہے۔

افرائیم چونکہ سب سے طاقتور فرقہ اور سلطنت کا گویا محافظ تھا اس لئے وہ خود کہلایا یہوداہ کے فرقے میں سے داؤد کا شاہی خاندان نکلا اس لئے وہ شاہی عصا کہلایا۔ (پیدایش ۴۹: ۱۰)

۹۔ گردونواح کی قومیں خدمت کے لئے مقرر ہوئیں۔ موآب اور ادوم کو ذلت حاصل ہوئی موآب اپنے گھمنڈ کے لئے بدنام تھا۔ (یسعیاہ ۱۶: ۶) اس لئے اُسے دھونے کے برتن سے تشبیہ دی گئی۔ موآب خدا اور اسرائیل کا جانی دشمن تھا۔

"ادوم سے"۔ غلام کا کام جس کو مالک اپنا جوتا صاف کرنے کو دیتا ہے۔ یہ بھی بہت گھمنڈی تھا (عبدیاہ ۳و۴) بعضوں نے اس محاورہ کا یہ مطلب سمجھا کہ میں اس کے ملک پر قبضہ کرلونگا۔

"فلستین پر"۔ (زبور ۶۰: ۸ کی شرح)

۱۰۔ "فصیلدار شہر" غالباً سیلاہ یا پطرا جو ادوم کا دارالخلافہ تھا (عبدیاہ ۳)

۱۲۔ "انسانی مدد باطل ہے"۔ (۱۴۶: ۳) یعنی انسان سے مدد کی توقع رکھنا بے سود ہے"

(۴۴: ۲۳ و ۱۔سموئیل ۱۷: ۴۷ و یرمیاہ ۱۷: ۵)

۱۰۹ زبور

... کے مطابق یہ مزمور داؤد کی تصنیف ہے اور مفسروں کا جو یہ رائے رکھتے ہیں خیال ہے کہ اس میں دوایگ یا اخی توفل یا شمعی کی طرف اشارہ ہے۔ لیکن خود مزمور سے یہ پتہ نہیں لگتا کہ وہ بھی ... صاحب اختیار تھا۔ بلکہ وہ مظلوم اور غریب طبقہ سے علاقہ رکھتا ہوگا جس کے خلاف اس کے ہمسایوں نے بُری سازش کی۔ بعض اشارات ایوب اور مابعد زمانے کے مزامیر مثلاً ۱۰۲ وغیرہ کی طرف پائے جاتے ہیں جس سے بعضوں نے یہ نتیجہ نکالا کہ یہ جلاوطنی کے زمانے کے بعد کی تصنیف ہے۔

بعضوں کی یہ رائے ہے کہ یہ مزمور شخصی نہیں بلکہ قومی ہے اور متکلم اسرائیل قوم ہے۔ بعضوں کے نزدیک مصنف غریبوں اور مظلوموں کی طرف سے لکھ رہا ہے جس دشمن کا خاص ذکر اس میں پایا جاتا ہے وہ ایسی سازش کا سرکردہ شخص ہوگا جو جھوٹے الزاموں کے ذریعہ اُسے اور اُس کے خاندان کو برباد کرنا چاہتا تھا مثلاً دیکھو ۲ و ۳ و ۳۱ آیات۔ ایسے دشمن سے وہ انتقام لینا چاہتا ہے۔ غالباً ایسے ہی دشمن ہوگئے جنہوں نے یشوع بن سیرخ کو تقریباً تباہ کردیا (یشوع بن سیرخ کی کتاب ۵۱: ۱-۱۰) یہ مزمور ۳۵ اور ۶۹ مزامیر سے بہت باتوں میں مشابہ ہے۔ ایسے مزامیر کا ذکر جن میں دشمنوں کے لئے بددعا ہے دیباچہ میں ذکر ہو چکا ہے۔ ایسے مزامیر انجیل کی تعلیم کے خلاف ہیں (متی ۵: ۴۴) لیکن ہم یاد رکھیں کہ ان کا تعلق ایسے زمانہ سے تھے جس میں انتقام کا اصول مانا گیا تھا (احبار ۲۴: ۱۹) یرمیاہ کی دعا انتقام کے لئے تھی (یرمیاہ ۱۱: ۲۰) نیز مقابلہ کرو امثال ۱۷: ۱۳۔

لیکن اس مزمور میں نہ صرف انتقام کا ذکر ہے۔ بلکہ محبت اور جان نثاری کا بھی۔ اس مزمور میں صدوقیوں پر اس قسم کا حملہ ہے جو فریسی ان پر کیا کرتے تھے۔ دیکھو آیات ۱۶-۲۵۔ بعضوں نے ان بددعاؤں کی یہ تشریح کی ہے کہ یہ لوگ یہ مزمور نویس کے شخصی دشمن نہیں بلکہ خدا کے دشمن ہیں۔ مقابلہ کرو یرمیاہ ۱۱: ۱۸ و ۱۵: ۱۵ و ۱۷: ۱۸ و ۱۸: ۱۹ و ۲۰: ۱۱ سے۔

تقسیم:- (۱) دشمنوں کے مقابلے میں مزمور نویس کی دعا مدد کے لئے (۱-۵)

(۲) اپنے خاص دشمن اور خاندان پر انتقام کے لئے بددعا (۶-۲۰)

(۳) مدد کے لئے پھر دعا۔ (۲۱-۳۱)

اس مزمور میں چھ بند ہیں اور ہر بند میں پانچ پانچ آیتیں سوائے آخری بند کے جس میں چھ آیتیں ہیں۔

زبور ۱۰۹- میر مغنی کے لئے داؤد کا مزمور۔

(۱) اے خدا! میرے محمود! خاموش نہ رہ۔ (۲) کیونکہ شریروں اور دغابازوں نے میرے خلاف منہ کھولا ہے۔ انہوں نے جھوٹی زبان سے مجھ سے باتیں کی ہیں۔ (۳) انہوں نے عداوت کی باتوں سے مجھے گھیر لیا اور بے سبب مجھ سے لڑے ہیں۔ (۴) وہ میری محبت کے سبب سے میرے مخالف ہیں لیکن میں تو بس دعا کرتا ہوں۔ (۵) انہوں نے نیکی کے بدلے مجھ سے بدی کی ہے اور محبت کے بدلے عداوت۔ (۶) تو کسی شریر آدمی کو اس پر مقرر کر دے اور کوئی مخالف اس کے دہنے ہاتھ کھڑا رہے۔ (۷) جب اس کی عدالت ہو تو وہ مجرم ٹھہرے اور اس کی دعا بھی گناہ گنی جائے۔ (۸) اس کی عمر کوتاہ ہو جائے اور اس کا منصب کوئی دوسرا لے لے۔ (۹) اس کے بچے یتیم ہو جائیں اور اس کی بیوی بیوہ ہو جائے۔ (۱۰) اس کے بچے آوارہ ہو کر بھیک مانگیں۔ ان کو اپنے ویران مقاموں سے دور جا کر ٹکڑے مانگنا پڑے۔ (۱۱) قرض خواہ اس کا سب کچھ چھین لے اور پردیسی اس کی کمائی لوٹ لیں۔ (۱۲) کوئی نہ ہو جو اس پر شفقت کرے۔ نہ کوئی اس کے یتیم بچوں پر ترس کھائے۔ (۱۳) اس کی نسل کٹ جائے اور دوسری پشت میں ان کا نام مٹا دیا جائے۔ (۱۴) اس کے باپ دادا کی بدی خداوند کے حضور یاد رہے اور اس کی ماں کا گناہ مٹایا نہ جائے۔ (۱۵) وہ برابر خداوند کے سامنے رہیں تاکہ وہ زمین پر سے ان کا ذکر مٹا دے۔ (۱۶) اس لئے کہ اس نے رحم کرنا یاد نہ رکھا پر غریب اور محتاج اور شکستہ دل کو ستایا تاکہ ان کو مار ڈالے۔ (۱۷) بلکہ لعنت کرنا اسے پسند تھا سو وہی اس پر آ پڑی اور دعا دینا اسے مرغوب نہ تھا سو وہ اس سے دور رہی۔ (۱۸) اس نے لعنت کو اپنی پوشاک کی طرح پہنا اور وہ پانی کی طرح اس کے باطن میں اور تیل کی طرح اس کی ہڈیوں میں سما گئی۔ (۱۹) وہ اس کے لئے اس پوشاک کی مانند ہو جسے وہ پہنتا ہے اور اس پٹکے کی جگہ جس سے وہ اپنی کمر کسے رہتا ہے۔ (۲۰) خداوند کی طرف سے میرے مخالفوں کا اور میری جان کو برا کہنے والوں کا یہی

بدلہ ہے۔ (۲۱) لیکن اے مالک خداوند! اپنے نام کی خاطر مجھ پر احسان کر۔ مجھے بچا کیونکہ تیری شفقت خوب ہے۔ (۲۲) اس لئے کہ میں غریب اور محتاج ہوں اور میرا دل میرے پہلو میں زخمی ہے۔ (۲۳) میں ڈھلتے سایہ کی طرح جاتا رہا۔ میں ٹڈی کی طرح اڑا دیا گیا۔ (۲۴) فاقہ کرتے کرتے میرے گھٹنے کمزور ہو گئے اور چکنائی کی کمی سے میرا جسم سوکھ گیا۔ (۲۵) میں ان کی ملامت کا نشانہ بن گیا ہوں۔ جب وہ مجھے دیکھتے ہیں تو سر ہلاتے ہیں۔ (۲۶) اے خداوند میرے خدا! میری مدد کر۔ اپنی شفقت کے مطابق مجھے بچا لے۔ (۲۷) تاکہ وہ جان لیں کہ اس میں تیرا ہاتھ ہے اور تو ہی نے اے خداوند یہ کیا ہے۔ (۲۸) وہ لعنت کرتے رہیں پر تو برکت دے۔ وہ جب اٹھیں گے تو شرمندہ ہوں گے پر تیرا بندہ شادمان ہوگا۔ (۲۹) میرے مخالف ذلت سے ملبس ہو جائیں اور اپنی ہی شرمندگی کو چادر کی طرح اوڑھ لیں۔ (۳۰) میں اپنے منہ سے خداوند کا بڑا شکر کروں گا۔ بلکہ بڑی بھیڑ میں اس کی حمد کروں گا۔ (۳۱) کیونکہ وہ محتاج کے دہنے ہاتھ کھڑا ہوگا۔ تاکہ اس کی جان پر فتویٰ دینے والوں سے اسے رہائی دے۔

۱- "خاموش نہ رہ"۔ جلد میرے دشمنوں پر فتویٰ صادر کر۔ خدا کی خاموشی کے ساتھ دشمن کے شور و غل کا مقابلہ۔
"میرے محمود" یعنی میری حمد کا موضوع جس کی حمد زمانہ ماضی میں کیا کرتا تھا۔

۲- "جھوٹی زبان"۔ جھوٹ کے لئے جو لفظ آیا ہے (خروج ۲۰:۱۶ امثال ۶:۱۹) وہ جھوٹے گواہ کے لئے ہے۔

۳- یرمیاہ کے دشمنوں کی یہ فریاد تھی (۱۸:۱۸) نیز دیکھو ۲۰:۱۰۔

۴- یہ دشمنی نہ صرف بے وجہ تھی بلکہ نیکی کے بدلے میں بدی۔ مزمور نویس ان کی بہتری کے لئے دعا کرتا رہا (۳۵:۱۳)

۵- مقابلہ کرو ۳۵:۱۲ و ۳۸:۲۰ و یرمیاہ ۱۸:۲۰ سے۔

۶ و ۷- ان ناشکر گزاروں اور ظالموں کا مقدمہ بھی ایسے منصف کے سامنے پیش ہو جو سنگدل ہو اور ان پر الزام لگانے والا بھی ویسا ہی شخص ہو۔

۶- "مخالف"۔ یا الزام لگانے والا۔ ابلیس۔ دیکھو زکریاہ ۳:۱۔ اس حوالے سے ظاہر ہے کہ یہ الزام لگانے والا ملزم شخص کے دہنے ہاتھ کھڑا ہوتا تھا۔

۷- دعا کے لئے جو لفظ آیا ہے وہ آدمیوں سے درخواست نہیں بلکہ جب وہ مدد کے لئے خدا سے بھی دعا مانگے تو وہ گناہ سمجھا جائے (دیکھو ۲۶:۱۸ و امثال ۱:۲۸ و ۱۵:۸ و ۲۱:۲۷ و یسعیاہ ۱:۱۵) کیونکہ ایسی دعا مجبوری سے صادر ہوتی ہے نہ تائب دل سے۔

۸- قبل از وقت موت آجائے (۳۷:۳۵ و ۳۶ و ۵۵:۲۳) اس آیت کے دوسرے حصے کو اقتباس اعمال ۱:۲۰ میں یہوداہ اسکریوطی کے بارہ میں ہوا ہے اور بذریعہ انتخاب اُس کا جانشین مقرر کیا گیا۔

۹ و ۱۰- اس کی بد افعالیوں کی لعنت اُس کی بیوی بچوں پر بھی عائد ہوتی ہے۔

۱۱- بعض اسرائیلی ایسی مفلسی اور تنگی میں مبتلا ہوئے (۲-سلاطین ۴: و نحمیاہ ۵:۱-۷)

۱۳- مقابلہ کرو ۲۷:۲۸ و ۳۸ و ایوب ۱۸:۱۳-۲۱

۱۴ و ۱۵- اس کے آبا و اجداد کے گناہ کی سزا بھی اس پر پڑے۔

۱۶- اس نے نبیوں کی تعلیم کی پروا نہ کی (ہوسیع ۶:۶ و میکاہ ۶:۸) اور نہ داناؤں کی بات سنی (امثال ۱۱:۱۷)

۱۸- پانی اور تیل جو بدن کے سارے حصے میں سرایت کر جاتے ہیں اور وہ عموماً تازگی اور طاقت بخشتے ہیں۔ (ایوب ۱۵:۱۶ و ۳۴:۷ و امثال ۴:۸) غیرت کے پانی کی طرف اشارہ ہے (گنتی ۵:۱۲) لعنت کرنے کی اسے عادت پڑ گئی۔ گویا لباس کی طرح وہ اس کی ہستی کا جزو بن گئی

۲۱- جیسا تُو نے اپنے تئیں منکشف کیا ویسا ہی ثابت کر دکھا (۱۱۹:۱۲۶ و یرمیاہ ۱۴:۷)

۲۲- (دیکھو ۴:۷ او ۵۵:۴)

۲۳- جیسے سایہ شام کو بڑھتا گھٹتا ہے (۱۰۲:۱۱) اور غائب ہو جاتا ہے۔
جیسے ٹڈی کو ہوا اُڑا لے جاتی ہے۔ (خروج ۱۰:۱۹ و یوایل ۲:۲۰)

۲۴- مصیبت کے مارے اس کی بھوک جاتی رہی (۱۰۲:۴) ماتم کرنے والے کی طرح تیل لگانے سے انکار کیا۔ (۲-سموئیل ۱۴:۲)

۲۵- "وہ ملامت کا نشانہ" جس سے لوگ نفرت کریں اور سمجھیں کہ خدا کا غضب اس پر ہے۔

۲۷- "وہ تیرا ہاتھ ہے" جس نے دخل دیگر مجھے مخلصی دی۔

۲۸- وہ اور تو کا مقابلہ ہے۔

۳۰- جیسے پہلے جماعت میں داخل ہو کر شکریہ ادا کیا کرتا تھا ویسے اب بھی کرونگا۔

۳۱- "خداوند" محتاج کے دہنے ہاتھ کھڑا ہوتا ہے جیسے وکیل اور مددگار۔ اور الزام لگانے والا شریر کے دہنے ہاتھ کھڑا ہوتا ہے۔

۱۱۰ زبور

ایک مختصر لیکن اہم مزمور۔ مزمور نویس جس سے مخاطب ہے اسے وہ اپنا خداوند کہتا ہے۔ یہ مزمور نبوتی ہے متکلم ہے۔ اسے حال ہی میں اپنے خداوند کے بارے میں مکاشفہ ملا ہے۔ یہوواہ نے اُسے چُنا ہے کہ اُس کے تخت پر بیٹھے وہ سارے دشمنوں کو اپنی طاقت سے مغلوب کریگا۔ صیحون اس کا دارالخلافہ ہے اور صیحون سے اس کی قوت با فوج دشمنوں کو مغلوب کرنے کے لیے جاتی ہے۔

یہ بادشاہ کاہن بھی ہے لیکن ہارون کی نسل سے موروثی کاہن نہیں۔ لیکن خدا نے اسے ابدا کاہن بھی مقرر کیا۔ اس کی کہانت ملک صدق کی کہانت کے مشابہ ہے۔

مزمور نویس کس کی طرف اشارہ کرتا ہے؟ کسی تاریخی بادشاہ کی طرف یا موعود آنے والے مسیح کی طرف؟ اگر نئے عہد نامے کا لحاظ نہ کیا جائے تو یہاں مزامیر ۲ و ۷۲ و ۴۵ کی طرح کسی تاریخی بادشاہ کی طرف اشارہ ہوگا۔ لیکن مسیحی شخص کے لئے نئے عہد نامے کے حوالے زیادہ مستند ہیں۔ ہمارے خداوند نے خود فریسیوں اور صدوقیوں کے سامنے یہ سوال کیا۔ فقیہ لوگ کیوں کہتے ہیں کہ مسیح داؤد کا بیٹا ہوگا جب کہ داؤد روح القدس کے ذریعہ اسے اپنا خداوند کہتا ہے؟ (مرقس ۱۲:۳۵ و لوقا ۲۰:۴۱ و متی ۲۲:۴۱) اس سوال سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ یہ مزمور حضرت داؤد کی تصنیف ہے۔ اور (۲) الہام سے لکھا گیا اور (۳) کہ اس میں مسیح کی طرف صریح اشارہ ہے۔ اور فریسیوں نے خداوند کے اس سوال کا کچھ جواب نہ دیا۔ نہ یہ کہا کہ یہ داؤد کی تصنیف نہیں نہ یہ کہ یہ الہامی نہیں نہ یہ کہ اس میں مسیح کی طرف اشارہ نہیں۔

اس کی تصنیف کے زمانہ کے بارے میں علما میں اکثر اختلاف رائے رہا ہے۔ بعض علما کی رائے ہے کہ اس میں کسی مکابی بادشاہ کی طرف اشارہ ہے خاص کر یوناتن یا شمعون مکابی کی طرف یہوداہ مکابی کی وفات کے بعد یوناتن حاکم ہونے کے لئے چنا گیا (۱-مکابی ۹:۳۰ و ۳۱) پھر ۱۵۲ ق م میں سکندر بالاس نے اس کو سردار کاہن مقرر کیا اور سنہری تاج اس کو

دیا گیا (۱-مکابی ۱۰: ۲۰) اس کے بعد شمعون بادشاہ مقرر ہوا۔ اس نے سریانیوں کو نکلوا کے
یہودیوں کو خود مختار قوم بنا دیا (۱۴۳ قبل مسیح) اور لوگوں نے اس کو اپنا حاکم اور کاہن بنایا اور
دیمتریوس (نکاتور دوئم) نے اس کو مستقل سردار کاہن بنایا (۱-مکابی ۱۴: ۳۵ و ۴۱ و
۴۷)

البتہ اس رائے پر دو اعتراض عائد ہوتے ہیں۔ ایک تو یہ کہ یہ مکابی سردار پہلے کاہن تھے
پھر بادشاہ لیکن اس مزمور میں ایسے شخص کا ذکر ہے جو پہلے بادشاہ ہے پھر کاہن مقرر ہوا
دوم یہ کہ جب شمعون چنا گیا تو یہ لکھا ہے کہ "جب تک ایک وفادار نبی برپا نہ ہو" جس سے
ظاہر ہے کہ ان دنوں میں نبوت کی آواز خاموش تھی۔ (۱-مکابی ۴: ۴۶ و ۹: ۲۷)

بعض مفسروں کی یہ رائے ہے کہ شروع میں کہانت اور بادشاہی دونو کا اتحاد
ہوا۔ (زکریاہ ۶: ۹-۱۵)

ایک اور رائے یہ ہے کہ یہ مزمور اس زمانہ کا ہے جب یہودی قوم کا ایک بادشاہ
تھا۔ گو وہ بادشاہ کاہن نہ تھا پھر بھی وہ کاہن قوم کا بادشاہ تھا۔ (خروج ۱۹: ۶) اگر یہ
ایسے زمانہ کی تصنیف ہو تو کوئی امر مانع نہیں کہ یہ بادشاہ داؤد تھا۔ خاص کر جس وقت داؤد
عہد کے صندوق کو صیحون میں لے گیا اور صیحون میں عہد کے صندوق کی موجودگی اس امر
پر دلالت کرتی تھی کہ خدا نے اپنا تخت قائم کیا ہے۔ یروشلیم کا نیا بادشاہ وہ دونو عہدے رکھیگا
جو سالم کے قدیم کاہن بادشاہ کے تھے اور وہ مسیح بادشاہ کا نمونہ ٹھہرا۔ (یرمیاہ ۳۰: ۲۱ و زکریاہ
۶: ۱۱-۱۳)

جتنی دفعہ اس مزمور کا حوالہ نئے عہد نامے میں آیا ہے اتنا کسی دوسرے مزمور کا نہیں۔
ہمارے خداوند نے اس کا حوالہ دیا جیسا کہ پہلے مذکور ہوا۔ پھر متی ۲۶: ۶۴ و مرقس ۱۴: ۶۲
و لوقا ۲۲: ۶۹ میں اس کی طرف اشارہ ہے۔ اس کی آیت اول کا حوالہ پطرس نے دیا (اعمال
۲: ۳۴ و ۳۵) عبرانیوں ۱: ۱۳ میں اس کا ذکر آیا ہے۔ نیز مقابلہ کرو متی ۱۶: ۱۹ و اعمال ۵: ۳۱
و ۷: ۵۵ و ۵۶ و رومیوں ۸: ۳۴ و ۱-کرنتھیوں ۱۵: ۲۴ و افسیوں ۱: ۲۰ و کلسیوں ۳: ۱ و
عبرانی ۱: ۳ و ۸: ۱ و ۱۰: ۱۲ و ۱۲: ۲ و ۱-پطرس ۳: ۲۲ و مکاشفہ ۳: ۲۱) اس کی آیت ۴ پر
وہ دلیل مبنی ہے جو عبرانیوں ۵: ۵ و ۶ و ۲۰ و ۷: ۱۷ میں پائی جاتی ہے۔

تقسیم (۱) بادشاہ کے حکم سے بہت لوگ اس کے جھنڈے تلے جمع ہو جاتے ہیں (۱-۳)

(۲) یہ بادشاہ کاہن ہے ملک صدق کی طرح (۴ آیت)
(۳) میدان جنگ۔ (۵-۷)

زبور ۱۱۰۔ داؤد کا مزمور۔

(۱) یہوواہ نے میرے خداوند سے کہا تو میرے دہنے ہاتھ بیٹھ جب تک
کہ میں تیرے دشمنوں کو تیرے پاؤں کی چوکی نہ کر دوں۔ (۲) خداوند تیرے زور
کا عصا صیون سے بھیجیگا۔ تو اپنے دشمنوں میں حکمرانی کر۔ (۳) لشکر کشی کے دن
تیرے لوگ خوشی سے اپنے آپ کو پیش کرتے ہیں۔ تیرے جوان پاک آرائش میں
ہیں اور صبح کے بطن سے شبنم کی مانند۔ (۴) خداوند نے قسم کھائی ہے اور
پھریگا نہیں کہ تو ملک صدق کے طور پر ابد تک کاہن ہے۔ (۵) خداوند تیرے دہنے
ہاتھ پر اپنے قہر کے دن بادشاہوں کو چھید ڈالیگا۔ (۶) وہ قوموں میں عدالت کریگا
وہ لاشوں کے ڈھیر لگا دیگا۔ اور بہت سے ملکوں میں سروں کو کچلیگا۔ (۷) وہ راہ
میں ندی کا پانی پئیگا۔ اس لئے وہ سر کو بلند کریگا۔

۱- خداوند کا الہامی کلام میرے خداوند کے بارے میں۔ الہامی کلام کے لئے جو عبرانی لفظ
نیوم آیا ہے اس سے عموماً الہی کلام مراد ہے (پیدایش ۲۲: ۱۶) اور اکثر صحف انبیا میں
آیا ہے۔ زبور ۳۶: ۱ میں بھی یہ لفظ آیا ہے۔
مزمور نویس نبیانہ حیثیت سے یہ کہتا ہے کہ اس نے یہ پیغام خدا کی جانب سے حاصل
کیا اور مزمور نویس کے وسیلے یہ پیغام بادشاہ کے لئے دیا گیا خاص کر ۲ و ۳ آیات کا
پیغام۔

"میرے خداوند" یہ لقب پرانے عہد نامے میں عزت و تعظیم کا لفظ ہے جب کسی
عہدہ دار سے خاص کر بادشاہ سے مخاطب ہوتے ہیں تو اسے خداوند کہتے ہیں جیسے
ہماری اردو زبان میں خداوند نعمت عام طور پر عہدہ داروں کے لئے لکھا اور بولا جاتا
ہے۔ یہی حال انگریزی زبان کا ہے جس لفظ کو بگاڑ کر ہم لاٹ صاحب کہتے ہیں وہ بھی
لفظ ہے (پیدایش ۲۳: ۶ و ۱-سموئیل ۲۲: ۱۲ وغیرہ)

"دہنے ہاتھ ...." بادشاہوں کے دہنے ہاتھ کی جگہ عزت کی جگہ تھی (۱-سلاطین
۲: ۱۹ و متی ۲۰: ۲۱ و زبور ۴۵: ۹) لیکن یہ بادشاہ خداوند کے تخت میں حصہ دار

ہے اور خداوند کا نائب ہے۔ بادشاہ خدا کا بیٹا سمجھا جاتا تھا (مزمور ۲: ۷ و استثنا ۲۹: ۲۰)

"جب تک ....." یعنی جب تک کہ وہ بالکل مطیع نہ ہو جائیں (یشوع ۱۰: ۲۴ و ۱۔سلاطین ۵: ۳ و ۱۔کرنتھیوں ۱۵: ۲۵)

۲۔ "زور کا عصا" عصا حکومت کا نشان تھا اور وہ سزا دینے کا اوزار بھی تھا (پیدایش ۱۰: ۲۴ و ۲۶ و زبور ۲: ۹)

"صیحون سے" کیونکہ وہ سلطنت کا دارالخلافہ تھا۔

۳۔ "خوشی سے" یعنی اپنی خوشی سے وہ فوج میں بھرتی ہوتے ہیں جیسے دبورہ کے دنوں میں ہوا تھا (قاضی ۵: ۲ و ۹)

"صبح کے بطن" صبح گویا اس کی ماں ہے۔ ستروں کا ترجمہ کچھ متفرق ہے "تیری قوت کے دن تیرے مقدسوں کی شوکت میں تیرے ساتھ ابتدا ہے۔ صبح کے ستارے سے پیشتر شکم سے میں نے تجھے پیدا کیا" اس پچھلے جملہ کا مطلب یہ سمجھا گیا کہ مسیح ازل سے پیدا ہوا یا صبح تڑکے اس کی پیدایش ہوئی۔

۴۔ خدا کے غیر متبدل حکم سے یہ بادشاہ کاہن بھی ہے۔ اس غیر متبدل حکم کی سند یہ ہے کہ اس نے قسم کھا کر یہ کہا (گنتی ۲۳: ۱۹ و ۱۔سموئیل ۱۵: ۲۹)

ملک صدق کا ذکر پیدایش ۱۵: ۱۸ میں۔ اب یہ نیا بادشاہ بھی ویسا ہی ممتاز ہوگا۔ اس دلیل کے لئے دیکھو عبرانیوں ۵: ۶ و ۶: ۲۰ و ۷: ۱۷ و ۲۱

۵۔ "خداوند"۔ ادونائی یا یہواہ۔ یہ بادشاہ جنگ کے لئے جاتا ہے اور خدا اس کا مددگار ہے۔

۶۔ وہ یعنی خداوند۔ قوموں سے مخالف قومیں مراد ہے۔

۷۔ یہاں وہ سے خداوند مراد نہیں بلکہ بادشاہ اگرچہ یہواہ سے بھی ایسی صفات منسوب ہوئی ہیں (۷۸: ۶۵ و یسعیاہ ۶۳: ۱)

دشمن کا تعاقب کرتے کرتے بادشاہ تھک جاتا ہے لیکن تعاقب نہیں چھوڑتا۔

زبور ۱۱۱

۱۱۱ و ۱۱۲ مزمور عبارت و مضمون اور زبان کے لحاظ سے ایک دوسرے سے ملتے جلتے ہیں۔ ان دونوں کے ۲۲ مصرعے ہیں اور ہر مصرع کا شروع بالترتیب حروف تہجی سے ہوتا ہے۔ ۱۱۱ مزمور میں یہواہ کی قدرت۔ احسان اور راست بازی کا ذکر ہے اور ۱۱۲ میں ان لوگوں کی بختاوری اور راست بازی کا جو اس سے ڈرتے ہیں۔ ۱۱۱ مزمور میں جو الفاظ اور جملے یا یہواہ سے منسوب تھے وہ ۱۱۲ میں کچھ تبدیلی کے ساتھ دیندار آدمی پر چسپاں کئے گئے کیونکہ دیندار آدمی کی سیرت خدا کی سیرت کا عکس ہے۔ ان دونوں مزامیر میں دیگر مزامیر سے اور امثال کی کتاب سے خیالات لئے گئے ہیں۔ ستروں کے ترجمے اور ولگاٹ میں زبور ۱۱۲ کا یہ سرنامہ بھی ہے "حجی اور زکریاہ کی واپسی کے لئے" اور کہتے ہیں کہ پہلے یہی سرنامہ ۱۱۱ کے شروع میں تھا گو اب سریانی ہیکساپلہ پایا جاتا ہے۔

زبور ۱۱۱ ۔(۱) خدا کی حمد کرو میں راست بازوں کی مجلس میں اور جماعت میں اپنے سارے دل سے خداوند کا شکر کرونگا۔ (۲) خداوند کے کام عظیم ہیں جو ان میں مسرور ہیں اُن کی تفتیش میں رہتے ہیں (۳) اُس کے کام جلالی اور پُرحشمت ہیں اور اس کی صداقت ابد تک قائم ہے۔ (۴) اُس نے اپنے عجائب کی یادگار قائم کی ہے۔ خداوند رحیم و کریم ہے۔ (۵) وہ اُن کو جو اُس سے ڈرتے ہیں خوراک دیتا ہے وہ اپنے عہد کو ہمیشہ یاد رکھیگا۔ (۶) اُس نے قوموں کی میراث اپنے لوگوں کو دے کر اپنے کاموں کا زور اُن کو دکھایا۔ (۷) اُس کے ہاتھوں کے کام برحق اور پُرعدل ہیں۔ اُس کے تمام قوانین راست ہیں۔ (۸) وہ ابدالآباد قائم رہینگے۔ وہ سچائی اور راستی سے بنائے گئے ہیں (۹) اس نے اپنے لوگوں کے لئے فدیہ دیا اُس نے اپنا عہد ہمیشہ کے لئے ٹھہرایا ہے۔ اُس کا نام قدوس اور مہیب ہے۔ (۱۰) خداوند کا خوف دانائی کا شروع ہے۔ اُس کے مطابق عمل کرنے والے دانشمند ہیں۔ اُس کی ستایش ابد تک قائم ہے۔

۱۔ "خداوند کی حمد کرو" عبادت کے لئے دعوت (۱۰۴: ۳۵ کی شرح دیکھو)

مجلس اور جماعت سے ایک ہی شے مراد ہے یعنی جو جماعت عبادت کے لئے جمع ہوئی

۲- "تعریف کی بنیاد" وہ کام ہیں جو یہوواہ نے اپنی اُمّت کی خاطر کئے (۴:۱۰ و ۳:۱۰ و ۱۳)

۳- اس کے سارے کام اس کی شاہی عظمت کی صفات کا مکاشفہ ہیں (۴:۱۰ ۱:۱۰) اور وہ اس کی ازلی راست بازی سے صادر ہوتے ہیں۔

۴- مثلاً بنی اسرائیل کی مصر سے رہائی۔ جس کی خبر پشت در پشت دی جاتی تھی (۸۷:۳ و خروج ۱۲:۲۶) اور خاص کر عید فسح اس مخلصی کی یادگار تھی (خروج ۱۲:۱۴)

"رحیم و کریم" (۱۰۳:۸) یہوواہ کی خاص صفات (خروج ۳۴:۶) جن کی تشریح خروج کے وسیلے ہوئی اور جو برتاؤ اس نے بنی اسرائیل سے کیا (نحمیاہ ۹:۱۷ و ۳۱)

۵- "خوراک"۔ جیسے بیابان میں اُس نے بنی اسرائیل کے لئے کھانے کا انتظام کیا اُسی طرح وہ ہمیشہ اپنی اُمّت کی حاجتیں رفع کرتا ہے (زبور ۳۴:۹ و ۱۰)

خوراک کے لئے جو لفظ عبرانی میں ہے اس کے ٹھیک معنی "شیر کا شکار" ہیں لیکن مابعد عبرانی میں یہ خوراک کے معنی میں مستعمل ہُوا ہے (امثال ۳۱:۱۵ و ملاکی ۳:۱۰)

"عہد کو ہمیشہ ......" مصر سے مخلصی اس امر کا ثبوت تھا کہ خدا نے جو عہد بزرگوں سے کیا تھا اُسے وہ یاد رکھتا ہے۔ (خروج ۲:۲۴ و ۶:۵) اور یہ اس امر کا ثبوت تھا کہ وہ اسے کبھی فراموش نہ کریگا (۱۰۵:۸ و ۱۰)

۶- "قوموں کی میراث"۔ کنعانیوں کو خارج کرکے ان کے ملک کو بنی اسرائیل کی میراث کر دیا۔ (استثنا ۴:۳۸)

۷- "برحق اور بُرعدل"۔ خداوند کے کام اس کی صفات حق اور عدل کا اظہار تھے۔ (استثنا ۳۲:۴) بنی اسرائیل کو کنعان کا ملک بخشا وہ اس وعدے کے مطابق تھا جو اُس نے اُن کے آباؤ اجداد سے کیا تھا۔ (استثنا ۹:۴ و ۵)

"تمام قوانین"۔ یعنی جو حکم خدا نے دئے تھے۔ خروج کے بعد کوہ سینا کی یادگار (زبور ۱۹:۷-۹)

۹ و ۱۰- میں خدا کی محبت اور انسان کے فرض کا ذکر ہے۔

۹- "فدیہ دیا"۔ مصر کی رہائی کی طرف اشارہ ہے (استثنا ۷:۸) اور کوہ سینا پر عہد کی تصدیق پھر بابل کی اسیری سے رہائی۔ یہ سب اس امر کا ثبوت ہیں کہ خدا اپنے عہد میں وفادار ہے

قدوس اور مہیب"۔ (۹۹:۳ و ۴ و استثنا ۲۸:۵۸ و زبور ۹۹:۳)

۱۰- (امثال ۹:۱۰ و ۱:۷ و ایوب ۲۸:۲۸ و واعظ ۱۲:۱۳)

"اس کی ستایش"۔ جن کاموں کے باعث خدا کی ستایش کی جاتی ہے وہ دائمی ہیں اس لئے اس کی ستایش دائمی ہے۔

زبور ۱۱۲- خداوند کی حمد کرو۔ مبارک ہے وہ آدمی جو خداوند سے ڈرتا ہے اور اس کے حکموں میں خوب مسرور رہتا ہے۔ (۲) اُس کی نسل زمین پر زورآور ہوگی۔ راستبازوں کی اولاد مبارک ہوگی۔ (۳) مال و دولت اُس کے گھر میں ہے اور اُس کی صداقت ابد تک قائم ہے۔ (۴) راستبازوں کے لئے تاریکی میں نور چمکتا ہے۔ وہ رحیم و کریم اور صادق ہے۔ (۵) رحم دل اور قرض دینے والا آدمی سعادت مند ہے۔ وہ اپنا کاروبار راستی سے کریگا۔ (۶) اُسے کبھی جنبش نہ ہوگی۔ صادق کی یادگار ہمیشہ رہیگی۔ (۷) وہ بُری خبر سے نہ ڈریگا۔ خداوند پر توکل کرنے سے اُس کا دل قائم ہے۔ (۸) اُس کا دل برقرار ہے۔ وہ ڈرنے کا نہیں یہاں تک کہ وہ اپنے مخالفوں کو دیکھ لیگا۔ (۹) اُس نے بانٹا اور محتاجوں کو دیا۔ اُس کی صداقت ہمیشہ قائم رہیگی۔ اُس کا سینگ عزت کے ساتھ بلند کیا جائیگا۔ (۱۰) شریر یہ دیکھیگا اور کُڑھیگا۔ وہ دانت پیسیگا اور گھلیگا۔ شریروں کی مراد نابود ہوگی۔

۱- ۱۱۱ مزمور کی آخری آیت کی توضیح۔ ساری خوشحالی اور بختاوری کا راز خداوند کا خوف ہے۔

"مسرور رہتا ہے"۔ (۱:۲ و ۴۰:۸ و ۱۱۹:۳۵ و ۹۷)

۲- "اس کی نسل" قوی یا جبار ہوگی۔ جنگ میں بہادر۔

۳- "مال و دولت" (امثال ۳:۱۶ و ۸:۱۸) جو الفاظ ۱۱۱:۳ میں خدا کے لئے آئے تھے وہ یہاں دیندار شخص کے لئے آئے ہیں۔

۴- یہاں بھی الٰہی صفات راستباز سے منسوب ہیں۔

۵- وہ کسی کو نقصان نہیں پہنچاتا ہے (۱۱۱:۷)

۶- اس کی بختاوری مستقل ہوگی (۱۵:۵ و ۵۵:۲۲ و امثال ۱۰:۳۰)

۷- چونکہ اس کا ضمیر صاف ہے اس لئے وہ بدکاروں کی سزا سے گھبراتا نہیں۔ بمقابلہ شریر آدمی کے (ایوب ۱۵:۲۰ و امثال ۱:۲۴)

۸۔ "برقرار ہے" (۱۱۱: ۸ و یسعیاہ ۲۶: ۳)

۹۔ فیاضی اور سخاوت کو دیتا۔ (امثال ۱۱: ۲۴)

اس کا سر یا سینگ (۱۔سموئیل ۲: ۱)

۱۰۔ "شریر کڑھیگا" (امثال ۱۰: ۲۴)

۱۱۳ زبور

۱۱۳۔۱۱۸ تک ہیں مزامیر کا جو مجموعہ ہے اس کو ہلیل یا تعریف کے گیت کہتے ہیں جو تین عیدوں کے موقعوں پر گائے جاتے تھے یعنی عید فسح۔ عید پنتی کوست اور عید خیام۔ علاوہ ان تین عیدوں کے عید تجدید اور نئے چاندوں کے وقت بھی (سوائے نئے سال کے چاند کی) جب عید فسح گھر میں منائی جاتی تو کھانے سے پہلے ۱۱۳ و ۱۱۴ مزمور گائے جاتے اور ۱۱۵ سے ۱۱۸ مزامیر کھانے کے بعد جب چوتھا پیالہ بھرا جاتا۔ غالباً یہی مزمور ہمارے خداوند اور اس کے شاگردوں نے بالاخانے سے روانہ ہوتے وقت گایا (متی ۲۶: ۳۰ و مرقس ۱۴: ۲۶) اس مجموعہ کو مصری ہلیل بھی کہتے ہیں (۱۱۴: ۱)

ہلیل عظیم کا نام بھی دیا گیا لیکن قدیم یہودی علما کا اس پر اتفاق نہ تھا۔ بعضوں کی رائے تھی کہ زبور ۱۳۶ کا یہ نام تھا اور دوسروں کی رائے میں زبور ۱۲۰۔۱۳۶ تک کے مجموعہ کا نام۔ تیسری رائے کے مطابق یہ نام مزامیر ۱۳۵ و ۱۳۶ کو دیا گیا۔

ہلیل میں سے تین مزامیر (۱۱۳ و ۱۱۴ و ۱۱۸) ایسٹر کے دن کی شام کے خاص مزامیر کے لئے مقرر ہیں جن سے ایسٹر اور عید فسح کے درمیان رشتہ ظاہر کیا گیا۔

غالباً یہ مزمور جلاوطنی کے بعد لکھا گیا اور اسرائیل کی شکرگزاری کا اظہار ہے۔ یہ حنّہ کے گیت اور مریم کے گیت سے مشابہ ہے۔

تقسیم:- (۱) خداوند کی تعریف کے لئے دعوت (۱۔۳)

(۲) اس کی سرفرازی اور فروتنی۔ (۴۔۶)

(۳) اس کی فروتنی کی مثالیں۔ (۷۔۹)

زبور ۱۱۳ (۱) خداوند کی حمد کرو! اے خداوند کے بندو! حمد کرو۔ خداوند کے نام کی حمد کرو (۲) اب سے ابد تک خداوند کا نام مبارک ہو! (۳) آفتاب کے طلوع سے غروب

تک خداوند کے نام کی حمد ہو۔ (۴) خداوند سب قوموں پر بلند و بالا ہے۔ اس کا جلال آسمان سے برتر ہے۔ (۵) خداوند ہمارے خدا کی مانند کون ہے؟ جو عالم بالا پر تخت نشین ہے (۶) جو فروتنی سے آسمان و زمین پر نظر کرتا ہے؟ (۷) وہ مسکین کو خاک سے اور محتاج کو مزبلہ پر سے اٹھا لیتا ہے (۸) تاکہ اسے امرا کے ساتھ یعنی اپنی قوم کے امرا کے ساتھ بٹھائے۔ (۹) وہ بانجھ کا گھر بساتا ہے اور اسے بچوں والی بنا کر دلشاد کرتا ہے۔ خداوند کی حمد کرو۔

۱۔ مقابلہ کرو ۱۳۵: ۱ سے۔

"خداوند کے بندو" یعنی حقیقی اسرائیلی (۱۳۶: ۲۲ و یسعیاہ ۴۱: ۸ و ۹)

۲۔ "خداوند کے نام کی" تین دفعہ دہرایا گیا تاکید کے طور پر۔ نام سے اس کا مکاشفہ مراد ہے۔

۳۔ یعنی سارے جہان میں مشرق سے مغرب تک (۵۰: ۱)

۴۔ پہلا حصہ (۹۹: ۲)

دوسرا حصہ (۵۷: ۵ و ۱۱ و ۸: ۱)

۵۔ پہلا حصہ (خروج ۱۵: ۱۱ و استثنا ۳: ۲۴)

دوسرا حصہ ۶-۷ آیت۔ } یہ یہوواہ کی فروتنی ہے مقابلہ کرو ۱۳۸: ۶ و ۵۷: ۱۵

۷ و ۸۔ پہلے تین مصرعے حنّہ کے گیت سے ہیں (۱۔سموئیل ۲: ۸)

"خاک میں بیٹھنا" (یسعیاہ ۴۷: ۱) یا کوڑے پر بیٹھنا (نوحہ ۴: ۵) نہایت بے عزتی کا نشان تھا۔

امیروں یا سرداروں کے ساتھ بیٹھنا عزت کا نشان (ایوب ۳۶: ۷)

۹۔ حنّہ کے تجربے کی طرف اشارہ ہے۔ صیہون کی طرف بھی اشارہ ہے (یسعیاہ ۵۴: ۱ و ۶۶: ۸) چنانچہ تارگم میں یہ لکھا ہے کہ "تو اسرائیل کی جماعت کو جو بانجھ عورت کی طرح اپنے گھرانے کے آدمیوں کے لئے ماتم کرتی ہے ایک پورا گروہ بنا دیتا ہے جیسے والدہ اپنے بیٹوں پر خوشی مناتی ہے"

۱۱۴ زبور

یہ چھوٹا سا نہایت فصیح مزمور ہے۔ اس میں چار بند اور ہر بند میں دو مصرعے ہیں اور ہر بند میں ایک خاص خیال پایا جاتا ہے۔

تقسیم:۔ (۱) مصر سے خروج بنی اسرائیل کی قوم کی گویا پیدائش کا دن تھا (۱ و ۲)

(۲) معجزے ان کی ترقی کے نشان تھے۔ (۳ و ۴)

(۳) ماضی مزمور نویس کے نزدیک حال بن جاتا ہے (۵ و ۶)

(۴) خداوند کے سامنے زمین کانپتی ہے (۷ و ۸)

یہ مزمور بحالی کے زمانہ سے علاقہ رکھتا ہے۔ بابل کی اسیری سے بنی اسرائیل کی مخلصی ایک دوسرا خروج اور قوم کی نئی پیدائش تھی۔ ۱۱۳ مزمور سے مشابہ ہے اور غالباً یہ دونوں مزمور ایک ہی مصنف کی تصنیف ہیں۔

سترہ کے ترجمہ میں ۱۱۳ کے آخر کا ہلیلویاہ اس مزمور کے شروع میں لکھا گیا اور غالباً یہ درست ہوگا۔

زبور ۱۱۴۔۔ (۱) جب اسرائیل مصر سے نکل آیا۔ یعنی یعقوب کا گھرانا اجنبی زبان والی قوم میں سے۔ (۲) تو یہوداہ اُس کا مقدس اور اسرائیل اُس کی مملکت ٹھہرا۔ (۳) یہ دیکھتے ہی سمندر بھاگا۔ یردن پیچھے ہٹ گیا۔ (۴) پہاڑ مینڈھوں کی طرح اُچھلے۔ پہاڑیاں بھیڑ کے بچوں کی طرح کُودیں۔ (۵) اے سمندر تجھے کیا ہُوا کہ تو بھاگتا ہے؟ اے یردن تجھے کیا ہُوا کہ تو پیچھے ہٹتا ہے؟ (۶) اے پہاڑو! تم کو کیا ہُوا کہ تم مینڈھوں کی طرح اُچھلتے ہو؟ اے پہاڑیو! تم کو کیا ہُوا کہ تم بھیڑ کے بچوں کی طرح کُودتی ہو؟ (۷) اے زمین تو رب کے حضور۔ یعقوب کے خدا کے حضور تھرتھرا۔ (۸) جو چٹان کو جھیل اور چقماق کو پانی کا چشمہ بنا دیتا ہے۔

۱۔ جب خدا نے بنی اسرائیل کو مصر سے نکالا تو اُس نے اُن کو دوسری قوموں سے جدا کیا تاکہ وہ اُس کی مقدس قوم ہوں۔

اجنبی زبان: بنی اسرائیل مصری زبان نہ سمجھتے تھے (پیدایش ۴۲: ۲۳)۔ قدیم زمانہ میں اجنبی دشمن سمجھا جاتا تھا جیسے ہندو لوگ غیر ملکی لوگوں یا غیر قوم لوگوں کو اسر دیبھ

راکشش وغیرہ کہتے ہیں۔ مقابلہ کرو استثنا ۲۸: ۴۹ و یسعیاہ ۲۸: ۱۱ و ۳۳: ۱۹ سے۔

۲۔ اسرائیل خداوند کا مقدس اور اُس کی حکومت بنا۔ یہاں یہوداہ اور اسرائیل سے ایک ہی قوم مراد ہے۔ (خروج ۱۹: ۶)

۳۔ (۷۷: ۱۶ و حبقوق ۳: ۱۰) خروج کا نظارہ سامنے ہے۔ لال سمندر اور یردن کو مشخص کیا ہے۔

۴۔ بھونچال کا شاعرانہ بیان جو کوہ سینا پر شریعت ملنے کے وقت آیا (خروج ۱۹: ۱۸ و قاضی ۵: ۴ و زبور ۶۸: ۸)

۵ و ۶۔ ماضی کو یہاں حال بنایا ہے۔

۷۔ یعقوب کا خدا جہان کا بادشاہ ہے۔

۸۔ جیسے رفیدیم کی چٹان سے اُس نے پانی نکالا اور قادیش میں پہاڑ سے (خروج ۱۷: ۶ و گنتی ۲۰: ۸ و زبور ۷۸: ۱۵ و ۱۶ و ۲۰)

۱۱۵ زبور

یہ مزمور بھی غالباً ہیکل کی عبادت میں استعمال کے لئے تصنیف ہوا جب کہ یہودی بابل کی اسیری سے واپس آئے۔ شاید جس وقت خوشی کا پہلا جوش گھٹ گیا اور یروشلم کے یہودیوں نے یہ محسوس کیا کہ وہ کیسی چھوٹی سی حقیر جماعت تھی (عزرا ۳: ۳ و ۴: ۱) اور غالباً کچھ دیر کے بعد (نحمیاہ ۴: ۱-۳)

۴ وغیرہ آیات میں بتوں پر تمسخر ہے جس سے شاید یہ پتہ لگتا ہے کہ یہ اسیری سے واپس آنے کی ابتدائی دنوں میں لکھا گیا۔

یہ تو ٹھیک معلوم نہیں کہ وہ کس طرح سے گایا جاتا تھا۔ گمان غالب ہے کہ ۱-۸ آیات تک لیوی گانے والوں کی جماعت گاتی تھی۔ ۱۰ و ۱۱ آیات سردار مغنّی۔ ان کا جواب ۹ و ۱۰ و ۱۱ آیات کے دوسرے مصرعوں میں گانے والی جماعت گاتی اور ۱۲-۱۸ آیات بھی گانے والوں کی جماعت گانے کے اس جوابی طریقے کی طرف اشارہ عزرا ۳: ۱۱ میں پایا جاتا ہے۔

بعض پرانے عبرانی نسخوں اور سترہ کے ترجمہ کے پرانے نسخوں میں یہ ۱۱۴ مزمور سے ملایا گیا ہے۔

تقسیم۔ (۱) غیر قومیں کیوں ہنسی کریں ؟ (۱-۳)

(۲) بُت کیسے ناتوان و ناکارہ ہیں (۴-۸)

(۳) یاہواہ پر بھروسہ رکھو۔ وہی برکت دیگا۔ (۹-۱۳)

(۴) برکت کے لئے دعا۔ (۱۴-۱۸)

زبور ۱۱۵ - (۱) ہم کو نہیں! اے خداوند! ہم کو نہیں بلکہ تُو اپنے ہی نام کو اپنی شفقت اور سچائی کی خاطر جلال بخش۔ (۲) قومیں کیوں کہیں اب ان کا خدا کہاں ہے ؟ (۳) ہمارا خدا تو آسمان پر ہے۔ اُس نے جو کچھ چاہا وہی کیا۔ (۴) اُن کے بُت چاندی اور سونا ہیں یعنی آدمی کی دستکاری۔ (۵) اُن کے منہ ہیں پر وہ بولتے نہیں۔ آنکھیں ہیں پر وہ دیکھتے نہیں (۶) اُن کے کان ہیں پر وہ سنتے نہیں۔ ناک ہیں پر وہ سونگھتے نہیں۔ (۷) اُن کے ہاتھ ہیں پر وہ چھوتے نہیں۔ پاؤں ہیں پر وہ چلتے نہیں اور اُن کے گلے سے آواز نہیں نکلتی (۸) اُنکے بنانے والے اُن ہی کی مانند ہو جائینگے بلکہ وہ سب جو اُن پر بھروسا رکھتے ہیں (۹) اے اسرائیل! خداوند پر توکل کر۔ وہی اُن کی کمک اور اُن کی سپر ہے۔ (۱۰) اے ہارون کے گھرانے! خداوند پر توکل کرو۔ وہی اُن کی کمک اور اُن کی سپر ہے۔ (۱۱) اے خداوند سے ڈرنے والو! خداوند پر توکل کرو۔ وہی اُن کی کمک اور اُن کی سپر ہے۔ (۱۲) خداوند نے ہم کو یاد رکھا۔ وہ برکت دیگا۔ وہ اسرائیل کے گھرانے کو برکت دیگا وہ ہارون کے گھرانے کو برکت دیگا۔ (۱۳) جو خداوند سے ڈرتے ہیں کیا چھوٹے کیا بڑے وہ اُن سب کو برکت دیگا۔ (۱۴) خداوند تم کو بڑھائے۔ تم کو اور تمہاری اولاد کو۔ (۱۵) تم خداوند کی طرف سے مبارک ہو جس نے آسمان اور زمین کو بنایا۔ (۱۶) آسمان تو خداوند کا آسمان ہے لیکن زمین اُس نے بنی آدم کو دی ہے۔ (۱۷) مُردے خداوند کی ستایش نہیں کرتے نہ وہ جو خاموشی کے عالم میں اُتر جاتے ہیں (۱۸) لیکن ہم اب سے ابد تک خداوند کو مبارک کہینگے۔ خداوند کی حمد کرو۔

۱- ہم اپنی خاطر یہ دعا نہیں کرتے۔ ہماری تو کوئی خوبیاں نہیں جن کو ہم پیش کریں۔ لیکن تیرے نام کا جلال چاہتے ہیں اسی قسم کا عذر دانیال ۹: ۸ و ۱۹ میں پایا جاتا ہے۔ نیز دیکھو یسعیاہ ۴۸: ۹ و ۱۱ و حزقی ایل ۲۰: ۹ و ۱۴ و ۳۶: ۲۱-۲۳

"اپنی شفقت اور سچائی کی خاطر" اگر خدا اپنی اُمت کی خاطر مداخلت نہیں کرتا تو جو صفات اسرائیل کو چننے میں ظاہر ہوئی تھیں (استثنا ۷: ۷ و ۸) وہ معدوم ہو گئیں۔

۲- دیکھو ۷۹: ۱۰ و ۴۲: ۳ و ۱۰ و خروج ۳۲: ۱۲ و گنتی ۱۴: ۱۳ و یوایل ۲: ۱۷ و میکاہ ۷: ۱۰۔ لفظ کیوں تاکید کے لئے آیا ہے۔

۳- پھر بھی اسرائیل کا یہ عقیدہ ہے کہ وہ اعلیٰ اور قادرِ مطلق ہے۔ اگر اُس کی اُمت دکھ اُٹھاتی ہے تو اس لئے کہ خدا نے ایسا ہونے دیا نہ اس لئے کہ اُس میں قوت نہیں۔

۴-۸ تک بُتوں کی ناتوانی اور بیکسی۔ دیکھو یسعیاہ ۴۴: ۹-۲۰ و یرمیاہ ۱۰: ۱-۱۶ و استثنا ۴: ۲۸ و یسعیاہ ۲: ۲۰ و زبور ۱۳۵: ۱۵-۱۸۔

۴- قوموں کے بُت۔ (۱۳۵: ۱۵)

۵ و ۶- وہ اپنے پرستاروں کو تعلیم نہیں دے سکتے (حبقوق ۲: ۱۹) نہ ان کی حاجت سے واقف ہیں۔

۸- ایسے بُت تو پرستاروں کو بھی پستی میں ڈال دیتے ہیں۔ چونکہ اُن کے بُت ناکارہ اور بے بس ہیں اس لئے ان کے پرستار تباہ ہونگے۔

۹-۱۳ تک بنی اسرائیل کو نصیحت کہ خدا پر بھروسہ رکھیں۔

۹- "اے اسرائیل" سبعین اور سریانی ترجموں میں ہے "اے اسرائیل کے گھرانے"

"کمک اور سپر" (استثنا ۳۳: ۲۹ و زبور ۳: ۳ و ۲۸: ۷)

"تہرا بیان ہے۔ اے اسرائیل۔ ہارون کا گھرانا۔ یاہواہ کے ڈرنے والے (۱۱۸: ۲-۴ و ۱۳۵: ۱۵) لیوی کا گھرانا۔

۱۱- "خداوند سے ڈرنے والو" بعضوں کی رائے ہے کہ ان سے یہودی نومرید مراد ہیں (۱- سلاطین ۸: ۴۱ و یسعیاہ ۵۶: ۶) نئے عہد نامے میں خدا ترس غیر قوموں کا ذکر آتا ہے۔ (اعمال ۲: ۱۰ و ۲۶ و ۱۶: ۱۴ و ۱۸: ۷ و ۱۷: ۱۷)

۱۲- "یاد رکھا" بابل کی اسیری سے چھڑا لانے کے ذریعہ (یسعیاہ ۹۴: ۱۴ و ۱۵ و زبور ۹۸: ۳ و ۱۳۶: ۲۳)

۱۴-۱۸ - برکت کے لئے دعا ہے۔

۱۴- (استثنا ۱: ۱۱)

۱۵- آسمان وزمین کا خالق (۱۲۱: ۲، ۱۲۴: ۸ و ۱۳۴: ۳ و ۱۴۶: ۶)

۱۶- (یسعیاہ ۴۵: ۱۸)

۱۷- پہلے آسمان کا ذکر پھر زمین کا پھر پاتال کا۔

۱۸ آیت کے آخر کا ہلیلویاہ سترون کے ترجمہ میں ۱۱۶ کے شروع میں آتا ہے۔

۱۱۶ زبور

یہ مزمور موت کے اٹل خطرے سے بچنے کے لئے شخصی شکرگذاری ہے تحقیق معلوم نہیں کہ یہ خطرہ کونسا تھا غالباً کوئی خاص بیماری تھی۔ یہ مزمور ہمیں حزقیاہ کی شکرگذاری کو یاد دلاتا ہے (یسعیاہ ۳۸ باب) اس میں دیگر پرانے مزامیر کی طرف بھی اشارے ہیں (خاص کر دیکھو ۱۸ و ۲۷ و ۲ و ۵۶ مزامیر)۔ زبان بھی زیادہ ارامی ہے خالص عبرانی نہیں۔

اس مزمور کے دو بڑے حصے ہیں اور ہر ایک حصے کے بھی دو دو حصے ہیں۔ سترون اور ولگیٹ کے ترجمے میں اس کو دو حصوں میں تقسیم کیا گیا۔ ان کے شمار کے مطابق ۱-۹ آیات تک تو ۱۱۴ مزمور ہے اور ۱۰-۱۹ تک ۱۱۵ مزمور۔ اس لئے اس کو دو حصوں میں تقسیم کرنا درست نہیں۔ ۱۰ آیت اس امر کی شاہد ہے کہ وہاں سے نیا حصہ شروع ہوتا ہے۔

تقسیم:-

اول- (۱) دعا کا جواب ملنے سے محبت اور تعریف کا خیال محرک ہوتا ہے (۱-۴)

(۲) یاہواہ اپنی صفات کے مطابق ثابت ہوا- (۵-۹)

دوم- (۱) سخت آزمائش کے وقت بھی اس کا ایمان جاتا نہ رہا- (۱۰-۱۴)

(۲) یاہواہ اپنے محبوبوں کی فکر کرتا ہے جیسا کہ حال کے تجربے سے ثابت ہوا- (۱۵-۱۹)

اس مزمور کا ایک حصہ عورتوں کی شکرگذاری کے لئے مقرر ہے جب ان کی زچگی کے دن ختم ہو جاتے ہیں۔

زبور ۱۱۶- (۱) میں خداوند سے محبت رکھتا ہوں کیونکہ اس نے میری فریاد اور منت سنی ہے- (۲) چونکہ اس نے میری طرف کان لگایا- اس لئے میں عمر بھر اس سے دعا کرونگا- (۳) موت کی رسیوں نے مجھے جکڑ لیا اور پاتال کے درد مجھ پر

میں دکھ اور غم میں گرفتار ہوا- (۴) تب میں نے خداوند سے دعا کی کہ اے خداوند میں تیری منت کرتا ہوں میری جان کو رہائی بخش- (۵) خداوند صادق اور کریم ہے- ہمارا خدا رحیم ہے- (۶) خداوند سادہ لوگوں کی حفاظت کرتا ہے- میں پست ہو گیا تھا- اسی نے مجھے بچا لیا- (۷) اے میری جان! پھر مطمئن ہو کیونکہ خداوند نے تجھ پر احسان کیا ہے- (۸) اس لئے کہ تو نے میری جان کو موت سے میری آنکھوں کو آنسو بہانے سے اور میرے پاؤں کو پھسلنے سے بچایا ہے- (۹) میں زندوں کی زمین میں خداوند کے حضور چلتا رہونگا- (۱۰) میں ایمان رکھتا ہوں اس لئے یہ کہونگا میں بڑی مصیبت میں تھا- (۱۱) میں نے جلد بازی سے کہدیا کہ سب آدمی جھوٹے ہیں- (۱۲) خداوند کی سب نعمتیں جو مجھے ملیں ہیں ان کے عوض میں اسے کیا دوں؟ (۱۳) میں نجات کا پیالہ اٹھا کر خداوند سے دعا کرونگا (۱۴) میں خداوند کے حضور اپنی منتیں اس کی ساری قوم کے سامنے پوری کرونگا (۱۵) خداوند کی نگاہ میں اس کے مقدسوں کی موت گراں قدر ہے- (۱۶) آہ! اے خداوند! میں تیرا بندہ ہوں- میں تیرا بندہ تیری لونڈی کا بیٹا ہوں- تو نے میرے بندھن کھولے ہیں- (۱۷) میں تیرے حضور شکرگذاری کی قربانی چڑھاؤنگا اور خداوند سے دعا کرونگا- (۱۸) میں خداوند کے حضور اپنی منتیں اس کی ساری قوم کے سامنے پوری کرونگا- (۱۹) خداوند کے گھر کی بارگاہوں میں تیرے اندر اے یروشلیم! خداوند کی حمد کرو۔

۱- ۱- یوحنا ۴: ۱۹ نیز مقابلہ کرو مزمور ۱۸: ۱ سے۔

۲- "کان لگایا" (۱۷: ۶)

۳- "رسیوں"- (۱۸: ۵) گو دونوں بھی اس کے معنی ہو سکتے ہیں۔ موت اور پاتال کو ایک صیاد سے تشبیہ دی ہے جو اپنے شکار کی گھات میں بیٹھتا ہے۔ (نوحہ ۱: ۳)

۴- "خداوند" یا "یاھواہ کے نام سے"۔ جیسا کہ دوسرا ترجمہ ہے (خروج ۳۴: ۵)

۵- دیکھو ۱۱۱: ۴- اس کی بنیاد خروج ۳۴: ۶ ہے-

۶- "سادہ لوگوں" جو دانائی اور تجربے کی کمی کی وجہ سے خطرہ میں ہوتے ہیں-

۷- "مطمئن ہو" یعنی فکر کو دور کر- خدا پر توکل کرنے سے دل میں اطمینان پیدا ہوتا ہے- آرامگاہ

کے لئے جو لفظ ہے وہ جمع ہے جس سے مراد کامل آرام ہے۔

۸ و ۹۔ قریباً لفظ بہ لفظ ۵۶: ۱۳ سے لیا گیا۔ زندگی کی سرزمین میں خدا کی عبادت کی خوشی کا مقابلہ پاتال کی خاموشی سے کیا گیا۔ (یسعیاہ ۳۸: ۱۸ و ۱۹)

۱۰ و ۱۱۔ اُس کی مصیبت کی شدت۔ (۲ کرنتھیوں ۴: ۱۳) یہاں ترجموں کا اختلاف ہے۔

۱۳۔ "نجات کا پیالہ"۔ یعنی نجات۔ شکرانے کی قربانی کے وقت پیالہ پیا جاتا تھا۔ (آیت ۱۴ و متی ۲۶: ۲۷)

۱۴۔ یہ آیت اکثر نسخوں میں پائی نہیں جاتی کیونکہ ۱۸ آیت میں یہی لفظ دُہرائے گئے ہیں۔

۱۵۔ "گراں قدر" خدا اُس کی طرف سے بے پروا نہیں۔ بعض شہیدوں نے اپنی موت سے پہلے یہی مزمور گایا۔

"مقدسوں" یا محبوبوں۔

۱۶۔ "بندھن کھولے"۔ گویا وہ موت کا قیدی تھا۔

"لونڈی کا بیٹا" (۸۶: ۱۶) یعنی غلام۔ جو غلام گھر میں پیدا ہوتے وہ بہت قابلِ اعتبار سمجھے جاتے تھے۔ (پیدائش ۱۴: ۱۴)

۱۷۔ شکرانے کی قربانی۔ (احبار ۷: ۱۱)

۱۸۔ بر ملا شکر پر زور ہے۔

۱۹۔ "خداوند کی حمد کرو"۔ ستروں کے ترجمے کی طرح یہ بھی غالباً مابعد مزمور کے شروع میں ہونا چاہیئے۔

---

۱۱۷ زبور

سب سے چھوٹا لیکن سب سے نفیس وعالیشان مزمور۔ ساری قوموں کو دعوت ہے کہ یہواہ کی حمد میں شریک ہوں۔ اسرائیل کی بلاہٹ کا یہی مقصد تھا کہ جہان کو نجات ملے۔ یہ حقیقی معنی میں مسیحی مزمور ہے (رومیوں ۱۵: ۱۱)

اس کی تصنیف کا موقع غالباً جلاوطنی سے بحالی تھا۔ (۹۸: ۲ و ۳) اس کے چھوٹے ہونے کی وجہ سے بعض نسخوں میں یہ کبھی ماقبل اور کبھی مابعد مزمور سے ملا دیا گیا۔

زبور ۱۱۷ – (۱) اے قومو! سب خداوند کی حمد کرو۔ اے اُمتو! سب

اُس کی ستائش کرو۔ (۲) کیونکہ ہم پر اُس کی بڑی شفقت ہے اور خداوند کی سچائی ابدی ہے۔ خداوند کی حمد کرو۔

۲۔ بڑی شفقت۔ اسرائیل کی خطا بھی بڑی تھی (۶۵: ۳) لیکن خدا کی رحمت اُس سے بھی بڑی (۱۰۳: ۱۱ و ۱۲ و رومیوں ۵: ۲۰ و ۱۔ تمیتھیس ۱: ۱۴) رحمت اور سچائی دو بڑی صفتیں خدا کی ہیں۔ (۱۱۵: ۱) نیز دیکھو رومیوں ۱۵: ۸۔

---

۱۱۸ زبور

ہلیل مزامیر کا یہ آخری زبور ہے اور شکرگذاری کی خوشی کمال تک پہنچ گئی ہے۔ متکلم اسرائیل یا اسرائیل کا نمائندہ ہے۔ جیسے لال سمندر کے ساحل پر بنی اسرائیل نے شکرگذاری کا گیت گایا اسی طرح اب وہ شکرگذاری ادا کرتے ہیں۔ اُس وقت بھی خدا نے ہی اُن کو مخلصی دی تھی اب بھی خدا ہی نے انہیں جلاوطنی سے نکالا۔

جس وقت زائر ہیکل میں قطار باندھ کر عبادت کے لئے جاتے اس وقت یہ مزمور سوال و جواب کے طور پر گاتے تھے۔ (عزرا ۳: ۱۱)

وقتِ تصنیف۔ نہ تو عیدِ خیام کے وقت یہ زبور تصنیف ہوا جو بحالی کے پہلے سال منائی گئی (عزرا ۳: ۱-۴) نہ ہیکل کی بنیاد ڈالنے کے وقت جو ایک سال بعد پڑی (عزرا ۳: ۸) بلکہ جس وقت ہیکل تیار تھی۔ (آیات ۱۹ و ۲۰) غالباً ہیکل کی تقدیس کے وقت جو ۵۱۶ ق م میں ہوئی۔ یا اس کے بعد عیدِ فسح کے وقت (عزرا ۶: ۱۵) بعضوں کی رائے ہے کہ جس عیدِ خیام منانے کا ذکر نحمیاہ ۸ باب میں ہوا ہے اُس موقع کے لئے یہ تصنیف ہوا۔

تقسیم:-

۱۔ سب کو دعوت ہے کہ خدا کی شکرگذاری میں شامل ہوں (۱-۴)

۲۔ خدا ہی اکیلا چھڑانے والا ہے۔ (۵-۹)

۳۔ یاہواہ نجات دہندہ ثابت ہوا (۱۰-۱۴)

۴۔ قومی زندگی میں دوبارہ روح پھونکی گئی (۱۵-۱۸)

۵۔ اس تجربے کی تعریف کرتے ہوئے وہ ہیکل تک پہنچ گئے (۱۹-۲۴)

۶۔ ہوشعنا پکارتے ہوئے وہ ہیکل کے صحن میں گئے۔ (۲۵-۲۹)

زبور ۱۱۸- (۱) خداوند کا شکر کرو کیونکہ وہ بھلا ہے اور اُس کی شفقت ابدی ہے- (۲) اسرائیل اب کہے اُس کی شفقت ابدی ہے- (۳) ہارون کا گھرانا اب کہے اُس کی شفقت ابدی ہے (۴) خداوند سے ڈرنے والے اب کہیں اُس کی شفقت ابدی ہے- (۵) میں نے مصیبت میں خداوند سے دعا کی- خداوند نے مجھے جواب دیا اور کشادگی بخشی- خداوند میری طرف ہے میں نہیں ڈرنے کا- انسان میرا کیا کر سکتا ہے؟ (۷) خداوند میری طرف میرے مددگاروں میں ہے- اس لئے میں اپنے عداوت رکھنے والوں کو دیکھ لونگا- (۸) خداوند پر توکل کرنا انسان پر بھروسہ رکھنے سے بہتر ہے- (۹) خداوند پر توکل کرنا امرا پر بھروسہ رکھنے سے بہتر ہے- (۱۰) سب قوموں نے گھیر لیا- میں خداوند کے نام سے اُن کو کاٹ ڈالونگا- (۱۱) انہوں نے مجھے گھیر لیا- بیشک گھیر لیا- میں خداوند کے نام سے کاٹ ڈالونگا- (۱۲) انہوں نے شہد کی مکھیوں کی طرح مجھے گھیر لیا- وہ کانٹوں کی آگ کی طرح بجھ گئے- میں خداوند کے نام سے اُن کو کاٹ ڈالونگا- (۱۳) تُو نے مجھے زور سے دھکیل دیا کہ گر پڑوں- لیکن خداوند نے میری مدد کی- (۱۴) خداوند میری قوت اور میرا گیت ہے- وہی میری نجات ہُوا- (۱۵) صادقوں کے خیموں میں شادمانی اور نجات کی راگنی ہے- خداوند کا دہنا ہاتھ دلاوری کرتا ہے- (۱۶) خداوند کا دہنا ہاتھ بلند ہُوا ہے- خداوند کا دہنا ہاتھ دلاوری کرتا ہے- (۱۷) میں مرونگا نہیں بلکہ جیتا رہونگا اور خداوند کے کاموں کا بیان کرونگا (۱۸) خداوند نے مجھے سخت تنبیہ تو کی لیکن موت کے حوالہ نہیں کیا- (۱۹) صداقت کے پھاٹکوں کو میرے لئے کھول دو- میں اُن سے داخل ہو کر خداوند کا شکر کرونگا- (۲۰) خداوند کا پھاٹک یہی ہے- صادق اس سے داخل ہونگے (۲۱) میں تیرا شکر کرونگا کیونکہ تُو نے مجھے جواب دیا اور خود میری نجات بنا ہے (۲۲) جس پتھر کو معماروں نے رد کیا وہی کونے کے سرے کا پتھر ہو گیا- (۲۳) یہ خداوند کی طرف سے ہُوا اور ہماری نظر میں عجیب ہے- (۲۴) یہ وہی دن ہے جسے خداوند نے مقرر کیا- ہم اس میں شادمان ہونگے اور خوشی منائینگے- (۲۵) آہ اے خداوند! بچالے- آہ اے خداوند خوشحالی بخش- (۲۶) مبارک ہے وہ جو خداوند

کے نام سے آتا ہے- ہم نے تم کو خداوند کے گھر سے دُعا دی ہے- (۲۷) یہوواہ ہی خدا ہے اور اُسی نے ہم کو نور بخشا ہے- قربانی کو مذبح کے سینگوں سے رسّیوں سے باندھو- (۲۸) تُو میرا خدا ہے- میں تیرا شکر کرونگا تُو میرا خدا ہے- میں تیری تمجید کرونگا- (۲۹) خداوند کا شکر کرو کیونکہ وہ بھلا ہے اور اُس کی شفقت ابدی ہے-

۱- دیکھو ۱:۱۰۶ کی شرح و عزرا ۱۱:۳-

۲- اسرائیل کی سہ گونہ تقسیم- (۱) اسرائیل (۲) ہارون کا گھرانا اور (۳) یہوواہ سے ڈرنے والے مقابلہ کرو زبور ۱۱۵: ۹ تا ۱۳ سے- سترجموں کے ترجمے میں یہاں اسرائیل کی جگہ اسرائیل کا گھرانا ہے-

۵- اسرائیل دشمنوں سے گھرا تھا- (نحمیاہ ۴:۷) انہوں نے دعا مانگی (نحمیاہ ۴:۹) اور ان کو مخلصی ملی- خدا کا نام یاہ غالباً اس لئے استعمال ہُوا (۱۴ و ۱۷ و ۱۸ و ۱۹ آیات) کہ خروج کے وقت کا نظارہ یاد آجائے-

۶- دیکھو ۵۶: ۹ و ۱۱ و عبرانی ۶:۱۳

۷- دیکھو ۵۴: ۴- یا یہوواہ گویا مددگاروں کا گروہ ہے-

۸ و ۹- دیکھو ۱۴۶: ۳ و ۱۱۶: ۱۱ و ۶۲ زمور- ارتخششتا بادشاہ نے نحمیاہ کو فارسی حاکموں کے نام خطوط دئے اور حفاظت کے لئے سواروں کا دستہ ساتھ بھیجا (نحمیاہ ۲: ۷-۹) لیکن طوبیاہ اور سنبلط کی مخالفت کو وہ کبھی روک نہ سکے- خدا نے مخالفوں کی سازشوں کو توڑا-

۱۰- "سب قوموں" یعنی جو گرد و نواح میں تھیں- (نحمیاہ ۶:۱۶) خاص کر عربیوں عمونیوں اور اشدود کے فلسطیوں کا ذکر نحمیاہ ۴: ۷ میں آیا ہے- نیز مقابلہ کرو عزرا ۴: ۷ تا ۲۲ سے-

"کاٹ ڈالونگا"- کسی نہ کسی طرح سے نحمیاہ کو کامیابی حاصل ہوئی-

۱۲- "شہد کی مکھیوں کی طرح" (استثنا ۱: ۴۴) ان کا بجھ جانا ہونا کانٹوں کے جلنے سے مشابہ ہے-

۱۳- دیکھو ۷:۸۰- اسرائیل اور اس کے مخالفوں کو دو پہلوانوں کی کشتی سے تشبیہ دی ہے-

۱۴- دیکھو موسیٰ کا گیت (خروج ۱۵: ۱۲ و یسعیاہ ۱۲: ۲) جس نے مصر سے خلاصی دی اسی نے بابل سے مخلصی دلائی۔

۱۵- "خیموں" یعنی مسکنوں میں (۹:۱۱: ۱۰) یا ڈالیوں کے نیچے جو عید کے وقت یروشلم کے باہر لگے ہوئے تھے اس لفظ سے عید خیام کا خیال آتا ہے لیکن اس موقع پر جو لفظ استعمال ہوا ہے وہ مختلف ہے۔ وہ "چھپروں" کے لئے آیا ہے راستباز بلحاظ اپنی بلاہٹ کے اسرائیل کہلاتا ہے (حبقوق ۱: ۱۳)

۱۷ و ۱۸- اسرائیل متکلم ہے۔ یہ قومی نئی زندگی یاہواہ کا انعام ہے۔ خدا ان کو نیست ہونے نہ دیگا۔

۱۹- یہ کاہنوں کو دعوت ہے کہ ان زائروں کے داخل ہونے کے لئے دروازے کھولیں (۲۴: ۷) ہیکل کے دروازے راستبازی کے دروازے کہلاتے ہیں کیونکہ ہیکل راستباز خدا کا مسکن ہے (یرمیاہ ۳۱: ۲۳ و زبور ۲۰: ۲) اب یاہواہ کی راستبازی اس کی قوم کی مخلصی میں ظاہر ہوتی ہے۔

۲۰- جو داخل ہوں وہ بھی راستباز ہوں (۱۵: ۱ و ۲۴: ۳ و یسعیاہ ۲۶: ۲)

۲۱- خروج ۱۵: ۲ کی طرف اشارہ ہے۔

۲۲- "جس پتھر" عمارت کی تشبیہ۔ کونے کے سرے کا پتھر جو دو دیواروں کو ملائے وہ عمارت کا ضروری جزو ہوتا ہے۔ اس کام کے لئے ایک بڑے اور مضبوط پتھر کی ضرورت تھی۔ بنیاد کے ساتھ اس کا ذکر آیا ہے (یرمیاہ ۲: ۲۶ و ایوب ۲۸: ۶)

"کونے کے سرے کا" غالباً چوٹی کا پتھر تھا (زکریا ۴: ۷) جو نہ صرف دو دیواروں کو وابستہ کرتا ہے بلکہ عمارت کی تکمیل ہے۔ اسرائیل یہ کونے کے سرے کا پتھر ہے۔

ہمارے خداوند نے اس آیت کو اپنی ذات سے منسوب کیا (متی ۲۱: ۴۲ و مرقس ۱۲: ۱۰ و ۱۱ ولوقا ۲۰: ۱۷) پطرس نے اس کا حوالہ دیا (اعمال ۴: ۱۱ و ۱۔ پطرس ۲: ۷)

نیز مقابلہ کرو افسیوں ۲: ۲۰ سے۔

۲۳- "عجیب ہے" ایک معجزہ ہے (۱۷: ۷ و یرمیاہ ۳۲: ۱۷ و ۲۷)

۲۴- یہ خوشی خداوند ہی نے عطا کی۔

۲۵- دعا کہ خدا یہ کام جو اس نے شروع کیا جاری رکھیگا (یرمیاہ ۳۱: ۷)

۲۶- ہیکل میں سے کاہن اس داخل ہونے والی جماعت کو برکت دیتے ہیں (استثنا ۲۱: ۵ و گنتی ۶: ۲۳-۲۶) "ہوشعنا" (نہیں اب بچا) اس وقت بھی لوگوں نے پکارا جب یسوع ہیکل میں گدھی پر سوار ہو کر گیا۔ (متی ۲۱: ۹) یہ ویسا ہی جملہ ہے جو آج کل "خدا بادشاہ کو سلامت رکھے" استعمال ہوتا ہے۔ (۲۰: ۹) اور یہ مسیح کا لقب تھا کہ وہ آنے والا ہے یا آتا ہے (متی ۱۱: ۳ و لوقا ۱۹: ۳۸ و مرقس ۱۱: ۱۰)

۲۷- "خدا" (یعنی ایل) قدرت کا خدا جو خروج کے وقت تھا (خروج ۱۵: ۲)۔ آگ کے ستون کی طرف اشارہ ہے (خروج ۱۳: ۲۱ و نحمیاہ ۹: ۱۲ و ۱۹) اور کاہنی برکت کی طرف اشارہ ہے (گنتی ۶: ۲۵)

"رسیوں سے باندھو" غالباً نذر گذاری کے موقع پر کوئی ایسا دستور ہو لیکن اس کے معنی مشکوک ہیں۔

"مذبح کے سینگ" مذبح کا خاص مقدس حصہ تھا جس پر خطا کی قربانی کا خون چھڑکا جاتا تھا۔ (احبار ۴: ۷ و ۱۔ سلاطین ۱: ۵۰) لیکن ان سینگوں سے قربانی کے جانور کو نہیں باندھتے تھے۔

۲۸- (خروج ۱۵: ۲)

۲۹- تعریف کے جملہ پر یہ مزمور ختم ہوا۔

۱۱۹ زبور

یہ مزمور "شریعت کا گیت" کہلاتا ہے۔ اس میں خدا کی شریعت کا ذکر مختلف صورتوں میں کیا گیا۔ کبھی وہ شریعت۔ کلام۔ وعدہ۔ احکام۔ قوانین۔ فیصلے اور ہدایات کہلاتی ہے اور کبھی شہادت اور راستے۔ محض موسوی رسمی شریعت مراد نہیں بلکہ اس سے خدا کا وہ مکاشفہ مراد ہے جو انسان کی زندگی کا دستور العمل ہونا چاہیئے جیسا کہ مزامیر ۱ و ۱۹ میں ہے۔

دوسری ہیکل کے وقت یہ زبور تصنیف ہوا۔ پھر بھی رسمیات کا اس میں ذکر نہیں بلکہ باطنی اندرونی اخلاقی زندگی کا۔ غالباً پانچویں صدی قبل از مسیح کے وسط میں تصنیف ہوا۔

مصنف۔ تحقیق معلوم نہیں لیکن اتنا معلوم ہوتا ہے کہ وہ خدا سے گہرا تعلق رکھتا تھا اگرچہ اس پر ہر طرح کی آزمائشیں آئیں لیکن اس نے ان کو محبت بھرے خدا کی طرف سے

تنبیہ سمجھا۔ (۵۰ و ۶۷ و ۷۱ و ۸۵ و ۱۰۷ و ۱۵۳) لوگوں نے اُس کی تحقیر کی (۲۲ و ۳۹ و ۴۲)
اور بدسلوکی بھی (۱۲۱ و ۱۳۴) کیونکہ وہ شریعت پر چلتا تھا۔ حکام نے اُس کو ایذا دی (۲۳ و ۱۶۱)
اس کو نقصان پہنچانے کی کوشش کی۔ (۵۱ و ۶۱ و ۶۹ و ۷۸ و ۸۴ و ۸۵ و ۸۶ و ۹۵ و ۱۱۰
و ۱۵۰ و ۱۵۷)

اس کی جان تو خطرے میں پڑی (۸۷ و ۱۰۹) اس کے ستانے والے غیر قوم نہ تھے بلکہ بے ایمان
اسرائیلی (۲۳ و ۵۱ و ۶۹ و ۱۳۹) وہ اپنی طرف سے اور دوسروں کی طرف سے متکلم ہے۔

شریعت کے لئے یہ مختصر الفاظ اس مزمور میں آئے ہیں :۔

۱۔ **توراہ** ۔ ۲۵ دفعہ (استثنا ۴: ۸) اس کے معنی شریعت سے زیادہ وسیع ہیں۔ اس کے معنی ہدایت
یا تعلیم ہیں خواہ وہ انسانی ہو یا الٰہی (امثال ۱: ۸) یا تعلیم کا مجموعہ یا قانون یا ضابطۂ قوانین
خواہ وہ استثنا کی کتاب کا ضابطہ ہو یا احبار کی کتاب کا ضابطۂ رسوم۔ یا موسیٰ کی تعلیم یا توریت
کی کتاب۔ وسیع معنی میں یہ یہواہ کا کلام ہے۔ (یسعیاہ ۱: ۱۰ و ۲: ۳) جس میں سارا الٰہی مکاشفہ
شامل ہے جو انسان کی زندگی کا ہادی ہے خواہ وہ نبیانہ نصیحت ہو یا کاہنی ہدایت۔

۲۔ **دابیر** ۔ کلام ۔ (لوگاس) ۲۰ دفعہ ۔ کلمات ۴ دفعہ ۔ مخفی نہ رہے کہ دس احکام دس کلمے کہلاتے
ہیں (استثنا ۴: ۱۳ و ۱۰: ۴ وغیرہ)

۳۔ **امراہ** ۔ قول ۔ یا اقوال ۔ ۱۹ دفعہ ۔

۴۔ **مِسواہ** حکم ۲۲ دفعہ جمع کے صیغہ میں ۔ ایک دفعہ صیغہ واحد میں ۔ (استثنا ۶: ۱)

۵۔ **چوکیم** ۔ قوانین ۔ ۲۱ دفعہ

۶۔ **مشفاتیم** ۔ فیصلے یا رسوم ۔ ۱۹ دفعہ صیغہ جمع اور ۴ دفعہ صیغہ واحد میں ۔ (استثنا ۶: ۱)

۷۔ **پکودیم** ۔ اشارات یا ہدایات ۲۱ دفعہ ۔

۸۔ **ایداہ یا ایدوت** ۔ جمع میں ۲۲ دفعہ ۔ واحد ایک دفعہ بمعنی شہادت ۔ گواہی ۔

۹۔ **دیرک** ۔ راستہ ۔ طریقہ یعنی زندگی کی روش (استثنا ۵: ۳۳ و ۹: ۱۲)

۱۰۔ **اورک** ۔ سڑک یا راستہ ۔

شریعت کی صفات اس مزمور میں آئی ہیں :۔

(۱) شریعت کے بانی کی طرح (آیت ۱۳۷ و استثنا ۳۲: ۴) شریعت بھی کامل راستباز ہے۔

(۲) یہ وفادار ہے جیسے اس کا بانی اور یہ صداقت ہے کیونکہ خدا صادق ہے۔

مزمور نویس خدا کی شریعت کو بہت پیار کرتا ہے۔ اور بنی اسرائیل کو حکم تھا کہ خدا کو پیار کریں
(استثنا ۶: ۵) دیکھو ۹۷ آیت۔

یہ مزمور ۲۲ بند پر مشتمل ہے اور ہر بند حروف تہجی سے ترتیب وار شروع ہوتا ہے۔ اور
ہر بند میں ۸ آیات ہیں اور جن مزامیر میں حروف تہجی آتے ہیں اُن میں سے یہ سب سے اعلیٰ و افضل
ہے۔

زبور ۱۱۹ ۔ (الف)

(۱) مبارک ہیں وہ جو کامل رفتار ہیں۔ جو خداوند کی شریعت پر عمل کرتے
ہیں ۔ (۲) مبارک ہیں وہ جو اُس کی شہادتوں کو مانتے ہیں اور پورے دل
سے اس کے طالب ہیں۔ (۳) اُن سے ناراستی نہیں ہوتی ۔ وہ اُس کی راہوں
پر چلتے ہیں ۔ (۴) تو نے اپنے قوانین دئے ہیں تاکہ ہم دل لگا کر اُن کو مانیں ۔
(۵) کاش کہ تیرے آئین ماننے کے لئے میری روشیں درست ہو جائیں (۶)
جب میں تیرے سب احکام کا لحاظ رکھونگا تو شرمندہ نہ ہونگا (۷) جب
میں تیرے صداقت کے احکام سیکھ لونگا تو سچے دل سے تیرا شکر ادا کرونگا
(۸) میں تیرے آئین مانونگا مجھے بالکل ترک نہ کر دے۔

۱-۸ خاص خیال یہ ہے کہ خدا کی شریعت کی اطاعت انسان کی خوشحالی کا چشمہ ہے۔

۱۔ ([illegible] ۲ و ۱۰: ۲ و ۶) اس میں ہر آیت کا پہلا لفظ الف سے شروع ہوتا ہے۔

۲ و ۴ ۔ ان آیات میں انسان کی توجہ شریعت کے بانی کی طرف منعطف ہوتی ہے۔

۵ ۔ (امثال ۴: ۲۶)

۶ ۔ ۵ آیت کی طرف اشارہ ہے اور ۶ میں اس کی زیادہ تشریح ہے۔

۷ ۔ مزمور نویس نے یہ جان لیا کہ خدا کی منکشف مرضی سے وہ اب تک پورے طور سے واقف
نہیں ہوا ۔ لیکن جس قدر علم اُسے حاصل ہوا اس کے لئے وہ شکرگزار ہے۔ اطاعت کرنے
کا ارادہ ترقی کی شرط ہے (یوحنا ۷: ۱۷)

۸ ۔ "ترک نہ کر" جلاوطنی کی سرزمین میں بنی اسرائیل کو گناہ کی سزا کے طور پر کچھ عرصے کے لئے یہواہ
نے ترک کر دیا تھا (یسعیاہ ۴۹: ۱۴ و ۵۴: ۷ و استثنا ۳۱: ۱۷)

(بیتھ)

(۹) جوان اپنی روش کس طرح پاک رکھے؟ تیرے کلام کے مطابق اُس پر نگاہ رکھنے سے۔ (۱۰) میں پورے دل سے تیرا طالب ہوا ہوں۔ مجھے اپنے فرمان سے بھٹکنے نہ دے۔ (۱۱) میں نے تیرے کلام کو اپنے دل میں رکھ لیا ہے تاکہ میں تیرے خلاف گناہ نہ کروں۔ (۱۲) اے خداوند! تو مبارک ہے مجھے اپنے آئین سکھا۔ (۱۳) میں نے اپنے لبوں سے تیرے فرمودہ احکام کو بیان کیا۔ (۱۴) مجھے تیری شہادتوں کی راہ سے ایسی شادمانی ہوئی جیسی ہر طرح کی دولت سے ہوتی ہے۔ (۱۵) میں تیرے قوانین پر غور کروں گا اور تیری راہوں کا لحاظ رکھوں گا۔ (۱۶) میں تیرے آئین میں مسرور رہوں گا۔ میں تیرے کلام کو نہ بھولوں گا۔

(ب)

۹- ہر آیت (ب) سے شروع ہوتی ہے۔ خدا کی شریعت کی محبت زندگی کی خوشحالی کا سرچشمہ ہے یہ خاص خیال ہے۔

"نوجوان" جو گناہ سے اپنے تئیں پاک رکھنا چاہتا ہے (۲۵:۷) امثال میں معلم اپنے شاگرد کو "میرا بیٹا" کہتا ہے۔

"اُس پر نگاہ رکھنے سے" یا اپنے پر کلام کے مطابق لحاظ رکھنے سے۔

۱۰- "بھٹکنے نہ دے" نہ جہالت کے باعث اور نہ اتفاقیہ (آیت ۶۷ و ۱۹:۱۲)

۱۱- "دل میں رکھ لیا ہے" یا خزانے کی طرح دل میں جمع کر لیا تاکہ گناہ نہ کروں (ایوب ۲۳:۱۲ و امثال ۲:۱ و ۷:۱ و یرمیاہ ۳۱:۳۳)

۱۲- مزید علم کے لئے دعا۔

۱۳- نہ صرف دل میں خدا کی باتیں جمع رکھے بلکہ دوسروں سے ان کا ذکر کرے (استثنا ۶:۷ و متی ۱۲:۳۵)

۱۴- جن قوانین کے ذریعہ خدا اپنی مرضی ظاہر کرتا ہے ان کی اطاعت حقیقی دولت ہے جس سے زندگی کی خوشی حاصل ہوتی ہے۔

(گیمل)

(۱۷) اپنے بندے پر احسان کر تاکہ میں جیتا رہوں اور تیرے کلام کو مانتا رہوں۔ (۱۸) میری آنکھیں کھول دے تاکہ میں تیری شریعت کے عجائب دیکھوں۔ (۱۹) میں زمین پر مسافر ہوں۔ اپنے فرمان مجھ سے پوشیدہ نہ رکھ۔ (۲۰) میرا دل تیرے احکام کے اشتیاق میں ہر وقت تڑپتا رہتا ہے۔ (۲۱) تو نے اُن ملعون مغروروں کو جھڑک دیا جو تیرے فرمان سے بھٹکتے رہتے ہیں۔ (۲۲) ملامت اور حقارت کو مجھ سے دور کر دے کیونکہ میں نے تیری شہادتیں مانی ہیں (۲۳) اُمرا بھی بیٹھ کر میرے خلاف باتیں کرتے رہے لیکن تیرا بندہ تیرے آئین پر دھیان لگائے رہا۔ (۲۴) تیری شہادتیں مجھے مرغوب اور میری مشیر ہیں۔

ج

اس حصہ کی ہر آیت (ج) سے شروع ہوتی ہے۔ اس میں خاص خیال یہ ہے کہ زندگی کا مقصد خدا کی شریعت کا علم اور اطاعت ہے۔ وہ دکھ اور تکلیف کے وقت طاقت و تسلی کا باعث ہے۔

۱۷- مزمور نویس عمر درازی چاہتا ہے تاکہ اسے متواتر اطاعت کا موقع ملے۔

۱۸- طبعی جسمانی آنکھیں خدا کے بھیدوں کو نہیں دیکھ سکتیں (آیت ۲۷) اس لئے یہ دعا ہے کہ خدا اس کی آنکھوں پر سے پردہ دور کر دے (مقابلہ کرو ۲-سلاطین ۶:۱۷ و افسیوں ۱:۱۷ و ۱۸ سے)

۱۹- "مسافر ہوں" یعنی اجنبی زمین میں زیر گردی رہتا ہوں اس لئے اس سرزمین کے قوانین سے واقف ہونا ضرور ہے۔

۲۰- ۱۹ آیت میں جو دعا تھی اس کے لئے وجہ بیان کی۔

۲۱- "جھڑک" خدا کا جھڑکنا سزا کا فتویٰ ہے (۹:۵)

"مغرور" وہ ہیں جو ارادتاً اور عمداً گناہ کرتے ہیں (۱۹:۱۳ و استثنا ۱۷:۱۲ و ۱۳)

۲۲- ان کو اس وقت سزا دے تاکہ اس حقارت سے بچ جاؤں جو وہ میرے سر پر ڈال

۱۳۸ زبور

اسیری سے واپس آنے کے بعد بنی اسرائیل کی شکرگذاری کا اظہار۔ مزمور نویس ساری قوم کی طرف سے دنیا کے سامنے شکر یہ ادا کرتا ہے کہ خدا نے اپنے وعدے پورے کئے۔ (۱-۳)

اس سے غیر قوموں پر گہرا اثر پڑیگا۔ (۴-۶)

اور وہ باقی وعدے بھی پورے کریگا۔ (۷و۸)

عنوان۔ داؤد کا مزمور۔ ستروں کے بعض نسخوں میں یہ الفاظ بھی زیادہ ہیں "حجی اور زکریاہ کا" یا "زکریاہ کا"۔ یہ روایت تھی کہ یہ بحالی کے وقت کا گیت ہے۔

زبور ۱۳۸۔ داؤد کا مزمور۔

(۱) میں پورے دل سے تیرا شکر کرونگا۔ معبودوں کے سامنے تیری مدح سرائی کرونگا۔ (۲) میں تیری مقدس ہیکل کی طرف رُخ کرکے سجدہ کرونگا اور تیری شفقت اور سچائی کی خاطر تیرے نام کا شکر کرونگا کیونکہ تُو نے اپنے کلام کو اپنے ہر نام سے زیادہ عظمت دی ہے۔ (۳) جس دن میں نے تجھ سے دعا کی تُو نے مجھے جواب دیا۔ اور میری جان کو تقویت دے کر میرا حوصلہ بڑھایا۔ (۴) اے خداوند زمین کے سب بادشاہ تیرا شکر کرینگے کیونکہ انہوں نے تیرے منہ کا کلام سُنا ہے۔ (۵) بلکہ وہ خداوند کی راہوں کا گیت گائینگے کیونکہ خداوند کا جلال بڑا ہے۔ (۶) کیونکہ خداوند اگرچہ بلند و بالا ہے تو بھی خاکسار کا خیال رکھتا ہے۔ لیکن مغرور کو دور ہی سے پہچان لیتا ہے۔ (۷) خواہ میں دُکھ میں سے گذروں تو مجھے تازہ دم کریگا تو میرے دشمنوں کے قہر کے خلاف ہاتھ بڑھائیگا اور تیرا دہنا ہاتھ مجھے بچا لیگا۔ (۸) خداوند میرے لئے سب کچھ کریگا۔ اے خداوند! تیری شفقت ابدی ہے اپنی دستکاری کو ترک نہ کر۔

۱۔ "تیرا" (۱:۹)۔ لیکن بعض قدیم نسخوں میں لفظ "تیرا" کے بعد "اے خداوند" آیا ہے۔

"معبودوں کے سامنے"۔ غیر قوموں کے حامی اُن کے معبود تھے اور یہ غیر قومیں اُس وقت طاقتور تھیں جس سے اُن کے معبود طاقتور ظاہر ہوتے تھے لیکن مزمور نویس اُن کے رُعب میں نہ آیا۔ وہ اپنے خداوند یا یہواہ سے وفادار ہے اور سب کے سامنے اس کی شکرگذاری کرتا ہے۔ (۹۵:۳ و ۹۶:۴ و ۵) ستروں کے ترجمہ نے الوہیم کا ترجمہ "فرشتے" کیا ہے (۸:۵) اگرچہ یہ عمدہ اور سنجیدہ خیال ہے کہ فرشتے آدمی کی عبادت کو دیکھتے ہیں لیکن غالباً یہاں یہ ترجمہ موزوں نہیں۔ تارگم میں الوہیم کا ترجمہ یہاں "قاضیوں" کیا گیا اور سُریانی ترجمہ میں "بادشاہ" (۱۱۹:۴۶)۔ اگرچہ ۸۲:۱ و ۶ میں اس لفظ کا ترجمہ "قاضیوں" آیا ہے لیکن نئے ترجمہ میں وہاں بھی "الٰہوں" کیا گیا۔

۲۔ "شکر کرونگا"۔ کیونکہ خداوند نے اپنا وعدہ پورا کیا۔

۴۔ "سب بادشاہ"۔ یعنی جب غیر قوموں کے بادشاہ خداوند کے وعدوں اور ان کی تکمیل کا حال سُنینگے تو وہ بھی مزمور نویس کے ساتھ شکرگذاری میں شریک ہونگے۔

۵۔ "خداوند کا جلال"۔ یعنی بنی اسرائیل کی مخلصی میں اس کی قدرت اور عظمت کا انکشاف۔

۶۔ اگرچہ خداوند بلند و بالا ہے مگر وہ خاکساروں پر نظر کرتا اور مناسب وقت پر ان کو سرفراز کرتا ہے۔ (خروج ۳:۷ و یسعیاہ ۵۷:۱۵ و ۶۶:۲ و زبور ۱۱۳:۵)

۷۔ "ہاتھ بڑھائیگا"۔ عام تشبیہ خدا کی قدرت کی کوشش کے لئے خواہ وہ مدد کے لئے ہو یا سزا کے لئے۔

۸۔ "سب کچھ کریگا"۔ یعنی میرے لئے اپنے سب وعدے پورے کریگا۔ "دستکاری کو ترک نہ کر"۔ یعنی اسرائیل کے لئے جو بڑے کام تُو نے کرنے شروع کئے ہیں ان کو سرانجام تک پہنچانے میں قاصر نہ رہ۔

---

۱۳۹ زبور

خدا اور انسان میں جو گہرا رشتہ ہونا چاہئے اُس کا کمال یہاں نظر آتا ہے۔ خداوند انس

کے خیالوں اور کاموں دونوں کا علم رکھتا ہے۔ اس کی حضوری سے آدمی بچ کے نکل نہیں سکتا۔

اس مزمور کو چار حصوں پر تقسیم کر سکتے ہیں:۔

ا۔ خداوند ہر خیال اور فعل سے واقف ہے (۱-۶)

ب۔ اس کی حضوری سے بچنا ناممکن ہے۔ (۷-۱۲)

ج۔ اُس نے ہم کو ماں کے شکم میں صورت دی۔ (۱۳-۱۸)

د۔ یہ قادرِ مطلق خدا بدکاروں کی برداشت نہ کریگا۔ (۱۹-۲۴)

عنوان میں یہ مزمور داؤد کا کہلاتا ہے لیکن اس مزمور کی زبان خالص عبرانی نہیں بلکہ ملی جلی ارامی ہے۔ بہت کچھ ایوب کی کتاب کی زبان اور مضمون سے مشابہ ہے۔ خدا کیوں بدکاروں کی برداشت کرتا ہے؟ یہ مزمور نویس کے لئے حیرت کا باعث ہے۔ اس کی ۳، ۱۲-۱۶ آیات کا مقابلہ ایوب ۱۰: ۹ سے کریں۔

سترون کے ترجمہ کے سکندری نسخے میں عنوان میں زکریاہ کا لفظ بھی زیادہ آتا ہے جس سے اس روایت کی طرف اشارہ ہوگا کہ یہ مزمور جلاوطنی کے بعد کا ہے۔

زبور ۱۳۹ ۔ میر مغنی کے لئے داؤد کا مزمور۔

(۱) اے خداوند! تُو نے مجھے جانچ لیا اور پہچان لیا۔ (۲) تُو میرا اُٹھنا بیٹھنا جانتا ہے۔ تُو میرے خیال کو دُور سے سمجھ لیتا ہے۔ (۳) تُو میرے راستے کی اور میری خوابگاہ کی چھان بین کرتا ہے اور میری سب روشوں سے واقف ہے۔ (۴) دیکھ! میری زبان پر کوئی ایسی بات نہیں جسے تُو اے خداوند! پورے طور پر نہ جانتا ہو۔ (۵) تُو نے مجھے آگے پیچھے سے گھیر رکھا ہے اور تیرا ہاتھ مجھ پر ہے۔ (۶) یہ عرفان میرے لئے نہایت عجیب ہے۔ یہ بلند ہے۔ میں اس تک پہنچ نہیں سکتا۔ (۷) میں تیری رُوح سے بچ کر کہاں جاؤں یا تیری حضوری سے کدھر بھاگوں؟ (۸) اگر آسمان پر چڑھ جاؤں تو تُو وہاں ہے۔ اگر میں پاتال میں بستر بچھاؤں تو دیکھ! تُو وہاں بھی ہے۔ (۹) اگر میں صبح کے پر لگا کر سمندر کی انتہا میں جا بسوں۔ (۱۰) تو وہاں بھی تیرا ہاتھ

میری راہنمائی کریگا اور تیرا دہنا ہاتھ مجھے سنبھالیگا۔ (۱۱) اگر میں کہوں کہ یقیناً تاریکی مجھے چھپا لیگی اور میری چاروں طرف کا اُجالا رات بن جائیگا۔ (۱۲) تو اندھیرا بھی تجھ سے چھپا نہیں سکتا۔ بلکہ رات بھی دن کی مانند روشن ہے۔ اندھیرا اور اُجالا دونوں یکساں ہیں۔ (۱۳) کیونکہ میرے دل کو تُو ہی نے بنایا۔ میری ماں کے پیٹ میں تُو ہی نے مجھے صورت بخشی۔ (۱۴) میں تیرا شکر کرونگا کیونکہ میں عجیب و غریب طور سے بنا ہوں۔ تیرے کام حیرت انگیز ہیں۔ میرا دل اسے خوب جانتا ہے۔ (۱۵) جب میں پوشیدگی میں بن رہا تھا اور زمین کے اسفل میں عجیب طور سے مرتب ہو رہا تھا تو میرا قالب تجھ سے چھپا نہ تھا۔ (۱۶) تیری آنکھوں نے میرے بے ترتیب مادے کو دیکھا اور جو ایام میرے لئے مقرر تھے وہ سب تیری کتاب میں لکھے تھے جب کہ ایک بھی وجود میں نہ آیا تھا۔ (۱۷) اے خدا! تیرے خیال میرے لئے کیسے بیش بہا ہیں۔ اُن کا مجموعہ کیسا بڑا ہے! (۱۸) اگر میں اُن کو گنوں تو وہ شمار میں ریت سے بھی زیادہ ہیں۔ جاگ اُٹھتے ہی تجھے اپنے ساتھ پاتا ہوں۔ (۱۹) اے خدا کاش کہ تُو شریر کو قتل کرے۔ اس لئے اے خونخوارو! میرے پاس سے دُور ہو جاؤ۔ (۲۰) کیونکہ وہ شرارت سے تیرے خلاف باتیں کرتے ہیں اور تیرے دشمن تیرا نام بے فائدہ لیتے ہیں۔ (۲۱) اے خداوند! کیا میں تجھ سے عداوت رکھنے والوں سے عداوت نہیں رکھتا اور کیا میں تیرے مخالفوں سے بیزار نہیں ہوں؟ (۲۲) مجھے اُن سے پوری عداوت ہے۔ میں اُن کو اپنے دشمن سمجھتا ہوں۔ (۲۳) اے خدا! تُو مجھے جانچ اور میرے دل کو پہچان۔ مجھے آزما اور میرے خیالوں کو جان لے۔ (۲۴) اور دیکھ کہ مجھ میں کوئی بُری روش تو نہیں اور مجھ کو ابدی راہ میں لے چل۔

۱۔ یرمیاہ ۱۷: ۱۰

۲۔ "تُو نے" پر زور ہے۔ اُسی کو اپنی مخلوق کا پورا علم حاصل ہے۔

"اُٹھنا بیٹھنا" یعنی ساری زندگی۔

"دور سے"۔ خدا کے سامنے نہ فاصلہ اور نہ زمانہ رکاوٹ کا باعث ہے (یرمیاہ ۲۳:۲۳)

۴۔ "پورے طور پر"۔ نہ صرف وہ باتوں کو سن سکتا ہے بلکہ ان کے معنی و مقصد سے بھی وہ واقف ہے۔

۵۔ "گھیر رکھا ہے" یا جیسے کسی شہر یا قلعہ کو گھیر لیتے ہیں۔

"تیرا ہاتھ"۔ وہ خدا کی گرفت یا پنجہ میں ہے۔ یعنی اُس کا پورا اختیار زبور نویس پر ہے۔ (ایوب ۵:۳۳)

۷۔ خدا کی طاقت اور حضوری عالمگیر ہے۔

۸۔ مقابلہ کرو عاموس ۹:۲ و یرمیاہ ۲۳:۲۴ سے۔

۹۔ اگر میں نور کی طرح تیز رفتار ہوں کہ مشرق سے مغرب تک اُڑ سکوں۔ مقابلہ کرو زبور ۱۸:۱۰ اور ملاکی ۴:۲ سے۔ "صبح کے پر"۔ سورج کے پر۔

"سمندر"۔ فلسطین کے مغرب کی طرف تھا اس لئے اس سے مغرب مراد ہے۔

۱۰۔ جہان میں کوئی ایسی جگہ نہیں جہاں وہ خدا کے قبضہ و اختیار سے باہر نکل سکے۔

۱۱ و ۱۲۔ نہ جگہ کی تبدیلی نہ تاریکی خدا سے ہم کو چھپا سکتی ہے۔

۱۳۔ "تو ہی نے"۔ پر زور ہے۔ تو مجھے جانتا ہے کیونکہ تو نے مجھے خلق کیا۔

"میرے دل"۔ یا گردوں کو۔ یہ جذبات کا مقام ہے (زبور ۷:۹)

۱۴۔ "عجیب و غریب طور سے"۔ بعض قدیم ترجموں میں یوں ہے "تو عجیب و غریب ہے"۔

۱۵۔ "میرا قالب"۔ میرا ڈھانچہ۔

"پوشیدگی"۔ یعنی شکم میں۔

"اسفل"۔ یعنی ماں کا شکم ایسا ہی تاریک اور عجیب ہے جیسے پاتال۔ یہاں روح کی ازلی ہستی کی طرف اشارہ نہیں بلکہ انسانی بدن کی ساخت کا ذکر ہے۔

۱۶۔ "بے ترتیب مادہ"۔ یعنی جب ماں کے شکم میں خون کا لوتھڑا ہی تھا۔

"تیری کتاب میں"۔ یعنی میری زندگی کی ہر روز کی تاریخ تیری کتاب میں پہلے سے درج تھی۔ (افسیوں ۲:۱۰)

۱۷۔ مقابلہ کرو ۳۶:۷ و ۵:۹ و ایوب ۲۶:۱۴۔

۱۸۔ جب وہ سویا تھا تو خدا کا خیال تھا اور جب جاگا تو بھی وہ اپنے تئیں اُس کی حضوری میں پاتا ہے۔ تالمود میں یہ ترجمہ دیا گیا ہے "جب میں آخرت کے جہان میں جاگونگا تو بھی میں ہمیشہ تیرے ساتھ ہونگا"۔ لیکن شاید مزمور نویس کو قیامت کا ایسا صاف خیال نہ تھا جیسے ترقی کر گیا۔

۱۹۔ "شریر کو قتل کرے"۔ بدی کی موجودگی مزمور نویس کو حیران کر رہی تھی جیسے ایوب کو (ایوب ۲:۷ وغیرہ) بدی محض ایک عارضی شے نہیں وہ بدکاروں میں موجود ہے اس کی دعا ہے کہ خدا جہان کو شریروں سے پاک کر دے (۱۰۴:۳۵)

"دور ہو جاؤ"۔ تاکہ تمہارے نمونے سے میں بھی بگڑ نہ جاؤں۔

"خونخوارو"۔ جو ظلم اور قتل سے گریز نہیں کرتے۔

۲۱۔ مقابلہ کرو ۱۱۹:۱۵۸۔

۲۲۔ "پوری عداوت"۔ اخلاقی بدی سے ملامت کا اظہار۔

۲۳۔ مزمور نویس جانچے جانے سے انکار نہیں کرتا اور نہ اس سے بچنا چاہتا ہے۔

۲۴۔ "بُری روش"۔ یا بُت پرستی کی راہ بمقابلہ خداوند کی راہ کے (۲۵:۴)

"ابدی راہ"۔ زندگی کی راہ (۱:۱۶؛ امثال ۱۲:۲۸) امن۔ (یسعیاہ ۵۹:۸) اور اس کے برخلاف ہلاکت اور موت کی راہ ہے (۱:۶ و ۲:۲۵ و یرمیاہ ۲۱:۸)

۱۴۰ زبور

۱۴۰ سے ۱۴۳ تک ایک خاص مجموعہ جس میں یہ خواص پائے جاتے ہیں:-

(۱) ان سب پر داؤد کا نام آتا ہے۔ پہلی کا عنوان تو یہ ہے "داؤد کا مزمور" ۱۴۲ کے عنوان میں یہ ہے "داؤد کا مشکیل"۔ یہ نام ان کتابوں میں اور کسی جگہ نہیں آیا۔ اور ان مزامیر میں بھی ۱۴۲ مزمور ہے جس میں موقع کی طرف اشارہ ہے۔ زبور ۱۴۰ کے مزمور میں ہے "میر مغنی کے لئے"۔ دو دیگر مقاموں میں یہ لقب آیا ہے۔ سِلاہ ۱۴۰ مزمور میں تین دفعہ آیا ہے اور ۱۴۳ میں ایک دفعہ۔ اس سے خیال گذرتا ہے کہ یہ مزامیر کسی ایسے مجموعے سے لئے گئے ہونگے جن میں یہ فنی نوٹ اور اصطلاحیں عام ہونگی۔

۲۔ ان میں خیال اور طرز عبارت دونو مشابہ ہیں۔ خاص کر مقابلہ کرو ۱۴۰:۱ و ۱۴۱:۲ و ۱۴۴:۱۱

و ۱۴۴: ۳ و ۳۴؛ ۴ و ۲۴؛ ۷ و ۳۴؛ ۱۶؛ ۴۰ و ۱۵؛ ۴۱؛ ۹ و ۲۴۹؛ ۲ و ۱۴؛ ۹۵
۱۴۱: ۱۰ ا سے۔

(۳) ان میں ایک ہی قسم کے واقعات کا ذکر معلوم ہوتا ہے۔ اس سے گمان گذرتا ہے کہ ان کا مصنف بھی ایک ہی شخص ہوگا۔ ان میں پہلے مزامیر کی طرف اشارے پائے جاتے ہیں اور مصنف ایوب اور امثال کی کتابوں سے واقف ہوگا اور ان پر داؤد کا نام اس لئے رکھا گیا کیونکہ وہ ایسے مجموعہ سے لئے گئے جو داؤد کے نام سے موسوم تھا۔

ان کی تصنیف کے زمانہ کو تحقیقی طور سے معلوم نہیں کر سکتے۔ اس کے متعلق مختلف قیاس ہیں۔ مثلاً کے زمانہ کی ایذارسانی کے وقت۔ جلاوطنی کے زمانہ میں یا جلاوطنی کے مابعد زمانے ہیں۔

اس مزمور میں چار بند ہیں اور ہر بند میں چھ چھ مصرعے ہیں۔ دوسرے بند میں صرف دو آیتیں ہیں باقیوں میں تین تین آیات اور آخری بند میں چار مصرعے۔

تقسیم:-

(۱) دشمنوں کی سازشوں سے بچنے کے لئے دعا (۱-۳)
(۲) دعا کا تکرار (۴ و ۵)
(۳) یہ دعا کہ یہ سازشیں ناکام رہیں۔ (۶-۸)
(۴) دشمنوں سے انتقام (۹-۱۱)
(۵) خداوند پر بھروسہ (۱۲ و ۱۳)

زبور ۱۴۰ - میر مغنی کے لئے داؤد کا مزمور۔

(۱) اے خداوند! مجھے بُرے آدمی سے رہائی بخش۔ مجھے تندخو آدمی سے محفوظ رکھ۔ (۲) جو دل میں شرارت کے منصوبے باندھتے ہیں۔ وہ ہمیشہ مل کر جنگ کے لئے جمع ہو جاتے ہیں۔ (۳) انہوں نے اپنی زبان سانپ کی طرح تیز کر رکھی ہے۔ ان کے ہونٹوں کے نیچے افعی کا زہر ہے۔ (سلاہ) (۴) اے خداوند! مجھے شریر کے ہاتھ سے بچا۔ مجھے تندخو آدمی سے محفوظ رکھ جن کا ارادہ ہے کہ میرے پاؤں اکھاڑ دیں۔ (۵) مغروروں نے میرے لئے پھندے اور رسیوں کو چھپایا ہے۔ انہوں نے راہ کے کنارے

جال لگایا ہے۔ انہوں نے میرے لئے دام بچھا رکھے ہیں۔ (سلاہ) (۶) میں نے خداوند سے کہا میرا خدا تو ہی ہے۔ اے خداوند میری التجا کی آواز پر کان لگا۔ (۷) اے خداوند! میرے مالک! اے میری نجات کی قوت! تو نے جنگ کے دن میرے سر پر سایہ کیا ہے۔ (۸) اے خداوند! شریر کی مراد پوری نہ کر۔ اس کے بُرے منصوبہ کو انجام نہ دے تاکہ وہ ڈینگ نہ مارے۔ (سلاہ) (۹) مجھے گھیرنے والوں کے منہ کی شرارت ان ہی کے سر پر پڑے۔ (۱۰) ان پر انگارے گریں۔ وہ آگ میں ڈالے جائیں اور ایسے گڑھوں میں کہ پھر نہ اٹھیں۔ (۱۱) بدزبان آدمی کو زمین پر قیام نہ ہوگا۔ آفت تندخو آدمی کو رگید کر ہلاک کرے گی۔ (۱۲) میں جانتا ہوں کہ خداوند مصیبت زدہ کے معاملہ کی اور محتاج کے حق کی تائید کرے گا۔ (۱۳) یقیناً صادق تیرے نام کا شکر کریں گے اور راستباز تیرے حضور میں رہیں گے۔

۱۔ "بُرے آدمی" اور "تندخو آدمی" کے لئے دیکھو ۲- سموئیل ۲۲: ۴۹ و آیت ۱۱ اور زبور ۱۸: ۴۸۔
۲۔ "دل میں" یعنی پوشیدہ طور پر اور جان بوجھ کر۔ "جنگ کے لئے" یا جھگڑنے کے لئے۔
۳۔ "زبان سانپ کی طرح" زبان کو تلوار اور تیر سے بھی تشبیہ دی گئی ہے جس سے زخم لگتا ہے۔ (۵۲: ۲ و ۵۵: ۲۱ و ۵۷: ۴ و ۶۴: ۳) یا جیسے سانپ کے کاٹنے سے زہر چڑھ جاتا ہے (۵۸: ۳ و ۴) یہاں دونوں تشبیہوں کو ملایا ہے۔
۴۔ "پاؤں اکھاڑ دیں" یعنی مجھے پھندے میں پھنسا کر مغلوب کریں۔
۵۔ ان تشبیہوں کے لئے دیکھو ۳۱: ۴ و ۱۱۹: ۱۱۰ و ۱۴۱: ۹ و ۱۴۲: ۳۔ جدھر سے جانوروں اور حیوانوں کا گذر ہوتا ہے وہاں صیاد پھندے اور جال لگاتے ہیں۔
۶۔ "میں نے خداوند سے" یعنی میں نے اپنی مصیبت میں خداوند سے فریاد کی۔
۷۔ "اے خداوند میرے مالک" (۱۰۹: ۲۱ کی شرح و ۱۳: ۸)۔

"سایہ کیا" یعنی میرے سر کی حفاظت کے لئے گویا خود بنا دیا (یسعیاہ ۵۹: ۱۷ و افسیوں ۶: ۱۷ و ۱۔تھسلنیکیوں ۵: ۸)

"جنگ کے دن" یعنی اسلحہ کے دن۔ جب اسلحہ پہننے کی ضرورت ہوتی ہے۔

۱۰۔ "انگارے" جیسے سدوم و عمورہ پر گرے تھے۔

۱۱۔ "بدزبان" (۱۰۱: ۵)

"ہلاک کرے گی" یعنی وہی بدی جو وہ مجھ سے کیا چاہتے تھے اُن پر پڑے گی اور اُن کو ہلاک کرے گی۔ دیکھو ۳۵: ۵ و ۶ و امثال ۱۳: ۲۱۔

۱۲۔ خداوند حاکم عادل ہے۔ وہ کمزوروں اور مظلوموں کی مدد کرتا ہے (۷: ۸ و ۹ و ۹: ۴)

۱۳۔ "تیری حضوری میں" یعنی جس ملک میں تیری حضوری خاص طور پر ظاہر ہوتی ہے

۱۴۱ زبور

مزمور نویس کی یہ دعا ہے کہ اس کی دعا شام کی قربانی کی طرح مقبول ہو (۱ و ۲)

کہ وہ قول و فعل کے گناہ سے بچا رہے (۳ و ۴)

صادق کی طرف سے تنبیہ اُسے شرارت کی بخشش سے بہتر ہے (۵)

مزمور نویس اور اس کے رفیق شکست خوردہ گروہ کی طرح تھے جس کے مقتولوں کی ہڈیاں میدان جنگ میں پڑی تھیں۔ (۶ و ۷)

پھر بھی وہ مخلصی کے لئے صبر سے خداوند کا انتظار کرتا ہے (۸ – ۱۰)

قدیم کلیسیا میں شام کی نماز کے شروع میں یہ مزمور استعمال ہوتا تھا اور ۶۳ مزمور صبح کی نماز کے شروع میں یہ ساکماس یا مزمور کہلاتا تھا کیونکہ شام کو چراغوں کے جلاتے وقت یہ عبادت شروع ہوتی تھی۔

زبور ۱۴۱ – داؤد کا مزمور۔

(۱) اے خداوند! میں نے تیری دُہائی دی ہے میری طرف جلد آ۔ جب میں تجھ سے دُعا کروں تو میری آواز پر کان لگا۔ (۲) میری دُعا تیرے حضور بخور کی مانند ہو اور میرا ہاتھ اُٹھانا شام کی قربانی کی مانند۔ (۳) اے خداوند! میرے مُنہ پر پہرا بٹھا۔ میرے لبوں کے دروازہ کی نگہبانی کر۔

(۴) میرے دل کو کسی بُری بات کی طرف مائل نہ ہونے دے کہ بدکاروں کے ساتھ مل کر شرارت کے کاموں میں مصروف ہو جائے۔ اور مجھے اُن کے نفیس کھانے سے باز رکھ۔ (۵) صادق مجھے مارے تو مہربانی ہوگی۔ وہ مجھے تنبیہ کرے تو گویا سر پر روغن ہوگا۔ میرا سر اس سے انکار نہ کرے کیونکہ ان کی شرارت میں بھی میں دعا کرتا رہوں گا۔ (۶) اُن کے حاکم چٹان کے کناروں پر سے گرا دئے گئے ہیں اور وہ میری باتیں سنیں گے کیونکہ یہ شیریں ہیں۔ (۷) جیسے کوئی ہل چلا کر زمین کو توڑتا ہے ویسے ہی ہماری ہڈیاں پاتال کے منہ پر بکھری پڑی ہیں۔ (۸) کیونکہ اے مالک خداوند میری آنکھیں تیری طرف ہیں۔ میرا توکل تجھ پر ہے۔ میری جان کو بیکس نہ چھوڑ۔ (۹) مجھے اُس پھندے سے جو انہوں نے میرے لئے لگایا ہے اور بدکرداروں کے دام سے بچا۔ (۱۰) شریر آپ اپنے جال میں پھنسیں اور میں سلامت بچ نکلوں۔

۱۔ مزمور نویس نے دعا مانگی تھی۔ اب وہ التجا کرتا ہے کہ اسے جلد جواب ملے (۷۰: ۵)

۲۔ "ہاتھ اُٹھانا" یعنی دعا مانگنا شام کی قربانی کی طرح ہو۔ جیسے ترتیب وار قربانی کے جانور کے ٹکڑے رکھے جاتے تھے ویسے یہ دعا ترتیب وار پیش کی گئی۔ ہیکل کی عبادت کے لئے بھی یہ لفظ آیا ہے (۲۔ تواریخ ۲۹: ۳۵ و ۳۵: ۱۰ و ۱۶)

"بخور کی مانند" خوشبو کے مذبح پر کاہن ہر روز خوشبو جلاتے تھے (خروج ۳۰: ۷ و ۸) اور یادگاری کی قربانی میں نذر کی قربانی کا ایک حصہ جس میں تیل اور خوشبو ملی ہوتی تھی مذبح پر جلایا جاتا تھا (احبار ۲: ۲) نیز دیکھو زبور ۳۸ کے عنوان کی تشریح۔

زبور ۶۶: ۱۵ میں بھی بخور کا ذکر ہے جس سے خوشبودار دھواں مراد ہے۔

یہ نذر کی قربانی سوختنی قربانی کا گویا ضمیمہ تھا۔

ہاتھ کا اُٹھانا دعا مانگنے کا عام نشان تھا۔ (۲۸: ۲ و ۶۳: ۴ و ۱۔تمتھیس ۲: ۸) یہ دل کے اُٹھانے کا نشان تھا۔

"شام کی قربانی" یہ لفظ نذر کی قربانی کے لئے بھی آتا ہے اور شام کی

کل قربانی کے لئے بھی (خروج ۲۹: ۳۸-۴۲ و ۲-سلاطین ۱۶: ۱۵ و عزرا ۹: ۴ و دانی ایل ۹: ۲۱)

سوختنی قربانی کی طرف بھی اشارہ ہوگا۔

شام کا ذکر اس لئے بھی ہے کیونکہ مزمور نویس اس وقت دعا مانگا کرتا تھا اور اس نے شام کی نماز کے استعمال کے لئے یہ مزمور لکھا۔ (دانی ایل ۹: ۲۱)

قربانی کے دھوئیں یا بخور کے دھوئیں کا اوپر چڑھنا خدا کی طرف دعا کے چڑھنے کا نشان تھا۔ (مکاشفہ ۵: ۸ و ۸: ۳ و ۴)

۳۔ اس دعا میں خاص بات یہ ہے کہ جن بے دینوں سے اُسے واسطہ پڑا ہے ان کی بدزبانی وہ نہ سیکھے۔

"منہ پر پہرہ بٹھا" (میکاہ ۷: ۵)

۴۔ (زبور ۱۱۹: ۱۰ و ۳۶)

"نفیس کھانے" یہ بدکار امیر یا عہدہ دار لوگ تھے جو عیش و عشرت کی زندگی بسر کرتے تھے۔ مقابلہ کرو امثال ۴: ۱۷ سے۔

۵۔ ظاہر ہے کہ مزمور نویس نے بدی کو عیاشی کی زندگی جان لیا تھا اس لئے وہ تنبیہ اور اصلاح کو ترجیح دیتا ہے۔

۶۔ "چٹان کے کناروں پر سے" قدیم زمانے میں پھانسی یا قتل کا یہ عام طریقہ تھا (۲۔ تواریخ ۲۵: ۱۲ و لوقا ۴: ۲۹) شرارت کے پیشوا کے لئے بھی یہ لفظ استعمال ہوا ہے اور عام حاکموں کے لئے بھی ان کو ان کی شرارت کی سزا ملیگی (میکاہ ۵: ۱ و دانی ایل ۹: ۱۲)

۷۔ "ہماری ہڈیاں" قومی مصیبت کی طرف اشارہ ہے یا کسی شکست کی طرف جب مقتولوں کی لاشیں دفن نہ کی گئیں (۵۳: ۵) لیکن باقی مزمور میں ایسی مصیبت کی طرف کوئی اشارہ نہیں۔

"ہماری" کی ضمیر دینداروں کی طرف اشارہ کرتی ہے جن کو ایذا و ظلم برداشت کرنا پڑا۔

"پاتال" قبر۔ بعض نسخوں میں یہاں حاکموں کی ہڈیاں مراد ہیں جو چٹان پر سے

گرا کر مارے گئے تھے۔

۸۔ "میری آنکھیں ....." یعنی تیرا انتظار کر رہی ہیں۔

"اے مالک خداوند" یا یہوواہ خداوند۔

۹۔ "اُس پھندے سے" یعنی عیاشی اور شہوانی آزمائشوں کو پیش کر کے وہ مزمور نویس کو پھنسانا چاہتے تھے۔

۱۰۔ یعنی جو جال وہ میرے لئے بچھاتے ہیں خود اُس میں وہ پھنس جائیں۔

۱۴۲ زبور

مایوسی کی حالت میں مزمور نویس نے اپنی تکلیف کو خداوند کے سامنے پیش کیا۔ (۱ و ۲ آیات)

خدا اس کے سارے حالات اور خطروں سے آگاہ ہے۔ (۳ و ۴ آیات)

خداوند ہی اس کی واحد امید ہے۔ (۵-۷)

متکلم کون ہے؟ قوم اسرائیل جلاوطنی کی حالت میں۔ یا خود مزمور نویس۔

"مشکیل" چوتھی اور پانچویں کتابوں میں صرف اسی جگہ آیا ہے (دیکھو دیباچہ)

"جب وہ غار میں تھا" دیکھو زبور ۵۷ کا عنوان۔ ادولام کی غار (۱۔ سموئیل ۲۲ باب) یا عین جدی کی غار (۱۔ سموئیل ۲۴ باب)

"دعا" دیکھو ۱۷ اور ۸۶ و ۹۰ و ۱۰۲ کے عنوان۔ مزامیر ۷۲ اور حبقوق ۳: ۱ کے آخر میں یہی لفظ آیا ہے۔

زبور ۱۴۲ - داؤد کا مشکیل جب وہ غار میں تھا۔ دُعا۔

(۱) میں اپنی آواز بلند کر کے خداوند سے فریاد کرتا ہوں۔ میں اپنی ہی آواز سے خداوند سے منت کرتا ہوں۔ (۲) میں اُس کے حضور فریاد کرتا ہوں۔ میں اپنا دُکھ اُس کے حضور بیان کرتا ہوں۔ (۳) جب مجھ میں میری جان نڈھال تھی تو میری راہ سے واقف تھا۔ جس راہ پر میں چلتا ہوں اُس میں انہوں نے میرے لئے پھندہ لگایا ہے۔ (۴) دہنی طرف نگاہ کر اور دیکھ مجھے کوئی نہیں پہچانتا میر

لیے کہیں پناہ نہ رہی۔ کسی کو میری جان کی فکر نہیں۔ (۵) اے خداوند میں نے تجھ سے فریاد کی۔ میں نے کہا تو میری پناہ ہے اور زندوں کی زمین میں میرا بخرہ۔ (۶) میری فریاد پر توجہ کر کیونکہ میں نہایت پست ہو گیا ہوں۔ میرے ستانے والے سے مجھے رہائی بخش کیونکہ وہ مجھ سے زورآور ہیں۔ (۷) میری جان کو قید سے نکال تاکہ تیرے نام کا شکر کروں۔ صادق میرے گرد جمع ہونگے کیونکہ تو مجھ پر احسان کریگا۔

۱۔ "آواز بلند کر کے" بمقابلہ خاموشی کی دعا کے۔ دلی مصیبت کے اظہار کو دیکھیے (۳:۴ و ۳:۸)

"فریاد" احتیاج۔ فکر اور مصیبت کے وقت زور سے چلانا۔ (۲۲:۵ وغیرہ)

۲۔ "اس کے حضور" کیونکہ کم از کم وہ تو میری حالت سے آگاہ ہے۔

۳۔ "جان نڈھال" (۷۷:۳ و ۱۴۳:۴ و یونہ ۲:۷)

۴۔ "داہنی طرف" جو سلاح بردار کی جگہ تھی اپنے مربی کی حفاظت کے لئے (۸:۱۶ و ۱۰۹:۳۱ و ۱۱۰:۵) لیکن میرا محافظ سوائے تیرے کوئی نہیں۔ اور نہ کوئی بھاگ کر بچ نکلنے کی جگہ تھی (ایوب ۱۱:۲۰ و یرمیاہ ۲۵:۳۵ و عاموس ۲:۱۴)

۶۔ مقابلہ کرو ۷۰:۱ و ۷۹:۸ و ۷:۱۱۔

۷۔ "قید سے" یعنی مصیبت کی قید سے (۱۴۳:۱۱)

"صادق میرے گرد" یعنی خداوند کے سچے پرستار میری شکرگذاری میں شریک ہونگے۔

---

۱۴۳ زبور

اوّل۔ مزمور نویس تسلیم کرتا ہے کہ اس کے دکھ اس کے گناہ کی سزا ہیں۔ وہ رحم کے لئے دعا کرتا ہے۔ (۱-۶)

دوم۔ جلد جواب ملنے کے لئے درخواست (۷-۱۲)

اس مزمور کے دو یکساں حصے ہیں جن کو لفظ سلاہ جدا کرتا ہے۔

مضمون سے پتا لگتا ہے کہ خداوند کا بندہ جو متکلم ہے وہ قوم اسرائیل ہے جو

جلاوطنی میں بڑی گزر رہی تھی۔ یہ بھی ممکن ہے کہ مزمور نویس اپنے لئے دعا کر رہا ہو۔ سترون کے ترجمہ میں اس کے عنوان میں یہ الفاظ بھی آتے ہیں "جب اس کا بیٹا (یعنی ابی سلوم اس کا بیٹا) اس کا تعاقب کر رہا تھا" لیکن مضمون اس موقع کے موزون معلوم نہیں۔

زبور ۱۴۳۔ داؤد کا مزمور۔

(۱) اے خداوند! میری دعا سن۔ میری التجا پر کان لگا۔ اپنی وفاداری اور صداقت میں مجھے جواب دے (۲) اور اپنے بندے کو عدالت میں نہ لا کیونکہ تیری نظر میں کوئی آدمی راستباز نہیں ٹھہر سکتا۔ (۳) اس لئے کہ دشمن نے میری جان کو ستایا ہے۔ اس نے میری زندگی کو خاک میں ملا دیا اور مجھے اندھیری جگہوں میں اُن کی مانند بسایا ہے جن کو مرے مدت ہوگئی ہو (۴) اسی سبب سے مجھ میں میری جان نڈھال ہے اور میرا دل مجھ میں بیکل ہے۔ (۵) میں گذشتہ زمانوں کو یاد کرتا ہوں۔ میں تیرے سب کاموں پر غور کرتا ہوں اور تیری دستکاری پر دھیان کرتا ہوں۔ (۶) میں اپنے ہاتھ تیری طرف پھیلاتا ہوں۔ میری جان خشک زمین کی مانند تیری پیاسی ہے۔ (سلاہ) (۷) اے خداوند! جلد مجھے جواب دے۔ میری روح گداز ہو چلی۔ اپنا چہرہ مجھ سے نہ چھپا۔ ایسا نہ ہو کہ میں قبر میں اترنے والوں کی مانند ہو جاؤں۔ (۸) صبح کو مجھے اپنی شفقت کی خبر دے کیونکہ میرا توکل تجھ پر ہے مجھے وہ راہ بتا جس پر میں چلوں کیونکہ میں اپنا دل تیری ہی طرف لگاتا ہوں (۹) اے خداوند! مجھے میرے دشمنوں سے رہائی بخش کیونکہ میں پناہ کے لئے تیرے پاس بھاگ آیا ہوں۔ (۱۰) مجھے سکھا کہ تیری مرضی پر چلوں اس لئے کہ تو میرا خدا ہے تیری نیک روح مجھے راستی کے ملک میں لے چلے۔ (۱۱) اے خداوند! اپنے نام کی خاطر مجھے زندہ کر۔ اپنی صداقت میں میری جان کو مصیبت سے نکال۔ (۱۲) اپنی شفقت سے میرے دشمنوں کو کاٹ ڈال اور میری جان کے سب دکھ دینے والوں کو ہلاک کر دے کیونکہ میں تیرا بندہ ہوں۔

۱۔ "صداقت" سے مراد اُس کی سیرت سے مطابقت ہے۔ اسی طرح اُس کی "وفاداری" کا تقاضا ہے کہ وہ اپنے عہد سے خلاف ورزی نہ کریگا کیونکہ اس نے اپنے تئیں رحم اور معافی کا خدا منکشف کیا ہے۔ (خروج ۳۴: ۵-۷) نیز دیکھو ۱-یوحنا ۱: ۹ و زبور ۵: ۸ و ۳۱: ۱۔

۲۔ "راستباز نہیں ٹھہر سکتا" مقابلہ کرو زبور ۱۳۰: ۳ و ایوب ۴: ۱۷ و ۹: ۲ و ۱۵: ۱۴ و ۲۵: ۴۔ پولس نے اس آیت کا حوالہ دیا۔ (رومیوں ۳: ۲۰ اور گلتیوں ۲: ۱۶)

۳۔ مقابلہ کرو ۸۸: ۵ و ۶؛ ۳-۶ و نوحہ ۳: ۶۔
"اندھیری جگہوں" یعنی مصیبت یا قید میں۔
"مرے مدت گذر گئی" خدا نے بھی اور انسان نے بھی ان کو فراموش کر دیا (۸۸: ۵) یا جو ہمیشہ کے لئے مر گئے اور پھر کبھی زندہ نہ ہونگے۔ (یرمیاہ ۵۱: ۳۹ و ۵۷ و عظ ۱۲: ۵)

۴۔ "نڈھال" بے حرکت (دانی ایل ۸: ۲۷)

۵۔ "گذشتہ" خدا کے گذشتہ کاموں کو یاد کر کے اُس کی مایوسی اور بھی بڑھ جاتی ہے۔

۶۔ "خشک زمین کی مانند . . . . پیاسی ہے" (۶۳: ۱) بارش خدا کی برکت کا نشان تھا (۶۸: ۹)

۷۔ (مقابلہ کرو ۶۹: ۱۷ و ۱۰۲: ۲ و ۲۷: ۹ و ۸۴: ۲ و ۲۸: ۱)

۸۔ (۹۰: ۱۴)

۱۰۔ "مجھے سکھا" (۲۵: ۴ و ۵ و ۴۰: ۸)
"نیک روح" (نحمیاہ ۹: ۲۰)
"راستی کے ملک میں" (استثنا ۴: ۴۳) ایک حرف کی تبدیلی سے اس کے معنی "ہموار زمین" ہو جاتے ہیں (دیکھو ۲۷: ۱۱)

۱۱۔ زندگی کے لیے دعا۔ ۱۱۹ مزمور کا خلاصہ۔
"اپنے نام کی خاطر" (۲۵: ۱۱)

۱۲۔ "کاٹ ڈال" (۹۴: ۲۳)
"کیونکہ میں تیرا بندہ ہوں" اس لئے تیری حفاظت کا مستحق ہوں (۸۶: ۲ و ۴ و ۱۱۶: ۱۶ و ۱۱۹: ۱۷)

۱۴۴ زبور

پہلا حصہ۔ اوّل مزمور نویس خداوند کی تعریف کرتا ہے کیونکہ وہ فتح بخشنے والا ہے (۱ و ۲)
دوم۔ وہ ایسا مہربان ہے کہ حقیر انسان کی بھی فکر کرتا ہے۔ (۳ و ۴)
سوم۔ خداوند آ کر میرے لئے مداخلت کرے کیونکہ بے ایمانوں نے مجھے سخت دُکھ دیا ہے (۵-۸)

دوسرا حصہ۔ شکر گذاری کی منت (۹-۱۱)

تیسرا حصہ۔ خداوند کی اُمت کے امن اور بختاوری کا بیان (۱۲-۱۵)

یہ مزمور دیگر مزامیر سے تالیف کیا گیا یعنی زبور ۱۸ و ۸ و ۲۹ و ۱۰۴ و ۳۳ سے۔ غالباً ۱۲-۱۵ آیات مؤلف نے خود لکھیں۔

اس مزمور پر داؤد کا نام آیا ہے۔ غالباً اس لئے کہ وہ زبور ۱۸ سے مشابہ ہے یا اس لئے کہ آیت ۱۰ میں داؤد کا نام آیا ہے۔

سترُوں کے ترجمہ میں یہ بھی لکھا ہے "جو جولیت کے مقابلہ میں" تاہم میں ۱۰ آیت کی نسبت یہ کہا ہے "جولیت کی بری تلوار سے"

زبور ۱۴۴ — داؤد کا مزمور

(۱) خداوند میری چٹان مبارک ہو جو میرے ہاتھوں کو جنگ کرنا اور میری انگلیوں کو لڑنا سکھاتا ہے۔ (۲) وہ مجھ پر شفقت کرنے والا اور میرا چھڑانے والا۔ وہ میری سپر اور میری پناہ گاہ ہے جو میرے لوگوں کو میرے تابع کرتا ہے۔ (۳) اے خداوند! انسان کیا ہے کہ تو اُسے یاد رکھے اور آدم زاد کیا ہے کہ تو اُس کا خیال کرے؟ (۴) انسان بطالت کی مانند ہے۔ اُس کے دن ڈھلتے سایہ کی مانند ہیں۔ (۵) اے خداوند! آسمانوں کو جھکا کر اُتر آ۔ پہاڑوں کو چھو تو اُن سے دھواں اُٹھیگا۔ (۶) بجلی گرا کر اُن کو پراگندہ کر دے۔ اپنے تیر چلا کر اُن کو شکست دے۔ (۷) اوپر سے ہاتھ بڑھا مجھے رہائی دے اور بڑے سیلاب یعنی پردیسیوں کے ہاتھ سے چھڑا۔ (۸) جن کے منہ سے بطالت نکلتی رہتی ہے۔

اور جن کا دہنا ہاتھ جھوٹ کا دہنا ہاتھ ہے۔ (۹) اے خدا! میں تیرے لئے نیا گیت گاؤں گا۔ دس تار والی بربط پر میں تیری مدح سرائی کروں گا۔ (۱۰) وہی بادشاہوں کو نجات بخشتا ہے اور اپنے بندے داؤد کو مہلک تلوار سے بچاتا ہے۔ (۱۱) مجھے بچا اور پردیسیوں کے ہاتھ سے چھڑا جن کے منہ سے بطالت نکلتی رہتی ہے اور جن کا دہنا ہاتھ جھوٹ کا دہنا ہاتھ ہے۔ (۱۲) جب ہمارے بیٹے جوانی میں قد آور پودوں کی مانند ہوں اور ہماری بیٹیاں محل کے کونے کے لئے تراشے ہوئے پتھروں کی مانند ہوں۔ (۱۳) جب ہمارے کھتے بھرے ہوں جن سے ہر قسم کی جنس مل سکے اور ہماری بھیڑ بکریاں ہمارے کوچوں میں ہزاروں اور لاکھوں بچے دیں۔ (۱۴) جب ہمارے بیل خوب لدے ہوں جب نہ رخنہ ہو نہ خروج اور نہ ہمارے کوچوں میں واویلا ہو۔ (۱۵) مبارک ہے وہ قوم جس کا یہ حال ہے۔ مبارک ہے وہ قوم جس کا خدا خداوند ہے۔

۱- "چٹان"۔ (۱۸: ۴۶)
"جنگ کرنا ... سکھاتا ہے" (۱۸: ۳۴)
"انگلیوں" میں شاید کمان کی طرف اشارہ ہے۔ (۱۸: ۳۴)
۲- "شفقت کرنے والا" (۵۹: ۱۰، ۱۷)
"میرا چھڑانے والا" (۲- سموئیل ۲۲: ۲)
"تابع کرتا ہے" (۲- سموئیل ۲۲: ۴۸ و زبور ۱۸: ۴۷)
۳- (۸: ۴ و ۲- سموئیل ۷: ۱۸)
۴- "بطلان" سانس۔ پھونک (۳۹: ۵ و ۱۱)
۵- (۱۸: ۹ و ۱۴: ۳۲)
۶- (۱۸: ۱۴ و ۲- سموئیل ۲۲: ۱۵)
۸- "بطالت" جھوٹ (۱۲: ۲ و ۴۱: ۶)
"دہنا ہاتھ" قسم کھانے کے لئے اٹھایا جاتا تھا۔

۹- ۳۳: ۲ و ۳ سے لی گئی۔
"اے خدا" دوسری اور تیسری کتابوں کے الوہشک مزامیر کی تقلید۔ چوتھی اور پانچویں کتابوں میں سوائے زبور ۱۰۸ کے کسی اور جگہ یہ نام خداوند کے لئے نہیں آیا۔
۱۰- (۱۸: ۵۰)
"بادشاہوں کو ..." یعنی عموماً نہ صرف بنی اسرائیل کے بادشاہوں کو۔
"اپنے بندے داؤد" یعنی خدا کی امت کے کامل بادشاہ کو (حزقی ایل ۳۴: ۲۳)
"مہلک" یعنی جنگ کی مصیبت سے۔ تاگم میں یہاں یہ الفاظ ہیں "جولیت کی تلوار سے"۔
۱۱- ۷ و ۸ آیات کی دعا کا تکرار ہے۔
۱۲- "ہمارے بیٹے"۔ (۱۲۸: ۳)
"پودوں" یعنی نوخیز پودے۔
"قد آور" پھل کے لئے بھی ہو سکتا ہے اور پودوں کے لئے بھی اور درختوں کے لئے بھی (یسعیاہ ۱: ۲۹ و ۴۴: ۱۴)
"تراشے ہوئے پتھروں کی مانند" اس جملے کے ٹھیک معنی معلوم نہیں ہوئے دو ترجمے اس جملے کے ممکن ہیں۔
(ا) "ہماری بیٹیاں محل کے ستونوں کی طرح ارغوانی لباس پہنے ہوں"
(ب) "ہماری بیٹیاں کونے کے پتھروں کی طرح محل کے نمونے پر تراشی گئی ہوں" یعنی مضبوط اور خوبصورت ہوں۔
۱۳- "کھتے بھرے ہوں" اس سے پتہ لگتا ہے کہ یہ مزمور بحالی کے زمانے میں لکھا گیا۔
"ہمارے کوچوں میں" ہمارے میدانوں یا کھیتوں میں زیادہ بہتر ترجمہ ہوگا
۱۴- "ہمارے بیل" جو محنت کے لئے مضبوط ہوں۔ جس لفظ کا ترجمہ "بیل" کیا گیا اس کا دوسرا ترجمہ "سردار" ہو سکتا ہے (الوفیم) (زکریاہ ۱۲: ۵-۶)
"رخنہ" یعنی دشمن کی طرف سے ملک پر حملہ اور فصیل میں کوئی دراڑ نہ ہو جس سے

دشمن اندر گھس سکے۔ (نحمیاہ ۶: ۱)

"خروج" دشمن کے آگے پھیر کرنے کے لئے (عاموس ۴: ۳ و ۲۔ سلاطین ۲۴: ۱۲) یا جلاوطنی میں جانے کے لئے (یرمیاہ ۳۹: ۱۴)۔ یا دشمن کے حملے کو روکنے کے لئے۔

"واویلا" دشمن کے حملے کے وقت شہریوں کی طرف سے یا مصیبت کے لئے ماتم کا شور (یرمیاہ ۱۴: ۲۔ ۴۶: ۱۲)

"کوچوں" یا چوکوں میں جو کھلی جگہ شہر کے دروازوں کے اندر ہوتی ہے جہاں عدالت ہوتی یا منڈی لگتی تھی۔

۱۵۔ مقابلہ کرو ۳۳: ۱۲ سے۔

زبور ۱۴۵

اس میں اسرائیل کے خدا کی مدح ہے جس کی سلطنت عالمگیر اور ابدی ہے۔ جب اسرائیل یہ تعریف کے گیت گانا شروع کرتا ہے تو وہ قناعت نہ کریگا جب تک ساری خلقت اس میں شریک نہ ہو۔ (۲۱ و ۱)

متکلم مزمور نویس یا قوم اسرائیل ہے۔ اس مجموعہ (۱۴۵ - ۱۵۰) کے مزامیر عبادت میں استعمال کے لئے تصنیف کئے گئے۔ ۱۴۹ مزمور کو مکابی زمانے کی تصنیف سمجھا جاتا ہے۔ یشوع بن سیرخ کی کتاب کا عبرانی نسخہ جو حال ہی میں ملا ظاہر کرتا ہے کہ اس کتاب کا مصنف ۱۴۷، ۱۴۸ مزامیر سے واقف تھا اس لئے یہ مزامیر ۱۸۰ ق م سے پہلے کے نہ ہونگے۔ ۱۴۷ مزمور نحمیاہ کے دنوں میں یروشلم کی دیواروں کی تقدیس کے لئے بنایا گیا۔ اور ایسے ہی اشارے مزمور ۱۴۶ میں پائے جاتے ہیں اس لئے یہ سارا مجموعہ اسی زمانے کا ہوگا۔ شمعون بن یوحنان کا ذکر یشوع بن سیرخ کی کتاب کے پچاسویں باب میں آیا ہے۔ یہ شمعون اول ہوگا (۳۱۰ ق م سے ۲۹۱ ق م) یا شمعون دوم (۲۱۹ - ۱۹۹ ق م) صرف اسی مزمور کے عنوان میں لفظ "مدح" (تہلاہ) آیا ہے جس کی وجہ سے زبور کی ساری کتاب تہلیم (مدحیں) کہلاتی ہے۔ یہ حروف تہجی کے مطابق ہے اور سب آیتیں دو مصرعے ہیں جن کے شروع میں حروف تہجی ترتیب وار آتے ہیں۔ ۱۳ و ۱۴ آیات کے درمیان وہ آیت گر گئی ہے جس کے شروع میں نون تھا۔ شاید اس وجہ سے کہ عاموس ۵: ۲ کا منحوس جملہ نون سے شروع ہوتا تھا۔ البتہ سپتواجنٹ کے ترجمہ

میں نون آیت ہے۔ لیکن اس کے اصلی ہونے کے بارے میں شک ہے۔

عبادت خانہ میں دو دفعہ صبح کی نماز کے وقت اور ایک دفعہ شام کی نماز کے وقت یہ مزمور گایا جاتا تھا۔ تالمود میں لکھا ہے کہ جو کوئی ہر روز تین دفعہ یہ مزمور پڑھے وہ آنے والے جہان کا فرزند بن جائیگا۔ قدیم کلیسیا میں یہ مزمور دوپہر کے وقت پڑھا جاتا تھا۔ کرسسٹم صاحب نے ذکر کیا کہ عشائے ربانی کی نماز میں یہ پڑھا جاتا تھا۔ عید نزول کے خاص مزامیر میں سے ایک یہ مزمور ہے کیونکہ اس دن یہ منایا جاتا ہے کہ خدا کی سلطنت عالمگیر اور ابدی ہے۔

زبور ۱۴۵ - داؤد کا مزمور۔ مدح۔

(۱) الف - اے میرے خدا! اے بادشاہ! میں تیری تمجید کرونگا اور ابد الآباد تیرے نام کو مبارک کہونگا۔ (۲) ب - میں ہر روز تجھے مبارک کہونگا اور ابد الآباد تیرے نام کی ستائش کرونگا۔ (۳) ج - خداوند بزرگ اور بیحد ستائش کے لائق ہے۔ اس کی بزرگی ادراک سے باہر ہے۔ (۴) د - ایک پشت دوسری پشت سے تیرے کاموں کی تعریف اور تیری قدرت کے کاموں کا بیان کریگی۔ (۵) ہ - میں تیری عظمت کی جلالی شان پر اور تیرے عجائب پر غور کرونگا (۶) و - اور لوگ تیری قدرت کے ہولناک کاموں کا ذکر کرینگے اور میں تیری بزرگی بیان کرونگا۔ (۷) ز - وہ تیرے بڑے احسان کی یادگار کا بیان کرینگے اور تیری صداقت کا گیت گائینگے۔ (۸) ح - خداوند رحیم و کریم ہے۔ وہ قہر کرنے میں دھیما اور شفقت میں غنی ہے۔ (۹) ط - خداوند سب پر مہربان ہے اور اس کی رحمت اس کی ساری مخلوق پر ہے۔ (۱۰) ی - اے خداوند! تیری ساری مخلوق تیرا شکر کریگی اور تیرے مقدس تجھے مبارک کہینگے۔ (۱۱) ک - وہ تیری سلطنت کے جلال کا بیان اور تیری قدرت کا چرچا کرینگے۔ (۱۲) ل - تاکہ بنی آدم پر اس کی قدرت کے کاموں کو اور اس کی سلطنت کے جلال کی شان کو ظاہر کریں۔ (۱۳) م - تیری سلطنت

ابدی سلطنت ہے اور تیری حکومت پُشت در پُشت۔ (۱۴) خداوند گرتے ہوئے کو سنبھالتا اور جُھکے ہوئے کو اُٹھا کھڑا کرتا ہے (۱۵) سب کی آنکھیں تجھ پر لگی ہیں۔ تُو اُن کو وقت پر اُن کی خوراک دیتا ہے (۱۶) تُو اپنی مُٹھی کھولتا ہے اور ہر جاندار کی خواہش پوری کرتا ہے۔ (۱۷) خداوند اپنی سب راہوں میں صادق اور اپنے سب کاموں میں رحیم ہے۔ (۱۸) خداوند اُن سب کے قریب ہے جو اُس سے دُعا کرتے ہیں۔ یعنی اُن سب کے جو سچائی سے دُعا کرتے ہیں۔ (۱۹) جو اُس سے ڈرتے ہیں وہ اُن کی مراد پوری کریگا۔ وہ اُن کی فریاد سُنیگا اور اُن کو بچالیگا (۲۰) خداوند اپنے سب محبت رکھنے والوں کی حفاظت کریگا لیکن سب شریروں کو ہلاک کر ڈالیگا۔ (۲۱) میرے مُنہ سے خداوند کی ستایش ہوگی اور ہر بشر اُس کے پاک نام کو ابدالآباد مبارک کہے۔

۱۔ جو اسرائیل کا خدا ہے وہ سب کا "بادشاہ" ہے۔

"ابدالآباد" خدا کی اُمت ہونے کی حیثیت سے قوم اسرائیل غیر فانی ہے (حبقوق ۱:۱۲)۔ اس ابدی بادشاہ کے دھیان میں مزمور نویس اپنے فانی ہونے کو بھول جاتا ہے۔

۴۔ "قدرت کے کام" یعنی تخلیق کے کام (۲۰:۶ و ۱۰۶:۲)

۵۔ "قدرت۔ عظمت" بزرگی یہ خدا کی صفات ہیں جو بادشاہ بھی ہے (۲۱:۵ و ۴۵:۱۰ و ۹۶:۶)

"ہولناک کام" عجیب قدرت والے کام۔ یا یہوواہ خود ہولناک کہلاتا ہے۔ (استثنا ۱۰:۱۷)

۷۔ "بڑے احسان" (۳۱:۱۹ و یسعیاہ ۶۳:۷)

۸۔ لفظ بلفظ خروج ۳۴:۶ سے لیا گیا۔

۱۰۔ "مقدس" یعنی جن پر تُو مہربان ہے۔

۱۳۔ (دانی ایل ۴:۳)

"ابدی سلطنت" یا زمانوں کی سلطنت۔

۱۴۔ "گرتے ہوئے" یہ ارامی لفظ ہے جو صرف یہاں اور ۱۴۶:۸ میں آتا ہے۔

۱۵۔ خدا کو ایک صاحب خانہ سے تشبیہ دی گئی جو اپنے گھر کی اشیا گھر والوں کے درمیان بانٹتا ہے۔ (۱۰۴:۲۷)

۱۶۔ "خواہش پوری کرتا ہے" (۱۰۴:۲۸)

۱۷۔ "صادق" یعنی اپنی سیرت کے مطابق۔

۱۸۔ "قریب ہے" تاکہ جواب دے اور مدد کرے۔ (استثنا ۴:۷ و زبور ۳۴:۱۸ و ۱۱۹:۱۵۱)

"سچائی سے" کیونکہ ریاکاروں پر وہ شفقت نہیں کرتا۔ (یسعیاہ ۱۰:۲۰ و یوحنا ۴:۲۳ و ۲۴)

۱۹ و ۲۰۔ مذہب میں خوف و محبت دونو لازم و ملزوم ہیں۔

۲۰۔ نیکوں کی فتح شریروں کی شکست پر دال ہے (۱۴۳:۱۲)

۱۴۶ زبور

خدا حقیقی مددگار ہے اس لئے اس کی تعریف کرو۔ اور اسرائیل کو آگاہ کیا کہ آدمی پر بھروسہ نہ رکھے۔ پانچ ہیلیلویاہ مزامیر میں یہ پہلا ہے اور کئی امور میں ۱۴۵ زبور سے مشابہ ہے۔

اس مزمور اور ما بعد تین مزامیر (۱۴۵-۱۴۸) ستروں کے ترجمہ میں اور ۱۴۶ سے ۱۴۸ عبرانی میں ہیں کیونکہ ۱۴۷ مزمور کے دو حصے کئے گئے۔ ستروں میں عنوان کے ساتھ حجی و زکریاہ کا بھی ذکر ہے جیسا کہ ۱۳۸ مزمور میں۔ یہ مزامیر نحمیاہ کے زمانے سے پہلے کے ہیں دوسری ہیکل کی عبادت میں استعمال ہوتے تھے۔ عبادت خانہ میں صبح کی نماز کے وقت یہ مزامیر (۱۴۶-۱۵۰) استعمال ہوتے تھے۔

زبور ۱۴۶۔ (۱) خداوند کی حمد کرو۔ اے میری جان خداوند کی حمد کر۔ (۲) میں عمر بھر خداوند کی حمد کرونگا۔ جب تک میرا وجود ہے میں اپنے خدا کی مدح سرائی کرونگا۔ (۳) نہ امرا پر بھروسا کرو نہ آدم زاد پر۔ وہ بچا نہیں سکتا۔ (۴) اُس کا دم نکل جاتا ہے تو وہ مٹی میں مل جاتا ہے اُسی دن اُس کے منصوبے فنا ہو جاتے ہیں۔ (۵)

خوش نصیب ہے وہ جس کا مددگار یعقوب کا خدا ہے اور جس کی اُمید خداوند اُس کے خدا سے ہے۔ (۶) جس نے آسمان اور سمندر کو اور جو کچھ اُن میں ہے بنایا۔ جو سچائی کو ہمیشہ قائم رکھتا ہے۔ (۷) جو مظلوموں کا انصاف کرتا ہے۔ جو بھوکوں کو کھانا دیتا ہے۔ خداوند قیدیوں کو آزاد کرتا ہے۔ (۸) خداوند اندھوں کی آنکھیں کھولتا ہے۔ خداوند جھکے ہوئے کو اُٹھا کھڑا کرتا ہے۔ خداوند صادقوں سے محبت رکھتا ہے۔ (۹) خداوند پردیسیوں کی حفاظت کرتا ہے۔ وہ یتیم اور بیوہ کو سنبھالتا ہے لیکن شریروں کی راہ ٹیڑھی کر دیتا ہے۔ (۱۰) خداوند ابد تک سلطنت کریگا۔ اے صیون! تیرا خدا پشت در پشت۔ خداوند کی حمد کرو۔

۱۔ "حمد کرو" ہلیلویاہ کا ترجمہ۔ ۱۰۴: ۳۵ کی شرح دیکھو۔

"میری جان" مزمور نویس اپنے سے مخاطب ہے اور ایسے الفاظ استعمال کرتا ہے جس سے دوسروں میں بھی حمد کرنے کا شوق پیدا ہو۔

۲۔ ۱۰۴: ۳۳ کے مطابق۔

۳۔ مقابلہ کرو ۱۱۸: ۸ و ۹ سے۔ نیز دیکھو یرمیاہ ۱۷: ۵۔

"اُمرا" غالباً غیر قوم سردار۔ شاید ملک میں کوئی ایسا فریق ہو جو غیر ملکی اتحاد کا حامی ہو۔

۴۔ جب ۱۔ مکابی کے مصنف نے ۲: ۶۳ آیت لکھی تو اُس کے دل میں یہ آیت ۱۰۴: ۲۹ نقش ہوگی۔

۵۔ مقابلہ کرو ۳۳: ۱۲ و ۱۴۴: ۱۵

۶۔ انسان کی کمزوری اور فنا پذیری سے خدا کی قدرت کمال اور وفاداری کا مقابلہ کیا گیا۔ (۱۲۱: ۲ و ۱۲۴: ۸ و نحمیاہ ۹: ۶ و اعمال ۴: ۲۴)

۷۔ مسیح کے معجزات میں یہ کام ظاہر ہوئے۔

"خداوند" ان آیات میں پے در پے پانچ دفعہ یہ نام خداوند (یہوواہ) آیا ہے جس سے تاکید پائی جاتی ہے کہ یہی وہ ہے جو ایسے کام کرتا ہے۔

۸۔ "اندھوں" کو روحانی اندھے بھی شامل ہیں دیکھو یسعیاہ ۲۹: ۱۸ و ۳۵: ۵ و استثنا

۲۸: ۲۹)

۹۔ "پردیسیوں" یعنی غیر ملکی لوگ جو یہاں بستے تھے اور جن کو شہری حقوق حاصل نہ تھے۔ (۹۴: ۶)

"یتیم اور بیوہ" ۔۔۔۔ ان میں سب بیکس لوگ شامل ہیں ان کی حفاظت خداوند کرتا ہے۔

"ٹیڑھی" یعنی وہ اپنی مراد حاصل نہیں کر سکتے یا وہ ہلاکت کی طرف چلے جاتے ہیں۔

۱۰۔ مقابلہ کرو خروج ۱۵: ۱۸ سے۔ صیون کا خدا ایسا ہے۔ وہ ازلی ابدی ہے اُس کی حکومت دُنیاوی بادشاہوں کی طرح عارضی نہیں۔

---

۱۴۷ زبور

یروشلیم کی بحالی کے لئے پُرجوش حمد۔ اس کے تین حصے ہیں:۔

ا۔ یروشلیم کے بحال کنندہ خداوند کی حمد کرو۔ (۱-۶)

ب۔ وہ سب پر مہربان ہے اس لئے اس کی حمد کرو۔ (۷-۱۱)

ج۔ امن اور بختاوری کے لئے اس کی حمد کرو (۱۲-۲۰)

غالباً یہ مزمور اس وقت لکھا گیا جب نحمیاہ نے یروشلیم کی فصیلوں کی تقدیس کی (نحمیاہ ۱۲: ۲۷-۴۳)۔ یروشلیم کی دیواروں کی تکمیل کے بعد نحمیاہ نے لاویوں کو بلایا کہ وہ یروشلیم میں جمع ہوں۔ کاہنوں اور لاویوں نے اپنے تئیں پاک صاف کیا اور پھر جماعت اور پھاٹکوں اور دیواروں کو پاک صاف کیا۔

کچھ عرصے کے بعد شمعون بن یوحنان نے بھی یروشلیم کی دیواروں کو بحال کیا (یشوع بن سیرخ کی کتاب ۵۰: ۴) اس لئے بعضوں نے اس موقع سے اس مزمور کو منسوب کیا۔ سترون کے ترجمہ نے اس مزمور کو دو حصوں میں تقسیم کیا ہے ۱-۱۱ تک کو ۱۴۶ اور ۱۲-۲۰ تک کو ۱۴۷ مزمور اور ان دونوں پر الفاظ "ہلیلویاہ حجی اور زکریاہ کا"۔ پائے جاتے ہیں۔

زبور ۱۴۷ ۔ (۱) خداوند کی حمد کرو کیونکہ خدا کی مدح سرائی کرنا بھلا ہے۔ اس لئے کہ یہ دل پسند اور ستائش زیبا ہے۔ (۲) خداوند یروشلیم کو تعمیر کرتا ہے وہ اسرائیل کے جلاوطنوں کو جمع کرتا ہے۔ (۳) وہ شکستہ

دلوں کو شفا دیتا ہے اور اُن کے زخم باندھتا ہے۔ (۴) وہ ستاروں کو شمار کرتا ہے اور اُن سب کے نام رکھتا ہے۔ (۵) ہمارا خداوند بزرگ اور قدرت میں عظیم ہے۔ اُس کے فہم کی انتہا نہیں۔ (۶) خداوند حلیموں کو سنبھالتا ہے۔ وہ شریروں کو خاک میں ملا دیتا ہے۔ (۷) خداوند کے حضور شکرگذاری کا گیت گاؤ۔ ستار پر ہمارے خدا کی مدح سرائی کرو۔ (۸) جو آسمان کو بادلوں سے ملبّس کرتا ہے جو زمین کے لئے مینہ تیار کرتا ہے جو پہاڑوں پر گھاس اُگاتا ہے۔ (۹) جو حیوانات کو خوراک دیتا ہے اور کوّے کے بچوں کو جو کائیں کائیں کرتے ہیں۔ (۱۰) گھوڑے کے زور میں اُس کی خوشنودی نہیں نہ آدمی کی ٹانگوں سے اُسے کوئی خوشی ہے۔ (۱۱) خداوند اُن سے خوش ہے جو اُس سے ڈرتے ہیں اور اُن سے جو اُس کی شفقت کے اُمیدوار ہیں۔ (۱۲) اے یروشلیم! خداوند کی ستایش کر۔ اے صیون! اپنے خدا کی ستایش کر۔ (۱۳) کیونکہ اُس نے تیرے پھاٹکوں کے بینڈوں کو مضبوط کیا ہے۔ اُس نے تیرے اندر تیری اولاد کو برکت دی ہے۔ (۱۴) وہ تیری حدود میں امن رکھتا ہے۔ وہ تجھے اچھے سے اچھے گیہوں سے آسودہ کرتا ہے۔ (۱۵) وہ اپنا حکم زمین پر بھیجتا ہے۔ اُس کا کلام نہایت تیز رو ہے۔ (۱۶) وہ برف کو اُون کی مانند گراتا ہے اور پالے کو راکھ کی مانند بکھیرتا ہے۔ (۱۷) وہ یخ کو لقموں کی مانند پھینکتا ہے۔ اُس کی ٹھنڈ کو کون سہ سکتا ہے؟ (۱۸) وہ اپنا کلام نازل کر کے اُن کو پگھلا دیتا ہے وہ ہوا چلاتا ہے اور پانی بہنے لگتا ہے۔ (۱۹) وہ اپنا کلام یعقوب پر ظاہر کرتا ہے اور اپنے آئین و احکام اسرائیل پر۔ (۲۰) اُس نے کسی اور قوم سے ایسا سلوک نہیں کیا اور اُس کے احکام کو اُنہوں نے نہیں جانا۔ خداوند کی حمد کرو۔

ا۔ "خداوند کی حمد کرو" ہلیلویاہ۔ اس گروہ کے دوسرے مزامیر کی طرح الگ ہونا چاہئے۔ (۱۰۴: ۳۵) لیکن یہاں آیت ا کا حصہ لیا گیا حالانکہ ستروں کے

ترجمہ میں ہلیلویاہ بھی ہے۔ "خداوند کی حمد کرو" بھی جیسے مزامیر ۱۱۱: ۱ میں۔ اس کے مطابق یہ آیت یوں ہوگی۔

"ہلیلویاہ۔ خداوند کی حمد کرو۔ کیونکہ یہ بھلا ہے
خدا کی مدح سرائی کرو کہ یہ دلپسند اور زیبا ہے"

۲ و ۳۔ خداوند یروشلیم کے لئے بھلا ہے۔

"تعمیر کرتا ہے" شہر کی بحالی اور از سرِ نو آبادی مراد ہے یہ گویا جاری ہے۔

"جمع کرتا ہے" مقابلہ کرو استثنا ۳۰: ۱-۴ و یسعیاہ ۵۶: ۸ و ۱۱: ۱۲ و نحمیاہ ۱: ۹ سے۔ نیز دیکھو یشوع بن سیرخ کی کتاب ۵۱: ۷ و ۱۲ جہاں اس کی نقل کی گئی ہے۔

۳۔ (یسعیاہ ۶۱: ۱ و ہوسیع ۶: ۱) یہاں اسرائیل کی حالت کا ذکر ہے جو جلاوطنی غم و مایوسی سے بچا لیا گیا۔ مقابلہ کرو نحمیاہ ۱: ۴ و ۲: ۳ سے۔

۴ و ۵۔ آیات کے لئے دیکھو یسعیاہ ۴۰: ۲۶ و ۲۸۔ یاہواہ کی حمد کی بنیاد اُس کی ہمہ دانی اور قدرتِ مطلق ہے۔

"ستاروں کا شمار کرتا" جو انسان کے لئے بیشمار ہیں (پیدایش ۱۵: ۵) بلکہ ان کا شمار مقرر کرتا ہے (یسعیاہ ۴۰: ۲۶)

"نام رکھتا ہے" یعنی ہر ایک ستارے سے جداگانہ واقف ہے (یسعیاہ ۴۰: ۲۶)

۵۔ مقابلہ کرو (یسعیاہ ۴۰: ۲۶)

"فہم کی انتہا نہیں" وہ ستاروں کو گنتا ہے لیکن اُس کی حکمت کو کوئی گن نہیں سکتا۔ دیکھو یشوع بن سیرخ کی کتاب ۳۹: ۲۰۔

۶۔ خداوند کی طاقت اُس کی اخلاقی حکومت سے ظاہر ہوتی ہے (۹: ۳۶)

"حلیموں" جنہوں نے دکھوں کے مکتب میں تعلیم پائی۔

۷-۱۱۔ دوبارہ دعوت خداوند کی حمد کے لئے۔

۷۔ (۹۸: ۵)

۸۔ (۱۰۴: ۱۳ و ۱۴)

"پہاڑوں پر" بلا انسانی محنت اور کاشت کے۔

۹- (۱۴۵: ۱۵ و ایوب ۳۸: ۴۱ و لوقا ۱۲: ۲۴)

۱۰ و ۱۱- کے ساتھ مقابلہ کرو ۳۳: ۱۶-۱۸ کا- خداوند جسمانی طاقت سے اتنا خوش نہیں جتنا تعظیم اور توکل سے خوش ہوتا ہے۔

"گھوڑے" سے جنگی گھوڑا اور "آدمی" سے جنگی مرد مراد ہے (ایوب ۳۹: ۱۹)

۱۲-۲۰- صیحون کو دعوت حمد کرنے کے لئے۔

۱۲- "اپنے خدا" (۱۴۶: ۱۰)

۱۳- "مضبوط کیا ہے" (نحمیاہ ۳: ۴) یعنی مرمت وغیرہ کے ذریعہ۔
"پھاٹکوں کے بینڈوں" نحمیاہ ۳: ۳ و ۶ و ۱۳ و ۱۴ و ۱۵ کی طرف اشارہ ہے۔

"تیری اولاد" صیحون گویا والدہ ہے اور وہاں کے باشندے اس کے بچے ہیں۔

۱۴- "اچھی سے اچھی گیہوں" قدیم وعدوں کو پورا کیا (زبور ۸۱: ۱۶ و استثنا ۳۲: ۱۴)

۱۵ و ۱۶- دیکھو یسعیاہ ۵۵: ۱۰ و ۱۱)

۱۶- "برف" وسطی اور جنوبی فلسطین میں شاذونادر ہی پڑتی تھی۔
"پالا" یروشلیم میں شاذونادر ہی پایا جاتا تھا- یعنی کہر۔

۱۷- "یخ کو لقموں کی مانند" روٹی کے ٹکڑوں کی طرح۔

۱۹ و ۲۰- مقابلہ کرو استثنا ۴: ۷ و ۸ سے۔

۱۴۸ زبور

اسرائیل اپنی قوم کی بحالی کی خوشی میں آسمان و زمین کو دعوت دیتا ہے کہ حمد گانے میں اس کے ساتھ شریک ہوں (۱-۶)

اور زمین اور جو کچھ اس میں ہے وہ بھی اس کی عظمت کے انکشاف کے لئے اس کی حمد کریں- (۷-۱۳)

قوم کی عزت بحال کرنے کے لئے اس کی حمد کرو- (۱۴)

خلقت کا سرتاج انسان ہے اور اسرائیل یاہوواہ کا خادم ہے نوع انسان کی نجات کے لئے- اس لئے مناسب ہے کہ آسمان و زمین خوشی منائیں کہ خداوند نے بنی اسرائیل کی ذلت کو دور کیا- اسرائیل کی تاریخ سارے جہان کی تاریخ کے لئے خاص معنی رکھتی ہے۔
یہ مزمور بھی عبادت میں استعمال کے لئے کسی خاص موقعہ پر تیار ہوا- یہ مزمور ۱۴۵: ۱۱ کی توسیع ہے۔

زبور ۱۴۸- (۱) خداوند کی حمد کرو- آسمان پر سے اس کی حمد کرو- بلندیوں پر اس کی حمد کرو- (۲) اے اس کے فرشتو! سب اس کی حمد کرو- اے اس کے لشکرو! سب اس کی حمد کرو- (۳) اے سورج- اے چاند- اس کی حمد کرو- اے نورانی ستارو! سب اس کی حمد کرو- (۴) اے فلک الافلاک! اس کی حمد کرو- اور تو بھی اے فضا پر کے پانی- (۵) یہ سب خداوند کے نام کی حمد کریں کیونکہ اس نے حکم دیا اور یہ پیدا ہو گئے- (۶) اس نے ان کو ابدالآباد کے لئے قائم کیا ہے- اس نے اٹل قانون مقرر کر دیا ہے- (۷) زمین پر سے خداوند کی حمد کرو- اے اژدہاؤ اور گہرے سمندرو- (۸) اے آگ اور اولو! اے برف اور کہر! اے طوفانی ہوا! جو اس کے کلام کی تعمیل کرتی ہے- (۹) اے پہاڑو! اور ٹیلو! اے میوہ دار درختو اور سب دیودارو! (۱۰) اے جانورو اور سب چوپایو! اے رینگنے والو اور پرندو- (۱۱) اے زمین کے بادشاہو اور سب امتو! اے امرا اور زمین کے سب حاکمو! (۱۲) اے نوجوانو اور کنواریو! اے بڈھو اور بچو! (۱۳) یہ سب خداوند کے نام کی حمد کریں کیونکہ صرف اسی کا نام ممتاز ہے- اس کا جلال زمین اور آسمان سے بلند ہے- (۱۴) اور اس نے اپنے سب مقدسوں یعنی اپنی مقرب قوم بنی اسرائیل کے فخر کے لئے اپنی قوم کا سینگ بلند کیا- خداوند کی حمد کرو-

۱- یہ حمد آسمان سے شروع ہوتی ہے تاکہ پیچھے سے زمین اس کا جواب دے۔
"بلندیوں پر" یعنی آسمان کی بلندی پر (ایوب ۱۶: ۱۹ و ۲۵: ۲)

۳- "لشکرو" اس میں اجرام فلک اور آسمانی ہستیاں دونو شامل ہیں (ایوب ۳۸: ۷) لیکن یہاں اور ۱۰۳: ۲۱ میں فرشتے ہی مراد ہیں (۱-سلاطین ۲۲: ۱۹ و نحمیاہ ۹: ۶)۔ اجرام فلک کا ذکر آیت ۳ میں آتا ہے۔

۴- "فلک الافلاک" سب سے اعلیٰ و بلند آسمان (۶۸: ۳۳ و استثنا ۱۰: ۱۴ و ۱-سلاطین ۸: ۲۷) یہودیوں کا یہ خیال تھا کہ تین آسمان ہیں۔ (۲-کرنتھیوں ۱۲: ۲) یا سات آسمان ہیں۔

"فضا پر کے پانی" پانی کے بڑے چشموں کی نسبت گمان تھا کہ وہ فضا کے اوپر ہیں جہاں سے بارش آتی ہے۔ (پیدایش ۱: ۶ و زبور ۱۰۴: ۳)۔

۵- "حکم دیا" (۳۳: ۹)

۶- نہ صرف ان کو اس نے پیدا ہی کیا بلکہ ان کو قائم بھی وہی رکھتا ہے۔ "اٹل قانون" جیسے کشش ثقل کا قانون اور دیگر قوانین فطرت ان کو اپنی اپنی جگہ پر قائم رکھتے ہیں۔

۷- "اژدہا" سمندری سانپ (پیدایش ۱: ۲۱)

۸- "آگ- اولے" یعنی بجلی اور اولے (۱۸: ۱۲)

۹- (۱۰۴: ۱۶)

۱۰- سب قسم کے جاندار جنگلی اور پالتو حیوانات- رینگنے والے جانور اور پرندے (پیدایش ۱: ۲۴ و ۲۵ و ۳۱)

۱۱ و ۱۲- سب سے آخر میں انسان کا ذکر ہے جو خلقت کا تاج ہے (پیدایش ۱: ۲۶)

۱۳- "ممتاز ہے" (یسعیاہ ۱۲: ۴)

۱۴- اس نے ایک دفعہ پھر اپنی قوم کو عزت و طاقت بخشی ہے۔ "مقرب قوم" (استثنا ۴: ۷ و زبور ۸۵: ۱۸) کاہنوں کی سلطنت (خروج ۱۹: ۶)

زبور ۱۴۹

اس خوشی بھرے مزمور میں بھی اسرائیل کو دعوت ہے کہ خدا کی حمد کرے کیونکہ وہ

اس کا خالق ہے جس نے اس کو یہ عزت و عظمت عطا کی (۱-۴) اور دوسری ساری قوموں پر فوقیت بخشی (۵-۹)

۱۴۸: ۱۱ میں قوموں کو بھی حمد میں شریک ہونے کی دعوت تھی۔ یہاں ان کی مخالفت ان کو سزا کا مستحق ٹھہراتی ہے۔

یہ مزمور مکابی زمانے سے منسوب کیا جاتا ہے۔ اس زمانے میں قومی جوش اور غیر قوم دشمنوں سے منافرت بکثرت تھی۔ اس گروہ کے ۷۴ و ۸۴ مزامیر یشوع بن سیراخ کی کتاب کے مصنف کو معلوم تھے اس لئے وہ مکابی زمانے سے پہلے لکھے گئے۔ ۱۴۹ مزمور پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ گروہ نحمیاہ کے زمانے میں لکھا گیا۔ اس میں پرانے عہد نامے کی طبیعت کا اظہار ہے نہ کہ نئے عہد نامے کی طبیعت کا۔ مسیحی آدمی کے لئے ایسے مزمور کا استعمال ذرا مشکل ہے۔ البتہ اگر ہم رسول کی یہ ہدایت نہ بھول جائیں جو دو کرنتھی ۱۰: ۴ میں پائی جاتی ہے کہ ہماری لڑائی کے ہتھیار جسمانی نہیں۔ لیکن مزامیر کو مسیحی معیار سے نہ پرکھیں یہ معیار بتدریج سیکھا گیا کہ قوموں پر فتح سیف کے بغیر ایک اور اعلیٰ طریقے سے حاصل ہو سکتی ہے مکاشفہ کی کتاب میں دشمنوں کی سزا کے لئے دعا کی جاتی ہے (۶: ۱۰ و ۱۱: ۱۸ و ۱۹: ۲)

زبور ۱۴۹ (۱) خداوند کی حمد کرو- خداوند کے حضور نیا گیت گاؤ اور مقدسوں کے مجمع میں اس کی مدح سرائی کرو- (۲) اسرائیل اپنے خالق میں شادمان رہے- فرزندان صیون اپنے بادشاہ کے سبب سے شادمان ہوں- (۳) وہ ناچتے ہوئے اس کے نام کی ستایش کریں وہ دف اور ستار پر اس کی مدح سرائی کریں- (۴) کیونکہ خداوند اپنے لوگوں سے خوشنود رہتا ہے- وہ حلیموں کو نجات سے زینت بخشے گا (۵) مقدس لوگ جلال پر فخر کریں- وہ اپنے بستروں پر خوشی سے نغمہ سرائی کریں (۶) ان کے منہ میں خدا کی تمجید اور ہاتھ میں دو دھاری تلوار ہو- (۷) تاکہ قوموں سے انتقام لیں اور امتوں کو سزا دیں- (۸) ان کے بادشاہوں کو زنجیروں سے جکڑیں اور ان کے سرداروں کو لوہے کی بیڑیاں پہنائیں (۹) تاکہ ان کو وہ سزا

دیں جو مرقوم ہے۔ اُس کے سب مقدسوں کو یہ شرف حاصل ہے۔ خداوند کی حمد کرو۔

۱۔ "خداوند کی حمد کرو" ہلیلویاہ (۱۰۴: ۳۵ کی شرح دیکھو)۔
"نیا گیت" نئی رحمتوں کو تسلیم کرکے (۳۳: ۳ و ۹۶: ۱)
"مقدسوں کے مجمع" یا محبوبوں کے مجمع میں (۲۲: ۲۲ و ۲۵)

۲۔ یاہواہ اسرائیل کا خالق ہے۔ (۹۵: ۶ و ۱۰۰: ۳ و یسعیاہ ۴۴: ۲) کیونکہ اُسی نے اسرائیل کو قوم بنایا اور جلاوطنی کے بعد اُس کی قومی زندگی کو بحال کیا۔ اب چونکہ کوئی شخص اُن کا بادشاہ نہ تھا وہ قدیم زمانے کی طرح یاہواہ کو اپنا بادشاہ تسلیم کرتا ہے۔ (۱۔ سموئیل ۸: ۷ و ۱۲: ۱۲)

۳۔ "ناچتے ہوئے" یہودیوں میں دیگر قوموں کی طرح خوشی کا اظہار ناچنے کے ذریعہ کیا جاتا تھا۔ خواہ دینی خوشی کا موقع ہو یا دنیاوی خوشی کا (خروج ۱۵: ۲۰ و قاضی ۱۱: ۳۴ و ۲۔ سموئیل ۶: ۱۴ و یرمیاہ ۳۱: ۴)

۴۔ جو مخلصی ان کو ملی ہے وہ اس امر کا ثبوت ہے کہ خدا نے ان پر پھر شفقت فرمائی۔ (یسعیاہ ۵۴: ۷ و ۸ و ۶۰: ۱۰)
"حلیموں کو" جنہوں نے ذلت اُٹھا کر فروتنی سیکھی۔
"نجات" محض فتح نہیں بلکہ بہبودی اور مختاری بھی اس میں داخل ہیں۔

۵۔ "مقدس لوگ" یا محبوب یعنی قوم اسرائیل۔
"بستروں پر" یعنی رات کے گیت جواب بجائے آنسوؤں اور غم کے ان کو گانے نصیب ہوئے۔ (۴: ۴ و ۶: ۶) اب وہ بلا خوف سو سکتے تھے (نحمیاہ ۴: ۲۳)

۶۔ "دو دھاری تلوار" (قاضی ۳: ۱۶) یا نگلنے والی تلوار (نحمیاہ ۴: ۹)

۸۔ بار بار ذکر ہے کہ قومیں بنی اسرائیل کی تعظیم کریں گی۔ (یسعیاہ ۴۵: ۱۴ و ۴۹: ۷ و ۲۳ و ۶۰: ۳)

۹۔ "اُن کو" یعنی قوموں کو۔
"جو مرقوم ہے" یعنی جو فتوے خداوند نے صادر کئے وہ اس کی کتاب میں مرقوم ہیں۔ (یسعیاہ ۶۵: ۶ و ۱۱: ۱ و ایوب ۱۳: ۲۶)

"یہ شرف" دشمنوں کی شکست ہے۔ یاہواہ کی برگزیدہ اُمّت کی عزت ہوتی ہے۔

۱۵۰ زبور

یہ تمجید زبور کی کتاب کا موزون خاتمہ ہے۔ یہ تمجید غالباً اسی غرض سے بنائی گئی۔ آنسو۔ گناہ کے لئے ماتم۔ اور قدرت کے پوشیدہ کاموں پر دھیان۔ ایمان کی ناکامی اور امیدوں کی شکستگی سب اس کی طرف لے جاتے ہیں۔ دیندار انہ زندگی کے لئے پیشین گوئی ہے۔

زبور ۱۵۰۔ (۱) خداوند کی حمد کرو۔ تم خدا کے مقدس میں اُس کی حمد کرو۔ اُس کی قدرت کے فلک پر اُس کی حمد کرو۔ (۲) اُس کی قدرت کے کاموں کے سبب سے اُس کی حمد کرو۔ اُس کی بڑی عظمت کے مطابق اُس کی حمد کرو۔ (۳) نرسنگے کی آواز کے ساتھ اُس کی حمد کرو۔ بربط اور ستار پر اُس کی حمد کرو۔ (۴) دف بجاتے اور ناچتے ہوئے اُس کی حمد کرو۔ تار دار سازوں اور بانسلی کے ساتھ اُس کی حمد کرو۔ (۵) بلند آواز جھانجھ کے ساتھ اُس کی حمد کرو۔ زور سے جھنجھناتی جھانجھ کے ساتھ اُس کی حمد کرو۔ (۶) ہر متنفس خداوند کی حمد کرے۔ خداوند کی حمد کرو۔

۱۔ "خدا کے" ایل خدائے قادر ہے (۹۰: ۲)
"مقدس میں" یعنی ہیکل میں۔ اور فرشتے آسمان میں اس کی حمد کریں۔ یا دونوں سے آسمان مراد ہیں۔ (۱۱: ۴)

۲۔ "قدرت کے کاموں" (۱۰۶: ۲ و ۱۴۵: ۴ و ۱۱ و ۱۲)
"بڑی عظمت" (۱۔ تواریخ ۲۹: ۱۱)

۳۔ "نرسنگا" مینڈھے یا گائے کے سینگ کو بجانے کے لئے استعمال کرتے تھے بعد ازاں پیتل سے اُسی شکل کا بناتے تھے۔ عام طور پر کاہنوں کا یہ کام تھا کہ نرسنگا پھونکیں (۱۔ تواریخ ۱۵: ۲۴ و نحمیاہ ۱۲: ۳۵ و ۴۱) بربط وغیرہ بجانے کا کام لیویوں کے سپرد تھا (۱۔ تواریخ ۲۵: ۱ و ۶ و نحمیاہ ۱۲: ۲۷)

۵- "جھانجھ"۔ دو قسم کے تھے۔ ایک چھوٹے جھانجھ تھے اور ایک بڑے۔

۶- "ہر متنفس" یعنی جس میں سانس ہے۔ نہ صرف کاہن اور لیوی بلکہ کل اسرائیل۔ نہ صرف کل اسرائیل بلکہ ہر شے جو سانس لیتی ہے۔

Their Christian life was started at [illegible] that time; any individual could [illegible] to them, as all the [illegible] and pulpit [illegible] for years, before [illegible] had [illegible] in [illegible] [illegible] [illegible] (of [illegible] [illegible])

[illegible] extremely [illegible] opportunity [illegible]

Every plant caught his eye, even [illegible] [illegible] when he [illegible] [illegible], [illegible] though [illegible] little, he [illegible] till they [illegible] [illegible]

[illegible] [illegible] [illegible] (...)

[illegible] [illegible] (...)

Young [illegible] field of [illegible] choice is [illegible] [illegible] in a deficit of [illegible].